

نام تاریخی

کلیتاً میر احمد حسین فرقا

۲۳ ساله هجری

دگر ای اهل معنی قلزم معنی بچش آمد
درون بحر و معدن هر چه در بودی گشتش آمد

بنال ای حاسد ناکس که بازار تو شد کاسه
بمیرای مرغ ظلمانی که نورانی سروشش آمد
(منشرفانی)

فہرست کلیاتِ فرقانی

مقدمہ

صفحہ
۱ تا ۲۸

۱۔ وہماچہ - حسین احوال ترتیب کلیات

۲۹ تا ۷۱

۲۔ تذکرہ حیات مصنف - یعنی سوانح عمری حضرت فرقانی

۷۲ تا ۱۱۸

۳۔ حالات کلام فرقانی - بطور ریویو

دیوانِ فرقانی

۳۳ شعر ۱ تا ۷۸

۱۔ قصائد - ۲۱ قصیدے

۸۰ شعر ۷۹ تا ۱۲۸

۲۔ غزلیات - ۵۱ غزلیں

۵۰ شعر ۱۲۹ تا ۱۶۷

۳۵ شعر ۱۶۸ تا ۲۰۲

۳۔ مقطعات - ۲۴ قطعے - مادہ ۱۰۲ تا ۱۲۱ فارسی ۷۸ - ایضاً عربی ۲۴ - ۵۰ شعر ۱۲۹ تا ۱۶۷

۳۵ شعر ۱۶۸ تا ۲۰۲

۴۔ متفرقات - ۵ قسم

کل ۱۰۲ مادہ ۱۰۲ تا ۱۲۱ فارسی و ۷۸ شعر

دیوانِ شاکی

۲۶ شعر ۱ تا ۱۳۱

۱۔ غزلیات - ۸۱ غزلیں

۹ شعر ۱۳۱ تا ۱۳۶

۲۔ مقطعات - ۶ قطعے - ۱۲ مادہ ۱۲۱ تا ۱۳۱ فارسی

۱۴ شعر ۱۳۶ تا ۱۵۰

۳۔ متفرقات - ۴ قسم

کل ۱۲ مادہ ہائے تاریخی و ۴۷۸ شعر

سحن بابی

صفحہ

۱۔ دارالسلام - ۲۴ سلام

۵۲ تا ۸۷ شعر ۱

۲۔ مخمسات اردو - ۵ خمے

۱۱۳ تا ۱۵۳ بند

۳۔ رباعیات اردو -

۸۷ تا ۹۷ رباعیان

۴۔ رباعیات فارسی

۹۷ تا ۱۰۳ رباعیان

۵۔ تضمینات و مخمسات فارسی تعداد ۶

۱۰۳ تا ۱۱۵ بند

کل ۱۶۲ بند و ۹۶ رباعیان و ۸۷ شعر

انشای فرتانی

۱۔ رقعات - موسومہ ۲۲ اصحاب - ۶۸ رقعے مع ۲۱۵ شعر ۱ تا ۱۱۳

۲۔ دیگر نثر - ۴ مع ۷ شعر ۱۱۳ تا ۱۲۳

کل ۷۲ رقعات و نثر مع ۲۲۲ شعر

ضمیمہ

۱۔ دیوان تنہا یعنی غزلیات اردو پدید ریز گوا حضرت قرقانی غزلین ۱۲۵ شعر ۱ تا ۶۵

۲۔ قطعات تاریخ و غیرہ - در انتقال حضرت قرقانی ۵

۳۔ خاتمہ - ۸۶ تا ۸۳

مُقَدِّمَةٌ

فہرست مقدمہ

دیباچہ

حمد - نعمت - منقبت - تمہید - کمال اور بقائے دوام - نامور شعرے پارسی - ایساتر
اردو - ظهور مصنف - سبب تدوین کلیات - توقف ۲۲ سال - چھل مسودہ کلیات کلیات
مسودہ سنین و حالات ترتیب دیوان پر مصنف بعض کلام کم تفصیل حصہ جات کلیات
فرقانی - شکر خدایہ شکر اصحاب - کلام فرقانی کے مخاطب صفحہ ۱ تا ۲۸

تذکرہ حیات مصنف

مصنف کا نام و نسب - سال ولادت و وفات - مولد و مدفن - تربیت - صحبت -
تعلیم - عقیدہ - فطرتی طباعی - کتب دینی صحبت - فرائض غالب - جلسہ میرزا دبیر - ملاقات
مفتی میر عباس صاحب علمائے معاصرین - نامور مولوی سید حامد حسین صاحب موسومہ مصنف
مصنف کے تخلص طریقیہ تصنیف غزل کیسے خوشا گرو نہ تھے - نہ کیسے خوشا گرو بناتے تھے -
کفارہ غزل - غزل پڑھنے کا انداز خصائل - اوقات - شمائل - وقار و متانت -
حالات پر مصنف - اولاد مصنف - قبرستان مصنف صفحہ ۲۹ تا ۴۱

حالات کلام فرقانی

حالات قصائد اور انکا انتخاب - ابن حسام - انوری - مسعود سعد سلمان - ظہیر منیر - رباعی -
ایمیر معزی - رشید و طوطا سے قصائد فرقانی کا مقابلہ - حالات غزلیات فارسی اور انکا انتخاب
ایمیر خسرو شیخ سعدی سے غزلیات فرقانی کا موازنہ حالات قطعات مادے تاریخی و متفرقات فارسیہ
اور انکا انتخاب - خاقانی سے قطعہ فرقانی کا تقابل - حالات نظم انشائی فرقانی اور انکا
انتخاب - حالات نثر انشائی فرقانی اور انکا انتخاب - حالات سلام طے میرزا کی اور انکا
انتخاب - حالات رباعیات اور انکا انتخاب صفحہ ۴۲ تا ۱۱۸

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دیباچہ

حم الحمد لله علی ما عرفنا من نعمہ۔ والحمدنا من شکرہ۔ ونحمدہ لانا من ابواب العلم ربوبیتہ۔ خلق الانسان علی السیاق۔ وجعل لنا الفضل بالکتاب علی جمیع الخلق۔ فکل خلق ینقاد لانا یقصدہ۔ وصائرۃ الی طاعتنا یعزیزہ۔ جس حکیم ذوالجلال نے ایک کلمہ کُن سے کونین کو پیدا کیا جس رت العزوا کمال نے النوع و اقسام مخلوق سے عالم کو آباد کیا جس خدائے ذی المجد و المتعال نے جیسابے بیشمار نعمتوں سے بند و نکو مالامال کیا۔ اور اپنا کلام بشر پر نازل کیا۔ انسان کو جملہ خلائق سے معزز و ممتاز کیا۔ اور ہکونطق و گفتار کی قوت دی۔ اور بیان و کلام کی قدرت دی۔ فصاحت و بلاغت کے سرچشمے ہمارے دل و زبان میں ودلیعت کیے اور ہمیں عذب البیانی اور موزون کلامی کا شرف عطا فرمایا۔ اور ہماری عقل و دماغ کو غایت الغایت تک وسیع و محیط کیا۔ اُسکی حمد و ثنا اور شکر و سپاس کسی فرع یا کسی فرد و خلائق سے ادا ہونا ممکن نہیں۔ یہ وہ ہم ہے جہاں اولین و آخرین میں سے ہر شخص معترف بقصور و نادانی ہے۔ مگر قصداً رِسکا

عَلَّوْا لَیْلَہٗ اُولَی صَیْفَہٗ کَالَمَ۔ ع۔ دحلے اول صیغہ کالہ۔ ع۔ دحلے اول صیغہ کالہ۔

اسی ضروری ہے کہ یہی ذکر و فکر بندگی اور عبودیت کی نشانی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا مِنْ مَا خُتِ الشَّيْءُ

خدا ہے ماست خداوند آسمان و زمین	منزلہ ازل و فرزند و از ہمال و قرین
مقدرے کہ برد سپرد سپر و نجوم	مصورے کہ برو نگذر و شہور و سنین
موثرے کہ بتا شیر طبع قدرت او	محل روح شود لطفہ و ترستار مکین
عنایت نظر او جوان و تازہ کند	جہان پیر کہن را بہا و فریدین
گرفتہ و کف فضل و عدل او مسکن	خلایق مقادوت تو انگر و مسکن
یکے رسیدہ بفضلش ز گرد تا گردون	یکے قتادہ بعدش ز سخن و سخن

نعت وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ الْأَحْمَدِ الْعَرَبِيِّ الْقُرَشِيِّ الْمَكِّيِّ الْمَدَنِيِّ
الْبَتَّائِيِّ الْهَاشِمِيِّ حَبِيبِ آلِهِ الْعَالَمِينَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَشَفِيعِ الْمَذْنُونِ الْعَبْدِ
الْمَوْلِيِّ الرَّسُولِ الْمُسَدِّدِ وَالْبَشِيرِ الْأَجْمَدِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ
اس نام پاک کی جلالت سے کام و دہان شیرین و شکرین اور روح و روان
معطر و عنبرین ہو جاتے ہیں۔

اے رفتہ آستان تو رضوان باتین	جار و بفرش مسند تو زلف حور عین
باد صبا ز کلمت زلف تو مشکبیز	خاک عرب ز نغمہ قبر تو عنبرین
از لعل آبدار تو ارواح را شفا	و ز لعل تابدار تو جبل المتین متین
بام فلک ز رفعت قدر تو تا جدار	کام ہوا ز شربت لعل تو شکرین
ذات تو ہم چو نام شریف تو مصطفیٰ	حسن تو ہم چو خلق عظیم تو نازنین
ماہ شیر ملک آراے طاووس	شاہ سریر مسند اعلایا و سین

منقبت وَاللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى آلِهِ الطَّيِّبِينَ وَاهْلِيهِ الطَّاهِرِينَ

عَلَى آيَةِ قُرْآنِي۔ ع۔ امیر معزی۔ ع۔ درویشی۔ ع۔ مولانا محمد بن حسام۔

خاصته على أخى نبيك ووليّه ووزيره و مستودع علمه وموضع سره وباب حكمتك
سيده المظفر المطهر والشجاع الغضنفر قاسم الجند والكوث وارث علوم الاولين والاخرين
امير المؤمنين - اسد الله الغالب على بن ابي طالب عليه نفائس القية والسلام

تعالیٰ الله اجلال کرسی قدرش
شهنشاه دین آنکه طغرای بهش
ازین علم عالم تواند به باطن
نه نقش پای که بر دوش احمد
وصی نبی آنکه در صلب فطرت
بخاک حریم درش روح قدسی

صل على سائر الأئمة المعصومين من ولده وذريته من الأمامين الهاميين
 الشافيين والقومين - النورين أنيرين السعدين الشهيدين البطينين لرسول
 الثقلين الحسن والحسين - إلى القائم الحى والداعى إلى الصديق المطلق - صاحب
 العصر والزمان امام الانس والجان محمد المهدى صلوات الله وسلامه عليه وجميعهم

دروود درود از دوحیسم رهی	روانست تا باریشاهنشی
چگفتم؟ بنداست آنجامام	دروود و درود و لاملام

سبحان اللہ وصل علیہ! البیعت رسالت اور خاندان نبوت کے مناقب و فضائل
احاطہ بیان سے بیرون اور قوت بشری سے افزون ہیں۔ خود جناب احدیت عز اسمہ
اپنی کتاب میں انکی مع و ثنا فرماتا ہے۔ اور تحائف درود و سلام و خلعت تطہیر تمام
سے انکو مشرف کرتا ہے پس ہمارا کیا مایہ ہے کہ انکے پایہ کو پائین اور حق ثنا و صفت
بجائیں۔ لاریب اُس بارگاہِ لم یزلی کے شایان ایسے ہی مقرب و ولی ہیں جنکی برکت

۱۔ دعائے توسل۔ ۲۔ فیضی علیہ الرحمۃ۔ ۳۔ دعائے توسل۔ ۴۔ دعائے درود طوسی۔ ۵۔ حضرت فرقانی

انفاس ہمیشہ موجود ہے اور چکی نعت و ثنبت میں قلم انسانی سر بسجود۔

تمہید اسی دو دمان عالی کی ایک حدیث ہے۔

إِنَّ لِلَّهِ كُنُودًا تَحْتَ الْعَرْشِ وَمَفَاتِيحُ السَّنَةِ الشَّعَرَاءُ

اور کس قدر صحیح خبر ہے! غور فرمائیے۔ کتنے شاعر ہوئے۔ کس کس زمانے میں ہوئے۔ کس کس ملک میں ہوئے۔ کس کس قوم میں ہوئے۔ کس کس زبان کے ہوئے۔ کیسے کیسے نازک خیال تھے۔ کیا کیا شیریں مقال تھے۔ کیا کیا نقاشیان اور گلکاریان ورقِ دہر پر کین۔ کیسے کیسے پند و نکات سے دل و دماغ کو بھر دیا۔ افسانوں کو تاریخ بنا دیا۔ مُردہ جسموں میں جان ڈال دی۔ سنان میدان گونج اُٹھے۔ بادشاہوں کی مجلسین اور دربارِ فردوس ہو گئے یزیم ہائے نشاط و غم و دونوں کی رونق کو چمکایا۔ افسردہ دلوں کے شوق و ذوق کو گرہ لیا تو تو کو ہجیان میں لائے۔ پاسبانہ لشکر آگے بڑھائے۔ قدرت کی باریک سے باریک نقاشیان موضح کر دکھائیں جسُں و جمال اور ہجر و وصال کے پرے اور کٹائے میں انسانی زندگی کے تمام جذبات اور ولولے روشن کر دیے۔ دُعاؤں کو قابلِ اجابت بنا دیا حقیقت انوار آسمی کو آئینہ دل میں اُتار دیا۔ اُنکے کلام پر جادو اور سحر حلال۔ اعجاز اور کمال کا گمان کرنا پڑا۔ مگر نہ مضامین ختم ہوئے۔ نہ کنایہ و نکات کم ہوئے۔ نہ فصاحت و پند کا در بند ہوا۔ نہ انداز بیان تمام ہوئے۔ نہ طرزِ ادا کی جدت گئی۔ نہ شیریں کلامی اور غلبِ البیانی مضمود ہوئی۔ نہ جادو نگاری اور اعجازِ نالی مسدود ہوئی۔ نہ خیالات کا خاتمہ ہوا۔ نہ اختراع و ایجاد مٹا۔ نہ فصاحت کا گلشن مُر جھپایا۔ نہ بلاغت کا چشمہ خشک ہوا۔ نہ سخن دانی کسی فرد پر تمام ہوئی۔ نہ سخن گوئی کسی شخص پر ختم ہوئی۔ نہ کوئی خاتمِ اشعار ہوا۔ نہ کوئی منتهی الکمل بنا۔ نہ چشمہٴ نیسیض سردی ہنوز موجزن اور کنوزِ مخزون وہی بدستور لبالب ہیں۔ جو اُس خزانے کو تلاش کرتا ہی پاتا ہے مگر ہاں اُس خزانے سے ملتا ہے بقدرِ قابلیت و استعداد اور بنا سبت سبی و لیاقت۔ یعنی قسمت ہر ایک کی متفاوت ہے گو انعام صاحبِ خزانہ کا ہر ملک اور زبان

اور ہر قوم پر عام ہے۔

کمال اور بقائے دوام جو اُس کسٹرخزون کے درہی تک پہنچ کر گئے سبزہ نوحاست

ہیں کہ آگاہ اور پامال ہوا جنگ و ہلاکت کے ذرات قلیل بلکہ نکل و ریاحین میں کہ کھیل کھلا کر

چندر و زمین پر مردہ و افسردہ بلکہ مژدہ ہو جاتے ہیں جنھوں نے اُس خزانے سے سیم و طلا

پایا ہے اپنے ایام زندگی بعزت و نیکنامی بسر کر جاتے ہیں۔ الا جنکے دامن و حبیب اُن

کنوز غیب کے جو اہر زواہر سے مالا مال کیے گئے ہیں اُنکو حیات دوام اور قبول

خاص و عام مبارک ہو۔ اس حیات مستعار کا خاتمہ اُنکی حیات جاوید کو اور بھی بار و نق کرنا ہو

اُنکی کنج کھد کی خاموشی ہزار ہزار شہرتوں کی زبانیں رکھتی ہے۔ قرین اور صدیان گذری

ہلی جاتی ہیں مگر اُنکے نام زندہ رہتے ہیں۔ تصور اور قبور منہدم و مہار و بے نشان ہو جاتے

ہیں مگر وہ تمامی نشان ہر شہر میں ہر گھر میں ہر مجلس میں موجود رہتے ہیں۔ سلطنتیں متغیر تو ہیں

مستبدل۔ اوضاع و اطوار متقلب۔ رسم و رواج متفاوت۔ دفتر و کتب خانے کا و خور و

ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ نیکنام باعزاز تمام۔ عمر خضر و نوح پر ہنستے اور اسحیاء و اسحاق

پر چٹک مارتے۔ بے تغیر و تبدیل بجائے و بدستور۔ قائم و دائم رہتے ہیں۔

حقیر کی دانست میں قبول خاص و عام اور بقائے دوام ہمیشہ کمال سے وابستہ ہیں

وہ کمال جس فن شریف میں ہو۔ جس ملک میں ہو۔ جس عہد میں ہو۔ جس زبان میں ہو۔ جس

قوم میں ہو۔ جس ملت میں ہو۔ البتہ اتنا ممکن ہے کہ کسی عہد۔ کسی ملک۔ کسی وقت۔ کسی قوم

کسی ملت میں اُس کمال کے نقاد۔ ماہر۔ قدردان۔ پہچاننے والے۔ سمجھنے والے ضرور پائند

بھی خواہ۔ اور موید کم ہوں۔ اور کبھی زیادہ۔ مگر عظمت نفس کمال۔ اور عزت ذات کا ملین

کبھی نہیں جاسکتی بلکہ جس قدر قدامت و کنگی کی نقاب اُس بُخِ زیبا پر زمانہ ڈالتا ہو۔ اُس قدر

اہل ذوق و شوق کی نگاہ میں زیادہ تیزی اور باریک بینی سے اُسکے حُسن و جمال اور خط و

خال پر نظر کرتی ہیں۔

نامور شعراے پارسی [مثلاً شعراے فارسی پر توجہ فرمائیے :-

آل سامان کی فہرست ہزار سال ہوئے بے سرو سامان ہو گئی۔ مگر فارسی شاعری کا آدم استاد ابوالحسن رودکی اپنے سخن کے ربط و ربط سے ہنوز اہل عالم کو وجد و سماع میں لائے جاتا ہے۔ کیا عجب کہ اسکے مدح امیر ابوالفرس سامانی بھی اپنے بے نام و نشان کھد میں یہ سُری شہنائی سُکر روحانی لذت پاتا ہو۔

سنجری [نودس صدیان گذر جانے پر بھی سدا بہار بچوں کا گلدستہ ہاتھ میں لیے نظر آتا ہو حالانکہ خراسان میں شاہان آل سنجری کا وہ مدح تھا کہ بتہ خاک کے نیچے دبے پڑے ہیں ابوالقاسم حسن عنصری ملک الشعراء محمود غزنوی۔ گو غالب عنصری کو سنہ ۱۲۸۵ ہجری میں خالی کر چکا ہے۔ مگر جب تک یہ چار عنصر و نکا مرکب پتلا موجود ہے اسکی یاد قائم ہو۔ جسٹید کا جام خدا معلوم ٹوٹ پھوٹ کر کمان گیا۔ مگر اوحدی کی مثنوی جام جم ہنوز جرعہ ہا روح افزا پلانے جاتی ہے۔

کتنی صدیان گذرین کہ مینو چہری کا چہرہ خاک میں بلیا۔ مگر اسکا کلام ہنوز دین استر یا اور جرمی سے چھپ چھپکرتا ہے۔ تراجم ہوتے ہیں۔ شرح لکھی جاتی ہیں۔ اسدی طوسی کے لیے یہ نیک نامی کیا کم ہے کہ فردوسی ایسے استاد کا استاد ہے اور شاہنامہ کو بعد وفات فردوسی مکمل و منتم کیا۔

حکیم ابوالقاسم فردوسی نو سو سال ہوئے فردوس میں داخل ہوا۔ گردنی کی جگہ ہنوز اسکی تیغ زبان کی جھنکار سے گونج رہی ہے اور گردِ خاکی کے گنبد اسکی چوگان سے متزلزل ہے خاقانی شیردانی اگرچہ شہسہ ہجری میں چونکہ خاک تبریز ہو چکا مگر اسکی بلاغت کی شہرت اب تک آسمانوں سے پار ہوئی جاتی ہے اور اسکے مدح خاقان کبیر کے نام کو زندہ کیے ہوئے ہے۔

حکیم انوری ابیوری کی گشتیں زبان اگرچہ شہسہ ہجری میں بلخ میں طعمہ و مور و بلخ ہو گئی

مگر اسکی فصاحت کی زبان ہنوز شیرینی سخن کے دریا بہا رہی ہے۔

حکیم سنائی غزنوی کا حلیقہ سدا بہار پھولوں سے ہمیشہ شاداب ہے اور مولانا جلال الدین محمد بلخی الرومی کی مثنوی حقیقت میں لاجواب ہے۔ یہ سچ ہے کہ جسم انکی آٹھ سو برس ہوئے خاک لحد میں آلودہ و آغشته ہو گئی۔ مگر انکی سحر بیانی کے ریات اور اعجاز لسانی کے پرچم نہ صرف ایشیا کے تمام ملکوں پر لہراتے ہیں بلکہ یورپ و افریقہ کے بد و بحر میں بھی حقیقت بینوں پر سایہ نکلن ہیں۔

مولانا نظامی کا خسہ آج سات آٹھ سو برس بعد بھی حواس خمسہ میں جان و روح ڈالتا ہے حمزہ بن عبد الملک آفری طوسی اگرچہ کئی صدیاں گزریں سرزمین سمرقان میں مدفون ہو چکا مگر شاہ رخ بن تیمور اور سلطان محمد کے ناموں کو ہنوز زندہ کیے ہوئے ہے۔

رشید و طوطا کی فصاحت و بلاغت کا ایک عالم میں آج تک ڈبکا ہے اگرچہ اسکے مدوح محمد خوارزم شاہ بلخی کی نسل بھی باقی نہیں۔

ظہیر قاریابی آٹھ سو سال گزرے کہ کوہ سرزبات کے سرداب میں سو گیا مگر اسکے کلام رنگین اور سخن شیرین کو حیات جاوید کا خلعت اور بقلے دوام کی نعمت حاصل ہے۔

امیر معری پانچویں اور چھٹی صدی ہجری کا ملک الشعراء تھا۔ ابراہیم بن مسعود۔ جلال الدین ملک شاہ اور سنجر ایسے سلاطین کے درباروں کے مرقعے اب تک دکھاتا ہے۔ اگرچہ خود شاعر ہیں رحلت کر گیا۔

عمر خیام کی حکمت و ہند و فصلیح سے آج سات سو برس بعد دار الحکمتہ و الحکومت لندن گونج رہا ہے۔

مسعود سعد سلمان۔ کمال امضانی۔ سلمان ساوجی جب تک فارسی زبان قائم ہو اسکے موالید مثلاً نہ سمجھے جائینگے اور اسانید صمیمہ نصحا و صدا دیکھنا ماننے جائینگے۔

شیخ سعدی شیرازی کی بلبل روح نے قسطنطنیہ ہجری میں بوستان دہرے پر ہار گیا۔ مگر

فارسی کے گلستان رنگارنگ میں اُنکے کلام کے گہلے شاداب ہمیشہ اہلبائے ربیعے
امیر خسرو دہلوی کو آج پانچ سو اکتیس سال ہوئے کہ ۹۷۷ھ ہجری میں روضہ شاہ نظام الدین
اولیاء کے زینت و زینت ہو گئے مگر اُنکی گلکاری اور شیرینی سخن آج تک طوطی ناطقہ کے لب
بند کرتی ہے۔

ملا نور الدین عبدالرحمن جامی ہنوز جاہلے لبالب فصاحت و طلاقت سے کام و
دبان بلکہ روح و روان کو حلاوت و طراوت دے رہے ہیں حالانکہ اُنکا کاسہ سر ۹۷۲ھ
میں سنگ قضا نے چور چور کر دیا۔

لسان الغیب حافظ شیرازی گھر گھر موجود ہیں مذہب و طلاقِ نسخے اُنکے دیوان کے ایشیا
والون نے لکھے اور یورپ والون نے چھاپے۔ خود تو ۹۷۷ھ ہجری میں جوار رحمت
آسمی میں پہنچے۔ مگر اُنکے کلام کے طالبین و شائقین آج تک بڑھتے ہی جاتے ہیں

اللہ اکبر! جل جلالہ کیا تاثیر کیا عزت کیا قبول ہے۔ یہ ہے حیات دوم اور

بقائے سدام۔ مگر نہ سمجھنا کہ یہ بزرگ صرف خوش بیانی اور شیرین زبانی سے ایسے

نام آور و سر بلند شاعر و ناثر ہو گئے۔ نہیں وہ بڑے ذہین و ہوشمند تھے۔ بڑے طباع و

نقاد تھے۔ بڑے عارف و محقق تھے۔ علم و فضل میں قلمزم محیط اور بحر ذخار تھے۔ دانش و

بینش میں سپر پنا اور اور فلک بسیط تھے خرد و فرہنگ میں اوحد زمان تھے ملکون کی

جان تھے سلطنتوں کے چشم و چراغ تھے۔ صدیوں کی ساعت سیمد تھے۔ قوموں کے سرتاج

تھے۔ کتاب علم و ہنر میں سرگرم و ممتاز تھے۔ برہان آداب و اخلاق تھے۔ طرزِ ادا کے

موجد ناقہ سخن۔ سخن دان و سخن آفرین و سخن سنج و جوہر شناس تھے۔ حکیم تھے فیلسوف

تھے۔ انجمن اعیان و اکابر کے انجم و خشان۔ عفا و النفا کے بزم دل افروز کی شمع

تابان تھے۔ اُنکے سفر۔ اُنکے تجربے اُنکی جستجوئے علم و فن کے نشان و نقوش سطح

عالم ہستی پر مرقم ہیں اور اُنکے انوارِ فضل و کمال کے شیشے تاریک تاریک عہد میں روشن

اساتذہ اُردو فارسی کو جانے دیجیے۔ وزیربان تو کئی ہزار سال تک کئی پسلوئی سلطنت کی گود میں پئی اور صد ہا سال تک چند ملکوں کے اکابر و عمائد و اعظم کی توجہ کے صیقل سے منجھکر شستہ و رفتہ ہوئی تھی غریب اُردو کو لیجیے جو صرف تین سو برس پہلے ملک میں سلیس و فصیح بنائی گئی اور کسوٹی پر رکھی گئی اور خزاں پر چڑھائی گئی اور کسال میں لائی گئی اس تھوڑے عرصے میں بھی کچھ ایسے لوگ ہو گئے جو افلاک فصاحت میں سیاروں سے کم اہم و ظہور میں اور جتنے گلشن شاداب کی لطافت و نزاکت و لونکو مرغوب اور جانو نگو محبوب مثلاً درد کے کلام کا درد پتھر کو موم کرتا ہے۔

میر تقی کی عالی خیالی اور طرز بیان اُردو کی جان ہے۔
سودا کے حروف سخن کا سواد بیاض و ہر سے مننے والا نہیں۔
انشا کی جودت طبع بکلی کی طرح تیز اور چمکدار ہے۔

ناسخ نمی گران سنگی کے سامنے سب کا پتہ ہٹا ہے۔
آتش کی آتش زبانی خاکی نزا دان ہند نہ بھولیں گے۔
مومن کی موٹنگانی اور شیریں سخنی کی ہر جگہ دھوم ہے۔
ذوق کے وجدانی رنگ کا شوق بکے دل میں ہے۔
غالب کی نکتہ آفرینی اور شکل پسندی عروس سخن کا زیور ہے۔
میر انیس کی فصاحت و سلاست سے بلبل و طوطی شرماتے ہیں۔
میرزا پیر کی بلاغت و تبحر سے گنبد دواز تک گونج رہا ہے۔

نظیر کے لیے اس قدر سخنوروں کے نام کافی ہیں۔ ورنہ صحیح تو یہ ہے کہ
نظر کرد جان در جهان کمین سخن دید باقی و باقی سخن نہ

آدم پر مر مطلب در حالیکہ کنوز تحت العرش بستور معورین اور مبد و فیاض
کا دریغ عطا ہمیشہ موجزن ہے آپ کو متعجب نہ ہونا چاہیے۔ اگر صدی سیر دہم کے

نیمہ دوم تین خاک ہند سے فارسی وارد و کے کسی ایسے شاعر ناثر نے ظور کیا ہو جس کا سخن و کلام اور فضل و کمال اس درجے کو پہنچا ہو جو حیات دوام اور بقائے مستدام کا مستحق بناتا ہے۔

مصنف کا نام واضح ہو کہ اس فقیر کے والد مینو مکان علامہ سید احمد صاحب فرقانی و شاکی و بابا کی خصہ صہ اللہ بالرحمت والرضوان کے شعر و سخن اور حسن و بلاغت زبانوں پر جاری اور دلون میں ساری یمن اور خجکی خدا داد وجودت و ذکاوت کے قصے اور حکایتیں مشہور ہیں۔ ایسے مخزن فیض عرفان اور معدن حکمت و یقین تھے۔ کہ شاعری اور کمال زبان عم دون مرتبہ آنجناب تھا اول تو وہ نظرۃً ایسے فنی و ذہین اور طباع و ہوشمند پیدا ہوئے تھے کہ کمر دایۃ ایام کے آغوش میں ایسے فرزند آتے ہیں۔ ثانیاً انھوں نے جملہ علوم متداولہ کو برگزیدہ صحبتوں اور مسلسل و کثیر مطالعہ کتب سے کما حقہ حاصل کیا تھا۔ آنجناب کے حالات حیات فقیر آگے لکھتا ہے۔ یہاں صرف یہ التماس کرنا ہے کہ جناب ممدوح الشان معنی و بیان و لغت و عروض و قافیہ و صنائع و بدائع جملہ علوم ادب پر محیط تھے۔ کتب سیر و تاریخ و منطق و فلسفہ و رمل و طب فنون شریعہ پر عبور تھا اور تفسیر و حدیث و رجال و کلام و فقہ و اصول فقہ کو سالہا سال کی کتب بینی اور غور و تعمق سے ایسا حاصل کیا تھا کہ کتب مبسوطہ ان علوم میں تصنیف و تالیف فرمانا چاہی تھی لیکن آہ۔ آہ! اجل نے ہمت زدہ می اور وہ قصد پورا نہ ہوا۔ آج بائیس سال سے زیادہ عرصہ گزرتا ہے کہ وہ کوہ عالی زیر خاک سا فل پنہان ہے اور صفحہ روزگار پر کوئی ایسی علمی تصنیف آنجناب کی موجود نہیں۔

سبب تدوین کلیات ہذا لہذا آنجناب کی رحلت کی صبح قیامت خیز سی ہوا جس ذرۂ فانی کو یہ خیال ہوا کہ جو مسودات اُنکے اشعار گو ہر بار اور رقعات نشر آبدائے ہوں

۱۔ سال ولادت و وفات جناب فرقانی رحمہ اللہ سوانح عمری ملاحظہ فرمائیے۔

انکو جمع۔ صاف۔ مدون اور مرتب کر کے اور دیگر طور پر جو کلام ملے اسکو شامل کر کے طبع و شائع کیا جائے کہ وہی اس کو علم و فضل کے درمیتیم لالی شاہوار۔ جواہر آبدار۔ یادگار ابد پایدار ہونگے۔

مرور عرصہ ۲۲ سال پس گذشتہ ۲۲ سال میں وہ اوراق پریشان۔ مسودات بے ترتیب بیاضنہائے قلمی وغیرہ ہر وقت اور ہر جگہ بحفاظت جان کی طرح میرے ساتھ رہے۔ اور کسی حالت رنج و راحت میں اپنے سے جدا نہیں کیے گئے۔ اور جب موقع ہوا انکی نقل و ترتیب و تہذیب کی گئی۔

چونکہ آنجناب کے معاصر۔ قدر شناس۔ جوہری۔ احباب۔ اعزاء۔ تلامذہ۔ معتقد کلام آنجناب کے لیے روزِ رحلت ہی سے متقاضی اور شائق تھے میں نے فوراً ہی کلیات فرقانی کے مرتب کرنے کا عزم کیا تھا چنانچہ رسالہ نمبر ۱۳۱۳ غم میں جو جب سال ۱۳۱۳ء و مئی ۱۳۱۳ء میں شعرِ حالات مرض الموت و وفات آنجناب شائع کیا گیا تھا حقیر نے لکھا تھا:—

”خدا وہ مبارک دن جلد لائے کہ آپ کا کلام شائع ہو۔ موجودہ پریشانیوں سے فرصت پاتے ہی جناب والدی العظم کے کلام بلاغت نظام کو جو دیا کے موتیوں اور آسمان کے تاروں کی طرح منتشر و پریشان ہے مرتب صاف کرنا شروع کروں گا۔ انشاء اللہ دو تین ماہ کی محنت سے حضرت مرحومی کا کلیات جو باوجود اختصار کے کان فصاحت و بلاغت اور قلمزلیاقت و درزانت ہو گا مرتب اور درست ہو جائے گا۔ بعد اُسکے چھاپنا اور شائع کرنا کچھ مشکل نہیں۔“

مگر افسوس! یہ خبر نہ تھی کہ دو تین ماہ نہیں ۲۳ سال گزر جائینگے۔ اپنا شباب جا کر شب آجائے گا آنجناب کے اکثر معاصر۔ قدر شناس۔ اعزاء۔ احباب۔ تلامذہ کلیات مانگتے مانگتے

راہ عدم لینے اور میں اس وقت کو جمع نہ کر سکوں گا۔

میرے بزرگو! علم و ہنر کے دوستو! میں نوازل و مصائب مانہ کی شکایت کروں یا اپنی بے بضاعتی خرد و ہنر اور تہی مانگی علم و فن کو روؤں۔ یا مسودات کے فراہم کرنے۔ کلام بے مسودہ کی تلاش خطوط بد کے حل کی مشکلات کو بیان کروں یا اپنی سہل انکاری۔ فکر و مونت اور کثرت کار و دنیوی کو الزام دوں یا کاتبوں کی نساخی۔ نقل و اصل کے مقابلہ و صحت کی دقتوں کا ذکر کروں۔ غرض اس ویساچہ میں کیا کیا بیان کروں کہ کیسی طولانی محنتوں اور دلی و قلبی کوششوں سے کلام **فتنی** مرتب ہوا ہے۔

مگر ۲۲ سال کی مدت کثیر کا گزر جانا اس وقت تیرہویں صدی (ہجری) تمام ہوتی تھی اور اب چودھویں صدی کا بھی ربع اول قریب ختم ہے۔ اور حضرت مصنف فردوس مکان کے اکثر ناقدان سخن و شائقان کلام کا راہی عدم ہو جانا ایسے عظیم و اہم امور ہیں کہ میرے جمیع عذرات۔ بیشک۔ بدتر از گناہ ہیں۔ عرق الفعال ہے اور میں ہوں۔

فقیر کی کم مانگی علم و عمل اور معاش و صحت کا خلل غالباً اور بھی توقف و تاہل کرانا اور عجب نہ تھا کہ اس عرصے میں حضرت مصنف علیہ اللہ مقامہ کے بقیہ اعزا۔ احباب۔ مشتاقین سخن اور ماہرین فن کا ہی خاتمہ ہو جاتا مگر سرمایۂ ۱۹۰۳ء و ۱۹۰۴ء مطابق ۱۳۲۳ھ و ۱۳۲۴ھ میں شدت امراض و اسقام و علل سے فقیر کا یہ حال ہوا کہ وہ ہم زندگانی محال ہوا۔ اس وقت اللہ العزیز نے خیال ہوا کہ یہاں یہاں! اس جنم ذلیل و علیل کے پیوند خاک ہونے پر یہ جواہر زواہر بھی دستبرد زمانہ سے غارت ہو جائیں گے اس لیے مایوسی کی آگ نے مجھے سجد سرگرم اور خاتمہ کی برق نے میرے دل و دماغ کو از سر نو روشن کر دیا گو یا صدائے الوحیل الوحیل جو ہم ۴۲ سال کے سن کے بعد میرے کان میں آتی ہے اس کام کے چلانے والی ہو گئی۔

اصل مسودہ کلیات کلام فرقانی کے اصل یا مسودہ یا منقول عنہ چھ مختصر مختصر
بیاضین ہیں اور بعض اخبارات کہ ان میں بعض غزلیات - قصائد - قطعات تاریخ وغیرہ بعد
حضرت مصنف طبع ہوئے تھے اور کچھ اوراق جدا گانہ یعنی وہ اصل غزلیات جو جناب
والد مرحوم نے مشاعرون میں پڑھی تھیں اور کچھ اجزاء جدا گانہ - قصائد - جنسے قصائد صاف
و مطلقا و مذہب ہو کر محدثین کو جناب فرقانی نے بھیجے تھے - اور کچھ پرچے جن پر تصنیف کے
وقت خود حضرت مصنف نے کلام قلمبند کیا تھا - اور ایک کتاب حسین رقعات کے مسودے
ہیں فرضی رقعات نہیں بلکہ وہ خطوط جو واقعی مکتوب الیہم کو بھیجے گئے تھے - اور بعض اصل
خطوط جو مکتوب الیہم نے اندراج انشای فرقانی کے لیے عنایت فرمائے۔

کتاب مسودہ یہ مسودے گو کیسے ہی شکستہ خط میں ہوں اور جا بجا قلم زد ہوں مگر
ان کی صحت میں مطلق شک نہیں ہو سکتا اس لیے کہ ان چیزوں کے کاتب کون تھے؟ سنیے:-
(۱) خود جناب فرقانی اَعْلٰی اللہ تعالیٰ مَرَاتِبُهُ فِی فَرَادِیْسِ الْجَنّٰنِ۔

(۲) اور اُن کے ابن عم جناب مولوی سید محمد علی صاحب قلم قبلہ اَسْكَنَهُ اللہ تعالیٰ
فِیْ صَدْرِ الْجَنّٰنِ جنکی علمیت اور سخن سنجی سبحان اللہ۔

(۳) اور مصنف کے فرزند بنت المم سید محمد مرتضیٰ صاحب بیان ویزدانی
طَبَّ اللہ مُرَقَّاتًا جو کیسے سر بلند اور مشہور شاعر ہوں۔

(۴) اور مصنف کے والد اکبر و سپر کلان ترمذی سید شجاع حسین صاحب ریحانی
رَحِمَهُ اللہ تعالیٰ جو جو دت و ذکاوت میں ممتاز تھے۔

ان تینوں آخر الذکر حضرات کے قلم کی تحریرات اور نیز متذکرہ بالا اخبارات صحیح کردہ
حضرت مصنف تھے اور یہ سب کا غذاتِ تائیدم فقیہ کے پاس محفوظ ہیں۔

سین و حالات ترتیب ابتدا ببقام میرٹھ ۱۸۸۵ء سے ۱۸۸۷ء تک اکثر

۱۔ سین رقعات ان چاروں کے عاشق آئندہ میں مندرج ہیں۔

مسودات سے ایک ایک نظم علیحدہ علیحدہ کاغذ پر صاف کی گئی۔ ۱۸۸۶ء سے ۱۸۹۰ء تک میں ایسی ملازمت سرکاری میں رہا کہ یہ کام بالکل بند رہا۔ پھر ۱۸۹۱ء سے ۱۸۹۳ء تک بمقام علیگڑھ بقیہ مسودات کو جو زیادہ بدخط اور مشکل تھے اس طرح پڑھا اور نقل کیا کہ ہر روز صبح سے چاشت تک صرف یہی کام کرتا تھا۔ اسی عرصے میں بعض کلام جبکہ مسودہ نہ تھا۔ آنجناب کے احباب و اعزاء وہم صحبتوں سے ملے۔ بعد دو سال تک یہ کام بسبب مذکورہ پھر معطل رہا۔ الا اوریضلع جالون میں پھر موقع ملا ۱۸۹۳ء سے ۱۸۹۵ء تک وہاں کچھ اور مسودات ملے اور صاف ہوئے اور کل نقل کا مقابلہ اور تصحیح ہوئی بعض کتبے بعض عمارتوں سے نقل کیے گئے۔ اور کلام فارسی۔ کلام اردو۔ کلام اردو فارسی مشعر مع البیت اور رقعات نشر کی علیحدہ علیحدہ ترتیب کی گئی اور انکے مختلف حصص بنائے گئے۔ مثلاً۔ قصائد۔ غزلیات۔ قطعات۔ سلام۔ رباعیات۔ تفسیلات۔ متفرقات۔ زمان بعد ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۳ء تک یہ کام پھر بند رہا۔ سبب زیادہ تر تو ملازمت سرکاری کے کاموں کی کشاکش اور کچھ اپنے امراض و یا بیطیس و سعال قدیم کی پریشانی تھی۔

اب ساگذشتہ جب وہ حالت شدت علالت ہوئی جسکا ذکر اوپر کیا ہے اور سخت دوا دوش اور علاج سے کچھ صحت ہوئی تو حیرنے پھر سرگرمی سے اسکی طرف توجہ کی۔ جو نقل سابق میں ہوئی تھی وہ کافی نہ پائی نہ اسکی صحت و ثوق کے قابل تھی۔ از سر نو کل کلام نظم و نثر و اردو و فارسی کو مرکز و شخط نقل کرایا اور تا امکان حروف و اُسکی صحت کی اور جابجا ضروری حواشی و معانی الفاظ و مختصر حالات لکھے۔ اور تہذیب ترتیب کو از سر نو جانچا اور جہان اصل میں شک تھا اسکو رفع اور حل کیا اور ہر حصے پر ایسی فہرستیں قائم کیں جنہے نوعیت سخن۔ تعداد اشعار اور جہان شک کہ ممکن تھا موقع و زمانہ تصنیف بھی معلوم ہوتا ہے۔ ان فہرستوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعر

کی ابتداء عمر کا کلام ہے یا ادھر زمانہ کا اور جس غزل یا قصیدہ یا قطعہ کی تلاش ہو فوراً
دنا ہے اور جو کلام پہلے طبع ہوا تھا اُس کا بھی فہرستوں میں نشان دیا ہے کہ فلاں اخبار یا
رسالہ میں چھپا۔

قصہ مختصر جون ۱۹۲۷ء سے مئی ۱۹۲۹ء تک شب و روز یہ کام جاری رہا۔ امراض
حیر کے ایسے ہیں کہ مطالعہ و تحریر سخت مضر ہے۔ مقابلہ و صحت کی شدید محنت سے جان
بوسہ پر آتی رہی جسم گھٹتا رہا مگر شبنم گذرتی رہی۔ شمع پگھلتی رہی۔ اور یہ کام ہوتا رہا۔
حصہ نشر جس قدر نشر فارسی کے رقعات وغیرہ ملے اور قابل یادگار پائے گئے اُن کو
ایک طلحہ حصہ میں رکھا گیا۔ اور نام اُس کا انشائی فرقانی ہوا کہ یہی قصہ جناب والد
مرحوم کا تھا اور وہ بھی داخل کلیات کی گئی۔ اس نشر کا کلیات فرقانی میں شامل ہونا ایسے
ضروری اور لازمی تھا کہ اُمین بہت سے ابیات۔ رباعیات۔ قطعات۔ مثنویات موقع
بوقع جناب مصنف نے ایسے تحریر فرمائے ہیں کہ اُن اشعار کا نشر سے جدا کرنا انگشتی
سے ممکن لیلینا ہے۔ پس وہ شر بھی درج کرنا مناسب تھا۔ اور جس رتبہ کی وہ شریں ہیں
اُن کے ملاحظے سے ظاہر ہوگا۔ ایسے اشعار کو نشر سے علیحدہ کر کلیات کے حصہ نظم میں
نہیں لکھا گیا۔

دیوان پدر مصنف میرے جد امجد جناب منشی سید کفایت علی صاحب
مرحوم المتخلص بہ تنہا دراشت جنھوں نے ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء ہجری میں وفات پائی
جب غالباً ما بین ۱۲۸۰ھ و ۱۲۸۵ھ اگر وہ میں ملازم سرکار تھے۔ وہ ان شعر و سخن کا بہت
چرچا تھا۔ اُردو کے اچھے اچھے شعرا اگر وہ میں اُس وقت جمع تھے اور سلیس اُردو میں پُر درد
ماشتاق شعر کہنا شریف و نادر کے لیے ضروری جو ہر تھا۔ لہذا جناب جد مرحوم بھی شعر اُردو
کہتے تھے جو درد اور لطیف و سلاست سے ملبو ہوتا تھا۔ اُن کی غزلیات کے مسودے
جناب والد مرحوم نے محفوظ رکھے تھے۔ اور ایک فہرست میں منضبط کیے تھے اس خاکسار نے

مناسب سمجھا کہ وہ کلام بھی اس کلیات کے ہمراہ شائع ہو چنانچہ دیوان تنہا یعنی حضرت فرقانی کے والد ماجد کا کلام کلیات فرقانی کے ساتھ بطور ضمیمہ منسلک کیا گیا۔ اور کچھ حالات اُن کے بعض حیات صنف کلیات لکھے جائینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

نشر ہائے عنوان

اکثر قصائد فارسی کے عنوان پر جو شر جناب فرقانی نے تحریر فرمائی تھی اُس کو بدستور قائم رکھا گیا ہے اور سخن باکی میں بعض سلاموں - مخمسوں رباعیوں پر جو یادداشت نشر آنجناب نے لکھی تھی اُس کو بھی وہاں تینا و تیر گا بدستور قائم رکھا گیا ہے۔ اسلئے کہ اس نظم کے سرنامے کے لیے اُس نشر سے ادلی کچھ ہو نہیں سکتا۔

کلام ابتدائے عمر کا مسودہ نہیں ہے ایک افسوس رہا اور وہ بڑا افسوس

اور ہمیشہ رہیگا۔ اور بندہ کے ساتھ ناظرین بھی اُس افسوس میں شریک ہونگے۔ آنجناب علیہ الرحمۃ کا بہت سا کلام عنوان شباب یعنی قبل غدر ۱۸۵۷ء کا محتاج وہ صہارم تخلص فرماتے تھے آنجناب نے اُس کا مسودہ نہیں رکھا تھا۔ ریاض نو ملتان اور دیگر اخبارات قدیم میں کچھ کچھ طبع ہوا تھا۔ یا متفرق احباب کے پاس ہوگا۔ وہ نہ ملا۔ نہ ملا بہت کم دو ایک چیزیں اس میں سے دستیاب ہوئیں جو درج کلیات کی گئیں۔ باقی کا کہیں پتہ نہیں۔ چونکہ اوائل عمر اور عنفوان شباب کا کلام تھا غالباً آنجناب نے خود اسے مضبوط و محفوظ رکھنا مناسب تصور نہیں کیا۔ یا کیا۔ اس بابت میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

بعض عمدہ کلام نہیں ملا

الآسم تو یہ ہے کہ بعض ایسی نظم و نثر نہ دستیاب ہوئیں جو معرکہ آرا اور نوادر روزگار تھیں۔ بعض کے وجود کا خود مجھے علم ہے اور اکثر کا پتہ خطوط مند بہ انشای فرقانی سے ملتا ہے۔ مثلاً

(۱) قطعات تاریخ وفات جناب جد امجد سید عمر داز علی صاحب قبلہ انا اللہ برہانہ

(۲) قطعات تاریخ وفات جناب میرزا اسد اللہ خاں نقشبانی بڑی بڑی اللہ مضجعہ

(۳) قصیدہ ہجر راجس صاحب جسکو صاحب مدوح یورپ لیکے اور اسکو دیکھکر

دارالمسلم برلن کے ماہرین فارسی دنگ رکھے۔

(۴) تقریظ کتاب عیقات الانوار جسکا تذکرہ انشای فرقانی نامہ نمبر ۲ موسومہ جنابے لانا حاجی سید حامد حسین صاحب قبلہ اعلیٰ اللہ تعالیٰ مقامہ میں ہے۔

(۵) ترکیب بند وفات ارسطو جاہ مولوی سید رجب علی خان صاحب حشر اللہ تعالیٰ مع ابائے جسکا اشارہ انشای فرقانی نامہ نمبر ۲ موسومہ جناب مولوی سید شریف حسین خان صاحب قبلہ میں ہے۔

(۶) تحریر نسبت اعتماد والدہ جسکا حوالہ انشای فرقانی نامہ نمبر ۲ موسومہ جناب مولوی حافظ قاری سید جعفر طلیح صاحب اسکنہ اللہ تعالیٰ فی صدر الجنان میں ہے۔

۱۷ از آنجا که در پراگندگی سفر، امتثال امر عالی را بطریقه دو بار بے عنوان کتاب عیقات نوشته شده بود۔ بجای آن دو سرحت دیگر بر سر گذارچہ هنوز ہم لفظ و معنی بواجبی در غور کتاب و صفت نیست امید است کہ برتی ماگی این ناچیز بخشایش آورده و در پیوند که از گذران بے ہنر، ازین نثار صورت نمی بندد۔ (از انشای فرقانی)

۱۸ و سرانستہ سر و است کہ انشاء اللہ تعالیٰ جمعیت خاطر روی دم و آن خود شدنی ہست ترکیب بندے دو۔ و وفات حضرت والدہ خود و والدہ بزرگوار علیہما رحمۃ اللہ تعالیٰ و تقدس چنانکہ دل بخوابا از طبع تشویش بخل آرام۔ (از انشای فرقانی)

۱۹ مزین جارجہ ضلع بند شہر کو اگر پیشاپہ ناز رہے تو بجا ہو کہ وہ جناب حاجی مولوی قاری حافظ سید جعفر علی صاحب قبلہ علیہ السلام مشہد کاکا مولدہ صوفی ہو۔ وہ علی مقام علم و عمل زہد و اتقا بخود و قرأت میں ایسے طویل المرتبہ و بلند نام

ہوئے ہیں کہ محتاج بیان نہیں۔ تا سبچ ولادت ۱۲ صفر ۱۲۳۳ھ روز جمعہ اور تاریخ وفات ۲ صفر ۱۳۱۳ھ روز یکشنبہ ہر حضرت فرقانی اور انکے والد نامہ ارجناب مولائے مہرج سے کمال عقیدت و ارادت رکھتے تھے۔ انکے خلف الصدق جناب

مولوی سید عباس حسین صاحب قبلہ بھی بفضلہ تعالیٰ اسی طرح بھسی صفات فاضلہ کمال اور زہد پیشانی بن خواجہ

الطاف حسین صاحب عالی نے انکی شان میں یہ کہا ہے کہ اگر جعفر طوسی کو زندہ دیکھنا چاہو تو عباس بن جعفر سامیط علم و فن دیکھو۔ وہ ابتداء سے دست العلوم علیکندہ سے ہان پر و خیر عربی و فارسی میں ادب و طبع انکے الذہن بزرگوار میراث جہاندار پر

عنایت غرض فرماتے ہیں ہا صام اللہ تعالیٰ بر کائے وابد میسر۔ (افاضلہ در معانی) سطرے دو چار در و طلیح عماد الدولہ نگاریہ شدہ نسخہ آناروانہ خدمت عالی داشت۔ (از انشای فرقانی)

خاکسار کو افسوس ہے تو یہ ہے کہ اسکا جبر نقصان کیونکر ہوا اور اقرار و اعتراف ہی کو میری تلاش ناقص تھی۔

دیگر نثری مصنف بندہ سرا گلندہ اسکے ساتھ ہی ایک اور کی کا بھی ذکر کرنا واجب سمجھتا ہے۔ مناسب تھا کہ انشای فرقانی کے ساتھ بشل و فتر ثالث ابو الفضل کے انتخاب کی۔ اقسام مفصلہ ذیل کی تحریرات بھی مرتب و مجتمع کیجاتیں :-

(۱) ہزار ہا کتب علوم متفرقہ جو آغخاب نے بغور ملاحظہ کی تھیں اُنکے آخرین ایک مختصر یادداشت و لپیذیر فارسی میں ایسی تحریر فرماتے تھے کہ تمام کتاب کی جان ہوتی تھی۔ دو چار مختصر جہون میں کل کتاب کا عطر نکل آتا تھا۔

(۲) ہزار ہا دیوان ہائے اساتذہ عرب و عجم اور تذکرۃ الشعرا نظر اقدس سے گزے تھے۔ ہر مستند و مسلم الثبوت شاعر کے نام کے ساتھ اُسکے طرز سخن کا خاص وصف ایک دو لفظوں میں یا ہر دیوان ملاحظہ شدہ کے آخرین ایک دو فقر و نین ایسی رائے ظاہر کرتے تھے جو اُس میں گویا روح پھونک دیتے تھے۔

(۳) کثرت امراض کی بدولت حکیم حسن اللہ خان صاحب مرحوم دہلوی اور حکیم نبأ صاحب مرحوم لکھنوی اور دیگر اطباء حاذق سے جو نسخے حاصل کیے تھے اُنکے تجربے و تاثیر پر جو یادداشت تحریر فرماتے تھے بلا کے نتیجہ خیز ہوتے تھے۔

(۴) روزمرہ کے داخلی و خارجی سوانح پر اپنے روزناموں میں جو دو ایک سطور فارسی قلمبند فرماتے تھے کان معاملہ ہوتی تھیں۔

(۵) عروض و نظم و سخن کے مباحثے اور مناظرے جو اتفاقاً کبھی پیش آجاتے تھے اُس میں ایسے لطایف و رموز و نجات و اصطلاحات فن و سندت اساتذہ قدیم ارشاد فرماتے تھے کہ ماہران فن اور مخاطبان استدلال کی عقل و نگ رہ جاتی تھی۔

وہ مناظرے اکثر اخباروں میں چھپے ہیں۔

(۶) بعض آیات و سورت قرآنی و تفاسیر کلام رحمانی اور اعمال و ادعیا یا خطبائے اہلبیت علیہم السلام پر جو کچھ گاہ و بیگاہ لکھ لیا ہے وہ اگرچہ بہت مختصر ہو مگر علوم دین کی مہارت اور ادب عرب کی نقادہ کی شہادت کیلئے کافی ہے۔

مگر جس بد نصیب نے شعر و سخن کے مسودوں سے کلام کو مرتب کرنے میں ۲۲ سال صرف کر دیے اُس سے کب امید ہو سکتی ہے کہ عبارات متذکرہ بالا جیسے دفتر پریشان کو اُس سے کم عرصے میں فراہم و منضبط کر سکے حقیر کہتا ہے کہ اب نہ عمر میں اتنی وسعت ہو نہ افکار زمانہ سے ایسی مہلت ہے۔ اور نہ بندہ میں اسقدر استعداد دلیاقت ہو کہ وہ چیزیں مرتب و مدون ہو سکیں۔ میں اگر انکی فکر کرتا۔ یہ کلیات بھی رجحاناً۔ لہذا میں نے اُس خزانہ بیکرانہ کو زمانہ کی نذر کیا۔ کہ جیسا اُسکا مقتضا ہو وہ سلوک کرے اور ایک آہ سرد کے مانند اُس سے کنارہ ہو گیا۔

المختصر جب جولائی ۱۹۰۵ء سے مئی ۱۹۰۵ء تک یعنی جزو ۳۲ و ۳۳ء میں دو جگہ محنت ہو چکی (کہ اُس زمانے میں علاوہ ضعف و علل کے یہ مصیبت بھی تھی کہ سوائے خدا کے قادر و توانا کے اور کوئی میرا مددگار بھی نہ تھا) تو بفضلہ تعالیٰ و تقدس کلیات فرقانی تیار ہو گیا۔

للمد الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخو است

آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید

تفصیل حصص کلیات فرقانی واضح ہو کہ کلیات فرقانی میں مندرجہ ذیل کتابیں ہیں دیوان فرقانی۔ یعنی مجموعہ نظم پارسی شتلمبر ۳ حصہ۔ (۱) قصاید (۲) غزلیات (۳) مقطعات تاریخی وغیرہ (۴) متفرقات۔

دیوان شاک۔ یعنی مجموعہ کلام اردو شتلمبر ۳ حصہ۔ (۱) غزلیات (۲) قطعات (۳) متفرقات۔

سخن بایکی - یعنی لوح و رتیلے الہییت نبوی - مستلیم ۵ حصہ (۱) دار السلام - (۲) محاسن
(۳) اردو (۴) رباعیات اردو (۵) رباعیات فارسی (۶) تصنیفات محاسن فارسیہ

انشای فرقانی - یعنی رقعات منشور اور بعض دیگر نثر ہائے پارسی۔

اور ضمیمہ اس کے علاوہ ہے موسوم بہ دیوان تہنا - یعنی حضرت فرقانی کے والد ماجد
کی غزلیات اردو۔

خدا کا شکر - اے میرے ازلی وابدی خدا۔ اے رب براہیم و موسیٰ اے صاحب
صحف انبیاء۔ تیرا شکر و سپاس تیری حمد و ثنا۔ تیری تسبیح و تقدیس میرے لب زبان پر ہے
میرے جسم و جان میں ہے۔ میرے گفتار و بیان میں ہے۔ میرے دل و دماغ میں ہے کہ
تیری توفیق شفیق نے تیرے فضل و احسان نے تیرے من و کرم نے اس کار سرگ
اور اس ہم بزرگ کو اس ذرہ بے مقدار سے سراپا بنام کر لیا۔ اور اس فقیر کے مقصود و
مراد ولی کو بر لایا۔ کہ یہ کتاب یا دولت نایاب پر وہ خطا سے جلوہ شہود میں آئی۔ اور
میری وہ تمنا اور آرزو پوری ہوئی جسکی کوشش و کاوش میں یہ عبد ذلیل اپنے شباب سے
شب تک پہنچا ہے۔

انسان کا شکر - سپاس ایزدی کے بعد اور حالات حیات جناب والد
ماجد ختصہ اللہ تعالیٰ بوجہ حمد و کرامتہ عرض کرنے سے قبل مجھے واجب معلوم ہوتا ہے
کہ اُن بزرگوں اور دوستوں کا شکر یہ دل و زبان سے قلم و قرطاس پر لاؤں جنہوں نے
کلیات فرقانی کی تدوین و ترتیب میں خاکسار کی اعانت و امداد کی اور اُن کے مبارک
نام اس کتاب کے ہمراہ خلعت حیات جاوید کے لیے اہل عالم کے پیش نگاہ کروں۔

از آنجہ نقاد و دوستان فضل و شرف - خلاصہ خاندان سلف و خلف - ماہر علوم
مشرقیین الحاج مولانا سید کرامت حسین صاحب قبلہ بیرسٹریٹ لا اداسہ اللہ تعالیٰ
سے جناب مولانا کی ذات والا صفات میں جو علوم و محاسن و ولایت ہوئے ہیں وہ مثل آفتاب (بانی بھلا زندہ)

بالسلامۃ والکرامۃ فی انشاء اور تصانیف کے بعض وقائع و مشکلات کو جو مثل کوہ
خاکسار کو پارگران معلوم ہوتے تھے صرف چند ساعتوں میں مثل آب روان حل کر دیا۔
خداے عالم و توانائے دل و دماغ اور فضل و کمال کو چشم زخم حوادث زمانہ سے محفوظ
و مامون رکھے۔

اور زبۃ العظماء۔ قدوة العرفاء۔ زائر جناب سید الشہداء جناب مولانا مولوی میر
سید محمد صاحب قبلہ پھر سری دامت برکاتہم یصنف تنزیہ الفرقان منشور غدیر
جنھوں نے بمقام علیگڑھ ۱۹۳۵ء میں قصائد فرقانی کو مجھ سے سنا اور انکے لطائف
و نکات سے اس بے بصر کو آگاہ کیا۔ جناب باری انکو عن خضر و نوح عطا فرمائے۔

اور نہایت اہم بالشان امداد جناب عم معظم سے پہنچی۔ یعنی مدبر امور ادانی و اعلیٰ
محمد قواد محاسن و معانی جناب مولوی منشی سید محمد علی صاحب قبلہ
انا واللہ تعالیٰ بسرہ انہ کہ انھوں نے بعض اصل خطوط کا مسودہ میرے پاس نہ تھا
اکثر با عیان۔ کچھ سلام وغیرہ۔ وقتاً فوقتاً عنایت فرمائے۔ اور کلیات کی نقل
اول کو ۱۹۹۰ء و ۱۹۹۱ء میں بمقام روڑکی ملاحظہ فرما کر نقل ثانی کی ہدایت
فرمائی اور جب وہ ہو گئی تو آخر دسمبر ۱۹۹۰ء میں بمقام لکھنؤ باوجود مجمع احباب
جو محمدان ایجوکیشنل کانفرنس کے سبب تشریف لائے تھے مجھ سے دن دن بھر
کلام نظم پارسی کو لفظ بلفظ سنا۔ اور معانی دقیق کو حل فرمایا۔ اور جو اخلاط و اسقام
نقل و کتابت کے تمام کلام اُردو و فارسی میں میری نظر سے باقی رہ گئے تھے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ممالک مشرق و مغرب کو روشن و منور کرتے ہیں۔ مولانا سے مدرس کے خاندان عالی
کے وقار علم و عمل کی ٹھک ٹھک دھوم ہے۔ جناب فرقانی عطر اللہ مشہدہ کو جو عقیدت انکے اہل علم عالی
سے تھی وہ خطوط موسوسہ جناب مولانا حامی مولوی سید حامد حسین صاحب قبلہ و جناب حامی مولوی سید عجمان حسین
اسکندریہ تعالیٰ فی اعلیٰ علیین مندرجہ انشای فرقانی سے ظاہر ہے۔

صحیح و درست فرمائے اس صحبت میں جناب مولوی سید عباس حسین صاحب قبلہ
(دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۱) بھی اتفاقاً شریک تھے اور غوا مض و وقائق کے حل کرنے میں مدد

۱۰ جناب عم معظم طب اللہ شہدہ اور حضرت والد ماجد نور اللہ مرقدہ کے باہم جو افس قاجار محبت تھی جو
ادب و پاس خاطر قاجار لطف صحبت و اختلاط تھا۔ جیسے وہ باہم قدر شناس و مرتبہ دان تھے۔ اور جسطح سالہا
سال حضور میں شریک اور سفر میں رفیق طریق رہے تھے اسکی ابد پائدار شہادت جا بجا کلام فرقانی میں موجود ہے
ملاحظہ فرمائیے کہ انشای فرقانی میں، اخطوط موسومہ عم معظم ہیں اور ایسے میں جنگی ہر سطر سے غلو ص و محبت
شوق و مودت اور پند و موعظت ٹپکی پڑتی ہے۔ اور دیکھیے دیباچہ رسالہ دار السلام (یعنی حصہ اول
سخن بانی) کل سلام والد مرحوم نے عم مغفور ہی کی فرمائش و پاس خاطر سے ارشاد فرمائیے۔ اور غور کیجیے عم معظم
کے اطفال کی وفات کے ماتم نامے اور قطعات مبالغہ جابجا ہیں علی الخصوص ترجیع بند غم پیوند موسومہ :
رمز غم (شہدہ ہجری) ۱۰

دل بر جہان منہ کو دل آزار بے وفاست چون او ہر اچھے ہست نہ وعرضہ قناست

(مندرجہ متفرقات دیوان فرقانی) جو سید احمد پیر دوم عمی المرحوم جناب سید ہمدی علی صاحب قبلہ
کے ماتم وفات میں ہے ایسا المٹاک اور درد آئینہ ہے کہ خود جناب فرقانی قدس سرہ السامی کو آپس
ناز تھا چنانچہ نامہ نمبر ۱ موسومہ جناب عمی المرحوم (مندرجہ انشای فرقانی) میں تحریر فرماتے ہیں :-

”الحق بیچ سفدانے بیچ بادشاہے را ازین غم شیدہ ساختہ۔ این جوش خون ست کرا ز جگر ویش

من می ترا دو و خوتا نہ خویش ست کہ از اندرون بیرون رفتہ ۱۰

جناب والد مرحوم اکثر غزلیات کلمہ اول جناب غم مغفور کو سناتے تھے یا بیچھتے تھے۔ قصائد میں انگو یا د کیا ہے
قطعات میں انکا ذکر ہے مثلاً قطعہ موسومہ جناب مفتی سید محمد عباس صاحب علیہ اللہ تعالیٰ مقامہ ۱۰
”اے محکم نقد دانش مفتی بالغ نظر کز رہ شہرت علم بر آسمان افراشتی“

(مندرجہ آخر دیوان فرقانی) میں فرماتے ہیں کہ دہلی سے لکھنؤ آپ کی ملاقات کے واسطے ہم دونوں بھائی
آئے تھے۔ ”روئے کار انبار سیدم ہم برابر ہر ہم“ اور قصیدہ وفات جناب سلطان العلما (باقی صفحہ آئندہ)

فرماتے تھے۔ (بعد استفادہ دس بارہ روز کے میں یکم جنوری ۱۹۰۵ء عیسوی کو جناب
عم معظم سے لکھنؤ سے رخصت ہوا۔ مگر یہاں اُس وقت یہ معلوم نہ تھا کہ یہ اخیر جدائی ہی

(بقیہ مفقود گذشتہ) مولوی سید محمد صاحب قبلہ مجتہد العصر والیمان اسکندہ اللہ تعالیٰ فی صدر الجنان ۵

ہے نواشد شریعت دے تاب شد جهان از داغ و درد مجتہد العصر والیمان

(مندرجہ دیوان فرقانی حصہ اول فصائد) میں جہان ذکر کیا ہے کہ دہلی سے لکھنؤ آنجناب کی زیارت کیلئے
جائے کی حسرت ہی رہ گئی وہاں فرماتے ہیں ۵

”ہمدی علی برادر من دوستدار من بودے علی الدوام برین رے ہم عنان“

الغرض تمام کلام سے ایسی محبت ظاہر ہوتی ہے کہ وہ باتون میں سے ایک ضرور ماننا پڑتی ہے
کہ یا تو وہ بھائیوں میں ایسی محبت شاذ ہوتی ہے۔ یا حضرت فرقانی کا سا طرز تحریر بیان پیدا نہیں۔

اس موقع پر ایک امر اور بھی عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ قصیدہ ذکر و روایات جناب سلطان العلماء

پر مشتمل جبری میں بطور ایک رسالہ جدا گانہ کے مطبع دارالعلوم میوٹھہ میں طبع ہوا تھا۔ اُس کے ہمراہ

جناب عم مرحوم کا بھی یہ قطعہ تھا۔ مادہ تالیف کی خوبی و خوش اسلوبی محتاج بیان نہیں۔

سید محمد ابن علی پیشواے خلق حامی شرع معنستی دین قبلہ انام

در بست دو در زماہ رنج نخست رفت زین خاؤ دور سوی مینو با احترام

این باقم بزرگ کہ ناگاہہ رود نمود از جوش گر یہ خواب بہر دیدہ شد حرام

ہر چند سال واقعہ گویند و گفتہ اند نزدیک دور و نسی و شیمی و خاص عام

ہمدی برسم تعزیر۔ در لفظ تا زاین

گفت کہ مات مجتہد العصر والسلام

جناب عم معظم مولوی سید ہمدی علی صاحب قبلہ مرحوم نے اپنے اور اپنے والد ماجد جناب (جو علی اللہ)

منشی سید عمر دراز علی صاحب مفقود کے حالات ضروری خود اپنی کتاب شہاب ثاقب کے

دیباچہ میں تحریر فرمائے ہیں۔ مجھے یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ جو چیز اب نایاب ہے (باقی اصفحہ آئندہ)

بعدہ انشائی فرقانی کو باوجود کبرسنی و ضعف و علل و پریشانی فروری و مارچ ۱۹۰۷ء میں
بکمال محبت و دلسوزی اصل سے مقابلہ کیا اور غلاط و اسقام کتابت کو رفع کیا اور مسودے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) وہ اُنکے مکارم اخلاق اور عاقلانہ آداب تھے۔ آنجناب کی محبت و شفقت عطا پاشی و

خطا پوشی نہ پروری و کمتر نوازی ایسی وسیع تھی کہ سب اہل خانہ ان اور احباب و مولیٰ۔ بلکہ اعیانہ و حوشتی

و حوالی بھی مہربان منت و احسان تھے۔ وہ کرم خاندان سیادت کا نمونہ اور فیض و دودمان شرافت کی

(یا اللہ العلیٰ العظیم) زندہ مثال تھی۔ اُنکو دیکھ کر اس زمانے میں یقین کرنا پڑتا تھا کہ اُنکے آپ بے تقدیرین

بیشک معصومین و طیبین ہونگے۔ وہ نہایت بلند اقبال۔ فراخ حوصلہ۔ حیرشہم۔ بامروت۔ ذی سلم۔

حق شناس۔ ہنر پرور۔ طیب و طاہر۔ اور حلیم و سلیم و کریم بشر تھے۔ دماغ بڑا نہ اور حافظہ ایسا تھا کہ

آج تک اُن صحبتوں کو حکایات و لطایف لفظ بلفظ نقل فرماتے تھے جو اپنے عقوان شباب میں اُنھوں نے

حضرت فرقانی اور مرزا غالب مرحوم وغیرہ کے دیکھے تھے۔ ذہن و ذکاوت۔ ایمان و ایقان بدرجہ اتم

کامل تھا۔ صورت نورانی تھی۔ سر بہت بڑا۔ پیشانی نہایت فراخ و بلند۔ رنگ بالکل سُرخ و سفید خط بھرا

ہوا ریش وسیع۔ طرز کلام دلپذیر۔ لب پر ہنس۔ قد میانہ۔ اعضا بغایت موزون و مناسب تھے۔ چال

و حال بالطف و وقار نشست و برخاست مؤدب و مہذب۔ دندان نہایت خوشنما چشم بہار کی بڑی

اور چمکدار۔ لباس نفیس و لطیف۔ ہر مجلس میں جلد حاضرین پر محیط ہوتے تھے جن آدمیوں سے واسطہ

پڑتا تھا وہ اُنکی یاد کو نہ بھولتے تھے۔ اکابر اشراف اور اعظم علما اور عقلا و حکام کی صحبتوں میں شریک

ہوتے تھے اور شان اسی تھی کہ ہر جمع سے یا ہر صحبت سے تحسین و آفرین کے جواہر لکیراُٹھتے تھے۔ خط

ایسا پاکیزہ تھا کہ موتی شمار۔ علوم تازی و درسی کی بخوبی تعلیم ہوئی تھی اور خود کافی انگریزی بھی حاصل

کر لی تھی۔ انکسار کا یہ عالم تھا کہ ہم ایسے خوردون سے بچکے تھے۔ ایام ملازمت میں جب باہر سے

وطن جاتے تب اعزاء و اقارب امیر و غریب۔ چھوٹے بڑے شناساؤں کے مکان پر جا کر کھٹے۔ دریافت حال

فرماتے۔ اور اُنکے ساتھ کمال ہمدردی ہر قسم کی فرماتے تھے۔ کسی کی دشمنی کبھی رد نہ رکھتے تھے۔ کسی پر

اعتراض کرنے سے اکثر گریز کرتے تھے۔ کسی کی غیبت نہ سنتے تھے۔ ہر شخص کے حاضر و غائب (باقی صفحہ آئندہ)

کی مشکل پر چید کیوں کو حل فرمایا۔

اور آنجناب نے ابتدائی حالات اپنے برادر مرحوم یعنی حضرت فرقانی کے اور تذکرے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) غیر خواہ اور مداح تھے۔ جہان نواز اسد رحمتی کے بیان اسکا مبالغہ معلوم ہوگا۔ فکر مال و مثال سو

بالکل آزاد تھے۔ تمام دولت و نعمت کو اعزا جہان۔ احباب۔ سائین پر ہمیشہ صرف فرماتے تھے۔ اور بفضلہ

تعالیٰ لاشرعت و ایثار و دونوں میں اپنے والد عالمیقام کے ماشل تھے۔ انکی نماز و نین معبود کی حقیقت جب انکے

احکام و ذاری تھی۔ اور انکی وعاؤن اور رحمتیوں میں مومنین قرون اولے کا سا سوز و گداز۔

شہداء سے انھوں نے ملازمت سرکار شروع کی اور نہایت نیک نام اور فیدائیم ڈپٹی کلکٹری درجہ

اعلیٰ کے بعد شہداء میں بذریعہ فیشن دستکش ہوئے۔ ایام ایالت و حکومت میں ہمیشہ مرحوم رعایا و حکام میں

اضلاع جالون۔ جھانسی۔ ملت پور۔ الہ آباد۔ جو پور۔ مظفرنگر۔ روڑکی۔ سہارنپور۔ انکی برکت حکومت سے

مستفید ہوئے۔ وہ انکے باشندوں میں انکی عدالت و نفقت مشہور ہے۔ اور میرٹھ میں جہان انکا وطن

مقلد گمنام جہان بعد ملازمت وہ قیام گزین تھے۔ اور مقامات مذکورہ بالا میں جہان وہ بحیثیت عہدہ دار

سرکاری رہے اور گو رکچہ درمیں جہان انھوں نے وفات پائی۔ انکی جود و سخاوت۔ خیرات و مبرات سامان

عزائے البیت علیہم السلام۔ شریف نوازی و مروت۔ اخلاق و لیاقت کے سب اعیان و اکابر مقرر و معترف

ہیں۔ عربی کے علم ادب و فقہ و اصول فقہ و حدیث و علم کلام میں یدِ طولی رکھتے تھے۔ اور خاص کمال ذات جناب

مرحوم میں یہ تھا کہ ہر زبان کے کلام منظوم و عبارت نشر کے اُس حسن اور اصل مقصود اور اُن عین معانی کو

بلادت پہنچتے تھے جو مصنف یا مولف نے رکھے ہیں۔

آنجناب نے قیام روڑکی میں ایک عجیب کتاب تصنیف فرمائی اسکا نام شفاء الجنان من

بشریات الشیطان معروف بہ شہاب ثاقب ہو۔ وہ صفحہ ۱۰۰ میں مطلع مفید عام اگر عین طبع

ہوئی تھی۔ اُسکے ملاحظے سے انکی جلالت شان اور عظمت ایمان و نشین ہوتی ہو۔ جو اعتراضات المیس نے

اور شبہات فلاسفہ نے دین اور اسلام پر کیے ہیں انکو ایسے اولیٰ معقول سے رد کیا ہے جو سیر العظم بھی

ہیں اور سکت بھی۔ ایک اور تصنیف آنجناب کی البرہان اُس سے بھی زیادہ (باقی صفحہ آئندہ)

اور حکایات صحبت ہلے شباب کے مختصر آئینہ فرمائے۔ جبکو میں حالات جناب والد
 علامہ میں انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جا بجا درج کروں گا۔ حقیقت میں عم معظم سے بہتر کون
 (بقیہ صفحہ گذشتہ) ہتم بالشان آخر سالہ ۱۹۰۳ء میں مکمل ہو چکی تھی۔ اس میں ثابت کیا ہے کہ مذہب کو فلسفہ کا
 تابع کرنا غلطی ہے۔ مگر اہل نے اس کی نظر ثانی اور طبع کی ہمت نہ دی۔ اے دروغ۔ اے دروغ۔ اس
 کلیات کی تدوین و اشاعت کا ایک مقصود اہم یہ بھی تھا کہ حقیر سزا پاقتصر اپنے عم نامدار کی خدمت میں۔
 اُنکے برادر بزرگوار کے کل کلام کو یکجا و مرتب کر کے بطور تحفہ شایستہ پیش کرے۔ کلیات فرقانی مرتب
 ہو چکا تھا اور زیر طبع تھا۔ دیا چاہے ہذا قریب ختم تھا اور ملاحظہ جناب عم معظم کے لیے بھیجا جانے والا تھا اور
 خود وہ جناب انشای فرقانی کی تصحیح کمال شوق و محبت فرما رہے تھے۔ نامہ اول سے نامہ ہم تک
 یعنی خود اپنے نام کے پانچویں خط تک درستی فرمائی تھی اور گویا اپنے برادر مرحوم حضرت صفت کی یہ آخری
 اور پائندہ خدمت باوجود ضعف و نقاہت و مقام و علل انجام دیتے تھے کہ آہ آہ روز عاشور محرم
 ۱۳۲۳ھ ہجری سے گورکھپور میں طبع عالی جاوہ اعتدال سے منحرف ہوئی۔ وہاں وہ اپنے عزیز ترین
 اعزاء و قریب ترین اقربا (برادر ام) مولوی سید سلطان الحق صاحب دام بالعمہ و السلامۃ
 کے پاس تشریف فرما تھے۔ مجھے تحریر فرمایا کہ قبض و تجریر سے ایسی پریشانی ہے کہ تصحیح انشای فرقانی
 کا کام بافضل بند ہوا۔ اور ۲۸ مارچ ۱۹۰۵ء کے خط میں کمال دانش و بینش اشارہ فرمایا کہ گواطباء
 کو صحت کا خیال ہے مگر شاید ساعت حیات تمام ہے کہ جسر بھی یہ ذلیل غافل سعادت خدمت
 سے محروم رہا اور آنجناب نے بمقام گورکھپور بتایا کہ ۲ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ مطابق ۳۱ اپریل
 ۱۹۰۵ء بروز دوشنبہ بعارضہ اختلاج قلب بسن ۶۰ سال بامین نصف شب و صبح صادق
 داعی اجل کو لبیک اجابت کما انا للہ وانا الیہ راجعون ایک گروہ کثیر اعزاء و اقارب احباب
 و عائدہ و علما کا اُنکے ماتم میں سینہ چاک و مگر ریش ہے جیسی آسانی سے اُنکا قبض روح ہوا کہ کسی
 کو ساعت وفات بھی معلوم نہ ہوئی۔ اُسی طہارت و پاکیزگی سے گورکھپور سے ۳۰ میل رقبہ موضع
 نگما میں۔ باغ ملوکہ منشی محمد خلیل صاحب (وہی کلکٹر و سٹکس شدہ رئیس گورکھپور) (باقی صفحہ آئندہ)

راوی اُن حالات کا ہو سکتا تھا۔

اُنھوں نے ایک اور بھی احسان کیا۔ کہ میرے جدِ معظم اور اپنے عم نامہ اریضے حضرت فرقانی کے والد بزرگوار جناب منشی سید کفایت علی صاحب قبلہ مرحوم کے خصال و شمائل بھی مرقوم فرمائے جنکو میں نایاب و مقنن جانتا ہوں۔ اور چونکہ دیوانِ جدِ مرحوم کا اس کلیات میں بطور ضمیمہ شامل کیا گیا ہے۔ وہ حالات صحیح بھی حالات جناب والدِ مرحوم کے ہمراہ نقل کیے جائینگے۔

اور میرے ہموطن و ہم عمر و ہم سلفی دوست منشی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے میرٹھ میں ۱۸۸۷ء سے ۱۸۸۸ء تک ہمارا شباب تھا بہت سے کلام کو مسودات اور اخبارات سے بے خلوص محبت و صفاسات کیا۔ یہ گویا پہلا مرحلہ کلامِ فرقانی کی ترتیب کا تھا۔ خدا اُنکی عمر میں برکت دے۔

اور مولوی سید میر حسن صاحب رضوی متوطن بہیرہ سادات ضلع فتحپور بہوٹانے اور ٹی ضلع جالون میں ۱۸۹۵ء سے ۱۸۹۶ء تک بعض مسودات کی نقل کی۔ اصل (بقیہ صفحہ گذشتہ) میں دفن ہوئے اعلیٰ اللہ درجاتہ فی الجحان و افاض علیہ شاکب العفو والرضوان بحق سید الانس والجان۔

میں نے اس تحریر میں نشانِ تمبرِ مبارک علیٰ مخصوص اسلئے دیا ہے کہ اس خاندان کے نو بہال (جنھوں نے اُنکے سایہِ عاطفت میں پرورش پائی ہے) اور اُنکے احباب خوشحال (جو عالم کو بغیر اُنکے سیاہ پاتے ہیں) جب اُس نواح میں گذر کریں تو آنسوؤں کے موتی اور فاتحہ کے پھول اُس روضہِ قدس پر چڑھاسکیں۔

عمِ معظم کا دورِ عاطفت تمام ہوا۔ اور جس توں کا چارے دونوں اثر و ہام ہوا۔ اُنکی غریب لوطنی کی وفات۔ اور اُنکی دور افتادہ تنہا قبرِ رحمت اُنکی کوجوش میں لاتی ہو اور ہکو خوں کے آنسوؤں لاتی ہے مگر

میرے برسرِ رفتہ است گریہ بر خویش است کہ او گزشتہ و مارا بہنوز در پیش است

سہ اُنھوں نے اور میں نے سکندر نامہ ساتھ ساتھ والدِ مرحوم سے پڑھا تھا۔

نقل اکثر کلام کو مقابلہ کیا اور یہ کمال محنت و سرگرمی کتابت کی تصحیح کی۔ اسی اُن کے مقاصد پورے کر!

اور گل گلزار محبت۔ سر و آزاد مودت سید محمد نذیر صاحب آزاد رئیس سیتا پور کا شکر یہ بھی لازمی ہے۔ جو اور ملی میں بروقت ترتیب بڑے ذوق و شوق سے اس کلام کو سنتے تھے اور اپنے خدا وادادہ تابع گوئی سے باعتبار سال ترتیب کلیات میراج محمد فرقانی نام رکھا۔ جناب باری انھیں خوش رکھے!

کلام فرقانی کے مخاطب بعد اس ترانہ شکرانہ کے میں حضرت مصنف فردوس

منزل کے باقی ماندہ احباء اعزاء۔ قدردان۔ ہمزبان۔ مشتاقون۔ شاگردون کے حضور میں خصوصاً۔ اور قریب و بعید و نزدیک و دور ملکون کے شعراء فصحاء۔ ادبا کی خدمت میں عموماً اور آئندہ نسلون کے طالبین کا ملین محققین مستعدین کے روبرو تحفہ کلیات فرقانی پیش کرتا ہوں۔ اور نہایت جوش و خلوص سے اُنکی خاطر خاطر اور قلب صافی میں مرکب کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مصنف علام کی یہ یادگار ہے نہ ہمیں تنگ خاندان اولاد۔ اور یادگار بھی کیسی جو انشاء اللہ تعالیٰ اس وقت تک قائم و برقرار رہے گی جب تک فارسی اور اردو زبانیں جاری ہوں۔ اور بفضل خدائے ذی الملک والجلال اُن ملکون میں مروج ہوگی جہاں علم ادب اور فن شعر کے کا ملین کا وجود ہوگا۔ اور بتائید جناب بالعرف ہمیشہ اُن مبارک ہاتھوں میں پائی جائیگی جنہیں فصاحت کے گلدستے۔ بلاغت کے شہزادے کمال کے جوہر اور تنقید سخن کے گوہر ہوتے ہیں۔ رع

این دعا از من و از جملہ جهان آیین باد

العباد الضعیف المدن نب العتانی

سید محمد کرار حسین روحانی

بقیہ اولاد حضرت فرقانی

مقام آباد۔ روز پنجشنبہ

۳ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ ہجری

۸ جون ۱۹۰۵ء

تذکرہ حیاتِ مصنف

تمام نسب۔ سال ولادت و وفات مولد و مدفن۔
جناب سید احمد حسن صاحب فوقانہ و شاکا
وبائی ابن منشی سید کفایت علی صاحب تنہا و
راشد۔ بن سید آئی بخش عرف میر میندھو بن

سید میر۔ بن سید عبدالرسول۔ بن سید جلال عرف سید رفیع الدین بن سید کمال
بن سید شایین۔ کہ سلسلہ نسب انکا پشت در پشت ائمہ اہلبیت علیہم السلام
تک پہنچتا ہے۔ شہر میرٹھ میں جو دہلی سے مغرب میں ۳۷ میل انیسویں دریلے
جمن واقع ہے ۱۲۰۰ ہجری مطابق ۱۸۸۳ء عیسوی میں متولد ہوئے۔ وہ اپنے والد
ماجد کے اکلوتے فرزند تھے۔ انکا منجاب سال عربی تقریباً ۱۲۵۰ سال اور بحباب سال
انگریزی کچھ اوپر ۷۴ سال ہوا۔ انھوں نے بعارضہ و نبل دست راست و ذیابطس
۱۱ ذیقعدہ الحرام ۱۲۸۰ ہجری مطابق ۱۸۶۳ء ستمبر ۱۸ء عیسوی کو بروز آدینہ ہنگام
صبح صادق وفات پائی۔ اور بیرون شہر میرٹھ بمقام دہلی دروازہ اپنے والد مرحوم
کے مقبرے میں بجانب مشرق مدفون ہوئے۔ انکے لچ مزار پر عبارت عربی جناب
فردوس آب مولوی سید حامد حسین صاحب قبلہ لکھنوی نے اور نظم فارسی ان کے

فرزند اکبر سید سجاد حسین صاحب مہاجرانے (مرحوم) نے کندہ کرائی۔ رت
 ارحمہ و الحقہ بأبائہ الصالحین

ترتیب جناب فرقانی خود فرمایا کرتے تھے کہ ابتدائے عمر میں انکی تربیت تہذیب
 انکے عم نامدار جناب منشی سید عمر دراز علی صاحب کے آغوش محبت میں ہوئی۔
 وہ بزرگوار بڑے عالی وقار۔ دانشمند روزگار۔ مدبر نامدار مشہور دیار و امصار تھے۔
 اور خدانے بھتیجا ایسا ہونہارا و رذکی و طبع دیا تھا کہ نہایت زیادہ مہر و الفت فرماتے
 تھے۔ علاوہ ازیں اُسوقت تین حقیقی بھائیوں یعنی سید عمر دراز علی سید کفایت علی
 سید ولایت علی۔ میں ایک ہی فرزند چشم و چراغ خاندان تھا۔ پس فطرۃ یہ امر واجب اور
 ضروری تھا کہ وہ ارسطو نظیر فلاطون تدبیر عم عالی مقام ایسے دلہند ہوشمند کی تعلیم و تربیت
 اور تہذیب و ترتیب میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھے۔ حضرت فرقانی اپنے عم نامدار کا اسم
 مبارک جس عظمت و تنظیم سے لیتے تھے۔ انکی برکت انفاس کو جس سپاس و شکر سے
 یاد کرتے تھے۔ انکے عواطف و مکارم کی جو حکایات کہتے تھے۔ اور انکے ہم صحبت
 اکابر و عمائد کے حالات جو بیان فرماتے تھے انکی یاد و اتم کو کنج لحد تک بھولنے والی
 نہیں ہے اور اشارہ اٹکا جا بجا انشائی **فرقانی** کے اُن ناموں میں ہے جو
 حضرت فرقانی نے اپنے ابن العم جناب مولوی سید مہدی علی صاحب کو لکھے ہیں

۱۔ انکے فرزند جناب سید مہدی علی صاحب بعد عرصہ بعد متولد ہوئے تھے۔

۲۔ سید مہدی علی شہر میرٹھ میں لاہلہ و قات پائی۔ انکو اپنے تمام خاندان پر یہ شرف حاصل تھا کہ حج بیت
 الحرام سے فارغ اور زیارات مشاہد مقدسہ سے مشرف ہوئے تھے۔ خدا انپر رحمت فرمائے فراوان و بیکران۔

۳۔ بعد میں کہ انھیں صحبت کی یاد میں حضرت فرقانی نے یہ دگذاذ شعر فرمایا ہو

یہ نسیم صبح جو سر و سبب فزائش در ہے یہ گزشتہ یار و نئی آہ ہے کہ کچھ آسین خفیہ پیام جو

۴۔ دیکھ دیا ہے میں حاشیہ شعر حالات جناب سید مہدی علی صاحب۔ انگریزات اُردو و لیجان شاکی

اُس زمانے میں جناب سید عمر دراز علی صاحب انبالہ مین اور اگرہ مین اور جناب سید کفایت علی صاحب اگرہ اور فیروز پور مین ملازم سرکار تھے۔

صحبت بعد اُس کے حضرت فرقانے اپنے والد ماجد کے ہمراہ فیروز پور جہلم ملتان وغیرہ اضلاع پنجاب مین رہے۔ وہاں دو صہبتیں نہایت اعلیٰ درجے کی پائین جو بڑا پائے اُنکے کمال زبان عجم تکمیل علوم و آداب اور ترتیب فنون ادبیہ و علوم دینیہ کا ہو مین اور ان دو مجلسوں کی یاد جناب فرقانی کے دل و زبان پر تادم مرگ ہمیشہ قائم رہی (۱) جناب ارسطو جاہ مولوی سید جب علی خان صاحب بہادر مین جگدانون پنجاب میرٹھی چیف کشنری پنجاب کو جو اقتدار و اختیار لارڈ جان لارنس صاحب کے وقت مین ہوا ہے اور جو علی کارنامے اُنھوں نے امور دین و دنیا مین کیے ہن اُنکو اہل پنجاب کبھی نہیں بھول سکتے جناب ارسطو جاہی چونکہ باذل و کریم واقع ہوئے تھے ہمیشہ در دولت اُنکا سیاحان عرب و عجم کامر جمع تھا اور چونکہ اکثر مشکلات دنیا اُن کے دست اقتدار سے حل ہوتی تھین صحبت اُنکی اکابر و عمائد شمالی ہندوستان سے پُر رہتی تھی۔ معذرا وہ قدر دان علم و ہنر بھی ایسے تھے کہ لمجا واولے علمائے دہر تھے اور پہلا مطبع اشاعت کتب علوم و دینیہ کا پنجاب مین اُنھوں ہی نے قائم فرمایا تھا۔ اُنکے چھوٹے صاحبزادے عالیجناب مولوی سید شریف حسین خان صاحب عظمیٰ اللہ تعالیٰ شانہ و ابد سلطانہ کہ بفضلہ تعالیٰ خزان علم ہنر سے مالا مال اور جواہر اخلاق و آداب کریم سے آراستہ و پیراستہ ہن اور حضرت فرقانی کو عین سال ہم سبق۔ اور ہم طریق و خیال تھے اور باہم نہ صرف کمال محبت و مودت رکھتے تھے بلکہ جناب موصوف حضرت فرقانی سے ملنے کے واسطے آخر مرتبہ میرٹھ مین مشاعرہ مین شریف لائے تھے اور مشاعرہ مین جناب سید ہمدی علی صاحب قبلہ سے روٹکی مین آکر ملے۔ خداوند کریم اُنکو عمر خضر و نوح عطا فرمائے۔

بلکہ ہمیشہ ایک دوسرے کو بھائی کہتے اور سمجھتے تھے۔ اتفاقاً جناب ارسلو جا ہی اور جناب فرقانی کے والد ماجد نے غالباً ایک ہی تاریخ وفات پائی چنانچہ جناب فرقانی ایک قطعہ میں جناب مولوی سید شریف حسین خان صاحب کو تحریر فرماتے ہیں:-

”من تو ہر دو دو دریم تیسیم جفت اندوہ قنادہ دریم
ہمیران گو نہ کہ ہم سالاسیم دل اب شکست بہ یک بارہ دویم“

(۲) جناب آغا سید حسین بہبہانی الشہیر بہ میرانو رشاہ۔ اشرف واعیان و اکابر و علماء ایران سے تھے۔ اتفاقات زمانہ سے ترک وطن کر کے وارد ہند ہوئے تھے۔ اور سرکار انگریزی میں خدمت تحصیلداری قبول کر لی تھی۔ انکے بذل و کرم کی حکایتیں قصے ہیں اور افسانے۔ اور انکے علم و فضل کی روایات ہمیشہ جناب فرقانی کی زبان پر تھیں۔ وہ یہاں تک سمجھی تھے کہ لوگوں کو انہر صاحب اکسیر ہونے کا گمان تھا۔ عجم کے ارباب شعرو سخن۔ صاحبان علم و ادب۔ ماہران معقول و منقول اور شیراز و طہران و تبریز کی اسانید تحریر و تقریر آغاے موصوف کے ہاں آکر انکی صحبتوں کو گرماتے تھے اور آپ پنجاب سے چین فارس کو شرماتے تھے۔

جناب فرقانی کا تمام شباب ان صحبتوں میں گذرا۔ دیکھیے کیس طرح پر وہ ان صحبتوں کو یاد کرتے تھے۔ مولوی سید شریف حسین خان صاحب قبلہ کو لکھتے ہیں:-

لے ۲۴ جمادی الثانیہ ۱۲۸۵ھ ہجری مطابق یکم اکتوبر ۱۸۶۷ء بروز جمعہ۔

لے دیوان فرقانی۔ حصہ مقطعات۔

لے میرانو رشاہ صاحب نے ۱۲۸۵ھ ہجری میں بحالت اکثر اسسٹنٹ کمشنری وفات فرمائی۔ قطعہ

تاریخ وفات لکھا اے ای دینا ای دینا ای دروغ الامان از جرگردن الامان۔ (دیوان فرقانی

کے حصہ مقطعات میں نمبر پر درج ہے)۔

”کے سرگرمیہ تامل فرو برد۔ کہ ان پر شیعہ کو روک دے۔ سپرے ہر دین چند مدت چاہا یا دھکا
 اڑا دیا۔ بروں آدرو۔ ویر خود لگے لید کہ زال عفریت خضال و نیلے دون چہ رنگ
 برہم بر آست۔ ویر وڑ است کہ حضرت مرحوم ارسطو جاسی در فیروز پور تشریف فرمودند و
 خانہ غفران پناہی میر انور شاہ مرحوم فروہ آمدند۔ آن برادر در پہلوی آن نامدار۔ چون
 اشارہ کر کنار ماہ وہ و چار نشست۔ و من ہے کہ از نگاہ و پدر من ہم اخلد اللہ
 تعالیٰ فی الجنان در آن مجلس حاضر۔ سخن از ہر گونہ در پستہ نہ ببول بارے
 در سینہ خاری گفتی آن ہمہ گر خوابے بود یا سر لبے۔ کو آن گروہ یا شکوہ۔ حالیا
 ہائیم و دلی رستوہ۔ و غمی رنگارنگ انہوہ چون کوہ“

اور جناب مولوی سید ہمدی علی صاحب کو تحریر کیا ہے:-

”وعدہ زندگانی پر بزرگوار بخشہ اللہ تعالیٰ مع الابرار اس کہ در ناحیہ مغرب

زمین اقامت و بار مرحوم آغاسین بیہانی و دیگر ثقات عجم صحبت داشت“

میرے دوستو! وہ صعبیتیں وہ محبتیں وہ جاہ و جلال وہ فضل و کمال وہ قابض البالی وہ
 خوشدلی و خوشحالی وہ خلوص و صفا وہ مراسم و وقاب خواب و خیال ہے جو یاد
 کرتے ہیں اہو کے آنسو روتے ہیں!

تعلیم آغاجاب کی علوم ادبیہ تازی و دری میں جیسا کہ شریعت
 اپنے مکان پر معمولی استادوں کے ذریعے سے ہوئی تھی۔ اور صنم جھلم پنجاب میں
 تیر اندازی و درمل کو بھی استادان فن سے حاصل کیا تھا۔ اُنکو چند روز کے لیے انگریزی
 بھی شروع کرائی گئی تھی مگر جلد ترک کر دیا۔ اور بخوبی پختہ تعلیم اصول مذہب علوم دین
 کی اور اخلاق کی کتب کی ہوئی تھی۔ یعنی مدرسہ اور کالج یا تو اس وقت موجود نہ تھے۔

لے (ا) انسانی فرقاتی نامہ اول موسوہ جناب مولوی سید شریف حسین خان صاحب قبلہ۔

لے (ب) نامہ نمبر ۱ موسوہ جناب سید ہمدی علی صاحب قبلہ۔

اور اگر تھے تو اُنہیں سے کسی میں آنجناب نے تعلیم نہیں پائی تھی۔

عقیدہ جناب مفتی سید محمد قلی صاحب کنٹوری اعلیٰ اللہ مقامہ میرٹھ میں سالہا سال صدر الصدور تھے اور اُنکے تینوں عالی مقام و دالاشان صاحبزادے۔ جناب مولوی سید سراج حسین صاحب و مولوی سید اعجاز حسین صاحب و مولوی سید حامد حسین صاحب قبلہ کی ابتدائی نشو و نما وہاں ہی ہوئی۔ یہ خاندان علم دین کا مخزن و معدن ہے اور کارنامے اُن حضرات کے صفحہ روزگار پر یادگار ہیں جناب سید عمر داز علی صاحب۔ جناب مفتی صاحب قبلہ سے عقیدت خاص رکھتے تھے۔ اسبطح اُنکے اہل خاندان جناب مفتی صاحب قبلہ کے خاندان سے ارادت رکھتے تھے۔ جناب فردوس تاب مولوی سید حامد حسین صاحب قبلہ میرٹھ میں اُس خام حویلی میں متولد ہوئے جس پر بعد کو منشی سید کفایت علی صاحب نے دیوان خانہ بنایا اور اُسی مکان میں جناب فرقانی تمام عمر رہے اور وفات پائی۔ یہ تو آئندہ ظاہر ہوگا کہ حضرت فرقانی کو کیا رُسخ و مودت و عقیدت جناب فردوس تاب مولوی سید حامد حسین صاحب قبلہ سے تھی یہ بیان صرف یہ عرض کرنا ہے کہ اس دو دمان علم و فضل کی تقرب موروئی و فیضان صحبت اور برکت انفاس ہی کا غالباً اثر تھا کہ جناب فرقانی باوجودیکہ شعر آزا و مزاج ہوتے ہیں ۱۔ منشی قسید عمر داز علی صاحب اور مولوی سید سراج حسین خالصا صاحب عمر بھر ملازمت سرکار میں ہمیشہ میرٹھی ایک ہی سنٹرل انڈیا و اسیسٹنٹ کسٹرن اضلاع بوندیکھنڈ ساتھ ساتھ رہے۔

۲۔ دیوان فرقانی کے حصہ منقطعات میں پہلا قطعہ اسی مکان کی تعمیر کا ہے۔

چون کفایت علی آن قدوہ سادات انام بعد دگاری و تونسیق خدای دو جهان

اور جناب فردوس تاب مولوی سید حامد حسین صاحب قبلہ جب آخر تیرہ شوالہ میں میرٹھ تشریف لگے ہیں تو اُسی مکان میں حضرت فرقانی کے پاس فروکش ہوئے۔ اب اُسین حضرت فرقانی کا کتب خانہ ہے اور راقم الحروف کا مسکن۔

کمال صاحب ایمان و ایقان۔ راسخ العقیدہ۔ باخدا۔ عابد۔ دیندار۔ اور ہمیشہ علوم دین کے شائق اور علمائے دین کی پیروی و عزت کرنے والے تھے۔

فقرتی طباعی دیباچہ میں مجملاً ذکر کیا گیا ہے کہ جناب فرقانی فطرۃً موزون طبع اور قدر کا صاحب جود و ذکاوت تھے اور اُنکے ذہن رسا اور طبع عالی اور خدا داد قابلیت و طباعی کے قصے اور حکایات مشہور ہیں۔ اب یہاں اس اجمال کی کچھ تفصیل بیان کی جاتی ہے:-

شیخ نجف علی صاحب رئیس سیکری ضلع مظفر نگر ایک صاحب استعداد اور نہایت خوش تقریر انسان تھے۔ اولاً ضلع میرٹھ میں وکیل سرکار تھے اور بعد تحصیلدار وہ جناب فرقانی کے ہم عمر اور ہم سبق تھے اور عنقوان شباب میں وہ اور جناب فرقانی میرٹھ میں کجا رہتے تھے۔ اتفاقات وقت سے ۱۸۹۲ء میں وہ ضلع علیگڑھ میں تحصیلدار تھے اور میں بھی اُسی ضلع میں ملازم تھا۔ اکثر تعطیلات میں جب وہ اور میں اپنے اپنے وطن کو علیگڑھ سے جاتے ریل میں ساتھ ہوتا تھا۔ وہ کس غلو و محبت سے راقم سے گفتگو فرماتے تھے۔ اور جناب فرقانی کے لوگوں اور ابتدائی عمر کے حالات حکایات۔ قصے لطیف۔ اُنکی ذہانت و جود کی روایات اُنکے ابتدائی اشعار اور نظمیں جنکو سنکر دل باغ بلوغ ہو جایا کرتا تھا۔ اس شد و مد سے بیان فرماتے تھے کہ میرٹھ پہنچنے تک جب میں اُنسے جدا ہوتا تھا آواز اُنکی بیٹھ جاتی تھی اور اپنے دوست مرحوم کی یا سے چشم اُنکی پُر آب ہو جاتی تھی۔ متعدد سفروں میں ایسا ہی اتفاق ہوا۔ اور ہمیشہ اُنھوں نے نئی روایات و قصص جناب فرقانی کی طباعی و ذہانت کے بیان فرمائے۔ راقم کو اُن حکایات میں سے اب نہ کوئی لطیفہ یاد ہے نہ کوئی نظم مگر اس قدر ضرور خیال ہے کہ شیخ صاحب نے بار بار ارشاد فرمایا کہ اس عمر میں ایسا ہوشمند فرزند اور کثرت فرین کوئی بشر اُنکی نظر سے نہیں گذرتا تھا۔ راقم کو کب یہ خیال تھا کہ تکمیل و ترتیب کلیات فرقانی میں اس قدر تاخیر

ہوگی کہ شیخ صاحب کا پیمانہ عمر لبریز ہو جائیگا۔ ورنہ اُن حکایات کو اُنکے بیان کرتے وقت قلمبند کر لیتا۔

اسی طرح اُنکے اکثر اور بیشتر معاصرواحبا سے راقم نے قصے اور روایتیں جناب فرقانی کی جودت و ذکاوت اور خداقت سن میں عجیب و غریب نظم و شعر لکھنے کی سُنی ہیں اور اسی لیے دیباچہ میں عرض کیا ہے کہ کمتر دایہ ایام کے آغوش میں ایسا فرزند آتا ہے۔ یہاں کافی معلوم ہوتا ہے کہ معتبر ترین رُواة اور صادق ترین ثقاة حضرت فرقانی کے ابنِ اعم جناب مولوی سید محمد علی صاحب قبلہ مرحوم و مقفور کا قول نقل کیا جائے۔ کہ وہ بہ نسبت اور سب کے حضرت فرقانی سے قریب تر تھے۔ یہ تحریر انھوں نے راقم الحروف کو فروری ۱۹۰۵ء میں مرحمت فرمائی اور غالباً اُنکی عمر کی اخیر تحریر ہے کیونکہ دو ماہ بعد اپریل ۱۹۰۵ء میں انتقال فرمایا۔ وہ فرماتے ہیں:-

”بھائی سید احمد حسن صاحب جگنا نام ہمارے دل و جان کی تقویت و آرام ہے وہ شخص تھے جو خطہ شاعر اور موزون طبع پیدا ہوئے تھے۔ اُنکے بیشتر حُضائل و فضائل وہی اور خدا داد تھے۔ وہ ایسے جوہر قابل تھے کہ تھوڑے دنوں معمولی استادوں سے پڑھ کر خود کتاب بینی میں صوف ہوئے اور ذرہ کمال کو پہونچ گئے۔ سات برس کے سن میں اچھا خاصہ شعر کہ لیا کرتے تھے۔ کسی کو کبھی اپنا شعر بہ نظر اصلاح نہیں دکھایا اُنکے اکثر زمانے کا مشغلہ کتاب بینی اور شعر گوئی تھا۔ وہ ایسے شخص تھے جنکو قدرت نے اُستاد بن سخن پیدا کیا تھا۔

طبائع کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ سُنے سے کیسا ہی معنی ہو۔ کیسا ہی شکل شعر ہو کیسی ہی پہلی یا سپستان ہو فوراً مل ہو جاتا تھا۔

قوت حافظہ کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ کے سُنے سے دو تین ورق حفظ ہو جاتے

۱۔ حاشیہ حالات جناب سید محمد علی صاحب مندرجہ دیباچہ ملاحظہ ہو۔

اور صفیہ خاطر سے کبھی محو نہ ہوتے تھے۔

بسط نظر کا یہ حال تھا کہ جب ہماری اور برادر مرحوم کی حویلیان مقام میرٹھ میں تعمیر ہوتی تھیں اُس زمانے میں سرشام سے شعر خوانی ہوا کرتی تھی۔ اور نو دس بجے رات تک ہلوگ بطور ہفتادہ حاضر خدمت رہا کرتے تھے۔ تین سال تک زمانہ نے ملت ہی اور یہ جلسے طے الاقتال جاری رہا۔ مجھے یاد ہے کہ بھائی صاحب نے کبھی کوئی ایسا شعر نہیں پڑھا جو کسی استاد کا نہ ہو اور دوسرا پہلے سے لطیف تر نہ ہو اور کبھی ہلکوا یا دین ہے کہ جو شعر ایک دفعہ پڑھا ہو دوبارہ اُسکے پڑھنے کی نوبت پہنچی ہو۔

لغت والی کا یہ حال تھا کہ کیسا ہی لغت غریب پوچھا جائے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہفت نظیم میں دیکھ لیا۔

قادرا الکلامی کا یہ حال تھا کہ جب مجھے اور برادر مرحوم کو کجائی ہوتی تھی تو میں کاتب ہوتا تھا اور جسطرح اور لوگ نشر لکھاتے ہیں بھائی صاحب اشعار تصنیف کر کے لکھایا کرتے تھے۔

چنانچہ جب وہ قصیدہ تصنیف کیا گیا جس کا مطلع یہ ہے
 شد وقت کہ در طرۃ اسبل شکن افتد باغۃ گل ثرا دل چو در مقترن افتد
 تو بھائی صاحب فرماتے جلتے تھے اور میں لکھتا جاتا تھا اور کسی طرح معلوم ہوتا تھا کہ یہ قصیدہ اس وقت تصنیف ہو رہا ہو یا پہلے کا تصنیف شدہ ہے۔ ہلکوا سوقت حیرت دہن گیر غنی۔

اس سے بھی زیادہ ثبوت جناب ممدوح کے کمال کا واقعہ ذیل سے ملتا ہے
 مستعد کا ذکر ہے کہ سید حیدر حسین شاگر د میر انیس و مرزا نعل شاگر د مرزا و میر
 دار و سیرتہ ہوئے۔ حویلی جدید میں مجھے مجلس برپا کی اور اُن دونوں بزرگواروں کو

لے قصیدہ پنجم مند جو دیوان فرقانی۔

جو اپنے وقت میں بہترین شاگردان میر و سیرا تھے پڑھوایا۔ مرزا مغل نے مرزا دہر
مرحوم کا یہ سلام پڑھا۔ ۵

مغربی ہے سو گوارا، حیدر چاندنی

اشک میں شبنم بکاکرتی، شہب بھچاندنی

ایس سلام کا بڑا شہرہ ہوا اور ہر شخص کی زبان سے نکلا کہ یہ کلام لاجواب ہو میں نے
جناب بھائی صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ اس زمین میں آپ بھی کچھ فرمائیے۔ یہ
وہ وقت ہو کہ انھوں نے اس طرز میں ایک صریح بھی موزون نہ کیا تھا۔ مگر پورا سلام
اُسی نے کلمنی سے لکھا دیا جیسے وہ کلام جنگی مشق تھی لکھایا کرتے تھے اور محجو حیرت پر
حیرت ہوئی۔ اور مرزا مغل کے پڑھنے سے اسکے لکھنے میں زیادہ لطف آیا۔

اُس سلام کے کہنے سے اس طرف براہ مروج کی طبیعت متوجہ ہوئی اور میرے
الحاح و اصرار پر بہت سے سلام تصنیف ہوئے اور ایک رسالہ میں چھپوائے گئے
جس کا نام دارالسلام ہوا۔

بھائی صاحب حوم کو فارسی سے کچھ ایسی فطری مناسبت تھی اور توت آخذہ ایسی
توی تھی کہ اگر کچھ تمام نہ ہوا تھا مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فارسی انکی مادری زبان ہے۔
ایک نمہ کا ذکر ہے کہ جناب بھائی صاحب پنجاب سے وطن میں کئی برس کے بعد آئے
عزیز زمین ایک بزرگ تھے وہ ملنے کے لیے تشریف لائے بھائی صاحب بیٹھے ہوئے
کسی ہم عمر سے فارسی بول رہے تھے۔ اُن بزرگ نے بھائی صاحب مرحوم کو بحالت طفولیت
دیکھا تھا اور اس وقت بڑے ہو گئے تھے نہ پہچانا۔ اور سمجھے کہ یہ کوئی ایرانی ہمان بڑا پیارے

۱۰ سلام نمبر ۲۰ مندرجہ سخن باکی ۵

شہ کے جسم پاک پر تھی جلوہ گستر چاندنی

مغربی کیا نور تھا تھی چاندنی پر چاندنی

۱۱ دیکھیے سخن باکی میں دیباچہ اول رسالہ دارالسلام حسین حضرت فرقانی نے بیان فرمایا ہے کہ
سید ہمدی علی صاحب کی فرمائش سے سلام تصنیف کیے گئے۔

نہیں ہے طبیعت چلبلی توحی ہی۔ بھائی صاحب کو اُن بزرگ کے نہ پہچاننے اور حیرانی سے لطف آنے لگا۔ اور مذاق شروع ہو گیا۔ ایک پہر کامل اُن سے باتیں کیں اور مالک دور و دراز کی حکایتیں اور قصے بیان کرتے رہے یہاں تک کہ اُنہی ہی دیر میں وہ بزرگ متفقہ ہو گئے اور جوش اعتقاد میں بھائی صاحب سے حاجتیں عرض کرنے لگے یہ بزرگ فہیدہ لکھے پڑے اور مذاق تھے مگر اُنکو ہرگز امتیاز نہ ہوا کہ وہ سید احمد حسن ہیں یا کوئی ایرانی ہے۔ جب وہ جلسہ برخواست ہوا اور اُن بزرگ کو معلوم ہوا کہ یہ تو سید احمد حسن ہیں بہت ہلکے اور بہت خفا آئے اُسوقت جو چھینٹے بھائی صاحب نے دیئے اُنہیں یہ کمال تھا کہ ثوران آتش غضب مثل کے فرو ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد غصہ خوشی اور خورمی سے بدل گیا۔ الغرض کہاں تک اُن کے کمالات کا ذکر کروں۔ اُنکے حق میں یہ کہنا کچھ زیادہ نہیں ہے کہ ”زبان الہام بیانش“ رتبہ سخن را بجائے نرسانیدہ کہ منکران حسد پیشہ را انگشت سکوت بر لب انا مل قبول برودیدہ نہ باشد و طبع مجزوست گاہش در جہ نظم را بکائنات نہرودہ کو نظم ثریا از رشک آن چون نشر نبات النفس از ہم نپاشد۔

سید احمد حسن صاحب میرے عزیز و بڑے بھائی تھے اور مجکو بڑا اعتقاد اُنکے لاثانی اور کیا ہونے کا تھا۔ اِسوجہ سے اُن سے بہت زیادہ اُنس و محبت تھی چنانچہ جب میں نے بمقام اور فی ضلع جالون ۱۸۵۳ء میں اُنکی خبر وفات سنی تو عجیب صدمہ ہوا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اہل کمال اُٹھ گئے۔ دُنیا خالی ہو گئی۔

(چونکہ اس زمانے میں مجھ سے زیادہ ان حالات کو دیکھے ہوئے دوسرے تھامین نے اُنکے فرزند عالیہ قدار برخوردار سید محمد کرا حسین کے اصرار سے ان حالات کو تحریر کیا۔ خدا اُنکو اور اُنکے احفاد اہل آباد کو ہمیشہ سرسبز اور خوش و غرم رکھے۔ اور صد و سی سالہ عمرین عنایت کرے۔ آمین ثم آمین بحمد و آلہ الامینین)

یہ تربیت یہ صحبت اور یہ خدا واد جودت تھی جسے جناب فرقانی کو زبان فارسی اور شعر و سخن میں اس درجے پر پہنچایا اور تمام عمر کی شدید و کثیر کتب بینی اور مسلسل و متواتر مطالعہ نے اُنکو دیگر فنون درسی و تازی اور جملہ علوم دین مجازی میں ایسا کامل و فاضل بنایا تھا۔

کتب بینی آنجناب کی کتب بینی مطالعہ شوق کتاب کی لوگ نظیر و مثال تیرہ ہیں۔ اُنکے والد فردوس منزل ہمیشہ اُنکو سرکاری ملازم کرا دیتے تھے۔ مگر وہ ہمیشہ کتب اور علم کے شوق میں اول بذریعہ رخصت اور پھر بذریعہ استعفاء اُسکو ترک کر دیتے تھے۔

شباب تھا اور جوانی۔ مگر کتاب تھی اور جناب فرقانی۔ بڑی سے بڑی کتاب اول سے آخر تک سمجھ کر عربی ہو یا فارسی نظم ہو یا نثر ایک ہفتہ میں تمام کر دیتے تھے اور اُسکے مطالب و مضامین ذہن عالی میں محفوظ ہو جاتے تھے۔ ضروریات بشری کے علاوہ اور کسی وقت مطالعہ کتاب کے اہم کام کو ترک نہ فرماتے تھے اور اُسین بالکل مستغرق اور محو معلوم ہوتے تھے جب دوستوں اور احباب میں بیٹھتے تھے اُس کتاب کے مضامین کو ارشاد فرماتے تھے اور اُسکی تائید یا تردید بیان کرتے تھے۔

آنجناب کے نانا قاضی غلام حیدر صاحب رئیس کوتاہ و کاٹھ تحصیل باغیت ضلع میرٹھ اور آنجناب کی سسرال رسولپور وھولری ضلع میرٹھ میں سید نواب علی صاحب اہل علم اور صاحبان کتب خانہ تھی۔ ایک ایک کتاب بخون نے ان کتب خانوں کی پڑھی تھی اور جو کتاب اپنے پاس نہ تھی اُسے نقل کی تھی یا بالکل لپی تھی یا اپنے ہاں اگر غلط نسخہ تھا ایک ایک حرف کا مقابلہ کر کے ان کتب خانوں کے

ساتھ اُنکے فرزند سید ولداریہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُنکے نقل کس شوق کے ساتھ اشاعت کلیات فرقانی کے ساہا سال سے مستغرقین جناب فرقانی اُنکو سامع صحیح سمجھتے تھے اور فہم و طبع جانتے تھے۔

صحیح نسخوں سے صحیح کیا تھا۔

میرٹھ میں مرحوم و معذور مفتی جلال الدین صاحب کا کتب خانہ مشہور تھا اُن کے پیر بزرگوار جو ایک ولایتی طبیب حاذق تھے اکثر کتابیں سلطان روم کے ہاں سے لائے تھے اُنکو تمام پڑھ ڈالا تھا بعض کتب کو نقل کیا تھا اور بعد اُنکی وفات کے جب اُنکی کتابیں نواب صاحب بہادر رامپور نے خریدیں تو جو اُنکو ملے انہوں نے بھی لین۔ راقم ایک حکایت لکھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کتب خانہ مذکور میں ایک نسخہ بخط ولایت قدیم غرقہ الکمال امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تھا۔ نہایت صحیح و سندی بمشکل مالک سے نقل کرنے کے لیے مستعار لیا۔ اور نقل مکمل نہ ہوئی تھی کہ مالک نے واپس لیا۔ گردش زمانہ سے جب وہ کتب خانہ فروخت ہوا وہ اصل نسخہ ہموزن چاندی کی قیمت پر جناب فرقانی کے ہاتھ آیا۔ اُس روز کی خوشی راقم سے تو بیان نہیں ہو سکتی۔ کلیات کمال اصفہانی کتنی بڑی کتاب ہے۔ اُس زمانے میں نایاب تھا کہ مین ملا کر مالک فروخت پر رہی نہ ہوا۔ مستعار لیا اور ایک ماہ میں کل شب دروز لکھ کر اپنے قلم سے نقل کر ڈالا۔

عمدہ مستملی۔ نایاب کتاب دیکھ کر وہ پچھین ہو جاتے تھے اور جس قیمت پر ملتی تھی اُسے حاصل کرتے تھے اور اگر قیمتاً نہ مل سکتی تھی کا تب مقرر کر کے اُسے نقل کراتے تھے۔ اور جو مکر نسخہ ملتا تھا اُسکو اہل علم کے کتب خانوں میں پہنچاتے تھے۔ اگر آپ انشاء فرقانی میں خطوط موسومہ جناب فردوس منزل مولانا مولوی سید حامد حسین صاحب قبلہ پڑھینگے تو معلوم ہوگا کہ بہت سی کتابوں کی نقل و ہانے حاصل کی اور اکثر کتابیں تلاش کر کے اُن جناب کو خرید کرائیں۔

انیسویں صدی عیسوی کے اواسط میں جب دہلی اور اودھ کی (برائے نام) سلطنتوں کا انتزاع ہوا تو قدیمی امراء کے صدیوں کے جمع کیے ہوئے کتب خانے سر بازار آ

مگر بہت سے قدردان علم و ہنر بھی اُنکے مشتری ہونے کے لیے کھڑے ہوئے۔ انا بچلہ کر نیل سر جارج ہلمٹن صاحب ایک زبردست عالم تھے۔ اُنھوں نے ہزار ہا قلمی اور نایاب کتابیں جبین سے اکثر پر سلاطین کی مواہیر نقین جمع کیں وہ ۱۸۵۷ء لغایت ۱۸۶۷ء عین قسمت دہلی کے کسٹرن تھے۔ اور حضرت فرقانی کے والد ماجد منشی سید کفایت علی صاحب مرحوم اُنکے دفتر کے پرنٹنٹ یا سیرمنشی تھے۔ حضرت فرقانی کے شب و روز سالہا سال تک اسی کتب خانے کی سیر میں صرف ہوئے اور کسٹرن صاحب موصوف نے بعض عمدہ نسخے جو اُنکے پاس مکرر تھے عنایت بھی فرمائے۔ ایسے بڑے اور منتخب کتب خانے کا مطالعہ ایک خداداد نعمت حضرت فرقانی کے لیے تھی۔ افسوس ہے کہ صاحب ممدوح جب اس خزانہ نایاب اور اپنی تمام عمر کے سرمایہ کو لیکر ولایت چلے تو راہ میں اُنکا انتقال ہوا اور وہ کتابیں غالباً برٹش میوزیم یا کسی اور کتب خانہ ولایت میں شامل کر دی گئیں۔

راقم الحروف صرف اُن کتب خانوں کے مطالعہ کی کیفیت لکھ رہا ہے جنکا راقم کو علم ہوا اور نہیں کہہ سکتا کہ جناب فرقانی نے جو ہمیشہ فکر کتاب میں دہلی اور لکھنؤ کے سفر میں مصروف رہا کرتے تھے۔ اور پنجاب میں جہاں اُنکا بیشتر قیام رہا تھا کس کس اور خزانہ کتب کو تمام و کمال ملاحظہ فرمایا تھا۔

جو چیز راقم کو یاد ہے وہ یہ ہے کہ اواخر میں ۱۸۶۷ء سے ۱۸۶۸ء تک کتب عربی و فارسی مطبوعہ آسٹریا جرمن۔ ایران۔ مصر۔ تاجران بمبئی کی معرفت ہر سال طلب فرماتے تھے اور جب اُنکے کس آتے تھے تو خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے فوراً ملاحظہ شروع کرتے تھے اور شب و روز اُن کتابوں کو پڑھتے تھے تا آنکہ اُن سبکا ملاحظہ ختم ہو جاتا تھا۔

۱۸۷۳ء میں جب وہ دہلی میں اپنے والد مرحوم کے ہمراہ قیام تھے شدت

کتب مینی سے یکایک ضعف بصارت ہو گیا اور اندیشہ ہو گیا کہ نزول المائے ہے۔ حالانکہ اُس وقت سن شریف صرف ۳۲-۳۳ سال تھا۔ اور چونکہ مطالعہ میں نشست زیادہ ہوتی ہو اور کتب علمیہ کو سمجھنا و مانع پر سخت محنت ڈالتا ہے مرض ذیابیطس پیدا ہو گیا۔ دہلی لکھنؤ میں اچھے اچھے اطباء ریوانی اُس وقت موجود تھے اُن سے رجوع کیا۔ آنکھوں پر گل لگائے گئے مرض میں افاقہ اور بصارت میں اضافہ ہوا مگر بعد اُسکے استعمال عینک کا ہمیشہ جاری کر لیا۔ واضح ہو کہ شدت مطالعہ سے جو امراض پیدا ہوئے یعنی ضعف اعضا، کسیمہ ضعف معدہ۔ اور ذیابیطس اُنکی عمر کے جلد ختم کرنے کا باعث ہوئی۔۔

الغرض جب شکایت بصارت پیدا ہوئی۔ اُنھوں نے مع جناب سول مقبول والہ المہیت علیہم السلام میں اس عقیدے سے قصائد فارسی کہنے شروع کیے کہ اُنکی برکت سے ضعف بصارت دور ہو چنانچہ بفضلہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا۔ رستم اُن معرکہ الآراء اور مقبول قصائد سے چند اشعار شعر تذکرہ ضعف بصارت مصنف جو نہایت دردناک اور ملو بہ خلوص پن بیان لکھ دینا مناسب سمجھتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت فرقانی قصیدہ نعت جناب سول خدا صل اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فرماتے ہیں:-

آن بہ کہ از مجاری احوال خویش تن بمبار را تفقد بمبار حاجت است	گویم اگرچہ از تو نہان نیست پیچ حین با چشم خود بگو کہ احوال ما بہ بین
بسیار دست داشته ام پیش ناکسان فرقانی تو باشم و حاجت برم بغیر	خواہم کہ دست دارم ازین کار بعلزین جان تو مرگ بہتر ازین تنگ بدترین
اندام جلدہ دستخوش کوفت خاصہ چشم ہر چند نور ویدہ ہمین نعمت خداست	نورش بکا ہش است چومہ اندرین شین کز رفتنش ہمین همان می شود ہمین
باندہ کہ پیچ باک نہ دارم ازین قسبیل	زیرا کہ عمر اندک و مرگ بہت در کمین

لہذا دیوان فرقانی قصیدہ اول۔ اسی بہترین نیکو ترکیب ما وطن۔ محراب آسمان و زمین شاہ مرسلین۔

الاباستان شریعت کزین میان
ہتدید کن بہ نور نظر کے گریز پا
باوثر کشائے غزوہ خیبہ خطاب کن

محدوسے مزار تو میدار دم نین
از بہر مہر ماز سلطان مہرہ برنجین
کز سر کف حصون عیون مرا حصین

قصیدہ منقبت جناب امیر المومنین علیہ السلام مین کہا ہے :-

بچشمان شرمدم یک نظری باید از چشمت
بسر علت باب و گل میفزافور چشم و دل

کہ آمد روشنائی باز و خیزد پردہ عیا
کہ بندم محل و گردم بسوی وضہ ہمایا

اور قصیدہ مدح حضرت امام حسن علیہ السلام مین ارشاد کیا ہے :-

دل تنگم ازین کاستن سمر و بصارت
خواہم بدعا کوری بدخواہ شمسارا
بی نوری آن چشم بجان تو دریغ است
بر من نظر انگن کہ اگر تیغ نگاہم

آن کن کہ علل از مر کاستن افتد
اے وائے اگر نوبت کوری مین افتد
کز بہر شما و غم و در شک و حزن افتد
زانگو نہ ز دامن کہ مہ اندر سفن افتد

راقم سطور نے مصروفیت کتب مینی کا تو حال لکھا مگر یہ بھی عرض کرنا چاہیے کہ
کس قسم کی کسب کتب اسطرح چر ملاحظہ ہو مین۔ جہاں تک راقم کو معلوم ہوا اسکی تفصیل
کی کوشش کی جاتی ہے :-

عروض و معنی و بیان و قافیہ و معنی و صنایع و بدائع کی کل مشہور کتب۔

متقدمین متاخرین عجم و راستادان عرب و در شاہیر اردو کے کل دیوان و حصے و کلیات و
مثنویات و قصائد۔

جلد تذکرۃ الشعراء فارسی اور تحقیق و تنقید سخن کی ہر ایک عربی و فارسی کتاب۔

صوفیہ کرام کے عقائد۔ مجالس۔ تذکرون۔ مباحث کی کل مستند تصنیفات۔

۱۵ دیوان فرغانی۔ قصیدہ ہوسوم۔ چورست از چاہ ظلت ہم جو یوسف شاہ عقیادہ مجمع عارم اعلیٰ برآمد بآبگ بشری۔

۱۶ دیوان فرغانی۔ قصیدہ پنجم۔ شد وقت کہ در طرہ سبیل شکن افتد بہ باغہ گل زالدچہ و مقررین افتد۔

طب و نبات کی عربی و فارسی کی تقریباً ہر ایک مستند کتاب۔

عربی و فارسی کی ضخیم و حجم اور جدید و قدیم ہر ایک ملک کی کتب سیر و تالیف مع شرح و تالیف قدیم
بڑی بڑی عربی و فارسی ادیبوں اور شارحوں کی جملہ مشہور تصنیفات۔

امثال و لغات و مصطلحات و حکایات ادیبہ کی تقریباً کل عربی و فارسی کتب مجاہد و درنگین
اساتید شعرا و عرب کے کلام کی جملہ مستند شرحیں۔

سب کی سب اہم تفاسیر کلام مجید خواہ وہ عربی میں ہوں یا فارسی میں جسے اہل اسلام
سند لگاتے ہیں۔

متاخرے اور کلام کی جملہ سند شدہ کتابیں۔

رجال و حدیث و فقہ کی ہر ایک عربی مستند و مشہور و قدیم تصنیف مناسک دین اور آداب و
اعمال و وظائف کے متناظر و مقبول مجموعے۔

منطق و فلسفہ و تعمیر و دلیل و نجوم کے اہم مسائل کی نامور کتب فارسی و عربی۔

قرآن و حدیث کی لغات و نکات کی اسطے اور قدیم تصنیفات۔

مقتل و شہادت کی اکثر اور بیشتر عربی و فارسی و اردو و شریعت و فقه تصانیف۔

اس تفصیل پر آپ تعجب نہ ہوں جس میں بعض اقسام کی کل کتابوں کی نظر اقدس سے گزرنے کا
بیان کیا گیا ہے۔ راقم الحروف کے پاس آج تک اکثر وہ کتب موجود ہیں اور ان پر حضرت
فرقانی کی یادداشت مطالعہ و محض ہے جس میں ہر کتاب کے سقم و جواب کو بیان کیا ہے۔

ایسے وسیع انظر و ذی الطبع۔ کامل التربیت عالی صحبت بزرگ کا علم و فضل
میں کامل۔ شعر و سخن میں چہا یہ اساتذہ قدیم۔ فصاحت و بلاغت زبان فارسی میں
وحید عصر ہونا بعید نہیں ہے۔ عبادت و سخاوت۔ دینداری اور علم دین اور عقیدت
و عظیم علم دین مزیدے بران تھی۔ لیکن افسوس کہ عمر نے وفا نہیں کی۔ یہ تو کمال ہوا

اور سن صرف تقریباً ۵۰ سال ہوا۔

از بقیہ تمامی زجہا تم سفر آفتاد
چون بختہ شد و نغمہ ترا ز شجر افتاد

صحبت مرزا
غالب ہلوی

غالباً ۱۸۶۲ء سے ۱۸۶۵ء تک جناب منشی سید کفایت علی صاحب
کشمیری دہلی کے میر منشی رہے۔ اس لیے حضرت فرقانی بھی وہاں مقیم
رہے۔ دہلی اس وقت اُجڑ چکی تھی۔ مگر بعض جواہر دہانکی خاک میں
چمکتے تھے۔ از انجملہ نواب اسد اللہ خان مرحوم بشیر مرزا غالب تھے۔ وہ
کھن سال مشاق اُس زمانے میں پاریکاب اجل تھا۔ اور حضرت فرقانی کی طبع کی
جو دت اور جوانی کی مضبوط شاعری زور پر تھی۔ یا تو ضروریات دنیوی نے مرزا سے
موصوف کو جناب منشی صاحب مہج کے پاس آنے کے لیے مجبور کیا۔ یا حضرت فرقانی
جو ہمیشہ جو لیے اہل کمال تھے خود مرزا کے پاس پہنچے۔ اس قدر راقم الحروف ابستہ
کہہ سکتا ہے کہ دونوں صاحبوں میں نہایت ارتباط و اختلاط ہوا۔ گویا تم بہت کسین تھا
مگر ہنوز مرزا سے موصوف کی نرالی وضع قطع۔ سفید سفید بال۔ پالکی میں سوار آنا اور گھنٹوں
پھرون۔ نہیں۔ دونوں حضرت فرقانی کے ہمراہ ایک وسیع خانے میں مصروف شعرو
سخن رہنا کہ جس میں وہ دونوں دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے تھے بخوبی یاد ہے۔ الحق
وہ دونوں با کمال ایک دوسرے کی صحبت کیلئے کیسے بایستہ و شایستہ تھے۔

اُخو شاد روزی و فرخ روزگارے
کہ یارے بر خور و از وصل یارے

جناب سید ہمدی علی صاحب بھی بعض اوقات اپنے برادر بزرگ حضرت فرقانی
کے ہمراہ مرزا غالب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے وہ فرماتے تھے کہ غالب مرحوم کا
قاعدہ تھا کہ جب اوّل کسی کو شعر سناتے تھے اُس کے معانی و نکات خود بیان فرماتے
تھے۔ ایسا ہی حضرت فرقانی کے ساتھ بھی ہوا۔ انھوں نے بعض اشعار کی داد دی اور
بعض پر بالکل خاموش رہے۔ غالب اس پر کچھ کھٹکے۔ دوسری ملاقات میں حضرت فرقانی نے

اپنے کچھ اشعار سنائے تو مرزا غالب کو انکا مرتبہ معلوم ہوا اور پھر اپنے اشعار کے معانی و
نجات بیان کرنا بند کیا۔

جناب سید ہمدی علی صاحب کی جس تحریر سے حالات ابتدائی حضرت فرقانی کے
اوپر نقل کیے گئے اُسین اُنھوں نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے :-

جب بھائی صاحب مرحوم نے دہلی میں مرزا غالب مرحوم کو یہ قصیدہ سنایا ^۱
تو وقت کہ در طرہ سنبھل شکن افتد باغہ گل ژالہ چو در مقرر انفتد
مرزا صاحب سخن گوئی میں تو نامی تھے مگر سخن فہمی بھی انکی کسی طرح کم نہ تھی جب اُنھوں نے
یہ مطلع سنا ایک جوش پیدا ہوا اور باوجود صنعت اور کبر سن سرودہ کھڑے ہو گئے۔
اور بھائی صاحب کی پیشانی پر بوسہ دیا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ غالب
زندہ ہستید احمد حسن بن - اسدا اللہ خان - غالب مردہ ہے " سب لوگوں کو ان سے
استفادہ کرنا چاہیے میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں - اور انشاء داد میں یہ
بھی فرمایا کہ گلشن کے ساتھ غرہ کا لفظ کم سے کم تین دن کی تلاش میں ملا ہوگا - اُس
جملے سے اُنھوں نے بھائی صاحب سے پوچھا کہ جناب مرزا نے جو تشنیں فرمائی تھی
کہ غرہ کا لفظ تین دن میں ملا ہوگا کہا تھا صبح جو - جناب فرقانی نے فرمایا کہ جھکوا اس زمین
میں قصیدہ دیکھنے کا خیال کئی روز سے تھا اور اوقات فرصت میں مکرر مکرر غور کرنے کے بعد
یہ لفظ ملا تھا - جھکوا جناب مرزا کی تشنیں اور جناب صنعت کی قدرت شاعری پر حیرت ہو گئی ۔

جناب مرزا غالب اور حضرت فرقانی میں باہم رابطہ اتحاد معلوم ہوتا ہے کہ معمولی
درجے سے زیادہ بڑھا ہوا تھا - جناب مرزا شہزادوں اور امیروں سے ملتفت ہونے
والے نہ تھے - مگر حضرت فرقانی کے کمال کے گرویدہ ہو گئے تھے - اکثر باہم تحفہ و
بدایا کی رسم جاری تھی از انجملہ ایک طلانی کام کی ہنال جسپر یا اسدا اللہ غالب منقوش ہے
۱۔ دیوان فرقانی - قصیدہ مجسم - ۲۔ مرزا غالب مرحوم کا "مولو" تھا۔

ہنوز راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔

ایک اور لطیفہ سن لیجیے۔ راقم الحروف بمقام دہلی سلسلہ میں آزادی عدم سے قید حیات میں آیا۔ مرزا مرحوم نے اپنے باکمال دوست کے فرزند کا تاریخی نام نیک اختر تجویز کیا۔ حضرت فرقانی نے بعد اداے شکر عرض کیا کہ یہ نام اور یہ لفظ محاورے میں دختر کے لیے مناسب ہو۔ اور مرزا نے نکتہ سنج نے اسکو تسلیم کیا۔ تب حضرت فرقانی نے تاریخی نام عبد الستار محمد کرار رکھا۔

جلد مرزا
دیکھیںوی

حضرت دہلی کو مرثیہ گوئی نہیں آئی۔ مرزا غالب خود فرماتے تھے کہ انھوں نے تمام عمر میں چند بند کئے اور میں جگہ ٹھوکر کھائی۔ یہ حصہ اہل لکھنؤ ہی کا تھا۔ حضرت فرقانی نے بھی کبھی مرثیہ نہیں کہا۔ گو سلام اور رُباعیان بہت سی فرمائیں۔ وہ بھی مقرر تھے کہ مرزا دبیر اور دبیر انیس مرثیہ گوئی کے ذرہ کمال پر پہونچے۔ پس کسی اور کی طبع آزمائی بیکار ہے۔ لیکن نکتہ چینی اور اعتراض اہل دہلی مرثیوں پر ہمیشہ کرتے رہے ہیں چنانچہ جس زمانے میں (۱۲۸۵ھ) لغایت (۱۲۸۷ھ) حضرت فرقانی دہلی میں مقیم تھے اور مرزا دبیر و میر انیس کا ملُ مشاق ہو کر اعلیٰ اعلیٰ مرثیوں سے میدان سخن کو گراما رہے تھے۔ دہلی میں ایک گروہ تھا جسکا پیشوہ تھا کہ جو مرثیہ لکھنؤ سے آتا یا رد باردا اور اعتراض غیر وارد اس کے بیت بیت پر کرتے تھے۔ کلام تو ایسا کہ نہ سکتے تھے مگر حسد سے دل کے پھپھولے یوہن توڑتے تھے۔ اَلَا حضرت فرقانی جو سخنگو و سخن فہم ہونے کے علاوہ شیوہ انصاف سے بھی متصف تھے سر معرکہ اُن اعتراضات کو رد فرماتے تھے اور کالمین لکھنؤ کے مرثی کے لطایف و نکات سے اُن بے بصیر و نکو آگاہ کرتے تھے گویا کہ زبان حال سے فرماتے تھے

اندازہ این زمزمہ حاسد چہ شناسد
کز روز ازل بے بصیر و بے ہنر افتاد

۱۲ غزلیات فارسی۔ دیوان فرقانی۔

اُس زمانے میں دہلی میں اسکا بڑا غفلت تھا۔ اور اکثر نیم خام شاعرون کا یہی مشغلہ
چنانچہ حضرت فرقانی جناب مرزا دبیر مرحوم کو تحریر کرتے ہیں :-

ہفت بہت سال مر دہلی باجمعے پریشان بماند ایشان کہ آیسوا عیجا ہمدما تھم
سلا علیہم کون۔ صحت اعلیٰ ایشانست در بارہٴ افضلیت و از حمیت خدام بر جہل شعرا
ہند و تحسین و تلافی و لطافت ایشان کہ دہلی مراٹی اور اراج یافتہ مباحثہ و مناظرہ می یافت
و عاقبت کلام الحق علیہم گرفتہ ہاے شان ہم بر ایشان گرفتہ میشد و از ایرادات شان
بہنوعی جواب دادہ می آید کہ موجب حیرت و استعجاب ہنگام می گردید۔

مرزا صاحب مرحوم کی متحرر و ملاغت اور صداقت روایت کی وجہ سے اُنکے مرثیوں کو وہ
بہت اعلیٰ جانتے تھے اور بڑے ذوق و شوق سے لکھنؤ میں جا کر مرزا مرحوم سے
ملتے تھے۔ چنانچہ اول مرتبہ اُنکی ملاقات کیوں سلا و آخر ذی الحجہ ۱۲۸۵ء میں لکھنؤ تشریف
لیگے تھے مگر ملاقات نہ ہوئی۔

”مما شوق و اراوت ہر دو غالب آمد۔ ذہ آخر ذی الحجہ ۱۲۸۵ ہجری برپوی دیدار آن
نامہ اربعد از مقلات حضرت اسفار از دہلی در لکھنؤ رسید و رسید انچہ رسید یعنی خندام
وہ شہر چٹہ قشریعت دادہ بودند“

سال آئندہ اُسی موسم میں (آخر ذی الحجہ ۱۲۸۵ ہجری) پھر دہلی سے لکھنؤ تشریف
لیگے۔ فرماتے تھے کہ عجیب اتفاق ہوا۔ لکھنؤ میں ریل سے اُتر کر گاڑی میں سوار ہو کر ایشان
سے شہر کو جا رہے تھے کہ ایک تیز گام جوڑی میں چند بھلے مانس ریل اسٹیشن کی طرف
آتے ہوئے نظر آئے حضرت فرقانی کے دل نے گواہی دی کہ اسی میں مرزا دبیر مرحوم
ہیں اور بدستور محرم کے لیے عظیم آباد پہنچے جاتے ہیں۔ افسوس ہوا کہ اس مرتبہ بھی ملاقات

۱۵ انشای فرقانی۔ سال دوم۔ موسومہ مرزا دبیر مرحوم۔

۱۶ انشای فرقانی۔ سال اول۔ موسومہ مرزا دبیر مرحوم۔

نہوئی اور قلب نے دعا کی کہ اس مرتبہ تو ملاقات ہو۔ فوراً جوڑی والی فلن ٹوٹی مگر حضرت فرقانی کی گاڑی آگے شہر کی طرف نکل گئی۔ دوسرے روز جب جناب مرزا سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے فرمایا کہ ہم کل ٹپہ عظیم آباد چلے گئے ہوتے۔ مگر قریب اسٹیشن فلن ٹوٹ گئی اور جینک اسٹیشن پر پونچے ریل چھوٹ گئی۔ تو دونوں حضرات کو معلوم ہوا کہ گویا یہ اعجاز شوق سخن تھا۔

میرزاے مرحوم کی شان میں حضرت فرقانی نے ایک قطعہ قبل ازان بطور نائضہ منظم بھیجا تھا۔
 زلجے بظلم مصائب یگانہ در آفاق علم پریشہ گوئی و مریشہ خوانی
 اس ملاقات میں مرزا دبیر صاحب نے اُسکو اپنے کبس سے نکالا اور غور سے پڑھا
 جب اس شعر پر پونچے ۵

شہیدہ ایم کہ بر آسمان دبیری است ندیدہ ایم بروے زمین ترا ثانی
 تو ولولہ اور جوش سے کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ ”حضرت فرقانی کا کلام مثل فرقان کے
 لاجواب ہے“ اسی قطعہ میں مرزا دبیر مرحوم سے محبت و عقیدت رکھنے کی وجہ کس
 خوبی سے بیان فرماتے ہیں۔

علی ستائی تو چاکر تو کر دستم و گرد آرد دم بلج جان خاستانی
 اور ذرا تعلی کی خوبی کو دیکھیے۔ ۵

فراز تخت معانی حکم عقل امروز منم شکستہ گلہ گوشہ جہانبانی
 اگر در تہمتے ہزار گوند علل دریدے جگر پہلوے خراسانی

اور دو عین لفظ رایت و آیت کی خوبصورتی پر غور کیجیے ۵

ہزار سال برا فرار رایت اقبال کہ آیتے بہ ہنر مندی و سخن رانی

جناب مرزاے مرحوم نے یہ سمجھ کر کہ حضرت فرقانی فارسی کے بڑے شاعر ہیں اپنا کلام

۵ دیوان فرقانی حصہ قطعات قطعہ نمبر -

فارسی سنا با شرف کیا۔ یہ سولے متقدمین فارسی کے متاخرین تک کے قائل نہ تھے
 اُردو کلام کا شوق ظاہر کیا تب مرزا صاحب نے اپنے معرکہ الآرا مرثیے جا بجا سے
 سُٹھے اور نہایت واجبی اور مناسب دوا پائی تو کمال مخطوطہ مسرور ہوئے اور کئی
 شہرہ آفاق و تازہ مرثیے عنایت کیے۔ مثلاً ع

سر سبز ہو یا رب سخن اس ہجیران کا

اور ع برسم ہن صفین شاہ شہیدان کی ہوا آمد

اور ع انجیل مسیح لبِ شبیر ہے عباس وغیرہ

جناب فرقانی نے جو ایک خاص دوا جناب مرزا دیر کو دی تھی وہ یہ تھی کہ انکا مطلع
 مرثیہ نہایت عظیم الشان ہوتا ہے۔ اللہ اکبر ایسے ہوتے ہیں سخنگو و سخن فہم
 ادا شناس سمجھتے ہیں پایہ گفتار سخن پہ جان سخن آشنا نکلتی ہے

حضرت فرقانی کو سلسلہ ہجری میں خواب میں بشارت ہوئی تھی کہ کلام جناب مرزا
 دیر مرحوم مقبول بارگاہ حضرات مددین علیہم السلام ہے چنانچہ جناب مرزا کی وفات
 پر پنجہ مکہ الآرا ۷۰ اشعار کا قطعہ تاریخ حضرت فرقانی نے تصنیف فرمایا ہے اُسی
 اس بشارت کا ذکر اسطرچر کیا ہے اور فی الحقیقت یہی اہم وجہ انکی محبت و عقیدت
 کی مرزا مرحوم سے تھی۔ گو اُسکو وفات جناب مرزا تک ظاہر نہیں کیا تھا۔ کہتے ہیں

”ہشت دہ سال شبے بیش ازین خواب منرا دیدہ گریان رسید

دیدے آراستہ بنے بخواب کز فہمائش مدد جان رسید

نکسہ زدہ بادشہ کز خدائش فائز پنج چہرستان رسید

چہرہ سرور ان چو مہ چارودہ ہشت چمن با گل در بمان رسید

۱۔ دیوان شاکل - غزلیات اُردو۔

۲۔ دیوان فرقانی - حصہ قطعات ۷۰ چونکہ فضا قسمت عالم نہاد بہرہ ہر یک بدرسان رسید۔

گرو دی ازان خاک قدم نہ فلک
لیک نہ گرو دی کہ بہ امان رسید
موجے ازان بحر کرم ہفت ہم
لیک نہ موجی کہ بہ عمان رسید
حیدر صفدر و دود و با بنے
کای علی امروز کرا اہل ہند
لعل علی شکر پاشخ شکست
بر طبق عرض پیمان رسید
گفت کہ مداح شناسم دبیر
مین کہ قبولش چہ با تقان رسید
گفت درگفت فلان گفت باز
گفت نہ کس قصہ سپایان رسید
گفت پیمبر کہ بلے ہم چنین
گفت منت انچہ لب تان رسید

یہ قطعہ شیرینی زبان فارسی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ اور مضامین عجیب سے مملو ہے۔ اول شعر کے قدیم فارسی کے کمال کا ذکر کیا ہے پھر مرثیہ گو بیان لکھنؤ کے طور کا حال لکھا ہے اور انکو ان پر فوق دیا ہے۔ بعدہ مرزا دبیر مرحوم کو سب سے اعلیٰ قرار دیا ہے۔ پھر ان کے اوصاف لکھے ہیں اور اپنی اُن سے ملاقات۔ بعدہ اُن کی وفات کا ایسا ماتم کیا ہے کہ پتھر کا دل پانی ہوتا ہے اور آخرین تو کمال کیا ہے کہ چھ شعرا ایسے لکھے ہیں جنہیں سے ہر ایک کا مصرعہ آخر بلا تسمیہ و تخریج بے تکلف مادہ وفات بتائیج سنہ ہجری ہے۔

خضر چنین گفت برگ دبیر
خضر بر چشمہ احسان رسید
ز دلفس الیاس و چہ نیکو نفس
تن بہرم ریح بجانان رسید
گفت امام فصحاء عرب
مورضاحت بلیمان رسید
گلشن فردوس چنین داد بوسے
شیفتہ جان بلبل جانان رسید
وان قلم تعزیش سفت در
بر علم شاوشید ان رسید
نیز ز فرقاتی منانی شنو
حاشق صادق بر سلطان رسید

ای کاش مرزاے مرحوم ایک دفعہ پھر زندہ ہو جاتے اور اس قطعہ بتائیج کو جو بے شک

اعجاز سخن ہے ایک نظر ملاحظہ کر سکتے!

ملاقات جناب مفتی
میر عباس صاحب
 جناب مفتی سید عباس صاحب کھنوی سا فاضل
 اجل اور ادیب اریب موجود ہوا اور حضرت فستقانی
 زلمین یہ ممکن نہ تھا۔ وہ ہمیشہ جناب مفتی صاحب کے

کمالات کے مقروءات تھے اور انکی ملاقات کے مشتاق و متمنی چنانچہ جب لکھنؤ
 پہونچے حسب معمول مکان جناب مولوی سید اعجاز حسین خالصا صاحب پر قیام کر کے
 ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۷ ہجری کو مع جناب سید مہدی علی صاحب بلارسم تکلف و ترسل جناب
 مفتی صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہاں ایک مجمع تھا۔ بیشتر سے اُن کو
 اطلاع و واقفیت نہ تھی۔ مولوی سید اعجاز حسین صاحب ہمراہ نہ تھے کہ مُعرفی کرتے۔
 نام و مقام دریافت کرنا مفتی صاحب کے لیے خلاف آداب تہذیب و اخلاق تھا۔
 مختصر گفت و شنید ہوئی اور حضرت فرقانی مفتی صاحب سے رخصت ہوئے۔ مگر حسرت
 گرم صحبتی دل میں رہی۔ اپنی فرود گاہ پر واپس آکر جناب فرقانی نے ایک قطعہ فی البدیہہ کہا
 "ای حکم نقد دانش مفتی بالغ نظر کز رہ شہرت علم بر آسمان افراشتی"

اور جناب مفتی صاحب کی خدمت میں بھیجا۔ اُسکو ملاحظہ کر کے جناب مفتی صاحب کو
 تاب نہ رہی غلہ الفور تشریف لائے۔ غدر خواہ ہوئے۔ لے۔ اور عرصے تک پُر لطف و
 ذوق صحبت رہے۔ روڈ و واقعہ اُس نفیس و لطیف قطعہ کے دیکھنے سے خود بخوبی معلوم
 ہوگی۔ مگر ذرا قطعہ کے لفظ کی ندرت پر تو نظر فرمائیے۔ کہتے ہیں ۵

"ای باد! اگر طب و لم دارمی پاس در حضرت عباس رسان این قرطاس
 گویشش کہ دارم سر نہر تو چنانکہ گریس لبی از من مسکین بالراس"

۵ دیوان فرقانی۔ جزو مقطعات۔ قطعہ چہارم۔ اصل قطعہ مع لفظہ جو خدمت میں جناب مفتی صاحب
 کے بھیجا گیا تھا اس وقت راقم کے ہاتھ میں ہے۔

علمای معاصرین

مجھے اس امر کے لکھنے کی یہاں ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ جناب مولوی سید اعجاز حسین خان صاحب لکھنوی و جناب مولانا مولوی سید حامد حسین صاحب قبلہ و جناب مولوی قاری سید جعفر علی صاحب اخلاص اللہ تھالے فریادیس الجنان اور جناب فرقانی سے کیسی کیسی پر لطف و سرگرم صحبتیں رہی ہیں۔ کس طرح وہ ان علمائے دین کا رتبہ جانتے تھے اور اعزاز و اکرام کرتے تھے کیسی تعظیم و وقار ان بزرگوار و نکی انکے دلمین تھی کیسا باہم ارتباط و خلوص تھا۔ اور کیونکر ذخائر علم و عمل کو وہ حاصل و بدل کرتے تھے ایسے کہ بہت سے خطوط حضرت فرقانی کے ان بزرگوار و نکی نام انشای فرقانی میں موجود ہیں اور اُن سے یہ تمام مراتب ایسے عظیم الشان طریقے پر ظاہر ہیں کہ دوسرا قلم نہیں لکھ سکتا۔

یہاں جناب فردوس آباد مولوی سید حامد حسین صاحب قبلہ کے خطوط موصومہ جناب فرقانی میں سے صرف ایک خط تینا و تبرکاً نقل کیا جاتا ہے جو اتفاقاً اس وقت راقم کے پاس ہے۔ اُس میں تاریخ نہیں ہے۔ مگر اُس زمانے کا معلوم ہوتا ہے۔ جب شمس الدین جناب مولوی سید شریف حسین خان صاحب جگر انون سے میرٹھ میں جناب فرقانی کی ملاقات کے لیے تشریف لائے تھے اور میرٹھ سے خدمت جناب مولانا سید حامد حسین صاحب قبلہ میں لکھنؤ کو تشریف لگئے۔

نقل نامہ جناب مولوی سید حامد حسین

صاحب قبلہ موصومہ حضرت فرقانی

جناب حاوی الفضائل والافاضل امت سکار کم
بعد سلام سنون شوق شجون اناس آنگہ بانی جناب
مولوی سید شریف حسین خان صاحب ۱۵ م

عزہم الشریف احوال مزید عنایت سامی نسبت فقیر و کمال لطف و محبت قلبی کہ خود

انشای فرقانی نامہ ۳ لغایت ۲۱ موصومہ مولوی سید حامد حسین صاحب نامہ ۱۴ لغایت ۲۲ موصومہ مولوی

سید اعجاز حسین خان صاحب نامہ ۲۴ لغایت ۲۶ موصومہ مولوی قاری سید جعفر علی صاحب قبلہ۔

علوم و مشقین است شنیدہ زیادہ تر شکر گزار الطافِ صمیمہ ہستم والحق کہ درین جزو زمان
چنین لطف از گیرے الا ماشاء و تذکر فی بینم و معرفت و تقویٰ کہ حق تعالی
سامی را بآن نواخته کمتر کہ بآن واسے رسد۔ گویا این خصلت از صفات عالی
صفات است و نہایت انصوس و حسرت بر میدارم بر ہجرت از سامی ورنہ اگر صورت
اجتماع اتفاق افتاد نواذ عظیمہ و مواہفہ صورت ظہور میگرفت و نیتہ المعوض
حتیٰ من عملہ۔ و بسبب ضعف توہمی و قلت فرصت و عدم مساعدت و وقت
بیاری از مضامین کہ بخاطر میگردد و از اظہار باز میمانم۔ اگر مشافہہ حاصل میشد متمسک
میشد و این چند سطر باین سبب کہ درین ایام تعطیل است نوشتم و الا بمساعدت یکجا بہت
احباب کمتر مشرف میشدم۔ والی اللہ المہستکی چون ظاہر است کہ امر حق روز
بروز فائز میشود بنا بر آن گاہ گاہ خیال داغگیر میشد کہ از احباب خالص و تر و مج
حق استشارہ کردہ شود لاکن چون این امور بتحریر پیش نمی رود و متعلق بمشاہدہ است
باین سبب سکوت و صمت می دارم۔ جناب مولوی سید شریف حسین خان صاحب
بعض اشکار صائبہ بیان فرمودہ اند التماس دعا است کہ حق تعالی بر آن اثری نموی
حزب گردانہ و عجب نیست کہ در شروع ماہ رابع عشر حق تعالی مجد دے ابراہیم و
کہ درین بلاد اشاعت دین نماید و تطہیر آن از بدعات و ضلالت کند۔

حامد حسین عفی عنہ

تخلص جناب سید احمد حسن صاحب کا تخلص ابتدا میں صارم تھا۔ معلوم ہوتا
ہے کہ ۱۲۰۰ھ ہجری میں اُسکو ترک کیا۔ اور جوانی کا کل کلام بھی ضائع کر دیا۔ اور میں بعد
فارسی میں فرقانی اردو میں شاکلی اور مریح و رشای المہ المہبت میں باکی تخلص اختیار فرما۔
اردو جناب فرقانی کے علوم اور کمال زبان فارسی کا تو احوال نگارش ہوا مگر وہ
اردو کے بھی اعلیٰ شاعر تھے اور اس خصوص میں بھی راقم کو کچھ عرض کرنا ضرور ہے۔

ناظرین پر مخفی نہ ہے کہ انھوں نے اس زبان کے محاورات و نکات کو بدرجہ کمال تحقیق و تدقیق کیا تھا۔ انکی اردو کی نشرو نظم بھی ایسی ہے کہ شمار انکا استاد و نمین ہو۔

تصنیف کتب اردو جس زمانے میں سر ولیم میور صاحب لفٹنٹ گورنر آج اپنے

ترقی اردو و ترقی تعلیم نسوان کے لیے اردو کتب کی تصنیف و تالیف کے بابت انعام مشتر فرمائے تھے یعنی قریب ۱۸۷۷ء کے حضرت فرقانی نے نشر اردو میں کتب ذیل تصنیف و تالیف فرمائیں کہ اکثر پر انعام ہوا۔ طبع ہوئیں اور مرجع رہیں۔ انکی سلاست زبان و شستگی بیان تہذیب عبارت اور لطف معانی ناظرین پر ظاہر ہے۔

تہذیب النساء حکایات لطیف۔ روایات عجیب۔ فضل حکما و عقلا اور حالات چرند و پرند کا ذخیرہ ہے ۱۸۷۷ء میں مطبع زریب مجبائی میرٹھ میں طبع ہوئی تھی۔

انشائے میور۔ مستورات کی جانب سے رقعات ہیں۔ اپنے رشتہ داروں کے نام ۱۸۷۷ء میں مطبع منشی جمیل الدین صاحب شہر میرٹھ میں چھپی۔

آداب الطلاب۔ خواجہ نصیر الدین محقق طوسی علیہ الرحمۃ کے رسالہ آداب المتعلمین کا ترجمہ ہے ۱۸۷۷ء میں مطبع منشی جمیل الدین صاحب شہر میرٹھ میں چھپا۔

طاق کسرے نو شیردان و بزر چہر کی حکایات کا مختصر رسالہ ہے۔

مضامین مفید بعض اخباری مضامین کا مجموعہ ہے۔

عطر مثلث اردو کے لغات۔ امثال مصطلحات مع معانی مختصر۔

یہ کتابیں اگرچہ گورنمنٹ کے انعامی اشتہار پر قلمبرداشتہ لکھی گئی ہیں مگر آپ انکی اردو کو دیکھیے تو سہل ممتنع پائیے گا۔

حاجی محمد منصب علیہا صاحبِ مرحوم رئیس میرٹھ بانی وقت منصبیہ کی کتاب سفر
چ کعبہ ٹھانسی مراد علی صاحب متینہ در بند ضلع ہزارہ پنجاب کی تاریخِ تنا و لیان
اور جناب فرقانی کے فرزند اکبر سید سجاد حسین صاحب مرحوم کا رسالہ نیزنگ زمانہ
حرف بحرف حضرت فرقانی کے اصلاح کردہ ہیں۔ پھر ذرا انکی زبان و بیان کو تو دیکھیے
کہ کیسا کامل العیار ہے۔ راقم اُن بہت سے شعرا کی غزل و دیوان کا ذکر نہیں کرنا چاہتا
جو دور دراز مقامات سے اصلاح کے لیے بھیجتے تھے اور انکی کاپیا ملٹ ہو جاتی تھی۔

ادب اُردو کی جسطہر کتابیں لغات۔ امثال۔ دواوین۔ قصص۔ تاریخ وغیرہ
ہیں وہ تو نظر اقدس سے گزرے ہی نہیں مگر چونکہ زبان اُردو ہنوز کامل نہیں ہوئی تھی
اسکی علی طور پر بھی تحقیق و ترقی کرتے تھے۔ مثلاً جناب سید مہدی علی صاحب فرماتے
تھے کہ دہلی اور لکھنؤ میں بہت سے اہل حرفہ کی دکانوں پر پھرون کھڑے ہو کر سنتے تھے
کہ جو خریدار آئے۔ کتنوں نے۔ دہی۔ قلم۔ بلبل کو مذکر بولا۔ اور کتنوں نے مونث اور
عوام و خواص کے بعض بعض مجنون میں پونچکر ہر فرقے کی زبان کی جانچ فرماتے تھے۔

طریقہ تصنیف غزل جناب سید مہدی علی صاحب نے اپنی تحریر میں درج بالا
میں جو تذکرہ فرمایا ہے کہ کیسی سرعت کے ساتھ وہ فارسی اور اُردو نظم تصنیف کرتے
تھے صحیح ہے حقیقت میں یہی حال تھا کہ تصنیف کرتے وقت اشعار مثلِ نثر کے انکی
زبان سے نکلتے تھے۔ کاتب لکھتا جاتا تھا اور یہ قدرت ہمیشہ اُنکو حاصل رہی مگر اواخر
عہد میں یعنی مابین ۱۳۰۰ھ اور ۱۳۱۰ھ کے جب سے اُنھوں نے خود یہ محسوس کیا تھا کہ
ہم استاد فن سخن میں نہایت جاںکادہ دیدہ ریزی اور جگر کاوی کے ساتھ تصنیف میں
تامل اور انتخاب کرتے تھے اور غزل کو فارسی ہو یا اُردو ایسا تو لکھ فرماتے تھے اور
ہر شعر کو مسووف پر لکھنے کے بعد بار بار اور متواتر اس شد و مد سے ترمیم کرتے تھے کہ
دوسرا اس مسووف کو پڑھ نہ سکتا۔ ایک ایک مصرعہ کی ترمیم میں گھنٹے صرف کرتے تھے

اور ایک ایک غزل کی تیاری میں ہفتے لگاتے تھے۔ طریقہ یہ تھا کہ نہایت طولانی سواد و سواد شعر کی غزل فرمائی اور پھر اُس پر نظر ثانی کی اور پھر اُس میں ترمیم و تنسیخ کی اور پھر اُن اشعار میں انتخاب کیا۔ تیس چالیس شعر رکھ لیے اور باقی نظری کر دیے اور اُن اشعار میں پھر اصلاح کی۔ اس طرح وہ غزلیات تیار ہوئی ہیں جو اواخر عمر میں تصنیف ہوئی ہیں۔ سال تصنیف فہرست ہائے دیوان فرقانی اور دیوان شاکی سے معلوم ہو سکتا ہے۔

کسی کے شاگرد نہ تھے جیسا کہ جناب سید ممدی علی صاحب نے اپنی تحریر بالا میں لکھا ہے کہ فن سخن میں اُنھوں نے کسی سے کبھی اصلاح نہیں لی۔ کسی کو اُستاد نہیں بنایا اور کسی کی شاگردی کا کلف نہیں لیا۔ وہ اصلاح اپنے کلام کی اسطرح کرتے تھے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

نہ کسی کو شاگرد بنایا اور اسطرح کسی کو اپنا شاگرد بھی نہ بناتے تھے۔ یعنی جو طریقہ معمولاً شاگردوں کا ہے کہ اُستاد و نکی اُستادی تشیرو تسلیم کرین اپنے نام کے ساتھ اُستاد کا نام لکھیں۔ اُستاد کے ساتھ ساتھ مشاعروں میں جائیں۔ اور گروہ اور جماعت قائم کرین اسکی قطعاً مانعت تھی۔ طریقہ اصلاح یہ تھا کہ شہر کے شرفایا باہر کے طلباء و شعراء اپنی تصنیف و تالیف کی جو کتاب غزل یا کلام پیش کرتے تھے اُسکو بے نگاہ سرسری دیکھ کر اگر مصنف محض بے مادہ ہوتا تو واپس فرماتے تھے اور اگر ہونا پڑتا تو اُس شے کو درست کر دیتے۔ اگر صاحب استعداد معلوم ہوتا تو مصنف کو عروض و قافیہ و فصاحت و بلاغت کے اصول اور سخن کے طریقے بتلا دیتے۔ اور ایسے ذی حیثیت بہت کم تھے۔ جنکے کلام کی اصلاح کے بعد اُنکو ضرورت اصلاح بھی سمجھائی ہو۔ کیونکہ یہ بڑے ہی استعداد و نکی قسمت تھے۔ یہی شاگردی اور تلمذ کی ابتدا و انتہا تھی۔ اور بس تمام عمر کی حلقہ بگوشی نہوتی تھی۔ البتہ بہت سے اشخاص ایسے بھی تھے کہ جنکو کچھ فرما کر دیدیتے تھے اور وہ اپنے نام سے اُسکو شائع و شہور کرتے تھے۔

کفارہ غزل | اواخر عمر میں غزلیات میں ایک ایک - دو دو بیت - حمد و نعت یا منقبت کے ضرور درج کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ کلام عاشقانہ کا یہ کفارہ ہے۔

لطیفہ عید آدینہ | مولوی عنایت حسین صاحب (دامت غسانہ و مکارمہ) گزہ کھیسری اُس زمانے میں میرٹھ میں رہتے تھے حضرت فرقانی کے دوست حقیقی تھے اور سخن کے سامع صحیح ہر جمعہ کو تشریف لاتے تھے اور مجلس شعر و سخن گرم ہوتی تھی۔ ایک جمعہ ناغہ ہوا۔ دوسرے جمعہ کو بھی نہ آئے معلوم ہوا کہ گزہ کھیسری تشریف لیتے ہیں غلط لکھا اور آخر نامہ میں تاریخ کے ساتھ دن کے بجائے لکھا۔

دن وہی حسین تری دید ہوا کرتی ہے | یعنی ہر جمعہ ہمیں عید ہوا کرتی ہے
ہر جمعہ عید کے ہونے کا ایسا صاحبان مذاق کے لیے کیسا خوش آئند ہے۔

مشاعرہ میں غزل | نہایت سادہ تھا۔ آہستہ آواز سے۔ کمال انکسار اور نیچی نگاہ سے پڑھتے تھے۔ مطلع یا کسی اور شعر کے مصرعہ کو کبھی دہراتے تھے۔ دام کے منتظر نہ رہتے تھے۔ نہ زیادہ داد پسند کرتے تھے۔

غزل اکثر طولانی ہوتی تھی۔ ۵۰۔ ۶۰ شعر۔ جلد جلد پڑھ کر ختم کرتے تھے۔ میرٹھ کے جس جس مشاعرے میں حضرت فرقانی نے خود شریک ہو کر غزلیں پڑھی ہیں انکی تاریخ و طبع جہاں تک ممکن ہو اراقم نے فہرست غزلیات اردو و فارسی میں صبح کر دی ہیں از انجملہ بعض مشاعرہ و نہیں شعرے دہلی مثل میر ہمدی حسین خاں صاحب مجروح۔ نواب میرزا خاں صاحب داغ اور حضرت ممنون شریک ہوتے تھے۔ اور حضرت کے کلام نادر سے بچپن ہو کر ٹرپ جاتے تھے اکثر چاہا کہ حضرت فرقانی بلند آواز سے ذرا چمک کر پڑھیں اور خاص خاص مصرعون کو دہرائیں ممکن نہ ہوا۔

طالب شہرت نہ تھے | مشاعروں کے گلدستوں میں اپنی غزل کا مسودہ اور زمانہ حال کے تذکروں میں اپنا کلام نہ دیتے تھے۔ البتہ اپنے دوست قدیم منشی محمد عظیم صاحب کے

اخبار اُردو موسوم بہ پنجابی اخبار لاہور میں اکثر تازہ تصنیف غزلیں بھیج دیتے تھے۔ منشی صاحب موصوف کے نام دو تین خط بھی انشائی فرقانی میں درج ہیں خاص خاص حضرات کو اپنا کلام خال خال سُنا تے تھے۔ عام طور پر معمولی شائقین کو ہرگز نہ سُنا تے تھے۔ اسی طرح ہر ایک کا کلام سُننا یا دیکھنا بھی پسند نہ تھا۔ اگر کوئی ہرزہ دراپہودہ سرائی کرتا۔ اساتذہ قدیم کا ایک آدمہ ایسا شعر پڑھ دیتے تھے۔

ہر جاسخن طراز و عبارت فروش باش در بزم گاہ پاچہ رسیدی خموش باش
عجائب سخن منشی عین الحق صاحب رئیس کاٹھ ضلع میرٹھ رحمہ اللہ تعالیٰ

کُل بلائی و سوء منجملہ اُن احباب خالص کے ہیں جنکو حضرت فرقانی سخن نہ سمجھتے تھے اور اپنا کلام سُنا تے تھے۔ کیم بالچ سلفیہ کو راقم الحروف کے پاس علی گڑھ میں تشریف لائے تھے۔ فرماتے تھے کہ اُنکے کسی عزیز کی اہلیہ نے سترہ ہجری میں انتقال کیا تھا۔ مرحومہ کا نام صغریٰ تھا۔ یہی مادہ تاریخ تجویز کیا مگر قطعہ میں موزون نہ کر سکے۔ شب کو حضرت فرقانی کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں مادہ خوب ہے قطعہ میں یون موزون کر دیجیے۔

بودہ ششم ز شعبان روز چہار شنبہ کان بانوی کرم ٹیچر کرسوے عجبی

نامش چو بود صغریٰ نالچ رحلتش ہم ہاتھ ز روی اندوہ باسن گفت صغریٰ

تخلص اولاد اُنکو مشعر و سخن سے ایسی دھپسی تھی کہ اپنے لڑکوں کے معمولی اور تاریخی نام کے ساتھ اُنکا تخلص بھی رکھتے تھے۔ چنانچہ سپر اکبر کا تخلص ریحانی اور سپر اصغر کا روحانی رکھا تھا۔

خصائل صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ کے وہ پابند تھے۔ ان تینوں اہم فروع کو کبھی ترک نہیں کیا جس شب کے آخرین اُنکی وفات ہوئی اُسکی نماز عشاء تک ادا کی تھی صلوٰۃ کے بعد تعقیبات بشدت پڑھتے تھے۔ ایک یا دو پارہ کلام مجید کے اور تلاوت فرماتے تھے

بعض ادعیہ صحیفہ سجادہ و جنت الباقیہ و جوشن کبیر۔ جوشن صغیر مشلول۔ درود طوسی وغیرہ
ادعیہ مشہورہ روز پڑھتے تھے۔ شدت سے وظائف و اوراد کا شغل فرماتے تھے رمضان
مبارک اور دیگر مشہور وایام کے اعمال مذہبی مکمل طور پر انجام دیتے تھے۔ مجالس عزای
جناب سید الشہداء علیہ السلام اکثر پافرمانے تھے اور خیرات صدقات بکثرت دیتے تھے
حرکات و مکانات میں استخارہ کے پابند تھے اور اقربا و مساکین و ابن ہسبل کی امداد
و اعانت اپنی حیثیت سے بہت زیادہ کرتے تھے۔ اہل اللہ اور درویشوں سے مکارم
و اخلاق کے ساتھ پیش آتے تھے۔ قول و عہود و مواعظ کے باستحکام پابند تھے۔ انکی
صحبت میں ہمیشہ حدیث تفسیر۔ تاریخ۔ کلام اساتذہ شعر کے سوا اور کوئی ذکر نہ ہوتا تھا
اکرام و سخاوت انکی موروثی خصلت تھی۔ راستی و صدق انکی گھٹی میں پڑا تھا۔ ہزار
نقصان ہو بھی نفع کا خیال تک آنکھ نہ اٹھاتا۔ بہت کم اہل شہر کے ہاں وہ جاتے تھے
اور احسان اہل عصر سے طبیعت انکی بالکل مستغنی تھی۔ مدارج علمی کے مقابل مراتب
دنیوی کو بالکل بیچ سمجھتے تھے۔

اوقات علی الصبح بیدار ہوتے تھے۔ ایک پہر دن چڑھے تک مصروف
تہا و تلامذت و وظیفہ رہتے تھے۔ اُسکے بعد سے سہ پہر تک مطالعہ کتب علمی فرماتے تھے
سہ پہر کو ملاقات احباب بقصیفہ اشعار یا تفریح و چہل قدمی فرماتے تھے۔ مغرب وقت
تحقق تک پھر عبادت فرماتے تھے۔ اور ایک آدھ گھنٹہ احباب سے مکالمہ علم و فن
و شعر و سخن فرماتے تھے۔ سبحان اللہ کیا اوقات تھے کیا قناعت تھی اور کیا فراغت۔ دس
گیارہ بجے شب کو استراحت فرماتے تھے۔ مگر لیالی قدر اور شب شہادت وغیرہ میں تمام
شب بیدار رہتے تھے اور مصروف عبادت۔ سیر و تماشہ سے طبیعت سیر تھی۔ سولے
اسکے کہ احباب خالص یا اطفال و اعزاء مصروف تودہی میں پھول والو کی سیر میں میرٹھ
کی کوچندی میں۔ انگریزوں کے سرکس میں اور کبھی کبھی باغ و بہستان میں بھی چلے جاتے تھے۔

شمال قدیمانہ تھا۔ رنگ سرخ و سفید۔ ریش کھنی مگر مختصر۔ لباس سادہ اور بیشک ہندوستانی جبکہ ضعف بصر ہوا تھا مطالعہ کے وقت دو چشمہ کی سفید عینک لگاتے تھے اور باقی ہر وقت نیلگون چار چشمہ کی۔ آواز بلند نہ تھی۔ بولتے کم تھے۔ آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ پیشانی اور بینی بلند تھی۔ اعضا مناسب تھے۔ بدن دُہرا تھا۔ چہرے پر کسیدہ چھپک کے نشان تھے۔ انگشتی فیروزہ و عقیق دست راست میں پہنتے تھے۔ پیشانی پر نشان سجات تھا۔ تسبیح خاکِ پاک ہمیشہ پاس رہتی تھی۔ جنرل سرسام برون بہادر قلعہ خیبر اور دیگر حکام واقف کا جب میرٹھ میں تشریف لاتے تھے انکو ملاقات کے لیے طلب فرماتے تھے تو چوڑا اور عامہ لباس پر اضافہ فرماتے تھے اور سفید رومال پر اشرفیان نذر گزارتے تھے۔ یعنی آئین قدیم کے پابند تھے۔

وقاوتہ ندیب و متانت بڑے بڑے استادان فن سخن کے دامن پر یہ دلغ ہو کہ انکے مجموعہ کلام میں سچ و سہل بلکہ نقش و حشو بھی ہے لیکن کلیات فرقانی کو ابتدا سے انتہا تک پڑھ جائیے ایک مصرع بھی ایسا نہ ملیگا گو شعرا میں اس قسم کی نظم عیب نہ ہو مگر وقار علم و فضل کے شایان یہی ہے کہ ایسا کلام ہی زبان پر نہ آئے۔

وفات والدین مصنف اپنے والدین مرحوم کے انتقال کا جو ایک ہی سال میں واقع ہوا انھیں سخت صدمہ ہوا۔ جا بجا انشای فرقانی میں اور بار بار کلام فارسی میں آپ انکا تذکرہ پائیں گے مثلاً: —

نامہ سوم موسومہ جناب فردوس آب "از حال و کار خود چہ عرض دارو کہ در چارہ کجی بہ شدہ و مولوی سید حامد حسین صاحب۔
 خاطر شامت شکستہ روز تاروز و سادہ فضاغت نہ وہی تازہ
 و تشویشی عجیب حلقہ بد دل میزند اگر اقتدا زیاد
 ہی آورده باشند بدعای و ہمتے با پدر مرحوم این
 محروم ہم بھکانا اجوکو علی اللہ"

نامہ یازدہم موسومہ جناب موصوف "نحو اشگیری آمرزش و بخشایش از برائے پدر مرحوم بندہ
تَعَالَى اللَّهُ تَعَالَى بِالْعَفْوِ وَالرَّضْوَانِ۔"

نامہ دوازدهم موسومہ جناب موصوف "ہمدین روزے پذیرفته شدہ است کہ مجلس عزائے امام
مظلوم علیہ السلام در آن شہر برپائے کنند و مجلسیان نان و
نانخوش ہرچہ وفق وقت اقتدائش کردہ آید بشرط آنکہ
مردم گزین و پاکدین کمتر از چہل کس نباشند و زیادت
خود ستمی نیست بعد از ختم مجلس از برائے آمرزش الدین
و عم ترین تباہ کار و والدین و عم آنان و والدین مخدومی
دست بد عابر آو رند و بسوز دل آمین بگویند۔"

نامہ چہار دہم موسومہ جناب موصوف "اگرچہ بر تہی مانگی این کینہ مزید بخشایش آوردہ چشم
النفات بر حال این شکستہ بال انداختہ با پدر ااور مرحوم
عقب صلوات و ہنگام افطار و اسرار و ایام ولایالی متبرکہ خاتم
در ماہ روزہ بادعا ہائے عافیت دارین و بخشایش بخشش
و رحمت آمرزش سیادی آوردہ باشند۔"

نامہ اول موسومہ جناب جنت مکان "نہ بوستان بصارت را طراوتی نہ مذاق عیش را حلاوتی۔
مولوی قاری سید جعفر علی صاحب قبلہ عافیت رخت بر بستہ و سلامت برخاستہ ہر لحظہ نعم
تازہ و بلائے نو حلقہ بردل می نہد و ہر ساعتی علقی دیگر
و غلتی مجدد از درمی آید اگرچہ نچہ سبق استدعایا فستہ
گہ از گاہ این سکین را با پدر مرحوم ہم از گوشہ نماز
فروگذارند و دعاے و ہستہ یاد آرند از محاسن
اخلاق بدیع نماید۔"

نامہ ششم موسومہ حضرت مرحوم سید "امی کاش" کے ماہ پر دم بودے در زیر زمین داریا سونہ سے
حمدی علی صاحب۔ (رباعی) فرقانی را ہویہ نگیندے بر روز سیاہوی بختو نہی

نہ سری و سامانی نہ چارہ نہ دنیائی۔ زمین و آسمان بی حوسبہ
بہ کمین من برخاستہ و تضار قدر بے سبب ہلاک ہوا آراستہ

نامہ ششم موسومہ جناب معصوف بعد از وفات پدر ما در اخلاصا لہما اللہ تعالیٰ فی جنات

النعمیم قافیہ زندگانی بر من تنگ است و ترا زوی بخش
من بے تنگ نفسے چند کہ ماندہ است می شمارم در روزگار
کہ دشمن بیناوی گذارم

نامہ چہار و ہم موسومہ جناب معصوف "باشہ ثم باشہ۔ اگر بعد از مرگ عم و پدر این اتفاقات و مردم

داری از کسے دیدہ باشد۔ یا این رفیق دشمن ہر آمیز
از کسے شنیدہ

انھون نے بکمال سعادت اپنے والد مرحوم کلج اور زیارات مشاہد متبرکہ کے نیا بہشت

سرا انجام کرایا اور جناب مولوی سید اعجاز حسین خان صاحب مرحوم لکھنوی ایسے بزرگوار

عالی قدر کے ذریعہ نائب روادہ کر لئے یا چونکہ جناب ہی خود ان ہی ایام میں عازم حج و

زیارات تھے وہ نائب اُنکے ہمراہ گئے اور احتیاطاً مرحوم کے صوم و صلوة کو بھی بتا ہما

بہ نگہ رانی جناب مولاناے فردوس آب مولوی سید حامد حسین صاحب قبلہ پھر نیا بتا ادا

کرایا۔ چنانچہ نامہ اول موسومہ جناب مولوی سید اعجاز حسین خان صاحب میں لکھا ہے:۔

"مجموع یکہزار روپیہ فریسم و جناب داد کیل مطلق گردانیدم و یکگی حل و عقد ہر دست

جناب باز گذار ششم ہر کہ صواب بینند بہر مبلغ زر کہ امکان پذیرد از برائے حج و زیارت

مدینہ برگزینند و ہر کہ راصلے آن داند از برائے زیارت بخت اشرف جملہ مشاہد

سہ مندرجہ انشای فرقانی۔

تاشمہ رضویہ اختیار فرمائیں۔ حاکمند از فرمودہ و کردہ جناب این بندہ را سرمدی قبا و زیارت
اگر مارا اہم بہ برادر کمین خود کہ از میان روزگار ہمین تراست بسیار از سببہ مضیہ غریب
نیست و از ایشان درخواست ہند کہ چنانچہ براہم خطیر حج و زیارت فلانے ماسایہ انگندیم۔ شائیز
ہم از بہر خدای را در باب صوم و صلوات پای مروی فرقانی فانی نائید۔

اور اپنی والدہ مرحومہ کی جانب سے حج و زیارت حرمین شریفین جناب نواب مبارک
علی خان صاحب مرحوم و معذور رئیس اعظم میرٹھ کے توسط سے سرانجام کرائی۔ دیکھیے
نامہ ۶۶ مندرجہ انشای فرقانی۔

بلغ کذا از بایں حج و زیارت مدینہ با سائر توابع بنیت نیابت حضرت والدہ مرحومہ
آسکنہا اللہ تعالیٰ اعلیٰ جنانہ بروست فلانہ دوست سلمہ اللہ تعالیٰ میفرستد
تا بعد از وصول بر آن اشرف بقاع و نزول در آن خیر المنازل دو مرد ثقہ و مرع راہم
از کہ مدینہ رسول برگزیدہ بسر کارے خود این کار بفرمائند و وفق مصلحت حال ہر قدر
کہ باتند سیم در دامن شان بریزند۔

اپنے والد مرحوم کا مقبرہ اور اس کے ساتھ مسجد تعمیر کی اور اپنی والدہ مرحومہ کا خلیفہ بنایا
اور ان سب پر جو نظم و نثر کے تاریخی کتبے لگائے وہ یادگار روزگار ہن قطعاً کو جانے
دیجیے نثر فارسی کی تاریخوں کو دیکھیے اور آیات فرقانی پر نظر فرمائیے کیسے مافے نکالے
ہن اور کیا خوب انکو ضم کیا ہے سلسلہ مقفی عبارت دیکھیے اور صرف ایک ہی قسم
کے سال یعنی سنہ ہجری میں سب تاریخین۔

(قول اللہ) اِنَّ الْمُتَّقِينَ مَعَ اَٰلِہٖٖمُ الْاَبْرَارِ (اصدق) (اَلْحَقُّ عَلَیْکُمْ وَلَا تَعْمَلُوْا مِثْلَہُمْ تَوْنِ)

ہذا ممشہا سید النور

۱۲ ۶۶ ۳۰
۱۳ ۶۶ ۳۰
۱۴ ۶۶ ۳۰
۱۵ ۶۶ ۳۰
۱۶ ۶۶ ۳۰
۱۷ ۶۶ ۳۰
۱۸ ۶۶ ۳۰
۱۹ ۶۶ ۳۰
۲۰ ۶۶ ۳۰
۲۱ ۶۶ ۳۰
۲۲ ۶۶ ۳۰
۲۳ ۶۶ ۳۰
۲۴ ۶۶ ۳۰
۲۵ ۶۶ ۳۰
۲۶ ۶۶ ۳۰
۲۷ ۶۶ ۳۰
۲۸ ۶۶ ۳۰
۲۹ ۶۶ ۳۰
۳۰ ۶۶ ۳۰
۳۱ ۶۶ ۳۰
۳۲ ۶۶ ۳۰
۳۳ ۶۶ ۳۰
۳۴ ۶۶ ۳۰
۳۵ ۶۶ ۳۰
۳۶ ۶۶ ۳۰
۳۷ ۶۶ ۳۰
۳۸ ۶۶ ۳۰
۳۹ ۶۶ ۳۰
۴۰ ۶۶ ۳۰
۴۱ ۶۶ ۳۰
۴۲ ۶۶ ۳۰
۴۳ ۶۶ ۳۰
۴۴ ۶۶ ۳۰
۴۵ ۶۶ ۳۰
۴۶ ۶۶ ۳۰
۴۷ ۶۶ ۳۰
۴۸ ۶۶ ۳۰
۴۹ ۶۶ ۳۰
۵۰ ۶۶ ۳۰
۵۱ ۶۶ ۳۰
۵۲ ۶۶ ۳۰
۵۳ ۶۶ ۳۰
۵۴ ۶۶ ۳۰
۵۵ ۶۶ ۳۰
۵۶ ۶۶ ۳۰
۵۷ ۶۶ ۳۰
۵۸ ۶۶ ۳۰
۵۹ ۶۶ ۳۰
۶۰ ۶۶ ۳۰
۶۱ ۶۶ ۳۰
۶۲ ۶۶ ۳۰
۶۳ ۶۶ ۳۰
۶۴ ۶۶ ۳۰
۶۵ ۶۶ ۳۰
۶۶ ۶۶ ۳۰
۶۷ ۶۶ ۳۰
۶۸ ۶۶ ۳۰
۶۹ ۶۶ ۳۰
۷۰ ۶۶ ۳۰
۷۱ ۶۶ ۳۰
۷۲ ۶۶ ۳۰
۷۳ ۶۶ ۳۰
۷۴ ۶۶ ۳۰
۷۵ ۶۶ ۳۰
۷۶ ۶۶ ۳۰
۷۷ ۶۶ ۳۰
۷۸ ۶۶ ۳۰
۷۹ ۶۶ ۳۰
۸۰ ۶۶ ۳۰
۸۱ ۶۶ ۳۰
۸۲ ۶۶ ۳۰
۸۳ ۶۶ ۳۰
۸۴ ۶۶ ۳۰
۸۵ ۶۶ ۳۰
۸۶ ۶۶ ۳۰
۸۷ ۶۶ ۳۰
۸۸ ۶۶ ۳۰
۸۹ ۶۶ ۳۰
۹۰ ۶۶ ۳۰
۹۱ ۶۶ ۳۰
۹۲ ۶۶ ۳۰
۹۳ ۶۶ ۳۰
۹۴ ۶۶ ۳۰
۹۵ ۶۶ ۳۰
۹۶ ۶۶ ۳۰
۹۷ ۶۶ ۳۰
۹۸ ۶۶ ۳۰
۹۹ ۶۶ ۳۰
۱۰۰ ۶۶ ۳۰

۱۵ جناب فردوس مآب مولوی سید حامد حسین صاحب قلم۔
۱۶ دیوان فرقانی حصہ قطعات۔ دوا خانہ۔

موجِ نشروقات

۱۲ ۳۸۶

ترتیب معدن احسان - روضہ قدوس دودمان - مدحِ بخشش - گنجِ بخشش

۱۲ ۳۸۶ ۱۲ ۳۸۶ ۱۲ ۳۸۶ ۱۲ ۳۸۶

مقیمِ ریاضِ ہم - والہِ باغِ ارم - خزانہ برکات - تفسیرِ سعادات - آلِ پیغامبر

۱۲ ۳۸۶ ۱۲ ۳۸۶ ۱۲ ۳۸۶ ۱۲ ۳۸۶ ۱۲ ۳۸۶

میوہِ باغِ حیدر - سید السادات والاحباب کفایت علی - اذلقہ اللہ السبوح طعمہ العفو

۱۲ ۳۸۶ ۱۲ ۳۸۶ ۱۲ ۳۸۶ ۱۲ ۳۸۶ ۱۲ ۳۸۶

وَأَخْلَدْنَا فِي الْجَنَّةِ لِنُفِثَ الْأَنْفُسَ وَالْجَنَانِ - نیردانش بابا بخشش

۱۲ ۳۸۶ ۱۲ ۳۸۶ ۱۲ ۳۸۶ ۱۲ ۳۸۶ ۱۲ ۳۸۶

اور اپنی والدہ مرحومہ کے مزار پر جو قطعہ تاریخ کتبہ کرایا ہے اُسکے آخر میں شعر تاریخِی پر غور فرمائیے :-

وَعَلَى بَخْشِش - تاریخِ آہنگ + بگو یور و بہشت پاک بادش - اور اغفر باہمی تاریخ ہے

۱۲ ۳۸۶ ۱۲ ۳۸۶ ۱۲ ۳۸۶ ۱۲ ۳۸۶ ۱۲ ۳۸۶

مقصود راقم الحروف کا اس تمام نگارش سے یہ ہے کہ ناظرین غور فرمائیں کہ کون فرزند اس سے زیادہ خدمت اپنے والدین مرحومین کی بعد وفات کر سکتا ہے۔ سبحان اللہ وصل علی یہ سعادت و حق شناسی حضرت فرقانی (أَجْرُهُمُ اللَّهُ تَعَالَى) کو بدرجہ اتم حاصل تھی حصۃ اللہ تعالیٰ بِرَحْمَتِهِ وَكَرَامَتِهِ۔

حالاتِ پدرِ مصنف جناب فرقانی کے والد ماجد کا ذکر آگیا ہے تو اسب ہے کہ

اُنکے کچھ حالات بھی زیبِ قریاس کر دیے جائیں۔ اُنکا دیوان بھی کلیاتِ فرقانی کے ہمراہ بطورِ ضمیمہ منسلک ہوا ہے اور دیباچے میں وعدہ بھی کیا تھا کہ تذکرہ حیات اُن بزرگوار کا بھی مختصر آئندہ ناظرین ہوگا۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ اُنکے برادرِ زادہ بلند اقبال جناب

سہ دیوانِ فرقانی حصۃ قطعہ قطعہ واقعات ہم۔

مولوی سید ہمدی علی صاحب قبلہ مرحوم نے جو حالات اپنے عم بزرگوار کے ابتدا سے ۱۹۰۵ء میں قلمبند فرمائیے ہیں وہی یہاں مختصر نقل کر دیے جائیں۔ واضح ہو کہ جناب سید ہمدی علی صاحب نہایت عزیز اور سعید برادر زادے جناب منشی سید کفایت علی صاحب کے تھے مرض الموت میں کئی ماہ تک انکی مسلسل و متواتر خدمت کی اور انکے بستر مرگ پر حاضر تھے اور اپنے عم نامدار کی زبان مبارک سے ایسی سودمند و اثرناک دعائیں لی تھیں کہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو اقبال و بلند نامی ہمیں حاصل ہوئی وہ عم مرحوم کی آخری و متواتر دعاؤں کی برکت ہے۔ مختصر آنکہ جناب سید ہمدی علی صاحب قبلہ مرحوم تحریر فرماتے ہیں:-

”اُس مجموعہ میں چونکہ کلام عم نامدار منشی سید کفایت علی صاحب کا بھی شامل ہے۔ مناسب ہے کہ میں کچھ انجانبی ذکر خیر کروں۔ جناب مدوح ایسے شخص تھے کہ ۵ صد سن بزرگ و دگر و دوسپیدا مردے کہ بنفس خویش مردانہ بود بمقام میر تقی میر آستانہ میں پیدا ہوئے۔ انکی تعلیم و تربیت کا حال بزرگوں سے سنا ہے کہ صرف جد مرحوم سے جو آستانہ شہر تھے پڑھا تھا اور ابتدائے عمر سے دُکری کے سلسلے میں پڑ گئے۔ اولاً محلہ اندا دھلی و دُکیتی یعنی گمراہی کے محافظ و فزونی پڑی بارہ برس تک رہے۔ بعد میں پنجاب میں ضلع کے سرشتہ دار رہے اور پھر پنجاب و دہلی میں میر منشی و سپرنٹنڈنٹ کشتری رہے۔ ۳۳ سال کی ملازمت کے بعد ۱۲۸۵ھ میں پنشن لی اور یکم اکتوبر ۱۲۸۵ھ کو انتقال فرمایا۔ انکے بعض صفات کا ذکر خیر یہ جو:- جو دو سٹھامین بیج حاتم طائی شاید انکا نظیر ہو تو ہو مگر ہنہ انکے مثل کوئی دوسرا باخیر آدمی اس زمانے میں نہیں دیکھا۔ بیوہ اور ابا ہجون کے مصارف کے واسطے بہت کچھ دیتے تھے اور باقی میں ایسے انتظام اور خوش اسلوبی سے بسر کرتے تھے کہ انکا دربار وزیر کا دربار معلوم ہوتا تھا۔

لیاقت خدا داوین قرطع دہر و فرید عصر تھے۔ فارسی خوب جانتے تھے اور عربی سے بھی ناواقف نہ تھے مگر سب سے بڑی صفت روشن دماغی کی تھی۔ انکی دماغی قوت کو قدرت کا ایسا سا پتہ کہنا چاہیے کہ حسین مضمون کیا اور وصل کر بعد حذف زوائد ایسا دلچسپ اور پاکیزہ نثر لکھ لیا کہ حیرت ہو جاتی تھی۔ اشعار دیوان آفتاب کے انتہائے لیاقت کا نمونہ ہیں۔ ہن بکر زیرش قلم میں جو برسبیل استیصال ہم عمروں کے طہس میں انکی فرمایش کو مطابق کہہ دیا کرتے تھے۔

وقت ارکا یہ حال تھا کہ خدا نے کچھ ایسی صورت بنائی تھی کہ جس حاکم کی طرف متوجہ ہوتے تھے وہ گرویدہ معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ جب میرنشی کشنری دہلی سے پنشن لیکر عزم ہری پور رکھ کر سٹیشن دہلی پر تشریف لائے اور پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگے تو ہر انگریز اور ملازم ریلوے سلام کر کے راستہ سے ایک طرف ہو جاتا تھا۔ جب مرض موت میں مبتلا ہوئے تو جتنے معزز عہدہ داران سرکاری انکے ملنے والے پنجاب سے عیادت کے واسطے آئے تھے۔ ہننے کسی کو نہ دیکھا کہ آتے ہی شل عقیدت مندوں کے مصروف خدمت نہ ہو جاتے ہوں۔

مکان حسین تشریف رکھا کرتے تھے صرف درمی کافر ش اور پرچاندنی صاف بھی ہوئی خود بیرونی دالان میں ایک سفید مسند پر گاؤ تکیہ سے ملے ہوئے بیٹھا کرتے تھے۔ اور سوسے قطعات خوشنویسی کے کوئی تکلف یا آرائش مکان میں نہ ہوتی تھی قاعدہ یہ تھا کہ جو ملنے والا آتا اسکی تعظیم اسکے رتبہ سے زیادہ کرتے اور مقام مناسب پر بیٹھلاتے۔ بعد بیٹھنے کے مزاج پُرسی کرتے تھے اور خیر و عافیت مع عیال اطفال کی پوچھتے تھے۔ خدمتکار معمولاً گھوری دان بڑھا دیتا تھا اور حصہ بھر کر سامنے لگا دیتا تھا اسکے بعد چپ ہو جاتے تھے اور جب کوئی سوال کرتا تھا بلا امتیاز جواب دیتے تھے۔ فضول بات کی عادت مطلق نہ تھی۔ اس عادت کا یہ رُعب تھا کہ ہر شخص کو

بلاوجہ برأت خدمت میں پہنچنے کی نہ ہوتی تھی اور اگر پہنچتا تھا مودب رہتا اور
 دم نہ مار سکتا تھا۔ الغرض یہ وقار اور رُعب ہتھ بڑے بڑے وزرا کا بھی نہ دیکھا گیا
 کے ساتھ شفقت اُنکی اس سے بھی زیادہ تھی۔ جو برا اور مرحوم کے ساتھ ظاہر ہوتی تھی۔
 خدا اُن نیکوں کا اجر جزیل و ثواب جمیل غایت کرے جو عم مرحوم نے خلق اللہ سے
 کی تھیں۔ انتہی کلام۔

صاحب تذکرہ سراپائے سخن نے اُن مرحوم کا ذکر خیر اور کچھ کلامِ وح کیا ہے۔ اور
 دیوان اُنکا کلیاتِ فرقانی کے ہمراہ شائع ہوتا ہے۔

اولاد حضرت فرقانی جناب فرقانی کے دو فرزند سید حسین و سید جواد تو اُنکے
 روبرو ہی صغیر سن میں مر چکے تھے۔ آنجناب کی رحلت پر اُنکی تین اولاد ہی تھیں۔
 (۱) منشی سید سجاد حسین صاحب ریحانی جنھوں نے بسن ۳۷۷ سال ۱۰ ہجری مطابق ۱۸۷۵ء
 ۱۲۱۱ھ بمطابق ۹ دسمبر ۱۸۹۹ء بروز یکشنبہ بمقام میرٹھ وفات پائی۔
 (۲) راقم الحروف سید محمد کرا حسین روحانی۔

(۳) ایک دختر جس نے بسن ۲۲ سال ۱۳ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ بمطابق ۱۴ دسمبر
 ۱۸۹۹ء بروز جمعہ بمقام میرٹھ انتقال کیا۔

قبرستان روے زمین سے قصور و قبور تو بے نشان ہو جاتے ہیں مگر سطح
 کاغذ سے حروف کی سیاہی ہمیں جاتی اسلئے یہاں کچھ اور بھی لکھنا مناسب ہو:-
 خدا معلوم۔ سید آئی بخش صاحب عرف میر مینڈھو (جد حضرت فرقانی) نے شہر
 میرٹھ کے باہر بسنت دہلی دروازہ کن برکت والے ہاتھوں سے ایک باغ لگایا تھا اور
 کیسی یادگار زمانہ ساعت میں خود اُن بزرگ کی قبر وہاں بنی تھی کہ اُسکے چار طرف
 اُنکے خاندان کے باکمال اور نو نھال کچھ لحدیں پیر پھیلانے سوتے ہیں۔ اور اپنے
 مورث اعلیٰ کے آغوشِ محبت کا لطف لیتے ہیں۔ میر مینڈھو صاحب مرحوم کی

قبر کے مشرق میں اُنکے فرزند سوم حاجی سید ولایت علی صاحب مدفون ہیں مغرب
شمال میں میر سینڈھو صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں۔ اُنھیں سے ملے ہوئے حضرت
فرقانی کے دو صغیر سن متذکرہ بالا فرزند ہیں میر سینڈھو صاحب کی قبر کے مغرب
میں اُنکے فرزند دوم منشی سید کفایت علی صاحب کا مقبرہ اور مسجد ہے جو حضرت
فرقانی نے بنا کئے اور اُسکے برابر میں حضرت فرقانی کی والدہ ماجدہ کا حظیرہ
ہے۔ مقبرہ منشی سید کفایت علی صاحب کے اندر جانب مشرق حضرت فرقانی
کا مزار ہے اور مقبرہ مذکور کے باہر مشرق میں حضرت فرقانی کی بانو کے مظلمہ
اور فرزند اکبر سید سجاد حسین صاحب ریجانی اور دختر جوان مرگ کی قبور ہیں۔
میر سینڈھو صاحب کی قبر کے مشرق میں اُنکے فرزند اکبر منشی سید عمر دراز علی
صاحب کی بانوی عفت تاب اور دختر عالی مقدار اور داماد ذی و متار
سید گوہر علی صاحب مرحوم۔ اور سید گوہر علی صاحب مرحوم کے پسر دوم
۱۷ فرزند فلاحون فرہنگ تھے اور کمال قانع و تجربہ کار و دانشمند۔ ۱۹ شعبان ۱۳۱۷ھ
مطابق ۲۷ مارچ ۱۹۰۳ء عیسوی کو انتقال فرمایا۔ اُنکے فرزندون میں سب سے بڑے مولوی
سید اصغر حسن صاحب زہد و عبادت اور صدق و امانت میں شہرہ آفاق ہیں۔ انجوشہ
علی اللہ تعالیٰ و تقدس۔

انشائی فرقانی ملاحظہ کیجیے۔ جب جناب سید گوہر علی صاحب مرحوم بیرتھ سے جا رہے ضلع بلند شہر اپنے
والد بزرگوار سید کرامت علی صاحب کی زیارت و خدمت و تیار کو تشریف لے گئے۔ حضرت فرقانی
نے اُنکو خط لکھا۔ اور یہ لاجواب رباعی تحریر فرمائی مین نو آدِ رِ اَقْلَمِہ ۷

از آن روز یکہ در بخشہ صدف و ابر نیسانی
چہ پرسی ماجلیے من کہ از رخ فراق تو
نیامد در کف بحر سیادت چون تو یک گشت ہر
دلچون لولو سولخ است چون شمشہ تم لاغر

(نامہ اول موسومہ سید گوہر علی صاحب مرحوم)

(یعنی منشی سید عمر دراز علی صاحب کے نواسے) سید محمد مرتضیٰ صاحب
 بیان ویزدانی جو نہایت مشہور و نامور شاعر تھے زیر خاک نہان مین - اسکندرم
 اللہ تعالیٰ فی البصائر وخصم اللہ بوجہتمو کو امتہ بیتد الابرار والہ
 الکبار و صحبہ الانبیاء۔

(غالب)

”سب کہان! کچھ لالہ و گل مین نہایان ہو گئیں
 خاک مین کیا صورتیں ہو گئی کہ نہان ہو گئیں“

حالات کلامِ فرقانی

قصائد کلیاتِ فرقانی - قصیدہ نعتیہ

اے بہترین منتخب ترکیبِ ماوِطین

محرابِ آسمان و زمین شاہِ مرسلین

سے شروع ہوا ہے - خراسان کے مشہور و مسلم الثبوت نعت و منقبت گو ابنِ حسام
کا قصیدہ بھی اسی زمین میں ہے - بعض اشعار کا تقابل فرمائیے تو لطف ہوگا :-

حضرت فرقانی

مولانا ابنِ حسام

آدم ز رقت گرچہ لصیوتِ ز آدمی
اصل و رخت تخم و ہمیش بارِ تخمِ بن
از نسبتِ تناسل تو بوالبشرِ نشر
وز دولتِ قبولِ قمرِ ح الایمن
در روضہ مبارک قد قامتِ الصلوٰۃ
جز قد و لکش تو کجا سر در استین
در خطِ کلکِ امر تو ملکِ قبولِ درد
زیر نگینِ جاہ تو اقلیمِ داد و دین
چون دعوتِ کشادہ بانیِ رسولِ لب

بابائے مہربان بنی آدم و شفیع
فرزندِ آدم - از ہمہ لیکن خلیفِ ترین
پا بر سرِ رکنِ نبیا نہ سادہ
آدم ہنوز بودہ مخمّر باوِطین
رویت در آسمان لُغزکِ مہ تمام
در باغِ فائزِ تقیمِ قدسِ سر و تور استین
نام تو بر نگینِ سلیمان نوشتہ اند
بہر نفاذِ حکمِ بظِ زمر دین
صاحبِ قرآنِ عہدِ رسالتِ تویی بحق

۱۵ دیکھیے تذکرہ دولت شاہ سمرقندی -

از عرش فرش باکیت آمد کم چین در قصر عزت تو قمر بندہ اقل بر بام رفعت تو زحل ہند و کمین از منظر تو معنی شمس الضحیٰ ضحیٰ وز منطق تو سر امام مبین مبین	آئیں لگا کر با تو توان شدن قرین یک جاریہ ز حضرت با احترام تو ترک چار بالش و قصر چارین ای رہ روان راہ حریم آداو شرح تو تابروز را بدشاعر مبین
---	---

ایک اور قصیدہ نعت ہے ۷

اے جسم توجان آفرینش نام تو نشان آفرینش

یہ ۱۲۰ ہجری کی تصنیف ہے۔ اُس وقت حضرت فرقانی کا سن صرف ۲۰ سال تھا۔
آئیے اُسکے دو ایک ابیات کو اس المتقدمین حکیم انوریؒ کے حضور میں لائیں :-

حکیم انوری	حضرت فرقانی
------------	-------------

ای شادی جان آفرینش وے گوہر کان آفرینش نے فاختہ شنابرہ نام تو زبان آفرینش	ای جسم توجان آفرینش نام تو نشان آفرینش اندیشہ نعت بیکرانت بیرون زلگان آفرینش
---	---

قصیدہ منقبت ۷

چو دست از چاہِ ظلمت پہنچو یوسف شابر عینا ز جمع طارم اعلیٰ بر آمد با نگیل بشرے
--

۱۷ قصیدہ دوم دیوان فرقانی۔

۱۸ قصیدہ سوم دیوان فرقانی۔

اسقدر رشیع الشان ہے کہ صفت اُسکی بیرون از بیان ہے۔ فصاحت و بلاغت کا دریا ہے نکات و لطائف کا مخزن و معدن۔ اُسکے اشعار میں اکثر علوم و فنون کے کنایے اس خوش اسلوبی سے ہیں کہ جان قالب میں اہتراز کرتی ہے۔ صبح کا سماں ایسے عاشقانہ رنگ میں دکھایا ہے کہ ہزار غزلین اُسپر نثار ہوں۔ حسرت و حرمان شاعر سے دل خون ہو جاتا ہے۔ پھر مدوح علیہ السلام کی اعانت کی تقویت سے وہی دل باغ بلغ ہوتا ہے۔ مرج ایسی بلند اور فلک رفعت طریقے پر کی ہے کہ شایان آستان امیر مومنان معلوم ہوتی ہے۔ فضائل و مناقب اس زور شور سے لکھے ہیں کہ عالم سخن میں زلزلہ پڑ جاتا ہے۔ مصاف و نبرد کا معرکہ اس ہیبت و جلال سے ہے کہ سطوت جنگ خیمہ و خندق یاد آتی ہے۔ التماس مطالب ایسا مودب و شایستہ ہے کہ صل علی۔ اور دعا ایسی مناسب موزون ہو کہ سبحان اللہ ان مضامین کے علاوہ بند شین چست۔ تلیحات و اشارات درست۔ توانی ناوہ شبیہات تمام و مکمل غرض شاعری اور قصیدہ گوئی کی معیار یہ قصیدہ کہا جاسکتا ہے۔ اور زبان کو دیکھیے تو درد و نامحدود پڑھے۔ خاص متقدین سرزمین فارس کی ملبس روح گویا بول رہی ہے:۔

حضرت فرقانی

کی صبح دیکھیے

مسعود سعد سلمان

کی بہار ملاحظہ فرمائیے

برآمد تیغ خورشید از نیام شیب برون
بر آنگونہ کہ زمین سوتلے از طہ خارا
بدانسان کز رقم خیزد فروغ سنی روشن
بحال رمے خورشید آمازلت ظلم پیدا

سپاہ ابر نیسانی ز دریا رفت بر صحرا
نثار لولوے لالا بصحرا برد از دریا
گے مانند خنگی لگام از سرفرد کردہ
شدہ تازندہ اندر مرغزار خرم خضرا

چو گردون گشت بلخ و بوستان از ابریشانی گل از گلین همی تابد بسان زهره زهرا نسیم باغ شد بیزان بستان عنبر شهب بخار بحر شد ریزان بصحرالولوی لالا ازان پر شک شد گیتی ازین پریم شد عالم ازین پر عطر شد بستان ازان پر نور شد صحرا فلک در سندس نیلی هوا در چادر کلی زمین در فرش زنگاری که اندر حلقه خضرا زمین خشک شد سیلاب باغ زرد شد خضرا هوا بے تیره شد روشن جهان پیر شد برنا زمین چون روی مروان برنگ آب بوی هوا چون زلف دلجویان بنوعی عنبر سارا	فر و بر و ند بکران فلک سردرم خجلیت نمود از غرقه مشرق عروسی غره غرا شکست افتاد بطلعت سر آمد فتنه بجادو بر آمد ز استین موسی خاورید بیضا طنابی تافت خورشید و عمود صبح شد یارش ازیر آئیم روز جهان افزود شد یار پا منقط شد ز زره روزن دیوار چون انجم ملون شد ز تاب خورشید زمین مانند حربا چو پران شد ز نور آسمان موسی چه انجم سحر بیدار شد ناگه ز بانگ شهر عشقا نه عشقا بلکه طایوسی مرصع بال زرین پر ولایت گیر و عالم گرد و فرخ روی خوش سما
--	---

و یکجای حضرت فرغانی اس قصیده من حسن کی تصویر کس خوبی سے دکھاتے ہیں۔

پری رویان خرامان مطرف چون کباب کسائی تن از نقره لب از شکر خط از عنبر خداز حجت ز گفار لب شان مرده هر سو شده زنده ز چشم خوابناک از پاد آمد خلق و چون باشد بزور روشن رخسار شان آن لعل بنشین بدان چشم مقام پیشه کم زن بصیاری لب و گوش از صفای درو زیور گشته بر گوهر بفارت برده از یک عشوه صد چکان بزم	در و دویشان افتاده در شهر اندرون غوغا قد از طوبی دم از معجز دل از آهین بر از ویا زرقار قدشان فتنه بر خاسته هر جا اگر فرمان دهند آن غمزه خو خواره راحا زده بر کاروان دل ره امن امان غدرا بدا و اولین برده ز خلقان حسنه و کالا بر و دوش از شکنج جعد مشکین گشته عنبر سا سیخا داده از یک غمزه صد چون خلق و یغما
--	--

نہا شد حور در جنت چنین نازک چنین چابک موج جناب امیر علیہ السلام میں شعرا نے کیا کچھ نہیں کہا ہے۔ مگر حضرت فرقانی کے اشعار مندرجہ ذیل بھی کسی سے پیچھے نہیں ہیں :-	
طراز خطبہ و منبر ظہیر بشر بوطحی امام مشرق و مغرب قدام صورت و معنی نہ یزدان لیک چون یزدان حکیم قادر و کیا کشا دوست و یکسان چہ در دنیا چہ در عقبی گدایش سرفرو تار و تاج بہمن و دارا مہنوز آدم نزد انو میان مکتب اسما	شفیع عرصہ مشرق و مغرب و کوثر عماد دولت و ملت نظام مذمت و حکمت نہ پیغمبر و لیکن راز دان ماسند پیغمبر نوال و بذل او یکرو چہ بر صامت چہ بر ناطق غلامش سر نہ جنبا نہ بکار رستم و بیژن در آمد عقل اول در دبیرستان تعلیمش
معمر کی بلاغت اور عقل پر غور فرمائیے :-	
کرا طاقت کرا زہرہ کرا نیرو کرا یارا قد از شبیہ یورش شغب در عالم بالا چو باران شیر گران از دہشت خون شوہشا زمین فریاد در گیر و ز بانگ پیکر قتل بہ بند و چنڈرایت ز خون دشمنان جفا	چو بر قصد غزا را ندید و آورو بتواند رود از صدمت زورشن بیا و اندام خاک انگہ چو موران پیل زوران را نہایت زہرہ بگذارد فلک بر جان خود لرزد ز ہول حربہ کاری بلرزد طرہ چہ چہم ز باد تند پیروزی
اور موج کا قصہ کس عمدہ مثال و ہمت سے مختصر فرمایا ہے :-	
حساب نعمت داوڑ چہ داند زادہ سینا سخن در قدوہ دنیا شنادر حدوہ قصوی نوشته شدش کراما کا تبین یزدان نوالا	شمار مدحت حیدر چہ یار و عقل سرگشتہ فرا چنگ ضمیر من نیابد دامن لغت و گر لختے بکار آمد نہ از نیرو طبع است آن
قصیدہ رائیہ	
خوش ازمان گل و جندابوای بہار	جہان جوان و چمن سبز و غلہ شد گلزار

جسکے ۴۳۱ ابیات میں بہترین قصائد زبانِ فارسی سے ہے۔ مصنف عالی مقام کا کمالِ بحر اور شعر و سخن کی ہر ایک قسم کی خوبی اُسکے مطالعہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ اکثر مستقیمین کے قصائد اس زمین میں ہیں اور خوب خوب مداح اس بحر و قافیہ میں ہوئے ہیں۔ الایہ نظم بیطور شیع بہار۔ اعتدال۔ نو۔ شجاعت۔ سخاوت۔ مرج۔ شمشیر۔ اسپ۔ قیل رزم بزم۔ ترانہ جملہ مضامین قصائد پر حاوی اور محیط ہے۔ جنابِ فرقانی کی یہ ان تصانیف میں سے ہے جنہیں آئینہ نے سحر کاوش و عرق ریزی کی تھی اس قصیدہ کے مضامین و معانی نہایت دلادیز و مرغوب ہیں اور انداز و مبنی کمال فصیح و محبوب۔ الغرض زبان و بیان دونوں میں یہ قصیدہ بالکل قدماء کے طابقِ انفل بالنفل ہے۔ خود جنابِ مصنف کو اس پر فخر و ناز تھا۔ فرماتے ہیں:-

درین قصیدہ کیے داور اتمال کن چو بلغ لالہ و نسیرین وی ندیدہ خزان بمائش ہمہ جزل و معائش ہمہ نغز ز غیرت ستم تاج کبر ز دبر خاک چنین قصیدہ اگر کس گفت یا گوید و گر زویدہ زندلات بوریا با فنی ز خامہ چار صد و انہ بیت تر بچکید اگر دستی و تند دست و دل خوش و شاد	کہ تا کجاست تگاپوے ابرش افکار چو بحر درو گہر لیک ناپدید کنار مطالعش چو بہار و خالفس چو نگار سر ظہیر و کمال و معزی و بندار بکشتنم سر تیغ ترا مباد کیار بگو برفق کہ بسم اللہ نچہ بہت بیار نشد گذاردہ مرج تو عشرے از معشار رسانے بہزار و تو اسنے دو ہزار
---	--

کچھ اور ابیات اس قصیدہ کے یہاں ثبت کیے جاتے ہیں اور مقابل میں دو بیت اور قدیم استادوں کے اشعار لکھے جاتے ہیں۔ وہ کون۔ ایک تو ظہیر فاریابی جسکے دیوان کی نسبت یہ قول مشہور ہے۔

دیوان ظہیر فاریابی	در کعبہ ہزار و اگر بیابی
--------------------	--------------------------

دوسرے امیر معزی جسکی وفات پر حکیم سنائی علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا

گزہرہ پچرخ دوم آید نہ غلغلت است
از حسرت دُر ہائے یتیم چو یتیمان

از اقامت طبع طرب افزاے معزی
بنشست عطار و بمعزلے معزی

حکیم ظہیر قاریابی

حضرت فرقانی

ز اعتدال ہوا حکم جانور گیرد
اگر بنوک قلم صورت کند نگار
سرو و خار کن از عند لب نیست عجب
کہ مدتے سرو کا کرش نبود جز با خار
چہ حالتست کہ مرغان ہی زنند نوا
چہ موجب ست کہ گلاہی کنند نثار
عروس باغ مگر حب لوہ میکند امرود
کہ باو خالیہ سائیست و ابرو لوہ بار
حکیم وار ز شاخ درخت بلبل را
فروغ آتش گل کردہ عاشق دیدار
ہنوز ناشدہ سو سن ز بند قید آزاد
دراز کرد زبان چون مسیح در گفتار
چمن ہنوز لب از شیر ابر ناشستہ
چو شاہدان خط سبزش دیدہ گرد عذار
نہاد ز گرس رعنا بخواب مستی سر
ہنوز ناشدہ از چشم او نشان خار

مصوران بہاری ز سرخ و زرد و سپید
صور نگاشتہ یکیک بخامہ و پرگار
کشید آتش گل شعلہ زد نوا بلبل
بدین دو آتش سوزندہ چون نسور و خار
نسیم مجسمہ گردان و خاک خلفہ ساز
سحاب نافہ کشاے و شمال چہر نگار
رسید موکب شاہ ربیع از رہ دور
ہمہ بہار گلستان سپاہ است و سوار
بجملہ رخت خس و خار بگریزان سوخت
کہ ہست آتش تازی و پارسی گلزار
سہیل وزہرہ و پروین و نثرہ را ماند
شقائق و سمن دیا سمن و سترزار
سمن نقاب براناخت غازہ زوشنم
بنفشہ زلف پریشید شاد زوشنم
ز خواب ز گرس سرست روز چہ عجب
کہ شب نفیر بر آرد ہزار بار ہزار

امیر غزنی

حضرت فرقانی

صبح ساز و دو گر ساز عشرت از سر گیر
 کہ باغ تازگی از سر گرفت دیگر بار
 گرفت لاله بسد مهر سبزہ را در بر
 گرفت سبزہ بسد مهر لاله را بکنار
 بران صحیفہ کہ یکچند ز گران خزان
 بچرخ بستی بردند ز تو سیم بکار
 ہند سان بہاری بران صحیفہ کنون
 ہمی کشند خط از لا جو در بر زنگار

ہمان درخت کہ ری بار بود بر دل باغ
 نگر کہ برگ بر آرد و بار دیگر بار
 کشید باد صبا تنگ غنچہ را در بر
 گرفت آب روان را در سرور ا بکنار
 ز بس کہ نفس نباتی زمان زمان بالہ
 رسیدہ میوہ ازان پیشتر کہ شاخ بہار
 مبشران ریاحین ستبرتی خلعت
 ہند سان طبیعت خولقی آثار

اس قصیدہ کے جس حصہ کو دیکھیے مرصع ہے۔ فیل کی صفت میں حضرت
 فرقانی فرماتے ہیں :-

ز ژندہ پیل تو ہر گہ سخن در اندازم
 پرندہ کہ زد و گوش باشدش پر دبال
 تناور یکہ اگر صد ہزار میل رود
 سرش بین تنش در خرام تابیانی
 ز رنگ و صورت خرطوم و فرخش او
 ز پیل گوش دو گوش چمن طراوت خوا
 بہشت او نہ بود منت از فرشتہ کہ خود
 ز صدمت قدمش بر زمین فلک لہان
 چو شقہ طلستش زد و گوش روز و عشا

کشد عماری گفتار چرخ کج رفتار
 نواز نے کہ ز خرطوم باشدش منقار
 ز دیدگان نشود غائب آسمان کردار
 بزیر گنبد دوار گنبد دوار
 چو در صورت و سرفیل در ستیخ زنگار
 ز رود خانہ خرطومش ابر آب افشار
 دعا گرفتہ باوج قبول استقرار
 بلے ز جنبش سخن بہت از سقف جدار
 چو لالے نفی دودنمان او گہ پیکار

ز بہر روز قیامت شب اربا یستی
 ز نالہ جرسش کر شد آسمان آری
 ز ہے سخی کہ بہر گام چار خوان بہند
 بگاہ حملہ و ہدیہ بند پیل فلک
 دست در خفا نش ز رنگ ثای جهان
 و و کھتہ بود زمین کن زمین و زمان
 زمین شکم زگران سنگیش بجاک نہاد
 قومی نہاد و گران سایہ و سبک جان
 نظرستان چو جہاں و گران بہا چو وصال
 چہ نغز گام زند پیش پیش لشکر تو
 بکار خصم تو دندان فرو برد ز انسان
 یک آستین دوست نیست قتل و ستان
 و قتل است و نہ دستان چو دید خلق انبوه
 مگر و دوست بلند است ہر روز و زندانش

گزیندش خداوند قادر مختار
 رسد ز غلغلہ نزدیک سمع را آزار
 نہاد گام فرا تر ز طے درین ہنجار
 بزخم پیشک بر آرد شیر چرخ و مار
 و گوش میزندش باد زین سبب ہموار
 کسے ز خلق نیار و بدین مقال انکار
 فلک بلند بر آمد ز خفت مہم دار
 نہنگ و کشتی و دریا و کوه و آذر و غار
 کشادہ رو چو کریمان و تنگ چشم چو یار
 و دور و باش ز دندان بہت چاوش وار
 کزان پیش بہ دہان بردش بود شوار
 ازین و و آن یکے آمد دراز تر بسیار
 ز بہر بوسہ فروشت آستین ناچار
 کند و عاہستہ بالعثی و کاہ بجا کر

سبحان اللہ کیا تشبیہات مین۔ کیا بندش ہو کیا عالی خیال طرز مبالغہ ہو فیل جیسے
 کا واک حیوان کی صفت مین ایسی نظم کا کہین نشان نہیں دیا جاسکتا۔
 لطیفہ۔ قصیدہ مذکور کو جناب مصنف نے مدوح کے لیے تکلف سے لکھوایا اور مطلقاً
 و مذہب کرایا اتفاقاً کاتب نے حسب دلخواہ نہ لکھا۔ تو فی البدیہہ یہ قطعہ تصنیف
 فرما کر اس کے آخر میں ختم کیا۔ اس کی ندرت قابل ملاحظہ ہے۔

رقم سر نمشت را چہ کند

سر کشت در سر سخن شاعر

خاتمہ فکرش ارچہ خوب رود	خط کتاب زشت را چہ کند
-------------------------	-----------------------

جناب فرقانی کے عنوان جوانی کے کلام میں سے چند شعر ایک قصیدہ کے لیے میں جو لطف و نشر مرتب میں ہے۔ یہ تصنیف قبل غدر ^{۱۳۰۴} شاعر کی ہے۔ الفاظ کی روانی اور گفتار کی آمد قابل ملاحظہ ہے۔ رشید و طوطا جو اعظم بلغا اور صنایع فصحا سے تھا اسکے لاثانی قصیدہ کے سامنے ان اشعار کو رکھ کر دیکھیے۔

مولانا رشید الدین و طوطا	حضرت فرقانی
مردم و رزم و بزم گوی عاریت واری گفت از حاتم ہش از رستم از بیزنل از جید بخشم و حلم و عفو و طبع بردار و اگر خواهند رگ از خاک رنگ از باد و نم از آب دل از آذر جہاندار سپاہ و فوج خیل و شکری داری دل از آہن تن از جوشن برا زحسان تن از غفر شدہ ملک تو خوب بدیع و دلکش و زیبا چو طبع از بلع و بلع از شلخ و شاخ از برگ برگ از برب بحسب و تیر و تیغ و شل گرفته پیش تو آرند پلنگ از شخ ہز برا زک نہنگ از بھر و برا زبر تھی تازنگ و بوسے خلد نام تو پدید آورد زرا ز بسم و ساز آت فراتر شان و گل از بھر سبا و خالی و فرد و تھی و دور خسرو را	خوش افتادست رو و جور و غم و شپمت ای لبر دل افروز و جہان سوز و جگر دوز و ستم گستر قد موزون و گیسو و دہان تنگ گفتارت سبک خیز و دل آویز و شکر ریز و روان پرور ندار و غنچہ و شمشاد و قند و مسہ چنین ہرگز دہن شیریں تن سیمین لب شین زری انور چو تو ہرگز نہ دیدم نہ بعد از من کسی بیند ہمہ ناز و دغا باز و نسو ساز و شگفت آور شد از ہجران و شوق و آرزوی انتظار تو دل پرور و آہم سرد و دریم زرد و چشم تر من از اندیشہ مفرگان و چشم و لعل و ذنانت جگر صد پارہ جان بیچارہ دل خونخوارہ شک آذر گر آئی سوی من کیرہ بی بینی تا چگونستی

دل از شادی لب از خندہ گفت جام و سزائے مرا | در وقت تکلیف رخ بیزنگ پادشاه من بی خود

حکایت - شاہان اودھ کے مورث فی الاسل وزراء و ہلی تھے۔ اس لیے دار السلطنت دہلی میں اُنکے ذاتی مکانات وسیع تھے جیتک سلطنت اودھ قبضہ میں رہی ان مکانات کی کیا پروا کرتے۔ جب مرحوم واجد علی شاہ لکنؤ سے علیحدہ ہوئے اور مٹیابرج کلکتہ میں قیام کرایا گیا تو یہ جائیداد ذاتی و موروثی بھی غنیمت معلوم ہوئی۔ اُنکے مصاحب خاص انیس الدولہ اس معاملہ کے طے کرانے کیلئے عرصہ تک بیٹھیں مگر مقیم ہے۔ اور چونکہ تعلق اس معاملہ کا کشنری دہلی سے تھا جہاں حضرت فرقانی کے والد ماجد سبز ندٹ اور میرنشی تھے اُنکے پاس اکثر آتے جاتے رہے۔ انیس الدولہ آدمی تھا جہاں دیدہ اور تجربہ کار جب معاملہ مکانات طے ہو گیا اور خوشی خوشی مٹیابرج کو واپس جانے لگا۔ حضرت فرقانی کی طباعی اور سخنگوئی کو دیکھ کر مشورہ دیا کہ ایک قصیدہ شاہ موصوف کی شان میں کہہ دیجیے۔ ایسا ہوا اور ایسا ہو۔ حضرت فرقانی کو سابق شاہ اودھ کی سخن سنجی پر اطمینان ہوا اور وہ قصیدہ غرا و جریہ مطرا تصنیف فرمایا جس کا مطلع ہے

سپید ہرگز ز طرف مشرق نمیدانسان کہ کن گلشن
وسادہ افروز بخت مینا سواد شب را نمود روشن

قد آدم کا غر پر چوب قلم سے خوش خط لکھا گیا اور شاہانہ طور پر مطلقاً و مذہب ہوا۔ اور انیس الدولہ یہ تحفہ شالیستہ مٹیابرج لیکے۔ مدوح نے ملاحظہ کر کے وجد فرمایا اور واقعی واد سخن فہمی دی۔ یعنی ایک خلعت گراں بہا جناب فرقانی کے واسطے مع اس معذرت کے روانہ کیا کہ "افسوس جب میں شاہ اودھ تھا ایک بھی قصیدہ ایسا پیش نہ ہوا۔"

۱۵ دیوان فرقانی۔ قصیدہ ہفتم۔ اور انشای فرقانی نامزد دوم موسومہ برادر خود سید محمدی طبع صاحب میں اسی قصیدہ کی نسبت حضرت فرقانی تحریر فرماتے ہیں: "انیس الدولہ نوشت کہ قصیدہ من نزداد رسید زود ست کہ در شاہانہ مدوح می آید۔"

ای کاش اُس زمانے میں یہ قصیدہ آتا تو میں کچھ صلہ دیں کتاب تو فقیر ہوں حضرت
فرقانی کمال مظلوظ و مشکور ہوے اور عرض کیا کہ ”یہ الفاظ قدر واتی ہزار صلہ سے بڑے
لیے بہتر و افزون ہیں“ دیکھیے اس قصیدہ میں مدوح کا نام کس عظمت شان و آباہن

بیا و بشنو کہ برگزینم ز سر کنون کنون نہیں
جہان فرورد و سنج زین اگر نہ کدی خاہن
سپاس صد جان پذیر دامن کہ بر تو نیک کنم بین
خدیو عالم نسیب دم کریم اعظم حبیب ذوالمن
بشر بصدیقت ملک سیرت نجمتہ عادتوہ دیدن
بفر فریدون ہم میسجاد سلیمان بن بہمن
بد و مہمد بد و مشید بد و مشرف بد و مزین
بد و مباہی بد و مفاخر بد و مسلم بد و معین
سمند دوران سپہ گردان جہان سرکش فانی سن
ستادہ خاضع قوادہ ساجد بمانہ حیران نہ گزین
ز طوس و کاشان ز مکر کفان زنگ ایران دم وار
ہمی تواند کہ بگذرانہ قطار اشتہر رسم سوزن

ز چہیت فانی کہ شاہ مجسمت بر نذر بشرق
بشرق نقاشی ستالاکرا قبال شرف و جہا
اگر دانی نجمتہ ہش بدانکہ آتش شدہ سم اعظم
جناب واجد علی عالی نصیر دنیا و ناصر الدین
محمد احسان علی سجایا حسن ثمال حسین خصلت
برزم قارن بزم خسرو بچو دھاتم جاہ آصف
بساط مجد و بنای شاہی سرینک دلچسپ ملت
سجای کامل عطای شامل کفایات اسائل
مطیع و متقاد و رام و تابع بریزین سوار بخش
شہان عصر و ملوک دوران ابد قدش روضہ
گدشتہ حیمت نفاذ امرش رفعتہ زانوصفا قدش
نئی پسند و نجات کا فر اگر نکوش میں ست قدرت

اسی قسم کی فصاحت و بلاغت نہرت بیان اور علو کلام آپ جملہ قصائد میں پائیں گے۔

قصاید کی یہ عظمت و شان دیکھ کر شبہ نہ ہونا چاہیے کہ حضرت فرقانی
اسی نوع سخن اور صفت کلام میں کمال اور ہمارت تمام رکھتے تھے

غزلیات فارسی

نہیں وہ فی الحقیقت قادر الکلام تھے۔ اور انکی طبیعت کی آمد ہر قسم کے کلام اور ہر
عہد کی زبان پر محیط تھی۔ ماہرین فن سخن کی رائے میں غزل مشکلتر اور نازکتر نوع سخن ہے
آپ غزلیات دیوان فرقانی کو پڑھیے اور متقدمین پارس کی زبان و بیان کا لطف اٹھائیے

اُسپر طرہ یہ ہے کہ ہر شعر میں مُدّت نزاکت حُسن بندش چستی ترکیب محاورہ مضامین ایسے ہونگے جو دلوں پر نشتر اور زخموں پر مرہم کا کام کرتے ہیں۔

طوطی شکرستان ہند حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمۃ کی غزلیات کے چند اشعار گوہر مار لکھے جاتے ہیں اور اُسی ردیف و قافیہ بلکہ اُسی مضمون و خیال میں حضرت فرقانی قدس سرہ السامی کے بعض اشعار پیش کیے جاتے ہیں۔ غور کامل اور ذوق سلیم اور وجدان فطرتی درکار ہے :-

جناب فرقانی

حضرت امیر خسرو

تا دیدنِ صومعہ آن روی و موی کز وہ رہا
تسبیح و مصحف کی طرف لوق و مصلّا کی طرف
بر میکدہ کردی گذر ساقی ز خود شد بخبر
سرگشتہ ساغر کی طرف در گشتہ مینا کی طرف

تا بر رخِ زیبائے تو افتادہ را ہد نظر
تسبیح ز ہدش کی طرف ماندہ مصلّا کی طرف
نوشین شراب لعل او شد مجلسِ مایخبر
ساقی صراحی کی طرفستان رسوا کی طرف

ومن اعجاز کلامہ

ومن رثعات اقلامہ

ویدم نکویان جا بجا و شکر و در شہر ہا
ور لشکری و بادشاہ و برہمہ سر لشکری
ای قمری باد و فراق و قائمیت خواند ہا
شاید کہ شامی سایہ را بر بام بوان گسری

آفاق را گردیدہ ام ہر بتان و وزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی نہ گیری
خسرو غریب از تو گدافتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوی غریبان بگیری

ومن نوادر افکارہ

ومن غرائب کلامہ

باغ و جہاد و دل خوش و باغ و عناد و دل خوش

گرچہ چمن و دلکش طرف گلستان خوش

۱۔ دیوان فرقانی غزل نمبر ۳۹ رخسارِ زیبا کی طرف زلفِ حسینان کی طرف۔

۲۔ دیوان فرقانی غزل نمبر ۴۰ ای بچہ ہر غاوری زیرِ سپہر چنبری۔

۳۔ دیوان فرقانی غزل نمبر ۴۱ زان قد و زلفِ سیہ خاطر بیزاد کو۔

ایں ہمہ بادلِ خوش و کہ دلِ نزار کو؟	ایں ہمہ دیدیم لیک آن گلِ خسار کو؟
نیم شبانِ یارِ ما آن بُتِ فرخارِ ما	وہ کہ مجالِ چنان روزی این چشمِ نیست
ہست خریدارِ ما۔ دیدہ بیدار کو؟	دیدہ بیدار بہت دولتِ بیدار کو؟

اس غزل کے چند اشعار اور سن لیجیے :-

سنبُلِ سچپانِ کجا نرگسِ بیمار کو؟	دشمنِ ایساں کجا رہزنِ خلاقانِ کجا؟
دانہ و دامت کجا مرغِ گرفتار کو؟	خالِ تو دادہ صلا زلفت تو بند بلا
پیشہ پیشین کجا مردِ می یار کو؟	وہ کہ ندارد تہا هیچ غمِ کارِ ما
تا بد اگر کارِ تو طاقبت دیدار کو؟	طرہ طرار تو پر وہ رخسار تو
گوئی کہ فرقتِ نیم خوار تر از خار کو؟	وہی گلِ روحِ نیم گر تو ہے خواہیم

غزلیاتِ فارسی میں جو لطف و نکات و پند و مواعظ و نصائح و جدتِ مضامین و خیالاتِ بلند ہیں دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہاں متفرق طور پر بعض غزلیات سے پانچ سات اشعار لکھے جاتے ہیں :-

دیکھیے کس خوبی سے اپنے نسبِ سیادت کا اشارہ فرماتے ہیں اور کیا تشبیہ دیتے ہیں ۵

لبِ آشتہ دہم جان کہ حسینی ست نژادِ ام	خط و لبِ لعلت سپہ شام و فراست
---------------------------------------	-------------------------------

دل شکستہ اور حالتِ نزار ۵

منگوہ ای برادر بہ نوا سی کج کہ زارم	سخنِ درست ناید ز دل شکستہ بستہ
-------------------------------------	--------------------------------

رضا بقضا ۵

چون مُرد نیست کالبدِ و رفتنی ست جان	بگزار تا بمیرد و خوش باش تا رود
-------------------------------------	---------------------------------

قناعت ۵

ز دہرِ شکر و شکایت چہ سودِ فرقانی	بہرِ صفت کہ بود روزگار می گذرد
-----------------------------------	--------------------------------

نہ متِ تکبرِ مضمون بندش کا کمال غور طلب ہے ۵

بہ بین اشارت چشم حباب دریا را
کہ سر بلند از آسم کہ ترک سر کردم
آہ دروناک ۵

زین آہ جگر تا بم ہر روز چو سہ ماہم
شب ہا نہر و خوابم از "یارب" و افغانہا
سامان عیش ۵

باغ و راغ و می و سائی و گل اندامی چند
گر وہ دست زہی دولت ایامی چند
نعت ۵

بشما کل و بصورت حکومت و حکمت
نسب بشر نماید صفت الہ دارد
اطح المتقدین و افصح المتکلمین ہمک
مائدہ مکث طرازی سعدی شیرازی کی کاشانی
دیکھیے اور جناب فرقانی کی غذب البلیانی۔

حضرت فرقانی

شیخ سعدی

با سہر کہ خبر گفتم از اوصاف جالش
مشتاق چنان شد کہ چمن بخبر افتاد
شمشیر کشیدست نظر بر سر مردم
چون پایے بدارم کہ ز دستم پیرفتاد
صاحب نظران زین نفس گرم چو آتش
داسند کہ اندر تن ما بیشتر افتاد
نیکم نظر افتاد بر آن منتظر مطبوع
کا دل نظرم ہر چہ وجود از نظر افتاد
سعدی نہ حریف غم او بود و لیکن
زان پیش کہ از عارض تو پردہ دافتاد
شد خیرہ نظر با و خبر بے خبر افتاد
مرویم ز ابروی تو حاجت بفرہ نیست
ناوک چہ کشتائی کہ کمان کارگر افتاد
در حسرت بوسیدن آن پستہ نشین
بسیار جگر خون شد و خون و جگر افتاد
مژگان تو ز درخشم بہ نظارہ اول
اول متدمم پا بدیم شستہ افتاد
چون شیوہ فرقانی ما دوست ما نیست

بارستم وستان بزم ہر کہ در افتاد	عرض این دوسہ نیتے زبان و گرفتاد
ایک غزل سلسل کے چند اشعار شکر غالباً سخن سنجان نوی فہم از بس محفوظ ہوئے قال الفرقانی	
ویدم برہے راہ ز نے ماہ نشانے	تستیم لہی سیم تنے سیم دہانے
یوسف لہجہ زہرہ کشتے خردہ شناسے	آدم نسبے حور و شے سحر بیانے
تاوک فگنے صف شکنے حلیہ سپاہے	نازک بدنے عشوہ دہے ملک ستانے
زرین کمرے کج کلے تنگ قبائے	شیرین پسرے لالہ نے سر و چانے
در ملک جفا سنگدے دست مازے	دراہ و فاسست پڑ سخت کمانے
عیار نے خلق کشتے زرق نمائے	فرخاشفرے خیر و سرے شعلہ غنائے
فرقانی ازینا غم کیست بگویم	یعنے کہ فلان ابن فلان ابن فلانے

الغرض غزلیات حضرت فرقانی شیوا بیانی اور غذب البیانی کا دفتر ہیں۔ انکی ادا کا انداز اور معاملات حسن و عشق کے کنایات کا طرز۔ قدیم اساتذہ عجم کی زبان اور بلند و جدید خیالات کی کثرت محتاج بیان نہیں ہے۔ نقادان سخن اور ماہران فن خود انکی خوبیاں اور مرتبہ محسوس کر کے محفوظ و مسرور ہونگے۔ البتہ بدبینوں اور کج ہنادوں کے قلوب آتش حسرت سے بریان ہونگے۔ قال الفرقانی :-

حاصلہ لذت سخن ما نیرسد
خظیل بود بہ کام جعل طعم انگبین

قطعاً مادہ ہای تاریخ و متفرقات فارسیہ
بڑے شعراء و فصحا کی خاصیت یہ ہے کہ جس واقعہ کیفیت مشاہدہ منظر حالت کو بسططح اور جس پہلو سے چاہتے ہیں ارشاد فرماتے ہیں نظم کرتے ہیں ادا کرتے ہیں۔

مادہ انکے و ماغ عالی کا اور معلومات و وسیع انکی اس قدرت و قوت کی معین ہوئی ہیں حکمت اور قہض بر طرف۔ ارادہ کرتے ہی خود بخود انکی زبان سے ایسا کلام مثل رشحات

ملے دیوان فرقانی غزل نمبر ۷۰

آبجیات کے ٹکلتا ہے جو کتابوں میں یادگار اور زمانہ میں ابدی پایدار ہوتا ہے۔ کبھی کبھی تعلیم اور مشق سے بھی یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ مگر اکثر اور بیشتر مبلغ فصاحت و بہی اور فطرتی ہے۔

جناب فرقانی قدس سرہ السامی کے قطعات۔ مادہ اے تاریخی۔ ابیات و نظم مندرجہ انشاء۔ اور مختلف نظموں کو دیکھیے تو معلوم ہوگا کہ اس خاصیت کمال میں آنجناب فرید دہرا اور وحید عصر تھے۔ آپ نے تذکرہ حیات مصنف میں ملاحظہ کیا ہو کہ جناب المرحوم مولوی سید ہمدی علی صاحب فرماتے ہیں کہ کس طرح حضرت فرقانی اشعار تصنیف کرتے جاتے تھے اور یہ لکھتے جاتے تھے اور وہ اشعار کیسے ہوتے تھے ایسے ہوتے تھے کہ مرزا غالب ایسے کامل شاعر فارسی و اردو کو جوش اور وجد میں لاتے تھے اسی تذکرہ حیات مصنف میں قطعہ برجستہ موسومہ جناب مفتی میر عباس صاحب اعلیٰ اللہ تعالیٰ مقامہ و قطعہ موسومہ جناب مرزا و میر و مادہ اے تاریخی وفات مرزا صاحب موصوف و پدر بزرگوار حضرت مصنف کا خال خال حال بھی دیکھ لیا ہے۔ اب یہ عرض کرنا ہے کہ اس قسم کا کلام جزو مقطعات و متفرقات نہ ہو ان فرقانی اور انشای فرقانی میں بکثرت موجود ہے اور ہر ایک نظم سے منفرد اور کل کلام سے مجموعاً مصنف کے تخصیص کمال کی دلیل و مثال ملتی ہے۔ اب بعض بعض موقوف پر کا ملین فن کو توجہ دلائی جاتی ہے۔

خاقان الشعراء سلطان الحکماء، فضل الدین ابراہیم خاقانی کا کلام علی العموم کس زور شور کا ہے اور غرورِ تعلیٰ میں تو گویا وہ افلاک سر بلند کو زمین شعر پر کھینچ لاتا ہو۔ قاعدہ ہے کہ عجز و انکسار ہمیشہ ملائم و نازک الفاظ میں ادا ہوتا ہے۔ حضرت فرقانی کے دو ابیات انکسار اور خاقانی علیہ الرحمۃ کے دو اشعار اقتضار یہاں ثبت کیے جاتے ہیں۔ ان کے لطف کو ذرا تول کر دیکھیے اور بخوبی چرکیے تو البتہ معلوم ہوگا۔

جناب فرقانی

خاقانی شروانی

مرد سخن دانی نیم پیشینہ فرقانی نیم
جز ذرہ دانی نیم بر خاک صحرا ریختہ
تا نقش بند کاف نون عقل فریدست جنون
کس چون من خستہ درون نگان نغان ریختہ

بر رقعہ نظم در ی قائم منم در شاعری
با من بقائم عنصری وقت محاذ اریختہ
امروز صاحب خاطر ان تمام نهند از ساجران
ہست آبروی شاعران زین شعر غرا ریختہ

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی مشہور رباعی 'بلغ العلیٰ کمالہ' کی تفسیم جناب فرقانی
طاب اللہ ثراہ نے رنگ مرثیہ میں کس لطف کے ساتھ فرمائی ہے تفسیم مسودات کلام
میں نہ تھی جناب مولوی سید مہدی علی صاحب مرحوم و مغفور نے محرت فرمائی
اور ۱۲۸۰ھ ہجری کی تصنیف بتلانی جس وقت سن حضرت فرقانی کا صرف ۲۲ سال تھا
وہو ہذا

یعنی شہید کر بلا حنت جمیع خصالہ
سر نصب شد بر نیزہ بلخ العلیٰ کمالہ

جان رسول مجتبیٰ صلو علیہ وآلہ
روشن از شمس الضحیٰ کشف البجیٰ بحالہ

ہر ایک مصرع کی تائید ہے اور چوتھے مصرع کی تاثیر یہ ہے کہ جس مجلس میں پڑھا گیا
بکا ہشید ہوئی۔

جناب سلطان العلماء مولانا مولوی سید محمد صاحب قبلہ
مجتہد المرحوم نے ۱۲۸۴ھ ہجری میں رحلت فرمائی۔ صرف اُنکے نام محمد
سے پورے ۱۲۸۴ھ ہجری نکال دینا بے شک اعجاز سخن ہے۔
ملاحظہ کیجیے :-

۱۔ انشائی فرقانی۔ نامہ نیر۔ مولانا جناب سید مہدی علی صاحب مغفور و مرحوم۔

۲۔ سخن بانی۔ رباعیات فارسی۔

کشفتم کہ مشرفان قضا خود نوشتہ اند یعنی کہ از عدد محمد بکیر عفتد	بے زحمت نظر و بے منت بیان از صفر صفر سیم و گزشت بعد از ان
سیم دوم چار روز محفوظ دال ہشت این جملہ چون بندہ سے اندر تکم شئی	چون جمع شد دوازده خیز و امتحان تاریخ ہجرت آیت اندر رستم عیان
احسن اینست نام مبارک کہ سال فوت	پیدا نمود خود کہ با تا و سالیان

جناب میر انیس مرحوم کی فصاحت اور مرثیہ خوانی کی خوبی کا تمام ہندوستان
مقرر ہے۔ دیکھو حضرت فرقانی کس خوبی سے اُنکے حُسن ادا کا حق ادا کرتے ہیں:-

ای در بخ آن مرثیہ خوان گزین از گذارش نامور گفتار وی	ای در بخ آن خوشنوی خوش لدا ہمچو لحن از طوطیان دلربا
ہر کہ دیدی در سخن بر بنبرش ویدہ ہر کس را فتاویٰ بر رخش	صورتش بستی کہ لمبیل در نوا روشنش گشتی کہ نیز در ضیا

بمبئی کے مشہور تاجر حاجی غلام حیدر صاحب نے ۱۲۹۲ھ ہجری میں وفات پائی۔
انتقال ذہنی ملاحظہ فرمائیے۔ فوراً خیال فرمایا کہ اُنکا نام تاریخ ہو سکتا ہے۔ مگر
غلام حیدر کے اعداد ۱۲۹۳ ہوتے ہیں۔ کس خوبی سے اُسکو ۱۲۹۲ کیا ہے:-

تاریخ فوت ایشان فوت اتی سخن دان بر رسم خط قرآن گفت: علم حید	
--	--

امام باڑہ حاجی منصب علی خاٹ صاحب مرحوم واقع کنبوہ دروازہ میرٹھ کی

۱۵ دیوان فرقانی قصیدہ ۶۔ بے نور شد شریعت و بے تاب چہان شدہ انداز داغ و درد مجتہد العصر والزمان۔

۱۵ دیوان فرقانی۔ قطعہ تاریخ وفات جناب میر انیس

اول ذیقعدہ ۱۲۹۱ سالیان
بامداد جسمہ از حکیم قضا

۱۵ دیوان فرقانی جزو تعلقات حاجی غلام حیدر خوشنوی و خوب نظریہ دریائے جوگستر و نایاد پرور۔

تاریخ عراجیہ شاہ کر بلا کس قدر بے تکلف و بلا تشع ہو منجملہ دیگر تاریخات کے اُسپر کندہ ہے۔

اور خانصاحب موصوف کی وفات پر آیات قرآنی سے حضرت فرقانی نے کیا مادے نکالے ہیں اور کیا الفاظ مناسب شامل کیے ہیں:-

(لَهُمْ مَسَاكِينٌ طَيِّبَةٌ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ) ۹۵ھ ہجری

(وَأَحْمَدُ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ) ۹۵ھ ہجری

(صَحَبَ طَرَبَ) جَنَّاتٍ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقْتَدِرٌ ۹۵ھ ہجری

(إِن سَأَلْتُمْ مَا يَعْمَلُ اللَّهُ بِهِ فَعَلٌ يَعْقِرُ) ۹۵ھ ہجری

آیات قرآنی سے کسی جگہ اور بھی مادے تاریخی نکالے ہیں۔ اور فی الحقیقت عجاز فرقانی ہے۔

ایک اور ارم قابل غور ہے کہ تاریخات وفات علما و صلحا و احباب و مسلمین کی صرف سال ہجری سے نکالتے تھے۔ انگریزی فضلی سمیت وغیرہ سنین سے مادے نکالنا غیر منصف جانتے تھے۔

خان موصوف کی وفات کے ایک قطعہ کا شعر لکھا جاتا ہے صوری و معنی تاریخ سے زیادہ لطف آئین ہے۔

رفعت مومن بخت جاوید	آخر ماہ صادقین شعبان
۹۵ھ ۱۲	۹۵ھ ۱۲

و دونوں مصرعے سنہ ہجری کے پورے پورے مادے تاریخ بلا تخریج و تعمیہ ہیں۔ خانصاحب مرحوم کو حضرت فرقانی سے شرار و دین و دعویٰ ملتا تھا اور

سے دیوان فرقانی قطعہ تاریخ وغیرہ تعمیر امام بارہ حاجی منصب علیہا خانصاحب مرحوم۔

سے دیوان فرقانی قطعہ تاریخ وفات حاجی محمد منصب علیہا خانصاحب مرحوم۔

سے دیوان فرقانی قطعہ تاریخ وفات حاجی منصب علیہا خانصاحب مرحوم قطعہ گفت فرقانی ہ منشی از سالان پیرن خان

جناب فرقانی کو اُن سے نہایت خصوصیت تھی۔ انجانہ رسہ۔ امام بارہ۔ وقف کر بلا شہر میرٹھ
مین ہمیشہ کے لیے یادگار ہے۔ اُن کے سفرنامہ سچ یعنی کعبہ نام کی اصلاح کا تذکرہ حیات
مصنف میں گذارش ہوا ہے۔

میرزا محمد صاحب شیرازی بمبئی میں تاجر کتب اور ملقب بہ ملک الکتاب تھے
اُنکی والدہ نے ۱۲۹۹ھ ہجری میں رحلت کی۔ مرزا صاحب حضرت فرقانی کے بڑے
دوست تھے۔ قطعہ تاریخ کی فرمائش کی حضرت نے فرمایا:-

میرزا ایک محمد نامست مخلص راد و جوانمرد و کریم مادرش مومنہ مریم خوں نقش تاریخ چنین بست قلم	دوش نیست بزیر افلاک دانش آموز فلاطون ادراک شد بر دختر شاہ لولاک در کف خاک نہان مادر پاک
---	--

برو عاشقستم سخن اولی ترا
غفر الله لهما ثم جناتك

صرف پانچ بیت کا قطعہ ہے مگر اُس کے مصرعے کی خوبون پر لحاظ فرمائیے تو چار دہا
عالم میں بے نظیر پایگا اور مادہ تاریخ کا لطف تو بیان میں نہیں آسکتا۔
قابلیہ اخیر قطعہ تاریخ ہے جو جناب فرقانی کے قلم اعجاز رقم سے نکلا کیونکہ وہ
۱۲۹۹ھ کی تصنیف ہوا اور انجباب نے خود سنہ ۱۲۹۹ھ میں انتقال فرمایا۔

نظمیہ وفات میں متوفی کا ماتم اور فنا سے عبرت نہایت شیریں اور دلنور
و پرورد طریقے پر ادراکنا حضرت فرقانی کا خاص حصہ معلوم ہوتا ہے۔ قطعہ تاریخ
وفات جناب منشی سید کفایت علی صاحب (پدر مصنف) قطعہ تاریخ وفات جناب
میرزا دبیر مرحوم۔ مرثیہ وفات جناب سلطان العلماء مولوی سید محمد صاحب مجتہد مرحوم

سہ دیوان فرقانی۔ داعدہ نمبر ۲۲ حصہ قطعات

جنگا ذکر او پر آچکا اسکے شاہدین مگر بیان دواور مائی نظموں سے بعض اشعار ثبت کیے جاتے ہیں ان پر غور فرمائیے :-

اول لار دارل آف میو صاحب وایسرے وگور زجرل بندہ فروری شاعر
کو بدست شیر علی زندانی پشاور جزائر اندمان میں بے وجہ قتل ہوئے - علاوہ دیگر
قطعات تاریخ کے حضرت فرغانی نے ۶۶ شعر کا ایک قطعہ تاریخ تصنیف فرمایا -

الغیاث از جور و دست پیمان الغیاث	الامان از گردش چرخ باختر الامان
----------------------------------	---------------------------------

اسمین ارشاد فرماتے ہیں :-

طعمہ مرگ اند سزا سحر کلم کل من	خاص عام و خوب و شر و حسن و طیر و نرس جان
عیش ایام جوانی نیست پایان جز ہوس	سود نقد زندگانی نیست آخر جز زیان
سالہامی بایدش خون خوردن از بچ و عنا	یکدور و زے گرد لے باشد ز گیتی شادمان
راز ہا واد و سپہر لاجوردی در دوش	گنجہا دار و زمین و گنجیان اندر نہان
بشغف ہر سالہ گلہار نگہ نک گوئہ گون	نی ز بوسے شان شیمی فی زرنگ شان نشان

آگے چلکر واقعہ قتل بیان کر کے فرماتے ہیں :-

باد شرمست آسمانا - کثر دوا - نا بخودا !	کشتہ بردست چمن نامر و مرے آچرخان !
دست قاتل را نکردی خشک می بیدار ؟	صد دروغ و صد فسوس صد نصیر و صد قغان !
آہ ازین خون بناحق وای ازین خونخواری !	داد ازین سنگین ملی فرماؤ زین کین نہان !
ای سران دای ممان ای بزرگان اہست !	کشتہ شد و ادای تان بہر خصل تان سالاران !
ای دریغ ان پروبال و بال پہلوی	ای دریغ آن شکوہ و فرو آن جاہ کیان !

دوم ترجیع بند نظم پونہ موسوم بہ رمیز غم شعرو فات سید احمد

۱۲ دیوان فرغانی حصہ قطعات -

۱۳ دیوان فرغانی - جزو سفرقات - نظم اول -

نوناہل جناب مولوی سید مہدی علی صاحب مرحوم - ۱۱ - اشعر کے دس بندوں کا
 نہایت الم آمیز و فصاحت نشان مرثیہ ہے۔ ایک بند اسکا ملاحظہ کیجیے۔ گویا وہ
 فرزند انتقال کر چکا ہے اور پدر و مادر نوحہ کرتے ہیں ۵

لے بلبل پدر گل مادر بیابیا	لے نور چشم و نور معطر بیابیا
ای شمع جمع چشم و چراغ جہانیاں	ای در بیش سال تو کتر بیابیا
ای سرو بوستان رشاقت مرو مرو	ای جان محض در روح مصور بیابیا
ای نذر نسل و نازش آبا و جان جان	ای اصل پاک و عرق مظهر بیابیا
نشناختیم قدر تو اے مقبل ازل	گر می توان کرم کن و دیگر بیابیا
اندر کتاب غم تو فرقانی حسین	سطیست دو بنام تو بنگر بیابیا
تعلیم را بچ و پیچ اینکت پدر	بخزید کلک و مصحف و دفتر بیابیا
گر زانکہ نیست بر پدر و مادر سری	بخشائے بر نظم خواہر بیابیا
اوسط برادر تو علی نالہ میکند	کای پشت دل پناہ برادر بیابیا
ای احمد از برائے خدا بارگی مران	ای سید از برای پیمبر بیابیا
ای دل! بیابیاے تو بنود نزلے او!	افتاد بر قیامت کبر لے لقاء او!

وہ نوحہ اور یہ جواب دل کو مسوس لیتے ہیں اور حقیقت میں کل مرثیہ پڑھنے
 سے فولاد کا قلب پانی ہو جاتا ہے اور پیچ تو یہ ہے کہ شعرو ہی ہے جو سامع کے
 قلب پر اثر کرے اور دل کی حالت میں تغیر پیدا کر دے۔ مگر ہاں یہ تاثیر نہ ہر ایک
 نظم میں ہو سکتی ہے نہ کل شاعر و نین۔ بقولیکہ

این سعادت بزور بازو نیست
 تا نہ بخشد خدا سے بخشندہ

حضرت فرقانی کے کلام کی روانی طبعیت کی جولانی ساحر لسانی

اور اعجاز بیانی اُن آیات وغیرہ سے اولیٰ تر ظاہر ہوتی ہے جو

انشائی فرقانی مین ہین۔ اس لیے کہ وہ فی البدیہہ جب نامہ لکھتے بیٹھتے

تھے جو مضمون دل میں آیا یا واقعہ پیش آیا اُسکو فوراً منظوم کر دیا۔ چونکہ فطرتی مناسبت

شعری اور آمد وہی کا مادہ بہت زیادہ تھا یہ فی البدیہہ نظمیں نہایت اعلیٰ فصیح شیریں

لطیف اور دلآویز ہین۔ اور لطف زبان تو ایسا ہے کہ زبان و انون کا ناطقہ حلاوت

کے بند ہوتا ہے۔

جناب فردوس تاب مولوی سید حامد حسین صاحب قبلہ کا خط آیا ہے اُسکے

جواب میں فتح نامہ کی تعریف فرماتے ہین :-

مکتوب چہ مکتوب چنان بادہ ساری

ہر خطے ازان ہم نقش عودتاری

ہر عینے ازان رشک چشمہ جاری

ہر نقشے ازان برُج مہ در و گساری

یا فاتحہ مصحف دلبوے دیاری

زا انسانکہ دم عیسے مریم بخاری

قرآن شدہ آن نامہ و این شیفہ قاری

تا زار دازد لبیل زانندہ بزاری

بادا بہ پناہ کرم ایزد باری

مکتوب چہ مکتوب چنان بادہ ساری

ہر نقطہ آن ہم نامہ ناور و سپاہان

ہر دالے ازان دال و لیلمان بغزیری

ہر نقشے ازان مطلع خورشید عنایت

گلگونہ رخسارہ احسان و فتوت

آمد بر سید برحق بہ من زار

بوسیدم و بولیدم و بردیدہ نہادم

تا چہرہ فروز و بچمن شاہد گلبن

آن ذخرمحمد کہ حمید آمد و حماد

ایک جگہ اور آنکو دعا دیتے ہین۔ بلندی مضمون پر غور فرمائیے :-

تا پردہ کشاید رخ سلمای قیامت
باد اسر مخدوم افاضل بسلامت
جناب جنت مکان حافظ قاری سید جعفر علی صاحب قبلہ نے سدہاری ملازم
کے ہاتھ سلام کھلا بھیجا ہے تو حضرت فرقانی فرماتے ہیں:۔

بد انسان کہ برگشتہ ابرہاری سلامے معطر چو چیب نکویان سلامے بشادی چور و زنجین سلامے جمال رخ و لنوازی سلامے بتابش چو خورشید طلوع سلامے کہ ولہامی حرمان کشان را	سلامت رسانید بر ماسداری سلامے معنبر چو عود قناری سلامے بہ نکمت چو شک تباری سلامے خم طرہ غم گساری سلامے بپاکے چو دریائے جاری بد و تازہ شد رسم امیدواری
--	--

اختصار کا اعتذار دیکھیے کیسا آبدار ہے:۔

بودم بر آن کہ قصہ پر غصہ سرکنم ہم نظم را ز خون جگر بر کشم نگار زان گنجما کہ در دل محزون و دلیقت ملکن نشد کہ آورم آبے بروے کار خوان صحیفہ طروت بہت از نعیم وے بودہ است در دلم کہ کنم گونہ گونہ رسم سروستی آورم ز بد و نیک انچہ بہت	وز حال خویش موی بویت خبر کنم ہم نثر را ز آب در اشک تر کنم جیب و کنار سامعہ را پر گہر کنم نگذاشت جو رچہ رخ کہ خالی بسر کنم در کار دوستان قدرے حاضر کنم فرمود چشم کز جہ قطع نظر کنم خود دوست منصف بہت سخن مختصر کنم
---	---

اور حالت زار کی تصویر کیسی نمودار ہے:۔

۱۔ نامہ پانزویہم موسوۃ جناب مولانا سید محمد روح الشان۔

۲۔ نامہ اول موسوۃ جناب مولوی سید جعفر علی صاحب قبلہ۔

۳۔ نامہ سوم موسوۃ جناب مولوی سید ہدی علی صاحب مرحوم۔

دارم دل نالان و تن زار نزار	آسایش و رایش کم و اندہ بسیار
از عمر گزشتہ سال کم بیش سہ وہ	وزمرگ نماندہ روز الا دوسہ چار
اور پھر بہار آئی ہے تو کیا نکھار ہے :-	
رو و آگہ نسیم مشکبو باز آید	در گلشن عیش رنگ بو باز آید
آمد گنج باب دولت باری	وقت ست کہ آہا بجو باز آید
بے قدری سخن کے بارے میں فرماتے ہیں سبحان اللہ کیا بیان ہے اور کیا پاکیزہ زبان ہے کہ جس پر جان و دل قربان ہے۔	
بگمشتی ای چشم بے قدری کالای سخن	کہ نہ سنجیدہ تر از دہ خریدار از دہ
گر ز رختہ و سیم ست و گرسنگ کلونخ	جز سخن ہرچہ بود اندک و بسیار از دہ
چہ مطاعیت کو مہیدہ سخن بے سخن	نہ بر از دہ بیابان نہ بہ بازار از دہ
دار و بیٹے کہ شنیدی شدہ روشن از دہ	کانکہ یک بیت زندہ سرزنش دار از دہ
مکتوب الیہ کو کسی اثر مند دعا دیتے ہیں۔ اور مکتوب الیہ کون۔ برادر خرم و :-	
ای نامہ زیبا بیت جان دار و بیمار ان	میخ قلمت بر ما چون ابر شفا بار ان
بانا ز تنم امی در شادی و نعمت مان	تا آنکہ جہان بیندستان شدہ ہشیار ان
ایضا بزرگ ولی سید عوض علی کے لیے دعا ہے :-	
تا در رحمت خدا باز است	در سب پناہ عالم باد
گلشن عمرا و چو باغ بہشت	تازہ و سبز و خوب خورم باد
۱۷ نامہ ششم موسوۃ جناب موصوف۔	
۱۸ نامہ دہم موسوۃ جناب موصوف۔	
۱۹ نامہ دوازدہم موسوۃ جناب موصوف۔	
۲۰ نامہ ۱۶ موسوۃ جناب موصوف۔ ۲۱ نامہ موسوۃ میر عوض علی صاحب مرحوم۔	

نواب محمد مبارک علی خان صاحب مرحوم رئیس اعظم میرٹھ عازم حج ہیں تو حضرت
فرقانی انکو لکھتے ہیں:۔

ای درت قبلہ ارباب نیاز	حاجیان بر جہتیں بروہ نماز
کعبہ ہند بطہاست روان	انست توفیق زہی بخت حجاز

میرزا بخش علی بیگ صاحب سوز خوان کا القاب دیکھیے:۔

ای لبیل شاخار ماتم	اتسلیم ادا ترا سلم
آواز تو سینہ سوز عشاق	آہنگ تو زیب مجلس غم

شیخ محمد ابراہیم صاحب مرحوم کو لکھتے ہیں:۔

ای سحر تو آتش زدہ اندر دل ما	و آہیختہ مهر تو آب و گل ما
بیجا سلی و بلاد درو و اندوہ	حاصل کرد عشق ست پہن حاصل ما

ان پانچوں آخر الذکر نظموں کا تکرار مہ و سامان اور لطیف شاعری و زبان نہ قلم سے
ادا ہوتا ہے نہ دل سے نحو۔

ایک رباعی حضرت فرقانی کی ایسی مشہور ہے کہ کلام اساتذہ قدیم کا اُسپر
گمان ہوتا تھا مگر نامہ ششم موسومہ جناب ہمدی علی صاحب مرحوم میں دیکھ کر
یقین ہوا کہ حضرت فرقانی ہی کا کلام ہے اور دیکھیے کس مرتبہ کا کلام ہے

مروہ بطنر خندہ زد و بر صفتیکہ زہیستیم	بر پردان گریستیم بر پسران گریستیم
چون نبود بدست مار شتہ کار و بار ما	آمدہ بہر چہیستیم ساختہ بہر کیستیم

نامہ موسومہ نواب محمد مبارک علی خان صاحب مرحوم۔

نامہ موسومہ میرزا بخش علی بیگ صاحب۔

نامہ موسومہ شیخ محمد ابراہیم صاحب۔ یہ مرحوم حضرت فرقانی کے احباب سخن سنج اور ساجین صبیح خواہہ کمال محبت تھے

نامہ آخر دیوان فرقانی میں یہ چند متفرقات یہ رباعی درج ہے۔

نثر انشای فرقانی جس طرح سبحان بیان کی نظم کا یہ حال ہو۔ نامکمل ہے کہ
اُسکو نثر میں نہ کمال ہو۔ ہندوستان میں جن نشان
فارسی نے نام پایا ہے۔ انہیں ہے:-

سہ نثر ظہوری استعارات و تشبیہات میں ممتاز ہے۔

و قاتر ابو الفضل معاملہ نگاری میں شہرہ آفاق ہیں۔

و قانع نعمت خان عالی آمد و جدت میں مشہور ہے۔

ر سائل طغرے رنگینی و تلازمہ میں پسندیدہ ہیں۔

لیکن انشای فرقانی کو آپ دیکھیں گے تو اُسکوان سب خوبیوں کا مجموعہ پائینگے
اور انشاء اللہ حفظ و فراٹھائینگے۔ کمال یہ ہے کہ جس رتبہ کا مکتوب الیہ ہے اُسی
درجہ کا مکتوب ہے اور جا بجا نئے نئے القاب و آداب سے مرصع و مزین ہوا اور
دعائیہ جملے عربی کی جان میں اور ثنائیہ اشعار آبدار بھی غضب ہیں حضرت فرقانی
اپنے روزمرہ کاروبار نامہ و پیام۔ یادداشت و سوانح میں فارسی سے ہی کام لیتے
تھے۔ اُردو زبان کو شورہ زار فرماتے تھے۔ مرض الموت کی شدت اور الم کو دیکھے
اور حضرت فرقانی کی زبان و قلم پر غور کیجیے۔ ۲۷ جون ۱۸۸۳ء کو مبتلائے عارضۃً ذہن
کف دست ہوئے۔ ۱۵ جولائی ۱۸۸۳ء کی یادداشت ہو کیا فارسی لکھاتے ہیں:-

”یَعْلَمُ اَھْلُکَ اَز دوسہ شب و روز اچھ از دست درم دست بر حق می رود، هیچ

آفریدہ مینا و جلالت و دم کہ تا بغل رسیدہ سحر برداشتن و دست بر دے تکیہ نہادن

مختل شدہ نہانم تا کجا کشد چہ رونمایہ۔ خدای بر حق بحق آل پاک سرشش و داد۔

الحق کہ این بار مرض نیست بلکہ چیزی غریب است کہ گاہی ندیدہ بودم تقریر با بابت

سہ کلک طاق و خام فرقانی در شورہ زار اُردو کم خرامیدہ است و جزو دیا می مطر طراز دی مال نشوہ

(فرقانی آٹھن باکی۔ ویا چہ دوم دار السلام)

رفتہ دسری پیدا نہ سانسے ہویدا۔ دیگر چہ بنو لیس کہ جز خدا فریاد رس تمانہ ۛ

اورہ اجولانی سلسلہ کی یادداشت اسطرح ارشاد کی ہے:-

”جراح دو جای شکاف کرد بغایت متالم شدم۔ نام خدای می بردم و زخم آہن

می خوردم و یوم و خون منجمد وافر برفت۔ نہ سچ دعای نہ بیچ فریاد سے خلقت تقدیر

الغریب المحدث (ماخوذ از رسالہ نیر غم در حالات مرض الموت و وفات

حضرت فرقانی مطبوعہ مکتبہ)

واضح ہو کہ مندرجہ بالا عبارتیں اُن اقسام کلام فرقانی سے ہیں جنکی نسبت میں باچہ

میں لکھا گیا ہے کہ فراہم نہ ہو سکیں اور دستبر و زمانہ کے سپرد ہوئیں۔ ایسا تاثر ماہر

جب مکتوب الیہم جیسے علمائے بزرگ کو خطوط لکھے گا تو لامحالہ وہ بلند پایہ کے ہونگے

حقیقت میں جب تک ادب فارسی کا پورا ماہر نہو اس انشا کی قدر نہ جان سکتا ہے

نہ تعریف ہو سکتی ہے۔ الا جس قدر صاحبان فہم و فراست اور حاملان استعداد و

لیاقت اُسپر زیادہ غور فرمائینگے اُسی قدر زیادہ خوبیان اور نکات و لطائف اُسین

پائینگے اور یقین ہے کہ بعض خطوط موسومہ جناب مولوی سید اعجاز حسین صاحب

و مولانا سید حامد حسین صاحب و جناب سید مہدی علی صاحب تصفد ہم اللہ تعالیٰ

برحمتہ و کرامتہ میں تالیف و تصانیف اور لواحق جامی کا لطف آوے گا۔

قدرت بیان اور کمال کلام اور ذوق سلیم اور وفور مضامین اور جدت و ندرت

ایسے شایستہ طریق پر ان مکاتبات سے نمایان ہے کہ زیادہ بیان کرنا فضول ہے۔

کاش وہ جناب تشر فارسی کی مستقل کوئی کتاب مثل گلستان سعدی بہارستان

جامی و فوائد القواد حسن دہلوی و دُرہ نادرہ و پریشان قافی کے

تصنیف فرماتے تو ادب پارسی میں ایک نفیس افزائش ہوتی۔ کچھ القاب کچھ فقرات

نامہائے انشای فرقانی سے یہاں لکھے جاتے ہیں:-

نامہ اول موسومہ جناب سید حسین علیہ السلام ذرہ سرگردان خاکپاے مروان معترف
 بقصور و نادانی مذنب قانی احمد حسن
 فرقانی انالہ للہ الامتانی بعد از
 ارسال اطائب تحیات و شناد بلاغ
 نفائس نیایش و دو عابر دست شمال و صبا
 مرفوع ضمیر منیر شرع سفید شرع ذراع
 قصب اصل و فرع بقیۃ مشاہیر سلف - نقایہ
 جہاد خلف مقدمہ علمای اتام قبلہ فضلاء
 اسلام - الطو و الشاہق - والنخیر الحاذق -
 حجة الادب - لسان العرب البحر العظیم -
 و الکبر المعظم - استاد اکل فی اکل امیر لقل بکل
 مولانا سید حامد حسین صاحب طالت سلامتہ
 و دامت کرامتہ می گرداند -

نامہ سوم موسومہ جناب موصوف - زندگانی مجلس عالی حضرت مسند العلماء و
 عرفیہ الفضلاء زہار زمانیان گزین جہان
 جناب مولانا حاجی سید حامد حسین صاحب
 دامت ظلال افادۃ مدام و مستدام باد -

نامہ چہارم موسومہ جناب موصوف - زندگانی حضرت برہان العلماء حجة الفضلاء
 لسان الادب زہرۃ العرب زان و زائر
 باو کہ اندیشہ باریک بینان و رای آن
 صورت تواند بست -

نامه سیزدهم موسومہ جناب موصوف - سایہ رافت شریعت پناہی در آفتاب قیامت
منظر مفارق عالمیان باد -

نامه پانزدهم موسومہ جناب موصوف - پلاس نشین زاویہ پریشانی و پشیمانی فروتانی
فانی پس از تقدیم مراتب دعاگوئی و دولت
خواہی مرفوع مجلس عالی میدارد -

نامه شانزدهم موسومہ جناب موصوف - پس از بکمال آوردن وظائف نیازمندی ارادت
مرفوع بندگی حضرت سید کریم مقتدا عظیم -
سند الفضل الافقہ العلیا جناب قلان می افتد -

نامه دوم موسومہ جناب مولوی سید کریم خصال ایوبی شامل - سلاک آل تطہیر -
عجاز حسین خان صاحب -
تقاوہ دودہ بشیر فندیر الحاج الحرمین الشریفین
زار الحسن و الحسین مولانا و مقتدا نامولوی سید
عجاز حسین صاحب کہ انشاء اللہ تعالیٰ بہین
عجاز حسین تادور قمرین در ضمان صحت کف
عافیت پائیدار از پافتا دکان در ہنماے بسر
در آمدگان قید ہمالک خواہند بود پس از
قبول تسلیم معقدانہ و خدمتی خردانہ کہ موجب
سعادت این زشت عادت ہمانست
روشن فرمایند -

نامه سوم موسومہ جناب موصوف - صحیفہ معطر و نامہ مطیب کہ از سر انگشتان مہربانی
و خامہ لطف رانی نامزد این سرگشتہ روز برگشتہ
شدہ بود بشان انس نشان درود مہمود کرکٹ

مَا وَدَّ عَلَيَّ سَرَّكَ وَمَا ظَنُّوا نَكْمَةً لَّاتٍ
مَعَ الْحُسْرَىٰ ۚ ۚ در گوش ہوش غمیدگان
استظار و منتظران امید و اثر شرح فرو خواند۔

نامہ پنجم موسومہ جناب سید ہمدی علی ابن سطری چند است کہ بسوداے طبع
شکستہ و صفراے خاطر بستہ در کمال شدت
صاحب قبلہ۔

امراض و غایت سوخت اعراض و رضاعت
تجنیس خط بقلم آمد و نامزد برادر عزیز سید
ہمدی علی سلمہ اللہ تعالیٰ کردہ شدہ ہر چند
از ان باب نیست کہ قلاوہ گردن ابکار انکار
بند و قوائے را شاید یا پیرایہ جمال جگر
گوشگان خسرو و حسن را سر و اما کارم

لے موجودہ دہلی کے چند میل باہر شاہ نظام الدین اولیا کی درگاہ ہے اور حقیقت میں عجیب بارگاہ ہے
اُس کے پائین اکثر شہزادے شہزادیاں پادشاہ تلج و کلاہ خم کیے خاک فنا میں امیدوار رحمت پڑے ہیں مقبرے
کے اندر دلی موصوفے کے دونوں پہلوؤں میں خسرو اور حسن آرام کرتے ہیں وہاں وہ نہ ہمت تازگی
جو معلوم ہوتا ہے کہ گویا قیون قبرین آج بنی ہیں۔ انکی وفات کے بعد شاہان ہند کی سلطنت کئی
خانہ آفرین منتقل ہوئی مگر انکا اعزاز بہ ستوت قائم رہا حضرت فرقانی جو طبع عالی خیالات بلند اور فن سخن
میں ایسے بلند پایہ تھے اکثر اُس مقام عالی شان پر عرصہ تک نشست فرمایا کرتے تھے جس کا دیوان اور
خسرو کا غرۃ الکمال و بقیۃ نقیہ و قرآن اسعدین ملاحظہ فرماتے تھے اور منتخب روزگار خوش گو مجاوروں
سے انکی عزتیں و جدا گیراگان میں سنتے تھے غالباً نامہ پنجم موسومہ جناب سید ہمدی علی صاحب مرحوم
کی نشر تجنیس خطی اور دیوان فرقانی کی غزلیات سے اسی قامت و بلویت سروچمن جان ہا۔ اور سے
رخسار زیبا کی طرقت زلف چلیپا کی طرقت۔ اور سے قامت ستاین یا بلایا شمع بزم آہستاین یا صنیۃ نغم

یا کرم برادرست بہ دیگرانم چہ کار۔

نامہ ششم موسومہ جناب موصوف۔ خنک روزگار و فرخادیروز کہ پیروزی نامہ

یادگار عم۔ نژادہ محشم منش و والا گوہر

روان برادر جان برادر ہمدی علی سید

خصہ اللہ تعالیٰ یحییٰ لیل الحباء و جنیل العطاء

در بیت الحرم مافرو آمد۔

ایضاً (مبحث تعلیم اطفال)

آسمان در سفر۔ عمر بگذر۔ کشتی در خطر۔ رنج و

علت بر سر۔ اگر خواستہ ایزدی ست فل بر آن

نہادہ ایم کہ ہمدین ماہ خانہ ویرانہ را بر جلے

ماندہ دست ہر دو پسر گرفتہ مستمند وارد لکھنؤ

بسیاہ عاطفت افادت مآبی حضرت حامدی کہ

یارب مدام و مستدام مؤید و مؤبد الی یوم القیام

باد وطن گیرم تا پس ازین چہ آید۔

نامہ و وار دہم موسومہ جناب موصوف۔ پس از ارسال سفہائے دعا و ثنا اعلام را

برادر بر بلآئکہ بجد اللہ کہ درین چند گاہ و چوبینی

پرنماید و نمک دان ہند یعنی ملاطفہ دوازپے

یکدیکہ از برادر برادر رسید۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور سع زان قد و زلف سیہ خاطر بیزار کو۔ اور سع ای ہجو ہر خاوری زیر پختہ بری۔ وغیرہ وغیرہ

اُس مکان فصاحت نشان کی تصنیف ہیں جو صوفیان صافی تصور آئی ہیں واصل بحق ہو جائے ہیں اور آجکل کے

سمریم والے جو آئکہ کی تاثیر سے بزمین روح جلاتے ہیں وہ تو انکار کر نہیں سکتے کہ زبان فرغانی میں

اُن بزرگوں کے بیان کی تاثیر نہیں آئی۔

نامہ چہارم موسومہ جناب موصوف۔ ویکام امرورچہ خوش روزی ست کہ از آسمان
رحمت باران فرو و آمد بر روی زمین۔ و مردی
نامہ برادر دل گم بودہ مارا چنانچہ شاید کجاست

نامہ دوم موسومہ پیر جی رفیع الدین۔ اگرچہ بجائے آوردن شرط ہمائی و دستداران۔
روحانی و یاران جانی بر مشابہتی کہ شاید در موجد صاحب۔ (رقعہ دعوت)

کہ سزد خاصہ با این رنجوری و بی نور و شکی
و بستگی و کوفت و شکی حد من تنہا مانده نیست
لیکن از آنجا کہ از غایت یگانگی فرق در مخاطب
و مخاطب نمانده و ہمائی و میزبانی از یک گریبان
سر بر زده زحمت می دهد کہ فردا تشریف دهند و
میل کنند یعنی با کمین برادر و اشاق ہم سفر چاشت
و شام با این مستہام ناکام و انجام تمام بکار بزرگ
امید کہ بر انغم سپہ و سیارہ آرزو مندی این
بیچارہ دستخوش محرومی نخواہد بود۔

نامہ موسومہ شیخ محمد ابراہیم صاحب۔ قربانی منای کجستی و گیرای و محرم میقات و شتا
(نام مکتوب الیہ لمخوڑ رکھر پڑھے)

فرقانی فانی پس از درآمدن از باب اسلام
سلام بمقام ابراہیم یعنی خدمت آن واقف
عرفات و فاء۔ عارف معارف صفا۔ حاجی کعبہ
دوست نوازی ساعی سالک و مسازی صبی
و رفیقی محبی و صدیقی شیخ محمد ابراہیم و فاء اللہ

العظیم بالترکین والمخطییم بر طبق اظہار می نمود

نامہ موسومہ مولوی کریم بخش صاحب مرحوم - این دُر دانه چند است کہ از خزانہ غیب در دامن
(بعض غزلیات مکتوب الیہ کو بھیجتے ہیں) وجیب این مذنب پر عیب فرو نختند - بنارِ راه
آشنایان کردہ آمد باشد کہ بر تیمان بہ بخشایند
وا از خاک برداشته در کنارِ رافت بہ پرورند -

صنائع و بدائع رشاقَت بیان - فصاحت زبان - ندرت مضامین - چستی
بندش کے مقابلے میں حضرت فرقانی صنائع و بدائع لفظی کو

پہنچ اور سہل سمجھتے تھے مگر یہ نہیں ہے کہ کلام فرقانی جوہر صناعت سے خالی
ہو - یہ زیور عروس سخن بھی جا بجا موجود ہے مثلاً

دیوان فرقانی قصیدہ ۲۰

اقلی اللہ ز رنگ بوی دآبے جاہ ہندستان رعیت شاد و ملک آباد ویش افزون کُم حران

دیوان فرقانی غزل ۵۱

دیدم برسے را ہرنے ماہ نشانے نسیم بے سیم تنے سیم دہانے

انشای فرقانی نامہ ۵ موسومہ جناب سید ممدی علی صاحب مرحوم و مفتوحہ صنائع و بدائع خطی -

انشای فرقانی - نشر مجسم موسومہ مشرقی لے وارڈ صاحب -

دیوان شاکسی - غزل ۱۵ -

بہانہ آزمائے کا ارادہ خون بہانے کا ارادہ خون بہانے کا بہانہ آزمائے کا

دیوان شاکسی - غزل ۳۶ بے نقط -

اگر ساطع سر طور ادا وہ روح حورا ہو سہا ہو مہر عالم گرد ماہ کامل آدھا ہو -

دیوان شاکسی - غزل ۷۴ -

ہو پانی ہو پانی سیل ہو سیلاب دریا ہو ہماری چشم ترکو شوق رونیکا جو پیدا ہو

دیوان شاکی - غزل ۴۹

اگر دیدار اکثر ہو نہ دل مشتاق دلبر ہو
نہ دل مشتاق دلبر ہو اگر دیدار اکثر ہو

دیوان شاکی - غزل ۶۳ در صنعت واسع انشتین و تحت النقاط -

دل گرد راہ دروہو اگر دوار سے
سرریگ ریگ ہو گیا سودا یار سے

سخن باکی رسالہ دار السلام سلام نمبر ۷

نبی کی مانند تھے عفت مین کرم مین جاہ مین
رسل مین انبیاء مین صفیاء مین خلق اور مین

سخن باکی - رسالہ دار السلام سلام نمبر ۸

اے مجھ جی کھلے گل احمد کہاں کہاں
کھائے تھے شہ نیرہ و خنجر کہاں کہاں

مثنوی فارسی اور جسطرح جناب فرقانی مرزا دیر میر انیس کے مرثیوں کے

ہوتے مرثیہ کنا عبث خیال فرماتے تھے اسی طرح

مرثیہ اردو نہیں ہے فردوسی کے شاہنامے - نظامی کے خمسے خسرو کی

قرآن السعدین - زلالی کی مثنوی - ادحدی کے جام جم کے روبرو کوئی کتاب مثنوی

کنا بیہودگی جانتے تھے پس ان دو قسموں کی نظم سے کلیات فرقانی خالی ہے۔

غزلیات اردو تذکرہ حیات مصنف مین تحریر ہو چکا ہے کہ جناب سید

احمد حسن صاحب فرقانی کلام اردو مین شاکی تخلص فرماتے تھے۔

دیوان شاکی کے ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ غزلیات اردو نہایت قبیح الاشیا

ہیں۔ علاوہ اسکے کہ یہ انکی مادری زبان تھی اور آئینہ جناب نے خود کتاب لغت اصطلاح

واشمال اردو تصنیف فرمائی تھی۔ انھوں نے وہلی اور لکھنؤ اسکے دونوں نکال

کے مقاموں مین سالہا سال قیام فرمایا۔ خاص اور عام دونوں قسم کی صحبت و نمین

شریک ہو کر اسکی تحقیق و تنقید کی تھی اور رتبہ انکا اس زبان مین ایسا عالی ہست کہ

اس سے اعلیٰ ہونا بالافعل ممکن نہ تھا۔ جو طرز کلام اردو کا ہے اور جو انداز غزلیات

کا ہے اسپر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی طرز کے مقلد یا پابند نہ تھے اور جو طرز انھوں نے اختیار کیا ہے وہ اُسکے موجدین اور اُستاد حکیمانہ اور نئے خیالات و مضامین کو ٹھیک محاورہ میں اور سلیس زبان میں باندھتے ہیں۔ اور اکثر کنا یہ درمز و ملمج سے کام لیتے ہیں تشبیہ و مثال بغایت مناسب تام دیتے ہیں۔ اور کوئی شعر ایسا نہ ملیگا جو در و ذوق لطیف زبان و محاورہ مضمون جدید۔ یا استعارہ و تشبیہ کی پر لطیف رنگ آمیزی سے خالی ہو۔ و فوراً مدیہ تھا کہ غزل بہت طویل ہوتی تھی مطلع کثرت سے ہوتے تھے اور قوافی سب کے سب باندھتے تھے اور اک ایک ردیف و قافیہ میں کئی کئی غزلین فرماتے تھے۔ اور عام زمانہ امور۔ بیجا ہزل و طرافت کے پیرایہ سے بہت بچتے تھے کج و بچ سے بھی جو مبلغ اُستادوں کا خاصہ جو غزل کو بچاتے تھے کہ نازک ہوتی ہے مگر نہایت باریک نقاشی اور کمال شوخ و پُر اثر گلکاری سے اکثر ابیات مزین و مرصع ہیں اور اشارات و لکش و کنایات جان نواز کو اس طرح ادا کرتے ہیں گویا انگشتی طلائے خالص پر نگین زمرد ناب جڑ دیا آپ کسی اُستاد کا دیوان لیجیے اور حضرت شاکی کی غزلیات کے ساتھ دیکھیے تو اس کلام بلاغت نظام کو ایسا پختہ و خالص پائے گا کہ عیش عیش فرمائے گا۔ لیکن جب تک نظر سخن سنج اور غور کامل نہوائں جو اہر یاروں کی خوبی و محبوبی معلوم کرنے کا اذکار عبت ہا حضرت شاکی کی طبع مواج اور علم و فن کا کمال جا بجا اپنا رنگ دکھاتا ہو اور غزل اُردو کو اُس درجے پر پہنچاتا ہے جیسے ایسے عالم فصاحت نشان و شاعر عند و بت بیان کا کلام ہونا چاہیے۔

جناب مرحوم مولوی سید مہدی علی صاحب نے اپنی کتاب شہادتِ نقب مطبوعہ ۱۳۹۹ء میں صفحہ ۴۴۹ و ۴۵۰ پر تحریر فرمایا ہے کہ بعض کلام لاثانی ہو سکتے ہیں اور وہ اعجاز وجدانی ہے اور مثال میں کلام شعر کو پیش فرمایا ہے ازان جہلہ

حضرت شاکی کا یہ شعر ج فرمایا ہے ۵

مارا غمون نے بجو شروع شباب میں جل جل کے جو کجا شراب پیرا غ ہوں

یہ اُس غزل کا شعر ہے جس کا مطلع یہ ہے ۵

پہونچی نہ جبین بوسے طرب نہ دماغ ہوں لبریز خون دل سے رہے وہ ایغ ہوں

بہت مختصر غزل ہے۔ مگر نہایت پر تاثیر اشعار ہیں دو مین شعر اُس کے اور نقل

کیے جاتے ہیں۔ زبانِ لطف بیان اور توانی پر لحاظ فرمائیے :-

اے دوست ہو کے سینہ بسینہ کبھی تو دیکھ سینہ کے آئینہ مین کہ کیا داغ داغ ہوں

معنی تلاش لوگ جو پاتے نہیں مجھے کیا رہو دان ملک عدم کا سُراغ ہوں

لقد تو مشام سے میرے قرن نہو اے عطر زلف یا بہت بے دماغ ہوں

”لقد“ کی تاکید نے کیا کام کیا ہے بہت سے عاشق عطر زلف یا کی آرزو مین

مر گئے مگر بیان یہ بید باغی اور یہ احتیاط ہے۔ کس قدر ترغ ہے! جان صیاد و بیان

صیاد کی طرح شعر اے لکھنو کی آتش زبانی کے نہیں معلوم۔ دیکھیے حضرت شاکی

اس طرح مین کیا فرماتے ہیں :-

نہ کچھ قفس کی ضرورت نہ دام کی حاجت پڑی مین دُہری مصیبت کی بیڑیاں صیا

اسیر کر مجھے لیکن چمن مین رہنے دے تراش کر مری منقار خو نچکان صیا د

ہوں جس کے اتنے مخالف وہ کیا جیے یا رب زمین سپہر برین بخت باغبان صیا د

یہ نالے وہ ہیں کہ تھر کو موم کر دیتے غضب یہ ہے کہ سمجھتا نہیں زبان صیا د

بیان ہے یا سببیل و کوثر کے چشمے بہ رہے ہیں۔ الفاظ مین کہ آب حیات ٹپک

رہا ہے۔ فی الحقیقت بڑے نقادان سخن کا کام ہے کہ حضرت شاکی سے ساحر اللسان

اور معجز بیان کے اشعار کی خوبیاں سمجھیں اور سمجھائیں مگر بقول حضرت شرفانی ۵

وے دانی کہ بروی صلائی عام شامد لکس رانا گزربا شد طنین بر سفرہ نوا

اختیار اور اجازت ہر شخص کو ہے اسلئے یہاں مختلف غزلیات سے کچھ اشعار
درج کر کے جو انکی نسبت ہم ناقص میں آتا ہے عرض کیا جاتا ہے۔

کیا بے بسی ہے اور کیا ترکیب

غیر و نکلے ثنا خوان ہے گرد و نکلے دعا گو

ہوتا نہیں افسوس وہ بیدار اپنا

پہلے ہی بندھے پھرتے تھکاتے کھینچ کر کیا ہو

کمد و نہ کرے خون تہاری مکر اپنا

لے عشق خدا انجھے یہ بات بتا دے

خون کرتا ہے کس طرح بشر پر بشر اپنا

لب کو تھے بے یاد عدو چین نہیں ہے

یاد آتا ہے جیسے کو شب و روز خراپنا

حرمان نصیب اہل ہنر کامیاب خلق

قانون ہے قدیم مگر نافذ اب ہوا

سچ مچ مرے گھر آتے ہو یا جھکے جنون ہو

کیون شہر میں اس بات کا چرچا نہیں ہوتا

دی خدا نے دولت راز و نیاز

حضرت انسان کو قابل دیکھ کر

لاکھوں اس رفتار سے مر جا سینگے

دیکھ کر اے غارت دل دیکھ کر

سامری سے کیا اُچھتی چشم یار

لڑتے ہیں قابل مقابل دیکھ کر

بُت جھا کرتے ہیں عشاق و فاکر تے ہیں

نیا مضمون اور نئی بندش

معاورہ اور مضمون اور طرز ادا کا

لطف دیکھیے۔

نمک ظرافت ہے مگر جان بخشی

لب ثابت۔

تقویم پارسہ کو زندہ کر دیا

تعب و اضطراب کی تصویر ہے

اچھوتا خیال ہے

معاورہ اور تنبیہ کو کیا ادا کیا ہے

جب یہ شعر پڑھا گیا مشاعرہ میں

محویت کا سکوت ہو گیا۔

بول چال دیکھیے۔

انکسار کی خوبی ملاحظہ کیجیے۔

سخن فہم اس شعر کو پڑھیں گے
تو دل تھام کر رچا میں گے۔

اللہ اکبر ایسی کی کیا تصویر کھینچی
ہے۔

بحر خفیف میں کس دھوم دھام
کا شعر ہے۔

مردہ مضمون کو ہزار افسوس سے
زندہ کر دیا۔

وسعتِ تمنا

اے سبحان اللہ محبوبیتِ جنات
رسو لکھا کا کیا ثبوت دیا ہے۔

زبان اور بندش کا کمال

کیسی نایاب شوخی ہے۔

محاورہ خاک پتھر کو زرو جواہر
کر دیا۔

وہ بھی بیجا نہیں اور یہ بھی بجا کرتے ہیں
نہ طبیعت کا کمال اور نہ زبان کا شاکہ

جو ہمیں غیب سے ملتا ہے اور کرتے ہیں

فرمائیے میں کیا کہوں کہتا ہے حیلہ جو

دل تیرا گھر خدا کا ہے میرا تو گھر نہیں

آنکھوں میں نور جسم میں جان دم میں دم نہیں

کیا آئے آپ آگے کب آئے کہ ہم نہیں

ہند پر کیا فسر دگی چھپائی ء ء ء

عشق بازی کی دھوم دھام نہیں ء ء

بعد مردن بقا ہزار افسوس ء ء

قتلِ زندگی تمام نہیں ء ء

جسے کروٹ بدلتا دامنِ عشرت میں مشکل ہے

کسی سے پوچھنا شاید ہی میری تمنا ہو

ہمیں بھی عشق کی غیرت ہو یا رب لڑایاں ہم

نہیں ممکن کہ ثانی احمد مرسل کا پیدا ہو

نمونے کے تھے یوسف ہم سے لاکھوں جانوروں کے

بتو ہم ہوں نمونہ بنیا میں تم ہو اور دنیا ہو

قیامت قیامت آو ان آنکھوں میں چھپ جاؤ

مبارک اتھام خون کو میں آج تپس ہو۔

کہیں اغیار کا جھگڑا کہیں اجاگل قصہ

ہزاروں آفتیں جینوں کی خواہش خاکِ تپس ہو۔

کیا نازک اور لطیف معاملہ ہے۔

تشبیہ کی خوبی اور قافیہ جو ان کی
بندش اور سچا مضمون۔

قافیہ افان کو کیا خوب موزون
فرمایا ہے۔

اللہ اکبر کس قدر حسرت ناک اور
سچی پسند ہے۔

عجیب تعظیم ہے اور نہایت تناک
مضمون مجاورہ کی خوبی دیکھیے۔

تمناے خیر

مثال و موغظہ

قناعت کی صفت کس جدت سے
بیان فرمائی ہے۔

اللہ کے بدگمانی

لے سبحان اللہ کیا زبان ہے

استعارہ و مضمون عجیب

اگر آنکھوں میں بستے ہو تو آنسو کیون نہین اُفت

اگر تم دلیں رہتے ہو تو پہلو کی نہان کیون ہو

نگاہ برق میں کیساں پروا نہ ہو کہ ہو خرمن

اجل قسمت شناس قامت پر جو ان کیون ہو

پڑھی جائیگی لے مولود میت کی نماز آخر

نہ ہوئے گریہ نیت کان میں تیرا فان کیون ہو

لعل و گہر کے ڈھیر ہوں یا سیم و زر نہو

وہ دم کہاں کہ عمر گرامی پس نہو

اعزاز کی تھی اصل نہ اصلا مرے آگے

کیون اٹھ گئے دنیا سے احباب مرے آگے

یا رب مرے مرنے میں اگر ہو ابھی وقفہ

مر جائے جو ان مرگ تمنا مرے آگے

غافل نفس کی آمد و شد سے بشر نہو

چلتے ہوئے ہما زمین ہوا اور خطر نہو

اکسیر و خاک میں نہ کرے فرق دیدہ و

پھر خاک بھی چھوے تو کم اکسیر سے نہو

اسد رجب بدگمان ہوں ترے انتظار سے

گر حشر آئے تو بھی نہ اٹھوں مزار سے

اک دو بھی اگر ہو تے وفادار تو نہین

دو چار بھی دنیا میں مسلمان نہ مہکتے

سمجھتا ہوں رقیب اک کم ہوا اللہ ری نہی

اگر وقت وفا سے وعدہ دیدار لکھا ہو }
 ہر بات میں ہوتی ہو رقیبوں کی ترقی }
 پڑ جاتی ہے تقریر میں جان تیری بیان سے }
 ترے منہ کا ہونا دکھائی نہ دینا }
 دلیل وجودِ جہان آفرین ہو }
 نسیم کان میں گل کے ضرور کھدینا }
 کہ جان بلبل رنگین نوا نکلتی ہے }
 ملول ہوتے ہیں ہمان سے میزبانِ حشا }
 ہمیشہ گور کے لب سے صدا نکلتی ہو }
 رہا قیامت و قامت میں ایک فک و کفر }
 تمہارے قد سے قیامت ذرا نکلتی ہو }
 مری نقشِ رشک سے گر گئی کہ خطابِ جانبِ غیر تھا }
 جو سنا ہوشا کی خوش بیان اسی نصیب کا نام تھا }
 تذکرہ حیات مصنف میں عرض کیا گیا ہے کہ جنابِ فرغانی و شاکی علیہ الرحمۃ
 کلامِ روح و رثا، اہلبیت علیہ السلام میں باکیِ تخلص فرماتے تھے۔

سلام } غزلیات عاشقانہ کا یہ زور شور دیکھ کر ذرا کم یقین ہوتا ہے کہ سلام و
 رباعی وغیرہ کلامِ رثا و ثنای ائمہ ہدے میں اسی شاعر کو عبور تام ہو۔ مگر نہیں جناب
 باکیِ قادری الکلام تھے اور وہی علوِ مضامین۔ جوشِ گفتار۔ کمالِ بندش و نگارش
 حسنِ سخن۔ خوبی آمدِ آہین بھی موجود ہے۔

تذکرہ حیات مصنف میں آپ قول جناب مولوی سید ممدی علی صاحب
 قبلہ مرحوم پڑھ چکے ہیں کہ کس طرح سلام بلا مشق سابق۔ بلا تردد و تفکر علی الفور تصنیف

یہ شعر اعجازِ سخن ہو جسے سخن میں جان
 والدی۔ محاورہ مضمون بندش سے بے طرفہ
 تاہر زمانہ ثبوت و تشبیہ

لطافت و نزاکت

عبرت

قیامت قیامت کو سب باندھا ہے
 مگر بیان کس عمدہ محاورہ کے ساتھ ہو
 ادھر غیر سے خطاب ہوا ادھر رشک سے
 نقشِ گر گئی منہ و محاورہ و بندش و کجی

ہوے۔ لیکن پھر بھی اُنکی خوبی و خوش اسلوبی اُس درجہ اعلیٰ کی ہے جو بڑے بڑے
مشاقون اور سخن سنج لوگوں کے کلام میں بھی نہیں ہوتی۔ بعض سلاموں کے چند شعر
ملاحظہ ہوں۔

جناب باکی فرماتے ہیں

نشانِ حمیر مجاہد
ازل سے ابد تک پایگاناوک
دہانِ جراحات ابن علی میں

ہے تن پر قبائے شجر سے بہتر
ہفت کوئی مخلوق صغر سے بہتر
تھی خوشبو نیم معطر سے بہتر

ومن رشحات اقلامہ

کیا عشق تھا کہ لاشہ اکبر پر شہ گئے
الماس کھا کے لعل اُگلنے لگے حسن
ابرار روزِ حشر اُٹھیں گے بعدِ نشاط
باکی یہاں نہ حسنِ عمل ہو نہ کارِ خیر

تسبیح یاد خالق اکبر لیے ہوئے
سم نکلا دل کے ٹکڑے نکو باہر لیے ہوئے
اعمال حق پسند کا دفتر لیے ہوئے
بہم ہونگے صرف دامنِ حید لیے ہوئے

ومن نقاس کلامہ

احمد و حیدر بتول و شبیر و شبیرین
جب ہوا طالع ہلال تیغ حیدر بدین

آسمانِ خورشید و شن و آہِ اختر چاندنی
گھٹتے گھٹتے رہ گئی سب سکنہ چاندنی

ومن نقاس اتقاسہ

سعادتِ ہر کرامت ہی شفا ہے جو جنت ہے
نہیں مدح و ثنا و وصفِ فخرِ شہ کی گنجائش
جمال و طلعتِ حسنِ رخ احمد کا جلوہ ہے

گلشنِ نبیؐ شہیرینِ آیت میں چاد میں
زبان میں ناطقہ میں خامہ مشکین میں
نباتِ انش میں پروں میں رخِ دین اکبر میں

۱۰ سلام پنجم مندرجہ دارالسلام۔ ۱۱ سلام بست و نیم۔
۱۲ سلام ہفتم مندرجہ دارالسلام۔ ۱۳ سلام بست چارم۔

مذاق ولذت وطمع و حلاوت ہر اشی لب کی ق شکرین آب حیوان میں نمک میں قند مکر میں
ہوے رستے سے یا قوت و مدد و عمل گہر پیدا ق قبا کی آستین میں جیب میں اس میں بستر میں

ومن غرائب

اے بحر کی کھلے گل احر کہاں کہاں کھائے تھے شہ نے نیزہ و خنجر کہاں کہاں
حیرت ما میں نعمت میں مح المین قاصر ہے لطق و خامہ و دفتر کہاں کہاں
شراب میں کاظمین میں کو فہر میں طوس میں مدفون ہیں برج نور کے خیر کہاں کہاں
گلشن میں کو ہار میں بحر میں شہر میں جلوہ نما ہے قدرت داور کہاں کہاں
کوثر میں سبیل میں طوبی میں حور و نین ہے شور و تشنہ کامی صغر کہاں کہاں
قاسم کی خواجگاہ میں حجلہ میں خیمہ میں گریبان تھی روح حضرت شہر کہاں کہاں

ومن غرائب افکارہ

یہ غمستین ہیں نیاز کریم ابن کریم صلا ہے خوان فصاحت کے ریزہ چنیون کو
برس کے سب علموں میں غزا مقدم ہے محرم آتا ہے پہلے گنو۔ مہینوں کو
عطش سموم بلا زخم تیغ کیوں گردونہ یہ درد و داغ محمد کے مہ جینیون کو
کہا دو لہن لے کہ ہے یاد گار دولہ کی مرے کفن میں لگانا ان آستینوں کو
کھد میں فاطمہ کا دل پڑاڑ پتا ہے یہ زلزلے یونہیں آتے نہیں زمینوں کو

ومن عجائب کلامہ

کس شان سے لڑتے تھے الیہ شہ والا بے عشق کی قوت کے طیاقت نہیں ہوتی
رکھ کر قدم شاہ پہ سرکتے تھے عباس آقا مجھے لڑنے کی اجازت نہیں ہوتی

۱۰ سلام ہشتم۔ سلام دوازدہم۔ میرا کس فرماتے ہیں۔

اگر رہون معنائیں تو کا پھر انبار خبر کرو مرے خرمن کے خوشہ چنیون کو

۱۱ سلام ہشتم۔ سلام دوازدہم۔

رُباعیات اب رُباعیات کو ملاحظہ فرمائیے۔ چار مصرعون کی بساط ہی کیا ہے۔ مگر اُمّین کے اندر ایسی دلکش خوش اسلوب خوبیان ہیں کہ طبیعت بے اختیار درود پڑھتی ہے اور کمال شاعری نمایان ہو جاتی ہے۔

رباعی میرزا کی رح

پیشانہ و میخانہ و ساقی فانی
کس کس کو شمار کیجئے باکی آخر
شاہی و شکوہ و طمطراقی فانی
باقی فقط اللہ ہے۔ باقی فانی

ولہ

جب کو ضرورت ہو خدا دیتا ہے
احسان یہ اُسی کا ہے کہ خیاط بہار
مبیل کو فواگل کو ادا دیتا ہے
ہر شاخ بر سہنہ کو قبا دیتا ہے

ولہ

یا ختمِ رسل رسولِ وصل تو ہے
ہفت اختر و نہ سپہ و چار ارکان سے
الحق کہ یقین و شک کا فاصل تو ہے
محصولِ کلام یہ کہ حاصل تو ہے

ولہ

یا ختمِ رسل انت بامی وابی
کس منہ سے کروں قصداً خوانی کا
آنکھ میں فصاحت میں ترے جملہ نبی
میں ہندی کج کج تو رسولِ عربی

ولہ

یا شیر آبی ترا بیشہ ہے نجف
اے کعبہ خلق تو ہوا کعبہ میں خلق
تو ہے و علم و در دین کعبہ صدق
بیوجہ نہیں ہے سجدہ کعبہ کی طرف

ولہ

گر پارہٴ مس کو مرتضیٰ مس کو دین
سونے سے اُسے افضل و نفیس کر دین
۱۵ یہ سب رُباعین سخنِ باکی سے ماخذ ہیں۔

کیا تاہم قادر ہیں اگر مرضی ہو	عالم کے مسدس کو محسوس کر دین
-------------------------------	------------------------------

ولہ

انگشتر رحمت کے لگنے ہیں امام	دریائے کرامت کے سفینے ہیں امام
لحنتِ دل احمد ہیں یہ بارہ سید	اک سال نبوت کے مہینے ہیں امام

ولہ

آن شاہ شہید کر بلا سر بسجود	ختم اگر کلس حسین بنی فرمود
بہرے کہ نہان داشت آنا منہ کشود	روزے کہ علی اکبر آمد بوجود

ولہ

تختِ حسین کچھ سخت حیا آتی ہے	اب نوبتِ درگاہِ خدا آتی ہے
لے قابضِ ارواح بتا دے بلند	رستے میں عدم کے کر بلا آتی ہے

ولہ

محررین حسین جب نمایان ہونگے	کیا بخشش خلق کے نہ سامان ہونگے
منہ دیکھتے رجائیکے سب نیک اعمال	اک سمت کو ہم بھی کفِ بلامان ہونگے

ولہ

چون قطع شود دور نفسِ انی ما	آمد ملک الموت بویرانی ما
گوید بملکِ علیِ عمرانی ما	آہستہ کہ نازک ست فرقانی ما

قطعات و مثنویات و ابیات مشمولہ دیوانِ شاکلی اور تمسبات و تصنیفات وغیرہ مندرجہ سخنِ پاکی پر تفصیلی نظر و ژرنا موجب طوالت ہو۔ جو کچھ کہ عرض کیا گیا

۱۷ اور واقعات ایسا ہی ہوا۔ اگر آپ رسالہ زیر غم مطبوعہ مکتبہ اہل کائنات ۱۹ و ۲۰ ملاحظہ فرمائیے تو معلوم ہوگا کہ آخر شب ماہین ۱۰ و ۱۱ ذی قعدہ الحرام ۱۳۷۸ھ کو مبللِ روح پر فتوحِ عالم ربانی حضرت فرقانی نے تہلیل و تقدیس و تسبیح کرتے ہوئے کس سرعت و آسانی سے شاخِ اطلس کی جانب پرواز کی۔

وہی قلوب مشتاقانِ سخن فہم کو بخوبی گدگداتا ہے اور اس ہمہ دان فنونِ سخن کے کلیات کے ملاحظہ پر من اولہا اسلے آخر ہا طیار کرتا ہے۔ بیچ تو یہ ہے کہ ایسی فطرتی اور وہی باکمال اور اسقدر وسیع النظر و بلند خیال عالمِ کامل اور جملِ اجل کے محامد و اوصاف کا احاطہ کرنا دشوار ہے اور ایسے اُستادِ فن اور مجتہدِ انمازِ سخن کی خوبیوں اور تراکیبِ رموز و نکات کا احصاء سخندانوں اور سخن آفرینوں کا کام ہے اور گرد آورندہ دفترِ ہذا ان سب لیاقتوں سے معزا اور ہر ایک علم و فن سے مبرا ہے۔

بمقتضائے فطرت دینا چاہے۔ تذکرۂ حیاتِ مصنف۔ اور حالاتِ کلامِ فرقاتی۔ لکھتے تو لکھ گیا لیکن آخر سمجھا کہ آفتاب کو چراغ دکھایا اور محل کے حضور میں دلغ لایا۔ ناظرین باتمکین سے عطا پاشی اور خطا پوشی کا امیدوار ہے اور اپنی جسارت سے بغایت خجل و شرمسار۔ پیشانی پر عرقِ افعال ہے اور زبانِ ناطقہ ایسی لال کہ خود دو کلمہ دعائیہ بھی روحِ حضرتِ فرقاتی کے لیے نہیں ادا کر سکتا بلکہ انھیں کے دو بیتوں کو دہراتا ہے :-

برتر بیشِ رحمتِ حق بوسائبان
بفرستِ سفتہا کو کرامتِ مانِ زمان

تا سائبانِ طلسمِ شلی رود بباد
یارِ برانِ مزارِ مطرز دے لطف

وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ الْخَاتَمِ

اَنْ مَرَّ الشَّعْرُ بِحِكْمَةٍ

کتاب مستطاب سرمدیہ ولی الالباب گنجینہ لالی اعجاز بیانی خزینہ جواهر و اہر سحر السانی

یعنی

دیوانِ قافی

۲۱

کلام معجز نظام عظم فصحاء فضل بقا جانیہ محمد حسن قافی و شاگرد ابائی راج اللہ و فی ابیہ الخ

تم منشی محمد اکبر حسین جانی کو لکھنا موقوف

مازِ عالم شدیم مرقاتی

این پنجهاست یادگاری ما

فہرستِ دیوانِ فرقانی

۱ تا ۴۸	(۱) قصائد
۴۹ تا ۱۲۸	(۲) غزلیات
۱۲۹ تا ۱۶۷	(۳) مقطعات
۱۶۸ تا ۱۷۷	(۴) متفرقات

قصائد

فهرست

ترتیب بجاظر مکررین

تاریخ	موضوع قصیده	مطلع قصیده	مصنف	کیفیت
۱	نعت چهار ساله صاحب	ای بهترین نیکی ترکیب با وطن محراب آسان زمین شاه سلیمان	۴۶	۳۲۰ هـ در دلی نثر عنوان از مصنف
۲	۵	۵	۲۰	۱۳۴ ربيع الثاني ۱۲۵ هـ روز شنبه
۳	۴	۱۳۸	۱۳۸	۳۲۰ هـ در دلی نثر عنوان از مصنف
۴	۱۵	۶۴	۶۴	۱۲۵ هـ در دلی نثر عنوان از مصنف
۵	۱۹	۵۲	۵۲	۱۲۵ هـ در دلی نثر عنوان از مصنف
۶	۲۲	۶۲	۶۲	۱۲۵ هـ در دلی نثر عنوان از مصنف
۷	۲۵	۵۰	۵۰	۱۲۵ هـ در دلی نثر عنوان از مصنف

ردیف	موضوع قصیده	مطلع قصیده	مصنف	کیفیت
۸	۲۸ دعای نوح علیه السلام بماده دالی مرشد آباد	تراست که کند روز شب دلازاری که یار کارزار و جبهه دلازاری	۶۲ ۲۸ در دیلی	نثر عنوان از مصنف
۹	۳۱ دعای نوح علیه السلام بماده دالی مرشد آباد	ورد که رسم یافت احسان اوقاف دور سپهر خاک که یان بباد داد	۳۶	.
۱۰	۳۲ دالی را پیور فاریک طایفه حیات	جهان جوان چنین بنزد غلزار خوشا زمان گل حیدر هوای بهار	۳۳۱ ۲۸ در میر شمس	مطبوعه پنجابی اخبار لاهور ۲۸ جولائی ۱۳۵۶
۱۱	۵۶ بماده دالی مرشد آباد	دین سر سبز و زی و شادمانی سعد است مرید آملدانی	۵۶ در میر شمس	نثر عنوان از مصنف
۱۲	۵۸ دعای نوح علیه السلام بماده دالی مرشد آباد	سر سال است که غرید در آید بکل شمار روز کند جمله شب را بکل	۵۲	نثر عنوان از مصنف
۱۳	۶۱ دعای نوح علیه السلام بماده دالی مرشد آباد	الفرق ای هر دو روز لشکر میرود الوداع ای ایران سلطان ز کشور میرود	۳۳ ۲۸ در میر شمس	.
۱۴	۶۳ دعای نوح علیه السلام بماده دالی مرشد آباد	فرده که فضل گل و بریان رسید موکب نور و زیارتان رسید	۳۳ ۲۸ در میر شمس	نثر عنوان از مصنف
۱۵	۶۵ دعای نوح علیه السلام بماده دالی مرشد آباد	دعای نوح علیه السلام بماده دالی مرشد آباد	۳۸ ۲۸ در میر شمس	نثر عنوان از مصنف
۱۶	۶۶ دعای نوح علیه السلام بماده دالی مرشد آباد	چرخشاره بنفت خورشید خاور جهان شد سیه چرخشانه و لبر	۳۶	نثر عنوان از مصنف
۱۷	۶۷ دعای نوح علیه السلام بماده دالی مرشد آباد	دعای نوح علیه السلام بماده دالی مرشد آباد	۵۵	نثر عنوان از مصنف

ردیف	موضوع قصیده	مطلع قصیده	مصحف	کیفیت
۱۸	در مدح آرایین صاحب بهادر پور و اله آباد	ای هند جای ناز تو بهشت کشور است کار این کشت صد فلک قهر میر است	۳۳	نشر عنوان از مصنف
۱۹	در مدح مشرعی ثریا نبل صاحب دین و جبر	خواهد دلم که شور و میل بر آورد گلستان گنج جبار ج ثریا نبل بر آورد	۳۶	.
۲۰	در مدح مشرعی ای آریه صاحب بهجت مشرعی شریح	آریه صاحب زنگ بوی آب چاه هندوستان دو کلبه آتش افروز و کم حرمان	۳۵ ۲۳ فروردین ۱۲۵۲ ۵ پاریس ۱۲۵۶	.
۲۱	قصیده نامتو در مدح آریه صاحب	خوش آید ای جوهر و چشمت ای دلبر دل افروز جهان روز و جگر و زو ستم گستر	۴	قبل نشر ۱۲۵۲ اعت و نشر مرتب

کل ۲۱ قصیده - ۱۲۳۳ - اشعار



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قصیده

در نعت سید ولد بنی آدم علت تکوین هر دو عالم حکم انداز قاب قوسین
سید ثقلین سلطان الکوین حضرت محمد مصطفیٰ صلی الله علیه وآله وسلم

محراب آسمان وزمین شاه مسکین
برو کریم و داسه مدثر و مبین
سرد لیل و قنات مستنصر معین
مفتاح گنج رحمت و مصلح عالمین
ره دان دره شناس ره آموز راه بین
دراغ پوش مجلس ایتا ک نشین

ای بهترین نتیجه ترکیب ما و طین
مزل و مطلع و جیب و خلیل و نور
درویش و شافع و برهان و مجتبی
یو العا سم و محمد و محمود مصطفی
هر دی و مهربان و مبین قدر و مهر ختم
قرآنه و ش مصطفی اهدنا الصراط

مخلص بگو تَقُولُ و مژد بَقُلْ اَعُوذُ
 بر گلبن مطیب یا ایحَا الرَّسُولُ
 در روزنه مبارک قَدْ قَامَتِ الصَّلَاحُ
 آدم زنت گرچه بصورت زادی
 می خواستند خاتمه بر خیر انبیا
 رای تو چو چو روی تو رخشان و تابناک
 از نسبت تناسل تو بوالبشر بشر
 از سفره کمال تو ادریس ز کد بند
 وادی مصاف بر شکستی بغیث بذر
 از منظر تو معنی شمس الضحی صحیح
 از طره سیاه تو تاری بصد تار
 یا قوت برده قوت ز رنگ عقیق تو
 با علل شکرین تو اعجاز هم نفس
 با راحت اراحت سرگشتگان یدم
 با خلق از برای خدا شاد و تازه روی
 طاس فلک ز بانگ ناز تو بر صدا
 شاد بدعوی شرف صلب قطبی ذیبت
 در قصر عزت تو مستر بنده اقل
 در خط کلک امر تو ملک قبول ورد

مخلص بطاؤا و یا مخاطب یا حسین
 نشکفت چون رخ تو گلک تازه حسین
 جز قد و کس تو کجا سرور استین
 اصل دخت تخم و همش بار تخم بین
 زانرو دید صبح جمال تو دایه بین
 خلق تو چو موی تو مشکین و عنبرین
 وز دولت قبول تو روح الامین امین
 وز خرمن جمال تو برجیس خوش چین
 برالدجی توئی به بر این آن و این
 وز منطق تو سر ارام مین مین
 وز زلف عنبرین تو چینی پشت چین
 خورده پوشند تو لعل مین مین
 با چشم شریکین تو انصاف هم نشین
 با رفعت رفاهت افتادگان رهین
 با حق زهر خلق نیایش گرد حزین
 گوش ملک نصیحت عطای تو طنین
 ناطق با قندای لبخند و دل طنین
 بر بام رفعت تو زل هندی کمین
 زیر نگین جاده تو استیلم داد و دین

سلطان گروه است سوگند و عزت و قوت و توانائی از منتجب است حق بهدار رسانیدن از منتجب است سوسار یعنی گروه آهوی

است در گریه است با کسرتنه دخت است رنگ است خاک

در مح تو بکبر و تفاخر نیاز نیست
 آن به که از مجاری احوال فلیشتن
 خاتم بباد رفت ز دست زمانه بان
 بیمار را تفقد بیمار حاجت است
 تا کی خورم ز جور فلک بام و شام غم
 بسیار دست داشته ام پیش ناکسان
فرغانی تو باشم و حاجت برم بغیر
 بے برگی و حوادث و آنگاه رنج تن
 ضعیفت در قوی که نیاید شرح را
 اندام جمله دستخوش کوفت خاصه چشم
 هر چند زور دیده بهین نعمت خداست
 باشد که هیچ باک ندانم ازین قبیل
 الا باستان شریعت کزین میان
 بهر تپول دشب و شبیر و مر قضا
 تهدید کن به نور نظر کاسه گریز پا
 با ذکر کشای غرزه خیر خطاب کن
 آن ذکر کشا کدام وصی صفی علی
 میر عرب هر بخدا کاشفت بلا
 و اتالی راز و قارس مضار و شر قین
 موسی بے خرافت و عیسی بی خلاف

یعنی بسست شرکت ذوق و توفیق
 گویم اگر چاره تو همان نیست هیچ حسین
 روزم سیاه گشت زنجت نثر ندین
 چشم خود بگوئی که احوال ما بهین
 تا کی غم ز سوز درون و در و شب امن
 خواهیم که دست دارم از نیکار بعد ازین
 جان تو مرگ بهتر ازین ننگ بدترین
 زنده مرا بخوان که بنجا اندرم فین
 عمر نیست تن بود هر هیبتین
 نورش بکاهش است چه اندرین بین
 کز رفتش همین همان میشود و بین
 زیرا که عمر اندک و مرگست در کین
 محرومی مزار تو میدارم غمین
 هر چار چار گوهر اصداف طبعین
 از بهر مهر ما ز فلان مسره بر مجین
 کز سر کند حصون عیون مرصین
 یعسوب دین امام مبین انزع بطین
 مولای خلق والی ایمان ولی دین
 دارای خسر و قائم غرابت لیلین
 داود بی زبور و سلیمان بی نگین

هم سده اش مطاف سلاطین کا ملک	هم قیہ اش معادہ ماکین مشکین
جزو الفقار را کہ برآورد و غمرا	دود از نهاد قشر کفار مشرکین
یعنی است جاریہ سرکاک کر متش	کاب حیات شمع نبل قطرہ ان معین
حکم قدر شریکت تنفیذ اور وان	روی قضایہ یاری تسلیم اور زین
هم معجزات مرسل از گوشہ آشکار	هم مضللات مصحت از گوشہ بستین
از بندگان معتمدش بندہ فلک	وز منہیان بارگش منہی زمین
باقوم از رعایت اسلام جنگ جی	با قاتل از کمال کرم آشتی گزین
حاسد لذت سخن مانیر سد	خفیل بود بکام جمل طعم نگبین
باموج سبیل نبختند و دخیل	بشریت طور نخواہند پائین
ہرگز گناہ را بنود فضل بر ثواب	ہرگز بسیار را بنود پایہ برین
بر ہر توزدند شہادت من غمت	آخر روم بحسد برین نیز ہم برین
ختمت بر دعا کہ در و چند امام	باد ابروح آسودہ اولاد جمعین

قصیدہ

در نعت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے حیم تو جان آفرینش	نام تو نشان آفرینش
اندیشہ رفت بیکرانت	بیرون گمان آفرینش
از طول مدح گوہر تو	مقصود زبان آفرینش
چون خالق خلقت آفرین گفت	ہیچ است میان آفرینش

۱۔ آستانہ ۲۔ متصل بیان شدہ۔

جزوات تو کیست جان عالم
یکسوئی روان بناز سروت
از دست سخای تو نشانی
بود تو منراخ ظرف دارد
هنگام حساب داده تو
چون تیر شدی بقاب تو سین
جایی که جنبیه را جهانده
گشت از پی چون تویی هویدا
شرب ز غلور نور تو شد
ز این مستلغ الفت تو
بغض تو و حب تو شریکست
خلق تو نسیم نو بهاری
در محله شفاعت خلق
در واصل تو بقی رسیدن
میغ سر نیزه فلک سات
از کاعند ذکر تیغ تیزت
شهر اسمی ز صوم تیغست
نگ دل خصم بت پرستت
در بزم عدالتت دو تو فرشت
بر آئین ضمیر پاکت
چون تو گهری برون نیامد

اے عالم جان منریش
یکسوئی روان آنریش
لعل و درکان آنریش
نگاست آن آنریش
صد پاره بنیان آنریش
از بند کمان آنریش
گم شد طیران آنریش
ما اعظم شان آنریش
فخر پیدان آنریش
گرچه دوکان آنریش
در سود و زیان آنریش
بوش تو خزان آنریش
لطف تو صمان آنریش
معطوف عنان آنریش
خوابشان آنریش
ششیر بیان آنریش
ماه رمضان آنریش
شد سنگ فشان آنریش
متاب و کتمان آنریش
آئینه نمان آنریش
از کندن کان آنریش

در کتب محبت تو نادان	هر کوهستان آنسروش
بشنو سخن روان ز صاظم	ای سروستان آنسروش
فریاد ز دست جور عالم	داد از حدشان آنسروش
خود گو که بجز تو از که نالد	ای احمد جان آنسروش
دانش پده و بباد او ریش	ای نوشروان آنسروش
دستی که دست رفت کارش	ای پستی جان آنسروش
او در غم و بر سرش ستاده	نظار گیان آنسروش
نی قدر شناس نی خردمند	مانده حیران آنسروش
تا بخرد و تا کند و تا اهل	هم این و هم آن آنسروش
چون زهر نمید به کسی کو	آب حیوان آنسروش
آن کن تو بد و که باید کرد	ای مرتبه دان آنسروش
گوید چه زیاده زان که بر تو	پیدا است نهان آنسروش
خشم تو ذلیل باد و گننام	تا هست نشان آنسروش
هر بنده تو کمین او باد	تا هست مکان آنسروش

قصیده

در محشر و مضار لافتی و تاجدار ملک بلاتی خواجهدل و قنبر قاسم حنبت و کوثر
نبره صفین امیر المومنین ابوالحسن علی مرتضی علیه نقاس الحیة و الشنا

چو رست از چاه خلعت محمدیوسف شاه عینا
ز جمع طارم اعلیٰ برآمد بانگ یا بشیرای

طبق میداشت بر دست آسمان پر در پر گویگر
 بر آفتاب خورشید از نیام سترش بیرون
 بر مننه بدر سرتابن زمین چون درخشان گلین
 بر انسان کز رستم خیزد فروغ معنی روشن
 قضا چون قطعه بازان صد هزاران مهر و کین
 فردرزد بکران فلک سرزمین غفلت
 شکست افتاد بر غفلت سر آمد قشع جادو
 طمانی یافت خورشید و عود صبح شد یارش
 درین سیاهگون بحر معلق بس جابستی
 هزاران زنبق و نسرين درین بتان بنای
 زمین گم شد کادیم نور گسترند سرتا هر
 بکار آمد تیغ از بهر صغارا از نور بسیرون
 پیرا با صولت آتش همی بر جان خود لرزد
 درین پرکار گردن ده یکی چشم عبرت بشا
 منقط شد زوزه روزن دیوار چون رستم
 ز شگبه بر گردون را کفید صبح شد یاده
 ز دریا ما می آمد تا به زمین دریا به خضرین
 کسی باور کند ز غمی زنی شب نام استن
 نیامیز و نیامیز چو گیم بحیرت ناه
 زنی کان باور گیرد زود زانیت زانیدن
 چو پیران شد ز طورا آسمان مویچا غم

نثار سنگ شد نیک به ره این دلبر دانا
 بران گونه که زرین سوزن از نخلخارا
 به تیغ خور بریدندش قبا به نور بر بالا
 جمال روی خورشید آما از زلف قلم پیدا
 بلعب مهره زرین صفت از حقه سینا
 نمود از غش مشرق عروسی غره غرا
 بر آمد از استین موسی خاوری و یصفا
 از یار خمیر روز جهان افزودند بر پا
 بر آب آمد یکی گدا به وی غرق شد کجا
 شده غائب گشت گاهی یک نرس شلا
 عجب بنکر که یک نفس پس آنگه خوان چنین پنا
 کسی هرگز ز غمی دید تا به سران برد و پا
 اگر آتش از حشمتان باز و با صولت سرا
 که شد اندر شرک و دوزخ چندین نقطه روا
 ملون شد از آب خور زمین بانست بحر با
 سحر که قنصل زرین کار کشادش بکشد آسا
 عجب تر گوشت آیه که با می باشدش ما و
 بزیار چو چندین هزاران سال چون حوا
 که دانا بشمار داور اسم از ابا تا به از آبا
 که ز او از ما یک لیل به رو چشمه رخشا
 سحر پیدا شد تا که ز با لک شهر غفا

نه حقا بکله طالعوسی مصع بال و زرین پر
 نه طاوسی که کاوسی عیانش روشن یک
 رخ نورانی او حبت ذوق الصیف الریحان
 زر اندود از نقاش شرق و غرب گنبد گردان
 نقیشر ماه تابنده بر ایوانش شتابنده
 ز رفعت نخل یا سق ناریسده بر شرفگاهش
 تعالی الله افق رنگین بدون گوشت و امت
 شب آهنگ از هم پنهان شده در گوشه متواری
 نیایش گشته مردم بذر کربلا انگیز
 نه بر سینه زخم باری نه در دل از خفاکاری
 غلاق از پنی روزی قدم زن در ره کوشش
 یکی همچو حمیدستان یکی بر سیرستان
 بر رویان خرامان هر طوط چون ملک کساری
 تن از نقره لب از شکر خط از عنبر خداز حمت
 ز گنار لب شان مرده هر سو شده زنده
 ز چشم خوابناک از یاد آمد خلق و چون باشد
 بر دوز روشن خسارشان آن دلف هندیون
 جهان چسبم مقام پیشه کم زن بیاری
 لب و گوش از صفائی در دوزخ گشته برگزیده
 چو گل رویای شان در خوی شده مستجابی

ولایت گیر و عالم گرد و فرخ روی و خوش سیا
 هم از روی دفت نذر هر دم از وی شکر ره اهری
 خط پیشانی او تر جان آخر حج المرع
 زر آموه از سخاقت استین و امن غیرا
 مشیرش قاضی شائوش وزیرش صاحب جوذا
 ولیکن رشته تلی میرساند تار سد خرما
 بنا میزد جهان خورم لبان عارض عذرا
 بر آهنگ ره توحید گشته صبح بخوان گویا
 نو ساز آمده بلبل بورد سحر طالع علی
 نه کس را یا کسی کاری نه تیارای خوشا و قتا
 به نوعی گشته هر جنبه مراد خویش را جو یا
 یکی برو جبهه برگی یکی از روی استیفا
 ز روی و بوی شان افتاده در شهر اندرون غفا
 قد از طوبی دم از مغرول از آهمن بر از دیبا
 ز زمار قدشان فتنه بر خاسته هر جا
 اگر فرمان دهند آن غمزه خوشخواره را حاشا
 زده بر کاروان دل ره امن و امان خدرا
 پاد او لین برده ز خلفان خانه و کالا
 برودوش از شکنج جعد مشکین گشته غیر سا
 شکسته قلمبادی قیامت بوستان بریا

بشارت برده از یک شوه صد چون کابل و شیر
 بنا شد حور در حنبت چنین نازک چنین چاکر
 درین ساعت انو میدی من اندر گوشه حرمان
 دل شوریده من در گرفت از آتش فکرت
 فرو رفته بخود سرگشته و تشنای چون برم بیرون
 من رهبان نه کس مهر عجب ای عجب کاری
 گوی از دشت موقوف سرشک من شده خونین
 بسر در دود و دلسوزی لبان و دوش چچان
 هجی گفتم چل کایه پایان عمر در غفلت
 در رفا آفتابم زرد شد نامه سیه لیکن
 تم بگذاخت از ریج و الم خون شد زیماری
 جو ابل چیست چون پرسند در دیوان و کوه الدین
 نه کرداری که پایمزد آیدم چون دیده بر مندم
 نه لغتی نه مناجات نه تسبیح نه تهلیلی
 نه بیس دیری کا جل خواباندم در کج تنهائی
 درین بودم که ناگه از من از قصر زنگاری
 که ای فرقانی فانی حدیث کثر چه میرانی
 ترا چون مصطفی است اند ترا چون مرتضی یار
 میجا بر سر بالین پس انگه از مرض کاش
 اگر دل تلگیت از خصمه نظم است هم تن زن

لب از مع و غزل بر بند و کشتا جز پے حیدر
زبان تاج بندت یمن خزیج شیر حق کم گو
اگر چه سد مردم نیست بر شاهی شت افغن
وے دانی که بروی صلاهی عام شایان
اگر یک رنگ تشنه به مقدار آب برگیرد
گرغم جان تو زین دلدهی و ز معدن سینه
دشمنه مغزو دلکش ساختم چون گوهر آیان
اگر باد ز نداری گوشت اراینک که بر خواندم

انجوان اخبار و صحف را چه سود از زمره ازا ستا
خوش است این می شکور است این سلیس است این مثنوی
که در تنزل بستاند خداوندش برون ز احصا
نگس را تا گزیرد با شد ملین بر سفره نما
چه کم گردد ز دریا پئے لکذا فی مدحه ایضا
بر آوردم به مستین تفکر لولوی لالا
بان تازیوری بسند دگلوئی شاهان شا
سر آغاز مناقب مطلق شائسته مبدا

مطلع شانی

قبای لافقی لک زبید بر کسی الا
شیع عرصه مشرقیم جنت و کوثر
بهار گلشن ایمان صیای دیده عرفان
علاء دولت و ملت نظام سنت و حکمت
توان پشت فیروزی روان شخص کین قوی
مطالع النسی و جانی پناه اسود و احمر
بریق عارض عصمت غریق لجه و محنت
اسیر است طاغی معین فرست ما جی
شکلی گیوی غبت خضاب ابروی سطوت
بطل عید و یست داران جمال علقه یاران

وصی احمد مرسل سخی ایزد داتا
طراز خطبه و منبر نظیر شرب و بطی
لباب طینت آدم چراغ دوده حوا
امام مشرق و مغرب قوام صورت و معنی
سپه سالار و نمبر دلیل دعوی اکتا
حند بود دل و قنبر هر بر بنیشت سیجا
رفیق منزل عزت انیس بزم ادا دگنی
صریح موقف طاعت مغیث مضرع اخری
نگار پنج بهمت جسم زلف رخ زلفا
تتا و دری رفعت بهای ذرا استعلا

سلا هم و غنیه نه و کسر تائیش «ش و ستار و زکرم» «آواز گس» «ش و صدق» «گویند» «فراد گیرد» «مورفت»

سوار ساعدین شهسوار عرصه تمکین
حق و صاحب لوار و عدل سیف الله و ملکت
هو الفاعلی هو الفاعلی هو الفاعلی هو الفاعلی
نیستیمبر ولیکن رازدان مانستیمبر
نه چون جان آفرین در هر دو کونش آفرین خوانی
زبردستان عالم زیر دستش از پادشاهی
هانا گفت از اینجایش نصیری صانع گیتی
نوال و بذل او کرد چه بر صامت چه بر ناطق
دل اندر یاد رحانش چه در سپید چه در پنهان
هم از حلقه گوشتانش پادشاهی جسم و قیصر
غلاش سر بختباند بکار رستم و بیشن
نظر بکشا و بسنگ غرق جو دادست که تاسه
رسیده از شرف جای که بود چاره جزا دغان
چو بوی گیسوی حور شمیم کلک و مشکین
ستاند از سید عالم که انی نیک شاستش
خطاپوش و عطا پاش فلک تخت من مسکن
نبی توقع او منشور عسر جانور مطوع
رقم زد صانع قدرت مثال جو در پناش
در آرم عقل اول در دیرستان تعلیمش
چو سر بر ز رکعبه باماد و زمیلا و شمس

امیر المومنین حیدر در اولی ای ای
نماد جبر جبر کسی بیای این اسما
هو العالی هو العالی هو العالی هو العالی
نه زردان لیک چون زردان حکیم قادر و کیمیا
نه جبر نه غیرش یک تن گیتی اندرون همتا
بیک الله فوق ایک هم خدا گفت است
که از گیتی نه کس مانا باونی او کس مانا
کشد و بست او کیان چه در دنیا چه در حق
زبان در ذکر قرآنش چه در ستر چه در ضرر
هم از پائین پرستان و شافانش کی و کسری
گدایش سرفرو تا ز دست لاج بهمن و دارا
فرانگوش و بشو صیبت فیض است سرتاپا
موافق خواندش مولی مخالف گویدش اولی
چه طیب خلد جان پرور نسیم خلق او بویا
گهی رایت گهی آیت گهی باز گهی زهر
جهان گیر و جهان بخش و جهان بان جهان آرا
نه بی امضای او پر دانه زرق کسان مجرا
بفتح خدایه و فون کشید از بل آتی طغرا
هنوز آدم نه زردان و میان مکتب اسما
هبل شکست و لالت افتاد و خوار شد عزرا

کلیان و تشبیه و تظیر ۱۱ با بر شمشیر برده از قلمب ۱۲

ازین سودا ازین شادی ازین عیش و ازین لذت
 بسر تر ترک نکند و آن بستی
 صفی را گشته فرزند ازو برگشته در رفعت
 نه تنها عالم دیگر یک دل صد جهان مضمر
 مکارم را دلش صدر مواهب لافش شدن
 چو ابرایم چون خوش حرم مطلع نجف مغرب
 هم از بالای او جبریل ماند چی چشم او خیره
 علی جایگاه الله رسول الله در بالمش
 دلیل وال من واکا که برو الایش شاه
 رسول چو باز آمد بغیر وزی ازان مجلس
 هر آنچه اورفت و دید آنجا علی ناز گفت اینجا
 عذاره و ستارش روشن از توقع قلا فلاح
 چو ابر لطف او گردید زمانه بے نیاز آید
 چو برق قمر او خند لبوزان بسی حشر من
 ز بس حق با وی باقی است از قول یحیی
 دکایش عالم انبوی و بالمش ماسع الشکوی
 ای سویل بدخواهان به پیشش لھم وین
 چو میلم گرو لایش را ضمیرت باشد استن
 چو بر قصد غزوات بدو آورد بتواند
 رود از صد دست زورش بباد اندام خاک انگه

جهان زار شد حشرم سپهر پر شد بر تا
 بترک ترک اولی گفت یعنی ترک ترک اولی
 پیسر بر آمده هارون و لیکن بهتر از موسی
 هزارا دیس مصلح دو صد و النون و صدیحی
 معاصی را لیش شافع مساکین را درش لجا
 زهی مولد زهی منشاز به مضجع زهی شوی
 هم از سیاهی او خواندی پیسیر ایة الکلبی
 گراز در دنیا شسته شهرت کند رسوا
 پست آور موالاتش ترس از عادی کن عاکا
 کزان یزدان ہی نازد که سبحان الذی انشأ
 مگر یاز میان چون خودین او می و ما او می
 جبین دشمنش تا از سواد کالهم مؤلی
 او گردانندیند زحمت کشت و در و قطع
 نبالد خوشه و دانه زوید بیت له و قما
 هم بر حق زند رای و هم بر حق دهم فتوی
 دلالش منقذ القرع انشایش کاشف البلوئی
 تقیم سایه بلونی مباحش لھم طوبی
 رطب جینی ز غلستان دین بے زحمت سلا
 کرا طاقت کرا زهره کرا نیسرو کرا یا را
 قند از شکرش شغف در عالم بال

چو موران پیل زوران را ز زینبست زهره بگذارد
 از بان تیر شمشیرش بنگ روی در گیرد
 فلک بر جان خود لرزد و هول حشر کاری
 کشاید و انفجارش چشمه خون از دل نلین
 بضرب تیغ صفت در دینوک تیر دل دوزد
 سحاب سیف او بر تشنگان ز گد بارد
 بلرزد طره چرخ سپهر باز دیند پیش روی
 نه خیر پیش او خیر خندق پیش او خندق
 شمار دخت حیدر چه یار و عقل سرگشته
 سزاوار ثنائی او مردم نیست جز مومن
 شنش با توفی شائسته دست او لا اله الا
 فراق چنگ ضمیر من نیاید امان لغت
 و اگر سختی بکار آمده از نیروی طبعست آن
 در خوا هشتگری شا باز دم بر بوی احسانت
 بچشمان نثر دم یک نظری باید از چشمست
 بیگلن سایه بر کارم که سخت افتاد کار من
 بجز علت ز آب و گل بیغیر ازو چشم و دل
 و گر میرم درین حسرت ندارم دست ازین آتش
 بتوانم ختم کار و گران از میان بروم
 زبان چون خامه شد خشک سخن بگفت ز انداز

چو ماران شیر گیران را ز دشت خون شود آتش
 چنین باید سخن را بی چنین شاید دم گیر
 زمین منرید در گیر و باز بر پیکر قتل
 بر آید بانگ احسن نیست حرب از صحرای سما
 بنام از د بنام از د زهی دوز از سه دوز
 خاک آبی که هر جا سرو مانند از دمش اعدا
 به بند و پنجه رایت ز خون دشت منان جفا
 بیک جستن ازین را نسو بیک حلقه زش مروا
 حساب نعمت داد و چه داد از او سپینا
 که شکر خواره از مرغان نباشد هیچ جز بیجا
 بخت نهاد با بر جائی احمد جز تو کس حقا
 سخن در عدد و دنیا ساز عدد و قصو
 نوشتندش کراما کا تبیلین زردان نمود املا
 برون از صیص میلم که دانه چاره مرضه
 که آید روشنائی باز دیند پرده عیا
 تم چون سایه بر خاکست من رنوحه چون غمی
 که بندم محمل گردم بسوی وضه ره پیا
 ز بهر طوط آن مرقد کند جان من استقرا
 اگر خواهی بخود پذیرد و گرا خواهی بران شا
 ز بهر مستم رحمت کنون وقت استاقا

همیشه تابان زار و زار بر گلبن هزار آوا	همیشه تابان زار و زار بر گلبن هزار آوا
دل به خواه تو تازی چو آینه رنگ اندر	دل به خواه تو تازی چو آینه رنگ اندر

قصیده

در محبت جناب امیر المومنین علیه السلام بطح مطلع مشهور طلی هند حضرت امیر خسرو دهلوی
رحمة الله تعالی علیه **ه** بوستان بگلغت و روی لاله خندان گشت باز به بر رخ گل طره سنبلی
پریشان گشت باز اگر چه مصنف نخواست که بوجه کم عیاری این سواد را به بیاض در آرد لیکن چون
از نام جناب ابوتراب علیه السلام طرازیافته مس او یکمیا و مهر اش بگوهری برآمد هم بدین جهت
سر سر دیده ورق گردانید (فرغتی)

آن قدر که شبنم شندان نمایان گشت باز	گل و گردش تازه روی و غنچه خندان گشت باز
بر رخ هر سنبلی گیسو پریشان گشت باز	رنگ و بوی رفته باز آمد بروی شاهان
بر لب جو جلوه سرخس را مان گشت باز	شد نقشه سرنگون در پیش سر و سجده کرد
جام را برکت گرفت تازه پیمان گشت باز	لاله کاندر می گساری بود و پیمان شکن
بلبل تصویر بر هم مصروف طیران گشت باز	بسکه فیض نامیه عام است در گلزار و سر
وز صفای عارضش آینه حیران گشت باز	پیش روی گل نهاد آینه شبنم و بروی
بر فروش قمری شیدان و اخواں گشت باز	سرود گر گرفت پا بر جوی از بهر اصول
صوفی سرو از نوایش پای کوبان گشت باز	باز قمری ساز کرد آهنگ ستانه ببلبل
بیدی کان دید بیدل فتیجان گشت باز	دل که از جان می دهد گل بلبل آزرده را
حشق چیدش که چنان عشق چنان گشت باز	حسن چیدش موی سنبلی آشفته دید
خنده زن سواروش لب لبیکان گشت باز	از نسیم بارغ شده لبستگیا بر کنار

می چکد در چو بیا از روی گل خوشی پے پے پنی
 شاه گل از رخ خود باز برق باز کرد
 زیر چتر ز گس آسودند مرغ و جن و انس
 گلبنی کو از پی تن پوش برگه هم نداشت
 جلوه حوری همیدارند سبزان چین
 بوستان شگفت و از رنگینی گل های تر
 از وفور گل شود مجروح دوشش در گذر
 خوشدلی کاخرزان از خلق بیرون رفته بود
 گشت گلگون تو سن او گرچه دیگر رنگ داشت
 میرسد گل از نو بر دست مردم بر بهر
 پای هر کس رفت اندر بلخ بستل و راختا
 باز ز گس بر سر خود تاج زرین را نهاد
 سایه گیسوی خوبان باز در گلشن نهاد
 سایه گاه سوزید وزیر او سوزی شست
 گریه مینا در گشت باز اما از طرب
 شعر صرام را سرائیدند مرغان چمن
 مست افتادند خوبان در چمن از می کشی
 در چنین وقتی که از بچش گل و فیض بهار
 کلاک گوهر در من گوهر فشان ساز کرد
 آنکه پیش استاد اجتهاد و تقوی شش

آب جو با طعنه زن بر آب حیوان گشت باز
 ز گس حیران بریش دید بازان گشت باز
 گوئی این چتر هم چتر سلیمان گشت باز
 از هوای معتدل با برگ سامان گشت باز
 گوئی در دانه گلزار رضوان گشت باز
 هر خیا بان چمن شکر گلستان گشت باز
 بر صبا مشکل گدشتن از چمنان گشت باز
 مقدم فصل بهاران یه همان گشت باز
 هر سواری کو ز گلشن استپان گشت باز
 لعلگون از سایه او خط جانان گشت باز
 هر نگه که بگشش گل به امان گشت باز
 جعفری در دامن گلشن ز افشان گشت باز
 قمری بلبل ز تابش سنبل خوان گشت باز
 ده که هر سایه پراز نورشید تابان گشت باز
 در لب گلچهره گان صد خنجر پنهان گشت باز
 عنایب هر زمان نای خوشامحان گشت باز
 مشکل جویندگان وصل آسان گشت باز
 اندک اندک شادمانی لافروان گشت باز
 طبع من حجت سرای شاه مردان گشت باز
 کافر آمد زلف معشوق و مسلمان گشت باز

آنکه جان خشم بکیشش چو تیر آمد روان
 آنکه گریه‌های گه در سایه دست سخاش
 آن علی مرتضی شاه هدایت حند
 آسمان سنجیدگی عدل او چون دید گفت
 در دمنده‌ی کرطیب القاش بهره بُرد
 چون عدو لشکر بسویش را ندگردون گیر کرد
 چو تیرغیش چو بر روی هوا شد جیلوه گر
 در مقامی کا هن تیش فتان آتش ز آب
 جسته زو جایکه نالی تیر و جان عدو
 از سوی سوفا تیرش لعل زمان دوست را
 تا بم افشانی ابر رحمت او دید عمام
 اینوخش آن دست خدا کرد تنگاه سایه اش
 جند شاه وز بهی عزش که هر کس پیش او
 رفت چون از قه سم سمندش گرد بر
 چون عدو بگرخت از رزم و بسویش از گشت
 آسمان حال تبا هوش دید و جفی خورد و گفت
 گل ز دست بی بر و نالید دست جود او
 بیدل روی بتان کز آفتابش بهره جست
 سر و رادین پرور اگر دین جفا با خسرو

در پی زراغ کمانش رفت و قربان گشت باز
 تشنه همیان رفت پروینا رخشان گشت باز
 کو چو شیر ی کرد شیر از سوی سلمان گشت باز
 جمله برج آسمانی برج میسران گشت باز
 در دبدبمان بد و خود در دوران گشت باز
 کاه ازین کافرا از خود خانه ویران گشت باز
 آسمان گفتا که سپید ادا م مرغان گشت باز
 جان اعدا رفت گریان پیش ویران گشت باز
 جانب آتش روان بقص و دستان گشت باز
 وز سوی دیگر دشمن غسل پیکان گشت باز
 گشت اگر داشت سوی خانه هقان گشت باز
 در بامان کیسه پر لعل درخشان گشت باز
 رفت مخدول جهان مخدوم گیسان گشت باز
 گفت مده چشمم انجم سربه افشان گشت باز
 بر رخس دروازه صد یاس و حرمان گشت باز
 کافت تن فتنه دل دشمن جان گشت باز
 داد رنگ بویی و گشت زه عنوان گشت باز
 یاد طاق ابروش بر طاق نیان گشت باز
 ای که هر کافر ز وی تو مسلمان گشت باز

س لعل و چشمها شد لعل زبانی و لعل پیکانی و اکثر گاه سوفا را ل کنند از سوی دیگر بسویش پیکان به مناسبت لعل پیکان

نظا هر کمالا یعنی علی ذوق السیم (من صنف طیارا) س غوار کرده شد ۱۲۰۵

آمار افشانی دست جو تو چون آب دید
 ذره کا بدسویت مهر روشن گشت و رفت
 از سیاهسای تو شد ما رخا دم پیش مو
 صاحب اصرار منم که بعد مردن در مزار
 اگر چه چالش تیر کرد از ما نذران
 پاری از بعد خسرو بود تا ایندم سغال
 نکته های سوز پیشینه رستم کردم دگر
 لیکن امروزم بسی کرده است در هم چو عشق
 دل دگر شد بنده من سر یاد بر پائے نگه
 هر سر میوم گوا هست از پی دعوی حسن
 رفتنی خواهد دم به طواف مرقدت
 عهد کردم چون نشاند بخت بر خاک درت
 ای عدو بنیادین گره از کار جان و دل کشا
 رنگ بر رود دارد بر پرده غیب از قبول
 بس زبان کوتاه کن طول سخن از بهر حقیقت
 بان دلاگر میتوانی دست از بهر دعا
 دوست آباد تا گویند سگان جهان
 عمر خصم تو پایان بر شد از سر سو زلف

لعل سوی کان دگر سوی زیان گشت باز
 قطره کا بدسویت بحر عمان گشت باز
 بر در عصفورا ز عدل تو دیان گشت باز
 بلبل شیراز از صوم پر افشان گشت باز
 میسر طایر من بشاکه وان صفایان گشت باز
 زابر زنتی ز با نم تانده بحیان گشت باز
 خامه از سوز دلم سر و چراغان گشت باز
 نیشتر در دیده من نوک مرغان گشت باز
 موج اشک خونی من سلسایان گشت باز
 موجزن در سینه من عشق خندان گشت باز
 لیکن آن فتن که بتوانفت نتوان گشت باز
 اولین هم دل کنم قربان و هم جان گشت باز
 لیکن برش سوختن از سوزده تران گشت باز
 آنچه کلام علم است از شکر زبان گشت باز
 پیش این در کاسانش خاک زبان گشت باز
 وقت سعادت فیضان یزدان گشت باز
 کین بیابان شد این ده بیابان گشت باز
 هم برین حرفی قصیده سویان گشت باز

قصیده

در مناقب امام برحق پیشوای مطلق یسبط اکبر حضرت پیغمبر زکی مجتبی

مسیحای خضر قباگزیده زمین و زمین ابو محمد حسن علیه السلام

شد وقت که در طهر سبیل شکن افتد از لطف نسیم سحری گل دماز گل چون صوفی ارزق سلب امروز بنفشه سوسن پشتهای رخ گل لطف کشاید از پوست برآید ز طرب غنچه رنگین سوری کشد از سوراخ طاف چمن سوا شاه شفرم اورنگ زند بر سر سبزه چون آب زند نفوس تر بیل گویا ضرب آب صبا که زند بر زرخیر دیبا که زمین صورت از رنگ نماید بر کوه سراپرده زند لاله نمان طاووس بر قص آید و شمشاد بچنبش گلچین شود از طیب ریاحین چمن باد زنگی بچه تاک کند خدمت گلچین در حنرمین دُر دانه شبنم گل رعنا آن خردک غنچه که بود خورده بشتش هم مصحف گل باد کند مرقی لبیل هم پرده سحر نرزد سارگ و طوطی	باغره گل ترا لپچه در مقدرن افتد وزمین بهاران سمن اندر سمن افتد احاح کنان در قدم نارون افتد ز گس زخاری شب درو سمن افتد و زنده گل تر بر از پیرهن افتد تا بر صف اندوه شکن بر شکن افتد اکلیل ملک بر سر او تاج زن افتد و آتش ز ساعش گل تر را بتن افتد در دامن گل بهر نظر آره من افتد خضرای دمن رشک طلسم چمن افتد صحرا سپه سبزه تر را وطن افتد زیرا که خوشش یا سمن و سترن افتد وانکه زدمش نافه بچوب ختن افتد ز انسان که برهن بنما زوش افتد گوئی مستی که میان پرن افتد از دایه بارانش لب اندر لبین افتد هم فاخته در خواندن سیه کمن افتد هم نوبت تشویر بزاغ و زغن افتد
--	---

ببسل لبان سازد وصل ز نزارغون
 میخ آید و بار در لطف قطره چو گوهر
 در حله سبزه اتن سوسنی آنک
 شهنشاده کوشین امام الشقلین آنکه
 آن سیدشان بهشتی که ولایش
 اگر خلق حسن هست و اگر خلق حسن نیست
 اقرار به یکتای و دالایش آرد
 در احوال بخشندگیش بر بربراید
 بازوی حسد را بنود و احاطت
 جنت بدو بدحت گری رای منیرش
 بار و گهر بگردن از لب لعش
 و از انداز و خضم و ولی چشم عنایت
 تا بگوید که سلحدار سپاهش شمرندش
 کیوان که ترفع رستم اوست نیارد
 که از کف او جیب امل پر گهر آید
 روزیکه دهد عارض او عرض تحمل
 دیگر ندر و باد خیزان پرده گلین
 بر طور سخاوتش چو شود آزارنی گو
 آید ز شکر نیم لبش بر رویا بد
 در موکب او هر که مریافت ز آید

نوری بحر خوش آید و بطرود زن افتد
 عنوان غبار از ورق یا سمن افتد
 سر سبز و مبارک چو امام زن افتد
 از لذت نامش شکر اندر زین افتد
 واجب بر این کتاب و سنن افتد
 در هر دو صفت قرعه بنام حسن افتد
 اندیش بر چو در مظهر و باطن افتد
 پیرایه بخشاکش او تن به تن افتد
 از بکه بدش سخن اندر سخن افتد
 چون شمع زبان مستلم در لکن افتد
 و زابر همین ژاله و در عدن افتد
 خورشید نه بینی که بر بروج و دمن افتد
 هر مه فلک از بهر سر نو مین افتد
 تا بر سر بام شرفش نو به زن افتد
 که از لب او عمل مین در لکن افتد
 جبریل این حبه کنان چن شمن افتد
 گر سایه ابر کرشمش بر چمن افتد
 در حال ترانی شنود حرف لن افتد
 اینست که فکر کش و شکر شکن افتد
 در محبزه او هر که شک آور زن افتد

روزیکه برآید بوغاشیه پورش	آوازه در اقطار رواق کهن افتد
هم و خشمه جشید در آید به سزایز	هم ز لرزه برخواگه متمتن افتد
هم شیر کند تکیه که از پس او آید	هم دست بره در کمر کرگدن افتد
اجسام چو ارواح نیاید به بصر در	ارواح چو اجسام به بند کفن افتد
دشمن چو بر دجان که در خشت چو خور آن تیغ	از تار شعا عیش بگلو با سن افتد
ساقی بر جام می مرو سنگین	ایوان بادیان همه چون بن افتد
ای لغت نبی شل عمل بر درو عالم	هر چاکر صد رتو او یس قرن افتد
خواهستند بن می برد از چند سخایت	بے رنج اذی آید و بی بارش افتد
شاه با تو کریم ابن کریم و عجب نیت	گر سایه لطف تو برین ممتمن افتد
بگرفت ز مهندم دل غمناک اغشایی	خواهسم که مرا طیب طیب وطن افتد
و لنگم ازین کاستن عمر و بصارت	آن کن که غسل در ممر کاستن افتد
خواهسم بدعا کوری به خواه شمارا	ای وای اگر نوبت کوری بمن افتد
بے نوری آن چشم بجان تو دریغ ست	کز بهر شما در غم و اشک خزن افتد
بر من نظر انگن که اگر تیغ نگاهم	ز انگونه زواید که سر آنرا سفن افتد
فرغانی ازین گفت و شنود بهر عاکن	تا معنی اخلاص رسد در علن افتد
تیر میمانست بغرض یاد مقارن	تا چرخ بر اعدای تنی ناو کفن افتد

قصیده

در مرثیه و تیارخ وفات برهان الفضلاء سلطان العلماء نورعین امامت عین نور کرامت اسوه
اولاد سبطین - قدوه امجاد خافقین - بحرنا فضل و کمال - طود شاهن جا به وجلال

سایه شیر - احسان

رافع رایات ملت بیضا جامع آیات شریعت غرا صدر امت بدر ملت یگانہ اوج حضرت
سید محمد مجتهد الزمان اعلیٰ اللہ درجائتہ فی الجنان وفاض علیہ سائیل العفو و الرضوان

بے نور شد شریعت بیتاب شد جهان
طاق ہدی شکست کہ معمار رخت برد
ہم سر و نیمہ گشت ازین تیغ بے خبر
لب تالب فرشتہ دریغ است یا اسف
ہر چشم شد باقم سید سہا پوشش
در چار شنبہ بست دوم روز از ربیع
در سال یکمزار و دوست و چہل و چہا
یعنی محمد ابن علی مقتدای خلق
ہشتاد و پنج سال در بخا درنگ کرد
گر زہماہ و غور بودا و برج بود و چہ سرخ
در کار دین بہ بست کمر پر مشابستہ
بایش گرفت عرصہ عالم بدو الفتار
دردا کہ از نشیمن خاکی پریدہ شد
طبعش بر از من اہل تحقیق موج زن
دردا و حیرتا کہ گلستان جعفری
درفتحہ و در کتاب و در اخبار و در کلام
آوازه اش فادہ در اقصاے روم وری
در کر بلا و مکہ و در شرب و نجف

از داغ و درد مجتہد العصر الزمان
دیواری دین نشست کہ بر فاسطہ شتابان
ہم سینہ زخمہ گشت ازین تیر ناگهان
سرتاسر زمانہ فسوس است یا فغان
ہر جزع گشت در غم دریا گشتان
بی برگ شد حدیقہ دین از دم خزان
اعلم شمع فرد ہما نذاحت الیگان
بر مسم نہاد دیدہ حق بین و داد جان
اوپس بود ملت تازی از دیوان
در علم و عمل و در بودا و بحر بودگان
کان از میان کشادہ نشد جز در جنان
گفت او مرا بندہ ہمن کلک و زبان
باز پدید مجد و شدش سدرہ آشیان
کلکش بدار ذائق تمزیل ترجمان
کہ از بیانش بہر شگفیدہ گدا زبان
در صد قرآن نیاوردش چہر ہمقران
صیتش برفتہ ز استریزد و اسپہان
انداختہ را یاد سلے او گوئد خوان

یا الله که گریه بایکدود شگاه و س
 در هندی برنگایش مقرون همه
 آقا حجه مردود و ده سادات تیره شد
 بیرون ز گور مجتهد العصر کس نید
 دی شد بهار شرع ازیرا بنفشه بین
 روسوی شارسان شرف داشت قافل
 چون کاروان راه قفاده نشسته اند
 ای که بعد واقع باطل حسین
 ای آفتاب روی پوستان و شرم دار
 ای آسمان بگیریز فریزاشک غم
 ای خاک کج نشین و فلک ایجو گیر
 ای دست اجتهاد بزن دست غم بسر
 ای منبر آه برکش ای مسجد اشک با
 آن چهره محمدریغ اندری دروغ
 ای رحیم خیریه که ایام تست بین
 گریه زار را فصلای زمان که رفت
 اے دیده مردی کن و پالای خون دل
 دیدی دلا که بر تو چه رفت از جلال دهر
 از خجست داشتی طبع دولت قفاش
 اے خام دست قطع و قاسر بگ زن

دیو و فرشته و سه و انجم دهنشان
 در فارس و عراق هم آلاپستان
 تیره بود هر آن سر بی شمع دودمان
 در تنگ حفره منزل دریای سیکران
 کور و کبود و کور و در شرم روستا توان
 در نیمه راه ماند ز پیر و در راه دان
 خلقان بسوگ و ماتم سالار کاروان
 هیچ آن سریده یاد ندارد و نسیم چنان
 کان آفتاب شرع شد اندر زمین نهان
 کاغشته شد بجاک پروبال آسمان
 کا قفاد در بر تو چنان گنج شایگان
 ای صدر احترام کش پائے از میان
 ای خطبه مویه گرشوای جمعه نوحه خوان
 وان شاه همچو ماه گل اندود کلامان
 اے صورت و مبر آره که هنگام تست بان
 سر حبله افاضل و سرخیل راستان
 صفر اشکته می نشود حبه زینار دان
 آخر گفت که بود کاهه زیان
 تو همچنان بجائے و فراز آمدش زمان
 بازی طرفه داد ترا گمبند کیان

زان بسکہ شد عزیز و عالم سوی بشت
می سودد آنکہ میر برون رفت از وطن
آوخ کہ چنر روز دگر سیدی مانند
بودم یقین زد و در فلک عاقبت یمن
آخر چہ بودی از بجزورش رسید می
آخر چہ کم شدی ز تو ای بخت شوراگر
گر مرد کار بودی اے شہر بند آرز
حمد علی برادر من دوست ازمین
نہ رونتاد اختر او در مبار کے
فارغ میلم و شاد کہ دانست اے اے
در دل نہال شوق نشا زلم عاقبت
فرقا نیا چہ فائدہ از گفتگو بے پر
تا سائبان اطلس نیلی رود بہاد
یار بر آن مزار معطر ز روے لطف
یار ز نائبات و ز احداث روز و شب
ایجا قلم رسید کہ از دوستان یکے
سال و ممہ وفات ہمہ گزار دی
اما اگر از طریق حمل باز گویش
گفتم کہ مشرفان قضا خود نوشتہ اند
یعنی کہ از ہدایت محمد گیر عقد

۱۲۳۴

کے سود و اروت جزع ای بستہ ہوا آن
مینال زانکہ تیسرے در جست از کمان
آوخ کہ ماند حسرت دیدار جاودان
لیکن بدین شتاب نمی داشتم گمان
در خد متش کشیدی از دیدہ ارمغان
نگرستمی کی بخش از میان جان
مردانہ جستے بدر ازام خان بیان
بودی علی الدوام برین ای ہم عنان
نہ بر مراد طالع من گشت کامران
کان غمزدوزگار دور و زاست میہان
لقت دیدر کردگار نہ شد بر اثر نشان
وقت گر گنی بد ما ختم داستان
بر تریش ز رحمت حق باد سائبان
بفرست سفہای کرامت زنان زمان
بادے ہمیشہ عترت او را نگاہ میان
گفتا بمن کہ ای سخن ساحر اللسان
در صد این قصیدہ علی الرحمہ این و آن
لطف بود بغایت و فصاحت بود گران
بے زحمت تفکر و بی منت بیان
از صفت صغیریم دگر شت بعد از ان

سیم دوم چار و زلف و ظلال هشت این جلد چون بهندسی اندر رسم کشی حسن است اینست نام مبارک که سال فوت یار بر رهان دست هوائیم زدی و نفوس	چون جمع شد و وارده خیزد با متحان تاریخ هجرت آیدت اندر رسم عیان پیدا نمود خود که با نادر سالیان مارا بجای احمد و کرار و ارهان
--	---

قصیده

در ستایش بندگان سلطان ابن السلطان اتحاقان ابن اتحاقان المولی الاعل الاعظم الملک
اللاهدم الاکرم سلطان سلاطین الاسلام آیه الله بن الامام مزین سریر سلطنته الکبری ممبانی
خلقاته العظمی حامی حوزه ملت البیضاء منقح قواعد شریقه الافرا قیصر زمان سلطان عالم البوصود
ناصر الدین محمد واجد علی شاه بهادر اختر خلد الله تعالی آثار سلطنته و ابد میان شوکت و وصولته

پسیده هرگز ظرف شرق و ملیله انسان کل گلشن به قیقه گردید از آس گردون جو به نجم یکدست فلکند و لوی ز راه نور زخبط ابیض بتافت رسته طراز خیر النیاب لبش صبح فضا روش چرمه پسیده آینه داشت پیشش شفق جانبش شاط بکشت بنری بره است از فنون تعیین چون فصا جو خود شب را بجز خورشید نهاد گردون رسید ناگه محیط خضرا و سطح فبل و عکس سرخ و خیال سبزه غزل سراشده پیش قمری نوای عشرت کشید بلبل باهر از استازین طربان رونق آید بی تفرج	وساده افروختخت میدا سوا و شب را نمود روشن که برقرار و نطفه قرصی جانیان را رسد معین سیاه شب تا زجب غلغله یوسف کن بصدفن چو دید لبوس لیلی شب که بوده ناخوشتر از کاهن عروس خاور بجلوه آمد به طرز نیک بوجه احسن جلج زین کشاده مرغی رسید بر چید جمله ارزن بمغزین و مشام انسان شمیم غیر سیم چندن بان و باشد منقش شکل سند شده کون فتاده غنچه ز پوست بیرون دریده نیر تمصن تن چنانکه سبزه میان گلشن چنانکه زده میان بو زن
--	--

سازول به غلام. به رنگ سیاه از سر که و آینه ۱۲

میان شام و سخنزایی برفت بهر حال و رونق
 خلاصه سلطان نمید و زازاق برآمد بفتح و نصرت
 ز چایست دانی که شاه انجم نخست سر بر زنده شرق
 بشرق شاهنشست والا که اقتباس اوق جایش
 اگر دانی خجسته نامش به انکه امش شد هم اعظم
 جناب و اجد علی عالی نصیر دنیا و ناصر الدین
 محمد احسان علی سجایا حسن شامل حسین خصلت
 بر زم قارن بزم خسرو و جود حاتم بجاده آصف
 بساط مجد و بنای شاهی سیر ملک و لوح ملت
 سخای کامل عطای شامل کفایت اهل برائت اهل
 مطیع و منقاد و رام و تابع بریزین سواختیش
 بیست و کردش قیاد و خجود میکا افسر نهاد بر سر
 شهبان محصور و ملوک کنان بصله قدرش نهی و شست
 که شسته صیبت تعادامش بر فتنه از توصفات عدلش
 منی پسند و نجات کافرا که نکش بدست قدرت
 میسر یارگان رضائش مدا و چرخ برین ولایتش
 اگر به بند چشم سطوت نجوم گردون بهم گذارد
 تن ضعیف اهل همیشه نژاد بودی و خار و لاغر
 نظام فیضش اگر نبارد نظام عالم ز هم برافست
 معیض چو دوش که باد و ازم اگر بعین گرم به بند

به بنیات لوا مع آخر سخن مقالش بشد مبرهن
 چنانکه یونس ز لطن ماهی چنانکه رستم ز چاه شیران
 بیا و بشنو که برگزینم هر سر مکنون کنون نه بین
 جهان فرزند ترنج زین اگر کردی بدی جلیستن
 سپاس صد جان پیر از من کبر تو اینک کمترین
 خدیو عالم نیست آدم کرم عظم حبیب فی دامن
 بشر بصورت ملک علیه پنج حجت عادت و دیدن
 بفردیدون بدم میاجل سلیمان به تن تهن
 بد و ممد بد و مشید بد و مشرف بد و مزین
 بد و مبای بد و مفاحس بر بد و مسلم بد و معین
 سمن دوران سپهر گردان جهان کر کش نان تو سن
 فطابق خدمت وال طاعت علی و خطاب سن شین
 ستاده خاتمه فاده ساجد بانه حیران نهاده گردن
 ز طوس و کاشان ز مکر کفایت و نایاب از نوم و ارم
 ہی تواند که بگزاند قطار استر زرم سوزن
 اگر گوید بایست باخورد شام بینی و گر نه خستن
 چنانچه اندر جواز کجند کنند خرد و کشند روغن
 با تفتش شد مرقه با صطا عش شده سمن
 ز صلب نیسان بقبر دریا گسسته گرد و گردگون
 طباق سبزه شوند بیعین جهات رسته شود شمن

در سر کوشش و یک ۱۱ زنگه تیره برخی نایل ۱۲ شخص عالی نسب ۱۳ از غیاث ۱۴ ترکی توی توی ۱۵ از غیاث

دخش قمرش که کس میندازد اگر رفتی نمانج آید
 برون ز سلطان کلاست امکان کی می نماند
 چنین که دورش خوش است خرم عینک شکر گیرد
 کشیده دست از دیار و کشور ز بی فایده ثبات پیمان
 ز راه صورت بود بیت نیروی معنی کمال حکمت
 بی چباش خرد که بندد بکنه چون خیال مغل
 حذر ز و فکیکه بهر بجا سپه براند بان دریا
 ز باد ستم کجا و رانش هوا گیر و خبار ارضین
 ز طعن و ضرب یلان لشکر زیر ستر زمین درآید
 خدا آسا ساختا پرست خدا گانا هنر پسند
 فعال بذل در موز علم و کنوز حکم و کرام دین را
 جدا نماند ز کام خاطر کسی بد و مبارک آگاه
 بسی گشت و بسی بود سپهر گردان بگرد گیتی
 خوشگامانی خوشا اوانی که شاعران سخوران را
 نشانده فیض شمی جواز نهاده روز بهی موائد
 باثرت را خردن سجد مناقبت را زبان نتابد
 ستوده فرغانیت بنوعی گفت نقش و نگار
 بجان سلطان نص قرآن گنج ایمان باطل یقان
 سخن ز حد شد دعا گویم که تا صبح قیام ساعت
 مثال کنت بنام نامی سبیل نصرت با هم سامی

صورت بندد و گرمی نر ز آتش زنگ آهمن
 ز قطره چشمه ز موج دریا ز ذره کوکب ز دانه خرمن
 بهار عیدش بخط سبز خط اعلامی ز سر سوسن
 گزیده خوشخوش بکافان ضای شاه پیر لادن
 زینبی آخر لبشاه دلی چه کرد بازی سپهرین
 خدا ز آتش خلیل خود را دمانده گاه لیان گلخن
 زمین بعبود ز فرخ و خیر جهان بچو شد زرع و جوشن
 بساط اخضر شود مغیر خراسانی شود و مطین
 بگریه رستم چو پیر زالان بناله بن چوایز بهمن
 سر و فراتر ز عرش و کرسی هائی قدر ترا نشین
 گفت تو مصدر دل تو مظهر لب تو کمین تو مین
 هوس ز حرمان هب معدن گهر یادم ز مخزن
 نبوده هرگز نبود خواهد به تحت چو نتوشه ممکن
 بظلم جسته بود و ما و ابدار ملک تو بود مسکن
 رسید نکبت شهر و فریاد سیده نعمت بکوی یزین
 زمین به تنه که عقل اول خموش کرد و بماند آهن
 تو هم بجایش عیاتی کن که خون بگریه سپهر پرفتن
 کزین بسانان ترک ستاید اگر مرادش رسد بدین
 موافقت است بر و شاد می مخالفت بد و و شیون
 به دام حرکت شده طرز بطلان حرکت به معنون

۱- قمرش سبز کنایه از زمین ۲- کنایه از آسمان ۳- غبار رنگ تیره ۴- از تعجب ۵- یعنی قبل الحاق اوده ۱۲ ۵- کهنه ۱۳

از من و عایت علی التوا تر چرخ آیین حق اجابت
به جا به احمد به زهد حیدر عزیز حسین حق امن

قصیده

در شای حضرت و دعای دولت امیر شاه نشان خدیو خاقان شان بر آرد به تلج کامکاری طرازند
تخت بختیاری سرور سروران و آرد و اوران قطب فلک شجاعت و بسالت نیز تبرج سخاوت و
جلالت - شمع جمع امراء بطور کلیم مجد و اعتلاء - گمانه روزگار - آیت آفریدگار صاحب سیف و قلم -
والی جبر و علم - مالک الرقاب - رفیع الدرجات - سید السادات - جناب منتظم الملک محسن الدوله
فریدون جا به نواب سید منصور علی خان بهادر نصرت جنگ ناظم عظم مرشد آباد -
اَدَامَ اللّٰهُ تَعَالٰی ظِلَّالِ عَاطِفَتِهِ عَلٰی رُؤُسِ الْعَالَمِیْنَ اِلٰی یَوْمِ التَّلَاجِ بِمَجْدٍ وَّ اِلٰمِ
الاطیاب الاطهار الامجاد

ترا سرزد که کنی روز شوب دلا زاری	که یار کار ندارد و بجز دل آزاری
سزد که روی زمین بر زنجیر بخر بلند	که گشت کوکب اشکم بر آن بسیاری
سیه ز تیرگی و تنگست سینه و آه	زبان زن شده چون شعله شب تاری
بنسته جاره بخت طرف آسایش	نمیده ناله محنت نور و خجاری
آیا نگار پر بیکر و لعبت چینی	گزیده صنمستان چین و تاتاری
چو در خرام در آئی بدان قد چو الف	ز مند بوسه پایت بتان فرخاری
بجز نهال ستم هیچ سبزه بر نهد	زبکه در بهر روی زمین خجاری
بگو بچشم که بیاریت دراز کشید	روا بود که ز غریز جوشلق بیم آری
فلک بس است که زارم کشد تیغ جفا	تو هم چه میکنی انی و ست فلک یاری
تسیم دنی ز دنی جان نه دلم در دست	خدای را بمن تا توان چه میداری

ز تکرار نعمت باش تا کنم ناله
جناب منتظم الملک محسن الدوله
سپهر منزلت بسید و فریدن جاه
یقین بماند علمش زان شبست نصرت جنگ
بزرگرم دی اقیم مرشد آبا و ااست
جهان پیر چون شد بعد معدلتش
تقصا چو خواست تجمیز لشکر ارواح
مشیم طمع از در شود چو بطن صدق
چنان نشانم زموال رازن بر طاکرم
بخواری از به زین پیش فوهندی زر
اگر بخواب نظیر کسان پیدا آید
بفر فو بست او تو به لضعو حاکرد
ز بسکه آمده سیزاری صطع کفش
دران مقام که ادرارداد بجر کفش
اگر خلاف رضائش نفس زنند افسر
برون زو کرد حالش اگر گالدیج
بما نافذ دیج گرزند سپر لوب
نسیم نافع غلغش در اهتر از آمده
غلام صدر رفیمش تراب و مانی
بر آورد در سیریل شیر گیر دمار

ببارگاه خداوند نامیب باری
طراز مندی نوایی و کلمه داری
خجسته نام چو منصور علی آری
که کرد با علمش نصرت من داری
بله مرید به مرشد کنیز ستاری
نمید روی زمین جز که خط زنگاری
بر و سپرد عنان سپاه سالاری
کند چو خامنه او بروق گسری
که از پرده نشین گشت بهود بازاری
کنون ز موتیش زرمی کشد خواری
نظیر او نه بخوابست و نی سپیداری
فلک ز قفنه سگالی جهان زعیاری
گرفت مرز نه حاجت ز برابر یاری
سپهر میغفت او از مدار مداری
کند تبارک شاهان عصر اناری
کند بدست دعا پیشه صبح ز تار ی
نسیم صبحگاهان باشد از بسکاری
کشد باد صبا طبلها عطار ی
میطیع حکم روانش هوای و تار ی
اگر هایت او پیشه راد داری

بچار سوی بقای که شعله دلت اوست
 همه بر اوج فلک ماه قدر اوتابان
 ز کیمیاگری گرد قلب پر دل او
 نه در سلم و او خبر نغمه راه زنی
 ز لقمه نغمش نیست هیچ کام همتی
 خراب بود جهان آن چنان کج نتوان گفت
 بدان صفت شده بر کار بسته کار آسان
 بگر است حق آنسوی که بخشش او
 بدان امید که در خور سکه اش آید
 بدور حرم وی آن هر خوشی ست نگس را
 زبان نیزه کنیش گردان دارد
 و میکه تیغ شکویش ترش کند ابرو
 بلند مرتبه صدر اکتاده دست سرا
 بست تست جهان تیغ در نیام خواب
 بطل رایت جاه تو آسمان ساکن
 شمس قمر ترا دسهای صف شکنی
 ز جانگزائی رخ تو آفتاب اصف
 بگاه بزم ترا جرمه های محشیدی
 زلال چشمه حیوان چکد زهرناخن
 میرا رض محقق شود بان فلک

بنوح و خضر بخشند شغل ستاری
 همه بروی زمین آب علم او جاری
 گذاشت زینق بیتا خجی فراری
 نه در مالک او خبر لبطه طراری
 ز خلط کرمش نیست هیچ تن عاری
 برست محبت بنیاد کرد و مساری
 که نیست در همه انصای ملک دشواری
 بگرد نقطه خاکی نمود پرکاری
 مسدود هفت به راه کرد و نیاری
 که تا به چشم ندارد امید هشیاری
 که خون دشمن دین می خورد و خجی خواری
 برون بر دزد و مرغ سپرد واری
 بیک کرم شکم آرزو بنیاری
 بستبر و نپایند دست افزاری
 بریز سایه چتر توقفه زنهاری
 عروس حقو ترا گیسوان ستاری
 ز خوشتانی تیغ تو خاک گلزاری
 بگاه رزم ترا حمله های کراری
 بدست خویش اگر مرگ را بپشتاری
 آب لطف خود از خاک بیاغاری

شماره کردن احسان تو زیاری	حساب قطره باران تهمان ولی نتوان
که کرد از پی در با لے فتنه مسامری	لفظ طعنه کج تو یارب چه سخن آینه رست
روزد دست تو بر سیم و زر ستمکاری	زهر سیم و زر را بر کسان ستم رفتی
چنین که تخم سفاور زمانه میکاری	در آفتاب قیامت بار می آید
درین قصیده برون دانه غنچه گفاری	بجوی لطف تو فرقی استمدیده
یکدم هزار نباشد سخن پدیداری	بجاک پای تو صد را چنانکه دل میخواست
شکسته خاطر کمر من ز درد بیکاری	چه جای مذر و معلوم را می افروخت
اگر تو یک نظر از پیشم مهر گباری	تغیر من نتوان یافت دهر هر عالم
روا بود که چون آفتاب بر داری	چو شب منم از چه حقیرم فدا ده بر سر خاک
باز عنان سخن را بنجم بپاری	بس ای زبان شکسته دراز لای حلیت
برین بهانه مگر حق می بگذاری	بگوید عا که فردا شست برد عا بهتر
بکار و بار دو عالم بچار دنیا چاری	همیشه تا گزیرد زمانه و خاطر
چو خامه شعری را چهره شمعان تاروی	چو نامه صلح را روی دوستان روشن
ز جزم عین عنایارش نگهداری	بسم مهر نبوت بعین علم علی

قصیده

در محبت جناب اب میر علی مراد خان نصیب بهادر والی ریاست خیر پور سند

درد که رسم رافت و احسان بر او فدا	دور سپهر خاک گریان بباد داد
یا مصلحت نیست درین روزگار ما	یا پیش هم نمی نهادن این نهاد

نورش ز چشم رفت که نشاند آسمان
هم هفت چرخ منعطف از جاده صواب
بخت مهر سیه شد و شامش نمی‌کند
عبرت ز مینوئی شاعر توان گرفت
تئیر در سواد جهان نیست خوش کیکه
چون تیر نازیم تنان بر دهنه سید
آفت ز در درآمد و گفت که اَللّاهُ
شد قننه بے پناه و نباشد پناه خلق
نواب دین تاب و امیر فلک جناب
در موبیت ز پنج خورشید دستبرد
گر نیستی بخنیل که از گاه ابر تر
چون خار کنه با گل نوخیز خوار و زار
با همتش نهاده سکنده رخصوع
چون لوح او خطش همه را حرز غایت
با کنتش جهان به نیاز و منور دینی
نور نجوم را وضو را شش اقباس
کالائی امن و عیش گرفته از و بهار
کردند و نه کنند چنان کار فلک کرد
با آنکه رفت کوشش اعدا از حدیرون
بالنکر تحمل او سنگ خاک بهیج

نیک از بد و وفاز جاد و هُماز خاد
هم چار طبع منحرف از پنج سدا
در خواب هم نلناره رخسار یامداد
کا نگشت خامه سازد و مردم کند مداد
روشن نکرد چون دل تاریک غم و سواد
هزنا و که که چرخ کوشش ستم کشاد
راحت ز در برون شد و گفتا که خیر باد
اَلّا که آستانه جاده علیم داد
دارای سنده و داور پاکیزه عقدا
گفتار توان حاتم و معش ز به جواد
میگفتی که هست چو دستش کریم دراد
با شمشش با شمشید و کیقباد
بر طلقش دمیده سلیمان و آن یگاد
چون نام او درش همه را قبله مراد
با قدرتش زمانه بفرمان و انقیاد
سیر سپهر را بسیر کلکش استناد
بازار پنج فتنه از و یافته کساد
دادند و نه دهند چنان داد و داد
مانند او ماد گیتی خلف نژاد
با سرعت او امر او سیر باد

خداش بری ز عیب مقاشستی ز کذب
خراش بزم دوست سحر میکند از ان
آوازه در گوشش و اهاب العطا
جز مشهوره محامد نیست در دیار
جز بارگاه او نه بود حلق رامعاد
در شکرتش هر آنچه بخواهی مگر فتور
نسرین چرخ را بچو کبوتر کند شکار
ای علم و فضل را به شناسی تو افتخار
از لطف تو فرار ع حاجت یا کنتار
این رسم و این جلالت این جود و این سخا
فرق قائم گسسته ز سنگان در علی
نومید بودم از همه ناگه سر و ش گشت
بر کیسه عطای تو بردم دستم چشم
کوته کنم حدیث که عز تو چو عسر

لفطش جواز کج و دلش فارغ از عناد
ز زلفت تاب نه زمین صرف و رماد
دست ایادی نموش ساقی العباد
جز قصه مکارم او نیست در بلاد
جز خاک راه او نبود سجده رامعاد
در نظرش هر آنچه بخواهی مگر فساد
شهباز او چو پر یکشاید با صطیاد
ای دین و داد را به بقای تو اعتماد
از عفت تو مقاسل عالم با رعاد
در هیچ عصر هیچ مؤرخ نشان داد
وزر و بزرگمانه بلام باشتداد
روبر علی مرا و کعبه علی مراد
شاید که آیم از زمینانت با اعتداد
باد ابحاه احمد و حمید در را زد یاد

قصیده

آرایش ستایش و ثنا و بر آرش خلوص و دعای منی قصیده را سیم موشع بنام نامی و اسم
گرامی - کنارنگ حبشید اورنگ - فرزانه فردین فرنگ - خدیو مالک رقاب - خورشید هلال
از کباب - ماه سپهر اقتدار - سایه عاطفت آفریدگار - کنیسه و سپاه - قباد کلاه - سلیمان مکان - صاحبقران
زمان - قطب فلک کامکاری - نقطه دگره بختیاری - امیر کبیر - سکندر سرری - آصف وزیر - خلائطون

تدبیر - اعلم و احکم و اقدم - عظیم معظم و عظیم - خداوند چتر و علم - نازش سیف و قلم - در باسے جود و سخا
 جهان فضل و عطا - ناصب اعلام معدلت - رافع ارکان کرم - قبله آمال جهان - سرو سیرخل
 همان نقاد و اولاد آدم - زبده ملوک عالم - شتری سیرت - جبریل سیریت - بهرام صولت
 سحر دولت - آب و رنگ چمن کشورستانی - زریب و زین بزم جانیانی - فصیح سبحان بیان جلیانی
 مرتبه دان - معنی القاب عالی جناب **نواب کلب علیخان** صاحب بهادر
 فرزند دای دارالسور را میور **اَحْلَلَكَ اللَّهُ تَعَالَى اِقْبَالَهٗ وَاجْلَالَهٗ وَادَامَ فَضْلَهٗ وَافْضَالَهٗ**

مطلع نخستین

جهان جوان و چمن سبز و خلد شد گلزار	خوشا زمان گل و حبث نذا هوای بهار
پگاه مشک فروشت و شام عنبر و	صبا عبیر فشانست و ابرو لوبار
نسیم حمزه گردان و خاک نخله ساز	سحاب نافه کشای و شمال چهره نگار
نگاه کن گل رعنا به پسای سنبل	بیان عارض زیبا و طرطرسار
رسید موکب شاه ربیع از دود و	همه فضا ئی گلستان پیاد و دست سوار
مصوران بهاری ز سرخ و زرد و سپید	صور نگاشت تیرگی یک بخامنه و پرگار
کشید باد صبا تنگ غنچه را در بر	گرفت آب و ان زاد سرور اکبشار
خوشست سبزه دلکش بگد و دوطری	چو بر جوانی مصحف جدا و ل زنگار
کشید آتش گل شعله و نوا بلبل	بدین دوا آتش سوزنده چون بنور و خار
خیال سبزه خرم میان آب روان	ندام از چه لابلایل نبوشش کرد آفتاب
ز چیت کرده طرا چین من سیمای	بخون کیست چنین شسته رخوان خسار
همان درخت که دی بار بود بزل بارغ	نگر که برگ بر آورد و بار دیگر بار
ز خواب ز گس سرست و ز پاچه عجب	که شب نفیر برآورد هزار بار هشار

اگر بخور و بچور است شهره خلد برین ق
 بیابان که آن هر دو را بهم بینے
 سیل زهره و پروین و نثره را ماند
 سمن نقاب بر انداخت غازه زد ششم
 نبات را که دو معنی است هر دو روشن شد
 بجله رخت حس مفار بر گریزان سوخت
 نکر و نکست ز بنی یک مقام آرام
 ز غنچه تارک سر سبز گلین افسر در
 بهر طرف که نبی روح دلق و اعقاب
 گلو و گوش و درودش نوع و سان ۱۴ ق
 بخرد خرد ز زتاب و دانه دانه در
 غیر و مشک و گلابش خاک باد چمن
 بساط گلشن خرم ز بر جدست و عقیق
 بزرگ رستنی نوچ خامه نفتاش
 نیک نفس شود از خواب چشم عبر سیر
 منور است چو خورشید بستان افروز
 چرا بر آب سپرد افکند نیلوفر
 بنفشه گوشه بستان گرد و هست و او
 زرق شلخ چه تری که اصله کمانت
 بساخت پرده عشاق مرغ صبحگاه

و گرد شک و آب هوست نامور تا تار
 ز شاخ و گلین و خوبان رونق و انوار
 شقائق و سمن و یاسمین و نسترن زار
 بنفشه زلف پرشید شانه زد شمشار
 ز چربستی طراح باد شیرین کار
 که هست آتش تازی و پاری گلزار
 صف است ذیق ازان نداشت قرار
 بر سبزه ساعد سمن یا سمن سوار
 بهر زمین که زنی گام میوه و ازهار
 حلی و حله بر آراست صنع ماشطه وار
 برنگ رنگ شعار و بگونه گونه و تار
 حریر و اطلس و دیباست حله اشجار
 فضای دشت لا و زرتبست و تار
 بهر مهره خاکی چو طبله عطبار
 نه یک نفس نهد از دست لاله جام عطار
 مکمل است بد ز تحت افخوان چو بهار
 ز تیغ برق گرش نیست بیم و ترس و تار
 چو داغ نیل بر خساره بیت فرخار
 ز وصف باغ چه پری که کشته کمان خنجر
 کشا چشمه خونین بمنقرفتار

نذران چمن بر منابر افشان
 حامد وفاخته و عنایب رزاری
 کیفیت قافیه سنج و ترانه گر طوطی
 ترنم دم بلبل نوازش بلبان
 ز سبزه صحن گلستان همه نردگون
 بشران ریاحین سبترقی خلعت
 نهالها تماثل چنانکه هم سالان
 بر آتش گل تبرک بید زد دامن
 بکوش روضه درآبی چو جامه پاکان
 ز تند تی و ز روانی که آب است نشت
 نیازگان چمن بید و لرز و زباد
 بدور گل که بود عرقش از خمسه عرق
 اگر چه بود غنچه است پر ز زر خلاص
 بر اعتدال هوا رشک بر دادر
 بريح روح مبدل شده است ریح سزا
 دست درو بین نقش لفظ فردر دین
 ز در شبنم و تار گل لاله سنبلیله
 بشت جامه گلها سحاب نگاه
 بعارض گل نوخیز قطره شبنم
 نه باغ بلکه بنایست خوش بنا میزد

زبان کشاده به تسبیح قادر مختار
 تدر و نواری و دراج و لکباز
 رباب ساخته قمری از غنچون زده سار
 تکلم لب موسیچه لمن موسیقار
 زلاله ساحت امون همه عقیق نگار
 منهد سان طبعیت خورشید آفتاب
 ساکما متاکل چنانکه اهل خار
 و میده از طرف باغ بوی عود دقار
 بر میغ کوه برابری چو ناهمساز
 زبان سوسن آزاده چیره برگفتار
 که هست سایه بید سایه خنجر بار
 ز موج آب چرا بست بر میان زنار
 ولی ز بخت بجز باد نه بست چنار
 بر طلیب طلیب تنه رود بیمار
 که رخت در قدم ریح لولوی شهوار
 پیرو اندش ایرا چو دل میان کنار
 بگردن گل رعنا فگند بلبل بار
 نهاد داغ بر آن از نقشه چون قصار
 چنانکه دانه جدی بود بروی صفار
 ز غنچه گنبد پیر و زه گون ز سرو منار

ز فرط است سبزان حدیقه نورنگ
نشست مرغ سحر که بجای نایب چو شام
نازنا همت سبزه بهیج دیده رمد
گیا بطفت چنان خط میداشته فروش
اگر نه پرده کشد رنگ خوش نظر بینی
نسیم آینه آب میکند روشن
نه بهیج خبر که سپهر غمی بگفت و شنود
سمو خط گوهر و مرجان نگر ساطع ساط
درخت شاخه هر هفت کرده را ماند
نوا و برگ ز صبر برگ یافته استارنی
ز کشته زار فلک در گرفت ادرارش
ز سنگ زاله گوئی سر در خشکست
شد هست کار نور از گل شکوفه کنون
کشید کار بجای که تنگ شد گیتی
خدای آنچه نغمه بید در جهان آرزو
ز بس فرازش و باش لبور پیوندد
اگر بر رسم هجا کود که گوید گل
ز جوش نشو و نما بوی آن همه آید
اگر شگفت گزینت زود تر بینی

ز لون خط بنفشه میاه سینا دار
بدل لعل بین گشت زروشت افتار
نه از طراوت گلبن بهیج سینه غبار
سمن بجلوه چنان چون نگار ساده خدار
فرو شده بزین از تراکم انظار
نبات ساحت گلزار میکند هموار
نه بهیج قصه تیار جز که بو تیار
و نسیم سحر شد کلید قفل انار
ز اهتر از غصه و زرا کشت ز شمار
بدی نوائی هزار از در نوائی شمار
منوده زنده ز غریبم باطل مد رار
که شد شکوفه بوید باسان مغز تار
چه روی روشن و زود که میبوی شب تار
گذشت سبزه و ریحان ز حیرت افتار
نهفت و کرد هم از وی شبت با دیدار
ترانه که در نیوقت سبزه از تار
بحرف کاف گل آرد زبان دیگر بار
که گر پر زنده نگار نبرد پر دلیوار
که همچو لاله دمد لعل از دل احجار

جمع ماریه آبا ۱۲ س ۱۲ لیان ۱۲ س جمع مخلص شاه ۱۲ س کثرت ۱۲ س ۱۲ س ابریزنده غیاث ۱۲

مذکیر الادوار ۱۲ س تارک ۱۲

چو ریشه پهن شود در زمین و پاکشد
ز بسکه نفس نباتی زمان زمان باله
شگفت نیست که گندم صفت بیدان
دل از کشاکش آره فرح در خان را
زا اعتدال هوا و عکس رستی آب
درین ربیع اگر خصله ز تنگ دلی
دم شمال سوال آب بر کشد ز آتش
زیان در س دگر می دهد و درود
مزد که سبز خوش و تازه گردد و خند
درین زمان که حلاوت ز تخم می زاید ق
ز شوره شیر بچشد گر آب می طلبی
معاشران تبصر ج مصاحبان به نشاط
ز بوی باده دمان حریف عنبر بو
ز تاک قلی و از میکشان گروه گروه
هوای باده و گلبن بهر سری چید
درخت سبز و چین لعل فرخای لعل
نوای بلبله خوشتر کنون ز بربط و چنگ
خوشت موج گل لاله ای خوشا ساقی
از و شراب زردی کسان به بخشیده
میاد برنج کسی را که در چنین سره وقت

بوقت رشته زوازا خاک مظهر معمار
رسید میوه ازان بیشتر که شلخ ببار
ز خوش هوای تنور و لطف منج شرار
بعکس مایه رش و نم ست در فشار
نه روشن ست نه تیره نیارد دست نه چار
کنند سر از در خانه بر کسان ناچار
گلاب شرم چکانه غنچه سستار
که دانه سبز ز سر شد میانه انبار
آب تیشه کنون چوب تیشه و نخبار
درین زمان که منافع همی چکد زمضار
ز خاک مهره بر آید اگر کار می مار
مواقفان به تماشا مقامان بقمار
زیاد تو به لب محبت با ستغفار
ز شلخ برگی و از بلبلان هزار هزار
که داد صد گل سیراب نشسته و ستار
برنگ چرخ ساقیان باده گسار
حقار صرف کنون بهتر از ضیاع و حقار
که گشته می گلگون نمی برد به کتار
از و پیاله و از سر خوشان بگیر و بیار
نه عاقل ست نه غافل نه ستانی هشیار

نه در سرش نه سری را ز کین او اندوه
نه همدیش بحسب ز جام می که در بگاه
چو تار خود گوی بر گرفته نموده خوش
بهوی زلف برد چون به شب و دغایش
شراب می خورد و می کند صبح بعیش
برگ عیش گشت نیست غم چه خوری
کدام مجلس مینوهند آن مجلس
چه مجلسی که کلمه را را میور آنجا
پهر بنده و گیتی غلام و بخت رهی
صعود کرده دحای زمین بر اوج سما
بهائی مند جاهش چو باغ در میان
سفنیاں بسود و مستریان به درود
ترانه گر شده رهزن بصفت طنبور
چو صوفی که بوجد استین بر افتاند
نهی ز حسن تو گلزار طیره و گل زار
غلام گیسوی مشکین تو شب و بجز
دلالت ابروی فغان تو شکیب گسل
شکست قلب جهان ترک چشم بیارت
ترانه دیده بجان مشتری سریداران
قره بهم زنی و زان سپس شکر خندی

نه بر دلش نه دلی را بدست وی آزار
نه مونسش بجز بانگ رود لیل و نهار
چو زیر چنگ گوی بر کشیده ناله زار
بروی یار شود چون شود سحر سیدار
نهیم شغل بجز عشرت و نه کار و نه بار
بیا مجلس مینوهند و دل خوشدار
که روح باز در صبر اش بنک نما
شکسته طرف کلاه نوشته خاقان دار
نظر مطیع و جهان رام و فتح حاجب دار
سعود کرده سپهر برین بعسقرق تار
ز باب چشمه جودش چو بر در آندار
سغوران برین دشت اگران بسیار
غزل سر شده مطرب بیاری نهما
سماع کرده ازین خوش غزل رویوار
به بست نرگس تو دیده اولوالابصار
فدای چهره چو مروت مه و دهنج و چار
کنند گیسوی چچان تو لطف از شکار
چنین زار و چنان جنگ می نهی هیار
نیافت خوبی یوسف و راج جز بازار
خندنگ نازشانی بسینه تا سفا

غزل

اگر بکعبه نقاب از جلال بردارے
 نہ خط خشم بود سرم یزل لیکن
 زجره باز نگاه تو بر تومی ترسم
 بتار طره شیرنگ بسته و لما
 بحال سبده اگر گریه آید تگری
 در وفا چه زنی ناز کاچو کین داری
 مبد ترکش و کشای تیر و رنج مشو
 ز آه صبح میندیش زینهار ای شوخ
 بهین که بی تو چه آمد بروی فرقانی
 نه همی که گسار و غش چنانکه سزد
 ز جان او رمقی و ز عسر او نفی
 چه جای دوست کسوزد بر او دل شکن
 چنین که کشتن او را دیر تر شده
 خدیو عادل و دانش پناه و نادول
 خرد گرامی و خرد و روز و بخرد راے
 خجسته خان سلیمان بگین و عالم کف
 یو آفتاب به بین مطلع که در پیش

یو ابل بست کند بند مومنان زینار
 باین صفت که تویی آفتاب مدح بکار
 که گش خرام چو کبک دری که رفتار
 کن که رشته خفستست بنیان بسیار
 که اشک و قنقش تومی شود بیدار
 لب تو خامش و از سینه می چکد اسرار
 تو خوش نشین و ازین کار بالغه پیار
 مخور برین دل زینهار خواه من زینهار
 سرش ز درد بگرد دست دل بغض نگار
 نه غمخوری که بار دوا جوش تیسار
 ز غم گرده گرده از بلا قطار قطار
 چه وقت خشم که او شد ز زیتن یزار
 اگر مثال رسیدت ز گیر گیتی دار
 امیر باذل و فرمانده صفار و کبار
 جهان کشای و جهان سرور و جهان سالار
 که خوان بود و نگفته است در همه اقطار
 چو ذره چرخ زنده هفت گنبد دوار

مطلع دوم

نیافرید چو نوا سب دلاوری دادار

ششان شنیدم و دیدم جهان بشهر دیار

مل خوب و خوش رفتار با ناز و دگر مرد از غیاث

ستاره سوکب گردون شکوه و قطب نبات
 قباد بخت و منو چهر و بخت نرس
 پیشک حمله و آرش کمان و تور نیب
 کیا بی قائمه و تیغ و سنای ملت و ملک
 ملاک ملت بر بیان عقل و حجت دین
 نظام دانش و داد و قوام فضل و هنر
 جهان بنیش و گلزار حلق و منبع علم
 طراز خطبه و زیبا بے گاه و ناصردین
 فصیح و نکته شناس و ادیب و جدل خطیب
 تعداد و سوشش بلکه نازش و نه
 خیر و عالم و معنی پژوه و مرتبان
 معرفت و عارف و عرفان و عرف و عراف
 غیاث کشور و غوث انام و غیث سخا
 طغان نشان و فریدون و افراسیاب و راج
 قضا توان و قدر کنت و سپهر مسل
 روان بهشت پشت شکوه و روی ظفر
 نیاز اختر و بخت و مراد جان و جان
 مجید و ماجد و فرخنده طلعت و فیروز
 بسان سپنج بلند و پوشتری مسعود
 تراز و تراز به سر و دران کشور گیر

عطار و آیت بر جلیس رای و خور ویدار
 ملک خصال و فلک دستگاه و دولت یار
 سکندر اختر و دارا سیر و رحم معمار
 سزای تلج و گمین و ضیای خیر و خیار
 دماغ فطنت و جان شعور قلب صبار
 ریح حکمت و شرع و نیل وصل و تبار
 سحاب موبیت و کوه حلم و کان وقار
 فروغ سکه و ناز ریاست و دیندار
 حکیم و حاکم و نحریر و ناطق و شار
 ستون قصود و دریل گزین و هفت چهار
 جواد و راد و جواد و دوشا کرد و صبار
 عطوف و عارف و عوف و عیف و معرفت دار
 مغیث عالم و فرخ پے و نیکو کردار
 قزل هایت و کسری و ش و نیمه اقدار
 فرشته عادت و لقمان بیان و زیرک سار
 ملا و مجد و جمال جلال و خسر و قار
 خیاره و مه و سال و خلاصه اداوار
 مجید و راشد و رافت و گال و لطف شعار
 چو مه سپاه کش و چو هنر سینه گذار
 نبرده ترز بهر جنگیان شیر شکار

بهین نیچه آسیرشس بخوم و گیاره
 که عطا چو کی دمیستار بود دالم
 فلک مکانت و دریا دل زمین طاعت
 بلند پایه سما سایه سحر پایه
 چو هر من و حجم و افراسیاب بزم افروز
 یگانه کلب علیخان پادشاه نشان
 خدایگان جهان قهرمان روی زمین
 شکل عفتل نخستین تهر رسو و خطا
 مدبری که همت ملک و دولت را
 معالی که چو خواهد به نیرزه دل زعدو
 منقحی که چنان چون ستردی ز زمین
 نباید آب ز سرگذر دمیسان را
 ازین قبل قدش تنگ دارد از اورنگ
 بر فتوح طبع عطیه فرمایش
 بنزد ریزش دست خزینه پیرودش
 ضمیر روشن او محرم سراق غیب
 نشانه ایست بر طبع و ذکاوتش آب
 امل که بود در گرسنه زعد حاتم باز
 هماره فتح و ظفر را بچرخ استیلا

ق

گزیده گوهر کان تسلیج و آثار
 که سخا چو کی متلزم اربود و خوار
 ستاره کوکبه و کان بدین و کجسار
 کمال دایه کلیم آیه عیسوی اطوار
 چو گیو در ستم و سهراب فارس مضار
 مثال رحمت و مثال بخشش عفار
 که صیت سحرش رفت تا در بنجار
 بیان روح مجروری ز عیب و عوار
 بر تیغ راست نمود و به کلک داد قرار
 اجل زیم نیار دشدن را آن ستمسار
 ابا ز آب و با ز باد برد و شر ز شرار
 نه خوش بود بجز گوشگان کان ضرار
 ازین سبب سر او را ز افسر آید عار
 چه گنج خانه خسرو چه خاک را بگذار
 چه غم قهقهه شبنم چه جوش دریا بار
 دها که صافی او تر جان سر سرار
 نمونه ایست نستخط و ناش منبر و دار
 شکست بر سر خوان مروش تا بار
 چنانکه دولت مومن را به تیغش استظهار

جمله دیوانه‌ای که پیاپی بار و دمیستی رخساره و روشنی ۱۳ از غیاض - ۱۴ سمار با کسر عریست بمعنی دلال ۱۵ سمار
 شخصیکه از هیچ چیز نمی‌خورد باشد اصل نا آرا بود و دولت مدوده را بجهت تخفیف حذف کرده اندازار بمعنی بی‌بیتا و بی‌بیتا

دستم معدنش حال گشت بخون پیوست
 بچاه آب روان اروان در اندازد ق
 چو قوم عباد بر آرد ز باد گرد بداد
 و چیرتست بدو چیز زم اوستام
 از نیم او بدل ریش می زید جادو
 گسته با همه پیوسته میکند پیوست
 نبی عواطف او آدمی خورد روزی
 شد از رعایت او کار مفلان چون ز
 بر فصاحت او سبیل چیت اُجاج
 ز تشکوفت آرای او نبردی جان
 ز تشکوبی نفسش یافت زندگی رضوان
 ز دستم کرش هفت بحر یک قطره
 پاس نعمت عامش تیمه ارواح
 و عابد بر دست نام او زنده شگیر ق
 نسیم محمش گریه بهتر از آید
 و گر زبانه گشت آتش هابست او
 از میطرب که گذشت از ستاره باره کن
 حرم چو دامن کسار پای در دامن ق

سزد که مورچه سر بر کند ز سیفه مار
 گراز لطافت رفتار آن میرد نار
 اگر نشیند از آن بدول کلوخ غبار
 زمین بجزه جام و فلک به بوی بخار
 زیاس او جگر خویش می خورد و کفار
 در یب با همه همواری کند هموار
 نبی ایادی او حبا نور زنده بخوار
 شد از خافت او غنای اعداد او ر
 بر ساحت او ردیل چیت سنار
 زمین ز علت نافض فلک ز ریخ و وار
 ز عنبرین قش حسیح بر دشتار
 ز دفتر ترشش نه سپهر یک طومار
 شکو ز بدل تماش لاله انگار
 تا بر ببری مدح او کند او را ر ق
 بهار رنگ بر آرزو آفتاب بهار
 اثیر تیرستان ز خطه بلغار
 ازین سبب که فرستاد حق چو او عمار
 صنم چو صورت دیوار روی دیوار

بقیه حاشیه صفحه ۴۳ - خورش و علم سلیمانی شش هزاره ۱۱۲ از غیث ۱۱۲ استیضاس غوغا فتن و الفت محبت و خیابان انس و
 الفت گرفتار ۱۱۲ از غیث ۱۱۲ با فتح آبی را گویند که اش نمایان باشد و گل ولای داشته باشد تا گش در آن
 بند شود و به شگستن باشد ۱۱۲ از هفت قلزم

گزیند اشک مقل را بصفت طویل در
 شمع که گردن دعوی گری برافرازد
 زنده گردن او گزگز زلزلش در حال
 قضا بهر چه رضایش رضاد هوشاید
 قنغان ز فکر ت قاصر چه گفته ام که مدام
 عیال حلم و نفاذ وی اند خیل نجوم
 بین قدرت او سهل گشت هنر شکل
 اجل زنجیر برانش بار و بر بستر
 شود ز بسنده خداوندانگی رضی
 ازین عدوش گرامسال کشتنی باشد
 محیط کبشش او چون سپهر بے حدود
 بکوی و برزن و شهر و دوش خطاب احد
 گرفته صولت او یک دوی هزاران در
 بمهد او گره بر جای قلعه چرخ
 شنگج ابروی خشمش کمان دوش خزان
 اگر زمانه چو تو سن بچنگ اوست عنان
 بچشم سبب اگر تند بسن گرد بالا
 هم از مراد عفتش عمل بلابل فصل
 فلک رکاب بوسیدش و عتاب نگرد
 یکی ز منتبان جناب او اقبال

گنداینم گذار با بانگ گنج ایشار
 کشد ز خط قولانی او سر سپدار
 بفور بر سر او افسر شش شود افسار
 که هست فصل خطایش ز بعد شکامار
 مشیر رای منیر وی و قضاست مشار
 ازین یکج شده نهایت ازان گریار
 بغیر نصرت او خوار گشت هر دشوار
 جبل ز دشت پیکانش کیست دشوار
 که او گفته بود ز دوش خیسر کار گذار
 زمانه یار ه کند رخت عمر او پزار
 بیطاد دولت او چون زمانه بی بن و بار
 بمصوب بر و مجرب و برش لقب بر بار
 کشاده سطوت او یکدوی هزار حصار
 کشود نخبه برایت سن اخن لطافار
 نسیم طره خلقش عمیر حبیب بهار
 و گر سپهر و بختی بدست او دست همار
 ستاره بلکه فلک نیز گم کند همار
 هم از حلاوت لطفش شترنگ نوشگوار
 که هست کوز و کبودت سیدم خدنگار
 یکی ز مننه زمان قتل او ادبار

زمین زباج گزاران و چون زمین جوتی
 به لفظ روشن و شیرین ثنائی بزم گمش
 نصیب حاسد و از زمانه دانی چیست
 چه پریم که عدویش ز روزگار چسبیده
 چه سود کرد هوادار او خبر داری
 چه قسم چاکرش اندر آسمان دانی
 چه پریم و زرش طیر جود می پرد
 صغیر سائل دانا شده بگوش درش
 لوائی عدل کشیده است بکه بر بالا
 چو نقطه گنبد ابرنی کند حرکت
 زابر قرش اگر نم کشد زمین و زمان
 ز بهر مهرش اگر خاک و خاره بهره برد
 ز قصر او منظر چرخ سائبان کن
 چه مزه است برومندیت پکش
 چه کوشکیست بند آستان فامت او
 چو خون عمل بریزد بخاک آب گهر
 ز وقت سنگ جفای هیچ سز بجز سهر
 نه جز ادای صنم هیچ خونه و قاتل
 نه جز که هندوی زلفش قدان هنر
 نه هیچ حرف شکایت بجز حروف است

فلک خاشیه داران چون فلک بنهار
 زبان شمع بهر جمع می کند اظهار
 بلاء و حسرت خندان و فقر و عجز و بوار
 زیان و ذلت و حرمان و گوشمال و خسار
 رفاه مال و منال و مراد و استیشار
 حضور و غور و سرور و تفضل و اطرار
 دو بال یافت یکی در هم و دیگر دینار
 فگنده بر سر و سایه طائر اوطار
 بساط امن فگنده است کیسه در مصار
 چو فتنه طالع دشمن نمی شود بیدار
 ز زهر باج سنا و طبیعت جد و اوار
 بر آب خضر بحر بدخواص سم الفار
 ز راه او کره خاک گرد پافسزار
 که هست برگ و برش بر و سر و خیار
 که هست عرش برین سطح و نور بارش حار
 گمان بری که ز کوه و ز بحر غم هشار
 نه هیچ خون برمانش بجز خناست جبار
 نه جز نگاه تپان هیچ دزد و دزد افشار
 نه جز کرشمه چشم شکر بیان عیار
 نه هیچ عامل جاک بجز عز و امل جبار

چه هست که تشویر قنوت انگور
 چه رفعتی که نازد زبان علوش را
 چه هست که اگر خامه نقش آن بند
 چه صولتی که اگر تیغ کین برهیتند
 ز دو داختر سعدش سیاهی از دوران
 آتش نه پیمانه عدا و عود
 مسافت شرفش را قیاس خلق چنان
 سرخرد مهر اسر و اسری گهر
 فرشته و بشر عقل و علم و جان و جسد
 نجسته نقطه صد و تو مرکز علماء
 بر نهال حسن و لسان تو ذائق
 ورق نگاری کلک تو رقیه از ذاق
 ز غراسم تو عالم فروز عارض سیم
 فراز بام تو کیوان غلام توبت زن
 ز استواری تو هست جمل ایمان
 چه منطق تو بر اعجاز کس نشد قادر
 فراست تو نشاند نهان صلب و فل
 ز بیم عدل تو اندر انانذفاق
 ز ولع تست که ستور گشت عجب
 بلون کفر شب تیره رنگ میمانست

درین زمانه بخت منی رو و چار
 حضور و غیبت نزدیک و دور و چار
 چه صور حشر بر آرد ز روزگار
 گریزد از فزع امسال و در خرد بار
 سپید چون نکند چشم جامه گل شختار
 مکارش نه باز از حساب و شمار
 که ساحت فلک را مساحت اشبار
 نداشت خایه شش گوشه سبک کچار
 بے بهالی تو جمله بے دهندا قرار
 ستوده سده جبهه تو قبله زوار
 ز رعیا سخن را ذکائی تو معیار
 کرشمه نمایی تیغ تو آفت احبار
 ز فرمان تو نصرت فروش روی نصار
 به بارگاه تو بهرام بسنده جاندار
 ز مایه داری تو تیسر علم را بازار
 چه خامه تو بر اعجاز کس نگشت سوار
 سیاست تو بر آرد ز تبار و تبار
 ز هول داد تو ضلالت را نماند خوار
 چه جایی غم که نیار و دسر برون رخسار
 بهار ملک تو آمد چرخ ساخت غبار

گذشت آنکه زاندر زمین نهاده می
 ز بار تر تو شد رخسار گران ز انسان
 بدین هوا که نباید ز ابر منت برد
 به ماه خرمن و دل هنر رسید و سزا است
 تو جرم بخشی و از دود سزا و جزا
 چو رشته عورتی گرتند برگرد درت
 بسای تو خصلت در تن آسانی
 بزخم سینۀ بدخواه خویش زلف نگر
 تبارک الله ازین کوفه که ماندنش
 پناه نت گرو گزیده عدت و شکر
 بحکم دانش و دین مالک ارقاب توئی
 چو خون ز مهر که بر روی چرخ موج زند
 شکم شود دوده را پر ز گونه گونه غذا
 پس ز چشم حافظ پذیرد زار و گوش
 نه جز که شخبر بران دلیل راه عدم
 ز نعره های دلیران زمین بر زو پاک
 ز بول بر و پنگ او ز نمر روی کبوه
 نه هیچ غلغلۀ دیگر گر گریز گریز
 عمود و خود بصورت چپ تکی چون سندان
 در آب تیغ شود عنبر قی کشتی عالم

بجای آن همه اقطار را کنی اقبار
 که جلد گاو میسر نشد بصدد قطار
 بنام دست حوادث زمین کنند شیار
 که مطلق تو شد یار کشته و شد یار
 تو بے شمار دبی او نه سوار و ز شمار
 و سه طویله در شنیش صد خروار
 کنون نه دهر مشعبد نه آسمان عدار
 که میل سرمه قارون شد هست فوک سار
 ندیده اند و نخواهند بیند در اختیار
 فرستگان چند را چه حاجت انصار
 تنی که سر ز تو چید و ان سرش بردار
 عقیق و لعل بدامن کند گلینه تغار
 سگ نیام زبان را برون کشد او آرد
 پدر ز کینه بجان پسر خور و زهار
 نه جز که ناوک پران سفیر بحر سفار
 ز حمله های جوانان فلک بگیرد زار
 ز سهم اثر و دافعی خزند و برین عثار
 نه هیچ مشغله دیگر مگر حذر حذار
 خدنگ و مردۀ بمعنی چو نسر و چون مردار
 ز چوب نیزه شود نیزه تراش پیگار

کمان جوا بروی جانان هند تم بیت باد
 در چشم حاد شیر بر ناپویر گردد و شیر
 شود بزرگ کسان رخ نه در دل جوشن
 چو باب گرز ز نبر سر از دریغ دوست
 ز کشته پشت بر آید لبان کوه و ز کوه
 تیغ ننگ در ننگ تیغ تاب تاب
 نشیند از دم طوفان ابرو باد بلا
 درفش تو چو درخشان درخشش نشده
 تو در میان سپه **لا اله الا الله**
 بازی و پیر سرور و پیرش و بخوشی
 نه اضطراب که این مجلس است یامیدان
 کشاده تیر و کشیده پلارک و زده گرز
 گهی دریده صفت و گه شکسته لشکرگاه
 فگند در سر اشترار گرز مغرور قال
 گرز تیغ تو آن افغ زمره دگون
 بریده یال یلان و سر سران یکسر
 دودسته تیغ زنان میروی و خرم ترا
 دور و صفت شکنان چو شیر میگذری
 گهی دمیده و عابر تو احمد مرسل
 درون آئینه خنجر گهر بار است
 اگر یکی نه نگهدارد آن زمان مشک

شان چو غمزه خوبان کند ز سینه گذار
 ز گرد مهر که گردون چو قیس گردنار
 شو و بسوگ سران دیده زره خونبار
 چو بام تیر نشیند بام کشتار
 چو تیغ مرزنده مهر تیغ سر سربار
 تیغ رای قرار و تیغ جا به فرار
 نه خانه های کمان تیر نیل ناسو فار
 فتح چو چیم و منجوق و فتح نقش و نگار
 چو شیر ز که کند آهو و گوزن شکار
 بخنده و به نشاط و به هیبت و بوقار
 نه اعتبار که این مقتل است یا بازار
 فگنده هر طرفه پهلوان قطار
 بدان کند عد و بند بسته خشم هزار
 کشید بر سر اغیار تیغ جان ابار
 ترنگ گرز تو آن گا و سار مره بخوار
 شکسته گردن گردان و گردان کیمار
 گه ننگه به بین و گهی لظن سر به یار
 روان سمند تو در بحر خون شتا و روار
 گه بگفته ثنای تو حیدر کرار
 جهان معاینه میند عقوبت قمار
 نه دوزخ و نه بهشت و نه دوزخ چهار

چه خوش حرف غلط بندی تو بستر دوش
 نهال است نه دویا که تخم سرکار
 زد ستبازی گوپال خویش پرنگری
 تکان تیر تو در چشم همچو نور بعین
 سم نوبه بندت کند ز بر زیش
 چنان زنده سترغیت سر سران رزان
 زدشت غلغلہ خیزد که آنت مردگان
 چه چو هرست ندانم پلارک عجبت
 بهاره خون خورده و هم چنان جگر تشنه
 حریف تیز زبانست و جغتش قاطع
 رمیده انداز و پر دلان با ستیاش
 بجنب آتش دی حاصل آن نقر خدشت
 کشد مهابت او پیشتر ز جسم عدو
 ریده اند با لای او قبای برش
 چه آب خوش که چو بر روی شمنش برون
 اگر نه داشت خطر خاطر قضا زدش
 پرن شمائل و گلگونہ رخ آجال
 حدید و باس شدید و وعید و جلد و عید
 چو مرگ تلخ و چو می تند چون منون گیر
 حسیب ضرب شکر فش ز تیج کرده بهر

کز تخم آنکه بود شکر عدو بسیار
 نباشد آب حسام ترا جزین سرو کار
 ز پا و دست همه دشت و از قنار قنار
 نشان تیغ تو بردل چو مهر بر دنیار
 بیاد زلزله غمبار و دیان غبار
 که کفر را نبود بعد از ان سرکار
 ز که خردش بر آید که اینست شاه سوار
 که آب دارد و آتش که مورد دارد و بار
 و شراب تو ای مار و پیله ای آمار
 بحرف تیز زبانت و لب عدو گفتار
 فدا ده انداز و جنگیان با شتعار
 روان سپر فکند آفتاب روز شمار
 کند ز ضربت او بیشتر هر آتش کار
 نه بود هستی دشمن بجای ماند و تار
 رود بخواب ز آب رچہ خفته شد بیدار
 بگرد خویش چرا بر کشید هفت حصار
 پری خصائل و مقراض کیسے اوتار
 جگر شکاف جهان سوز و برق بی زنهار
 چو عشوه صفدر و چون لعل دلبان سفار
 رسید نقطه کن را عدد بهجده هزار

چو در مجادله کوشد و پای مدبر صد
 چو عاشقان حزمین کشتگان در محشر
 چنین که خسته لبست و بان همه رخون
 چو تیغ مدحت شمشیر در قراب آسود
 پس از حاسم ضرورت بود حدیث فرس
 زهی غزال تنگ شیرفش تقالے الله
 دراز گردن و کوتاه گوش و گرد کفل
 بر شیمین دم و خار اسم و عقاب شکوه
 فلک گذار و بیابان نورد و طیر شکار
 سبک خرام چو عمر و فراخ گام چو شوق
 دوند و چو غزال و پرند و چون شباز
 شتاب رو چو شمع و عجل و چو قمر
 بگاه پویه جگر تاب گنبد گردان
 بر آب چلین نقد چون خرام آهسته
 دمان و پر دل و بنیاد فرخ و شنوا
 نه جز و پیاپی پیش رهروی بدنبالش
 زند بگنبد غنچه سزا گنبد بیشش
 چو نفوس سر بر آرد ز نای را مشگر
 چه باد پایست که چون دید هابر و فلکند
 ز فضل آهنش از بند نیستی بر پائے

چو در مقابله آید و چشم دشمن چار
 بقلب های دو نیم و بسینه های نگار
 گمان برم که قسم خورد با سرش سوغار
 کنم جو اهر از اهر بر آه خشک نثار
 که آب و باد چنین طبع را کف و گلزار
 که چون هاست هایلون چون هوا طیار
 بلند قامت و افراخته سرو پاوار
 فرشته هیکل و آهمن پی و مبارقار
 چهار گامه و تند غرنیش و رهوار
 بلند گام چو عقاب و پویه گر چو منار
 جنده و چو درخش و رسنه چون امطار
 عبیر دم چو بخور و اشیر و چو بجنار
 بگاه شیشه دلا شوب لشکر جزار
 چو گرم گشت بر آرد ز کوه پای غبار
 جوان و خوب و تنومند چاکب و هشیار
 نه جز و چشم سرشن شیر و زهی تیار
 کتد بر برگ گل تر هزار بار گذار
 بسان زخمه نوزد و درازی ره تار
 بچشم باز نیاید ز سرش ابصار
 گستی از سر شوخی عنان لیل و مه تار

یقین که دانه بگردش چو آسیاب آید
منو کاف کشت شیب تا زیاده ازان
اگر نبود نوید سوار سی تو بشدی
نه هیچ سر کشد الا که از اطاعت نفس
چو گوهر این بود و پای این در اچنین
زنده پیل تو هر که سخن در اندازم
پرنده که زد و گوش باشدش پروبال
تتا و ریکه اگر صد هزار میل رود
سرش بدین و تنش در حرام تائینی
خرنگ و صورت خرطوم و فرجش او
زیل گوش دو گوشش سخن طراوت خواه
پیل پای قدم خاک و خاره آشوبد
بایش او نبود منت از فرشته که خود
ز صدمت قدش بر زمین فلک از آن
چو شقه بطلستش دو گوش و زوفا
ز بهر روز قیامت شب ارباب استی
ز ناله جرسش کر شد آسمان آری
ز بهی سخی که هر گام چار خوان بند
بگاه حله دپلیبند پیل فلک
دست در خفانش ز تنگنای جهان
دو کفه بود در میزان کن زمین و زمان

اگر باغبانش زمین کند شیار
نی گرفت روانش درون جسم قرار
بعالمیکه بودی جز او دگر دیار
نی هیچ گام زنده جز که بر مراد سوار
بناژ و هرزه چه حاجت تا زیاده بکار
کشد عماری گفتار چرخ کج رفتار
نواز نه که ز خرطوم باشدش منقار
ز دیدگان نشو و غائب آسمان کردار
بزرگسبند دوار گنسبند دوار
چو رعد و صور و سرافیل و ستیزه انگار
ز روخانه خرطومش ابر آب افشار
باثر دماغ دم او بار دادر و کسار
و جا گرفته با وج فتبول استقرار
بلی جنبش صحن ست لمر سفت و جدار
چو لای نفه دو دندان او گویگار
گزیندیش خداوند متاد رفتار
رسد ز غفل نزدیک سمع را آزار
نهاد گام منبر از زلی درین هنجار
بزخم پشک بر آرد شیر چرخ دمار
دو گوش میزندش با نین سبب هموار
کسی ز حلق نیارد برین مقال انکار

زمین شکم زگران سنگیش بجاک نهاد
 قوی نهاد و گرانسایه و سبک جولان
 نظرستان چو جمال و گران بها چو وصال
 چه نغز گام ز ندیش پیش لشکر تو
 بکار خصم تو دندان نسر بر دزانسان
 یک آستین و دو دست اینست قتل و قستان
 نه تپیل است نه دستان چو دید خلق انبوه
 مگر دو دست بلندست هر دو دندان
 شنیدی این پیش خنده را قدری
 ز ترک زبلا و ز دست برد و عناست
 دو پای او ز نوار عجب غم و اندک است
 ز اشک دیده گهی جائی و جا بلش تو غم
 جگر ز خا و نه اش خون خون جگر بندد
 اسیر در دو گرفتار بند محرومی
 چو آب پای لنگ و چو بار سرگردان
 ستاره خصم و فلک دشمن جهان جان
 رسید کار بجان و گرفت دل ز بقا
 اگر دولت دهد القصه کار او در باب
 اگر چه نوبت او نبخشد بلکه سخن
 سیاه باد رخ شاعران خام طمع

فلک بلند بر آمد ز خفت مقدار
 نهنگ و کشتی و دریا و کوه از در وفار
 کشاده و چو کریمان و تنگ چشم چو یار
 دو دور باش ز دندان بست چاش و وار
 کزان سپس بدان بردنش بود و شوار
 ازین دو آن یکم آمد در از تر یار
 زهر بوسه فرو هشت آستین ناچار
 کند دعای سرت با لحنه و الا بکار
 ز سرگذشته فرقانی ضعیف و نزار
 بجان خرین و به دل خسته و به تن بیمار
 دو چشم او ز فو زل چو روز و بخش تار
 بخون دل سرو افتد مگهی فرخار
 چو مور خسته و بیجان چو مار از تمیاز
 بلا و فتنه پرستار و رنج و غصه دار
 چو شعله در تپ تاب چو خاک شایع خار
 جفا فرخ و وفا تنگ و دوستان مکار
 گذشت کار ز کار و گذشت رنج ز چار
 ورت ز دست بر آید نظیر او گبار
 نبود هیچ گهی با گدایش سرو کار
 که از شره گدای پیشی کنند اصرار

مراد بسته ز توجیز که رسکے نبود
 بدان سرم که بوم بر در تو باقی عمر
 سخن شناس ولی نعمت زمانه توئی
 زبان ندارد استاحتی که التفات بین
 چو باد ادر بدیغ مایه از دریا
 کجاست موی شکاف یگانہ تا بکند
 درین قصیده سکه داد را تامل کن
 چو باغ لاله و نسرين ولی ندیده خزان
 مبانیش همه جنرل و معانیش همه نغز
 ز خیرت سخم تاج کبر ز در خاک
 چنین قصیده اگر کس گفت یا گوید
 و گرز دیبہ ز نذلات بوریا بانی
 چاکم این که ز پر گویم خجالت باد
 نه شاه بل شناسست خامش ای لال
 نه این قصیده بلع و نه این رهی نهی
 اجازت بزرگ الطیف گویم
 اگر قبول کنی هر چه رفت باد مسیح
 اگر چه قافیه ایا راه مکرر شد
 نه هر چه قد مکرر ز قند با بهتر
 ز خامه چارصد و اندبیت تر بچکید

گذشت رسم زهر خیز ننگ ارم و غار
 بگیر دست و ز خاک نه لقم بردار
 بخازن کرم خویش کار من بسیار
 تو سیم و زرد ہی بنده جان کند احضار
 نماز شام کند لولوی خوشاب تبار
 چو شانه موی بلوط طره اشعار
 که تا کجاست تگپوی ابرش افکار
 چو بحر در و گهر لیک ناپدید کنار
 مطالعش چو بهار و خالصش چو نگار
 سر ظمیر و کمال و مغزی و بتندار
 بکشتنم سریق ترا مباد کیسار
 یگو برقی که بسم الله انچه هست بیار
 بحضرت تو چه حاجت نفیر و باگوش غار
 نه شمع مقوم مشکست بس کن اعطار
 نه این جریده شگرفت نه گفته جادو کار
 که روی کار همانست و با بقا اذار
 اگر ملول شوی هر چه هست بانگ حمار
 چه جای عیب و گرفت خالصه در انکار
 بوشه یافته معنی نوی بهتر مکار
 نه شد گزارده مدح تو عشری و عشار

اگر درستی و ندرست دل خوش نشاد
رسید شعر تو فقر قانیان بدو جان
همیشه تا که بود باد و خاک آتش آفتاب
همیشه تا که چمن را نهند به زدن
مدام تا ز بطلالت بلا کشند خان
مدام تا که خسران دجبل بیرون
مدام تا فلک آرد تبدل اوضاع
همیشه تا نبود صعوه غنایب آسا
هماره تا مل شادی بچشد از خم غم
مباد بے تو جهان و بخوم و گردون را
شگفته باد گل دولت تو و بادا
رواد کلک کمر بسته تو بر دست
خزینہ های کمالیت همیشه در افضال
ز درگه تو تحول مبادا مارت را
همای قدر ترا بام عرش با مخته
خلو و ساقی و جامت سرو باد و نشاط
لزوم بود و تکلف بکار تا ای خیا
بکل و عقد همه بستمای خلق کشای
بسان کوه پیاپی و بسان بحیر بخش
چریاک اگر مه و مهر و فلک بباد رود
مزید پای جاده تو در شهور و سین

رسانے بهزار و تو انے دو هزار
دو دست جان دل از روی آفتاب
همیشه تا که بود مهر و ماه و لیل و منهار
همیشه تا که یمن را نهند به زیار
مدام تا ز تجارت خور زدنان تحبار
مدام تا که سفاک رود بدریا بار
مدام تا ز من آرد تحسّل اوزار
همیشه تا نبود ساره همچو سنگین سار
هماره تا گل رنگین بچند از سر خار
مباد جبر که باذعان تو میر و مدار
یمن تو پیر و یار و یار با ایار
براد سائل جود تو سودا نهانمار
سفینه های تو املت همیشه در اسفار
بنحاطر تو مباد و ای هیچ واقعه یار
حقاب صیت ترا و ج سده باد مظار
بهشت مجلس فردوس قصر و حور نگار
دعای صرف کتم پاره برین سربار
بکار و بار همه تخم نیکنامے کار
بسان مهر بتاب و بسان ابر سبار
تو بادی از شرف ملک و مال بر خوردار
میر سایه لطف تو بر بلاد و دیار

حساب دور تو بیرون ز عدت احصار چو جبهه روی مطیع خجسته همسرا معاند تو دوزخ فیلش مفتوح الشتر هر آنچه بیز تو در خواستم دبا و خدا رسید نامه بپایان چه شیشنی ای جام	شمار عمر تو افزون ز مدت واحصار چو سایه طالع خشم تر شد بار نیار موالی تو و جنت فقم عقیق اللاد بکی سید ابرار و عسرت اطهار روانه باشش و لشکرانه جامه بردار
دلم ز جور جهان مژ باشد است نهار نخیزم ز منزه جشن فیض یزدن مطاف خور و دوزرگ است را میورام و چه از دحام و چه بهنگامه بسامیزد کران بجمع و بازار که نشد پیدا بهمانیان گراین رنگ و بواز و شمرد چنان که عید مرکب گشت جز نبه حرف ز پردای نوایمن و هفت انگ خیام نی هیچ دیده دژم جز که دیده حاسد بهین به نغمه سرایان بار بدستان ز ترنوائی شان چشم هوش خواب آلود بجای نازیبا آ ورنه سیم بران شده فرشته روزی کشمش فارغ بعید گشته ازین جو و گستری نزدیک شود ستاره فرغانی از وبال ایمن	غزل سرم زد و در فلک سا قیا گرفت خمار بیباد کنار رنگ امینو بیار ز به میامن آتار سید ابرار که گشت گام کشادن بر آسمان دشوار اگر چه رفت شبار و ز در هم و دینار درین زمان تنعم از ان رسید بهار دو عید گشت مرکب چو این موم شیار نخجل ز روی زمین هفت قبه رنگار به هیچ کیسه تپی جز که کیسه طرار بهین بزهره جبینان سامری کردار ز پای کوبی شان بخت آرزو بیدار ز بیم آنکه فرو شدند حسن در بازار نهاده منزل حلالق امیر هماندار عبید گشته ازین بنده پروری احرام زند به بزم هایلون چو این غزل زمار

قصیدہ

در تہنیت مقدم و ثنائی بندگان اعظم ہزاراں ہائیںش پر نس الفرڈانست
البرٹ ڈیوک آف ایڈنبرا صاحب بہادر بالقابہ و اعلامہ میاں فرزند
شاہنشاہ دوران ملک الملوک گہمان جنابہ ملکہ معظمہ و کٹوریہ دامت
ظلال رایا تہا و لازالت برکات آیاتہا

درین سر پہ پروزی شادمانی
تک عید فطر و دوم سالگردش
ڈیوک آف ایڈنبرا جی کی ٹی
پرنس ایلفرڈ الیبرٹ آنکہ دارد
جگر گوشہ شاہ تسلیم لندن
میانہ سب رکھو بارے لکو تر
سبق بردہ از پادشاہان گیتی
براہیکہ بگذشت کیران چاہش
چو طرف نقاب از رخ او برافتد
کم آید چنوںے برانش سگالی
خدا را پنجہ میخواست دادش فزون تر
نہ پای عیش صبارا تحرک
جمہیم از قف قہر او بر زبانہ

سعیدست مرہندراتابہ دانی
سہ دیگر نزول حسد یو جہانی
یگانہ برادے و گیتی ستانی
مے و مہے و شہے و جوانی
فسر و زان دُر افسر ملک رانی
بہست از ہمہ زین قبل بیگمانی
بجاء پشنکی و فسر کیانی
کنہ جادہ از سیم و زر کمکشانی
مہ و مہر را خوشش براز و کمانی
نخیزد چو اوے بہ بسیار دانی
ولے ماند یک چیز آن چیت ثانی
نہ بانگ طمش زمین اگرانی
سیم از دم سلق او صید لانی

چو از بر نیان چکد قطره چون
 چوناوک کشاید ز شست شافتش
 گسار ددم باد لطفش به یکدم
 ز خوان نوالش تانند بهره
 یمن زمانش گرفته به از
 دژ آسمان کلک زارش کشاید
 دل حلق صید کند و فایش
 نه اورا عید ملی بعد دل خضالی
 عملد اردیوان خرمش پنجش
 نیاید بامضای حکم روانش
 پس از غسل و گوهر دہان کشود
 بسی رفت کیوان فراتر ز انجم
 دو کار است ادر البیدان و مجلس
 بہر جا کہ میغ نوالش بگیرد
 بہر جا کہ برق عتیبش بخندد
 نشتا بدشتا ہای او را دوا تر
 اگر کرم است آیت است دست بہط
 چنان چون پستندگان ہر گاہی
 کند رحمتش خستگان را طبعی
 بپالود چرخ و جہان آیش
 غار دکے یاد جز دست دادش

ز سر خاستہ او ترا و دعا فی
 کند اسد اسندی پیریانی
 ز سوسن خموشی ز زر گس نوانی
 چہ مصری چہ رومی چہ ہندوستانی
 نوالی اغانی مے ارغوانی
 زہی پہلوانی زہے ناتوانی
 خوشامردی جذاہر بانی
 نہ اورا نترینی بصاحب قرانی
 بگرگان دژندہ شغل شبانی
 ز سیارہ جنبش زور یاروانی
 کہ تیغ کرم آیش سازد فانی
 بر آن درند ادش کسی پاسبانی
 یکجہ سرفشانی یکجہ زرفشانی
 کند شورہ بستانی و گلستانی
 شود گلشن عمر دشمن خزانہ
 گنج عطا ہای او در اوانی
 و گر معدلت کو شکست است بانی
 زمین بوسدش دولت آسانی
 کند ہمتش سالکان را رضانی
 ز نوے جفا و طمع عوانی
 کہ در یافتند چنان زرکانی

میر نام شکر کہ از شرم لفظش
 سپہ آرزو برد کا فتان و خیزان
 قضا گفت باش ای نگون ساز کز رو ق
 اگر نیستی کور و کج را سئے بگذر
 شہا - شہر یار - سرتاج بختا
 گمت اردوان گویم و گاہ کسرے
 تو بر آسمان مروت ہلا لی
 فغان از زمانی کہ در روز کوشش ق
 بیز تو پوسیندہ باد عرافے
 بدست اجل جان ہر کنش را
 بیز و ان کز آواز ہمت دم تو
 منم بر سر خاک ذلت فدا دہ
 بر آن نکہ فرقا نیت کرد و محنت
 و جا گویم اکنون کہ در ظل سلطان

شود و در صمیم صدق دُر نہانی
 زند بوسہ بر پای او ناگہانی
 تو ای شوخ چشم این محل اچہ انی
 ازین پایہ ایرانہ در خورد آنی
 تو پسیل دمانی تو شیرازیانی
 نہ اینی نہ آنی بہ از مسرد و آنی
 تو در قصر الصاف نوشیر وانی
 چو سہراب و رستم جنبیت جہانی
 بدست تو خشنودہ برق یہانی
 فرستی بلک عدم ارمعانی
 براغم کہ جان باشدش فرد گانی
 تو آنے کہ بر آسمانم رسانی
 نہ بہان ستاید چنان نے فلانی
 بعیش و تنعم بان جاد وانی

قصیدہ

در محمد خدام گردون غلام دستور اعظم شاہنشاہ ہندوستان و انگلستان صدر معظم
 دولت ابد تو امان - رکن الدولۃ القاہرہ - نائب السلطنۃ الطاہرۃ - ذاب معلی القاب
 جناب مستطاب رائٹ آئرنہیل (لارڈ) سر جان لارنس صاحب بہادر جی سی
 بی کے سی ایس آئی اے آمین اللہ تعالیٰ اذیکالہ و انکاشہ گورنر جنرل و ایسرا کے کشور ہند -

شاہج روز گند جلا شہ را بجل

سرسال است کہ خورشید در آید بجل

خوابناکان سمنزار در آئیند ز خواب
 بلبل از زخمه منفست از زنبورده گل
 بر جال گل ترسج کند ز کس چشم
 گل سراپرده زنبور طوط دشت و چین
 خسرو نامیه بر تخت کند جلوه گری
 موسم عیش بگرداند اثر بای مزاج
 اعتدالت هوارا که در جای جباب
 گردن و گوش عروسان بهاری بلی
 چون جلاجل و دهاوا زهم سودن برگ
 سرو گوئی که نقیبی ست ستاده بر پائی
 داور مطلق هر ناحیه سر جان لائش
 حاکم شاه نشان بلکه شورشور بهند
 سرا عیان شهنشاه ظهیر المذهب
 دره القاج بزرگان و مهران لندن
 صاحب کل و سپه دار و امیر الامرار
 هر کجا خبیر هرگز بر علمش باز نشود
 هر کجا با چهره رایت او سایه منگند
 تا مورگشت بهمت به بنیرنگ و منون
 موکش ابر عطائی است که ناگاه رسید
 از دوش داد سری و اینم به جای خودست

در بر از سیزه شاداب قباے محل
 فاخته بر سر شمشاد کند طسج غزل
 یا نسیم سحری غنچه کند باز لبسل
 لاله سر پر کشد از دامن ماهمون جیل
 هر که دمی عزل نمودش به بشاند لعل
 بادیه در جوش در آید زمیان خم خل
 گل رنگین بدد بر سر آب جسدول
 بر دوش نیکنان ریا چین بجل
 کای خزان دیده مخزون پس ازین لا توکل
 که خبر میداد از مقدم دستور اعل
 نایب السلطنه نواب گور ز حرنل
 ثانی خسرو و جسم بلکه از آمان افضل
 که شد از فروخته زو آئینه دین و دول
 واسطه العقد همت چه ملک و چه مل
 آسمان منزل مطلقه طلعت و جیس عمل
 خصم سگ روی بقا و خراست ابل
 شهر با گشت مسخر همه بی جنگ و جدل
 ملک گرفت باز و نه به ترفیر و حیل
 ظلمت از همد فروشت سیاهی ز رحل
 آرزوی کند کار عت لطاع و جل

تاج دادن ز کجا در روز و دن ز کجا
 پیش را پیش که بود غور که ز غلاف صبا
 دست دریا هفتکش گوهر از آن سان بخت
 هر چه خوش کرد رخ آورد بد و جز که نظیر
 در جو آمدی و مردی شده در حلق سمر
 هر شاه لیکه یقین شریفش بر سید
 نزد لطف سخنانش علم نطق اخرس
 با صاحب کرش دعوی نیسان باطل
 تیغ او یک تن پر داخت ز اعدا گیت
 هفتشش سال ازین پیش شنیدی که چه کرد
 عکس تیغ پیش زنگ بغاوت زد
 مملکت گشت صفا خیز ز چرخ خوارگاه
 یکدست کرش عقد مشکل بشاد
 داو را شیر دلا ملک ستانامک
 ربع مسکون بقیاس خم چو گان تو گوئی
 قدرت آنجاست که اندیشه نیارد است
 چون زدی خیمه بکلکته فلک تنه گفت
 روضه منکر تو آسوده ز تشویش خزان
 با حقا تو جهان این و خار غزل
 عدل ناچیز تو ازت چه شود یار سپند
 حاش نه شناسیت نه بازوی منت

خاک پایش نفروشم به بهای صندل
 بلے آنجا که بود ماه که باشد مشعل
 کز گران باری آن پاره شود جیب عمل
 هر چه در خواسته دریافته الا که بدل
 در جهان گیری و میری بجهان گشته مشعل
 زهره دارد که در آن عهتل نماید عمل
 پیش چشم خردش نام فلاحون احوال
 با صبر قلمش باد صبا متاصل
 بیچ که انچه نشد بازوے نیاف اجل
 چون به شورید به و بلے سپه کور و غل
 همچو آئینه که روشنگرش آمد صقل
 گرچه بوده است چو گیسوی مسلسل مثل
 نیست جز خال بتان عقد ماهلا نخل
 یک جهانی مهبان از قبل علم و عمل
 هفت گردون ترازوی جلالت خردل
 بلکه در خواب ندیده است کس از روز ازل
 مر حای بشار آخر و در جبه اول
 صفی عزم تو محفوظ از آسیب کسل
 باشکوه تو زمین صافی و خالی حنظل
 کار نیان مکتب شعله دود منتقل
 سپر افکنده درین کار دود صند چون اخل

نظر لطف مدار از من بیچاره دریغ الحاصل بمن آن کن که تو شایسته آن خاک روزی شدم از دست فلک جز کرت آه کاین عمر بستن و بربستی بگذشت بیکی هر چه حسریا رن گرد گردون حالا چشم بان عین عنایت بستم نست فرقی از دین آن ازین گفت و شنو تا بود خاک فرد تر ز عینا صحر حصر در مذاق نسرده خواه تو شکر باد شکرنگ تا به یز شگری میدۀ اوضاع نجوم در لب اهل و فدا ذکر جمیل و طویل	از سر مسرنه در جائزۀ مدح و غزل و آنچه بایستۀ آن من بنش لافضل که تواند که با عسل برساند ز اسفل متمم کرد قضا طالع خل و خطل گرد و صد گنج جواهر بفتانم مثل زانکه سیراب شود تشنه جویا بمثل خواجہ نا خواسته انعام کند لائل تا بود آتش سرکش ز طبايع اول در دمان حسد اندیش تو سم باد عسل ز تیج پرویز زن و تقویم بود چون منخل بر سر ایل جهان ظل غلیل و منطل
---	--

قصیدہ ۱۳

در وداع و خست لاری سر جان لاری صاحب بهار
و ایسراے کور ز خنبل ہند

الفراق ای سرداران سرور ز شکر میرود شامبازان طائران و شمع از جمع کرام آبروے ہر سہ مولود اعتبار شجعت بی غلال حیرت اقبال شجہ پر حال ملک	الوداع ای ہندیان سلطان کشور میرود دُر ز درج و مہ ز بیج و خور ز خاور میرود استعار ہفت باب چارہ دار میرود اے با شخصی کز وجان میرود سر میرود
---	--

۱۳ موضع کہ در آن آبرو باشد (سخت) ۲ پرویز زن و پروین - و منطل - پرویز زن و غزال ۴

من ندانم زین پس اند چون تیا خلق
 بعد از آن که لطف و هندوستان شد بوستان
 تا ام اسکندر چرا بر دم نجالست بر م
 و ایسرانے نامور کز پستی بخت جوان
 روی انگلستان پشت ملک و ستور ملک
 شب روان را روز تیره کرد دلش زان سبب
 بامدادان دم زد چون رای اویم شاگمه
 باعقابش چه جای ذکر دستوران پیش
 حلم او همدستان شد با جبال راسیات
 بحر باشد در میان هر دو انگشت کفش
 بر جتایش کاسه گردان چون گداغفقورین
 و شمنش با آنکه در وقت دگر زانو و لیک
 هر که آرد حاجتی پیشش بقصد میرسد
 در دل اعداست نوک خامه پولاد او
 بر رضایش خاکدان این جهان در و سکون
 طیب انفاس شریف او اگر اینست رود
 بر سپاه دشمنان نازد شکو هوش باریگی
 گاه لطف او چون فروردین ز آذر گل دم
 نیست از کلکته تابیشور بے یادش لہی
 آزموده شد ز بار بزدان در زمین

شیر گیتے گیر میر بسند پرور می رود
 سوی لندن چون سوی یونان سکندر می رود
 بلکه سر جان لارنس اعظم گورنری رود
 وائی پیر و زمند آید مظفر می رود
 آنکه تو قسیعات و دفتر بد فتر می رود
 ماه تنها با چنان زریں سر ساغر می رود
 زین خجل خورشید در خاک سیه در می رود
 زانکه اینجا قدح در قابوس و سحر می رود
 امر او از باد نوروزی سبکتر می رود
 کشتی خواهند کان زانست برندی رود
 در رکابش دست محکم کرده قیصر می رود
 طالعش را حکم از برج دپسیر می رود
 هر گد اکاید زانجا شش توانگری رود
 همچنان کاندر رگ معلول نشتری رود
 در هوایش گنبد فیروزه مسطری رود
 قدر مشک و آب یان عرض عنبری رود
 چون عقابے کونجو زیز کبوتر می رود
 گاه قمر و چشم او در آذر می رود
 هر کجا بینی حدیثے پیموشکر می رود
 بلکه هر بارش فراید خوش فروز می رود

گرچہ کردہ خیر گویا بس کران فیاضی خسروا دریا دلا زامواج دریائے دلم یک قصیدہ در ہزار و ہشتصد و شصت و چار دو ختم صد کیسہ برافام الا زامنیاں صاحب صدر از دست تو بسم وزیر رفت قط احسان قط دانش قط باران قط تان چون ہی چشمان ندام میل بل ارجو کہ حکم سایہ برکار فرقانی کہ فرصت یافت ہست دست خیاط تسلیم از بنجیہ کوتاہت پس	در زمان عدل او تاراج کیفر می رود در سفاکتی مثل دریا آب گوہری رود کرده ام پیش رو آنہ وین کریمی رود برزخ شک و ترنیشتم وین داکتری رود انچہ از دور فلک بر بندہ چاکری رود از ہمسہ بد تر شنیدستم کہ داؤمی رود از پئے اعمال با وجہ برکشتری رود ہم نوازش ہم رہی ہم ہر کہ دیگر می رود عطف فیضان دعاہیت تا بچہ شری رود
---	--

قصیدہ

در ثنائی صدر اعظم صاحب معظم جناب اب حشمت آلاء اللہ دارل آف میو
صاحب ہا در گور زجر بل و اسیرائے قلم ہند زیدت معالیہ

نزدہ کہ فضل گل وریحان رسید فستری دیوانہ نواز دلبند شد علم قیصر و می سرنگون لشکر ظلمت ہزیمت گریخت دولت گردنہ در آمد زرد تنگی خشکی ز جهان دور شد نور مطلوب در آمد بکام	موکب نوروز بہستان رسید بمیل ستانہ غر نجوان رسید سنجی سلجوق بہاران رسید کو کعبہ مہر درخشان رسید نکبت سیارہ بیابان رسید ابر غایت گہ افشان رسید نوگل مقصود بہ امان رسید
--	--

تاج فریدون بفریدون سزید
 شصت و نه مشتصد و یک هزار
 یعنی اربل میوه بین امیرا
 لار و کوز که چو رایت خشت
 صدر فلک قدر که چون داد بار
 حکمت صنعت شده زنده بدو
 یا الله اگر از وزیر ایچ گاه
 کام که دشوار توان یافتن
 می نرود ز اختر و گردون بما
 با شرف کاغذ تو تسبیح او
 پیش بزرگیش که پاسبند باد
 خانه دل نقب زدی دزد آرز
 تا جورا باج ستا تا شما
 باتن ملک از سر و جان خوشتری
 بجز خود تو ز جودی گذشت
 بارگشت شد مفر نیک و بد
 کار فدا ده زورت نوریافت
 بذل تو از وزن برون رفت از ان
 نیست ایادی که طلبکار را

ملک سلیمان بسلیمان رسید
درده اول مسرتابان رسید
نائب شاهنشاه دوران رسید
با همه اش بر سر کیوان رسید
در انهدیش صد مہ بخاقان رسید
کشور بنگالہ بر یونان رسید
کس بچنین طنطنہ و شان رسید
از کر مش با همه آسان رسید
انچه ز دستش بیام و کان رسید
با مہ جمید بعبنوان رسید
قصہ کاؤسن نقصان رسید
از دہش خواجه بزندان رسید
صیت تو در روم و سپاہان رسید
نوبت تو زان پس سرخشان رسید
موجہ دست تو بعبان رسید
پیش تو ہند و مسلمان رسید
صاحب درد از تو بہرمان رسید
جز ز غلغلہ بمیہ نران رسید
زانچہ ہوس بود خزان رسید

۱- چون لازمیو بتاریخ، فردی ^{۱۴۰۲} قتل شد قطعات تاریخ وفات ایشان در جزو قطعات

پایه دید - ۱۳ - ۲۰ سمرجان (بعد از لارژم) لارژ ۱۲

عدل تو تا گنبد گردان رسید	فتنه ز جاده تو بچاه اندر دست
از خط فرمان تو فرمان رسید	آفت و بیداد و ستمگار را
هم سر ملک از تو بامان رسید	هم در انصاف ز تو باز شد
همچو گیس پیش تو بر خوان رسید	لطف که فرقانی شوریده رای
تا فتنه و گرسنه همان رسید	مطلب احسان و گرم گرم کن
کین ز فلان خواجہ بظمان رسید	منصب که بخش که گویند خلق
سال بقایت هزاران رسید	و ناروغی از لفظ و حال که خود

قصیدہ

در وصف بندگان خاقان نشان و مقبرشان نواب معالی القاب جناب
آریل ڈی ایف میکلوڈ صاحب بہادر لفتنٹ گورنر ممالک پنجاب و غیرہ

گر زود رساند این ثنا را	تا حشر دعا کنم صبارا
کو برده بر آسمان لوا را	در خدمت بندگان مومنا را
نواب وزیر پادشا را	یکتای جهان ڈی ایف میکلوڈ
پنجاب وسیع و کثرا را	لفتنٹ گورنر بہادر
تازش بشکو ہش اعتلا را	سر کردہ سرداران آفاق
ز انگونه کہ ابرتر گیا را	عدلش ہمہ خلق پروراند
در کج محول کیمیا را	بشاند نیب در فشانیش
رخ گشت سیاہ توتیا را	تا خاک درش بیدگان ساخت
شیران و غنزال برما را	از بیم سیاستش بصرا

بے شبهه تواند بر اند
 در محابس او برای شهباز
 یک نقطه کلک لطف بخش
 تا خاست پرستی ضعیفان
 سیر قلمش ما را گردون
 دیرست که مرده بود و مدفون
 او مائده کرم نهاده
 و شرط کرشمش مولد آمد
 گردیده مهر بر کشاید
 و راز سرقت بر زنده بانگ
 معمار ضمیرش از گل حزم
 باشد دل روشنش گذرگاه
 جز بردن نام لا و حبیس
 فریاد از آن زمان که در رزم
 خونین کند از تفک زین را
 ریزند نجوم آسمان
 هم ز بهر زوال زرتیرفتد
 ای نائب و ای اسرائیلی دولت
 المنة شد زین که آورد
 محسوم مانند هیچ مردی
 باشد که بگرمست نوازی

ز انوشیروان مکان فشا را
 کنجشک تهنه کرده جا را
 در حال غمت کند عشا را
 تا شیر نماز کمر بار را
 ز انگونه که آب آسیا را
 او داد روان در سر سخا را
 عالم همه منتظر صلا را
 در معده آزار استلا را
 از ماه فزون کند سها را
 در پای سبک کشد سما را
 اندود در حیث بل را
 مسکین و غریب جز خطا را
 بر لفظ نیا و ریده لا را
 جولان کند اسپ باد پا را
 رنگین کند از سنان هوا را
 یعنی دریم غنیمت را
 هم لرزه قند بروج دا را
 در جبهه چو روز آتشکار را
 بر مرکز حق فلک شمار را
 نایافته نیست کس عطا را
 فرقتانی تنیت سرا را

انعام وصله ز تو نخواهم حقا که نمونده است نیر و ور نیستی این سبب بجانت هر روزی از ان بان دریا ور نیست حدیث بنده باور تا در که امتحان محاکم وار شد قصه دراز و کلک در ماند یعنی که بقای عمر تو باد	چاکر شدنت بس است ما را از تا بس طبع نکته زار را سفتی در دایه بے بهار را پیرایه گوش آشتنا را باید طلبید این گدا را مقلوب جدا کنی ز سار را تا بوسه دهد لب دعا را تا نام و نشان بود بقا را
--	--

قصیده

در شتای خدایگان خاقان شان و قیصر نشان مالک رقاب عالمیان فرمانفرمای آدمیان
جناب ای ای را بر نشن صاحب بهادر جویشیل کشنر ملک پنجاب و غیره دام اقباله و اجلاله

چرخساره بهفت خورشید خاود همیداشتم با خرد گفت گو با که بختم ندیده است دوی سعادت سیاهست روزم بتا هست ایم نه آخر توئی رهنمای خلائق چه تدبیر سازم کزین بحر آفت بر آشفست ازین گفته ام عقل گفتا پریشان چرانی بدینگونه کاینک دبیر فلک صدرو والامناقب	جهان شد سیه همچو چشمان دلبر ز سیر سپهر و ز اطوار اختر همیشه ترندست و بخش است ابر مبادا کسی سپهر من زار و مضطر به بین تا چه بار شد طریق نکوتر راهی شود کشتیم را میسر که ابد کسی نیست از تو فزون تر در را بر نشن جویشیل کشنر امیر حسن دمنده و اشرف پرو
---	--

بدانش ارسطو حکمت فلاطون
 بملک رقابے گورنر آثار
 نظام رعایا برایش مسلم
 ثریا چشم بلکه جبین طلعت
 دم بارودان گدایان بارش
 دم دوزم کردن شکار کندش
 اگر کرمیت آیت اوست مبط
 باتش در آرد بیک نکته دریا
 بگفته بسی روح نوشیدنش
 بهر پنج انگشت او پنج دریا
 اشارات مهرش من الاسلایین
 در اقصای عالم چو عالم نشانه
 یکام جهان شربت جام عدش
 چنان باب بیداد بسته است حرمش
 خوشا ضبط عدش که بر شاخ آهو
 روانی حکمش اگر بر نویسم
 نوشتیم یکی شمع طیب خلقش
 بسوی فلک دید روزی پتندی
 شنیده گوش صدق صیت جوش
 الف باشدا فلاس بردش هزار
 بوجه ثنائی به بخشد خسران

بهمت فریدون بطالع سکندر
 بعائے خیالے جهاندار دیگر
 کفایت خلایق بجلکش مقرر
 عطار در دستم بلکه بهرام خنجر
 چه خاقان و قاقان چه فقور و قیصر
 چه سهراب و رستم چه پیران و نوذر
 و گر معدلت شد عرض دست جهر
 ز دریا بر آرد به یک حمله آذر
 خنجر داد پرور زبانه او گستر
 ازین روی پنجاب گشتش مسخر
 امارات لطفش من الشمس انظر
 بر اعدای دولت چو دولت مسخر
 موافق چو در کوکان شیر ماه
 که بابا زبهرم اشیان شد کبوتر
 به لب آشیان طیر و هم غنچه
 شود تار برقی هم تار مسطر
 دماغ و سلم شد چو نافه معطر
 از ان بازمانده است جو زاده و پیکر
 فاده است سوراخ در قلب گوهر
 شد انجام هر زار از جو داور
 بجای شیرینی دهد گنج و گوهر

چو کلک روانه زندبردن ستر	ق تو گوئی که جبریل بکشا دشپیر
صریرش ز دل رنگ محنت دهم	نوازش کند بے نوار اتونگر
یکے تیغدار درش سعد دلج	یکے منشی دفترش سعد اکبر
ز جان کندن هفت آباچه خیزد	عقیقت از مثل او چار ماور
چو رایش باز د بیا ز زمانه	چو کلکش بگرد و بگرد هفت در
نراند سپاه و بگیرد مالک	که هست از دعا های خلقش لشکر
بحمد الله اندر بزرگی بجائے	که کس را نیارم از و گفت کمتر
نقلے الله اندر سترگی بقدری	که نتوان شمرد از کسش خوب و برتر
درین و رطبه باطل قطه احسان	بجز دامن دولتش نیست لنگر
نیاید نیازی به یمن زمانش	به پیکان و ژوین به شمشیر و خنجر
بزرگ جهان پر و را ملک گیرا	تو بر حالکامانے چو بر تارک افسر
بپوے نوال تو آورده آهنگ	چنین نظم پست و تباه و محقر
چه کم گردد ای بخرشش زجاہت	که فرقا تیت بوده باشد شنگر
اگر بنگی چشم احسان بجالش	بدانی که نابوده چون او سخفور
ادب شد عنان گیر و در ماند ظاهر	بقائے تو خواهم ز درگاه داو
که یارب بمان به بخشای و بتان	مبین هیچ عشم تا دم صبح محشر

قصیده

در شامی بندگان عظیم الشان - رفیع المکان امیر کبیر فریدون نظیر حبشید سر سبز سکنند ز پیر اسطود پیر
 قطب فلک است و جلال محیط مکر سطوت و اقبال یابی مبابی جهان بینی - مہمد قواعد گیتی ستانی
 مقوم قوام امارت و مختاری شد مرا کم عدالت و کامکاری عالیجناب معلی القاب نواب آریزل

سر جارج کو پر صاحب بهادر لغت گورنر مالک مغربی و شمالی و چیف کمشنر او دھم
دام اقباله و زاد اجله

ابرے بار دو گل سے دما از طرف چین	لالہ ویا من و سوری و سرین و من
بے محابا دهن غنچہ صبا سے بوسد	ویدہ نرس سرست قتادہ بہ و سن
زار بگریست بہر پشته و تل ابر چو تل	باز خستید دمن از گل و ریجان چو دمن
قطرہ قطرہ درنا سفته فرو ریخت ز ابر	دشت حامل شدہ ہر ناحیہ دمن دمن
ہر کجا چشم فتدا برو در آن جلوہ برق	چون در استبرق شبرنگ پر یروی دکن
چوب برق و دہل رعد و منادی ہر سو	کرد دعوی شہ نوروز کہ الملک لمن
لشکر آب سواران بتواتر برسید	ہر کہ کردہ است ز اموال حیا چو شن
جملہ سکان زمیں سندان زد گردون بہر اس	ہفتہ ہارفت فرو می چکد این سفت کہن
آنخوہ است بسی مشعلش از فیض سحاب	جائے آن دارد اگر مہر نباشد روشن
قلب ماہیت اشیا شدہ حالی مارا	ماہ ماہست کہ در آب گرفتہ است وطن
دیج در داندہ نیامد بجز آبی بسیر و ن	پنجبہ مہر بیفتد و بسی عفت پرن
گشتہ یا قوت و ز مرد ہمہ اکثاف جهان	گشتہ پیروزہ و نیل ہمہ اطراف زمین
کرد آراستہ مشاطہ صنعت بکلی	نوع و سان چمن را ہمہ گوش و گردن
پیردہ بکشد و گر لعبت شادی ز عذار	چہرہ بنمود و گر شاہ عیشش از کمن
گرد ہے راہ در نیمہ بخود ای مہ مارا	مانہ نغیریم از ان کوی تو ہما کمن
آو تو بار فراموش شد و پاشید زہم	یعنی اسے تو بہ شکن وقت شد از تو شکن
گریہ گر گریہ شادی ست نباید امر و د	شدہ میخانہ صراحی ز طرب تہقہ زن
ای من آشفتن زلف تو بیا ای ساتی	بادہ من من لبش دہ کہ بیا ششم این
اینقدر مصلحت از نیست کی جام بدہ	تا کنم نوش بسیار دغ دارای زمین

نائب نائب سلطان و خدیو مشرق
 آسمان مرتبه لفتنت گور ز صاحب
 قره العین سلاطین مسیحا ملت
 مالک ملک ده و ناظم استیلم کثا
 پیش قدرش که جمشید فاده خاضع
 همه بامردی و مرد انگیش زال زبون
 حبله و نیل بغان ذوالش قطره
 لطف لطفش بر عرض نبات و شکر
 بسته کلک و بیانش همه خیره
 بهر احکام عطای جزلب او کو مصدر
 دست هر چپش دنیا لوده بخون نخل
 این سه حرفت که در مصرف جودش نبود
 باینش همه کشور شده فارغ ز بلا
 شیر و آهوشده اندر زلفش هم مرتع
 بشگافه نفس باد مهب مهرش
 پردماند اثر تند سموم مهرش
 مسرع باد صبا ز تفحص بگاشت
 بادر آئینه زامواج بزنجیر کشید
 هیچ جز محمدش نیست بصحر او جبل
 آنچه کرده است اثر معدلتش بایبدا

مشری چهره عطار و نرم و شیر اسکن
 جالاج سر کوی را میراوده و گنگ و جمن
 دره التاج بزرگان دیار لند
 داور شیر دل و سرور ضیغم اوژن
 پیش رایش مه و خورشید نهاده گردن
 رستم و نوذر و سهراب پشت بیزن
 قاف و الوند بیزان جلالتش ارزن
 طیب خلقش شکند قیمت مشک لاوژن
 سحره لطق و بیانش همه علم و همدفن
 بهر ارباب هنر جز در او کو کهن
 هست بر آنمله اش خون بر خشان یمن
 اولین لاود و دیگر لم و سه دیگر لن
 یا شکو مش همه گیتی شده این فتن
 باز و تپهوشده در دوره او هم مسکن
 گل چو گلزار بر اهریم ز قعر گلخن
 صد چو ز قوم جهنم زمین گلشن
 کز چه خون کرده چنین لاله مظلوم کفن
 مایه ابر و ورق آب گلنده هست شکن
 هیچ جز منقبتش نیست بکوی و برزن
 شعله آتش سوزان نه کند با خرمن

دقت مداحی سر سبزی عہد کرمش چرخ با اینہمہ کثرای و کوئے نظری اے جلال تو در آفاق من اشمن نظر خزا اقبال تو لبس بیش زمقیاس یقین خانہ دوست ز بدل تو ہمہ دار سرور چشم احسان تو ہر صوب بر آئین صواب رسم تو رسم نویسی ہر صبح و صبا صاحبان بندہ آزرده دلم فر قانی جان من پاره ترا ز دامن صد پاره گل داد بتان ز فلک کرچہ بر او داشت نژد بخت بر کیت کہ من بعد کند جیلہ گرے من تو رفت برون از من بگشتا و بگشتا قصہ کوتاہ تو دانے تو لبستم خود را بیش ازین ترا چہ خواہم کہ دم عرض نہایت تا بود دور ز افکار ممائے میان صورت چنگ کمر گاہ حد ویت پر خم	لال ماندہ است ز بانہا چو زبان سوسن خاک پایش نفرو شد بہ بھای چندن اے فوال تو در آفاق من لاس این میوہ جاہ تو لبس بیش ز پر ویزن ظن مسکن خصم زیم تو ہمہ بیت حسن روی انصاف تو ہر سوی بوجہ احسن کار تو کار بر آری ہمہ در سر و عن مور و نیچ و بلا و عنہم دایمب و عن عیش من تنگتر از دیدہ تنگ سخن نیت جرمی بجز این جرم کہ شادم لبخن گر مثالے ز تو یا لم کہ دگر لا تخشن سیم و زر حلق بمن یافتہ کیبار بمن خواہ بنوازم را خواہ بہ شمشیر زن رفت گستاخ کشم باز عنان تو کن تا بود خفیہ ز انظار رسماے دہن دہن یا تو چون درج پر از در عدن
--	--

قصیدہ

در شائے بندگان قیصر شان - خاقان شان - واسطہ القصد مصالح جہان داری - و در تہلیل
مرا سم بختیاری شارہ پایہ - خورشید کلاہ - جناب را بڑٹ نیڈ ہم کٹ صاحب بہاد
صدر بورڈ ممالک مغربی و شمالی دام امبالہ و زادا جلالہ

اے ہند جانے تاز تو ہر ہفت کشورت
 ازبکہ کشت دشمن شاہ زمانہ را
 وارندگوش طوع یکا یک بکلم او
 ہسم ضبط شہر قشربور مسلم است
 ہر جا ورق شکست دیر فلک بکار
 لفظش چو لفظ حضرت عیسیٰ حیات جان
 زمین پیش باغ عدل پراز خار خشک بود
 ازینخ او فواجی استلیم ایلن ست
 روزے بختم دیدرین چسخ چنبری
 گرداد وجود را بود امکان جسم و شکل
 جاهش بر آستان بقاد اور و قدیم
 ہسم زبہ نتاج ہر ہفت اختران
 رایت کشای لشکروی پور استین
 چون از سکند لفظ سکندر نشان دہ
 گر پرده دار بردر قصرش نے شود
 ہر کس باقتناش سیاوش و شمش کند
 تا بوی کہ در غور و فتد از ہر سکاش
 پنجاب و مغربی و شمالی و شرق و غرب
 نامش منون دولت و اقبال دینوی
 ہستند و بودہ اند فراوان خدیو ملک
 ہر جا جریدہ ایست فرین بوصفاست

کار آین کسٹ صدر فلک و مہر است
 از نام او مجانت کشت اظہر است
 گر کس کلکتر است و گر خود کشتر است
 ہم کار ملک و مال بر و بر مقرر است
 محتاج صح ذلک این داد گستر است
 خلقش بان روح قدس روح پُرور است
 و اکنون ز آبیارے او تازہ تر است
 وز کلک او دقا تر بیداد اتر است
 زان روز باز صورت جو زاد پیکر است
 داد مجسم آمد وجود مصور است
 قدرش بر آسمان علامہ و خیر است
 ہم عمدہ عالم ہر ہفت کشور است
 آئینہ دار بزم جلالش سکندر است
 در بان دو بین در اورا سکندر است
 تقصیر محبت ست نہ تقصیر قصیر است
 ہر دون بد و را و بفریدن برابر است
 تا ہست ز رویم مہ و خور و ر است
 ہر تاجت ز قاعدہ ہایش بزور است
 ہر چند گیتی از ہمہ افزون منوگر است
 الحق کہ از جملہ آہنہا کلاتر است
 ہر جا قصیدہ ایست بدش قصدر است

از پایلیق ملک بپاود خون رنج ؛
 صدر را ستم که خامه بلبل نوای من
 تا بوده ام ستایش حکام کرده ام
 لیکن ز بخت حاصل من بنده چیست هیچ
 بستم کنون بجاه تو خود را ز این و آن
 گر زانکه شاعری نه پسندند حاکمان
 نه آرزو صلّه و نی خلعت و خطاب
 در کارها بر آنچه ز دیوانه است و مال
 فرقا نیاید چه سود ز لاف و گزاف و اثر
 تا در جهان تصرف آباست هفتگان
 باد انما کج قلمت خیر و عدل و داد

گلکش مگر بعام تا تیر نشتر است
 بر لب بلبل شنای تو گویا نکوتر است
 بر بان دغوم خط کلک گوزر است
 کام دلم ز جور جهان تا میر است
 کاسان تو مقله آرا مش سراسر است
 کم زانکه مدح گوی تو دیرینه نوکر است
 شعله به که بنده بدان کار غر است
 من کترم و لیک در انشت کمتر است
 کم گو سخن که خواجه ما بنده پرور است
 مخصوص طبع حامل هر چار مادر است
 آری چنین شکر چنین شاخ در خور است

قصیده^{۱۹}

در محامه خدام واجب الاحترام بنر پرور هنرمند نواز دست و دشمن گداز - بصفت پسند
 عدالت شعار معدلت و رزم کرمات آقا جناب جی ڈی منسل صاحب بهادر بیج
 میر محمد دام اقباله و زاد اجملا

خواهد دلم که شور چو بلبل بر آورد	گلکبانک معج جلیح هنر بل بر آورد
سپیش بیج مین که نسیم عنایتش	از شوره زار لاله و سنبل بر آورد
تقدیر لبیکه گشت موافق برای او	از جز و جبر و دغمتی کل بر آورد
چون غزم او علم بکشاید ز بهر جنگ	فریاد شاه کابل من قابل بر آورد

۱۲ کنایه از حیثیات لادله انفس و لادله و ایسرای و گور نیز است که در تحسین قصاید صادر شده ۱۲

گر بیز قش نجواب پر بند خدیو چین
موشقاوت ازنی اربود رضا ش
ورام او خلافت طبیعت ز ندرتسم
برخار زار اگر بوز باد رقتش
نسیرن چرخ را چو کوثر کند تکار
مینای خالی از اثر فیض دست او
این حل عقد هفت لایت غریبت
ہر نام اورا کہ بخوابد دم در او
بکشاید ار سپہ ستران بجا
ز ربقت آسمان کو کب پروش ماه
در عمد او نفیر تظلم کسی نزد
با انجسبش نہ بودیم تفسر
نے چنگ زداد وہی گیرش مال
ابرے اگر زہر فرستد سوے بہار
باقی اگر ز قہر بہ بالاروان کند
ہر کام را کہ خازن جودش کفیل شد
ای سرور ستودہ شیم جز تو سوری
داج آستان تو فرقائے نزا
او بیج بر نہ بست ز شاخ کمال بخش
تعمیل با ادب نشد خواہ این قدر

تا روز نفع صورتش بر آورد
در حال غل ز گرون صلصل بر آورد
آزاد سرور و رقتش گل بر آورد
ہر بو تہ خار گلین صمد گل بر آورد
شہباز اعلا ش چو خنک بر آورد
قلقل بیان شیشہ پر بل بر آورد
بر نہ محیط حکمت ادب بر آورد
خود کسیت چرخ تا تہل بر آورد
او در زمان زروے تعقل بر آورد
تا سازش زہر فرس جہل بر آورد
الاجرس کہ بہیدہ غفل بر آورد
پروانہ شانہ شمع دو کا گل بر آورد
نے پیچدم زروے تغافل بر آورد
کشیدہ ار گل ہمہ گل بر آورد
بنگالہ سر ز خطہ کابل بر آورد
بے وعدہ و درنگ و تعلل بر آورد
زینگونہ نام کے بہ تحمل بر آورد
تا چند سر ز جیب تو گل بر آورد
ہر چند شاخا بیتا بل بر آورد
کا حانت کاروی تحمل بر آورد

بی فصل بادروز و شبست طیش و خرمی
جان عدوی تو ز قفل تنہی مباد

تا آفتاب دم ز قفاصل بر آورد
تا کام شیشہ نقرہ قفل بر آورد

قصیدہ

در محراب چاکران و شیروان زمان حاتم عبد الجرجانست و از صاحب ہما در جنت محبت پریند میر شہ

فقالی اللہ ز رنگ و بوی و آب جاہ ہندستان
نیکس و خرم نہ کس مضطر نہ کس مسکین نہ کس محزون
رفاہ و امن و سور و خوشدلی بگرفتہ عالم را
شراب و ساقی و مزمار و مطرب گشتہ ہم مجلس
بر آموذ و بتاب پر شد و صد پارہ خوبا ز
ہمی تالہ ہے جنبہ ہی جوشد ہی بالہ
نگہ کن سوسن و نسرين نگہ کن آب و ابرتر
شاگ تاک و سبزہ و درد خرم ابر و روزی
زودہ دستان ہزار و عند لیب قمری و طوطی
پگلشن چشم و مغزو غنچہ و باد سحر گاہے
تو شا وقت و ذہی حمد و نخی روز و فری موسم
غلط کردم خوشی و دلکشی و شادی و رادی
گویم کز کجا این فرو بر ز آب تاب آمد
ہمایون جالسج و از دست نامی از دوداد

رعیت شاد و ملک باد و نیش افزون کم حرمان
نہ کس خستہ نہ کس مفلس نہ کس نالان نہ کس پشیمان
مرا دوداد و توش و نوش گشتہ عام دگریمان
بہار و گلشن و بادوریا حین گشتہ ہم پیمان
زنی بردہ ز می گوشتہ زغوی سینہ زگل دامان
گل بیل بگلین بل بینا بل بقالب جان
یکے گویا یکے یویا یکے جویا یکے باران
یکے راکھ یکے ساجد کی خندان کی گریان
چتر و سرو و باغ و رانغ یا کوبان از ان دستان
بصارت نای و عطر آلائی و مشکین و تان خیزان
بہاران سالگرہ دش گوشتہ فراغی مدنیسان
نہ زین آمد نہ زان آمد قفلان و فرودنی بہمان
ز عدل صاحب صدری امیری سرور آیان
ببین جائزہ و الا جاہ و گزوان و کبر احسان

۱۔ صاحب مودع استعدادی ماہر اندر پارسی داشت از کشتری جہانسی ولایت رفت مثر نظم موسومہ
آن مقرر در انشاے فرقا نے پایہ دیدہ

سکندر بخت یوسف و قلاطون اسطودول
 جهان بخش و تمزش و پش و پش و پش
 قلم را ندان دین بخشش نیست کین تو زی
 گزین اپش سریش را پیش راوان اقبالش
 رخ خلق و در جاہ سرکلاک و مہ قدرش
 مرادش را مرادش را علایش را رضایش را
 از انش از انش از انش از انش از انش
 ہمچیز است با غم و ذکا و طبع ادر اش
 یکا یک صلح جواز عدل و داد و حرم و ضبط
 بدرگا ہش روان سلم و تور و ایرج و نوذر
 بنذل و اصطناع وجود بخشش بردر کیم
 ضعیف و نقد علم و نور عقل و آرتش نہ را
 نیدانم نظیر و ہمسرد ہما ز و ہمتا لش
 رکابش را شراش را احتابش را اجتابش را
 کمالش را کندش را ستانش را سمندش را
 ہنرمند خدا و ندا عطا بخشا خطا پوشتا
 بعزم دج و نعت و ذکر و یادقت فرقانی
 روا باشد کہ چون او شاعری بحر یابی جوے
 بجانست از بلا و آفت و اندوہ و بے شفقی
 چگونم از کمال و نقص و نظم و شعر خود دانے

تہمتن تن سیاوش و ش فریدون پایہ نجران
 خداوند و خردمند و زمین گوی زمان چوگان
 زہی و دعوی زہی و خیمی زہی و حجت نہی بران
 صبا پویہ برین پایہ ہی پرہسم رحمت بنیان
 بری اوصمت آرتنگ منع و ذلت و نقصان
 ز غیب ایفا ز بخت اجرا ز حق ایری خیر اذعان
 بشر خیرہ قمر تیرہ منون شیرہ خرد حیران
 مگرستی مگر کثری مگر زرقعی مگر نیان
 خس و آذر بہار و دی بز و ضیفم مہ و کتان
 ہند گردن ز ندرا نو کند خدمت برد فرمان
 گروایمغ و گوی از ہر دوست از ہر ویش از کان
 درش مامونش مخزن سرش مسکن کفش عمان
 نہ دراز من نہ در جرم نہ دایران نہ در توران
 ظفر لازم خرد ساغر اجل چاکر شرف دربان
 قدر تو ز قضا تاب و بلا نوک و سامیدان
 تویی حاتم تویی رستم تویی قان تویی خاقان
 بہ از سعدی بہ از خسرو بہ از حسان بہ از سحمان
 زنداہ و خور د خاک بر رخ و بود بے نان
 فلک سایہ بدہ قایہ ورش از در کین دران
 زرا ز خاک دراز سنگ گل از خار و خول از ریحان

و عا بشنود که بخت و طلعت و اقبال و دورانش

همایون روز و بزم افروز و کام اندر و زین پایان

قصیده^{۲۱}

تا تمام در صنعت لعل و نشر مرتب

خوش افتاد است و می جویم و غم چشمهای لبر
 قدموزون و گیسوی دهن تنگ گفتارت
 ندارد و خنجر و شمشاد و قند و چنین هرگز
 چو تو هرگز بمن دیدم نه بعد از من کسی بیند
 شد از بهران و شوق آرزو و انتظار تو
 من از اندیشه مرگان و چشم و لعل و نبات
 گر آئی سوئے من بیکره بیهیسی تا چگونستی

دل افروز و جهان سوز و جگر دوز و ستم گستر
 سبک خیز و دل آید و شوکرین زور و دان پرور
 دهن شیرین و تن سیمین و لب شیرین و روان
 همه تاز و دغا باز و فسون ساز و شکفت آور
 دلم پردرد و آهیم سرد و رویم زرد و چشمم تر
 جگر صد پاره جان بیچاره دل خم نخواره اشک آزر
 در و نم تنگ و رخ بیزنگ و پای رنگ و من بخور

غزلیات

تعداد	مصرع اول	مشارع	تعداد	مصرع اول	تعداد
۱۷	۹۴	۲۱	۲۱	باده و آب سین را شام نیست	مشارع ششم در سوره اول ۲۵ و ۲۶
۱۸	۹۵	۱۳	۱۳	سهل است اگر سوسوی چو تو چنان نیست	
۱۹	۹۶	۲۱	۲۱	تا خویش را چو لام بله در بلایانیت	
۲۰	۹۷	۱۷	۱۷	دگر آید اگر نه آید	مشارع ششم در سوره اول ۲۵ و ۲۶
۲۱	۹۸	۲۳	۲۳	مرو چای و دلاخته تو تویناری آید	
۲۲	۹۹	۲۱	۲۱	گلچهره علم قامت سلطان کرده ای آید	
۲۳	۱۰۰	۱۷	۱۷	باقا حقیچین چو بشاره رود	
۲۴	۱۰۱	۱۷	۱۷	خنگ از زول داخدا رمی گذرد	
۲۵	۱۰۲	۱۵	۱۵	کسی بغیره آن شمع بیو فایه کند	
۲۶	۱۰۳	۱۷	۱۷	از بر تو چشم من بره چند	
۲۷	۱۰۴	۲۱	۲۱	بلغ و ران و می و ساقی و گل نامی چند	
۲۸	۱۰۵	۱۷	۱۷	شاهانیکه کن که چه بارگاه دارد	مشارع ششم در سوره اول ۲۵ و ۲۶
۲۹	۱۰۶	۱۵	۱۵	بغش هر آنکس بی دل و جان تباه دارد	
۳۰	۱۰۷	۲۲	۲۲	چو طوفان کند اشک بالا بگیرد	مشارع ششم در سوره اول ۲۵ و ۲۶
۳۱	۱۰۸	۲۷	۲۷	خوش آن حاکم که شیدای تو باشد	اینکه بجهادی از سوره اول ۲۵ و ۲۶
۳۲	۱۰۹	۲۳	۲۳	آزاد که برویت نظر افتاد بر افتاد	
۳۳	۱۱۰	۲۵	۲۵	تا صیحت جمال تو در آفاق در افتاد	
۳۴	۱۱۱	۲۷	۲۷	از بعد تمامی ز جهانم سفر افتاد	ایضاً ایضاً
۳۵	۱۱۲	۲۱	۲۱	بیا که هر تو بار و زنگار ما آن کرد	

شماره	مصرع اول	مصرع دوم	مصرع اول	مصرع دوم	مصرع اول	مصرع دوم
۱۳	وگر که طره عتیر قشان پریشان کرد	۱۱۳	۳۶	دال	۳۶	۱۱۳
۱۹	این ابرنجی خاطر ما و امنی شود	۱۱۴	۳۷	۳۷	۱۱۴	۳۷
۱۹	عالم خراب تیغ جفا و پیکان مهنوز	۱۱۵	۳۸	ز	۳۸	۱۱۵
۳۱	رخسار زربا کی طرف لطف جلیلا کی طرف	۱۱۶	۳۹	ف	۳۹	۱۱۶
۳۶	چه حال لعل و زواری آن لسان ارم	۱۱۸	۴۰	م	۴۰	۱۱۸
۶۵	ز سر گد شتم و در بزم او گذر کردم	۱۱۹	۴۱	۴۱	۱۱۹	۴۱
۱۱	چند برفی ابد تمت اثبات بنیم	۱۲۰	۴۲	۴۲	۱۲۰	۴۲
۱۵	مشکن دل پیمان خاتم و انیم	۱۲۱	۴۳	۴۳	۱۲۱	۴۳
۱۳	قامت این المایا شمع نرم آراست این	۱۲۲	۴۴	ن	۴۴	۱۲۲
۱۳	مشکین پند پرده روی کنی کن	۱۲۳	۴۵	۴۵	۱۲۳	۴۵
۱۵	زان قد و زلف سیاه طریز ارکو	۱۲۴	۴۶	واو	۴۶	۱۲۴
۱۴	تارکش افسر و لو شده	۱۲۵	۴۷	۴۷	۱۲۵	۴۷
۲۳	شام و شکر جایجا شده	۱۲۶	۴۸	۴۸	۱۲۶	۴۸
۱۴	ای پیر مهر خاوری زیر سپهر خبری	۱۲۷	۴۹	می	۴۹	۱۲۷
۱۹	ایسر حلقه زلف پریشانم چه می پرسی	۱۲۸	۵۰	۵۰	۱۲۸	۵۰
۱۳	دیدم بری راه رفتن ماه نشانی	۱۲۹	۵۱	۵۱	۱۲۹	۵۱

کل ۱۵ غزل ۸۰۹ اشعار

رَدِیفُ اَلِفُ

اگر سب گرد بعینِ خنایت اَلَمَا	بر طاعت فرشته بگرید گناه ما
آتش گرفت پیکر خاک کے زبا د آزا	آبے نزد گرسن شام و بگاہ ما
شرم گناه بین کہ نیارست بر شدن	در خاک چون شکر فرو رفت آہ ما
ای ابر جو د نیک بدماستر د نیست	دامن بشوی پاک پسید و سیاہ ما
دینی و عقیبت آفت قصد سبیل شد	بنفت راز با الف اصل راہ ما
گیرم عذر رفته مراد است جز از ان	از دست ما چہ آید و از دست گاہ ما
یا رب بحق احمد مرسل کہ و الذا	کردار ناستوده و گفت تباہ ما
نگرفت گر چه قامت ما غم بہ بندگی	بخشائی بر ضعیفی و پشت دواہ ما
حجت میار و نامہ مخوان و خجل کن	اعضای ما بس است خدایا گواہ ما
سرگشته دار گر چه بہر سود و دیدہ ایل	الاستانہ تو نباشد پناہ ما
گر لطف مے کنی و اگر قہر خاک کے	گردن نہادہ ایل توئی بادشاہ ما
یک کفہ از عنایت دیگر ز رحمت	اندر تر از دے تو چہ سنجید گناہ ما

فرقانی تو ایم و تو آئی کہ بگذرد

از تارک مبارک طوبی گیاہ ما

زاشک گل رنگ بگر آب طعاست اینجا	نہ غم چاشت نہ اندیشہ شامست اینجا
دل بہر دوا ز بیگانہ غور ز نگار	دیدہ بردوز کہ نظارہ حرامست اینجا
روز نیم برخش شب بزم دست بزلت	چند اجنت چہ صحبت و چہ شامست اینجا

حاصلت چیت دے اندھ فردا چه خوری
 باز تو جز تو نخو اسیم وارم ز اهدا
 ررق و سالوس ترا بادیس ای خواجہ بر
 جنت ازماست ایاشیخ کہ شد بادہ حلال
 محلب توبہ مفرسای مدہ در کسرم
 بروای دل کہ تو مر حسنم کیوش نہ
 در جهان هیچ کسی را نبود روئے بقا
 منت می چه نمی رحمت ساقی چه دہی
 خواجگی را بنہ از سر بجزایات معان
 یارب از کشور مھرم بدگر شہر ببر
 محسم ای کلبک بکوہ اندر و در شہر بیا

کام برگیر اگر یار بہ کا مست اینجا
 سانسزد توبہ از ہر دو کہ است اینجا
 فخر ما عار بود تنگ ز نامست اینجا
 تو و دنیا کہ مئے ناب حراست اینجا
 سر نشست ازل من خطا جاست اینجا
 امی بسا شیر کہ در حلقہ دامست اینجا
 بحر از مے کہ در امست و دامست اینجا
 ہستم بچشم تو کہ چشم تو تماست اینجا
 کانکہ آزاد تر نیست خلا مست اینجا
 دے رہ پرش دنی رسم سپاست اینجا
 ترک مایین کہ چہ طاؤس خراست اینجا

دل فغانی شیدا بگرفتہ تنہا

شکر اللہ کہ عنم عشق تو عاست اینجا

گرہ گرہ کن آن سنبل سمن سارا
 کند گیسوی مشکین تو بیک تارای
 ز ترک چشم تو ترسم کہ دارد او کیان
 مفرح دل رنجور میتوان کردن
 شفا نمازدان لب کہ خطا غالیہ نگ
 چہ عجزات ندانم لب شکر شکنت
 چہ آب خون دل آنا کہ بختند بخاک
 بر آدم ز دہان تو کام دل ہرگز

مخواہ بسبب ترک کار بسبب مارا
 بہت سلسلہ مویان چین و غمارا
 شکستن دل مسکین و جام صہبارا
 گہر فغانی آن پستہ شکر خارا
 رساند بخت معزولے مسجارا
 کہ بت نغمہ بلبل طوطیان گویارا
 بخاک تیرہ نگیرند خون دریارا
 یہ میہا نے شاہان بر بند رسوارا

شدم چو صورت زیبای تاجان جهان ندول گذاشت نه آرام زلف غلیظه خیال خال تو نگذاشت رخسار دین برفت آب و گل مایه باد بر در او حجب که از تو ستانند او من چشم نیاز بالش راحت چه سرنهی ایدوست نه زرش نهان دل ای پزشک آگاه اگر نواختی سینه در ستم رواداری	نمود جان جهان صورت چو دیبارا چه هندوی که بیم برد خان کالارا هو اسے دانه بر انداز بهشت انارا رہا نکر وصیا خاک باد پیارا کہ ہر کجا بہ پرستند روی زیبارا میرزیا دعسریزان میرد پارا چہود چارہ گری زخمهای پیدارا بریدن از تو نگارا کرا بود یارا
برست سبز و سرو از کنار فرقانی کہ می برد جز آن ماه سرو بالارا	
گر نثار دآرزو لعل لب جانان را یا بپوشی یا بپوشی طرہ طرار تو زلف تو بر خویش بچان چو تاج حصیت باشد آن شاه غیور از در آمد نگمان یک جهان دل را بخوردی خون بچشم سحر فن آشکارا ساختن بالیت و پنهان ساختن او دہ تو بہ نماز شام از مہ ای حجب سرخوش انداز لعل نوشینش چہ ہزار و چہ اسے خنک جان پر آتش را کہ شہ مال تو خالہا گرد لبش پیدا شد آنگہ خط و مید دارا خواہد زدن از بہر دلہا سے اسیر	جان سے رنگونہ پر لب چمن رسد پیمانہ را سر پام آرد ہم دیوانہ و فرزانہ را بر نئے تابد مگر جسم زبان شانہ را در حسیلم دل مدہ ایدوست ہیکانہ را بے دہان کردی تہی صد شیشہ و خنجانہ را عیب گیر نہ اہل معنی شنجی پروانہ را نیم شب از محتسب پرسم رہ میخانہ را بادہ نگذارد تفاوت عاقل و دیوانہ را بایم صد جان دگر افشانند شکرانہ را آتشید از پیش طوطی رازقی دانہ را گیسوی دلدار بے موجب بخویشانہ را

لافت و تدان تو میزد آب دندانے نگر
 شام زلف از صبح عارض تافت و تابش چرا
 شهنشہ غم را تو شستی بردل مسکین برات
 عاقبت دل را بآمال ہندوش بگذاشتیم
 با چنین بیارخیزی چند تیر انداختن
 چون تو رفتی خانہ من منزل چکار آید مرا
 خواہی اے زاہد کہ فردا کشتات بار آورد
 چار سوے عشق و انگہ خواہد رحنائی فروش
 بردل دیوانہ نام شام خنجر میسزند

رسم شد زان باز سقین سینہ دزدانہ را
 روز شد شب رفت کوتہ کن لا افانہ را
 کس خرابے نندای بیداد گردیرانہ را
 ابطلھے مین خانہ بسپردیم دزد خانہ را
 پندی اے خود کام پندی ز گس مبتلا را
 ہم بہت خوشتن آتش بزن کاشانہ را
 رو بیز رخاک کن این سچہ صد دانہ را
 کس بچیزا بجاندارد بہت مردانہ را
 اندکے کوتاہ تر کن کا کل تاشانہ را

لاجرم باید ترا بکنج حرمان ساختن
 چونکہ فرقائی نشائی مجلس شامانہ را

در تو نگرفت آہ و زارے ما
 مانگشتم و حلق بود بر بند
 از تکویان خوششت نیکو داشت
 خاک ما چون بجاک پیوندد
 دل ما محل خیال کے ست
 نہ رسیدی و زندگی بر رسید
 زان نیائی کہ بیندت چششی
 نگشت زلف بی قرار کجاست
 سینہ تنگ آمد از تظلم دل
 گہ گھگھہ خندہ نہد بنیاد

رحمتے کن بشمارے ما
 شہرہ گشتے ز پرده داری ما
 پسندای عزیز ز خواری ما
 یادت آید ز دوستداری ما
 نہ کشد نہ فلک عمارے ما
 رفت برباد امید داری ما
 عنافستی ز رفوتاری ما
 کہ ز حد رفت بہتتداری ما
 دگر از دست شد حصارے ما
 اے خوشابخت سو گواری ما

چه عجب گر خدا به بخشاید جد شیرنگ تو فانه شده است عجب نیست گر عجب داری مقصه از باد باد و پیرس نفسی آنچه می توان بودن هر که نالد بخاطرش گذرم بسته آن کمند مشکینم شبه ای نسیم صبح گل قامتش میشود ز دیده هسان باد خوشتر ز آه محرومان	ریختی آب اشکباری ما کارت آید سیاه کاری ما زارے ما باین زاری ما باورت نیست استواری ما تا پرسی نفس شماری ما کاردار افغان کاری ما مخورانده رستگاری ما زان رمان آهوی ستاری ما میرود سرو جوئیباری ما خاک بهتر ز خاکاری ما
---	---

ماز عالم شدیم فراقانی

این سخنهاست یادگاری

در هم شکنی چون گلخانه کثارا گر زلف کشائی دو جهان کفر بگیرد سیمائی تو از ماه ده و چار سبق بر هندوے دو هندوی تو بهی دو دندان یاراے بریدن ز تو یار اے قظلم بر ما لطف کن ز سر لطف که فردا معلوم شد از لطف تو و لطف الهی ز اندیش مرگان تو پیشتر آمد	بخشد چپ سینی گنه شهر خطارا در روی نائی به پرستند خدا را بالاے تو جان در جبد افگند قبا را ترکان سمرقند و شگرفان بخارا مارا نبود هم بسرو جان تو مارا پرستند ز شاهان چون پرستند گدارا گر عیب نه بودی بتو میداد و قارا آزده برین سینه کن آن کفت پارا
---	---

مل زلف معشوق - موے جمع شده ۱۱ هفت قلم

گیرم که کنون شاد نشستی بجز نایان
 که گردی ازان کوی و گلی بی ازان موی
 ای ساقی جان خیز که فرصت گذر است
 و نوح چه فروزی و بخت چه فریبی
 که خنده و گه غمزه و گه عشو و گه ناله
 زین سوخته خسرو بن ضامد و برآور
 آن غمزه بمبیر اند و آن لب کند حیا
 بویم بتمنا عذارش گل و نسرين
 در خاک مکش گوشه دامان تحسین
 فریاد که نیاگر چشم تو بدورت
 پندم چه دهی بیده کان شکل و شایلی

در روز قیامت چه نبی عذریا را
 ارد که و بیگاه خشک باد صبارا
 که دولت اسکند و کوصولت دارا
 مشتاق تو اینها چه کند جز که لغت را
 این باچه کنی هم نه تو بر بدن ما را
 باشد که باین سوز گیرند شما را
 وقت است که معزول نمایند قضا را
 بوسم هوای قدش برگ خارا
 بر باد مده تربست چندین شهرا را
 بر غارت آفاق صلا داده بلارا
 از سیننه زرد اید عشم دیوان خارا

فرقانی ازین باغ که غوی بقتش

گر کار شناسی مطلب مهر گیارا

ای آشنابر و بر آن کز کلاه ما
 ما سرخوش نظار و مرگان کینه خواه
 جان و دل از کرشمه چشمی خراشیده
 بیند سزای خویشتن آخر سیاه کا
 از خلق رم کنی و شناسی کرم کنی
 افتاد راه و راه بجای نمریم
 پستیم گر چو خاک ز جور فلک چه پاک
 شد سالما که ماه جالش پدید نیست

کز گوشه کلاه تو بگذشت آه ما
 دستت زد و گرفت عنان گاه ما
 تسلیم خویش داد بتاراج شاه ما
 زلف کسی نشست بر و زیاه ما
 زارے گناه ما و تزارے گناه ما
 هندوی زلف یار فرو بست راه ما
 منت خداے را که بندست آه ما
 ای اولے گر خیانت برود سال و ماه ما

گر ز چنین تو خوش نشدی صدم پست اے عمر عاشقان که نه نگسار دل گویند خلق ماه زهرست نرودار حشرست پرده بر فلک و با خدا بگوی	شاید که صانع تو شود عذر خواه ما عمر دوزخه بین و عشم عمر کاہ ما وا حسرتا کہ مسر نور زدیاہ ما کاین قوم را به بخش بچشم سیاہ ما
فرقا نیاز بادہ روشن متاب لوی فردوس شد ز روی کسی بزنگاہ ما	
اے قامت دجوت سرو چین جانها آن زلفت سد لہا و افگندہ شکلا آن چشم چو عیاران نبود پشیران ای قبلہ تبرویان دریاب چو ما جویان در بزم مے آشامی شد روزی این حامی چشم من و پروینا بروی وی و چنہیا بتکافت مرا سیدہ دریافت دو گنجینہ نجر شام و نجر شام دل سوزم و خون نوشم گر با مہ و خورشیدی بگذر ز جفت کیشی خونباری چشم تر ہر لحظہ خوش و خوشتر زین اہ جگر تا بم ہر روز چو سیام یا خون جگر تا بم بنوشتم و برنامہ روی گل تر پر خون اندودہ ہزارا فروں چشم اشک نشان یکدل شعلہ نشان شک اے یاد و حالان فریاد رس لالان	نہ چنبر بدخویت گردہ جولانها پرداختہ محفلها پر ساختہ زندانها در گشتن دینداران بر گشتن گانها چون ریگ بسرویان سوی تو بیا یا انہا زہر آبہ ناکا مے خونایہ حسر ما انہا از دوست خوشست لینا از بندہ نکو انہا ہم محنت دیرینہ ہم دستہ بیگانها ہم در و تو فقر و شتم ایدوست بد ما انہا تا کہ ستم اندیشی بر بی سرو سامانها نوک مرہ دلبرست نہ شتر شر یا انہا شہا نبر و خواہم از یارب واقفانها ز گین ہم سر سنامہ خونین چنہو انہا ہرگز نہ رود بسرون خار تو ز دانا انہا زیرہ ہمہ برق اینک زانو ہمہ بار انہا بیل ہفتس نالان گلچین یہ گلستانها

چشم تو چو جلادی چون از مرده اسادی
از خنجر برویت بختای منی کویت
برداشتی حایلها از آستانه محفلها
و وزلف خم اندر خم سر شکندم هر دم
چشم تو چو سرستان و انگاه لصدستان
ما به بد لارائی چون آن بت لینائی
سیم ستنت ماها نگست و ملت شاما

با کم قضا بادی باشد همه دستاها
وز هر خم گیسویت صد خنده و ایماها
آسان همه مشکها شکل همه آسانها
این گوی کند کم کم سرور سر چو گاهها
سرفتنه شهرستان سر لشکر میداها
که تافت بزیبائی از برج گریباها
چون نشکند آنجا با پیما نه پیمانها

در حجر تو بادانی ای لعبت روحانی
پرداخته فرقتانی زین تا دوره دیوانها

گر بنگر و بعین عنایت آله ما
آتش گرفت پیکر خاکه ز باد آرز
شرم گناه بین که نیارست بر شدن
ای ابر جو دنیک و بد ما ستر و نیست
دینی و عقبی آفت قصد سبیل شد
گیریم عذر رفته مراد دست و جز از ان
یا رب بحق احمد مرسل که واگذار
نگرفت گرچه قامت ما غم به بدگی
حجت میار و نامه بخوان و خجل کن
سرگشته وار گرچه بهر سود و بیه ایم
گر لطف می کنی و اگر قهر حاکی
یک کفه از عنایت و دیگر زم حمت

بر طاعت فرشته بگرد گناه ما
آبے نزد گریستن شام و بگاه ما
در خاک چون سر شکفته رفت آه ما
دامن بشوی پاک سپید و سیاه ما
بنهفت راز با الف اصل راه ما
از دست ما چه آید و از دستگاه ما
کردار ناستوده و گفت تباه ما
بخشای بر ضعیفی و پشت دوتا ما
اعضای ما بس است یا گواه ما
الاستانده تو نباشد پناه ما
گردن نهاده ایم توئی پادشاه ما
اندر ترازو تو چه سنج گناه ما

فستقانی تویم و تو آنی که بگذرد
از تارک مبارک طوبی گیاه ما

وای گریوی بردین بخت بیفرمان ما
می دژ روین بجای سبزه دستان ما
موجب نقصان باشد عاقبت نیان ما
گفت کازدی شکر لپشته خدان ما
ایک اینک عاشق و شن ترین بران ما
جز متاع در دچیزی نیست دزدگان ما
بس بودای باد شتی لال در دامان ما
نیست گوی هر دو عالم در خوچوگان ما
زین چه حاصل ای میحاجو توئی درمان ما
تا رشد گیتی زدود سینه سوزان ما
پیکر خاکی چه تدر آرد چه از زجان ما
سامری کوتابه بند زگس فنان ما

شد پس از عمری نگار غنچه لب همان ما
از سان تیر مرغان تو خور دسیم آب
ماطلب کار به شیم و پدر آرزو بهشت
چون معلم درس دادش با و او سین ما
دعوی عشق ما متکرر با بر زنه نیست
ایکه خواهی عافیت رار و بیار زگر
یا سین و گل بر افشان بر سر آسودگان
شهر سوار عرصه عشقم مارا کمربن
که بجنشی طیب حبیب که فرستی بوی زلف
رو پوش از خلق کز بهر چنین فرست حسن
اندر آن مجلس که چون پروانه سوز جبریل
کشته آنم که دی در آئینه دید و گفت

این نه ام و راست فرقانی کز اول یقین
جان رود بیرون ز تن جانان نه گزود زان ما

روایت

بالاے تو یارب که چه شیرین حرکات است
فریاد من آنست که امید حیات است
کاین دیر و حرم دور و جان لایمنات است

از جلوه گشت بر خس و خاشاک نبات
نه از شب علم نالم و نی از تب و هجران
اے دل ز همه فرد شود مرد و طلب باش

تا چشم نگیرے ز نه شوق زبانه صد عالم جان قیمت یک بوسه و کمتر مرگانت گرام نگیرد کمش عیب زان لب خط شبرنگ حین جست و رات با غلطش چشمان تو هر ناله باد است زان طسره وزان خال سپر سید و لیکن لب تشنه و هم جان که حسنی است نژادم تا فتنه و رفتار تو زین بس چه بردیش ناچار بگویم که ز دیوان ارادت گرنیت فغان حرم طاق ز تاثیر بے دولتی شیخ که قبله است بهشتش	دشنام تو گلگون روی دعوات است اے دولتی نعمت حسن این چه زکات است با این نگه و چشم کرا پای ثبات است سر چشمه حیوان اگر از ظلمات است با جنبش مرگان تو هر شعبه مات است افسوس بر آن صید که در بندجات است خط و لب اعلت سپه شام و ذرات است جن مرد و بشر خرد و ملک و سکر است خون جگرم در غم عشق تو برات است چون ز گس شملای کسی خجست است در بند صلاست نه در بند صلوات است
--	--

فراقی شوریده غزلخوان شما باد

تا لب لب گلزار محمد صلوات است

دیدہ را از ان عارض بهره بی نشانیهاست میرود ز پیش اما سنگرد بوسے من ترک دانش تو مین دل بخواند از نه باد عاقبت زد و بسوزی بردش گران گشتم چشم نازک اندازت بر کس نه بخشاید بر کس تو ناخفته سنبل تو آشفته دل بسج آه آرم اے جگر تو آتش زن بر درت جبین سودن و چه سر بلند میاست	زلف پر شکن گوی لام لن ترانیهاست ضبط ملک مشوقی هم بکار دانیهاست شرح حال مشتاقان من بے زبانیهاست آخرای ابل رجمی این چه زندگانیهاست ای شکار سیرت من این چه شخماکیهاست خلق را چه میگوئی جاے بیگمانیهاست باده غورده می آید وقت میبانیهاست در رخت نظر کردن عمر جاودانیهاست
--	---

فصل هر که دل جوید عین تیره روز سیاست	اصل هر که جان خواهد بین کامرانیهاست
جام خون به سر بازان جام سے به غمازان	در دیار بت رویان طرقت دوست گانیهاست
قد و خط چه بار آورد خال و خط چپ کار آید	جان من دل مردم صید مهر بانیهاست
عاشق از و کے رنج و گریه رستم رواداری	شوخی و دل آزاری زیور جو اینهاست
ما قبت بیا میزد تن بجاک کو سے او	نگیہ ناتوانان را هم بناتوانیهاست
ای جیاسرت گردم اندک ز بانش داد	پستهای نوشین را رای هم زبانیهاست
غمزه اش بعیاری زخمهای کاری زد	خنده اش سرباری در نمک فشانهاست
پایگل مباش ایدل کشتی در آب افکن	سیل اشک غمی را آنطرف روانیهاست
تن میان خاک و خون لب خمش چند و چون	کشته گان جان را این دسه نشانیهاست

گر نشد بگوش اندر ناله تو فغانی

باتوان پر پوش ۱۱ از چه سرگراینیاست

ای دلشکن لب سخن از مهر و کین زده است	دردا که نیمه آن دو گر نیمه این زده است
آن طره سیاه بر آن گوشه کلاه	صد جان فداش باو کین نین زده است
و شنام تلخ از آن لب شیرین هزار بار	صد طعن بر سر از دو برنگین زده است
بر لفظ عیسوی لب تو حشر ده گیر شد	بر حسن و سخی رخ تو آستین زده است
یک روز و روی چون تو ندارد زمان زیاد	تا صبح را بستین نفس را استین زده است
آن زلف خوار کرد بهامشک ناب را	و آن چشم کاروان غزلان چلین زده است
من کیستم که غمزه آن ترک جنگ جو	زخم خدنگ بر دل روح الامین زده است
اتخال خال نیست که صورت گرازل	بر دست رجال تو مهر نگین زده است
ای دل بضاعت بچه از دکه آن نگار	اینک صلاهای غارت دنیا کین زده است
بر خاک ریخت آبرو سے لعل از لب	دندان طمانچه بر رخ دشمن زده است

یارب کدام ترک درینجا کین زده است کز راه حیث بد دل و جان خیرین زده است زان آه و دودناک که غزلت گزین زده است نقشیکه راه عصمت نقش آفرین زده است تاخوی نازکت در میداد کین زده است صد غمزه بریارد و صد ملین زده است یک تن بصدر طلحه طفل کین زده است عاشق نبود آنکه قلم چنین زده است	هر کجکه نوک تیر حسلد در درونه ام جانا بیک کرشمه فلک را خراب کن غافل مباش ای که نذار عینم کسی اے معنی از ره دل مار عجب مد دست اجل شکست و قضا سرنگون نشست بے آنکه چشم باز کند از حفظ چشم ترکانه غمزه اش که حسد ابادیاورش کم تا لم از ستم که نگویند روزگار
--	---

فرقناستان سحران سخن کو خموش باش
 کم گیر پشته که به گنبد طنین زده است

گره برابر وی شمشیر قاتل افتاده است به پوش چهره هوی محفل افتاده است هزار رخنه ز تیر تو در دل افتاده است ز ناله محل و لیس محل افتاده است که سر سنجاک و تن بمنزل افتاده است همین ز قافله چشمی بحال افتاده است چنین که لرزه بر اندام قاتل افتاده است برین دوشیوه او مبتدل افتاده است قنار ز آتش نیل که در دل افتاده است برو میر که کار تو مشکل افتاده است چو بر بریت که از چشم مقل افتاده است	بر نیکه سهل شمردیم مشکل افتاده است و آفتاب قیامت مقابل افتاده است بیکه و جنبش فرکان چه ممکنست رفو مگر ز جیب بیابان نسیم شوق دمید چه پر سیم خبر از رهروان دشت بلا شکست کشتی و سرگشته آشنای کنار گمان بر مکه سلم در کشند محشر را بچشم خواب به بند ذرب شراب به نه آفتاب قیامت بسوزدم عجب سیم نه روه کار شناسی نه خوی یارای دل بر زمر خط بسنگ را نسیم گیسو
--	---

همین گناه که خواندش آرزو قوی
 جز آنکه قسمت عشق دهنیک دو پیش
 چه شهری و چه غریب این بیان خداوند
 بخاک تشنه چنان قطره ز آسمان بکشد
 جنون عقل چه باشد و زنگی چشمش
 ترس نبض شناس از شعله تپ من
 سپهر بازستم تو بے توان دادن
 خراب شد ز فیر اسیر تو زندان
 ناله گداز بر آید ز چشم مایس ازین
 بیان رقت تیغ است رقت تو بتا
 خداے باد نگذار ز گرس بیمار
 چو شیوه نهد آغاز از اسب گویم
 بجز عتاب تو ما را نمیکشد زهرے
 و راسے گفت و شنیدست جانجان الحق
 گرفتم اینک شفیعان زبان فرو بستند
 وصال مشکل و جبر از وصال مشکتر
 اگر نه سبیل ز جیلا صلی بر بخیدے
 قلم چه گوید و حد شرح محنت دوری
 چنانکه پیش رخت گل تمام گل باشد
 نیم غدر تو گر سر را نمیدانے

میان عاشق و معشوق سائل افتاده است
 و گریز ناله چه دردست سائل افتاده است
 قرار و دوستی بر منازل افتاده است
 که ناوک تتم دوست بر دل افتاده است
 نگاه یار بجنون و عاقل افتاده است
 که تا خبر سودت در انامل افتاده است
 چه موجب ست چشم تو غفل افتاده است
 چه شد را که بربند و سلاسل افتاده است
 که زود میرود آبی که در گل افتاده است
 چه مایه خلق بهر گام بسمل افتاده است
 که طاق ابروی و سخت مائل افتاده است
 مرا مسوز بر خنجه که در دل افتاده است
 اگر چه قرصه بنام هلال افتاده است
 سخن زهر چه در افتاد بطل افتاده است
 دهنده یار یارے که در گل افتاده است
 امید مشکل مشکل چه مشکل افتاده است
 نگفتم که نکوتر حاصل افتاده است
 جدا بهر تو مفصل ز مفصل افتاده است
 ز رشک لعل تو ل نیم بیل افتاده است
 که کار خلق شکل و شمایل افتاده است

خداے را نظر کن بجمال فر قافی

که نیک بخورد بے خواب بیدل افتاده است

ملک نتاج خستم آرزوست	زلف شکن پر شکم آرزوست
فوج بلباصفت دل میزند	غزوه لشکر شکم آرزوست
از غزل شب دوسه بتم بواست	وزمی دوشین و نیم آرزوست
مرگ عزیزان وطن از یاد برد	مردنی بیو طلمسم آرزوست
خوش بود این دیده سیاه ریز	دلبر سین بدم آرزوست
نقش نباتی لب شیرین کشم	قطعه لعل مینم آرزوست
باو خزان باغ بستان راج داد	ماتم سرو ستم آرزوست
غنچه تبه شد گل رعنا بخت	نوحه مرغ چمنم آرزوست
لاله رخ داد غ تو بر دم بجاک	از ورق گل کفسم آرزوست
از سرگیورسنه راست کن	کاکب ز چاه و قنم آرزوست
نیست وی در من و تو بعد ازین	باتو نگویم که منم آرزوست
پیش تو گرد دست دهر بچو شمع	سوقن و خستم آرزوست

از پی فرستانی خونی جگر
یک لطف از بوا کسبم آرزوست

رخسار تو گل رنگ و خطت خالیه گوانت	نقش قلم صنع عجب بوقلموانت
سوز تپ حبس بران تو در خامه نمجود	شرح عتم عشق تو ز گفار فزونست
یارب چه دلت آنکه ترا جسم نیاید	چشم گمرا نشان و تنم غرقه بنجوانست
دیر ار چه خواهم که لن نافییه باشد	زلف تو چولاست و قدر بنده چونست
خوشتربو آن عیش که از وقت رسیدیش	در بست و نیم قدر مد عید فزونست
از باب سخن را به سخن کبر نباشد	بسنگ که سر خامه به تحریر نگوانست

دردام بجا هر که شنیدیم اسیر است بر مرده برم رشک که خوش میگذرد ای شیخ ازین قوم چه خواهی سر خود گیر دارد همه کس دوست بجام چو خودی را چون رفت تک از لب شیرین چه حلاوت با غیر وفا کردیش آن وعده که با ماست آیا بودای شوخ که یک روز به بینی	دردست فلک هر که بدیدیم زبونت نی ندر غم سیر است و نه در بند سکونت با اهل جنون عریده فوسه زجنونت دون پروری چرخ از است کوونست در یاب بیک بوسه که هنگام کونست ای صیدا ادا های تو من این چه فنونست کا حوال حزینان تو از زلف تو چوونست
--	--

فرقانی ازین بادیه این توان بود
ره بر خطره دایق و ایام مروت

آندل که در شکبه عشقت اسیر نیست گر می کشی دوغره بنده است و مکرک شاید بطرف چشم منت رست سزوار سینه پر آتش است و شراری نه جبد طاقت ببا داده و از پا نمانده ام ای پارسا اگر دل و دین شد ز ما منج اے پندگو بهرزه چه زحمت همی برے ای دوست چار سوی قیامت بسز باد آمد رشک پیش من و گریه کرد و رفت عذر آورد سپاس گزایم در پند چون موسی تا بار تو شب اے تارکو	جز بایت ملامت و بر نا و پیر نیست این کار با بازوی شمشیر و تیر نیست کام و زرد زمانه چنین آب گیر نیست بر لب نفیر هست و اثر در نفیر نیست درد آکه هیچ کس بجهان دیگر نیست دانه که عاشقیم و ازین باز گیر نیست جان تو گفتگوی تو ام دلیزیر نیست نفقت دغل چراست نه فاش بصیر نیست کین ریش جانگزا اے تو هم پذیر نیست دردست ماجرای دل جان حقیر نیست چون روی تابناک تو ماه مینر نیست
--	---

ماتم نشین عیش رقیس بان شود مگر
 یک قطره خون نہ در تن آفاق و مکنون
 اسے دیدہ سیل اشک فروریزد مبدم
 بالائے تو بلا شد اگر نہ فغان حلق
 تشویر اندک اندکم و از راه مے برد
 شامے کجا کہ صبح نہ ارم تقای تو
 اسے بوی جعد یار و دو عالم ز ہوش رفت

شادم کہ عمر محنت ہجران قصیر نیست
 آہوے شیر گیر کے سر شیر نیست
 کین آتش درونہ من زود میر نیست
 زین آستین تنگ قبای حریر نیست
 بیوشیم ازان نکتہ خیر نیست
 صبح کجا کہ از سر زلفت چو قیر نیست
 این کارست کار گلاب و عیر نیست

فروتنیا بن خاک خرابات و جام می

مارا ہواے تاج و نگین و سر نیست

بامداد و اسپین را شام نیست
 جوی شہد و شیر تو اسے پار سا
 زان دہان و چشم نقلی اسے رفیق
 نسخہ نوشین تے آید بگوش
 مطرب را مین نوا آشفہ تر
 اگر شدم رسوا مرا معذرت در دار
 سوز مہر و آتش رنگ بین
 خاک تیرہ درد ہانی کان چو جام
 چون مے و پیانہ با ما ساختن
 اسے عجب گرناید از مے تو سنہ
 خوش بود لطف عتاب آمیختہ
 با چنان روے کہ صبح شد غلام ق

عشق را آغاز مست انجام نیست
 بابت رندان درد آ شام نیست
 نقلستان پستہ و بادام نیست
 مرغک تو ششین مگردم نیست
 بعد از نیم برگ تنگ و نام نیست
 ہیچ عاشق پیشہ نیکو نام نیست
 باد و خاک و آب را آرام نیست
 جاگے خوار مئے گلغام نیست
 کار ہر سردار من ہر خام نیست
 عاشقان ز اجنت سرکش رام نیست
 بوسہ را شیرینی دشنام نیست
 با چنان موے کہ چون او شام نیست

هم نباشد مصلحت در کافری و ده که زان خود کام کام آرزوست هر چه در می در لب تان جمله هست نیج پوری شوخ تر زان خوش پیر ذره ذره خاک من جوید هواش بام عمرم شام شد زان مهر بام در دهان خلق افتاده است مرگ راه قلاشانه می باید سپرد	هم مسلمان بودن از اسلام نیست کس چو من در خلق دشمن کام نیست و آنچه در چشم شمار در جام نیست در گنار ما در ایام نیست مهر بانی را بے فرجام نیست گر چه خور حبه نفقت بنجام نیست غمزه اش خونیزد و بدنام نیست هر چه هست ایدل دل کام نیست
---	---

می رمد از خویش در تومی رسد

محرر فرغانیست پیغام نیست

سهل است اگر سروسپی چو تو چنان نیست کردند بهایت و جهان مترسده انان دارند نکویان و گرنی سرخ و زلف اینک رخ زردم چه کنی پر شش دردم بر سینه گرم بنده آن دست نگارین گر زانکه نالم لب راق تو کن عیب گفتم چه فسادت که پیر سی ز غریبان بر خواج طیب از پی درمان خدم امروز ز آمد سرخ و گیر و مده درد سرا یک جام می تنم بندا است دگر هیچ	اما کش و چالاک خوش بنویس جوان نیست المست نه نده که نرخ تو گران نیست در زر گس شهلا می تو نیست که آن نیست جایگه عیانست نیازی بی بیان نیست سوز یک تهنانست بدل حد زبان نیست جانا بخدا طاقت فریاد و فغان نیست شد گرم و گره زرد سرا بر و که دهان نیست گفتا که دوا می دل عاشق به دکان نیست تو در پی فردوس که ما را سر آن نیست ما را هوس تحت جم و تلج کیان نیست
---	--

۱. بنقل و سینه و کمر

خوش تازه رخ و خنده زنی ای گل رعنا
مانا که غمی در دولت از روز و خزان نیست
ز دغره دلد و زوچو برخاک فتادم
گفتا چه شدت در کف من تو فلکان نیست

عرفتانی اگر تا جسر ای عشقی

از مرگ میندیش که سودی چو زیان نیست

تا خویش را چو لام بلادر بلانیا فت
تا هست باغ و راغ و گل فایر هیچ کس
رقم ز خویش چون که شنیدم که می رسد
آزاده که در رخ و چشمت نظر نکرد
چون زلفت تو زمانه بلادر بلانید
خون های کشنگان همه از شرم آب شد
از عشق رومتاب که اکسیری جهان
خوش نیست روز حشر دگر باره زندگه
هر جامه دریده مجنون گیر از آنکه
مخروش می بنوش نیه گوشش گادی
نی مرگ و نی شکجه و نی هجرونی وصال
الحق همسرید هر آنکو ترا بید
گردون نگاه کرد بچندین هزار چشم
ای خاک بر سر کیه سراز سوری نیافت
بسل زیم خوی کس دست و پا نزد
مرسل خطاب دوست شناسد به جبرئیل
دزدید ناو که دل مسکین غمزه اش

هندوی زلف در بر آن ترک جانیا فت
از بوستان حسن نسیم و فانیافت
تا آمد و نشست و برفت و مرانیافت
صنع ازل نمد و نفاذ نقصانیافت
چون چشم تو سپرد و غبار دغانیا فت
دسور دستبوس نگارین حسانیافت
در هفت آبگینه چنین گیمیا نیافت
گویند خلق کشته تو خونهای نیافت
تشریف وصل یلای فرخ لقانیافت
ره در حرم حرمت سرحدانیافت
بیمار تو هیچ دوا می شفا نیافت
آری نیافت هیچ هر آنکو ترانیافت
در دور ز گس تو کسی یارسانیافت
خوار افتاده بر سر آن خاک جانیا فت
خلقان گمان بر نه که ذوق از جفانیافت
بایا فیم نغمت جاتان صبا نیافت
سروانزد ز کافتن سینه تانیافت

من بسته کام دل زد و طش نیافتم	بادیگرے چه کارم ایافت یا نیافت
ای جان سز که حله هستی قبا گئے	دل پاره گشت و دستگه آن قبا نیافت
یار ب چه کافری که زدستت خدا بچستر	یک خاطر آرمیده یکدل بجا نیافت

باز آ که هوش و قوش و صبوری و عافیت
فرشتانی از و دایع تو کم کرد و انیافت

رَوِیْتُ دَالَ مَهْلَه

دگر آید اگر منی آید	وگر آید دگر منی آید
کاروان را نظرت سپید پست	وز رفیقان خبر منی آید
هر گل تر شکسته سبیل	روے تو در نظر منی آید
چه نگارے که چون تو دلبندے	از نژاد بشر منی آید
لشکرے را چه پایے صید بود	بار خست ماه بر منی آید
اد ز حمرباه مابش شد	شام غم را سحر منی آید
خبر از اثر نیاوردند	نالہ کارگر منی آید
خار خار وصال میکشدم	درد دورے بسر منی آید
چشمه چشم آب بت ولیک	شاخ بختم بهر منی آید
چند ازین محنت و جگر خواری	ناو کے بر جگر منی آید
چشمت از لب کشید اولی تر	فصل زہرا ز شکر منی آید
دیدہ بر بند و حاضر دل باش	باز این رهگذر منی آید
زود از درون ریش غمے	کہ غمے بیشتر منی آید
خبر و ناسر سپر س که خود	خبر از نامبر منی آید

یوسف افسر نهاد و سر یعقوب
گفت مے آیم و گشتم شاد

پدر مے از پسر مے آید
حال بشد مگر مے آید

دل ز فرقا نیا ملال گرفت
سخنش مختصر مے آید

مرو جانی دلا سلفی ز تو بیزار مے آید
الا ای چا بجان راه و قلا شان مردانه
دو لعل او بد بکجی دو چشم او بد بخونی
همان شوق و همان عشق و همان شور و همان دوا
حیات و مرگی و رنج و درد و زرخ و جنت
گرفتم یا بمش تنهاتم از لبش حاشا
زیاد فاقتمش بر خاکساران همان آمد
در هستی بر اندا سید دیگر با گل نیان
چو هستی بلے گراه گویای توانستی
نه گفتار تو اندر گفتار مے گفتار مے سجد
ز دین کفر ز معجز بلے باج میگیرد
نه دل دارد نه دین دارد نه کن سدی زاهد
خدا آزدن مارا پسر سزدان صنم فردا
نه بخشود و نه بخشیده است گر طبعی غریبی را
طلبکار خریداران نه باشند بیم دلدنی
قیامت بن که چون پرسیدن محشر بینجامد
ز نیش غصه نوشین زیان سوراخا دارم

بسیا در دیده غم دیده بخشین بلدی آید
بر افتانید جان و دل که آن عیاری آید
تدا نم آشتی یا از بے پیکار می آید
اگر کیبار مے آید و گر صد باری آید
پس از چندین مؤنت سعادت یاری آید
خدای بشنود هر که که در گفتار می آید
که از باد زلازل بر در و دیوار می آید
که دیگر از خدم چون آن پری خساری آید
چو سروسستی بلے گرسو رارفتاری آید
نه دیدار تو اندر لذت دیدار می آید
دران بزمیکه چشم جادوش بر کاری آید
که از بزم چنان مستی چنان هشاری آید
بحمد الله که آخر عشق بازی کاری آید
چرا از شام زلفش باد عنبر باری آید
که از ره بر دیوسف را که در بازاری آید
فتد عوفا که او پرسیدن بیماری آید
چونے از سینه من ناله ای زاری آید

نصیب دل ز خورشید حشمت غمت است یمنوی تو بستان مینی و ما را بهشتی چهره می باید شکار انداز من تا تیر پران در کمان دارم رقیب اگر توانی بر مرد خویش کار کن بر آرم از چاه طوف بستان دیگر من بویان	گرا نیست انجم و افلاک ازین بسیاری آید تو گل چینی و چشم بیدلان را خا می آید روان جان شکارش بر لب سو فار می آید مرا آسان بود کشتن برو دشواری آمد بیای سرودر کوکے شما گلزاری آید
---	---

بهم بگفت نام و تو بیدل هر سه فرقانی

ازان شوریده سر رستین ز تار می آید

کلمه چتر و علم قامت چو سلطان کرده می آید بچاوشی نفیر لب بل و گل در رکاب اندر ندام گل چه دید و بر سر بلبل چه رفت از دے ازان چشم ازان زلف و ازان رفته ازان میفت بیا ای حسرت ویریه لفظ نک سودش غبار آلوده مرگان و نشسته گرد بگسیو مسلمان جان نبرد از دست چشمش بلکه کافرم ز تاب گیسو اش مومنان ز نار در بسته کشیده تیغ ابروی و کشاده ناوک مرگان اگر فت اهلیم دل بنجش ترک چشم را آنگه احل رایافت کابل شغل خون فرمود بجز از نه تازش را ز کس پروا چشمش را غم فردا پوشد قاصد تشویر و من بادل بمیگویم غوا در رفت بیداد خط خسارش از یاد م	چه آرزو چه انیراد چه فرمان کرده می آید تو پنداری که تاراج گلستان کرده می آید بهشتش در قبا و گشت بستان کرده می آید جهان را مبتلا چار طوفان کرده می آید بزیرخنده صد دشتام پنهان کرده می آید هاناخان و جان خلق ویران کرده می آید بیک بادام صید کفر و ایمان کرده می آید بفرچه گبران را مسلمان کرده می آید سمندش در خمی خون لچه طوفان کرده می آید در اسخا غزه را دستور و ترخان کرده می آید نیامیزد چه کار شکل آسان کرده می آید دو عالم را بنجاک راه کیسان کرده می آید که چیزی هست از براتاله پنهان کرده می آید که آن چاه زرخ را چاه نیسان کرده می آید
--	---

هم از لب عمر جاویدان همی بخشد سکنه را عجب نه گرد مقصود شد ایت بیگ آرد گراختانی ز حد بردند با گیسوی شیرنگش سرشک خون چکد بر جای خون چشم طنازش نماید نامه بر از دور و غمگینم یقین داف دو ز گس ناتوان بودش بسان نصیب بخورن	همش ز آینه رخسار حیران کرده می آید دو چشم خون نشان چون و چنان کرده می آید سر سودا میان چون خاک از آن کرده می آید ندام تا که امروز ترس زبان کرده می آید که شوق دل بدل باد غحرمان کرده می آید دو سبیل را چو خواب پیش نشان کرده می آید
---	--

خوش افتاده است فرغانی ترا با سعدی محض

را که این ردیف تا بسامان کرده می آید

باقا متی چنین چو به محشر فرارود در راه غم ز پانه نشنم و سر نسیم الاکر شمه تو ستم گاره نماند ماه است ماه - ماه اگر بر بند کلاه وقت خرام ناز تو جان نظاره گر بخشایسته و گرنه جهان را خبر کنم جانهای پاکباز رسد در یار دوست شاید که بهر لطف ازل بر نیامدش حاله نوید مرگ دهد ترساریش چون مرگ نیست کالبد و قنیت جان این آتش در و نه میرد مگر برگ دین و دل و قرار و شکب این همه برنت رفتی شد ولایت دل غارت فراق	خیزد قیامت کی که قیامت بخارود چند آنکه سر بیاید و چند آنکه پارود چندین جفا کن که جفا بر جفا رود سروست سرو - سرو اگر در قبا رود که پیش رود و آید و که از قها رود کاینها نه از نگاه شمشاد قضا رود تنهای خاکسار بسا دها رود خونیکه در فراق تو از چشم ما رود کی جان برم اگر چه خد گش خطا رود بگذارتا میبرد و خوش باش تا رود اندوه داریش بعبودی کجا رود تا بر شکستگان تو زین بس چا رود کشور شود و خراب چو کشور خدا رود
---	---

خرم دے کہ تاوک چشمش کند نگار یارب چه نعمتی که رفعتان حد برند فریاد از آفرینش چشم منو نگرش	فرخ مسکری که در سزلت و تارود دل سوی تو جدارود و جان جدارود نیت کتم شکایت و بربلب دعارود
فرقائی از زمانه شد و دست تازه روی گل بشکفت بدلی چو نیم صبارود	
خدا نگ اوز دل اغدار میگردد رسید منت راحت لبید عیش گذشت کیکه جور نکویان نبرد عشق نبخت اگر بهار و اگر مهرگان شراب اولی از خون هر دو جهان باز نیم سیری ناز هوا ز ناله من پر ز سوشش الماس همی رود بدو یک جهان لش از پی میان دجله و عرق کن مراساتی شیفیع هجده هزار است روز با سپین تو مرده سیرتی و شب سیاه می پوشد باب دیده و خون دل ای پسر خوگیر نه چشمک و نه زش گو مباش تیر و کمان چگونه تنگ کشیدن توانی از خوشش اگر قومی نرسی عمری رسد امشب قلم بدست ملائک سیاه شده است نه گل نه نمونه ستانده اش نهد گوشی	چون آن نیم که از لاله زار میگردد بر و رجور تو زین صدمه از میگردد چه داند آنچه میان دیوای میگردد که مهرگان بقا چون بهار میگردد ندانم از چه سبب شر مسار میگردد فرشته بین کجای نگار میگردد سپاه بر اثر شهریار میگردد که عمر تابه تو گویم به بار میگردد شبیکه بر سر امید از میگردد تو خوابنا که هنگام یار میگردد که سرد گرم نه بر اختیار میگردد غلط کن که بهوی تنگار میگردد که موج چشمه شوق از کنار میگردد درست شد که کی زین کار میگردد حدیث باد و نوشین گوار میگردد نه عند لب ازین رخا میگردد

زدهر شکر و شکایت چه سود فر قاتی

بهر صفت که بود روزگار میگذرد

کسی بغیر از آن شوخ بے وفا چه کند
 ز باد صبح دل سوزناک نکشاید
 ز حسن ساده جهان تال و مال شد بنیم
 و حامی روز و فرزند عاقبت دور ازنا
 بتی که گوش ندارد بقصه ملکوت
 چو روی و بوی نباشد نگار اشتاق
 تو ای طلیب مبرنج و از سرم گذر
 لبش بخواب بپوسیدم نیست بی ادبی
 شه ارعطا دهار نبرد و تحکم نیست
 بغیر از کشت جهان را و امنی دامنم
 باین جمال ایام و هر چه گان دل من
 نه خرد و نه علمای پر غش اندر حشر
 چو دیده کور شود تو تیان آرد سود
 بر اندیش و زلیخ پرده برگرفت پیرن

بے بشر که صیغفت باقتضای کند
 چو غنچه سوخته گردد دم صبا چه کند
 چه فتنه خیزد ازین غازه و حنا چه کند
 به حیرتم که تلافی ماضی چه کند
 کس به حضرت او عرض ماجرا چه کند
 شراب و سایه و سر و گل و هوا چه کند
 رسید جان لب لایک گرد و اچه کند
 بدین گنه که زمن زفت ناسزا چه کند
 بجز طلب دگر ای مدعی گدا چه کند
 برای ما چه پسندد بجای ما چه کند
 اگر هوس نکند خدمت شما چه کند
 کسی معامله با عیش نارد اچه کند
 چو بخت شوم بود سایه ما چه کند
 درین معامله عاشق بجز دعا چه کند

شکست کشتی و شد روز باد فر قاتی

ز ناخند ابریدیم تا خدا چه کند

از بر تو چشم من بره چند
 هر ناخن پای من ناز نیست
 زلفت تو حجاب چهره تا که

وز دست تو روز من سیه چند
 از ماه چارده دوده چند
 شوریدن شاه بزم گه چند

خون شد دل قدسیان حذر کن
ای جان بگذارد دل بجانان
دل بر دزد عاشقان نپرسید
گیتی بدوخستان که شاهی
بنوازه پرشش ار تورانه
رخساره زرد کمر باگون
پرسیئه ما کنه روانه
ای خط ذقش چسپه ابرستی
اے گریه چین جگر سیالای
مے ترس ز آه صبحگاهے
حسن تو سپرده در مخد
الطاف مژده چشم فنان
آخر برکات حسن چشمه

بر طره شکستن کلمه چسند
شهری به تصرف دوشه چسند
کای دل شدگان بیکه چسند
این گردش چرخ مهر و مہ چسند
کای خاک سر سنجاک ره چسند
در یاد میان همچو که چسند
از غمره خدنگ بنی تپه چسند
از دست تو چه زیر که چسند
از دست تو چشم من تپه چسند
آزردن چند بیگنه چسند
پیرا من چند تپه چسند
بیمار مجا هنر شبه چسند
مخرومے مازیک نگه چسند

فرقائے ازین نشید خاموش

شامت حدیث صبحگاه چسند

بارغ و رانغ و می و ساقی و گل اندامی چند
بوستان نیست بجان تو بشت است بشت
ساقیا وقت صبحی چه نشینی بر خیز
نظر چشم و زبان و لب و گوش و دم و دل
در سرم بود که سر و سر کوی تو کنم

گرد دست ز به دولت ایامه چند
بلبله چند و گلکے چند و گل اندامه چند
ساغری چند و می چند و مے آشامه چند
کعبه رومے ترابسته ام احرامه چند
کاج یار تو نبودند به انخابه چند

گرچه برگرد در گشت نیار د بادے
 خواب از سر نه تندر گس مست امرون
 خوار و بدروز و سیه روی و پریشان خراب
 سینه بشکاف و جگر برودل را بشکن
 طره بشکست و خط آورد پریشد دوزلف
 یاری کن گرت ای شانه برآید از دست
 خوش بود خنده و توشین تو با عشوه چشم
 عارف و سینه و پر سوز و زبان خاموش
 اگر شد از کار زمان من و در مانه و مسلم
 مردی از تو نیاید چکنی کار و راز
 مرد و دار از سر جان بگذر و در سوز بیمر
 جان بجانان سپرد خاک مرا خاک انگن
 سوخت پروانه و شمع و دل عشاق بهم
 گرد جازه بین آنک و آنک محمل
 تیغ بر گیر که تا خیر نیا نهادارد

بر خذر باش ز دود دل نا کامے چند
 دوش در بزم قیاسان ده جاے چند
 دارد آشفته گیسوے بتان ناے چند
 چشم دارم ز کره های تو انفاے چند
 زوز بهر خرد و هوش دروان دایے چند
 کانه دران زلف سیه صبح کم شایے چند
 شکری چند بر آمیز بسیار دایے چند
 بحث و هنگامه افانده این عالمے چند
 بے زبانی برساند تو پیغایے چند
 میتوان خاطر ماجست بد شایے چند
 پنجنگا زراچه غم از و سوسه خایے چند
 تا سبکبار روی سوخته به وایے چند
 نکته گفت و دران تعبیه ایهایے چند
 بر شکن دامن و مردانه بزن گایے چند
 نیکامیست بتا کشتن بد نامے چند

نکته دانی ز کجا و ز کجا فرقانی

نیست این نظم دل آویز جز الهامے چند

شهابی که کن که چه بارگاه دارد
 چه غم ارفلک نباشد چه غم از زمین برافند
 بهوای خدمت او دل بجان مکر طرازد
 نظر کرامتش بین که چنین مهر رخشد

ز فلک حشم میا ز ملک سپاه دارد
 چو ستاره خفته شهاب پناه دارد
 ز غبار موکب او مه و نور کلاه دارد
 اثر اشارتش بین که عذار راه دارد

بشامل و بصورت بکومت بکومت شد و شمع بزمگای که بدخل حریش سید سپید عالم همه زان دوست دالم برجاء چاکرانش صفت ملوک حاشا چو شفاعت چهارالب رحمتش بچند نه خدا و امر و نهیش همه مرونی یزدان زگنه چه پاک مال که نجسته خواجما عجب انبر سرآید ز جانیان کسی کو شده دین از جندش ملک الملوک ادیان بهر آنچه گفت در آن نه پس است می زودان خور و صدم بهم بین که در آرد وی روش و د جهان فردا با ازل و ابد پناها	شب بشر نماید صفت الی دارد نه گذار مردم اقتد نه فرشته راه دارد چه زبان گرامت او ورق سیاه دارد کس از فراز طوبی پوس گناه دارد نه گنه که بی گناه هی رستم گناه دارد خرد احمست بار گیر و نظر استباه دارد دل درد مند و اطلب حذر خواه دارد چو سپهر پشت خدمت باش و تاه دارد که ز نیم بانگ نوبت همه پنجگاه دارد ملک بزرگوار که چنین گاه دارد ثره پر آب دارد نفسی پرا دارد همه خلق رستگاری طمع از توشاه دارد
---	--

نظری بحال فرقاتی مینو که نسکین

دکله و نیم دارد جگرے تباہ دارد

بشمش هر آنکه بینی دل جان تباہ دارد حشر چشم یا گردم که بر دژ تیران سر بوی دوست داری مشوا ز پید فافل بر و غمره عسمر کا بهر و نکته جان فزاید متحیرم ندالم بچه شیشه دل ریاید بکشا چشمه خون زمره برای کاهی سرماتجاک خواری بگذار اگر تو آئے	نه ستاره کین سگالده فلک گناه دارد زره شکسته پرسی دل من گاه دارد که صبا همیشه پاس دم صحبگاه دارد ثره سیاه کار و لب حذر خواه دارد نه لبه چو لعل دارد نه رخی چوماه دارد تن من چو برگ کاهی که بخون شناه دارد بسپاس آنکه شایا سر تو کلاه دارد
---	--

تو شمع مثال رخ ده که کند بخور کارے
 چه بود شکستگیها همه روزی غریبان
 نه همین منم ز دست مشب و روز در قلم
 ننگی سپهر گردش مریه جهان فریبش
 همه عاشقان رویت همه بندگان بویت
 تو بدین خرام و قامت ز فرشته جانسان
 منم و ز کین خویشم شب و روز خارخاری

خط عارض تو روزی دو جهان سیاه دارد
 بت شوخ پشت ز نقش پیر و دوتاہ دارد
 لب جملہ آفرینش ز تو نقش آہ دارد
 دل و دین فدای شاهی که چنین سپاہ دارد
 نه فرشته صحت آرد نه بشیر گواہ دارد
 مگر آدمی نباشد که دلش نگاه دارد
 که ز طالع هسیان بل تو راه دارد

چه عجب که بنده **فرقان** همه جانم نیشند
 که امید خوش نشستن تو گاہ گاہ اند

چو طوفان کند اشک و بلا بگیرد
 ہر آنکس کہ دل را بہ پرواز دل
 اگر دیدہ ہر جسم منم و ر کشایم
 نہ ہرگز شود سیر بل ز گلشن
 زانبوہ بسیندگان تو ترم
 بگیرد و آن دل ندانم کجائے
 منادہ است خال کشادہ است کیو
 خنک نیکر ای کہ چون چشم فغان
 کشم جان و دل پیش او بہ کہ چشمش
 بر آن چہ مشکن و دوزلف چلیبا
 بہ کیوی پر تاب و مژگان گہرا
 چہ کم گرد از عشوہ جنگ جوش

کران تا کران موج دریا بگیرد
 درون دل و کشتان جا بگیرد
 جہاں تو پنهان و پیدا بگیرد
 نہ ہرگز دل از یازیدہ بگیرد
 نظر با عنان تماشا بگیرد
 فنا نم ثرے تا ثریا بگیرد
 بہ نیسا بے مرغ دریا بگیرد
 بروے بتان جام صبا بگیرد
 بغارت ستانہ بیغا بگیرد
 کہ رے زمین دین ترسا بگیرد
 کہے را بہ بند دکی را بگیرد
 اگر دل بہ رسم مدارا بگیرد

یوسف نمائید آینه حائل	مردست ضعف ز لیفا بگیرد
بزرگی فروشد بکوچک دانی	لبش خرد با بر مسحا بگیرد
چو یکشاید آن طرجم بزم را	اگر خود فرشته است سودا بگیرد
چه کاسه متاعیت یارب دل ما	نه دایم پذیرد عذر را بگیرد
غبارم رود در قضا تا تواند	چو دیوانه راه صحرا بگیرد
حذر کن که خون کسان دامنست	اگر امروز نگرفت فردا بگیرد
بشد دستم از کار و گرفت جای	و گر تا چه افسون کنم تا بگیرد
پو آه از دل ناتوانست بر آید	نفس در گلو می مسحا بگیرد
چو چشمی که آرد فراسم و در گمان	نگاهش دو عالم پنهان بگیرد

چه در کار فرقتانی آری تناسل

بگو غصه را یا کشد یا بگیرد

خوش آن عاقل که شیدای تو باشد	خوش آن سلطان که مولای تو باشد
مبارک سینه کش در بر آری	خنک چشمی که بینای تو باشد
دل آن بهتر که در وی جای گیری	سر آن بهتر که بر پای تو باشد
شب بختشم ندارد روز شاید	همین زلف چلیپای تو باشد
نمک دان سر خوان قیامت	فنان ناشکیبای تو باشد
هلاک رقص گرم گرد بادم	همانا بے سرو پای تو باشد
زبان بند شکایت ای هجران	نقضا ضایع تمنای تو باشد
چرخ دو دمان آفرینش	جمال مجلس آرای تو باشد
خران بوستان زندگانی	فراق محنت افزای تو باشد

سرت گروم بده دستوری دل
 کرا بیستم که او جاسے تو گیرد
 اگر درگیرد و چون شمع میرد
 حسد باز بچھ سودایت آید
 سراسر بکه در نازم گرفته
 مکن در حلقه او باش نشین
 اگر مهرست و گزنا مهر بانی
 برافسکن پرده از رخسار تابان
 چه سود از تو بیدار از نشان
 اگر دل سوخت باقی باد مهرت
 ز تیر اندازی چشم تو ترسم
 شب افروز دمه تابند لیکن
 ستان جان ز خلفتان مرگ لیکن
 نسیم خلد و طیب طره حور
 هیران چشمه که دارد در و شانی
 هیران جانے که سوزد بچوالتش
 دگر صورت نه بندد زنگا گانه
 چمن پیر است سر و زار لیکن
 دگر امکان ندارد دیارسانی
 علاج تلخ کامان جدائی
 پریشان حالے جمع عینان

که در جسد بمن سای تو باشد
 کرا جویم که هستای تو باشد
 کسی زان به کشیدای تو باشد
 نظر صید تماشا بای تو باشد
 سراپایم سراپای تو باشد
 دل صاحب دلان جلی تو باشد
 مدار آسمان ای تو باشد
 بان لاله لالای تو باشد
 که غماز تو سیما ی تو باشد
 دگر سر رفت و ای تو باشد
 نیاید کین باغرای تو باشد
 نه چون رخسار زیبای تو باشد
 نه چون مرغان گبرای تو باشد
 نثار خاک رسوای تو باشد
 اسیر چشم شملای تو باشد
 سپند ناز خود رای تو باشد
 دران کشور که بغمای تو باشد
 چون بالای رعنا ی تو باشد
 در آن مجلس که غوغای تو باشد
 در آن لعل شکر خای تو باشد
 ز زلف عنبر آسای تو باشد

سیر روزی بخت هوشیاران	ز چشم سرمه آلائی تو باشد
گراین رویستان مویستان خوش	امام شهر ترسای تو باشد
توان ماهی که عیب جمله خوبان	نهان حسن پیدای تو باشد
ز بهر عذر تقصیر قطب اول	سر زلفت تو بر پای تو باشد
کنون فتیله سیریا آب عذوبت چه بهر نظم غرای تو باشد	
آن را که پرویت نظرافتاد بر افتاد	وان را که بکویت گذرافتاد بر افتاد
شد با سر خال دل مسکین سوختن پیش	ناگاه زد ستش سپرافتاد بر افتاد
زین پیش دمه داشتم آسوده و فارغ	بروی نگش بی خبر افتاد بر افتاد
نه در جگر مآه نیچ آبله بر لب	زان پس که ز صرصر شجر افتاد بر افتاد
از میکه روزی دوسه صوفی نشد آخر	نوبت چو به خون جگر افتاد بر افتاد
گفتم که ز پیشینه بلارست دل من	عشقش ز سرانیک لبر افتاد بر افتاد
از قلم شوریده خود باز چه پر سے	صد بار گفتمیم بر افتاد بر افتاد
دریا که بود ز هر آب شادینجا	بادیده تر هر که در افتاد بر افتاد
جز کوی مغان نیست منزل جانان	هر کس که براه دگر افتاد بر افتاد
چون شعله آه از در آتش که دل	اندر پر مرغ سحر افتاد بر افتاد
یک دایه صدای زین بخت که هر کس	با حال من بی همتا افتاد بر افتاد
چشمی تو چه ترکست که گزاکم دو چارش	صد قافله و صد شرافتاد بر افتاد
خوش بود در آشک ز خوانه تیر شد	چون دیده من بگر افتاد بر افتاد
ای ساده دل از گیوی تراب مدرکن	مرخی که درین ام در افتاد بر افتاد

یکسرمه در شهر چه کافر چه مسلمان
 مرا از حد پر تو رخسار تو سرگاه
 هست که بر جسم بوس موی گری چند
 از طفل سر شکم چکنی یاد که چون شد
 رفتار تو صد خانه پس سیلاب بلاد
 که گاه بسروقت من آن شوخ قادی
 پیکان خدنگ تو چه زهر آب فداشت
 سرتافت دل از پند من رفت در انگوی

تا از رخ دزلفت خبر افتاد بر افتاد
 بر خاور و دریا خست افتاد بر افتاد
 آن موی میان را کمر افتاد بر افتاد
 خون شد ز عیون شد بر افتاد بر افتاد
 خود حشر گریست بر افتاد بر افتاد
 آن کرم کرم چون سفر افتاد بر افتاد
 اگر بر دل نگر بر حشر افتاد بر افتاد
 انیک بزبان خبا افتاد بر افتاد

بنیاد گنهار فی قلمانی قانی

چون کار چرخیر البشر افتاد بر افتاد

تا صیست جمال تو در آفتاق در افتاد
 از چشم تو بنیاد مسلمانان
 بر عنبره تقطیم تو پرواز کیا
 هر قطره چو لیلی شد و هر ذره چو مجنون
 گلدسته بوی تو بهر غنچه منان شد
 تا یک نگه مست بیخانه فکند
 هر تیغ که زد عنبره تو سر فکن آمد
 در درج لبست گوهر عقل نگه کرد
 بالعل تو ام بود حدیثی که نگه برد
 معذور بود دیده غنچه پاشش از یراک
 چون چهره زردم نگر دختد و گوید

صد فتنه بهر گوشه و صد شور و شر افتاد
 جنید و نگون سار شد القصبه افتاد
 کز طیر خرد بال فرو ز بخت بر افتاد
 یک پر تو رخسار تو بر بحر و بر افتاد
 آواز زار و سوس تو بهر شهر و در افتاد
 میخورده و ساقی همه بر یکدگر افتاد
 هر تیر که انداخت مرز کار گر افتاد
 صد حقه لعل و گهرش از نظر افتاد
 کاره نه شد از پیشم و کاری گر افتاد
 در دست خبا پاش بخون جگر افتاد
 خوش باش غلامی همه کار تیغ زرافتاد

با من نظرش بود چه افتادند ام ای صبرم از کم سر خود گیر و برون گروم سر آن ترک که انصاف نگذاشت چندین چه زنی لاوت تا بخت و زنج ای عشق تا دم ز کجائی و چه دین سر در سر تو اگر رفت چه پاک است یاره ز تو کم گشت یا بخت غلط پاک گر چند ندارم خطبے پیش تو در یاب آهسته تر ای بکب خرامنده رعنا دامن کمش ای کز کله سیم بر ازا بیار تو از بوسه لب روئے شفا مید تاصل لب چشم تو دل داد و ستد جان یکشب به مراد دل تا کام تو آن بود	کان قاعده باطل شد و آن سیم بر افتاد تلو اسه دل سیش ترا ز بیشتر افتاد بگذشت ز دل تیروی و بر جگر افتاد این آتش عشق ست که بر خشک تلفاد یعقوب شیندم که بدام پسر افتاد این بود نصیم چه هواست بسرا افتاد وه وه که ترا مشبازین سرگذر افتاد کین کشتی تن ز اشک به بحر خطر افتاد کز چالش تو زمره سیر و شت در افتاد دانه که بسرای شهن تاج زرافاد سازنده گرافتاد بین گل شجر افتاد صد رخته بناموس قضا و ستد افتاد کاینک سرو کارش بدعای سحر افتاد
--	--

وقت که بر خاک وی آی دیلموئے

فرقانی مسکین تو از پای س در افتاد

از بعد تامل ز جهانم سرفرافتاد زمان میش که از عارض تو پرده در افتاد آشفته و زلفت تو چه بر یک در افتاد حد حشر شود و سبز شود آتش کین گل مردم ز ابروی تو حاجت به مره نیست نازم دل دیوانه مستانه خود را	چون پخته شد و لغز لغز از شجر افتاد شد خیره نظر او خسته بجز خبر افتاد از پله درآمد دل و سودا بسرا افتاد تخم اثر پای تو در ره گدافتاد ناک چه گشتی که کمان کارگر افتاد با شاندر آو بخت بازلف در افتاد
--	--

در بادیه شوق چنان گرم براندم
 ترکان تو ز در حسم به نظاره اول
 رحمت که خا بهر شفاعت گریای ماه
 در حسرت بوسیدن آن پسته نوشین
 گروم حشر چشم تو که یکتق نگاهش
 این روز فروزی و شب آبی این نجاست
 پیچیده دو گیسو زد و سولیش به سراپا
 دیدم برخت گشت پیدت سردندان
 یک موج بسم نزد آبی شهدار
 فی برگ گلچیدم و نی بوی شنیدم
 ای دل زلبش بوسه مجنونشرا اینک
 این پوست کفان کجا جلوه فرود شد
 بیماری و بے برگی و نومیدی و حرمان
 فرهاد ستوه آمد و پر ویز ظفر یاب
 گفتی که مگر آب بقا بود میانش
 بر کند فل ریشه آهم عسم دوران
 دخل کج دانش که چه الحقی همه دادست
 خط نیست که گرد لب جاتا نیر آمد
 چون لاله که خون گشته و داغست دل و
 اندازد این زمره حاسد چه شناسد

کز ناله دل در روز آهسم اثر افتاد
 اول قدم پادشاهم نیشتر افتاد
 در پای تو ای سنگدل سیمبر افتاد
 بسیار جگر خون شد و خون در جگر افتاد
 با حال عزیزان پریشان نظر افتاد
 عکس تو در آینه شمس و قمر افتاد
 صیاد به صید آمد و در دام در افتاد
 خوش کشتی نظاره در آب گهر افتاد
 یارب چه قدر با بخود آن فتنه گرفتار افتاد
 در گلشن عرم ز کجا با شکر افتاد
 بسگر چه کره ها که بکار شکر افتاد
 کز پرده زینخانه سر شکم در افتاد
 در جمله هنر قرصه بنام هنر افتاد
 کار من و توفیت محبت و وسر افتاد
 جسته حشران و بدست کمر افتاد
 این نخل بیامردی آب تبر افتاد
 تو منفعت بر دی و مارا ضرر افتاد
 گوئی صفت موی بسراغ شکر افتاد
 خون در دل بدخواه ازین شعر تر افتاد
 کز روز ازل بے هنر و بے بصرا افتاد

چون شیوه فغانی، دوست بدانت

عرض این دو سبب بجزبان دیگر افتاد

بیا که احسب تو بار و زگار ما آن کرد
 دل از قوت تو بسوزی که شرح نتوان کرد
 دلم ز مهر سوی دوست نامه کرد آنگاه
 توانا که و نه آشنای باز نهار
 کشید زلفت بزنجیر چشم کشتن خواست
 به زندگانے جاوید بادار زانے
 ز شهر قدس دلی داشت رفیق و شفیق
 فتاد آتش سوزان به پنبه پوشیدن
 بدور گیسوی مشکینش ناتوان چونت
 چون چشم مهر فلکدم بسینه از سر لطف
 گرفتسم آنکه ندارد غم گشت مارا
 بروی غمی تو کس نیست جند اصل فرغ
 حبیب دید که سودای خاطرم خواست
 شدی ز آتش دوری سرشکم از دیده
 نه از پیر بر غمسم نه از جهان نالم
 بسازد سوز ز پرده اندکم نباید بود
 پیگاه عید بر اندی سمند در میدان
 هزار جان ز عدم باز گشت چرخ زبان
 رسید وی سبب است آه خنک آنرا
 بران ستانه سرم خور و پاره پاره شد

که آن نه برق بحر من مدوی بیتان کرد
 تن از غم تو بر وزی که وصف نتوان کرد
 ز خون خویش بر آن نامه دید عنوان کرد
 در آب کشتی چشمه که اشک طوفان کرد
 زهی کرشمه که دشوار هر دو آسان کرد
 کیسه جان و جوانی فدای جانان کرد
 ندانمش که بسبب و بجا کیکسان کرد
 دلم چه کرد که در سینه عشق پنهان کرد
 صبا که گشت چمنها قتان و خیزان کرد
 مژده بهسم زد و بنیاد تیر باران کرد
 یکی بنامه زمانه سیر باد نتوان کرد
 که در بر چو حسن زیر آن دل چندان کرد
 بهبویه غمسم و تاب فراق در مان کرد
 زلم دوست شدم دود زلفا گریان کرد
 که گمانه نهسم هر چه کرد حیران کرد
 که بال و پر زد و بالای شعله جولان کرد
 پری ز جاشد و خود را فرشته قربان کرد
 چو پسته شکرین را بنا ز خندان کرد
 که آب روشن ز در برگ برگریزان کرد
 چگویمت که چپا بخت تابا مان کرد

چه جای نیشکر و شکر است فرقانی
که نای کلک تو مهند را غورستان کرد

در که طره عنبر فشان پریشان کرد
نسیم موی تو بر دین صد سلمان زد
بترک تازی کچشم از اجل خراج گرفت
جمال یوسف مصری و حسن طلعت تو
نه تیر از پله ترتیب خانه کار آید
نگاه گرم تو بر چشم فتنه خواب مبست
فرشته را از فلک بوی تو فرو داد آورد
قضا عذوبت جانها و شیر دلهما
در خوشاب بزد لاف آب دندانش
بدست باد فتنه ذره خاک ازان حاشا
بسو ختم زلفت سینه آن نسیم کجاست
بحیله سرور و اغم بوبری آمد

که خلق شهر عزیمت سوی بیابان کرد
جمال رویتو صد گبر را مسلمان کرد
بدلنوازی لب زیست او چندان کرد
آگه مشاهده سر بر یک گریبان کرد
عجب که خانه مردم قد تو دیران کرد
و آن تنگ تو بر خلق خانه زندان کرد
پهر را ز ستم خوی تو پیشیمان کرد
بهم سرشت و ته آن دهن رخندان کرد
بهین چه دعوی بیوده آب دندان کرد
غم تو فارت اقلیم دل نه چندان کرد
که بر خلیل خدا شعله را گلستان کرد
های بخت هایون بدام ستوان کرد

بسیا که مرغ سحر که چنان ناله زار
که بهر روز تو منقاری تو افغان کرد

این ابر مسیحو خاطر ما و امانی شود
گلزار خرم است هو خوش ملی چه سو
باکشتگان چشم خود ابر و ترش کن
نوحی که موج اشک روی سوی کوی تو
شاعر کینه موی میانش چه سان بسد

خورشید چون جمال تو پیدانی شود
بنی رویار باد گوارانی شود
کین حیل هیچ دفع صفر انی شود
زان گویند سیل جانب دیانی شود
بلبل هم آشیای عفتانی شود

هر رخ ره گنج سعادت نمی برد	هر دست بی وجهیه صیفا نمی شود
در گوش ما رسید ز رفتار آسیا	کار زاق جز بسع میسانمی شود
مین نقش کجا و دلیل و محس کجا	با صد هنر طیب میسانمی شود
بسیار آدمی که نباشند آدمی	هر قطره آب لولوی لالانمی شود
ولهامی دوستان نکشاید ز بوستان	حاشق بسر و لاله شکیبایمی شود
هر دم رسد برات غلغله تازه با	الایرات وصل که محرابی شود
گویند عاشقان که میسر شود وصال	آری شود و لے بقاضایمی شود
گر لطف هست پیکر مطبوع گو میباش	نقش هزار بلبل گویایمی شود
بسیار کار با بخت او نه و شاد باش	فارغ از آنکه می شود و یایمی شود
زان چشمها بر ردول ناتوان رسید	دیوانه هیچ کس به تمنایمی شود
افتاد از تعهد اغیار فارغست	محتاج بخیمه دامن صحرایمی شود
برگشته بخت را به تکلف چه احتیاج	ممنون مسر دیده اعلیایمی شود
ایه پای خویش اگر شست پازنی	دنیا بکام طالب دنیایمی شود

فرقانی آه گرم تو بگذشت سنگ را

ای دایه رخنه گنبد میسانمی شود

رویت زامعجمه

عالم خراب و تیغ جفا خون چکان هنوز	شورش و غنم زه خونی همان هنوز
چون طره سر بر دل صاحب دلان شکست	وان ترک نیزه دار کمر بر میان هنوز
گر چند اینفست چه جنت گل رخت	لرزد بر آن دوزلف ز نیم خزان هنوز
دل در کند زلف شکن بر شکن اسیر	چشمان مست را سر تا بلج جان هنوز

دی زایم شنیدم بشود و گفت رفت
 و ام که دل بر من زانم چسان بر من
 حرفی و دوازجای تو گفتم دلت گرفت
 در داکه ریخت بال و پر ببلان همه
 فریاد عاشقان ز رواق حشر گذشت
 برگشت کار و حال دیگر گون شد مرا
 در کار روزگار گره بر گره افتاد
 این هفت پرده چشم هفت آب پاک کن
 ما ز دور و زه سر بجان امیم و خضر
 گفتمی رقیب را بکشم یا ترا میست
 با آنکه خون شدست دل و چشم و جان ز تو
 آمرزش مرا چه دعا می کنی مکن
 لافند ز تو به زارم معذور دارمش
 آواره گشت امن و بصوری و حافیت
 جز نیا تو گشت و نگر در زبان ما
 ای آتش درون مستدری خانه سوز تر

باین نزار است لب فریاد خوان هنوز
 پیدا است رنگ دیو کیوان نهان هنوز
 تا گفته ماند خسته هفت آسمان هنوز
 شلخ گل آبار و چمان و جوان هنوز
 هندوی چشم یا رخواب گران هنوز
 ناز جهان فریب کسی بچنان هنوز
 صدیق و چشم بجد تو همدستان هنوز
 و نگه نگر نگار بے در جهان هنوز
 دل تنگ نه ز زندگی جاد و امن هنوز
 آیا چه شد تا که نه این نه آن هنوز
 فرمان تو بر من بدل و چشم و جان هنوز
 جان بر لب و دعای بتان پر زبان هنوز
 مسکین زرقه است بکوی مغان هنوز
 خیل بلای عشق عیان بر عیان هنوز
 نام رقیب با تو زبان در دهان هنوز
 یعنی نه سوخت رخت غم خان مان هنوز

فراقانی از فواکه تو خون میچکد مگر
 بر جاست دور طوطی هندوستان هنوز

ردیف

رخسار زیبا کی طرف زلف چلیپا یک طرف
 دین مسلمان یک طرف و ملوک ترسا یک طرف

بی پرده شد رخسار تو نیم چنان چیدار تو
 مهر حالت تا فتنه زان پرتوی دریافتم
 ای محبت سپیدان بن و عشق هر یک ز خون
 از باد شرم رویت و در بوستان افکنده مهر
 عاشق چه دیدم از سوزبان معشوق بند چنان
 گردان سر بالا یو بس زان پر پای تو
 تا دیر شیخ صومعه آن روی و مو کرده را
 از غمزه خور ز تو در چشم ناپرهیز تو
 خیل خیالت تاخته عیش از جهان پرداخته
 دست نگارنش برین بسته نطق گوهرین
 از رشک آن شیرین طلب حسرت آن فتن لب
 اومی چنان بارگی حلقه بر و نظارگی
 گرد بلا ایغشته و ز چین زلف آویخته
 شیرین از من شوخ می مذر او سلامی عرب
 خوش می رسد آن تازه گل یار میباد آفتش
 بر میکده کردی گز ساقی ز خود شد به خبر
 بیچاره دل جان بن بردن زلف چشم اضاف
 ز انوشیروانی مرغ جان کایه مرستاد زمان
 زان پیشه شکر شکن نتوان تنگ یافتن
 زین دیده دل خست نام غرق شد هم سوخته
 با سوز آتشین و دمای سردم طرفه بین

انوار پیدا کی طرف ذوق تماشا کی طرف
 شهر و بیابان کی طرف کسار و صحرا کی طرف
 بیچاره نادان کی طرف کز زخمه دانا کی طرف
 نسرین و نیل کی طرف گلهای حیا کی طرف
 یوسف و زاری کی طرف گریان زلیخا کی طرف
 سرو صنوبر کی طرف شمشاد و طوبی کی طرف
 تسبیح و مصحف کی طرف حق و مصلی کی طرف
 یگرفته آتش کی طرف افتاده غوغا کی طرف
 آتشوب سرا کی طرف تاراج کالا کی طرف
 مرجان و بند کی طرف پروین و جونا کی طرف
 درخار و رخسار کی طرف بر شعله حلوا کی طرف
 خورشید تابان کی طرف سرگشته حرا کی طرف
 جانهای مسکین کی طرف لهای شیدا کی طرف
 این جمله تنها کی طرف آن ماه تنها کی طرف
 خلقتش در پی کی طرف گیوش دریا کی طرف
 سرگشته ساغر کی طرف و رگشته مینا کی طرف
 دزدان هند و کی طرف ترکان نعما کی طرف
 ابرو و کمانش کی طرف مژگان گزرا کی طرف
 خال سیه روی کی طرف خط شکر با کی طرف
 تیز آتش کی طرف طوفان دریا کی طرف
 صفرای گریه کی طرف آسب سرا کی طرف

امکان ندارد زیستن با این دو محنت چون کنم
 زارم کبش ای جنگجویین پس چه سود از زندگی
 بیایه بخت مرا پر کرد ساقی از دوسه
 نتوان بگام دل ز تو بر خوردن ای دل نعلیت
 زان بر عجب دارم بسی چون خوش فتادش با لبت
 با خنده دندانم دید آن پری تابوت ما
 از چشم من که موج خون گیسویش شکاید بر دهن
 بیا چشم فتنه گراز چاره شدی بیچاره تر

اندوه جانان کی طرف بهر احبایک طرف
 جانان بهمان کی طرف دل بهشکیبایک طرف
 زهراب حریان کی طرف شهیدتسایک طرف
 نیم رقیبان کی طرف تشویش منسرایک طرف
 دیبای روی کی طرف آن سنگ غارایک طرف
 نقش شهیدان کی طرف خندان ثریایک طرف
 یا قوت احمر کی طرف لولوی لالایک طرف
 عاجز فلاتون کی طرف حیران میسایک طرف

ای غنایب بوستان آهسته کاه در فغان
 مرغ شکر خایک طرف فرقانی مایک طرف

ردیف میم

چه حالی دور از داور دوری آن دلستان دارم
 بیا ای صورت دیبا که جان در جان تو کردم
 چه شاید سوزنش کردن که دیدن اری دل با هم
 مرا با پارسای شهر صحبت در نمی گیرد
 گفتم از روز تا شب بود دل با هم در گویم
 من افتاده چنین بر خاک پست آن بلندازی
 ز هتاب جالم کلبه تاریک روشن کن
 نه دشوارم کنم آسان نه کاری در دل جانان

نه زدمم نه پردم نه بیجانم نه حبان دارم
 مروکز در تو شخصه چو تار پر نیان دارم
 بروی تو بموی تو نایب دارم نه آن دارم
 نفاق خدمت رندان عالم بر بیان دارم
 گهی شب تا سحر با ماه و پر دینستان دارم
 غبار رشک بر خاطر زگر دکاردان دارم
 که در حبس تو شهیدیده پر دین نشان دارم
 عجب سوز درون دارم عجب کوهنار دارم

با این افتاد گمانیز با من سرگراستش و لم گم گشت و زخمی یادگارش ماند در سینه بسر وقت سرو پای شهیدان کس نمی افتد ببان موج در گرداب آغوش رقیبانی زکوة رنگ گلبن رختی ای بوستان مارا در آیم تا خدا امنگنده و با کشتی آویزم پیچیم سراگر بر سینه من تا وک اندازی که سوزان تر ز مای شمع بزم یار انصافی شراب تیره روزی داد ز اول چشم منورش ز بانش حسرت پیکان بگذر زین پس در دل رضایش را بجان جویم دهانش ابدل گویم خوش آن ساعت کیار آید مرا روی تار آید ز بهان و فلان بگستم انگه با تو پیوستم تو بردی دل تو بردی دل تو بردی دل تو بردی دل نگردد و سر در جاسه اش از شوخی نازش بنای خلق را بے مهرش با من بعیتین گردد کیا بکشد کشور عشقم بر وای حقش بی دانش	ز خاک از ان ترستم یکتختی بس گران دارم روان از تن شد بر پای من تنگی روان دارم روم شبیدیز میر کنز کلاها ز بران دارم چه غم دارد ترا چون بحر گر بر لب فغان دارم بشاخ موج بوی گل هوای آشیان دارم جغای دوست کشت و شمنی با آسمان دارم و گر بر خون همی بندی میان جان میمان دارم تا آتش بر زبان آردی من آتش بجان دارم همانا مغربا دام سیه در استخوان دارم سرت گردم سرت گردم گلن تیو کمان دارم خیالش را بگر بندم حدیشش بر زبان دارم بر افشانم روان جازا دم منت بجان دارم ندارم با جان کاری ترا دارم جهان دارم خبر دارم نظر دارم یقین دارم گمان دارم بدوش عمر مستعجل طراز جاذبان دارم ازینجا آرزوای چرخ مرگ ناگهان دارم زاده دل علم دارم ز اشک خن نشان دارم
---	--

کنون وقت است فرقانی سرچشمش گلشن

تنه در سیر من مانند نفس تا توان دارم

چو شمع طی ره گرمی بی پای سر کردم

از سرگذشتم و در بزم او گذر کردم

ملک بادشاه

بیاد روی کسی داشتم ز خود رفتن
متاع بے هنری قیمتی تمام گرفت
ادای زروسیم از میان سخن ست
زدست بجنبری ای خویشتن فریاد
بحال روی تو چند آنکه بیشتر دیدم
چو آن نگین که ز کندن بر آوردن ناس
ز گفتگوی جهان زیر خاک آسودم
اگر ختم ز خدنگ نگاه و سود نداشت
برین اشارت چشم جاب رویا را
بخاک پای تو که خلق دیده برستم
درین سرای پر آشوب عهد شباب
رسید سیری و مائل شد مبحسن عمل
چرا سبیل سر شکم زیاده آوردی

ز قسم از وطن در وطن سفر کردم
در بیخ کوشش بے صرفه دینار کردم
درستی سخن از نقشش وی زر کردم
که رفته رفته ترانس بجزیر کردم
هوای دولت دیدار بیشتر کردم
ترا بجان کنی خویش جلوه گر کردم
بجواب رستم و افغان مختصر کردم
چه ابلهسم که ز تیر قضا حذر کردم
که سر بلند از انم که ترک سر کردم
از آن زمان که بر خار تو نظر کردم
چنان گذشت که یک شام رهجو کردم
پسیده دم ز خجالت چراغ بر کردم
چه بد بجای تو احوی چشم پرگر کردم

چو کس نبود زلم شناس فر قاتی
ادای نفسم دل برده دگر کردم

چند بر نفی ابد تممت اثبات نیم نه
طغی از خانقہ شیخ پرستیم مکر نه
نگذاریم زبان را در گفت از زدن
تا یک سنگی کرد از خجالت نبرد
بستریم از دل پر خون غم دین و دنیا
یا مایه هیچ کس نیست چو غالب ازنا

روی با سرازل با همه طامات نیم
رخت همت بد پر خرابات نیم
براد دل خود رسم مناجات نیم
گفتی چند منبر ای طامات نیم
کعبه بت که شد لالت چه بلات نیم
گام بر مرز چادر ره میقات نیم

دلق صد پاره و سه برکت ساقی برود	به از انست که مینا و کرامات نیم
نه سری یاده و نه سر مکه خود آن روز مباد	کز سری سر سامان سر سودا ت نیم
دست بود سر ما و در کعبه کنون	دیده بر پای بتان بهر مکافات نیم
رحمت دوست نباید که کند راه غلط	روی تاریک چو در قباله حاجات نیم

بهره ماز به و یک جهان مشرقانی

دلکه نیست فزون تا به یکی ذات نیم

شکن دل بیان وفا آنم و اینم	از یاد میرم و جزا آنم و اینم
کشتند وزنداشتش دادند بادم	نی دست تو تنه خا آنم و اینم
بخشای برین بیدل و کیشای یکبار	رو بند و گریبان قبا آنم و اینم
گفتی که به تیرت بزنم یا فلکم سره	گردم سرت از بهر خدا آنم و اینم
مستانه چسبم گوشه دلمان تو گیرد	خاک ره و خون شهدا آنم و اینم
یا ربه توان گفت که آن ناوک غمزه	بر دوخت لب من است عا آنم و اینم
آخ که دیدم از آنی بخت به یکدم	شام اجل و صبح بقا آنم و اینم
که روی پریشان دخی موی بر افشان	بر یاد به روم و خطا آنم و اینم
دارم دلیله عنسزده و جان تنم کش	باد ابره دوست فدا آنم و اینم
یا بنده از ان لعل لب من از رندان	لام الم و شین شفا آنم و اینم
هر سال ده لاله بسیار کتای	کوی صنم و ماه منی آنم و اینم
بنی طلعت و خواه زول غم نه گسار	طرف چمن و باد صبا آنم و اینم
یک قطره سائل بود دریاچه برآید	بهر تو تشویش فنا آنم و اینم
گر قمر سگال و اگر لطف پندی	حکم تو رواست بر و آنم و اینم

فوتانی مارغز شای تو شناسد

فرمای گزشتین و بیا آنهم دانیم

روایت

یا صنوبر یا ستان یا سرو یا طوبی است این یا سواد ملک جان یا غیر یا ستان یا منون یا معجزه یا جادوی گبر است این یا قمر یا مشتری یا شمس مهر افراست این سلک ندان یا پرن یا لولوی الاست این چشم قان یا پری یا آهوی شیدا است این یا میسای زمان یا شیر و جانا است این یا جمال ماه کفان یا یربصینا است این یا قمر دور یا غور شیدا یا جزا است این یا گردام ملائک یا خطر راست این یا سواد ای پری یا روزگار راست این یا نگارستان چین یا دلبر رعنا است این	قامت است این یا بلایا شمع بزم آتش این زلف تو شام ست یا هند ست یا مشک ختن خمره ناوک سنگن یا فتنه هر آنجمن حارص است این یا سمن یا سمن یا آئینه دانه زمان تر یا عقد یا قوت سپید جام می یا ترک چین یا سامری یا فتنه گر یا شکر یا شیر یا آب بقا یا لعل لب ساعت است این یا سحر یا سیم یا بلور ناب یا رب این ما رست گرد و مریا زین کمر گیسوی بچان تست این یا کند عنبرین نقطه گلک قضا یا خال مشکین شامت یا صنم یا حور یا فردوس یا یلای می
--	--

عندلیب صبح خوان یا قمری آتش زبان
خسرو یا یاهان فرقاتی رسواست این

کارم چو زلف و بار چو موسیقی کن خود پرده میدری در فو موسیقی کن بالین جمال و روئے بگو موسیقی کن یا آفتاب روئے بد موسیقی کن	مشکین پرده پرده رویه کن چشم زباده سرخوش و برهم نمی مژه بدرگر بے کندنه سوز بازداشتن بفرایدش جمال و طراوت رود ز تو
---	---

چشم ترا بجان و تن بوستان جان	نسرین بحیب وی به بوی مکنی مکن
باشد که بوی خود شنوی و ز خود روی	بگذر ز ریش سینه چه بوی مکنی مکن
یا دارا زانکه کرده تو بر تو بشمرند	بیداد و جور عادت و تو مکنی مکن
بر چشم سرمه سالی تو لزیم چشم به	چندین نگاه سوی بوی مکنی مکن
ریزی سر شک دانه و بار دم خوری	ای دیده این چشت در مکنی مکن
نخچیر ز خدار تو اینک سپرد جان	سرد کمند فالیر بوی مکنی مکن
نگرفت هیچ دردش ای دل فغان تو	آفاق پر ز راه و ز بوی مکنی مکن
دل را بقول ز گس گویا کنی و دیم	فرمان ترک عسر برده بوی مکنی مکن

فرقانی از دست ناز خویش ترم دار
بادشمنان شکایت از مکنی مکن

ردیف و او

زان قدر و زلف سیه خاطر بزار کو	کشتیم زین گنه سلسله و دار کو
لے تو نیاز دلم وی به تو ناز دلم	محرم را ز دلم غمزه غوغا ر کو
چشم تو از یک نظر در رهت ای چشمه	تن به تن افکند فرست ز رفتار کو
ده که ندارد ترا هیچ غم کار ما	پیشینه پیشین کجا مردی یا ر کو
طرحه طراره تو پورده رخسار تو	ناید اگر کار تو طاقت دیدار کو
خال تو داده صلا زلف تو بند بلا	دانه و دامت کجا مرغ گرفتار کو
دشمن ایمان کجا رهزن خلاقان کجا	سنبل بیچان کجا ز گس بیار کو
از چشم گردون تویی بخت جام شمی	بهر خمار رختی باده بسیار کو

ہست خرمیا را دیدم یمندار کو ہست تکایت بسی طاقت گفتار کو سبح نہ دایم من حلقہ زنا را کو یادہ بجان پروری یار کجا یار کو این ہمہ بادل خوش است کہ دلی را کو حادثہ شکست پل بردل من یار کو	نیم شبان یار ما آن بت فرخار ما یار تو ہر نام کہے کار تو باہر خے تو بید نام من زشتی من جام من مطربے را شگری ساقی مجلس پری باش و جاد و دل خوش است بگفتار دل خوش است دل نکشاید ز گل جان نغزاید ز دل
--	---

ای گل رو حایم کہ تو مہسی خواہم
گوئی کہ من سر قایم خواہم ترا ز خار کو

ردیف ہمزہ

سرد سالار انبیا شدہ زان لقب بخصفہ شدہ کہ تو مسجد ما سونے شدہ راستی قبلہ و دعا شدہ رہبر راہ و رہنما شدہ نہ پستان و کیما شدہ عین ہر کشتہ را حیا شدہ مستلزم ز آخر عطا شدہ تا کلید درخشا شدہ کامت خویش اندا شدہ کاذبان نیک پیشوا شدہ	نازش انسر و لوا شدہ برگزیدت خدای بے ہمتا دیگر جز تو کو خدای پرست ہست محراب کعبہ بروی تو دیگران رہنمون رہ جو یان بسر انگشت قدر بد رشکاف گشتہ عین حیات عین حیات شاید ارسنگ بر شکم بندی در دروازہ عنا بستند ہر چہ جانست دل فدای تو باد چشم ہم اروا پس درین منزل
--	--

کہ سر پر دہ بر زمین زودہ	گاہ بر قبہ سما شدہ
زین کلن تا بہ آن کران را ندی	زا بہت تا بہ انتہا شدہ
تا چہل شب بطور بود کلیم	تو بیک شب ہزار جا شدہ
دیدہ دورین فغا دیشک	بسکہ نزدیک با خدا شدہ
می رحمت بقدر جرم خوشست	حسرتا دید ہر ما شدہ
نہمین روز کار شرفانی	
شد جهان تار و پودا شدہ	
شام و شب گیر جا بجا شدہ	عطر گلہ ستہ صبا شدہ
من نہ دیدم کہ جان ستا ندول	جز تو جانان کہ دل رہا شدہ
کہ ز چشم تو آفت انگیزد	کہ ز لب آیت شفا شدہ
خوردہ خون و باد بخستہ	تو بہ کردے و پار سا شدہ
زلزل گردہ سر تو می گردد	کعبہ رویا چہ خوش قفا شدہ
زنگ بویت چہ در خور افادہ است	مسمر و غازہ و حنا شدہ
من بہ نزدیک مردم ز تو دور	تا ز آغوش من جدا شدہ
دل عنہم دیدگان نمی جوئی	ہر دو انگشت نامہ تا شدہ
تا تو انتر چشم تو شدہ ایل	جانفشنا تر ز شعر ما شدہ
جان نوشیتیم رفتہ در دم	عسیر گفتیم بے وفا شدہ
ہمچنانست آفرینش تو	یا چنین از برائے ما شدہ
در رخت چشم زلف حیرانند	فستہ از من و خطا شدہ
دشنہ را ندی و خندہ کردی ساز	ریختی خون و غوہہا شدہ
تو وفا کے کئے عفاک شدہ	نیک قلا تہ و پردہا شدہ

حشر برخاست چون ندی قدی
آدمی ز آدمی نه پرتز هیزد
از تو امید وصل نتوان داشت
که رفتن نداشت آرزوم
این تویی لا اله الا الله
بر تن نازک تو سر زلف
از گدایان ره نشین می پرس
چه گره بر گره ز سندان دل را

ورلشتی دم بلا شده
این همه تو سن از کجا شده
این چنین نازنین چرا شده
چونکه باز آمدی جیاشده
بجدا بُت نه خدا شده
بسته تنگی قیاشده
شکر آنرا که پارسا شده
اگر توان زلف نکشاشده

ای قلم صید تست فرقانی
زخم سپهر پهلوی نوا شده

ردیفی

ای سپهر خاوری زیر سپهر چنبری
اگل را که باد از طیب او آرد نسیم مشکبو
پیش سلیمان سرسبز بودی پری بسته کمر
چشم تو ترک نازنین لعل تو با مهر و نگین
طوبی ز زقارت غل سوز خرامت پایگل
یا ز گس جادو تو آهوسه چین هندوی تو
گر بیند آن لب دان دهن چه کند بی تیغ فلن
از بهتری شد جان فزا به گردن لاف با شتا

گر زهره و گزشتی از هر همه نوازهری
بویا تری شد آبرو ای کز آن بیا تری
دیدم گرت بازیت فکر کردی سلیمان چاکری
جمشید دادت سائیم از جهمتان انگشتی
رستی نگران جان دل چستی چرا در دلبری
باسنبل گیوی تو شیران بزم عنبری
مانی ز صورت ساختن آرزو ز کار بگری
سیب ز نخلان جفا صدمه بار زمان به بتری

گر سر بری سرور توئی و رجا ندی دلبر توئی
 مژگانست آن سرو جان بدید مهر و در زمان
 که زلف جسم در غم کنی که طره را بر هم کنی
 ز ناز بسته پارسا از ره فدا ده و همتما
 بر غم غمخیز انگشتی چون از مژه ناوک زنی
 در حبله روی زنی کس را نه بینم خرمی
 و ندان هم چون سین تو بر بیدلان یا سین تو
 دیدم نکو یان جابجا در لشکر و در شهربان

یا بکلمه چون داور توئی ما را چه حد و اوری
 آن زهره شیر زیان این پرده کلبک در می
 جز فتنه کاری کم کنی بس کن ازین بازی گری
 در دو چشم یار ما نوگشت رسم کافری
 طاکوس جانها بشکنی شایم و لها بشکری
 شیدای رویست آدمی دیوانه رویست پری
 و آن پشته نوشین تو سر خسته جان پوری
 و در لشکری و در پادشاه تو بر همه سر لشکری

ای مسری باغ وفا فرقا نیست خواندها
 شاید کشای سایه را بر بام بومان گسری

ای حیرت زلف پریشانم چه می پرسی
 نشستی باریقیان دوش ننگی نیستین کارت
 نه تهنار غنچه در جانست و دل در دین ایمان هم
 دهی تشریف مکتوبم که سپید را من ریستی
 چه یرم زن بیتی غم کش نهادم در حجابیت
 شرابم خون دل خوردم غم و اندوه و خاک آمد
 بهرین چون دامنش در پاک شان گیسوی یوانه
 کیا بزم زاتش دل تا چه لایزاله بردیدم
 نه روی و موی بشاسم نه رنگ و بوی اودام
 کمال عشق بازمی عاقبت بر زوایا مشوقی
 بقاییت با دای غمخور که زحمت بردم و مردم

سر بر ما و سودا رفت سامانم چه می پرسی
 چو میدانی که میداتم نمیدانم چه می پرسی
 ز جسم کاری آن تیر مژگانم چه می پرسی
 بیا چاک جگر بگرزدانم چه می پرسی
 تو شای من گدای بنده فرمانم چه می پرسی
 بخوان آسمان سفله همانم چه می پرسی
 ز طول و عرض دامان بیا نامم چه می پرسی
 چو تابستان من دیدی زمستانم چه می پرسی
 من از دوزخست ای دست حیرانم چه می پرسی
 چو چشمش خسته و چون طره بچانم چه می پرسی
 ز در و من چه میخوانی ز در نامم چه می پرسی

چو گردره گوی بر پای خمیسنم گم برود انعم
 ز رفت آری ستم بر آرزو وانه اش گشتم
 برو نشین پس کار خود و بگذر ز من وعظ
 اگر خون جز مسلمان را نیز زنی ز من بگذر
 نیز ز خون من خاکه تیر ز دجان من بادی
 ز نازش کشتنی چشم نه مرگان کشتنی چشم
 گرفتسم خوابین فریاد و یار یا چه میرخی
 بیادت او گل خندان چو فرقانی چون بلبل

ز لعل کوشش دانه و هر نام چه می پرسی
 پشیمانم پشیمانم پشیمانم چه می پرسی
 نمیدانم چه میگویم نمیدانم چه می پرسی
 چو این بید و لثان من هم مسلمانم چه می پرسی
 سرت گردم سرم بر گیر نادانم چه می پرسی
 رسید آسب از آن سب ز خندانم چه می پرسی
 هلاک محنت شب با عجم چه می پرسی
 در افتانم خوش الحانم غزل خوانم چه می پرسی

دیدم بر به راه زنه ماه نشانی
 یوسف لقبی زهره کشتی خرد شناسی
 سرخوش صنی کینه وری ناز فروشی
 ناوک فلکی صفت شکنی فتنه سپاسی
 آه و روشی کبک تکی شیر شکاری
 زرین کمر سبک کلتی نگ قبائی
 عذرانشه خال نهی زلفت کثانی
 شمشاد قدی شاد خوری غایب بوی
 در ملک جفا نگلی دست درازی
 عیار نه خلق کشته زرق نمائی
 خورشید جمال لعلک تیز گذارے
 آراسته باد بے آمدہ گوئی

تسینم بلی سیم تسی سیم دہانی
 آدم تے جے حوروشی سحر بیانی
 مستانه می غمزه زنه آفت جانی
 نازک بدنی عشوه دہی ملک ستانی
 بلبل نفعی ساز دہے مور میانی
 شیرین پسری لالہ رخ و شر جانی
 لیل کشته دام کشتی دانه فتانی
 بیدادگری پردہ دری نادرہ شانی
 در راه دفاست پی سخت کمائی
 فرخا شخرے خیرہ سری شعلہ عنائی
 برجیس خضالے ملکہ جان جانی
 نو خاستہ بند لطر ازے ہمدانی

یعنی کوسلان ابن فلان بن قلابی

تمت از سینا غرضم کیست بگویم

مقطعات
تاریخی و غنیمت
متفرقات

فهرست

ترتیب بحاظ سنین و اوقات

ردیف	تاریخ	واقت	مقطع	تاریخ	تصنیف	کیفیت
۱	۱۲۸۵	مهرگان در شهر میراث	قطعه تاریخ	۲	۱۲۸۹	بر در مکان کنده است
۲	-	وفات سید علی احمد پسر اولین	قطعه تاریخ	۴	۱۲۸۱	
		علی اکبر سید مهدی علی صاحب	ایضا	۲		
		ایضا	ایضا	۶	۱	
۳	۱۳۰۰	تصنیف و طبع کتاب حسین	قطعه تاریخ	۱۱	۱۲۸۲	مطبوعه آخر کتاب مذکور
		ایضا	ایضا	۴	۱۲۸۳	
۴	۱۳۰۱	نامه موسسه جناب مفتی عباس	قطعه نامه	۱۰	۱۲۸۳	مع شریع عنوان از مصنف
		صاحب مقفور	قطعه لغاف	۱	در کتب	
۵	۱۳۰۶	وفات سیدانور شاه صاحب	قطعه تاریخ	۵۵	۱۲۸۴	ایضا
		موسسه مولوی	قطعه	۶	۱۲۸۵	ایضا
۶	-	موسسه جناب مولوی سید	قطعه	۹	۱۲۸۶	
۷	۱۳۰۶	شریف حسین خان صاحب	قطعه	۲۶	۱۲۸۷	
۸	۱۳۰۶	موسسه جناب مولوی صاحب	قطعه	۲۶	۱۲۸۷	
۹	۱۳۰۶	وفات الدنبرگوار حضرت	نقرا	۰	۱۲۸۷	
		مصنف	رباعی	۲	۰	
			بیت	۱	۰	
			قطعه تاریخ	۶	۰	
			ایضا	۱۳	۰	
۱۰	۱۳۰۶	تعمیر مقبره ایشان	نثر تاریخی	۵	۱۳۰	برقیه کنده شده است مع چند
			بیت تاریخی	۱	۰	ماده تاریخی از عزیزان
			قطعه تاریخ	۴	۰	
۱۱	۱۳۰۶	کتاب طبع فرار از مصنف	آیات قرآنی	۰	۱۳۰	بر مرمت کنده است

نمبر	واحد متعلقہ	قطعہ یا چیز دیگر	تاریخ	تاریخ	کیفیت
		قطعہ تاریخ	۹	۵	
		بیست	۱	۰	
۱۴۲	۱۱	قطعہ تاریخ	۵	۱	۱۳۸۶ھ در اسلام و ان طبع شد
۱۴۲	۱۲	قطعہ تاریخ	۶۸	۱	۱۳۸۰ھ مطبوعہ پنجابی اخبار لاہور
۱۴۴		ایضاً	۵	۱	۱۳۸۰ھ ولاریس گزٹ میرٹھ باج
		ایضاً	۳	۱	۱۳۸۰ھ مع ۴۰ قطعہ
		ایضاً	۳	۱	تاریخ از پسران
		فقرت تاریخی	۰	۴	حضرت فرقتانی
۱۴۸	۱۳	قطعہ تاریخ	۱۱	۱	۱۳۸۰ھ مع شریعت ان از مصنف
۱۵۰		ایضاً	۸	۱	مطبوعہ پنجابی اخبار لاہور
		ایضاً	۲	۱	۱۳۸۲ھ مارچ
		ایضاً	۲	۱	
۱۵۰	۱۴	قطعہ	۲	۰	
۱۵۰	۱۵	قطعہ تاریخ	۱۵	۲	۱۳۹۱ھ مطبوعہ پنجابی اخبار لاہور
۱۵۳		ایضاً	۵	۱	۱۳۹۱ھ مع ۱۰ قطعہ
		ایضاً	۵	۱	۱۳۹۱ھ مع ۱۰ قطعہ
		ایضاً	۳	۱	۱۳۹۱ھ مع ۱۰ قطعہ
۱۵۳	۱۶	قطعہ تاریخ	۱۰۴	۶	۱۳۹۲ھ مع شریعت ان از مصنف
۱۶۰		قطعہ تاریخ عربی	۲	۰	۱۳۹۲ھ و دو قطعہ تاریخ اردو از
		فقرت عربیہ	۰	۳	۱۳۹۲ھ ابنا می حضرت فرقتانی
		آیات فرقانی	۰	۲	۱۳۹۲ھ مطبوعہ پنجابی اخبار لاہور
		قطعہ تاریخ	۲	۱	۱۳۹۲ھ ولاریس گزٹ
		ایضاً	۵	۱	۱۳۹۲ھ میرٹھ باج
		ایضاً	۹	۱	۱۳۹۲ھ
۱۶۰	۱۷	قطعہ تاریخ	۶	۱	۱۳۹۲ھ ایضاً
۱۶۱	۱۸	قطعہ	۶	۰	۱۳۹۳ھ مع قصیدہ از شیخ خادم علی

ردیف	تعداد	واحد متعلق	قطعه ای دیگر	تاریخ	تاریخ	کیفیت
۱۶۲	۱۵	کتاب امام زاده شریف صاحب قطعه تاریخ	۳	۱	۰	بروز امام زاده کهنه است
۱۶۳	۲۰	مرحوم و آقا شریف صاحب قطعه تاریخ	۰	۲	۰	۱۲۹۳ هـ
۱۶۴	۲۰	کتاب قدوسی سیاح حسین حرم قطعه تاریخ	۵	۱	۰	۱۲۹۳ هـ
۱۶۵	۲۱	وفات حاج میرزا غیب علی خان فقرات تاریخی	۰	۳	۰	۱۲۹۵ هـ
۱۶۶	۲۲	صاحب مرحوم رئیس شریف صاحب آیات قرآنی	۰	۰	۲	۵ کتاب بر شمس مع ۳ قطعات تاریخ از فرزند حضرت فرستانی
۱۶۷	۲۳	وفات والده مرزا احمد صاحب قطعه تاریخ	۵	۱	۰	۱۲۹۹ هـ
۱۶۸	۲۳	شیرازی وفات شیخ جمیل الدین صاحب قطعه تاریخ	۰	۱	۰	۱۸۸۲ هـ
۱۶۹	۲۳	وفات شیخ جمیل الدین صاحب قطعه تاریخ	۳	۱	۰	۱۸۸۲ هـ
کل قطعات			۲۲	۵۰۴	۲۲	۱۸۸۲ هـ

فہرست متفرقات

صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	مصرعہ اولیٰ	مطبوعہ	کیفیت
۱۶۸	۱	دل بر جهان نہ کہ دل آزار جو فاست	۱۱ بند ۱۱ بند ۱۱ شعر	در شہ برادر زادہ خود سید محمد ابن سید محمد علی صاحب معن عنوان وودادہ تاریخی
۱۷۴	۲	دگر بارہ دلخ کن تازہ شد	۳۳ بیت	مطبوعہ پنجابی عنوان غزلیات اردو ۱۸۷۹ ۲۰-۱ اپریل
۱۷۵	۳	شیخ نامسلمان ست	۱۵ بند	ایضاً مٹلی ۱۸۸۰ء
۱۷۷	۴	مردہ وطن خندہ زور صفی کہ رستیم	۲	
۷	۵	دگر ای بل معنی غلزم معنی بوش آمد	۲	
۵	۵	این بیاض دیدہ حیران ماست	۱	
۷	۵	اے ابریا ز تاجہ داری	۱	

کل ابیات ۱۳۵

۱- کتبه - ماده و قطعه تاریخی تعمیر مکان خود و وقت شهر میر ط

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دیوان خانہ منیع الشان

۴۹ هجری ۱۲

چون کفایت علی آن قدوه سادات انا
ساخت این منزل بدین الشرف نور چرخ
بدوکاری و توفیق خدای دو جهان
گفت فرقانی ما منزل فرخ ارکان
۱۲ هجری ۴۹

۲- قطعات وفات سید علی احمد ابن جبارم معظم سید مهدیعلی صاحب قبله
هوالباقی

وا حسرتا که شعله دود و وقت مجسم
مشکین گلے بشاخ و عابر دسیده بود
در کار قلب و جان و جگر گشت ایدر مرغ
بادی وزید ناخوش و در گشت ایدر مرغ
شام سه صباح پدر گشت ایدر مرغ
بنی شلخ و برگ بی گل و در گشت ایدر مرغ
سوی بهشت راه سپر گشت ایدر مرغ
مهدیعلی جدار سپر گشت ایدر مرغ
این باد قهر چیت که ناگه نهال شوق
یعنی علی احمد از بن سیر خاکدان
آپش هم بر کشاید و بر مسم بند کسی

تاریخ و سال چیت بگویم بحسب حال
همان مقبل آمد و برگشت ایدر مرغ
۱۲ هجری ۴۹

فہرست متفرقات

صفحہ نمبر	آیت	مصرع اولی	تعداد اشعار یا بند	تصنیف
۱۶۸	۱	ہر دم غم دل بر جان منہ کدال آزار میوفاست	۱۱ بند ۱۱ شعر	در شہ برادر زادہ خود سید احمد ۱۳۸۶ھ ۱۳۸۶ھ ۱۳۸۶ھ عنوان و دو مادہ تاریخی
۱۶۹	۲	دگر بارہ داغ کمن تازہ شد	۳ بیت	مطبوعہ پنجابی اخبار لاہور ۱۸۴۹ھ ۱۰-۲۰ اپریل ۱۸۴۹ھ
۱۷۰	۳	شیخ نامسلمان ست	۱۵-بند	ایضاً: مثنوی ۱۸۸۰ھ نوری طرافت آمیز کتب افغانستان
۱۷۱	۴	مردہ لطیف خندہ زہ بر صفی کد رستیم	۲	
۱۷۲	۵	دگر ای دل معنی غلزم معنی بپوش آمد	۲	
۱۷۳	۶	این بیاض دیدہ حیران ماست	۱	
۱۷۴	۷	ایضاً: اے ابریا رتاچہ داری	۱	

کل ابیات ۱۳۵

۱- کتبه - ماده و قطع تاریخ تعمیر مکان خود و وقت شهر میر ط

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دیوان خانه فیض الشان

۴۹ هجری ۱۲

یعنی کفایت علی آن قدوه سادات نام
ساخت این منزل بیت الشرف نور چرخ
بدو گاری و توفیق خدای دو جهان
گفت فریقانی ما منزل فرخ ارکان
۱۲ ۴۹

۲- قطعات وفات سید علی احمد ابن جیام معظم سید مهد علی صاحب قبله
هو الباقی

وا حسرتا که شعله و دود و وقت مجسم
مشکین گلے بشاخ و عابر و مسیه بود
مادر رخصت پیرهن صبر چاک زد
این باد قهر چیت که ناگه نهال شوق
یعنی علی احمد ازین تیر خاکیان
تا چشم بر کشاید و بر مسم هند کسی
در کار قلب و جان و جگر گشت ایدر نیغ
بادی وزید ناخوش و در گشت ایدر نیغ
شام سیه صباح پدر گشت ایدر نیغ
بنی شلخ و برگ و بی گل و در گشت ایدر نیغ
سوسه بهشت راه سپر گشت ایدر نیغ
مهد علی جلاز سپر گشت ایدر نیغ

تاریخ و سال چیت بگویم بحسب حال
همان مقبل آمد و برگشت ایدر نیغ
۱۲۸۱

منم شمش دور سپهر فرستانی
سین و اقله اهل بمیرد علم

که بر سر صد ازین سوگ و در دوشتم بر رفت
بشت خانه انوس - نور چشم بر رفت

ایضا

علی احمد آن ولایت گشت
در یفا که شد پست نخل اُمید
بدی چار سر در تماشاگری
قصا کرد و شد بنبر سال فوت
نشان گرچه دادم ز تاریخ و سال
ولی طبع ناقد بدین چندان

چو باد گذار اوقات سحر
بیشانده برگ و نیل ورده بحر
ولی از مه چارده خوبتر
نصیب پدر و دوداغ پیر
درین قطعه و قطعه های دیگر
نبوده است خرسند چون بے هنر

قَوِّیْ بِاللَّهِ رَحْمَةً مَّا لَكَ

بِتَارِیْهِ نَوَاسِتُمْ مَخْصَر

فَلَنُحْیِمَنَّ وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

۳- قطعات تاریخ کتاب سیف حسینی مصنفه مولوی باقر علی مرحوم

میوه باغ نبی لاله راغ طلع
شیر صفت کر بلا قسریم ابتلا
رفت در و دسالیان دغم او هر زمان
جوتی ازین ابلهان مشتی ازین گمراگان
رفته بر آن کین بنگا بر شدا اے بلا
مولوی باقر علی طو و غنی و علی
حالم فرزانه دل فاضل نخواست گسل

چشم و چراغ زکی سید گلگون کفن
کشته تیغ جفا خسته رُج و حن
دیدہ ایمانان لُجبه صفت موجه زن
جمعی ازین اکهان عکس کتاب شنن
شرع نادر و اگر د مصائب تن
ناصر حزب ولی کُسر و خیر شکن
هم زریا منفصل هم بصفا مقترن

کرده نگارین ورق جلّه آن صدق و حق کوشش مشکور او کلک سلحشور او بسکه زعفرانیش با همه نادانیش	بسته طریق لطف برفرق راهزن رایست منصور او برده بخرخ کهن بردل نورانش برزده بوی سخن
خواسته بر ختم سال و رقم زد مسلم سیف حسینی علم گشت بوج حسن	
برش بائے سیف حسینی به بین جهاد مسلم کم دشمن نیست چوپیداست بر عقل دانش گرای رستم گشت از بهر تاج طبع	که اعدای دین را سرکین برید شکست اندر آمد بآل دیزید که این نیست بی عون شاه شهید غزای حاتم حسین و حمید ^{۱۲۸۲}
۴- قطعه نامه موسومۀ جناب مفتی میرعباس صاحب لکهنو -	
این قطعه شکسته بسته و این گنجه تاجرسته که بزبان بی زبانی و بنان بیچرانی گفته و بنشته آمد در خدمت اعلم اناس مفتی میرعباس صاحب رسیده باو بلکه بخودی خود معرفت خود بودن خورشید را بگل اندودست امیر شیبۀ اهل روزگار که گل را زخار و مهر را زار باز دانند بغضای و آمان بنجۀ سرباز تحذیر نبیدی نموده شد بر آستان حاجی بخشایش آرد و خرد و گیرند حسبسی الله لا اله الا هو علیک توکلت و هو رب العرش العظیم من العبد الضعیف المستهام الفانی سید احمد حسن فرقانی - ۲۴ ذی قعدة ۱۲۸۲ هجری من بلده لکهنو نخاس منزل مولوی سید اعجاز حسین خا لصاحب دامت سلامتکم	
ای محک نقد دانش مفتی بالغ نظر زمین جان من سرزد هوای دیدنت آروغی کارای بخار سیدم هم برادر بزم	کز ره شهرت علم بر آسمان بگذاشتی گشتم از دلی روان کردم بچنت اشتی در لباس زنده بر عادت نه از ناداشتی

دو که چون خورشید روز سوی مبارک استی این کنند از چند سر بر آسمان امیراشتی دیر زنی حق مروت را نگو بگذاشتی این قدر نامردم آخر چهره پنداشتی بحر معصنه بوده ام تو سائلم انجاشتی چشم مر سادت که چشم لطف خوش بگاشتی	حاجی آسا چون طواف خانه است روداد من ندانستم که با اهل مهر اهل مهر جفا باید برینان باغربان التفات مرد من نبود ز مردم بر شکستن بی سبب الحق از طبع روانت بس شگفت آید مرا خاطر مرا چشم اخلاقت نگاه می چشم داشت
--	--

هرزه لائی چیت فرقانی پس از گفت شنید
 دم وزن از قصه چون بازش بمشرداشتی

لقافه ایضاً

در حضرت عباس رسان این قرطاس اگر سربلای از من مسکین بالراس	ای باد اگر طیب دلم داری پاس گویش که دارم سر مهر تو چنانکه
---	---

۵- قطعه تاریخ و قات سید نور شاه صاحب مرحوم

در تعزیت زبده ارباب ملک و ملک عمده اصحاب دین و دؤول رافع ابیته خیر و سعادت نامید
 الویه زهد و عبادت - سر حله سادات مشرقین آغا سید حسین بهبانی عرف سید نور شاه
 تحصیلدار ملک پنجاب رحمة الله تعالی علیه

ای درینا اے درینا اے درینا می شنید مستند محشر در خیمه مجتهد شد آن سپس روزی سه چاره	الامان از جو رگردون الامان اینک اینک نمیش خود در عیان معتقد هم رخت برد از خاکدان
---	---

الحق این باشد در رسم و قاف
یعنی آن سرچله اهل صفا
تا جبار خاصگان روزگار
مقبول و آزاد مرد و نیک خو
عابد و پرورش گرو طاعت گال
مستوده ابرار و احرار عبس
بیعدیل و بے بدیل و بیستیرین
اختیار بر برج اعتلا
وصف او بیسرون زیزان یقین
هم بیان شمشج حکمت رافیل
اصطاعش قافله در قافل
از لبش روی زمین و یحان فروش
خاضعی با سپیکر او هم قبا
از معانی و مشکوه و مستجاب
گیتی از زمین لقاش تازه رو
طبع او انداخته صد گنج را
بحر و کان از جود او انداخته خوش
هم و قارش کوه لیکن بی
شور فضلش خاوران تا باختر
نی کس را این چنین رفعت نه جاد
در فضائل پیش رسته از سلف

شاید آری اقمند اکرون چنان
پیر و میر صادقان و راستان
پیشوای راست کیشان جهان
کرم و راد و جواد و مسربان
زاهد و شب زنده دار و صبح خوان
مغفور و سرور فقره مند و ستان
بے نظیر و بے مثال و بی قران
گوهر شہوار درج کن بکان
مرح او انزرون ز کمال گمان
هم بنانش فیض بخشش رضوان
امتنانش کاروان دکان
وزوش با صبا عنبر نشان
مردے با گوهر او هم عنان
زیر این پیروزه گنبد آسمان
حالم از فیض وجودش بوستان
دست او پر خست صد گنبدان
ز رویم از بذل او اند رفغان
هم ضمیرش بحر لیکن بی کران
صیت ملش قیروان تا قیروان
نی کس را این چنین سیرت نه سان
در شمائل یاوگا راز پاستان

شیمی و شیمی نواز و متقی
 نور چشم مصطفی و مرتضی
 خاصه با مظلوم دشت کربلا
 عمر را در ماتش بگذاشته
 گشته افروز شاه در عالم علم
 بت و خیم از ربیع اولین
 یک هزار و دویست و هشتاد و چار
 در وزیر آباد پنجاب اسے دریغ
 بشود انا و زان پس راجیون
 آه کن خویشان و پیوند تبار
 اگر چه در بخالتش آن نیک نام
 قطع شد دلخواه حسن خالت
 گریه بالینش کسی نبود چه عیب
 عاشق آن باشد که در فرجام کمال
 بس کن ای فرقانی شوریده رای
 در دودار غجاودان و ادت حسین
 یارب آن بیچاره محسوم را
 کردگار خود تو دانی کان می شد
 چون نیست را گفته اصل عمل
 و انگهی این روسیه را نیز هم
 قائم از لطف پنهانی فرست

حجت دین حق و معجز بیان
 شمع جمع و آفتاب خاندان
 چاکر سپید و سر باز نمان
 نه ز خنجر بیم و نی باک از نمان
 حضرت سید حسین ^{بهنیان}
 روز یکشنبه بحکم کل فنان
 بود تاریخ و دو چیل از سالیان
 آن مسافر را منسرا از آمدن آن
 گریه و گریه محبان بان و بان
 کس ببالینش نه از پیر و جوان
 نیست شک نزد مرد کاروان
 زین سفر در کوچ و مرگ ناگهان
 یاد کن از میر شهبان چنان
 بر زنده نگاش بهار دستان
 پر سخن بودن زیان دار و زیان
 در کم کش در دو دل ^{۱۲} ^{۱۳} غجاوان
 آرزوئی که بلا بودی بحبان
 حکم تست این نیست تعصیر فلان
 در جوار روضه جدش رسان
 از مضیق هند نارسه وار بان
 تا بدور کوئے جانان موکشان

آرے آرے از پے دیوانه را	سلسله یار تار و پارسا
گو مباش احوال من پذیرستی	نستیع در پذیرای مستغان

۶- قطعه موسومہ مولوی فیض اللہ صاحب دہلوی

بہ بست طوطی طبع لب از سخن ناگاہ	و گر بہ نغمہ درآمد فیض اللہ
عجب و مخلص و کیا و نغز دیا و فروش	خلیل و دوست نواز و رفیق و مہر پناہ
ہر زمین کہ سم اسب قدر او بر شد	نزدیدہ رحمت یاران و مدد صبا چو گیاہ
ز بسکہ بیش از او راہ و لفظہ روشن بود	در آمدش بہ نظر جاہ و نہایت جاہ
نیر و بیج تر و خشک و باز رفت و رسید	ز ہر آل نبی بر سر از فردہ ماہ
بہ بست من نہ بود خدمتی فرا خورا و	چیز نیکی کہ سلمہ اللہ گویم و ابغتاہ

۷- قطعه موسومہ جناب مولی شید شریف حسینی خاں نصیر رئیس جگراؤن پنجاب

من و تو ہر دو در ہم تسلیم ہا	جفت اندوہ و فتادہ در نیم
غم تو چون غم من بے پایاں	محنت من چو بلائے تو عظیم
بروہ گیتی ز دلت صبر و شکیب	من شدہ جو رفلک را تسلیم
ہم بر آن گوئہ کہ ہم سالانیم	دل ما بشکست بیکبارہ و دینیم
آہ ازین کودکہ و غفلت خویش	کہ نہ داشتی آتش ز نسیم
زین پس نیست مرا روی حیات	اگرچہ این حادثہ رسمیت قدیم

۵- نامہ جناب مولی شید شریف حسین خاں صاحب در انتہای شرفاوی باہر وید ۱۲- جناب رطو جاہ مولی سید حبیب علی خاں

۶- نامہ مرحوم جناب مولی شید شریف حسین خاں صاحب قبلہ جناب شمسید کفایت علی صاحب مغفور پدر بزرگوار حضرت قاضی دیراز

این زمانہ را پدر و کرد و مذمت جناب مصنف و جناب مکتوب الیم مرحوم سبق بود و تذکرہ

پیرم رفته و من مانده بجای
و تو تن و دوسر زاری در خاک
این چه حرفست پس ای فرقانی

سرسا دم که گون شدیم
جان پاشش بخت ما و نذریم
مرگ گراید چه رهرو چه مقیم

۸- قطعه موسومہ مرزا دیر صاحب مرحوم لکھنوی

زهی نظم مصائب یگانہ در آفاق
تکستہ کلک تو بازار پیکار از رنگ
نشسته اند معراج گران فضل و هنر
ہزار دست در انکشت کشتکاری
کیک یا فستہ تشریف نکتہ سخی تو
بجز شہادت صادق نمی زنی نفی
دل حسود بلرزد چو خاک نیشاپور
نہ روز و شب سرو کار تو جز بیداری
بگاہ جو دلا زار را بر آزارے
شنیدہ ایم کہ بر آسان و سیرتیست
اگر بر جہ تو در ماند کلک حق یا دوست
فکایتست چگفتہ حکایتی است مرا
کہ رنج راہ کشیدن بآن قوز و سوم
زدن طواف بگرد در تو چون حاجی
چہ بود علقش الا کہ اشتیاق درون

علم بمرتبیہ گوئی و مرثیہ خوانی
بر بردہ شعر تو ناموس صورت مانی
گذشت ذیل تو کس را طراوتسانی
مگر گلشن معنی ہزارستانی
برا لکھان نشاند حسیر کاشانی
ولایت سخن الحق چہ نیک میانی
و میک خاک بروے ورق بھیبانی
نہ کار تو گد و بیگہ جز حسد اخوانی
بگاہ لعل در افشان چو منجھانی
نہ پدہ ایم بروے زمین ترشانی
کو انچہ منکر سگالہ ہزار چندان
ترشج آن نہ گیر و اگر چہ میدانی
دل از دیار بریدن باین تن آسانی
دو دیدہ باز براہ تو پھوشتربانی
چہ بود موجبش الا کہ سوز پنهانی

چسود چونکه غیرم جمال روئے ترا	فلک بکام نگردد همیشه نادانی
سبب حال نوشتم و سطر بپر دم	که دارم تو سر لطف پاسخ ارزانی
گذشت یک سه سال بنی جواب درین	مگر منزلی کتابت نبود فرقانی
شنیده ام که ز خلقان بخلق بیشتری	چرا بجانب مشتاق نامه نتوانی
علی شأن تو پا کرد تو کرد ستم	و گرنه آوردم باج جان خاقانی
فرا ز تخت معانی بحکم عقل امر و نه	منم شکسته کله گوشه جهان بینی
ز دست شانه فلک منت بعد سخن	بری ز صمت گردد غم پریشانی
اگر نه در تمنی هزار گونه غسل	دریده جگر بپوشی خراسانی
بس است این دوستیک لک رهین کم	کسی نگاه و سر محنت نتایبی
برار حال نوشتم نه برودیت و شکر	که اندکیت نمودار هر سر راوانی
هزار سال برافرازایت اقبال	که آیتی بمنز منندی و سخن رانی

۹- وقایع و تعمیر مقبره پیر مصنف موقوفه مسیحی

خبر تمام اب

رباعی

اسے دور سپردل و نیم کردی
با اینهمه محنت نه نشستی از پای
بر حال و پریشان و سقیم کردی
تا حاقبسته الامر تقسیم کردی

۹ یعنی فردوسی طوسی ۱۰ ستاین همه بیت و رباعی و قطعات و آیات و دما دی تاریخی و کتاب مسجد و مقبره و لوحه جناب
پیر مصنف را یکجا در مقطعات گذارستم چون ظاهر است که همه اقلق و بایک و یک و در اندال انتر متعلق این واحد را
در آخر انشائی مشرقانی باید دید ۱۱

بیت

مکتوبه ای برادر به نوای کج که زارم
سخن درست ناید ز دل شکسته بستم

قطعه

نگویم که آشوب گردنده گردون
نجوم که این بخت بد رای سرکش
نخواهم که فرمان تقدیر سابق
نگویم که بار مصیبت بن آگه
بیزدان گر آشفتگی کالج گیتی
ستارم نبرد سی سیم نکردی
بازده حیران ندیم نکردی
اسیر بلائی عظیم نکردی
بست جفته چون حرف حیم نکردی
یتیم نکردی یتیم نکردی

تاریخائی وفات

برادر المرحومین سید کفایت علی
۸۶ هـ ۱۲ هـ ۱۲

قطعه

در سپلوی دل خلید خارے
گر خون دل از مرز کشادم
از جمله حادثات عالم
پدر و پدر نه سهل کاریست
از ماه جمبید بست و چارم
تاریخ ز دل این نوازل
کافروش ز نیشتر بنشتم
گر نغزیه بر جگر بنشتم
تو دین پدر بر بستر بنشتم
کم گفتم و مختصر بنشتم
آدمینم دم حشر بنشتم
واغ عجب پدر بنشتم

ایضا

آن کفایت علی که مانندش
اکس ندیده است از انانث و ذکور

آن بختش چو مرتضی مشهور	آن برفت چو آسمان معروف
گفت خویش از جبابه موج و بجزر	آنکه زی جو داد و بخواهش داشت
مستانه در اضنی و غیو و صبور	شاگرد صابر و کریم و سلیم
چون شهیدان نینوا مغفور	چون سیدان بر نورانی
زین سرای فریب و دار غرور	پاک بودی و پاک اندورفت
از جمید دوم بسال غفور	شب آدین بیت و چارم روز
برگزید اعتناق حور و قصور	بر سر چینهائی دنیوی دون
زنده گردن جملہ اہل متبور	چو عجب گرز نفع و خلقتش
کہ ترا ہم کنند طعمہ مور	پرت رفت باش فروتانی
تاش ساقی دہ شراب طہور	بر روان پدر دعا سارم
سمی کن این سغی کہ مشکور	خواہ تو نسیق و آنکہ از پے او
باد با شاہ کر بلا محشور	نیتش بود بر زیارت جزم

کتابہ ہای مقبرہ و مسجد جناب نشی سید کفایت علی صاحب حرم متوفی ۱۲۸۶
کتابہ محمد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (قَوْلُ اللَّهِ) إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا
(أَصْدِيقًا) وَلَا حَوْلَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَرْجُونَ هَذَا مَشْهُدُ سَيِّدِ التَّوَكُّعِ
موج شرفیات

ترتیب معدن احسان - روضہ قدوس و دوام - مدینہ شش گنج منشائش - مقیم ریاض ہرسم
والایام ارم - خزائن برکات - تفسیر سعادت - آل مینا بر مہر مہر باغ جہد - سلسلہ احوال و الاجناب کفایت
آذکار اللہ السبوح طعمہ العفو - ولقاء فی المنان - بصیرت الانس والجان - نیرانش با باغ جہد

طَبِيبٌ دُرُّ مَنْطُومٍ
١٣ ٥ ٨٦

12 2 29

شب آتینه روز بست و چهار
 پیر مرغان فرستانی
 سر و خریل دودۀ آیین
 باتن ز حسن دار پنجو حسین
 بر رویش اوز پیش ما گم شد
 اے دل از چند سخت کار افتاد
 کایزدش داد و شد همو تاریخ

از جہد دوم بال خفیہ
دامن افشا زین سراے غرور
بکھایت علی صفت مشہور
یا فت تشریف قرب خلعت نور
پس ازین جان ما و صدنا سوز
گر تو اے صبور باش صبور
کایس در بحان و جور و نور و سوز

کتاب محمد

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ عَلَى قَوْلِ الْبَلَاءِ

مسجد کفایت علی گڑھ

بنائے عبادت احمد حسن سید فرقانی ہمارا

بخانسیده علی برادرزاده مرحومی

کتاب در واره مقبره

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بَابُ الرَّحْمَةِ حَيْثُ عَدْنٍ مُقَفَّحَةٍ لَهُمُ الْأَبْوَابُ -
الْبَيْتُ إِصْبَاحُ الْمَقْدَرِ الْأَشَدِّ الرَّجُومِ الْمَلِيحِي

بنے سنگین لکھیا قبر پر تعمیر مٹی کی

پس از مردن دلا کیا چاہیے تو قیر مٹی کی

من سید سجاد حسین ریحانی نبیره حضرت محمدی	من کلام عم متشتم سید افضل حسین شاد
بارگاه منظم	مزار مطهر پناه آل سید کفایت علی
من مقولات سید قطب الدین حسین شافعی	من دیبایات کاتبین لوحه سید مد علی برادران خود
جنت المادعی مقام روشن باد	چوسن عسیم دالم

فاک میرت سنده هزار دوست و هشتاد و شش وانا الباس الفانی عبده الفرقان
وَنَعْمَ بِالصَّلَوةِ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ

۱۰- کتابه مزار ماد مصنف موقوفه میرطه

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَهُوَ مَكْرُومٌ فِي جَنَّةِ النَّعِيمِ
بِحَمْدِ اللَّهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ اللَّهُ بِحَقِّهِ عَالِيَةِ بَرَدِ اللَّهِ إِلَيْهِ يَأْتِي مُضْجِعُهَا

قطعه فارسیه

در یقینا ماد عسیموار و شفقت	که از رحمت نهاد ایزد نهادش
چنان صبح دوم صادق تقینش	چنان خسرام پاک اتفاقاوش
همی شش دم را تغزیت داشت	بوی رفت شام و بادادش
پس از عدت جان را ساخت عادت	و فاشد برقه دانه زادش
چگونیم غره اول میر و سال	کز اغفر با تو ان عقد عداوش
سبک از روز یکشنبه گزاشته	ازین دارالبلال حلت قنوش
هنوزم داغ پیشین بود دل	که دوران داغ دیگر بر نهادش

از بهر دار مشرق این مقبره در سالکله هجری مطابق سالکله عیسوی با و مرده سید سجاد حسین صاحب ریحانی پیر نیک
سالکله مصنف بنام ایشان در انتهای فرغانه است « سالکله هجری در مقبره و در شهر پیر نیک » حضرت فوقانی را در دستکده مطابق
سالکله عیسوی نیک سپردم « در دهانی پشاور در جنوب سید افضل حسین صاحب مرحوم بود و در ۱۲۰۰ در دهانی

نیاید غمیش و فقرانی از تو

احمد از دول زارت دهاوش

دعای بخشش تاریخ آهنگ
 ۱۲۸۵ هـ
 بگو - مورد بهشت پاک بادش
 ۱۲۸۵ هـ

۱۱- قطعه تاریخ طبع کتاب خود سنی به تهذیب النساء

منت از دراکه تهذیب النساء
 رنج دل را نیست زین بهت و روا
 فی عیش و دید چشم به یک پس
 المختل به عیب نیستش
 سال طبعش بشمر رفت آنچه رفت

یافت رنگ رسم در و طی سبب دید
 قفل غم را نیست زین خوشتر کلید
 فی نظیرش بهج گوشه می شنید
 جز یکی کز کلک و فقرانی چکید
 شد هویض تصنیف جدید

۱۲- مقطعات فقرات پاری تازی

مشق تاریخ و قفیه ناگهان محشر نشان دل آشوب جگر سوز جان گل
 قیامت کبری مصیبت عظمی یعنی رحلت جناب ایر کبریکند نظیر نواب علی القاب
 لار و ارل میو صاحب بهادر گور زنجیرل و میراے کشورمند

الغیاث از جوردور دست بجان الغیاث
 سرسبز گل منیم امروز آنچه دی بود است گل
 صحت معارفست در فقر و جود آو
 هر نهالی را که نشاند برب و عاقبت

الامان از گروش چرخ بدختر الامان
 سرسبز خون نیم امروز آنچه دی بود ارغوان
 بر کشد در سالها و ز یاد آرد در زمان
 جز جهان بهر گز که دارد یاد زینان باغبان

هیچ خاطر دیده بے غم زانده فنا
 طعمه مرگ اندر تاسیر حکم کل من
 سیل نر آید بر تاج عنان را نر خراب
 نیست و اتم زان لقب شاید بقارایوفا
 عیش ایام جوانی نیست پایان جز هوس
 سالهای بایش خوشخوردن از درد و غنا
 راز ادا در سپهر لاجوردی در روش
 راستا ز عبرت از کار و بار روزگار
 کو قباد تاسیر در ارم و صبح گزینش
 گرز بهرستم کجا و کوسمان پلتن
 تا کجا رفتند چندین جنگیان نامور
 تا کجا رفتند چندین دلبران نازنین
 بشکفته هر ساله گلهار رنگ رنگ گونه گون
 خواب شان سنگین بر رخاک و سر بر سنگ بر
 نه رود سپیکه نه آید زان وفاداران دخیل
 عاقلان در بند دفع و در درودن بی دوا
 خون خفاکان خورد سپهر آب بی کام و دین
 آن یک نازده گنج و این دگر نالد زرنج
 مرد میدان اجل استی نباشد چاکس
 زمین رباط نامبارک با شلج بی کسی
 میزند وقت گذار تیغ قاطع و مبدم

هیچ گلشن دیده ایمن ز تاراج خزان
 خاص عام و خوب زشت و حق و طیر و جان
 مرگ را بر سپهر بنشاید نه بر مرد جوان
 نیست پاینده از ان جائز علم باشد و ان
 سودفت زنگانی نیست آخر جز زیان
 یکد و روزی گردی باشد ز گیتی شادمان
 آنگاه دار و زمین و گنجیان اندر نهان
 داستان ماند است بس از خسران پستان
 کوفیه و ن جهانگیر و در قش کاویان
 تخت و بخت جم کجا و کوسر و تلج و کیان
 تا کجا رفتند چندین سرداران کامران
 تا کجا رفتند چندین هوشان دستان
 نه زبوی شان نیمی فی زنگ شان نشان
 جز بنفش صور شان بیدار کردن کی توان
 فی خبر زیشان بگوش اندر نه دیدار حیان
 قافلان در خواب ناز و زنگی باد و زان
 ده چه کردی خاک گر بودی و را کام و دمان
 بگذرد عمر الغرض خواه این چنین خواه آنچنان
 گر غنی گریسید رم گریستن گزاقوان
 میرو و سوی عدم هر روز و هر شب کاروان
 میرو و غم سر و دانه همچو ناوک از کمان

همان تو بالار و دو خاک تو آسمی تر و بخت
 گرتن مرده ز پد رود گور تر پسند گیرند
 زمین قیامت رفت بر باد و ستم چار آتش
 وشت و کوه از پای هوی خلق لرزیدن گرفت
 تا جهانت این چنین غم دیده گردون چرخ
 زمین پس امکان ندارد و بیچ دل از روح روح
 در سراق آن نیست خلق و ماه چارده
 آری آری سهل نبود قتل اعظم و لیسرا
 تا سر سلطان و لشکر تا فضل و هنر
 آفتاب آثار و مژده رخساره ناهیده را
 تا ملک شاهنشاه روی زمین و کوه را
 طوف عالم را بسکند جنگ را اسفند
 آنکه شاه کابل و دیگر شهران بهر شرف
 آنکه تیار مسلمانان به واجب داشتی
 طالع اسلام پست آمد با نازین سبب
 آنکه چون در شهر دینی شد بد و عرض پناه
 آنکه از فرسیدم عدل او چون نوبهار
 آنکه از سم شکوهش ترس ترسان میگرفت
 آنکه ز آغاز طلوع صبح دولت تاکنون
 قصه کوتاهی که شرح این عجائب ماجرا

جان من خاک که نیر و ملک و مال و خان و مان
 بین که چون شمشیر رسد از کوب بکست قران
 زمین مصیبت پیرهن و ریشل زده است آسمان
 سینه افلاک و اختر رخته شد ز آه و فغان
 تا زمانست این چنین منجر خفت از جهان
 زمین پس جان زاده بند صورت آرام جان
 سینه من را بد خیزد دیده با پروین نشان
 اعتماد شهریار لعدن و هندوستان
 تا شریف و عدالت با سلطان امان
 آن ارل میوان گور تر خیزل گیتی ستان
 و او رسیع و سلم حبشید و ایا سپان
 کمرمت را آل بر یک عدل را نوشتران
 اندیشش پیش چون کتران خدمت کنان
 آنکه دادا سلامیان را شرد و تازی زبان
 زود تر شد از میان فرمانروای جهان
 او فقا و از چشم مردم چاه تو داردوان
 داشتی خرم گلستان را سوم مهرگان
 خس بدخان گرگ پیش پرتو از چوب شان
 بهر شش در مهند نامه مرزبان کاروان
 فی پیروی بیان فی بیازوی بنان

این کتاب به بار نبارد و مستقیم که امیر شیر علی خان والی کابل شرکت نمود و در این کتاب در این مستقیم

پنجشنبه ششم از ماه دوم هنگام شب
 تا سترائے ابرهن کیشی سگے نامردی
 باغے با پاک دین و طلغے در حسیم دل
 ساکن زندان و کیف برده کردار بد
 کافر می نامش مسلمان رو بهی شمشیرش لقب
 ساخته کز کو بهی آمد فرد آن طور حمله
 زخم کار سے بود و منکر در زمان برگشت کار
 کار و خورد و مرد میسیر ما به پنج سالگی
 با دشمن است اسما تا گذرد و ناخبر و
 دست قاتل را نکردی خشک ای بلیا دگر
 آه زین خون بناق وای زین خونخواری
 مویه شد زین رزیت هم رعیت هم سپاه
 ای سران وای همان وای بزرگان وای آفت
 بعد ازین شدت اگر گردون نبوید گوید
 اے درینا آن برو بالا و بال پس لوی
 عقل در مانده است کان مفاکینش چه نعمت
 شرح ختم المرسلین حاشا که این فتوی دهد
 سایه الطاف یزدان است شام و تابش
 حجت من اندرین معنی کتابت و سخن
 غافل تا که نفرمود است لا تشوا خدا ی

در هزار و هشتصد و هشتاد و دو سالیان
 زشت خوی تیره رویی گمراهی ابلیس سان
 طالم ناپاک رای و پدر زاد و بد گمان
 سفره حبس مدام و بسته بند جوان
 غول صحرای پشاور و بوم لعنت آشیان
 از کین که جفت و زخم انداخت یکد و ناگهان
 تن بخون آغشت جان رقت بلک جاوان
 کار دانه رسید آفاق را با استخوان
 کشته بر دست چنین نامرد و دے آنچنان
 صد دیغ و صد منوس و صد نصیر و صد فغان
 داد زین سنگین دلی فریاد زین کین نهان
 خسته دل شد زین بت هم ملک هم دو مان
 کشته شد داری تان سرخیل تان سالان
 بعد ازین محنت اگر عالم نماند گو مان
 اے درینا آن شکوه و فرة و جاویدان
 تنگ و فخر را نباشد ره به بخت بان و بان
 بیگانه کشتن نه من باید خدا قرآن بخوان
 دشمن دین است بتیکت کمال این و آن
 حاضر بسم الله اینک گر گالی امتحان
 بشمرم مسلم مخالفت را چه گوے اعلان

گفتنی **فرقا** گفتی چو تو کس گفت
از جسمل گر پست شخصی چه اندیشه بگو
لا رو چون دیگر شهنان بگذشت ما هم بگذریم

این نباشد جز که الهام خدای مستعان
شد خدیو نامدار کشور بند از جهان
تا قیامت ماند این ابیات خرا در میان
۶۱۸۴۲

وله

قالت کت نامک شته را
گشت بسمل دل هوا دران
مے شیند از سپهر **فرقا**
سال و برگ حساب سال نداشت
اگر تو نتوانی از ره بشتنوب

لرزه افتاد بر تن افلاک
جان عالم فادور تا پاک
تا لاهاس که بترداد را ک
مری می کرد چرخ و گفت چه پاک
هر برج فلک ح رفت بخاک
۶۱۸۴۲

وله

عیش و طرب از جهان براقا
در ماتم و لیراے نامے
فرقا تانی با سنین تاریخ
تا که ز لب مسیح بشتنو

کار عشم و هم گرفت بالا
دل خون شد و دیده اشک بالا
می جست ز لطف حق تعالی
شد کشته ستوده کیش والا
۶۱۸۴۲

وله

نامک السلطنت ز عالم شد
غم و محنت عظیم گشت عظیم
افسر رنجاک زو غور شید
سال هجرت چو خواست **فرقا**

روز در چشم خلق گشت سیاه
صبر و طاقت تباہ گشت تباہ
خون روان شد ز داغ سینہ ماه
گفتم آه ای امیر اعظم جاہ
۶۱۸۴۲

فقرات فارسی تاریخی عیسوی و هجری

رحلت فرخ جناب نواب گورنر جنرل - نواب گورنر از دنیا رفت
۶۱۸۴۲

ارسل میو عالم پرور عالم شہد - ماتم گورنر جنرل سے بدل
۶۱۸۴۲

جل عربی کہ راستا راست بی کم و کاست از روی جملہ ازان
سال واقعه عظیمہ بر می خیزد

جملہ اول قَدْ قُتِلَ أَهْدَقُ الْأَعْيَظِ
۶۱۸۴۲

جملہ ثانیہ قُتِلَ نَقِيبُ الْأَعْيَانِ مَظْلُومًا
۶۱۸۴۲

جملہ ثالثہ عَنَرَبِ وَاللَّهِ تَمَرُّ حَيْدُ عَاقِلٍ
۶۱۸۴۲

جملہ رابعہ عَنَابَتِ شَمْسِ الْأَبْدَالِ
۶۱۸۴۲

ستہ ہجری این قطعات در اخبار انجمنات لاہور و میرٹھ و راجہ شلم قطعات تاریخ مندرجہ ذیل از فرزندان حضرت فرقتانی
ہم طبع شد و بود و تراجم بطور یادداشت ثبت ناہم (روحانی)

از سید سجاد حسین ریگانی فرزند اکبر حضرت فرقتانی

شنیدی انچه ارل میو دید ریگانی	قیامت است بلا شک و ارباب گو
گرفت ظلمت غم خلق را پے تاریخ	ہلاک باقی بناقت آفتاب گو

ولہ

مشراب این دل و فیض مجسم	چشم گریان کجا و میغ کجا
دین و دانش نداری ای گردون	کتفت داو و کجا و تیغ کجا
سال رحلت نوشت ریگانی	نائب السلطنت دریغ کجا

ولہ

ارل میو شد کشتہ ریگانیا	پیا پے فوس و دادم در میغ
-------------------------	--------------------------

۱۳- مقطعات فرحت آیات فارسی

در تنیست و تاریخ شفاے جانفزای و ارشاد تاج و نگین خدیو دانش گوین سلطان ابن السلطان
جناب پرنس آف ولز صاحب بہادر دام اقبالہ و اجلالہ و لیجد قاقان کشورستان
جمشید دوران رعایا پرورد عدل گستر جناب عالیہ ملکہ معظمہ کوئین و کمٹور یاشا ہنشاہ انگلستان
ہندوستان دام ملکہا و دامت ملکہا کہ بحضور جناب قائم مقام نواب گورنر جنرل
بہادر ہند زینب تبلیغ یافتہ

شہنشاہ و ہمان عادل ملک

کوئن و کمٹور یہ شاہ یگانہ

گجو قتل نواب اکرم درہنگ
۱۸۴۶ء

چوپر سندت از سال ابن واقعہ

از سید محمد کرار حسین و حانی فرزند صفر حضرت فرقتی ۱۴

کر لرزے کے یک نخت بیابان چل
جنے سن پایا وین جان گئی اُسکی نکل
کیسبیک کیون ہوئی مست غش غلب خل
ہائے قاتل کی جنا ہائے سنگار اہل
و اے حسرت نہوا ہاتھ باندیش کاش
صبح آرام گئی شام مصیبت سے بدل
بولا۔ دو دو جنم نواب گورنر جنرل
طول بسترین بس تو ہے ماقبل قتل

شرق سے اٹھکے عجیب طر حکم طوفان آیا
جبکو معلوم ہوا اُس کا ہوا دل بسل
کیا ہی مضبوط تھی بنیاد رواق عشرت
ہائے نواب گورنر کا وہ قتل باقی
ہائے قسمت نہ گیا و ارشقی کا خالی
تیرگی چھا گئی آفاق پہ ہر چار طرف
چرخ سے مین نے کہا باعث ظلمت کیا ہو
سال غم ہین اسی فقرے کے مدد و حافی

۱۴- مقطعات اردو سے این نوید صحت را در دیوان اردو سے میر شاکی مرحوم در مقطعات پایہ ۱۴

۱۵- حضور ایڈورڈ ہنشاہ ہندوستان و انگلستان دام اقبالہ ۱۴

بخت بختش و بختش او شاد راے پاکش بے تامل اگرچه دیگران هم ملک را نهند ولی عهدش نکسر گوئی داشت بکار آمد و حای صبح خیزان شگفت آخر ز باد لطف چون گل سزدگر آشیان بند و زشادی بحمد الله که دیگر کشتی حیش ز فرقای شنو سال سلامت ملک اداد و ملکش باد طالع	زبان خواهد خراج آب گل ملک زبان و سود و حق و باطل ملک جزا و شاهای نباشد قابل ملک بنا میزد می دهنزل ملک سلامت جو شدش جان دل ملک رخ هر حای و هر ساغر ملک بناخ سدره مرغ بیل ملک رسید از بحر غم با ساحل ملک شقای بختیار و مقل ملک کزین خوشتر نباشد حاصل ملک
---	---

وله

چشم تسلیم و چراغ سلطنت با صره و طلعتش خیره است خیر ناگهان از گشت چرخ چنبری و چه گویم بر رعایا ز نیچر رفت نیم شب سراننداده بر زمین با نسیم لطف جنبیدن گرفت چونکه عام آمد خوشی و خوشی مکته بس شاه را بل نقطه	آن پرنس آن مفخر جا و جلال ناطقه در مدحش لال است لال طبع او بگذاشت رسم اعتدال هر نفس گشتندی از حالی بحال در دعا پیش خدا سز و بجلال حال شد نیک و فرخ گشت قال اتفاقی شد همان تیانخ سال بگذرای فرقای از طول مقال
---	---

وله

ولی عهدش شقایق است	زبان وقت الشکر شد
--------------------	-------------------

نین جل سنده فرقا نش	بکفا مرض دور از شمه شده ۶۱ ۶۲
وله	
نامور خیس انش نیر تابان پر کش به ز مرض شد کنون سال سلامت خرد	باتن او یکدوم بود مگر رنج جفت پور شهنشاه ملک شفا یافت گفت ۶۳ ۶۴ ۶۵
قطعه ۱۳	
دراعتدار خامی غیند	
سر کند در سر سخن شاعر خامه منکرت ارچه خوب رود	رستم سر زشت را چه کند خط کتاب زشت را چه کند
۱۵ - قطعات وفات جناب میرنایس مرحوم	
اول ذیقعدہ اصغر سالیان آن انیس آن شاعر اردو زبان سوے گلزاری که هشت خلد نام پیرهن را چاک ز دین سوگ صبح دوستانش را قیامت در رسید هر که دیدے در سخن بر میرش ویدہ هر کس را فتادی بر رخ ای در بلیغ آن مرثیہ خوان گویند از گزارش نامور گفتار وے زندگانی کرد قرب چار بست	بمدا دجمعہ از حکم قصن مادح اولاد ختم الانبیا رونا داز گلخن دار الفنا تیرہ شد از دور خنار مسا کتر اش را نصیب آمد بلا صورش بتی که لبیل در نوا روشنش گشتی که نیست در ضیا ای در بلیغ آن خوشنوی خوشا مچو کن از طولیان دلریا در نوا و نعمت و عز و ہبا ۱۳

عاقبت بایست رفتن زین رباط بر طریق مسرور رفتی سال مرگ این همه بگزارد بسنگ تاجه گفت حسب حاله نی کم و نه بیشتر هر چه در گفتار و کردارش خلل	این جمعی آمد روانش را اندا گفتش ای شیرین سخن پیک خدا سیدی فرقانی عزت سستا آه نوحه خوان ^{۱۲۹۱} شاه کربلا عفو کن یا رب بحق مصطفی
---	---

وله

ز پد رود ملاح آل بمیسر هم از دست غم مهر زدست چهرش حقیقت مجازیت هم گفت شاید غمین شد هالش و بیرون خود الحق ز فرقانی اینک شنو سال حلت	چه خونما که از چشم مردم روان شد هم از سوز دل ماه پروین فشان شد بهار ادای مصائب خزان شد ز بهر چنین بار غمگیان توان شد انیس خلیق از جهان جهان شد ^{۱۲۹۲}
--	--

وله

سوی ملک جان زین پنجهی سرای انیس که صیتش لبس حسین ز گفتار شیرین سرش گشت خوش شنیدم ز آزاده راسخستین ز فرقانی غمناک سال مرگ	شنا گستر آل یسین برفت ز هندوستان تا پهن برفت سراخام در خواب نوشین برفت که سالت بمرحس و بشعین برفت بگفتا چه شیوای دیرین برفت ^{۱۲۹۱}
--	---

وله

ز مرگ سید شیو فصیح لکهنو یکسر در یغان زبان آور در یغان شنا گستر	جهان گردید و در چشم مباحش سیاه ایل بند از نوحه لب لیجان بر آزار سینه آیل
--	---

۱۲۹۱ میر غریق مرحوم والد ابید میر انیس مغفور ۱۲۹۲ مولوی سید صدق حسین صاحب کنویری حتم کتبخانه تصفی حیدر آباد دکن ۱۲

چو پرسیدی فرقانی مشوقا فلن سال غم
امیں بچم ماتم شد ازین آنگاہ ایل

۲۷ با قطعات مندرجہ بالا پنجابی اخبار لاہور ۱۹ جنوری ۱۹۱۲ء قطعات آئی البیان از پیران حضرت فرقانی ہم شائع شد

از سید سجاد حسین یحیائی فرزند اکبر حضرت فرقانی

اے دروغ ازورد و آسمان
کشت پنهان ماہ تابان در زمین
یعنی آن آل حسن بد منیر
بی نظیر و بے عدیل و بے قرین
آن انیس خوش بیان شیرین زبان
آنکہ ہر حرفش لبان انگبین
درمہ ذلیقہ ۵ روز جمعہ راند
زی بہشت از حکم رب العالمین
سال نقل از ریکانی شنو
مشرکہ گوی متین اے ہمیشہ

ولہ

امیں آن رطب چین نخل معانی
ہب اسخن لالہ راغ اُردو
سوی بوستان ارم رفت در عنوان
بگفتش بیابیل باغ اُردو

ولہ

بتضمین مضرعہ باعی میر میں حوم

بستر گل پہ نہ کل تک جسے نیندانی تھی
آج آغوش بھدین اُسے سونا ہوگا
یاد آتے ہیں مورخ کو انیس محوم
ہامی جز خاک نگینہ بچھونا ہوگا

این جا قابل ملاحظہ ہست ماضیہ ۲ متعلق بہ قطعات دیر مرحوم

از سید محمد کرار حسین روحانی کہیں پور میر فرقانی

از رحلت امیں سخن سنج لکھنو
دلداد و نیم گشت و خرد و زانک صفت

۱۶. قطعات وفترات تایر کنی

در حال وصال ارتحال شاعر غریب معدوم الشل و انظیر خاصه بارگاه حضرت شبیر مرعے مرزا
سلامت علی بیگ بر تہذیب اللہ تعالیٰ بعقل اند و عینہ و لطیفہ و لغت سائنہ بنابر
یکجہتی و کرامت و تعظیم حضرت آل طہ و سلیم لا غیر از توفہ بقول گراسید از خاطر بنامہ پر وہ آمد

چونکہ قصہ قسمت عالم نہاد	بہرہ ہر یک بدر گران رسید
این دگران را بدر گرا نواخت	نا طقہ با گوہر انسان رسید
تا بچپن تاج سر نقشش	زا ستر چرخ شتابان رسید
خاصہ ترک جمع سخن سنج را	بسکہ در فضل لمیزان رسید
تا بجدی شد گرامشان کزان	کان بر لمیم بدر کان رسید
شنوئی و قطع و مریح و غزل	ہر ہرہ را کار بان رسید
وقتہ از آوازہ طوطی مسلم	گوی زمین در خم چوگان رسید
وقتہ از ان گنج برون از معد	تختہ سوئی گنجہ و شرفان رسید
گاہ ز جادوگری ہند و پارسی	طوطے جا زرا شکرستان رسید
لیکن اگر در نگر و کاروان	حالت و کار ہمہ بتوان رسید
یعنی ازین کار چہ می خواستند	در ہم چندی کہ سلطان رسید

روحانی خزینہ پے تاریخ فوت او

منبر نشین و جان جناب شریف گفت

و لہ اودو

نہا چرخ کی بیداد سے تار و زوقات	کبھی پر غم صفت قوس نہیں ناہی
اس سے کیا فائدہ تاریخ مشاعر روحانی	رونق گلشن فردوس نہیں ناہی

سلا فرودی طوسی علیہ الرحمۃ ۱۱۷۷ مولانا غلامی تھیں سرورہ ۱۱۷۸ حکیم شامانی شروانی ۱۱۷۹ میر خسرو بوی ۱۱۸۰ شیخ سعدی شروانی ۱۱۸۱

آل نبی را نستودند هیچ
 یکدو سه کس گرد و سه بی نوشت
 آری از اینجا که تلم گرفته است
 تا ز در هر در آمد فلک
 نیمه برون زد و ولایت عفا
 بنی امین سلاطین شترق
 مرثیه گویان گزین خواستند
 از خوشی نظم ضمیر و حلیق
 با هر بود اصل هنر نیم کار
 ز دامن الملک بناگه و میر
 گوهر بود از شعرا و زمین
 قائم توفیق رفیق آمدش
 هر شمس و منقبت هر چه هست
 دیدت بولی که نه وید است کس
 پست شد از طبع بلندش حدود
 ذکر جمیلش نصفان گذشت
 در همه نوعش ز گفتار دست
 در همه او حسد نه پنهان سخن
 زاهد و سواد و جوان مرد و راد
 داد سخن داد چنان چون سزید

گرچه سلمان آمد و بهمان رسید
 دعوی مدحت نه بهر مان رسید
 تاج ملک کی سر و هقان رسید
 مرده اقبال بگیهان رسید
 ابر غایت گهر افشان رسید
 بر سر خورشید و خشان رسید
 تشنه لب هر چه حیوان رسید
 راحت احباب فراوان رسید
 یافت تامل چه گو که آن رسید
 فکر توی واحد امکان رسید
 دمبدمش فیض ز رحمان رسید
 بد کنشان را همه خذلان رسید
 بهترش از بهشت حنان رسید
 زه زهش از گهر و سلمان رسید
 صدمت لاهول بشیطان رسید
 لفظ نفیس بخراسان رسید
 هر چه که مشکتمش آسان رسید
 راست بقار و سلمان رسید
 کز کرمش دایه باخوان رسید
 خامه بویاکش بنیان رسید

اُردو ازمین بند کس نشان
 این بود جز که عطا حسین
 هشت و نه سال شبی پیش ازین
 دیدم آراسته بزی بخواب
 تکیه زده پاوشه کز خداش
 چهره من و زان چو سر چارم
 گردی ازان خاک قدم نه فلک
 موبه ازان خبر کرم هفتیم
 حیدر صند رود و بای فیه
 کای عیله امر و که از اهل هند
 لعل عیله شکر باغ شکست
 گفت که داج شناسم و بیر
 گفت و گر گفت فلان گفت باز
 گفت پیر که بے هم چنین
 از پس این خواب شدا زنده تاب
 مرغ هوا بال کشودن گرفت
 دید بے ریخ سفر عاقبت
 بار و گراز پس سال دوسه
 دید عیان انچه شنیدش خبر
 قصه چه حاصل که تیر گشت کله

تا سخن از بهر سخندان رسید
 دولت آنکس که بدیشان رسید
 خواب من را دیده گریان رسید
 کز فغانش مدد جان رسید
 تا خبر فتح چو تر آن رسید
 هشت چمن با گل و ریحان رسید
 لیک نه گردی که بد امان رسید
 لیک نه موجی که بهتان رسید
 کز عدل جان و روحان رسید
 شغلش ناگسری مان رسید
 بر طبق عرض برینان رسید
 بین که قبولش سپه با تقان رسید
 گفت نه کس قصه به پایان رسید
 گفت منت انچه طلبتان رسید
 حسرت دیدار لطیفان رسید
 باز و نارا که طایران رسید
 شوق در او صمت حیران رسید
 رفت و بکام دل حیران رسید
 سینه به سایه مرگان رسید
 نکته جز این نیست که فرمان رسید

تا دگر بیداد به پهلوشکست
 این رخسار به که مبادش اثر
 مستلزم خون موج زوا از هر کران
 گشتی امید غمخیزان شکست
 یار و یو برگ و شجر پاک سوخت
 پرده فریاد شب آهنگ ساخت
 عیش جهان گشت با تم بزل
 سینه شد از تاب جفا زریز
 نایب را قصر برآمد لمبت
 پرده بر انداخت قیامت زروئی
 واقعه رفت عجب دردناک
 میسکه صبر بت را ج رفت
 واسه که شد مصر معانی خراب
 واسه که محنت ز نهایت گشت
 آه که شد تنگ مجال شکیب
 آه که ماند از دوئی مسکین یتیم
 آو خ و آو خ که قضا خوان نهاد
 یارب و یارب که در آید اجل
 مرد و بیهوش شد اس در رخ
 قرب دوسی کرد مصائب شعر
 مرثیه بر مرثیه اش داد دست

شتر از ده بشریان رسید
 جگر ریش نمکدان رسید
 سیل منبر آگند گردان رسید
 صرصر قمر و طوفان رسید
 برق شکر بگلستان رسید
 نوحه برفان سحر خوان رسید
 زرمه آخر شد واقفان رسید
 پر تو متاب بکمان رسید
 حاشیه او هنر بینان رسید
 زلزله با کوه و بیابان رسید
 حادثه سخت گرانجان رسید
 شیشه تدبیر بندان رسید
 یوسف مجو یخفان رسید
 چشم بجز بلیه ایمان رسید
 در و کشور پیمان رسید
 سایه فلک را خطمغان رسید
 سنگ بلا در تودندان رسید
 حرف بقا بر لب نمان رسید
 روضه با تم برضوان رسید
 مایه آتش از حضرت نمان رسید
 نادره بر نادره آیان رسید

کاول آن محله توان رسید	ایرش اذیشه بجائی رساند
باستچه سید شتابان رسید	سال جیاتش ز شمار دلا
سلخ بدور مسرتابان رسید	آخر شب سلخ محرم درست
در مغرسلوت و سلوان رسید	را از زحمت کده مرده ریگ
بے توجه بر جمع پریشان رسید	آه و سیرا ندانے مگر
روز بقا شد شب هجران رسید	غصه ز آفتاب برآور و گرد
روئے تو کانه ز تنق آلاں رسید	کاج که کیبار و گرد ویدے
بوی توکش عطر زایان رسید	کاج که دیگر شدے در مشام
سنگ بر پائیه پیمان رسید	یا انقاف شرط و متا این نبود
زیت چه گوئیم که نادان رسید	رفسته و دیدن بقیامت فدا
بتوجنون سلسله عیان رسید	یا رنما مرتب دوان منا
از عنتم مرگ تو بن آن رسید	هر چه رسد از آتش بموم
بخت دترم بین که چه دیان رسید	بوده ام از دور فلک خود برنج
طاقت صبر دل نالان رسید	تا تو رسیدی بنعمیم مقیم
مرثیه گوئیت بن آن رسید	مرثیه خوان پدرانم بودی
پاک زهر قسمت عصیان رسید	گر چه روانست بحریم حضور
خاصه که لطف از دافغان رسید	هم نگریند ز دعا کردنے
شاد بروی تو که همان رسید	رحمت حق باد چنان میسران
کز دم تو کوثر عطشان رسید	ساغر نسیم و اودت خدای

۱۱۷۰ سال ۱۱۷۰ هجری قمری مطابق ۱۷۵۷ میلادی قمری حضرت سقانی و قلعہ موسومہ مرزاد پیر مروج سے

زہی تغیر مصائب یگانہ آفاق و مسلم مرثیہ گوئی و مرثیہ خوانی -

وزلب مدوح علیه السلام	با دخطابت کشتاخوان رسید
یاد بے بیشتر از اینست	ز آنچه که با شاعر کا شان رسید
تا تو از دست عزم متراد	تا فتد آوازه که دیوان رسید
اے قلم اے زنگی گوهر فروش	ساعت در بستن دکان رسید
از لب تو رشتہ رحمت چکید	شده بد آفاق که باران رسید
گر نه خرد شک دے عزم دار	چونکه بعین یار تو یزدان رسید
با عرب و مان عجم آهسته تر	نوبت فرقانی و فغان رسید
دولت خاقانی غوغا گذشت	کو کبہ صولت خاقان رسید
اے دل ازین شیوه جانی بگیر	بین که جل رادم حسان رسید
خضر چنین گفت برگ و بیر	خضر لبر چشمه احسان رسید
زوفش الیاس چنین کوفش	تن بهرم روح بجایان رسید
گفت امام فصاحتی عرب	مور فصاحت سلیمان رسید
گلن فردوس چنین داد بوسے	شفیة جان بلبل جان رسید
دان مسلم تغزیش نعت در	بر علم شاه شهیدان رسید
نیز ز فرقتانی فانی مشنو	عاشق صادق سلطان رسید
طوطی سرست زبان در کشید	نقش فرداشت بدستان رسید

قطعه عربیہ

الْحَزَنَةُ وَالْحَزَنُ يَحْلِي حَصْلًا
أَخْبَرْتُكَ قَدْ نَصِي دَيْرُ الْكَلَا

إِنَّا لِلَّهِ ثُمَّ إِلَهُ
إِنْ رُمِتْ حَسَابُكَ الْحَقُّ عَلَيْكَ

فقرات عربیہ

قَدْ مَضَى دَیْنُ الْکَلَامِ مَضَى دَیْنُ مَوْفِقِ

قَدْ مَاتَ الَّذِیْ رَحِمَهُ اللهُ الْعَلِیْمُ

اول آیتہ کلام مجیدہ ۱۸۰

(نفسِ کَلَامِ) فَلَهُ حُجَّتٌ لِّلْأَوَّلِیِّ نَزَّاهٌ کَانُوا یُکْمِلُونَ ۝

دوم آیتہ کلام مجیدہ ۱۸۰

جَنَّتْ مَدِیْنَتٌ خُلِقَتْ بِهَا (بِرَاسِ الْحُسَیْنِ)

قطر فارسیہ

چون دبیر ولایت شبیر رفت زی خلد قرب حق جو یار
از نیب نفیر رحلت وی شد زمین همچو آسمان پویان

بر بداهت نوشت فرقانی
انجمن شاہ مرثیہ گویان

ولہ

آن عطار دہن سرد بیرانام کہ نہ بسند فلک چنان ہنری
آن دہشت از زنگا گئے کرد بسخاؤ سخن و نکتہ روری
پہ سحر گاہ سلخ ماہ نخست صفوۂ جان شد شش نگر دہری
شست در آتش چہ و خش و طیر مویہ گر شد چہ آدمی چہ پری

سال برگشت بندہ قانی

دو و پندرہ منیر شمس پوری

ولہ

چه حالت این چه کار است این چنین است این چه دستان
 ز باد تند محنت شام ز نقش گشت شوریده
 گرفت از گرد ماتم آفتاب و ماه شد تیره
 دل نالان که عمری بود در بر شاہ کاش
 دبیر مرثیہ خوان ناصر شاہ شہیدان را
 شب سه شنبہ از سلخ محرم بود اوایی
 بنا میزد بنامیہ سوز زہی شاعر زہے ماہر
 رضای حق مے جستی زہی رضی نمی مضمی
 بخت ای فر قانی نالان ازین سوز و زین افغان
 کہ لرزیدن گرفت افلاک خاک اندر بغیر آمد
 سحر رخسارش از دود مصیبت چو قیر آمد
 چه داند کس کزین آفت چه بہرام دیر آمد
 بدست قمر دست انداز ناگاہیہ اسیر آمد
 حیرم جان باب آمد و جانان صیر آمد
 کہ جانش رفت ز میہی و تنش بوی سریر آمد
 کہ نقشش و لغزش خلق و حسنی و پلیر آمد
 ازان تایلخ پایانش رضی البتہ دیر آمد
 رحیل از حکمت یزدان جان و ناگزیر آمد

۱۷۔ قطعہ تاریخ (واقعہ مرگ حاجی اہد غلام حید صاحب)

حاجی غلام حیدر خوشنوی و خوب منظر
 دریا می جوہر سرد انانی و در پردہ

شاعرین دو قطعہ تاریخ از بانے حضرت فر قانی گوید و در او دہاں با شاعرانہا مناسبت درینجا ثبت افتاد

از سید سجاد حسین ریحانی فرزند کلان حضرت فر قانی

طبع ریحانی نے لکھی تھی تاریخ نفس
 ہائے جز خاک نہ گمبہ نہ بچو ناہوگا

اب نکلتی ہے نئی صورت تاریخ و میر

وائے جز خاک نہ گمبہ نہ بچو ناہوگا

صاحب دل یگانہ مندرائے زمانہ دہ روز تا باقی رفت از جمید ثانی بیرید دل ز عالم بہادودیدہ برہم تاریخ فوت ایشان فرقانی سخن باشد بقا خدا را مانیم مرفت را	مسعود جاودانہ مشہور بہفت کشور کوزین سرای فانی برداشت سایہ کبر اندر بہشت خرم دریافت حورو کوثر بر رسم خط فرقان گفتا غلام حیدر نام وجودیاریا پنج است بیج سبک
---	---

۱۸۔ قطعہ مؤسوسہ شیخ خادم علی مرحوم

خادم آن سرور جی ہستی کہ نامش شد عسل اسم دی باشد ثلاثی معین و لام و یا بہ بین رسم اسمش گز تبرک را اینصدا ت پسند خادم آن باشد کہ از مخدوم بینی ہرچہ است و انچہ نیست چند در مدح ضعیفان گفتہ بزرگہ و ستان نیایش را بر آرم گای خدا	نفس ختم المرسلین مولای من مولائے تو پس بہر حرفی یک اچہ داد متاعی اے تو بس عجب باشد بطریح و عفتاد و اے تو چون شد این معلوم نے جای من فی جائے تو من نیارم خواست عذرا کلک قدر افزائے تو یا دویا بے قناعت خلعت بالائے تو
--	---

مرحوم ہمایہ بود شیخ خادم علی نام۔ واثق تخلص پیرانہ سال۔ جوانانہ خیال بحسب عادت سراپہ ہمینہ بوی عطانہ و نہاد
اولیگار خمس شدہ قصیدہ گذرانید

و موباد

برتر از کون و مکان فرقانی مابائی تو	استخار اناج سراپوش قدر افزائے تو
-------------------------------------	----------------------------------

از سید محمد کرار حسین و حانی فرزند خضر حضرت فرقانی	بزرگوار شیلہ ۴۴ خمر ۳۰
--	------------------------

یا شاہ زمن لطف کی ہو جائے نگاہ تم سے ہے امید بکمل سے یہ قطع نظر	دروازہ دولت پہ فقیہ آیا ہے تحصیل سعادت کو دیر آیا ہے
--	---

۱۹۔ کتبہ امام بابر منصب علی خان صاحب موم کنبوہ دروازہ میرٹھ

قطعه

چونکہ منصب علی خان شیعی
بر فلک برد بید گونہ بناے زیبا
الف از گاہ بکن خوش کد سلامت خوشتر
گشت بلم ز پے نذر امام اشعلین
کہ از ان یافت سناپہ سکت نیت زین
سال شد بزرگ سید مظلوم حسین

فقرات

مجلس خانہ شمس عالم
عزرا خانہ شمس عالم

اہل حاجت را بود رنگ و رت مد نظر
سیر عالم گرچہ گردون قطع کرد این جامہ را
قامت را عہای تو سرور یا ضوستان
خاک را با شد تناسل قدمبوسی عیش
دشت ہم سیراب گرد دال سحاب کرم
چشم دارم از نگاہت ترکتی این خشک را
اوشلائی نفسرتی دارم تو دانی فوی من
بر شلت گرد و افزائی غم سے شود
پس تلائی را غمسی ساز از احاق دو
بر ملا گفتن نرسید و افتاب راہل معطل

کعبہ مقصودہ باشد گلخ گردون ساسی تو
راست آمد آن مگر بر قد و بر بالائے تو
خضم را خورشید بخت چہ ز بایے تو
دست گردون کی رسد براوج خاکپایے تو
بار و مگر گرچہ طبع دریا زائے تو
ای مراد و جهان در ضمن یکایا سے تو
کی پسنداید برامی بدل و بر راءے تو
کے بود و شود بر طبع خرد آماے تو
روشن است از بار صفا این قلعہ پراے تو
میرسد مدوح خیر اندیش بر پایے تو

درجہ البش در کمال تشویش حال و مال سے رسم الارشال کاین قطعہ انشا ہوتو

۲۰۔ کتبہ کچھڑی سید حسین صاحب مرحوم واقع اورمی صنع جان

احمد حسین زبدہ سادات نقشب	دیندار و متقی و عطا پاش و ہرم پوش
دریائے بود و چشمہ احسان و کوہ علم	مومن نواز و معدن ایمان و حق پوش
یک روز بیشتر ز جرب روح پاک وی	پرواز کرد سوے جان ارجی بگوش
کردش نبی خطاب بر حمت کہ مر جہا	دادش پیالہ ساقی کوثر کد خوش پوش
فراق نیا صاحب فاش زمین پیرس	شد جای او بہشت بہمن بشنواز و ش

۲۱۔ فقرات تاریخی و قطعات تاریخ وفات حاجی محمد منصب علیہ

صاحب مرحوم رئیس میرٹھ

خبر کوئے غم - مصیبت خان صاحب - نہر غم	۱۲۹۵ھ ۱۲۹۵ھ ۱۲۹۵ھ
(لے) مساکین کتبہ فی جنات عدن - (احکم) ان المتقین فی جنات	۱۲۹۵ھ ۱۲۹۵ھ ۱۲۹۵ھ
(محبوب طرب) جنات لہم فیہا نعیم مقيم - ان سئل ما یفعل اللہ بہ فقل یفور	۱۲۹۵ھ ۱۲۹۵ھ ۱۲۹۵ھ
حاجی شیرین عن منصب علیخان گنگا	نیکروے و نیک خوی و نیک رای و نیک نام
گوہر بحر فتوت اختر برج شرف	گلبن گلزار عزت شمع بزم احترام
آبروئے قوم کنبور و فنی شہر و دیار	یاورن برانز و ایان نیکخواہ خاص و عام

پہلے از مرگت ۱۲۹۵ھ تا آخر تاریخ ۱۲۹۵ھ بمقام اورمی بکار سرشتہ داری صنع بودہ ایم این قطع تاریخ
را خود از زوج هزار برگ رقم فی تاریخ ۳۰ ستمبر ۱۲۹۵ھ - دہدوان باغچہ دو طہنل خرد سال خود را بیوہ خاک
منووم دہدوان قلعہ زمین بہار عم زاد جوان مرگ من ارشد و اسعد میر سید محمد مرحوم خلف سید
گوہر مصلیٰ مغفور مدفون است - نوے از نشر پاری بر مزار آن مرحوم نصب نمودم (روحانی)
باعتبار خروج مرض ۱۲

هم ز آقا ز شایبش روی در اقبال داشت	گر بکشگر که بدیوان گه منازل گزینام
زان سپس کز طالع بیدار شد تحصیلدار	زان سپس کوضیعت الما کله دی شاد کام
زان سپس کورار رئیس مختشم غلذی جهان	زان سپس کز بعد پیش پیل ولت گشت امام
زان سپس شش ده خدای چند ده یزدان نمود	زان سپس کور اتو تکر نام بودی در انام
زان سپس کانا ز خیر چند زو آمد پیش	کر بلا و عید گاه و مجلس غم چون کرام
زان سپس کاسود کلک نفوذش ز کعبه تا	آنکه آمد زهنون حاجیان تامصرو شام
تا گمان پنجاه و ششش بگزشته ازدوران عمر	خاتم ترویج را شد نامه ختمش ختام
ایدریغ آن مهرورف و لطف مروت و ادبش	یا هم اصناف مردم خاصه باین مستهام
ایدریغ آن حلق مشکینش که بی بذل دم	کردی آزادان عالم را بیک ساعت غلام
قصه کوته چون ببرد خفت و خواهر که هست	نزل سیچونان مین الله اما و را با ایاام
هم از اینجا سال رحلت برد فرقانی برون	گر ترا فمی است دریای بی برادر و السلام
یا رب از بهر خدا و مر تفضله و خاندان	دمبدم بفرست بر خاکش ز رحمت صد غلام

وله

چو منصب علی دوستدار ره	فرارفت خورشید سان در زمین
ز فرقت انیش سال کرد طلب	بگفتا شده زمی هشت برین

وله

حیف صد حیف از رباط خاکیان بر بست خرت	نمک اردوستان منصب علیخان کریم
حاجی و آهسته رای و پردل و هشیار که	پاک کیش و بختیار و دانش آموز و نیم
دت عمرش نباشد چه خوشش سال بیش	آه ازین اندک بقای خاصه با ناز و نسیم
آه ازین تیغ مصیبت کردم الماس گون	چون تلم زد سینه قانی عکین و نیم

ایدل سپاره مصحف بکشا داز بهر سال	بشیران الله عیسیٰ بعد از آن آید عظیم
وله	
قطعه چند گفت فروتانی خان کدام آن محب سرزانه چون به منصب علی رساند و را قصه کوتاه دست آخر خواست کز یک بیت نیمه نیمه جدا نبود از هیچ رو کلمه یا بیش رفت مومن بجنبش جاوید	مبنی از سال جان سپردن خان حاجی محشم طهر از زمان تو چو پرسی ز نام مرد نشان طبع آئنده ره پند انسان خبر از سال دمه دهاسان مان و مان باز گویت بر مان عاشق ماه صادقین شهبان
وله	
سر حلقه احایان شکوه اسلام چون یافت وفات بنده فرقی گفت	منصب علی آن رئیس نیکو فرجام شده ماه سپهر منصب جاہ تمام
بسیاری از متوسلان حضرت در نجابی اخبار لاهور را کتب و شمس قطعات تاریخ وفات رئیس موصوف نوشته از انجمله قطعات ذیل منجانب آثم بود و تـ	
و که منصب علی عالی و تدور جرم جام در و این درد نال و نوحه پیست روحانی سال بشنو مطابین واقع	شد ازین خاکدان محنت بهر تلخ تر در گلوئے است ز زهر خود بهین ست کار ساقی دهر جان بحق دادر و شناس شهر
قطعه دوم	
مرد منصب علیخان بلقب	زین قضا ئے محب بر اشفتم

۲۲ قطعہ تاریخ

در وفاتِ مادرِ میرزا محمد صاحب شیرازی ملک الکتاب بی فریاد

میرزا ایکہ محمد نامست	دو مش نیست بزی را فلاک
مخلص و راد و جوافرد و کریم	دانش آموز غلاطون ادراک
مادرش مومنہ مریم خوس	شد برد خستر شاہ لولاک
نقش تاریخ چنین بست قلم	در کف خاک بنیان باد پاک
بردعاً خستم سخن اولیٰ تر	عَفَرَ اللَّهُ لَهْمَ حَمْدُكَ ۱۲

۳۳۔ جملہ قطعہ تاریخ وفاتِ شعیبیل الدین صاحب مرحوم
ہجرتِ خلص مالک اخبار لارنس گزٹ میٹھ

جملہ

بہر تاریخ سال روحانی	طالب رحمت خدا گفتم
----------------------	--------------------

ایضاً اردو

منصب اور بعدہ علی خان نام	کچھ خوب ہے کہ کیا ہوئے ایدل
اُلفت آسا اٹھے زمانہ سے	گم لبان و قا ہوئے ایدل

کیا کے سال فوت روحانی
داخل خلد جا ہوئے ایدل

غارت جدید مرگ	
قطعه	
از خاکدان فانی سوئے ریاض رضوان زین داغ سنگ مطیع خون شد دیش چو مریحان دانا نماند ماند ذکر جمیل ^{۹۹} _{۱۲} بر خوان	رحلت فدا و ناگه منشی جمیل دین را زین درد روز نامہ چون شب سیاه پوشید تاریخ او چه پر سی سرتانی حزین را
مجموعہ قطعات تاریخ	
تاریخ اردو کے وفات حضرت بھراؤ آفرید ان شاکی باید دید	

ترجمہ ہند موسوم بہ رزم غم

۱۲۸۴ھ

وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ حَزَنِ الْأُمُورِ

این طغرائی الملقب بہ رزم غم تا از روی لفظ و معنی حول و حال برگزارد و خواب ایست کرد
 رشامی و مناحتہ راحت جان روح جهان ماہ دو ہفتہ ہفت سالہ ہشتی روی مشکین گلاکہ اصل
 سیادت فرح سعادت غرق رحمت سرمد سید احمد ثمرۃ القواد و بضعة الکبد و بعض القلب
 برادر کا مگر ہمدی علی سید اخلف اللہ علیہ و احسن الیک خلف الصدق شمس القبائل
 بدرالاولا و الاخر والا وائل شرف الاسلاف کف الاخلاف عمر دراز علی سید سقاۃ اللہ تعالیٰ
 شرباً باطھوراً و لقاۃ نصرة و سروراً از جراحت سینہ و ریش درود العبد المضعیف
 الذلیل المستیکین الفانی احمد حسن سید الفرقانی آنالہ اکمال والا مانی
 یتیم یتیم حضرت سانی المراتب حلی المناقب مستمع المکارم منبع الفضائل و الفواضل - روسے
 خاندان پشت جانیان فیاض مطلق - جواد برحق الیہ المطنوم المفوم المکتوم المرحوم
 کفایہ علی جعلہ اللہ تعالیٰ من ورثۃ الجنات و تغمد بالعفو و الغفران
 فرو چکید - و در سر دہہ سوم از شہر شوال و تاریخ و سال ہزار و دویست و ہشتاد و ہفت از ہجرت
 در میرٹھ شہر صورت رقم یافت و ما توفیقی الا باللہ

چون او ہر آنچہ ہست و در و حہ فقا
 تا این دمان کہ ہستی بے نستی گراست
 میرد جوان و سپہ اگر میر و گردا
 فی برگزاف قامت گردون و دن و گدا

دل بر جهان منہ کہ دل آزار یو فقا
 از بد و آفرینش عالم نگاہ کن
 دیوار عرش شکستہ دار کوتہ ارداز
 از روی خاک گوہر جہانہا فرا چند

۱۔ پیندیا نامہ بنام سید مد علی صاحب دانشای فرقانی مشہر ترقیت این فرزند ۱۰

برہم طرف کہ روئے نہی دایم آفتیت پیوستہ روز سنجی و شب برکشد علم پایان دلخوشی چہ بود شکستگ سر و یکہ بینیش لب جو بارخوش چون دست مرگ حلقہ ز نبرد حیات گرز انکہ نگر وے بدروع فلاسفہ	در ہر ہے کہ کام نہ کام اثر دہاست آن ہر دہ و آن بجائے وہمہ عمر مابکاست ہر عافیت کہ در نگری عاقبت بلاست گرد پس از دور و زنجاک سیاہ راست سعیت ہمہ تباہ و امید ہمہ بیاست مایم مرگ را و بقا مرشد ایراست
--	--

فانی ست جملہ عالم و مانت تمام حی
 ہر کم کل نفس و ہر بان مانت

ہر گردشی کہ گنبد گردان کند ہے بیار و سفان بچہ اندازد و سپس مہر و وفا اگر ہے جان نہ بینیش دستان ماباد نرسید و او ہمہ دہمای مایر آتش حسرت کند کباب ہر دم چہ سبزی خوش نود میدہ را بسیار خانہاے ہایون بناے را بسیار نازکان تنم سگال را بسیار زلفسای تارے نژاد را بسیار چشماے ملائک فریب را	اندوہ مایکے بد و چندان کند ہی بر بیدلان رواق چو زمان کند ہی نیزنگ و جنگ ازین دزدان کند ہی بند و فریب و حیل و دستان کند ہی و انگاہ خیل حادثہ مہمان کند ہی در خاک پی سپردہ و پنهان کند ہی خور و خراب و کند و ویران کند ہی اند و بگین خستہ و پیرمان کند ہی در ماتم تب و پریشان کند ہی برد ووری بصر گھر افشان کند ہی
--	--

از خیر سپہر را نجات نیست
 در مرکز زمانہ تنی را ثبات نیست

کو تو گلی کہ از دم باو خزان زرخیت زین سر بر بآن سر عالم کجا سرے کو ابرو سے کہ بر بزم این دو در باط یک مرغ را نہ نیم ازین تازه بوستان پر درده شد باب عنایت کدام تاک روزی نبود کا حتر نا خوب دحر کوس ایجا بکوه پایہ رامش کہ شد بخواب دست ارادت از لی جمع یاروش ای باغبان۔ دمید گلے کان نہ پیرمید تا کی ز حبش نالہ و اعلام آہ چسند	کو شبلی کہ رنگ نفیر و فغان زرخیت کا آخر سپر گرد مصیبت بر آن زرخیت از نیم تر کتا زہل رخت جان زرخیت کش تا دور روز صاحتہ بر آشیان زرخیت کا انجام کار منچہ خون زان زرخیت زہر اسب غم بکاسہ پیر و جوان زرخیت کش سل فتنہ از بر سر نالگان زرخیت باد مات پیکر خوابان چنان زرخیت یا غنچہ شگفت کہ اندر زان زرخیت جو قی از ان چو بر این لسان زرخیت
دستہ تیرود کہ ز پاپش در آورد بر جاسے او خدا سے مگر دیگر آورد	
گرچہ سپہرے نشو و سیر از تم گر بکھڑو گوش منی قصہ مرا یعنی کہ بر باد من قندی ہڈے امسال طنفہ راقہ رفت از قضا روشنتر گچہ می طلبی جان گزانت فرزند ناز پرور و مہروی و مسکن تہا عیش بچشم خرو تا خوش آمدی یاب چہ دید از پر سو گوار خویش بہادر و پر نہ بہت بود و شد روان	و رچہ وجود را نبود پای با قدم دارم حکایتی چہ حکایت جہان غم بر جیس را می و مہر پسند و نکوشم کز شجہ آن بہ فوجہ در آید لب قلم زمین در دیکرانہ نگہ کیفیت و کم بگزید بر کتا رید رحمت و ظلم جان و متہ را و صبر پر شد باو ہم کا و دروے گرم سوے جد شتم فی مہر و سلم و نہ توید و فی رحم

میکین پدر بلوچ که حسان پدر مرد	او در کشیده دم نه لب لا و نه نعم
بستش زبان بگوشه چشمتی نگاه کرد زان چشم روز و چشم پدر را سیاه کرد	
کردی اشارتی که نکرد زبان من دست ای پدر به اوز من دیر می شود گر خاک بر پر اکنی و گر بس زنی دیدم ببا که رنج سپردن رها بگذر ز زلفت من و آنجناب مملو در گند کاری غریب رفت ز ناگاه ای درینج این بود سر نوشت من ای باب نهنگار موری نخواست بر تنم آزرده مادر م اگر قاصدے رود بطن بادیر شما همسایگان من چو پیر سندا اجرا	در حلت است جان ز تن نتوان من من واپس نگذشت ز پل کاروان من من بعد جزیر چشمتی بینی نشان من اگر بودی از سفر ناگهان من بهر شمع روز جزر ایشیان من نزد دولت گذشت نه انگل من تو پیشه کن صوری و مگر می بجان من اکنون بیابین جسد بی روان من گو یک بیک سلام ده از زبان من ز نهار حرف حرف بران داستان من
و آنکه گفت آرزوی خانه با من است آیم ز سر گذشت کنون عذر روشن است	
سر زو ز جان بنده بحدی هوا سے تو بر بود و گرگ گریه تیغ برگ ناگهم گر چند روز دیگرم اینجا بادی درنگ اے کالج ملت بی تا بگشته چون بسنده بر میان بجزر بستی مگر صبرای پدر که کار دست من تو رفت	کافقادم ای پدر وطن ای برای تو حسرت برم که سیر ندیم لقای تو ناجستی ز کار و کشتن جز رضای تو تیار دار و یاور و محنت ز دای تو چون سایه رفتی بسفر در تنهای تو من بار بر نهادم و با دایقای تو

آن خواهر عزیزم دوا وسط برادم تیمارشان بداروزشان سایه واگیر تاچار مهر بسته برایشان بهیگنی بپذیر عذر ما که ز حجب آن گزینیت	اگر من شدم بوند علاج عنای تو بهناد در کنارت تو این دجسزای تو تا بگو که وارد دل آشفته رای تو همواره پالیز تو باد احسان رای تو
زینا نکه دوا ز اول ذن دُر و ساقیم خوشنود کن بخت مهر روح باقیم	
این گفت و رفت مازمجه نزارای دریغ سرویکه آب یافت ز غونا بیدیا بریکه بود طلعت اور شک آفتاب پوریکه بود صورت او ماه چاره آوخ ازان لطافت و رعانی کجبال فریاد ازان کرشمه و غنج و دلال و ناز آن پسته شکر شکن در فروش بود افسوس آن دساعی سین بازوان آن گیسوان و لکش و دلبند یا سفت آغوش دیو سگین قسبر الحذر را	صد بارای دریغ و دو صد بارای دریغ در خاک و خاراخته نگو نزارای دریغ پنهان بکنج گور و بن عتارای دریغ منزل گمش بیان شب تارای دریغ وان جلوه شاعلی و رفتارای دریغ وان خنده و تمیم و گفتارای دریغ وان غنچه کز سخن شدی انگارای دریغ وان شکل و ابروان کمانارای دریغ وان چشهای سرخوش میارای دریغ وان کودک فرشته نودارای دریغ
یار سبب تنی که خار نهادی گل ترش خشت است و سنگ زیرش بیکه برش	
زارای پسر نمیده جهان از جان شدی چشم که در حال تو ای شاخ گل رسید ای آفتاب برج سعادت چه رونده	آه ای جگر که در جگر خاکدان شدی پیش از بهار وقت سموم خزان شدی کز چشم خلق وقت سحر که نهان شدی

یودی امید وادی مسکین پر ریه چون وقت شد که پشت پر گرد و از تور جاناگر مال پدر شد یقین ترا ای در خون دیده و دل آمدی بحیب گوشه کجا که بشود افنا ترا ای نخل آرزوی پسر در سر آمدی مارا جنیت ز هجر تو اینجهان	حشش نگو زاردی و خوش چنان شدی در هم شکستیش بجهان و میان شدی یعنی که هفت سال چرا میمان شدی و آسان چنان دست پدر ایاگان شدی اندر دهان گور بشکل زیان شدی ای سود زنگا نه مادر زیان شدی تو فارغ از همه سوی باغ جهان شدی
رو باز پس نکرده و زنیو ندیده دام که در جوار زنی آرمیده	
ای لبیل پدر گل مادر بیایا ای شمع جمع و چشم و چراغ جهانیان ای سر و بوستان رشاقه و مود ای فخر نسل و نازش آبا و جان جان نشناختیم قدر تو ای مقبل ازل اندر کتاب عم تو قافی حزن تعلیم رایج و بیج اینکست پدر گر زانکه نیست بر پدر و مادر سری اوسط برادر تو عیال ناله میکند اے احمد از برای خدا بارگی مران	اے نور چشم و نور معطر بیایا ای در دیش و سال تو کمتر بیایا اے جان محض و روح مقوی بیایا وی اصل پاک و عرق مطهر بیایا اگر میتوان کرم کن و دیگر بیایا سطریت و دینام تو بس گریایا بخرید کلک و مصمت و دفتر بیایا بخشای بیظنم خواهی بیایا کای پشت دل سپناه برادر بیایا ای سید از برای پیر بیایا
ای دل بیایای تو نبود مزای او افتاد بر قیامت کبری تقای تو	

دست دعا بر آرد که مینویشد خانه باد	هنر لبین بر آید خالش روانیاد
طوطی جاننش را که ز زنان تن مجسم	بر شاخسار غلد برین آشیانه باد
در منزل لیکه احمد مهدی وطن گرفت	رحمت در آستانه و رحم آشیانه باد
بوده است طفل و نیست ویرجانی	بے جر میش خلاص پدر را بهانه باد
صورت نه بند دارد پس از وی نعل	زاخان خرد او پدرش شادمانه باد
گر زانکه گل پر بخت با تا و گلشنش	در زانکه میوه رفت شجر جاودانه باد
اندر بهشت یاد پسر تابشت هست	واندر زمانه یاد پدر زمانه باد
بار بختی احمد و دخت و برادرش	زمین دود و دود و دود و دود بر کرانه باد
سال از هزار و دویست و هشتاد و هشت	زیبا پسری دل غل را نشانه باد
این شعر و نثر اش لقب یافت در غزل	چند آنکه غنیم بجائی بود در میان باد

تمت مقالتی قضی الامر السلام
صلوا علی النبی و اخلافه الکرام

مثنوی

دگر باره داغ کمن تازه شد	شیم بهار سخن تازه شد
زمین و دستان سزده گلشنی	بر عیان شیرازی کنی
نه گفتار زیبا که جاد و است این	نه جاد و که احجاز اژدها است این
دل ترسیده ان هنر شاد باد	حسود سخن کنده بنیاد باد

خمسه

در هزل - نغمه اطفال - و حسین جنگ افتادست از زبان ابل کابل

شیخ نامسلمان است	و عطر زور و بهتان است
بر خلاف قرآن است	کی جادو شایان است
خواب کن سرست گردم	
جوشش خون همان است	دشت چون گلستان است
کابل است تاوان است	این سزای عصیان است
خواب کن سرست گردم	
آنکه آخرش جان است	او نه مژیدان است
بس لیم و کشان است	مرد نیست شیطان است
خواب کن سرست گردم	
آنکه او و لعل خان است	خود محمدش جان است
آدم است انسان است	سوی عدل تپان است
خواب کن سرست گردم	
آنکه بو سلیمان است	خرم است مشاوان است
نان و گوشت بریان است	منتظره من بران است
خواب کن سرست گردم	
میر پاشیمان است	خشم دین و ایمان است
عکس عهد و پیمان است	مرگ قوم افغان است
خواب کن سرست گردم	
هنر مسکنش زان است	او سزاخی زندان است
خوب شد برزدان است	تنگ کلمه خوانان است
سکه بر کوی گری صاحب مغیر قریل «ع» محمد جان حشوی محمدان «ع» داود شاه «ع» یعقوب خان «ع»	

خواب کن سرست گردم

شور عبد رحمان است	جنگ را گریزان است
او چه مرد میدان است	ز ابست را گریزان است

خواب کن سرست گردم

شهر دشت پیران است	کشته خشک پیران است
جنگ با حکیمان است	گوله با چوباران است

خواب کن سرست گردم

رایریش طوفان است	هر که هست ترسان است
تیغ او چپه بزان است	حکم شاه مشایان است

خواب کن سرست گردم

اشوارث آن خان است	کش فلک بفرمان است
فستج خون آسان است	کشته با فسرادان است

خواب کن سرست گردم

روزگر پیران است	صد هرات ارزان است
گر همه خراسان است	انگیزه سلطان است

خواب کن سرست گردم

یل رو بطنیان است	جان و جسم پیران است
این پایه جوشان است	که غلش دیران است

خواب کن سرست گردم

موسی جان نادان است	تال و مال و حیران است
--------------------	-----------------------

کار با سفيهان است	راے رای آیشان است
خواب کن سرت گروم	
درد را چه درمان است	قهر پاک یزدان است
فرد کار خودشان است	دائی دایه اربان است
خواب کن سرت گروم	
رُباعی	
مرد بطن خنده زو بر صفتیکند زیستیم	بر پدران گریستیم بر پسران گریستیم
چون نبود دست مار شته کار و بار ما	آمده بهر حیثیتیم ساخته بهر کیستیم
ایضاً	
اگر ای اهل معنی قلم معنی بخوش آمد	درون بحر معدن هر چه دُبودی بخوش آمد
فرد	
این بیاض دیده سیران ماست	یا سواد طره جانان ماست
ایضاً	
اے ابر بیا رتا چم باری	اے خامه بیا رتا چم داری
تمام شد	

الشَّعْرَاءُ تَلَا صِلَ الْوَيْلُ

طراوت بخش چستانِ اردوئی معالی - نورافروز زم بیان و معنی - دریائی نزہت و صفا و پاکی

اعنی
دیوانِ شاکِی

از

رسماتِ اقلامِ خاتمِ اشعارِ جنابِ علامہ سید محمد حسن شاکِی بانیِ فرقانیِ حجتہ اللہ تعالیٰ علیہ

ہر مینشی عسید کمال حسنین جلالی ابنِ جنہر شاکِی

لمصنّف

دگر باره داغ کهن تازه شد	شمیم بهار سخن تازه شد
ز بهندوستان سرزده گنجینه	بر سحان شیراز بازی کنه
نه گفتار زیبا که جادوست این	نه جادو که اعجاز اُردوست این
دل تریب روان مهرشاد باد	حسود سخن کند هنبیاد باد

فہرست دیوان شاکی

ص

۱۳۰ تا ۱

۱- غزلیات

۱۳۱ تا ۱۳۶

۲- قطعات

۱۳۷ تا ۱۴۵

۳- متفرقات

غزلیات

فہرست

نیا پیکار	مصنوع اول	مطبوعہ	تاریخ تصنیف یا شاعر طبع
۱	۱	۲۷	ای ملک وقت نعت رسول عرب ہوا
۲	۲	۱۵	ہو ایک بار ذکر محمد کے نام کا
۳	۳	۵۵	ہو تائین سرگرم اقامت سفر اپنا
۴	۴	۲۷	یاد کرو غم رضوان میں کبھی دل آیا
۵	۵	۵۳	جو دے ترے ناصر فرما میں ہوتا
۶	۶	۲۲	دعویٰ تھا دوستی کا فنا کیا غضب ہوا
۷	۷	۷	نسیم طستہ بے شکین دم صبا لایا
۸	۸	۳۰	خیال بخت بخت ادھر ادھر کیا
۹	۹	۱۹	مطلع جان سے مجھ کو جانان نکلا
۱۰	۱۰	۳۳	اگر مصیبت بھراں کبھی دم کرتا
۱۱	۱۱	۳۷	تسلیم چرخ بیز نہ تھا یا جان نہ تھا
۱۲	۱۲	۵۹	نہ کچھ اعمال کا پریش کش ہم بدل بیزان کا
۱۳	۱۳	۲۶	کیا ہو بیان نرا کہ در قاری کا
۱۴	۱۴	۲۸	بیابان سیکڑ میں شور کیس کیس کے آنے کا
۱۵	۱۵	۲۳	بہا ناز کا ارادہ خون بسانا
۱۶	۱۶	۵۲	انجام سوچتا ہوں سال مرام کا
۱۷	۱۷	۳۳	چشم جانان سے ہوا خون گران جانوں کا
۱۸	۱۸	۲	اگر ہر آتش شیطان تری در بے رحمت کا
۱۹	۱۹	۱۷	آرام ہی ہے جو قدر نہ شے کا
۲۰	۲۰	۲۵	بظن کہتے ہیں اک تجھ کو تا توان دیکھا
۲۱	۲۱	۷۵	دہر عشق میں فتنے سے تاجدار کیا
۲۲	۲۲	۵۲	گھر میرے ترک خانہ باز ہو گیا
۲۳	۲۳	۲۳	خوف اثر قیاس کے دل سے نکل گیا
۲۴	۲۴	۴۱	تیرا عاشق بے ماما رہ گیا
۲۵	۲۵	۱۳	بہار بھی گئی گذری جی حسن ان عباد
۲۶	۲۶	۲۳	پہاں تو اسے جانتی ہیں جان کے برابر

نمبر	صفحہ	مصرعہ اول	صفحہ	مطبوعہ	تاریخ تصنیف یا شاعر و طرح شاعرہ
۲۸	۲۸	نہار و قشوب چہاں جنگل بدل ہے	۲۸	-	مشاعرہ میر تقی میر شاعرہ دہلی الاولیٰ صد ۱۲۰۰ھ
۲۹	۲۹	اگر انسان رہے قائم یقین ہے	۳۵	-	-
۳۰	۳۰	رقم سے خطاط اس حسین ہے	۱۷	-	الحق شاعرہ میر تقی میر شاعرہ دہلی الاولیٰ صد ۱۲۰۰ھ
۳۱	۳۱	۱۳ گیسو میں پھنساں دیکھ کر	۳۸	-	نور محمد بیس شاعرہ دہلی اولیٰ صد ۱۲۰۰ھ
۳۲	۳۱	ذوق ناکام رہا شرم سے جلوہ گر	۲۹	پنجابی اخبار لاہور ۱۲۰۰ھ	-
۳۳	۳۲	قیمت غالیہ زلف دو تار کرتے ہیں	۲۳	-	-
۳۴	۳۳	کا سر جرج سون پر صدا دیتے ہیں	۵۰	-	-
۳۵	۳۴	اب بھی مل تیاں جن خدا لگد نہیں	۲۷	-	مشاعرہ میر تقی میر شاعرہ دہلی الاولیٰ صد ۱۲۰۰ھ
۳۶	۳۵	کب نہیں جاتے خطا کو کتاب آئینہ میں	۱۶	ہما نام	-
۳۷	۳۶	سے لے کر سکو بادلوں گنگ نام نہیں	۲۵	-	-
۳۸	۳۷	کیا ہوا میں جو شاد کام نہیں	۳۳	-	-
۳۹	۳۸	ہوس محرم جان جانا نہیں	۵۱	پنجابی اخبار لاہور ۱۲۰۰ھ	-
۴۰	۳۹	یہ بونی درجین ہے مرغ و مرغ ہوں	۸	ایضاً ۱۲۰۰ھ	-
۴۱	۴۰	یا قوت سے نسبت لعل میں کمان	۲۸	-	-
۴۲	۴۱	رہتے ہیں آتش و فدا انقلاب میں	۳۶	-	-
۴۳	۴۲	کیون جاؤں جنا کش کہیں جھوٹے گھر کو	۲۲	-	مشاعرہ میر تقی میر شاعرہ دہلی اولیٰ صد ۱۲۰۰ھ
۴۴	۴۳	معاذ میں بلکہ شہر خوشحال کو	۳۹	-	مشاعرہ میر تقی میر شاعرہ دہلی اولیٰ صد ۱۲۰۰ھ
۴۵	۴۴	نکھینیا منت برق طیان کو	۲۲	پنجابی اخبار لاہور ۱۲۰۰ھ	-
۴۶	۴۵	سپ پرواز نہ کرے فلاں آب جو	۲۳	ایضاً ۱۲۰۰ھ	-
۴۷	۴۶	اگر سلسلہ سطور ادا وہ روح حرا ہوا	۱۱	-	پہ نقطہ مشاعرہ میر تقی میر شاعرہ دہلی اولیٰ صد ۱۲۰۰ھ
۴۸	۴۷	ہمارے تیر کو شوق کو نکال دیا ہو	۱۷	فی القضا	ایضاً
۴۹	۴۸	کسے نہیں جن کو کوئی فرقت کا رونا ہو	۲۳	-	ایضاً
۵۰	۴۹	اگر چاہا کہ ہو تزل شقائق دلبر جو	۱۵	فی القضا	ایضاً
۵۱	۵۰	تھما ہوا تو کسی ہو حکومت ہو تو کسی ہو	۷	-	ایضاً
۵۲	۵۱	رقم مکتوب میں گز استان دیر ہو	۳۸	-	ایضاً
۵۳	۵۲	وہ جو ہے جرج نام بھی مر زبان کی جانی	۲۵	-	-
۵۴	۵۳	افسوس ہے کہ شعل شہر ہو مریز شو	۱۷	پنجابی اخبار لاہور ۱۲۰۰ھ	مشاعرہ میر تقی میر شاعرہ دہلی اولیٰ صد ۱۲۰۰ھ
۵۵	۵۴	تا سو زندہ مل ہوا آخر پھر شو	۳۶	ایضاً	ایضاً
۵۶	۵۵	جس دل کو اتحاد سے تر ہے تو	۶۵	-	نور محمد بیس شاعرہ دہلی اولیٰ صد ۱۲۰۰ھ

نمبر	صفحہ	مصرعہ اول	مطبوعہ	تاریخ تصنیف یا شاعر و طبع
۵۶	۸۸	ہر وقت دیکھتا ہوں بلا بھی عذاب بھی	پنجابی اخبار لاہور ۱۶	۱۶
۵۷	۸۹	پیش رو کے اگر اچھا نہ لکھتے جاتے	۲۳	۲۳
۵۸	۹۰	معاذ ہوں مہار ہواؤں دیر سے	۱۵	۱۵
۵۹	۹۱	اعزاز کی تھی اصل نہ اسلام سے آگے	پنجابی اخبار لاہور ۱۵	۱۵
۶۰	۹۲	تقدیر نے کیا سوسے شربے وان بکھے	۳۴	۳۴
۶۱	۹۳	سنا جو سب کی بار بار میرا بھی معاف	پنجابی اخبار لاہور ۲۶	۲۶
۶۲	۹۵	مہر حقین کو دولت دار و مدار سے	ایضاً ۳۰	۳۰
۶۳	۹۷	دل گزرا وہ درد بھرا گھر دار سے	۱۳	۱۳
۶۴	۹۸	ہم ترک چین سے خوش دیت فدا حارت	۳۹	۳۹
۶۵	۱۰۰	کامل ہوا کوہِ دین جناب میر سے	پنجابی اخبار لاہور ۱۵	۱۵
۶۶	۱۰۱	کیوں مرتے ہیں میرا زوی وصل تان سے	۲۵	۲۵
۶۷	۱۰۲	تسلیج تان کے کبھی ارمان نہ بکھتے	۳۲	۳۲
۶۸	۱۰۳	رشتک بیت بے رحم کی تو میر بنوئی	۹	۹
۶۹	۱۰۴	شب ہم اس طرح پسند رخ دلدار ہوئے	۲۳	۲۳
۷۰	۱۰۶	وہ منت جو سوسے غیر بار بار ہوئے	پنجابی اخبار لاہور ۱۳	۱۳
۷۱	۱۰۷	تب غم غضب شعلہ رہو کئی	ایضاً ۳۰	۳۰
۷۲	۱۰۹	زیر نقاب حسن کے جوہر حیاں لپ	۳۳	۳۳
۷۳	۱۱۱	محو دلیہ رو سیف تامل میں رہے	۳۱	۳۱
۷۴	۱۱۲	تب غم سے جا رہا جسم ناز اس طرح جٹا ہو	۵۴	۵۴
۷۵	۱۱۳	جو کھلت ہیں مسلا اس مقام لیتا ہے	۶۲	۶۲
۷۶	۱۱۷	کیوں اعتبار چین سے اعتبار ہے	۴۸	۴۸
۷۷	۱۲۰	سوچیں جس کی سن تو نہیں سب کھتا ہے	پنجابی اخبار لاہور ۵۲	۵۲
۷۸	۱۲۲	صلواتوں میں شوق سرگرم کہیں ہے	۵۳	۵۳
۷۹	۱۲۵	سکوت ہی میں فرض السامی کھلتی ہے	۵۲	۵۲
۸۰	۱۲۷	بیدا گرے حالت عشرت تباہ کی	۱۹	۱۹
۸۱	۱۲۸	نا خدا جبکہ غنایت کی نظر مونی ہو	۴۱	۴۱

کل اشعار ۲۴۸



اے کلک قتلعت رسول عرب ہوا
 کون ایسا نبی میں منیع الحسب ہوا
 جب رہنمائے خلق رسول عرب ہوا
 کی واپاشی و قریشی و ابطحی
 محمود و محبت کے معنی و مصطفیٰ
 یہ خلق یہ سخا یہ مروت یہ مردمی
 رنگین رخ جناب کے رنگین جو رنگے گل
 رومی فدا کیا برکت ہے جناب کی
 دکھا رسل کو عارض قدرت نے یک بیک
 اے قضا نے جب ورق دفتر وجود
 تخصیص اور بھی ہے کوئی جز پیمبری

سہوگا اور نہ توجو ذرا بے ادب ہوا
 کون ایسا اصفیٰ میں کریم النسب ہوا
 آئی ندا کمال نبوت کا اب ہوا
 کوئی بحسن محمد تختار کعب ہوا
 نام خدا اپنا و دعا ہر لقب ہوا
 حرمت فرماے موہبت و مکتب ہوا
 شیرین لبون سے شاہ کوشیرین طب ہوا
 گر لاکھ تھا عرب کا شرف لاکھ ارب ہوا
 اول دہی اخیر وہی منتخب ہوا
 سو بار لاکھ بار وہی منتخب ہوا
 کل انبیاء محبت ہے وہ محبوب رب ہوا

سیلاد سے زمان و مکان دو نو مستفیض
 باعث سے آسمان و زمین دو نو مفتخر
 کیا لکھے مع خوان شبِ معراج کا سامان ق
 ہو ہو کے شرمسار شبِ قدر چھپ گئی
 کس شان و احتشام سے کس دھوم و دھام
 زیرِ سیم براق زمین آسمان بنی
 کوثر کے قطرے قطرے میں جوش سرور تھا
 پہنچے وہاں جہان کہ بیان اور وہاں نہیں
 عفو و نجات اُمت و قلیل واجبات
 شہا۔ اگرچہ ناظمِ تکوین ہے لا شریک
 تاخیر کی رسولوں سے تقدیم چھوڑ کر
 نامرد بلکہ ہیزم و وزخ تیرا عدو
 تبت یہ اوتب ترے حاسد کو جب کہا
 حاشا ترے غلاموں کو تشویش بازخواست
 قہر خدا کے گا ترا جسم دیکھ کر

موسم ہوا بیعِ عرب عینِ رب ہوا
 خورشید اسی فروغ سے ماہِ حجب ہوا
 فرش پر ملائکہ دو دو حجب ہوا
 نور روز لا کھ جان سے قربان شب ہوا
 مشوق پیش عاشق صادق طلب ہوا
 اکسیر خاک ذرہ خاکی ذہب ہوا
 جنت کے برگ برگ میں سازِ طرب ہوا
 جس طرح راؤ با میں یونہی قرب رب ہوا
 جو جو ضمیر پاک میں گذرا وہ سب ہوا
 پرستِ دو جہان کے لیے تو سب ہوا
 تو جامعِ محاسنِ خلق و ادب ہوا
 حالۃ الخطب سے بتر بولہب ہوا
 ٹھنڈا تپِ عناد کا معموم تب ہوا
 یہ بھی ہوگی اُن کو خبرِ خسر کب ہوا
 خالی پڑا رہا مراد و زنجِ غضب ہوا

سبطین کے لیے اسے شرب دکھائیے
 شاکلی و گزہ مفت یمین جان بلب ہوا

ہو ایک بار ذکرِ محمد کے نام کا	اور لا کھ بار ورد علیہ السلام کا
روضہ ہمارے خیرِ لا نام کا	آتا ہوا پر گھر کے در و سلام کا
اللہ سے بامِ حرمتِ شرب کا ارتقا	زینہ بنایا گیا بیتِ احرام کا
بہیجا خدا نے آپ کو اور انبیاء کے بعد	بانیِ سرخاتمہ ہوا الو احرام کا

اڑنے لگے جو پرچمِ ریایات احمدی کافرنیہ کے بے رخ قحوظِ نزلوں عجازِ تھامسج کالے دے کے ایک دم روشن زیادہ شمسِ شوقِ فکر کا حال روی و ریاسِ منہ سوئے قبلہ ہوا تو کیا رنگین بیانیوں نے شفاعت ہو کر خرو مخترین امتی لبِ امت نواز پر سات آٹھ کل بہشتِ خدائی طیبہ دار تو داد گر رسولِ بلاد و عبادین دیکھا نہیں خدا کو مگر باور آ گیا	ق شوریہ سر ہوا ملکِ ہم و شام کا جو رہ گیا وہ رزقِ مقدرِ سام کا اور دستِ خوردہ ہوئی دینِ بزمِ کام کا کیا معجزہ ہے سید و الامقام کا ہر دے دل کی طرف خاص و عام کا اللہ کے اثر لب یا قوتِ فام کا اللہ اجر دی تجھے اس اہتمام کا ہو گیا حق اور تو کس کس غلام کا تو واسطہ قبولِ صلوة و صیام کا لے جے سوتیرے صدقِ خدا کے کلام کا
--	--

اے چشمِ شرمینِ نبی دیکھ لے ادھر
شاکِ امید واری کو تر کے جام کا

ہوتا نہیں سرگرمِ اقامتِ سفر اپنا گلدستہ سو گھائے گی جو بادِ سہرا پنا شبِ ربط بڑھاتا تھا مژہ سے جگر اپنا بے دے ہین فکر کراے چارہ گرا پنا کس طرح مٹائے خطِ قسمتِ بشر اپنا کھولے جو کبھی تو لبِ شکرِ شکر اپنا افسوس پھنکا آگ سے اپنی ہو گھر اپنا کھوتا ہی رہا کامِ دل اپنا جب گرا پنا	موجِ شرستانِ ہر یہ سب شور و شرا پنا بوسے تری مٹ جائے گا رنجِ شہر اپنا بے چین رہا دل اُدھر اُنکا ادھر اپنا سر جائیگا جانے کا نہیں دردِ سرا پنا چھترے دروازیکہ ہوا در سرا پنا مُنہ سے ترے ہو جائے سخنِ معتبر اپنا نالے بے اثر ہی کو دکھایا اثر اپنا کوئی نہیں کوئی نہیں لختِ سرا پنا
---	---

ہوتا اُنھیں منظور نہ لانا اگر اپنا
 بجا نہیں شست ستم آرا سے دُراپنا
 خون آب ہو اور دل جو تن بے سراپنا
 غیر و نکتہ شاخون رہے گردون کے دُعاگو
 آسان نہیں سنے ستم ان سُلد لون کے
 کیا جانے کہ ناوک نے کسی کے کسے تاکا
 اللہ بے جولان بیابان محبت
 پہلے کوئی شے ہندو گیسو نے سُٹھا دی
 نالہ نہیں سُنتے نہ سُنین ضبط کو ماین
 اے شیخ سوے کہہ کس اُمید پہ جائیں
 طوفان حوادث ہے کہ ہے نوک مرہ نم
 لب کو ترے بے نام عدو چین نہیں ہے
 حالم تہ و بالا جو کرشمے سے رہے گا
 اے عشق خُدا را مجھے یہ بات بتا دے
 واما نہ قدم سوختہ دم غیر ولایت
 انکا نہیں گویا کہ کوئی پوچھنے والا
 ہوتا سر دیوار بتان اپنی رسائی
 وہ غفل ہوں گواہ رعایت کبھی برسا
 کیون تنہیت مرگ کو بین دوست فرام
 قربان سر شعلہ فرقت ہوے اعضا
 ہوگا درم خور سے نہ بازار خرد گرم

بنتا ملک الموت یہی تاسر ہوا پنا
 خود تیر چھپا لیتے ہیں سینے میں سراپنا
 بھجائے تو بھجائے ترے دل میں گھراپنا
 ہوتا نہیں افسوس وہ بیداو گراپنا
 پتھر کا بناے گرا انسان جگراپنا
 تھمتا ہی نہیں شام سے درو جگراپنا
 واپس ہے رہ رقتہ صفت لاہراپنا
 پھر لے گئی دل چھین کے ترک نظر اپنا
 اے بے اثری تو ہی دکھا کچھ اثر اپنا
 ممکن نہیں کوچہ میں صنم کے گذراپنا
 گردش میں ہیں افلاک کہ پھرتا ہو سراپنا
 یاد آتا ہے عیسیٰ کو شب و روز خراپنا
 ہوگا ترے زانو پہ کسی روز سراپنا
 خون کرتا ہے کس طرح بشر پر بشر اپنا
 نے زاد نہ ہمراہ بہت دور گھراپنا
 بے رحم اڑا لیتے ہیں دل بے خطراپنا
 دو دن ہیں دین بخت جو شمس و قمر اپنا
 شعلے سے نہ امت کے جلا بگ و ہراپنا
 آتا ہے مگر نامہ بر خوش خبر اپنا
 کیا اور جلائیگی یہ نارِ مستراپنا
 چمکائیگا ہنگامے کو داغ جگراپنا

تھا آکھ میں کیوں کا تصور وہ نہ آئے
 اعمال کو دھویا نہ رقیبون کو ڈبویا
 جو جس کی ہر روزی اُسے مل رہی تھی آخر
 ہکو وہ رلاتے ہیں عجب سنگدلی ہے
 لیتے ہیں سرو چشم پہ تیرون کو ترے ہم
 اب حشر نہیں اُس سے فزون بنکے تم او
 اُسکو بھی فلک وصل کی تمت سے ستا
 پہلے ہی بندھی پھرتی یہ آب دیکھیے کیا ہو
 ہر آن تغافل کی چھری اُس نے لگادی
 ہوتا ہے گمان ہکو جو اٹھتا ہے جنازہ
 آب رو بقضا ہیں غلط انداز نگاہیں
 فریاد بھی کرنے لگے دھوکے میں کرم کے
 معیوب کہیں یا کہ ہنرمند بتائیں
 غم کے کو ملا حکم دل آشوبی عالم
 اک قطرہ خون بس کے ملا گرم ہو میں
 پہونچا ہوا نہیں دیکھ کے دراپنی خودی کو
 کاٹوں تنائیں ہوں وہ آتش مرده
 رنگ رخ زرداڑ کے وہاں جانیں سکتا
 کیا کیجیے باموزی خماز کا شکوہ
 دوزخ کھٹ خاکسترو جنت شمر خام

زنجیر سے مجھے کہ ہوا بسند دراپنا
 کیوں نام کیا تو نے بے اسے چشم تراپنا
 کوچہ میں ترے ٹھوکرین کھاتا ہی سراپنا
 آنکھوں سے گرا بگیا آنسو گہراپنا
 کالا کرے منہ کون برنگ سراپنا
 ہوتا ہے خبر کب یہ دل بے خبر اپنا
 ہونا نہ چھپاتی جو تھاری کمر اپنا
 کدو نہ کرے خون تھاری کمر اپنا
 بھٹا نہیں اے واسے دل شعلہ واپنا
 وہ خاک مذلت سے اٹھاتے ہیں سراپنا
 سرپیٹ لے اے شوق پریشان نظر اپنا
 کس سوچ میں تھے دھیان گیا جو کدھراپنا
 جو یا نہیں عیبوں کے یہی ہے ہنراپنا
 اور وعدہ انصاف رہا حشر پر اپنا
 کھویا مرے فساد نے کیوں نیشتر اپنا
 معشر کو بھی آئے گا نہیں نامہ براپنا
 نے فاتحہ خوان ہے نہ کوئی نوحہ گراپنا
 افسوس کہ چلتا نہیں کچھ زور و زاپنا
 سچ یوں ہے مٹانا ہی تھا نہ نظر اپنا
 دھوٹے ہو نشیمن دل بے بال و پر اپنا

آئینہ مستوق ہے عاشق کا سراپا
قاتل جنہیں چتا ہو وہ لوگ اور ہی ہوئے
پہلی ہی نظر سلسلہ جنبان جنون تھی
اس لطف دیکھو کہ انہیں سواغین دیکھو
پھر رحمت حق منہ نہ لگا یسگی کسی کو

منہ تکتے ہیں حیرت سے وہ دو کو پہراپنا
ہم اور قضا کو ہو خیال اس قدر اپنا
کیا سوچتے آغاز میں نفع و ضرر اپنا
احسان نہ رکھتے مرے سر پر بصر اپنا
منہ پھیرے امت سے نہ خیر البشر اپنا

مطلوب سمجھتے ہیں بھی آپ کو شاکلی

از بسکہ پھراپاے طلب در بدر اپنا

یا وگر روضہ رضوان میں کبھی دل آیا
جب وہ ظالم کیے شمشیر حائل آیا
رات محفل میں جو وہ زینت محفل آیا
گوش عبرت میں فغان لب قاتل آیا
اس تجل سے میرے قتل کو قاتل آیا
کیا مزار خم جگر کا دم بسل آیا
نکلی ایک بوند لہو کی نہ تن لاغر سے
بھرمین روئین جو لائک تو وہ سرمہ بجائے
پھر گیا حسن سے تیرے رخ خورشید فلک
گردش بخت سے گرداب کا ہچشم رہا
سمجھے ہم اس لیے تھا شب و دنزل پیا
تیرے وحشی کا اٹھا سوئے بیابان جو قدم
پردہ چشم قہمی ستارے خیرہ قیس
دل کے جانے کا ترو دہنیں افسوس یہی

اہل دوزخ سے بفل گیر ہوا مل آیا
دل میں تقدیر کے اندیشہ باطل آیا
جان ہزاروں کی گئی سیکڑوں کا دل آیا
سو جگہ بیٹھ کے لب تک دم بسل آیا
کہ مجھے خندہ حجاب دم بسل آیا
کہ تبسم کا نمک تالاب قاتل آیا
تینے قاتل کو پسینہ دم بسل آیا
قامت ختم رسل اس لیے بطل آیا
سادہ لوحی تھی کہ آئینہ مقابل آیا
کبھی میرا سفینہ سوئے ساحل آیا
چھپ کے نظارے کو تیری میکاں آیا
پیشوا لینے کو صحرائیں منزل آیا
اور قسمت سے یہ اک پردہ محفل آیا
قدر دل جب کو نہیں اُس پہ مراد دل آیا

پھر اٹھا چاہتی ہو خواب گران سے زگس
پھر تری زلف رسا وقت قدم بوس ہوئی
پارہ پارہ ہوا جب دل تو ملا مطلب دل
زیور حسن ہو جو شے وہ ہیان بھی زینت
آتش و برق سے جلا مراد شوار نہ تھا
بان بجا ہے ہمیں جو رین بھی ملین گی زاہد
اتفاقات سے مٹا ہے رفیق کیرنگ
تو بالا کیا محفل کو ترے جلوہ نے
خال کچھ دہن یا رکامقصد کیا ہے
دل سوزان کو رہا زگس جادو کا خیال
کچھ نہ کچھ پھیر جڈائی کی چلی جاتی ہے
اب نہ غماز کا کھٹکانہ بداندیش کا ڈر

پھر جگانے کے لیے شور عنادل آیا
پھر غریبون کے لیے حکم سلاسل آیا
ٹوٹ کر تختہ کشتی سوے ساحل آیا
خط وہ پیشانی میں اور آنکھ میں وہ تل آیا
کیا خطا تھی کہ مرے حصے میں یہ دل آیا
جس طرح مرنے میں آب حور شامل آیا
اس لیے خون جگر اشک میں شامل آیا
کوئی بے سر کوئی بھیاں کوئی بیدل آیا
درِ مُند و دپہ بے فائدہ سائل آیا
پاس مجھ تشنہ دہن کے چہر باہل آیا
درد پہلو کا گیا درد مفاصل آیا
شہر میرٹھ میں پلوڈن سا ہی عادل آیا

پی گیا میں شکر شکر ملا کر شکی
جانب یار سے گرز ہر ہاہل آیا

جو در پہ ترے ناصیہ نہ نہیں ہوتا
صحرا وطن عاشقِ بالا نہیں ہوتا
مانا کہ خوشی سے کوئی شیدا نہیں ہوتا
کب حلقہ صد شوق و تمنا نہیں ہوتا
منلوب حوادثِ دل دانا نہیں ہوتا
دیوانہ سیرِ عزمِ دنیا نہیں ہوتا

وہ سر و قدم بادِ پیا نہیں ہوتا
گر سر و قدمِ استادہ گولا نہیں ہوتا
مشتوق تھی بے لطف و مدار نہیں ہوتا
کیا کہنے کہ دل میں بھی وہ نہا نہیں ہوتا
آئینہ خورِ گرد سے میلا نہیں ہوتا
محتاجِ رفودامن صحرا نہیں ہوتا

راز دہن افسوس ہو یا نہیں ہوتا
 گرمی سے تہی خاک کا پتلا نہیں ہوتا
 کیا کیا ستم عشق ہو کیا نہیں ہوتا
 مجلس میں اگر ساعسر صہا نہیں ہوتا
 تیرون کے بھی مینہ کا اثر صلا نہیں ہوتا
 اسما سے نہان عارض اسما نہیں ہوتا
 سامان ترے ملنے کا جیتا نہیں ہوتا
 کیون عرض تمنا کا تقاضا نہیں ہوتا
 شانہ پر زلف چلیپا نہیں ہوتا
 جز غیر خبر کو کوئی پیدا نہیں ہوتا
 زندان میں ہے دل تنگی عشاق کا عالم
 کھلتا ہی نہیں طرہ طرار تھا را
 دل میں اگر آؤ گے دکھا دین گے تا شا
 دشمن کا تظاول نہ تجبلی کا تفاضل
 محویت حرمان سے تصور بھی ہوا محو
 شوک ترے جانے سے گزر جاتے ہیں دل کو
 وہ صورت موہوم خافت نے مشادی
 فرق اتنا ہے زاد کوئی ہم سا کوئی تم سا
 ہو آتے ہو اغیار کے گھر چوڑ کے سو کام
 پیش آتے ہیں اعمال ہی اشکال بل کر
 دکھلاؤ تو کیسے ہیں تمہارے لب شیریں

گویا بھی جو ہوتا ہے تو گویا نہیں ہوتا
 پر تیری طرح آگ بگولا نہیں ہوتا
 پر دل وہ بلا ہے کہ شکلیا نہیں ہوتا
 ہوتا ہے بدن دیدہ مینا نہیں ہوتا
 کشتہ تری شمشیر کا ٹھنڈا نہیں ہوتا
 قطرہ ہو کہ درجہ نرم دریا نہیں ہوتا
 گر تو کبھی آیا دل شیدا نہیں ہوتا
 کیون نمی نگاہوں سے کچھ آیا نہیں ہوتا
 یہ حرر منظر بند تھا شا نہیں ہوتا
 ہے ہے مجھے مرنا بھی گوارا نہیں ہوتا
 یوسف سے حب اقلب زلیخا نہیں ہوتا
 کیا عفتہ دل ہو کہ کہیں دینا نہیں ہوتا
 پھر کیوں کہ ہمارا کوئی پیدا نہیں ہوتا
 نظارہ سراپاے سراپا نہیں ہوتا
 آغوش ہم آغوش تماشائیں ہوتا
 جس دن گل عارض پہ پسیا نہیں ہوتا
 انگوڑے دھوکے کا بھی دھوکا نہیں ہوتا
 ورنہ گل و گل کا کسے لپکا نہیں ہوتا
 یاں آنے میں سو غدر کہ آنا نہیں ہوتا
 جو ہوتا ہے القصہ وہ بجا نہیں ہوتا
 کہتے ہیں مزاج لعل کا مٹھا نہیں ہوتا

کیونکر لحد تنگ میں نیندا لگی یا رب
 نکلتا ہو بشر زیست میں کس کس کی طرف اٹو
 کرتا ہو فلک ٹوٹ کے والا گھروں پر
 دل زار سرا فگار بدن جان سے بیزار
 جب ٹوٹ گئے پائے طلب رہ گئے تھک کر
 غیروں سے مری قتل کا تھا وکر صدافسوس
 اے دور فلک حسن پر ہی شیوہ انسان
 اب وہ دلائل سے نظر ہو گئی حیران
 کچھ ہو تو اسی خاک کے پتے میں ہو زاہد
 پرٹے میں گریبان کے دکھا دیتے ہو سینہ
 لے لے کے دم آہوں نے بہت زور لگایا
 سب کچھ تو ہو یا رب پاہل کیوں نہیں آتی
 شاید کہ ہو اخون امید دل مجنون
 اے نالہ دل تو مری بنیا و مٹا دے
 جو تشنہ لب سا غر سرشار اجل ہے
 ہوں میں وہ بُک سیر بیا بان محبت
 اندر سے سر تیزی مرگان فسوں گر
 آنکھوں ہی میں گھنچ جاتی ہو تصویر تصور
 شوخی نہ زمان میں نہ سہائی نہ مکان میں
 تشویش ابھی ہو کہ نہیں لب لب جام
 دوا اٹھتا ہو سینے میں پرایا نہیں اٹھتا

دم رکتا ہو دم بھر بھی جو نکھانہیں ہوتا
 مرنے میں کسی کا بھی سہارا نہیں ہوتا
 اعلیٰ کبھی مائل سوے ادا نہیں ہوتا
 جب آپ نہیں کوئی بھی اپنا نہیں ہوتا
 بے لاگ کوئی تارک دُنیا نہیں ہوتا
 یہ کام بھی بے منت اعدا نہیں ہوتا
 دیکھا نہیں ہم نے بھی کہ کچا نہیں ہوتا
 کیون رو برواے آئینہ سیا نہیں ہوتا
 حور وں میں یہ انداز یہ شیوا نہیں ہوتا
 زخم جگر اس بخیہ سے اچھا نہیں ہوتا
 کھر و فلک ایسا ہے کہ سیدھا نہیں ہوتا
 کیا وصل کا وعدہ ہو کہ پورا نہیں ہوتا
 زخمی قدم نامشہر لیلانہیں ہوتا
 پھر دیکھ کہ ہوتا ہے اثر یا نہیں ہوتا
 منت کش اعجاز مسیحا نہیں ہوتا
 آگاہ مبرا ابلہ یا نہیں ہوتا
 پورا کبھی تفتدیر کا لکھا نہیں ہوتا
 میں ہوتا ہوں نہ ہوتا ہوں پرا نہیں ہوتا
 مجبور میں گر وعدے کا ایفا نہیں ہوتا
 جب پی گئے اندیشہ فردا نہیں ہوتا
 ہوتا ہے جگر چاک پرا نہیں ہوتا

ترک آنکھوں کے آنکھوں کے درپچھنے لگو
 پچھ مے گھراتے ہو یا جھگو جنون ہو
 آزارِ محبت کی دوا مرگ ہے ہمد
 لاتی ہے صبا نکتِ گیسوے محمد

لیجائے بین اس طرح کہ کھٹکا نہیں ہوتا
 کیوں شہر میں اس بات کا چرچا نہیں ہوتا
 اس دکھ کا میسج سے مادا نہیں ہوتا
 کچھ آپ سے ساکن مرا سودا نہیں ہوتا

شاکر مجھے بدگوئی شکایت نہیں یعنی
 جو آپ کو اچھا کہے اچھا نہیں ہوتا

دعویٰ تھا دوستی کا فقط کیا غضب ہوا
 پیدا مرے علاج کا کوئی نہ ڈھب ہوا
 بے پردہ جب کہ روئے بُت بوا لعجب ہوا
 بدنامیاں کبھی کبھی رنج و تعب ہوا
 زورِ فلک سمجھ کے نہ محو طرب ہوا
 کہتے ہیں شیخ مائل بہتِ العنب ہوا
 دل مرغِ شاخسار علی اللہ شرب ہوا
 زانوے لیلے و سرِ محبت غلط غلط
 الفت میں خاندان کی پرشس کہیں نہیں
 آؤ ورنہ تم کو بھی لیلے بنائیں گے
 بے قصد گھر غریبوں کے آتے نہیں وے
 وہاں الوداعِ نازِ بہانِ الفراق شوق
 شامِ قیامت اول صبحِ مستِ رِوَصَل
 اعجازِ حسن ہے کہ یہ اعجازِ عشق ہے
 شایانِ اتفاقات ہے اُفتادگی مری

دشمن ہماری جان کا قویٰ سبب ہوا
 کیا شرمسار اُن کا میسج لب ہوا
 مہرِ سپہر گوے گریبانِ شب ہوا
 جو جو سنا تھا جو رِ محبت وہ سب ہوا
 یہاں تک تھاے ملنے کا جھگڑا ہوا
 انسان تھا فرشتہ نہ تھا کیا غضب ہوا
 اُن کو رہا نہ خوفِ قیامت غضب ہوا
 معشوق جو ہو کسی عاشق کا کب ہوا
 جو دارِ پُرخنچا وہی والانسب ہوا
 محبتوں تھاے بے سرو پا کا لقب ہوا
 ایسے مرے نصیب کہاں کیا سبب ہوا
 کب ہو تیار سرِ خوش جامِ طلب ہوا
 امید نامراد کو دھوکا کہ اب ہوا
 معنی صنمِ صمد ہوا مر بوب رب ہوا
 محبوب در کنارِ فلک بے ادب ہوا

کیا کم رہا ہستم جلا دکا نکم
 دشمن نے کی سفارش در ماندہ فراق
 لوحِ دل میں گئے وہ دشمن کے سانسے
 آئینہ چہر سیکڑوں صد ہا غزا کپشہم
 یہ ہم ہی تھے کہ کھیل گئے جان و مال پر
 تو بکرے شراب سے تو یہ یہ خاکسار
 شاید کسی حریف نے سونے نہیں دیا
 مسرہاد نامراد کے خون کی حلاوتیں
 حرمان نصیب اہل ہنر کا سیاب خلق
 اصلی تعین غمزدوں کی ترے سینہ کو بیان
 کیا جانے چشم مست نے کیا سحر کر دیا
 پھر عاشقوں کی پردہ درمی اُسکو بھاگئی
 اسے جذب واذ گون تراخانہ خراب ہو
 ساقی کو گن کے گھونٹ پلانے شراب کے
 تلو یقین نہ آئے یقین ہو مجھے یقین
 ہوگی بے تدریج بڑا موزی رقیب
 ناکامیوں کے ساتھ تھا انہوہ آرزو
 وعدہ خلافیوں کی شکایت نہیں ولے

کیوں کو چھپاے زخم میں شور و غضب ہوا
 اسپر بھی وہ غضب میں نہ اُلی غضب ہوا
 ہم کو تو یہ خوشی تھی کہ خطِ لب ہوا
 ہندوستان بھی غیرتِ حسینِ دلِ لب ہوا
 زرد و ست مدعی نہ حریفِ ندب ہوا
 اُس نازنین سے کوزہ مے لبِ لب ہوا
 کہتے ہیں کیا ہی درد کسی دل میں شب ہوا
 اُرمٰن کے اک ملیح کا شیریں لقب ہوا
 قانون ہے قدیم مگر نافذ آ ب ہوا
 ماتم کہ سے مین عالم بزمِ طرب ہوا
 یہ بھی مجھے ہوئی نہ جنبہِ حشر کب ہوا
 پھر ماہِ رو کو شوقِ قباے قصب ہوا
 آکر پھرے وہ وقت سے پہلے غضب ہوا
 اُس کی بلا سے تشنہ جگر جان لب ہوا
 شب کا سادر و گمراہ سینے میں آ ب ہوا
 آنا تو مسرہ تھا مرا جانا غضب ہوا
 افسردہ دل نہ وصل میں محوِ طرب ہوا
 جھوٹا مبصرون میں تر لعل لب ہوا

شاک کے انتقال کی کیا پوچھتا ہو تو

دو دن میں چار دن میں اس وقت آ ب ہوا

پانچ رب شرعہ قار (از رشیدی دیوان)

نسیم طستہ مشکین دم صبا لایا
 ازل سے اہل ولا جان مبتلا لایا
 اگر کینے قیامت میں مجھ سے کیا لایا
 مزاج عشقِ صنم کفر تک لگا لایا
 نہ داد جو نہ منسرایہ خون بہا لایا
 نہ تو نے بات کبھی نصیب کی پوچھی
 بٹھادیا مجھے اٹھ اٹھ کے تو نے درِ جگر
 زہے سُر اب تصور کہ انکی نیم من ہوں
 حقیقت انکی تو مخفی نہیں مگر قاصد
 کچھ انکی زلف کی ہمت کچھ آہ دلی کشش
 سبکسری کا بُرا ہو کر میری قتل کا حکم
 و فور جذبہِ محنون کو دھکتا لیا
 جوابتے ہیں یوں بھی کہیں خدائی میں
 غرض شہیدِ خیم ابرو سے کمان ہونا
 ستم کی سنگدلی ہے کہ صید کی تقصیر
 ہزار حیف مری چشم انتظار کا خون
 فلک نے بار محبت سے ہار دی ہمت
 مریض عشق کچھ ایسے گری کچھ نہ لٹھے
 وہ اعتبار رہی کیا تھا یہ اور قہر ہوا
 نیاز و ناز کا ہنگامہ کم نہ تھا لیکن
 ادھر نظر سے ہوا حال شام غم پہنان

دُعا میں دے دل شیدا تری دوا لایا
 بکلا بکلا کے سرِ حلق پر پتلا لایا
 یہی کہے گا تہید ست اجالا لایا
 وہ آئے خوب ہوا کیوں کو مٹا لایا
 ترے شہید کو محشرِ عبث اٹھا لایا
 نہ وہ زبان پہ کبھی حرفِ مدعا لایا
 انھیں نہ پہلو سے اگیا سے اٹھا لایا
 رقیب خوب ہوا غیر کو اٹھا لایا
 نہ سطرین و نورِ نام کی تو مٹا لایا
 عجب طرح سے اُنھیں نجات ناسا لایا
 ملا رقیب کو تسلیم میں بجا لایا
 کہ مثل ناقہ تجھے بھی برہنہ پا لایا
 خطاؤں کے نام کا جا کر اُنھیں مٹا لایا
 ہمارے سینے سے پیکان لہو لگا لایا
 وہاں رخنم نہ کیوں لب پر جا لایا
 نہ موت آئی نہ تشریف مہ لقا لایا
 یہ آدمی تھا کہ سرِ برائے اٹھا لایا
 فرشتہِ حرب سے گواہِ شفا لایا
 خفا تھے مجھ سے بدو آج اُنھیں مٹا لایا
 ترے زمانہ میں رنگ آسمان نیا لایا
 اُدھر سپیدہِ محشرِ خلفا لایا

آئی اہن رہن نے بھکھو لوٹ لیا	چھپا کے گوہر ایمان مگر بچا لایا
نہوان ملال نہیان انتظار شکر خدا	پیام وصل مرا نامہ برشا لایا

ہزار شکر کہ بخت سعید شکی کو

کشان کشان سوے درگاہ مصطفیٰ لایا

خیال لختہ لختہ ادھر ادھر کیا	تھارا گھر ہو دل اندیشہ کس کا ڈر کیا
تھامے کوپے کے ہم ہو رہے سفر کیا	یہیں رہیں گے ہمیں دفن ہونگے گھر کیا
جہان نقاب سے ہو وقف شوخ و تر کیا	جمال یا رہے پرولیمین پردہ در کیا
ہمارے قتل کو شمشیر کیا تیر کیا	اگر صلاح ہوا رک ناوک نظر کیا
ہزاروں زخم ستم جا بجا بگر کیا	جگر کو تھام کے روتا ہی بخیہ گر کیا
نہ میں اٹھوں گا قیامت کا شور و تر کیا	پھرا ہوں کوہ میا بان میں عمر بھر کیا
قیامت آئیگی پر رحم انھیں نہ آئیگا	فتانِ شام ہو کیا نالہ سحر کیا
نہ دل رہا نہ منت نہ جستجو نہ امید	ہو اتمام غریبوں کا گھر کا گھر کیا
مگر نہیں ہو شکر تو تیرے در کے قرین	روان ہو خون شہیدان مکر کیا
اگر نہ دستِ عدو تھا کسی کا شانہ زلف	رہا ہو در در سے دل میں رات بھر کیا
امید عذر ستم ہے کسے جفا جو سے	مدام رہتا ہے توبہ کا باز در کیا
ہمیں ڈبو کے ہوئے خود غریقِ محبت حق	بخیر ہو گیا انجامِ چشم تر کیا
خدا کا دوست خدا کے تبوں کا دشمن ہو	ہمارا زاہد خود میں ہو کج نظر کیا
نہ خاک در سے اٹھیں ہم نہ وہ اٹھائے ہمیں	ہزار حیف اٹھا ربط یکدگر کیا
تھیں تو سنگ سے دل اور ہمیں طعن میں	بہودہ تر عالم ہے داد گر کیا
نشان بتاتے ہیں کس ناتوان کو دیوار	لب خدنگ پہ ہو شور اٹھ کر کیا
نگاہ ناز و بان اور خسرِ نام نازبان	کیا دو کون کے قصے کو مختصر کیا

تھاری بات کا بندے کو اعتبار نہیں
 وہ کہتے تو تری تیغِ ستم کے پیارے ہیں
 جیسے تو مرنے سے بدتر جیسے تو خاک جیسے
 کلیمِ غشِ تھین آیا تو کیا تعجب ہے
 کروں نصیب کا شکوہ کہ ضعف کو رو دکن
 ہمارا سینہ ہے یا بحرِ سکرانِ بلا
 جو آدمی ہو تو کچھ آدمی کی بات سنے
 ہزارِ فخر کی جا ہے کہ جاے فخر نہیں
 نہ جل بجا ہو کہین دیکھت کوئی شد
 وہ رو چکے مجھے اور ہنس چکے عدویار
 ہوئی طلسمِ محبت میں قلبِ ماہیت
 وہ جانتے ہیں سب احوالِ خود جانتے ہیں

قرار و عہدِ عیثِ قولِ معتبہ کیا
 کہ سر کو درد سمجھتے ہیں دردِ سر کیا
 وبالِ جانِ بویہ اندوہِ بالِ ویر کیا
 پہاڑ بیٹھ گیا تھام کر کمر کیا
 دُعا نہ آئی زبان تک کبھی اثر کیا
 نگاہِ ناز کا ڈوبا ہے بیشتر کیا
 اُسی اُن کے لئے ہو یا میر کیا
 یہاں تو عیب بھی رکھتے نہیں ہنر کیا
 پکارتا ہے مراد دلِ شرر کیا
 مگر قضا کو تردد ہے اس قدر کیا
 بنا بشر کے لیے داغِ دلِ بشر کیا
 خبر نہ ہو جو کسی سے وہ بے خبر کیا

نمودِ فکر و فرصت کا بھر سہی شاک
 بچا ہے ماہِ نظمِ جھڑکیا

مطلعِ جان سے مہِ جلوہِ جانان نکلا
 آج وہ بزمِ بداندیش سے گریان نکلا
 نالہ و حشی کا ترے دشتِ اسکان نکلا
 سچ تو ہو بندے کیا یوسفِ کفان نکلا
 سوزِ اندوہِ نہانِ طنز کا سامان نکلا
 اپنی اور اپنی حقیقت اُسے معلوم ہو سب
 جی گیا موت جو آئی مجھے اللہ کا شکر

کوئی سوزِ ان کوئی نالانِ کوئی حیران نکلا
 آخر اک جیلہِ محرومیِ حرمان نکلا
 شہر کو چھوڑ کے مجنونِ بیابان نکلا
 وہ گرفتار ہوا قید سے زندان نکلا
 مرغِ ناوکِ جگر گرم سے یریاں نکلا
 گھر سے باہر نہ وہ غارت گریاں نکلا
 جان نکلی مر و تن سے عجب ارمان نکلا

دم کے جاتے ہی نہ تم تھانہ شکایت نہ جفا
 دے دل ہی میں ہے زخمِ بکرا ہاں نصیب
 خون ہوا ہوا نازِ ستم دوستی خونِ حبیب
 ز وہ آئے نہ گئی تو نہ ہمیں موتِ آلی
 سنے دیدارِ قیامت کی خبر اٹھ بیٹھے
 جس کو ہم جانتے تھے و لو نہ ناز و نیاز
 سہمی سودا ز دکانِ طلب اللہ اللہ
 میری خواہش یہ کہان تھی کُتبت ایماں لائیں
 کثرتِ حسرت دیدار ہوئی مانعِ دید
 کف کو ایک کشادہ سینا شائے لاکھوں
 جیبِ دل سے مرے سر کئے نکالا یارب

جسے دشوار سمجھتے تھے وہ آسان نکلا
 خطِ پُر شورِ سیحان میں نکدان نکلا
 خود وہ اس نیشِ بجائے پشیمان نکلا
 تجھ سے کیا کام کسی کا شبِ ہجران نکلا
 واسے ذلت کہ مرضِ قابلِ درمان نکلا
 وہ بھی اک شعبہ گردش دوران نکلا
 خون کے ہر قطر میں اک خامِ غیلان نکلا
 چشمہ چشم سے کیوں فوٹ کاطوفان نکلا
 جوشِ نظارہ سپندِ رخ تابان نکلا
 دلِ نجیر سے پریشان تہ پریشان نکلا
 کہ گریبان سے سراور سرورِ گریبان نکلا

اب ہین حشر کا فرمایے کیا غم شالی

جدید شاہ شہدا شافع عصیان نکلا

اگر مصیبتِ ہجران کبھی رقم کرتا
 اگر مصیبتِ ہجران کبھی رقم کرتا
 یہ حُسنِ عشقِ بلاکش پہ گر کر م کرتا
 بقدرِ حوصلہ عشقِ گر ستم کرتا
 ترا حُسنِ جو بیان و فور غم کرتا
 بیانِ یاس و تمنا اگر ہم کرتا
 نیا زمانہ وحشت اگر رسم کرتا
 نہ وعدہ حور کا گر باری انسم کرتا

تو دوزبان قلم کس طرح بہم کرتا
 مسلم کو لوحِ خدا لوح کو قلم کرتا
 رُخِ حدوت کو آئینہ قدم کرتا
 ذلیلِ غیر کو اور ہم کو محترم کرتا
 پہرے طبقاتِ زمین کو ضم کرتا
 وجوہیت کو اور بود کو عدم کرتا
 مسلم کی جگہ اپنا سر مسلم کرتا
 نہ آدمی ہو س گلشنِ ارم کرتا

جہان تک اسکی تمنا ہے وہ ستم کرتا
 ستمگری سے جو شانِ جالِ بڑھاتی
 ہجومِ زلف نے مجبور کر دیا ورنہ
 مذاق سے جسے ہوا اتفاق لذت بھی
 یہ راست ہو پس مر و نہ زندہ ہوتا میں
 اگر نقاب کا گوشہ کبھی اُلٹ جاتا
 وہ بدشگونِ ابرو سے خشکین ہوتے
 خوشی سے آپ ہی عاشق ہلاک ہو جاتے
 اس اتصال میں گنجائش صفا معلوم
 بہشت میں مجھے حوریں اٹھکے لیجاتیں
 اگر حضوری کا ہوتا وہاں کوئی موسم
 بشر جو نور بصیرت سے دیدہ و رہوتا
 گناہ جتنے جڑے اتنی بڑھگئی رحمت
 شراب پینے سے مطلب سے طعراق سے کیا
 اگر فراق کے صدمے نہ جان گزرتے
 گلہ تم کا نہیں ہو۔ تو یہ شکایت ہو
 بقا قلیل اجنا کے داغ بے پایاں
 جو خوب روی نہ خوریز ہوئے کیا مٹنی
 وہاں جسم کو ملتا مزاج و ناک کا
 عدو کا قول سے وحی آسانی ہے
 نقاب اٹھتے ہی حیرت ہوتی دوچار نگاہ

میں اپنے طالع و اثر و ان کو ستم کرتا
 کبھی خدا بھی کسی پر ستم کرتا
 محیط قدرت حق سو وہ شوخِ رم کرتا
 بتائے کہ میں کیا آرزو سے ستم کرتا
 مگر وہ پیشِ رقیبانِ دعا تو دم کرتا
 تو مقتدا سے دو عالم صنم صنم کرتا
 حضور تیغِ نگہ خاکِ فرقِ خم کرتا
 سپہرِ عمر شبِ ہجر پہلے کم کرتا
 بھلا ہے سینے سے سینہ نہیں جو صنم کرتا
 جو ہم ہی وہ جانے کی دو قدم کرتا
 طواف کوئے صنم حاجی حرم کرتا
 سولے خود نہ کسی کی وہ مح و دم کرتا
 غرض تھی کیا کہ عبت فکرِ بیش و کم کرتا
 جنون نہ تھا کہ تمنا سے جامِ خم کرتا
 خدا نہ حشر میں مخلوق کو ہم کرتا
 نیاز مند سمجھکر ہمیں ستم کرتا
 میں چار روز میں کس کس کا کیے غم کرتا
 کہ ماہ ہر سر سے تیغ سے علم کرتا
 تمام عسرِ شتا خوانی الم کرتا
 نصین بتاؤ وہ باورِ مری قسم کرتا
 نظارہ کیونکہ کوئی سر سے تا قدم کرتا

کرم جو مجھ پہ دم بادِ صبح دم کرتا	شیم زلف سے رہتا دلِ غجانِ سرشار
سوال بادِ گلرنگ و سبدم کرتا	ہشتیوں کی جو ہمایاں نہ یاد آتیں
نہ سہی خلق اگر سید اہم کرتا	یقین ہو غلہ کو بھی دالہ سے دوزخ میں

اگر مشاعرہ ہوتا نہ شام کو شاکلی
غزل کے شعر نہ اعداد کم سے کم کرتا

پہلے یہ چرخِ پیر نہ تھا یا جہان نہ تھا اس طرح آگے رنگِ خاجانِ تان نہ تھا غفلت کا وقت اے اجل ناگمان نہ تھا سو داچکا یہ قتل کا تقدیر دیکھتا شامتِ بے خودی مجھے تیری خودی ہو گیا قاہرِ کریم سمجھے سب اسما کو ایک ہم تو ہو گا غمسا رہ جب ہوں گے غمسا پہلے تا چکا تھا لحد میں سوال پھر اُس خشمِ سرگمین کی صفائی تھی کیا بلا کیا بدعا کروں انھیں مدت کی بات ہو وعدہ پہ دان کے یان سے گیا تیرا مبتلا کس شاخِ ارغوان کی محبت یہ لائی رنگ با رخیاں سے مکر یا رنجِ بک گئی پہل پھول تام کو نہیں کانٹے چارو تیری نظر جو صورتِ تقدیر بچھڑ گئی	کیا کیا نہ تھا مگر کوئی تجھ سا جہان نہ تھا شکرِ خدا کہ خون و فدا لایگان نہ تھا کیا اب بھی اُنکے زعم میں ہیں سخت جان نہ تھا وہ سرگردان اُدھر تھے اُدھر سرگردان نہ تھا میں ہی کہیں نہیں تھا انہیں تو کھان نہ تھا سو سونقاب میں بھی وہ ہنسے نہان نہ تھا تو مہربان تھا جب کوئی نا مہربان نہ تھا رحمت کا وقت تھا یہ دمِ امتحان نہ تھا سب جان بحق ہوؤ کوئی سبیلِ نپان نہ تھا جس روز دل دیا تھا خدا درمیان نہ تھا بیچارہ بن نصیب تو تھا بدگمان نہ تھا پہننے تو ایسا رنگِ مرا زعفران نہ تھا اس کی کسے خبر تھی کوئی غیب ان نہ تھا کیا گلشنِ جہان کا کوئی باغبان نہ تھا کافی ہمارے واسطے کیا آسمان نہ تھا
---	--

صیاہ کی بلبند نگاہی کو دے دے
 بوسہ دہن کا اُس نے دیا شان کبریا
 اک دیدہ پُر آب کی کیا بود کیا نمود
 تدبیر رو سیاہی اعدا نہ بن پڑی
 وہ صحبتِ شبانہ کہ اللہ بھر دکھائے
 کس کو لگاتے آگ لٹا دیتے کس کو ہم
 خوشبوئے خندہ زر گس پُرفن ہن جامِ جام
 بدتر ہے مرگ سے غمِ احبابِ خضر ہائے
 کیا ہر وہان مرگِ عنانِ برغان گئے
 غیروں کو لیکے دل کی خبر کو وہ آئے ہن
 لب سے ملاؤ لب ابھی ہو جائیگی شفا

قابو کے تیرا برق میرا آشیان نہ تھا
 روزی ملی وہاں سے جہاں کچھ گمان نہ تھا
 ساغرِ حریفِ گردشِ چشمِ تہاں نہ تھا
 افسوس میرے سوزِ جگر میں دھواں نہ تھا
 بیگانہ وارِ جانِ نخی دل ہمزبان نہ تھا
 جزِ قلبِ دوست اور ہمارا مکان نہ تھا
 گلبرگِ تر سے رنگِ تبسمِ عیان نہ تھا
 رمزِ آشنائے زندگی جاوہرِ ان نہ تھا
 جزِ گرد اور کوئی پس کا رواں نہ تھا
 اُسکا یقین تھا مجھے اُسکا گمان نہ تھا
 کیا پوچھتے ہو درو کمان تھا کمان نہ تھا

کیا خوان روزِ گل پہ ہم روزہ کھولتے
 شاکر نوالہ ایک بھی بے استخوان نہ تھا

نہ کچھ اعمال کی پریش نہ میمِ عدلِ میزان تھا
 جسے تو نے لگایا نہ وہ آدم تھا وہ انسان تھا
 طلسمِ ہر و کین صورتِ نگاہِ ذوقِ نہاں تھا
 عدمِ مین کے پرتو سے بیا وحشت کا طوفان تھا
 نہقت تھی سنگری کی نہ کچھ خضر کا احسان تھا
 ملا کر خاکِ مین دو نوجہاں کو لبِ بد نہاں تھا
 خدا جانے فساد کو کون مین کیا رازِ نہاں تھا
 عنایت کی نظر ہوتی کب اس نعمت کا مکان تھا

ضمنِ چشمِ جانان سے ہر اہلِ حشرِ بچان تھا
 پھری جس کو نظرِ تیر جی ہمارا تھا وہ شیطان تھا
 ادھر سبیل کو حیرت تھی اُدھر قافلِ آشیان تھا
 کہ وہاں سچو بہان آیا برنگِ شعلہِ غریبان تھا
 دل وارفتہ بیدار قربانیِ پستربان تھا
 گناہِ رحمِ بچان سے ستم شاید پشیمان تھا
 بنا نا میرا مشکل تھا مٹا میرا آسان تھا
 کہ مین برگشتہ سلطان اور وہ برگشتہ نرگان تھا

گدا زو سوز کب سرگرم فکر ساز و سلمان تھا
 در قیامت شب کاسمان رحمت کاسمان تھا
 دکھا دیتا نظیرین مہکی صورت سے نمایان تھا
 لب ل کیوں رتین شکوہ شبہائے ہجران تھا
 قیامت فوق خوریزی عیط حشم جانان تھا
 ذرا سے قید خانے میں کدرد ماہ کنگان تھا
 خوشا تو فیق رنگِ حُسن و عشقِ آخر کو کیاں تھا
 مراد لب خار درد و داغ غم سے مسکن جان تھا
 جسے کہتے ہیں جانِ نادان حقیقت میں وہ جانان تھا
 حجابِ منزلِ مقصود روزِ جوشِ جولان تھا
 حکومت تھی پر زرادون چو تھا زیرِ فرمان تھا
 جنوش لے ناسپاسی سنگ تھا یا پادشاهان تھا
 آتش خاکِ رحمت کی اور استغاثہ پشیمان تھا
 دلِ پیچود کا جانا واقعی نیز نگِ دوران تھا
 تلف و دانستہ کرو تیا جنون تھا یا مین نادان تھا
 بنالیتا اگر گھر کو محسوس کیا اس میں نقصان تھا
 انھیں اندیشہ کیا اگر خیر و نظارہ نکا طغیان تھا
 ترا آتشِ نفسِ رات اس قدر بربزِ افغان تھا
 شگافِ سینہ بسل سے صید افکنِ پشیمان تھا
 ہمارا خون رنگین آبرو سے ہر دو گیہان تھا
 تنفس پر حجابِ ساعا راورد میں میران تھا

پیر پروا نہ دامان ہر شکِ تمہیں گریبان تھا
 دعائیں کیا بلائیں تمہیں کہ خود حرام کو حرام تھا
 نہ بولا کچھ ترانہ دیکھ کر آئینہ سیران تھا
 سحرِ شکل سہی بالفرض مرجانِ آسمان تھا
 ہلے خون سے گریختا تر کیخونِ مرگان تھا
 زلیخا کیوں نہ گھبراتی کہ عالمِ سکوزندان تھا
 تری زلفین پریشان تمہیں مرانالہ پریشان تھا
 بیابان کا بیابان تھا گلستان کا گلستان تھا
 اگرچہ مجھے پہنان تھا بھی مین بہت پہنان تھا
 کہ مین جتنا بڑھا اتنا ہی واپس تر بیابان تھا
 کسی بلقیس و ش کا لعل لب نہر سلیمان تھا
 تلے جو آسیادندان کے آیا رزقِ انسان تھا
 دمِ شکیبیر تیرا ناتوان نالان سانا لان تھا
 نہ مجھ پر قرض تھا اٹکانہ میرا اپنے احسان تھا
 ارادہ نا زاول کا وداعِ دین و ایمان تھا
 نہ تھا قیس آدمی سچ کوئی غولِ بیابان تھا
 ادھر خلقتِ تصدق تھی ادھر خالقِ گہبان تھا
 کہ انگشت لبِ غم شعلہ شمعِ فروزان تھا
 نہ دل تھا اور نہ پیکان تھا بس اکالمان ہیوان تھا
 کبھی گلو نہ عارض کبھی عطرِ گریبان تھا
 ہمارا قصر ہستی اے کتنا مستِ بنیان تھا

دل بیدل کو میرے تو ذکر تو درپے جان تھا
دل شیدا اسیر عشق و رشتے زلف تابان تھا
قیامت میں جو ہر سو نامہ اعمال پران تھا
بشر کم جان کر قسمت کو افزونی کا خواہان تھا
خدا میں اور محمد میں تفاوت ہی تو اتنا ہے
رہی پر نور چشم اشکِ عزائے آلِ لیس سے
جسے عارض بتاتے تھے ریا و رک و کا تھا دھوکا
ازل سے انگلیوں کے فاصلے تھے چاک چاک آسا
مکنید کف کن میں گردنیں بازہ صین و عالم کی
نہ پائی دادِ راحت دہمنی یا نہ بھی خدا و ندا
مریضانِ محبتِ حشر سے بچیں کیا ہوں گے
نہ دیکھوں گا دمِ مردوںِ انھیں ہرگز نہ دیکھوں گا
ہزاروں تیر کھائے شکوہ تو بہ تو بہ کیا معنی
غریقِ بحرِ وحدت کی نہایت موج حیرانی
خدا نکل ندازے افزون ہو کے میرے پیاسے تھے
جھکا فرقِ ندامت عفو نے عصیانِ نوالی کی
لب ہرزخمِ شورستانِ صدِ معشر بنا عالم
نہ شہر و نہین تعارف اور نہ رسم آؤ تو وضع کی
غمِ دل کی سنگش داؤ کیا پائے قیامت میں
اکی جرمِ ثابت بندہ حاضر اتنی محبت ہے
تقاضا شرطِ صاحبِ محبت یوں نہیں بھتی

یہی وعدہ تھا کیوں ظالم یہی قرار و پیمان تھا
برہمنِ محوِ تلبیس و دوراہ کھنڈ فرمایاں تھا
مجھے طفلِ کبوتر باز کا غمِ شیش شریان تھا
تامل سے جو دیکھا شکر نعمت عینِ کفران تھا
کہ وہ یزدانِ انسان ہی ایک انسانِ یزدان تھا
مری کشتی کا طوفانِ غمِ عمرت نگہبان تھا
جسے گیسو سمجھتے تھے وہ ایک خوابِ پریشان تھا
مجھے دامن سے کیا مطلب کہ میرا ہاتھ و پاں تھا
ہوا جو کچھ کہ ہونا تھا نہ طاعت تھی نہ عصیان تھا
کہ اپنی رو سیاہی کا صلہ گلزارِ رضوان تھا
وے اتنا کینیلے آج کچھ ناقص سا بھران تھا
کے تا خلقِ مرجان کا باعثِ ترکِ درمان تھا
نہ نکلی آہِ منہ سے سینہ لبریزِ نستان تھا
پنا نا قایتِ غایت یہی پایاں پایاں تھا
کہ پریشان تیر کا سوا تھا سوا پریشان تھا
در تو بہ ہمارا ہی مگر چاک گر بہان تھا
شرارتِ چکپوٹن تھی کہ پریشان مین لکدان تھا
دل پنا صیدِ لبہاے بباگوے بیابان تھا
نیان نالش کی انجامش دانِ رحمت کا پیمان تھا
رحیمِ اک اور تیرا دوسرا اک نامِ رحمان تھا
تعیین یاد آج فرماتے اگر بندہ کو نسیان تھا

اور آخر بات یہ نکلی کہ دعویٰ سبکا بہتان تھا کہ ہر صید دشمن کیوں مری تربت پر گریان تھا اگر یہ گھر نہ تھا میرا بیان میں کس کا ہمان تھا انہی چاروں کی زندگانی کا یہ تاوان تھا آپان باتوں کو کیا حاصل مجھ بھی یاد ہو ہاں تھا مجھے تسکین کہ وہم زندگی بہتان پہتان تھا پریشان نہ تھا غما نہ مرا نا لہ پر بخوان تھا کہاں مسجد میں صوٹ کیا کاف کا فوین قرآن تھا	نظر تھی دا اور عشر کی اس نازک کلائی پر مجھے اس رشک کرنے کفن میں فوج کو والا اگر یہ راہ مسکن ہے کہاں پھر پھلے محکو بہی رہن لحد تا صبح عشر و اسے بد بختی نہ لو نام دل گم گشتہ میری جان جاتی ہو وہ آغوش عدو میں سامنے بے اعتباری سو شب اسیدین ہزاروں سامنے بن و آتی تھین کتابی روح سینوں کو مبرا کشتا رہا ناہد
--	--

لئے جاتے ہیں شالی کو حذر آپ بھی چلے

بڑا تھا یا بچا تھا خاک تھا کچھ تھا مسلمان تھا

تو ما کبھی نہ شیشہ دل و لگا رکا کافی ہے محکو طوق گریبان یار کا نالہ ہے صور عشر کسی سو گوار کا عفتہ دکھلا نہ حکمت پروردگار کا اک اک نگاہ نے تری دود و ہزار کا اندیشہ مٹ گیا ستم روزگار کا ایسا ہے یہ کسی نہ کسی ہوشیار کا اک رنگ فتنہ بھول ہون جیب شرار کا کیا بد نما ہے وقت پہ آنا بہار کا کشتہ ہون غنچہ نگہ شر مسار کا پونچا لیون پہ دم ترے امیدوار کا	کیا ہو بیان نزاکت رقرار یار کا آہن سے کام کیا مرے جسم نزار کا مشر نمونہ ہے قدر عنائے یار کا دیکھا کبھی نموے میان گلعدا رکا خون کر کے رنگ شمع کیا کارزار کا دست جفا دراز ہے مژگان یار کا چشم سیاہ مست کو لپکا شکا رکا اک فتر شکستہ ہون شریان فار کا معتوق کیا جو صول کا وعدہ وفا کرے کیونکر اٹھاؤں آنکھ سوے حورے کریم لے ظالم آب تو آ کہ اہل شرکین ہے
---	--

شاید کہ کھنچ لائے کبھی انکو اشتباہ
مجھ نہ تو ان کو دیکھ نہ برباد کر فلک
اے حضرت مسیح اگر اختیار ہے
اک وعدہ جفا ہر جہان قیمت دو کون
اے تلخی مذاق لب زخم سے جدا
اے ضعف الیکبار تو بلجائیں دست و پا
چھپکے پڑے تھے زخم جگر کس نے لے خدا
ہم لاکھ اور سب درد و ملت پناہ
میرے جنون نے اُس کو بھی دیوا نہ کر دیا
آہین فلک سے کرتی ہیں باتیں تمام رات
بیمار ہے زیادہ تری چشمِ فتنہ گر
صورت تری وہ آئینہ ہے جسے عقل کو
نعلِ سمنہ حلقہ چشمِ عدو میں ہے
خود بھگوانے ہونے نہونے میں کلام

تھم رکھا نہ جاسے ہمارے مزار کا
اٹھنا بہت بُرا ہے ترے اعتبار کا
کیجیے علاج کچھ دل بے اختیار کا
باشندہ ہو یہ عارِ جہان اُس دیار کا
پھر جائے منہ نہ خنجر زہر آبدار کا
بھاتا ہے سنگدل کو تر پناہ شکار کا
چھڑکا نک سیدہ روزِ شمار کا
تو ایک اور کمین دل ہر ذرہ ہزار کا
ایک اپنا غم تھا ایک ہوا غلہ ساز کا
مونس نہیں کوئی مری شہباز کا
سُرمہ خدا لگائے شبِ انتظار کا
شید کیا ہو صورتِ صورتِ نگار کا
خاکا اڑائے نہ ہمارے غبار کا
کیا ماجرا سناؤں تجھے جسم زار کا

شاکر کے جرمِ عفو کرے کار سازِ خلق

مَداح ہے میرِ عالی تبار کا

بپا ہو میکدے میں غور کس کش کے آنے کا
خدا برقی بلا کو اجر ہے زحمت اٹھانے کا
ہمارے خطا میں قصہ محفلِ اعدا کے بجانے کا
ترے شیدا کی محنت سے جگر خون ہو زمانے کا
رفیقِ وصل ہونا خاص شیوہ ہے زمانے کا

کہ ہکو ہوش پینے کا نہ ساقی کو پلانے کا
نہ پتہ باغ کا باقی نہ تنکا آشیانے کا
یہ لکھنے کے سخن میں یا کہ ضمن ہے مٹانے کا
نہ چلنے کا نہ پھرنے کا نہ پینے کا نہ کھانے کا
تجربے مجھے انسان کے مٹی میں ملائے کا

دلیل طفت ہو ہر چند سن لینا فاسانے کا
 جلا تا ہے جلا نے کا بلانا ہے بلانے کا
 اگر روز جزا وعدہ کیا ہو منہ دکھانے کا
 رخ روشن نہان اور گالیان صاحب کیا معنی
 دم تیشہ کر پیاسے ہیں اور زنجیر کے بھوکے
 اٹھایا کس نے پردہ رے رنگین سو کہ جانی ہے
 بلانے کو لکھون خط کیوں نخل ہوں شرمساری کو
 ہم ہر ساز راحت خارزار و داغ سودے
 صفائی ہو لڑائی ہو عنایت ہو شکایت ہو
 ہزار افسوس اسے ابر کرم محکومہ رحم آئے
 درد و ملت پڑتے ہیں وہ اٹھا اٹھ کر شبتان سے
 اور ہر ضبط نگین اور اُدھر بے تابی بسمل
 پڑا ہوا ضعف کا اسے کیا بیرحم تر اس کو
 لگے سنگ لہ شعاع صفت میں دلکے شلوئے
 میان زلف و فرق یا فرق صلا نہیں لیکن
 پیش ہو برق کی تحریکے شک سوز پہنائی
 قوی باز و فرشتوں نے اٹھایا عرش عظم کو
 نہیں مٹا سراغ منزل و لما سے آوارہ
 وفا سے عہد و پیمان کی ہوں اُس فضل بہ خود
 ہزاروں لب پہ بجائے اور انہیں سیکڑوں نالے
 کمانک چمکیان ترکش کے ترکش بھیجے ظالم

مگر باعث بشارت کا سبب کچھ کمرانے کا
 ستا تا ہے ستانے کا ستا تا ہے ستانے کا
 تو پھر دن کو نہا ہوگا ہاے داد پانے کا
 چھپا نام نہ دکھانے کا دکھانا منہ چھپانے کا
 ہمین زندان میں لایا ہو تقاضا اپنے دانے کا
 رگ ہر رنگ سے خون لن ترانی کے ترانے کا
 کہیں اہل قیامت منتظر ہو انکے آنے کا
 وہ بستر ہو بچانے کا یہ تکلیف ہے سرمانے کا
 غرض جو ان کا شیوہ ہو بہانا ہو ستانے کا
 وہاں اشکونین صرفہ وقت یہاں پانی چلانے کا
 ہوا آخر ہوا صدمہ مری میت اٹھانے کا
 خدنگتے ک صیدا فلک نشاندہ ہو نشانے کا
 یقین آتا نہیں ظالم کو دم کو لب تک آنے کا
 نہیں صرصر کو یا ر شمع تربت کے بجھانے کا
 وہ کو چہ دل کے آئینہ کا یہ ستہ دلکے جانے کا
 بدل جائے نہ جلنے سے کہیں شیوہ جلانے کا
 مزہ پچھو ضیف انسان کے دل سے ناز اٹھانے کا
 شب کیسویں نکلا اگرچہ ربون چاند نشانے کا
 کہ جب کو کام تھا کتب میں لکھ لکھ کرٹانے کا
 مٹے آہ تا فرجام کے یہ منہ لگانے کا
 جگر شاق ہے حد سے زیادہ زخم کھانے کا

وہ قتل تک نہیں پہنچے زمانہ ہو گیا بیدم

کہیں سبیل نہ ہو جائے ارادہ خون بہانے کا

اگر مجرم نہوں شاکی تو ہم واقع میں مجرم ہیں

رسول اللہ کو منصب ملا ہے بخشوانے کا

بہانہ آزمانے کا ارادہ خون بہانے کا

بلا شیوہ بچانے کا غضب غمزہ لگانے کا

کبھی نہ سُکرانے کا کبھی ڈھب نہ بنانے کا

یہ نسخہ ہونے کا یہ فقرہ ہے ستانے کا

نہ پایان غم اٹھانے کا نہ آخر بلبلانے کا

کبھی اندوہ جانے کا کبھی اُمید آنے کی

ترے تیرون کے کھانے کا جگر مشتاق رہتا ہو

مرا تابوت اٹھانے کا ارادہ ہو تو بسم اللہ

نہ شکوہ ہو زمانے کا نہ جانان کی شکایت ہو

تفاخر دل بڑھانے کا چراغ عمر گل کر کے

طریقہ آنے جا نیکا ہوا متروک مدت سے

سبب کیا نہ چھپانے کا مری آنکھیں تو محرم ہیں

نشان اُس آستانے کا جبین پر خون کی افشان ہو

صلہ ہو مے پلانے کا جسے کوثر سمجھتے ہیں

نہ دعویٰ خاک اُڑانے کا نہ نازش نالہ سنجی پر

طریقہ بھول جانے کا اگر کچھ یاد ہے تم کو

مجھے سودا بلانے کا انھیں عادت نہ آنے کی

عزیز دل لگانے کا بُرا انجام ہوتا ہے

ارادہ خون بہانے کا بہانہ آزمانے کا

غضب غمزہ لگانے کا بلا شیوہ بچانے کا

کبھی ڈھب نہ بنانے کا کبھی نہ سُکرانے کا

یہ فقرہ ہے ستانے کا یہ نسخہ ہونے کا

نہ پایان غم اٹھانے کا نہ آخر بلبلانے کا

کبھی اُمید آنے کی کبھی اندوہ جانے کا

جگر مشتاق رہتا ہو ترے تیرون کے کھانے کا

ارادہ ہو تو بسم اللہ مرا تابوت اٹھانے کا

نہ جانان کی شکایت ہو نہ شکوہ ہو زمانے کا

چراغ عمر گل کر کے تفاخر دل بڑھانے کا

ہوا متروک مدت سے طریقہ آنے جانے کا

مری آنکھیں تو محرم ہیں سبب کیا نہ چھپانے کا

جبین پر خون کی افشان نشان اُس آستانے کا

جسے کوثر سمجھتے ہیں صلہ ہو مے پلانے کا

نہ نازش نالہ سنجی پر نہ دعویٰ خاک اُڑانے کا

اگر کچھ یاد ہے تم کو طریقت بھول جانے کا

انھیں عادت نہ آنے کی مجھے سودا بلانے کا

بُرا انجام ہوتا ہے عزیز دل لگانے کا

فلک کے رنگ لانے کا نہیں عاشق کو اندیشہ	نہیں عاشق کو اندیشہ فلک کے رنگ لانے کا
جگر خون پر نشانے کا تری ترو کی شوخی سے	تری ترو کی شوخی سے جگر خون پر نشانے کا
خطر ہو دوب جانیکا کمان تک ویدہ پُر نم	کمان تک ویدہ پُر نم خطر ہو دوب جانے کا
یہیب ہر جی بٹھانے کا ملے بیٹھے اٹھے کہہ کر	ملے بیٹھے اٹھے کہہ کر یہیب ہر جی بٹھانے کا

ترے رنگین فانی کا انھیں بھی شوق ہو شاکلی
انھیں بھی شوق ہو شاکلی تری رنگین فانی کا

انجام سوچتا ہوں نہالِ مرام کا	ماتم ہے ٹوٹنا مجھے اٹار خام کا
بجایا دل نزار کو کھانا سہام کا	زخمِ جگر نے خونِ سیاہیام کا
دورِ فلک میں طورِ برب و درجام کا	ساقیِ مدام چاہیے پینا پُر ام کا
بہل نہ آخرت کے دُنیا کے کام کا	خانہ خراب ہو نگہ نامتسام کا
دور آیا بزمِ یار میں مجھ تک نہ جام کا	یعنی نہ تھا نصیب میں بوسہ پیام کا
بے خود خرام کا کوئی بہل کلام کا	قصہ تمام تو نے کیا خاص و عام کا
اندوہ چاشت کا نہ مجھے فکر شام کا	مملو ہے ماندہ ترے انعام عام کا
حق دوست ایک ایک پرستار ام کا	ہم رنگ ہم رنگ تعلقِ انام کا
منہ ہو پُر آبِ حسرتِ بہلِ حسام کا	کس فتنہ گرنے حکم دیا قتل عام کا
گردونِ بدبُ حال بیتِ لالہ نام کا	احسان سر پہ کون اٹھائے لیام کا
اُمید صبح کی نہ بھروسہ شام کا	اب حالِ غیر ہو ترے ناشاد کام کا
دلِ مضطرب پیش سے ہوا خویش کام کا	صدِ شکر و خند نہ رہا انتقام کا
دنِ باز پرس کا ہو کہ ہوا انتقام کا	مشتاقِ مین بھی ہوں تری دوبار عام کا
انصاف کی دیلِ عقیدہ عوام کا	عشرِ بھی رکِ ہجومِ سی دھوم و دام کا
حالِ شبانہ و روزِ ہوا خاص و عام کا	آیا یقین اب تو مرے اتہام کا

شب برق تھا تبسم لبہاے بام کا
 ترکیب چارگانہ عناصر غلط نہیں
 سمجھیں مین زندگی جسے لے دیکے ایک دم
 آزاد کرتے ہو اسے پر باد کرتے ہو
 پہلے نقاب اٹھا کے فرشتوں کو بیت بنا
 سنیو ذرا جواب تقاضاے تیغ و تیر
 آئین شاہ عشق میں بے چون و بے چرا
 ٹوٹا نہ مجھ سے ساغر چمے کبھی دے لے
 لے شہسوار گنج شیداں ہی نہ ہو
 حیرت زدہ ہو دیدہ قاصد زبان جنوش
 لے آہ چھونک دے نہیں اور شک غرق کر
 بکیش تیر و تیر و ن نے دریا دلی نہ کی
 پیکان کی محنت ہو نہ عمر چھری کا ہائے
 ہون شادمان کتابت سنگ ترا سے
 بیماری ہو شفا ترے بیمار کے نیے
 کس طرح قیس پائے سُرغ چراغ سے
 تیرا مین تیز تر ہوا کئی جس کی آگ
 کیا ہے شراب خانے میں ہر شے حرام ہو
 اس ضعف میں بھی لب نہیں فریا و جنوش
 تم باتیں کرتے ہو صنم احسنت کہتے ہیں
 رسوے روزگار ہیں سودا یاں عشق

قصہ تمام ہو گیا مام تمام کا
 ہستی کا مرحلہ ہے فقط چار گام کا
 مرجانا ٹوٹ جانا ہوا اک تار خام کا
 غیر از وفا قصور بھی کوئی عنلام کا
 پھر فوج کر کے شک نہ رہے انتقام کا
 اب تک خیال ہو تجھے آب و طعام کا
 محمود ناخزیدہ ہے بندہ غلام کا
 روزہ کبھی کبھی کوئی مایوسیاں کا
 یعنی کہ بے سبب نہیں کھنچنا لگام کا
 راز اور کچھ کھلا نہ تھا رے پیام کا
 دل میرے کام کا نہ بگڑ میرے کام کا
 منہ خشک ہو شکار کے ہر ہر سام کا
 غم ہے شکستہ پانی مرقان دام کا
 صد فکر راستین ہو نگین میری نام کا
 اور دم عدم مسح علیہ السلام کا
 منزل کی کچھ خبر نہ اثر ہے خیام کا
 پکنا ضرور ہو مرے سودے خام کا
 گزری ہو شک یہاں مجھے بیت الحرام کا
 زخون کو میرے شوق نہیں الیام کا
 پڑھتا ہو کلمہ سنگ تھارے کلام کا
 ہو جس کو پاس تنگ دعا شق ہو نام کا

شاید عدو نے شر کا اٹھنا جتا دیا
اے قیس ناقہ طالع وارو نے پھر گیا
شاید کہ آئین غیرت بخت سیاہ سے
نارت گر سلامت و اسلام جبکا نام
ناوک فلن کبوتر دل ہے ندیم زلف
قسمت کے دائرہ میں نہیں نقطہ وصال
جینا تبوں کے ہاتھ سے دشوار چارون
تھک تھک بیٹھ جاتا ہوں راہ خیال میں
کج بختیوں سے فائدہ لے زلف مشکبار
اے سرو قد زمین کو بہت تیرے دو قدم
دلین و نور غم سے نہیں جائے خوشدلی
ہر ہر روش سے چرخ ملاتا ہو خاک میں
گلشن کی خاک سے پے تعظیم قدیار
قواور ہمساری دشمن تمام رات
اے چرخ جان بھی نذر مٹا بھی خشک
افسوس کے عزیز پیمبر کے استر با

مرقد ہے زلزلے میں شہید خرام کا
شکوہ ہے ساربان کا نہ ذمہ زمام کا
یہ شانہ کش ہو طرہ لیلے شام کا
وہ اور دے جواب ہائے سلام کا
کچھ پاس چاہیے تجھے کعبہ کے بام کا
ایسا ہے ہوشون کے خط ہنر فام کا
عالی ہو فکر عیسوی گردون مقام کا
رہتا ہو قصد کوچ سے پہلے مقام کا
پہلے مزاج تو نے بگاڑ امشام کا
اور آسمان دو نہ سہی چار گام کا
ناکامیوں سے کام لیا میں نے کام کا
پیر و پریہ حریف کسی خوش خرام کا
نکلا ہے سرو بن کے ارادہ قیام کا
میں اور لحظہ لحظہ بدلتا منام کا
لے وام اور سود بھی لے اپنے وام کا
کیا مرتبہ ہے عمریت خیر الا نام کا

شاکر نجات پائے الہی تحمیم سے

ذرہ ہے مہر مہر رسول و امام کا

چشم جاتان سے ہوا خون گرا سجانوں کا
چشم بیمار عجب حال ہے خرگانوں کا
تشنہ ہر جزو بدن سے ترے پیکانوں کا

نامسلمان نے کیا کام مسلمانوں کا
اب نگہبان خدا تیرے نگہبانوں کا
وان زبانین ادھر انہو زبان دانوں کا

واقعہ پوچھ نہ زلفون سے پریشاؤن کا
 رحم معبود سے کم بندہ کی عادت سے فزون
 جب پلنگے لب جان بخش تفع عالم
 کسی مذہب میں کسی قوم میں یہ رسم نہیں
 غم غذا ہو مری خون آب ہے انکی سنئے
 مرغ دل زلف پہ مریا نہیں خال نہون
 کیا سوا اس کے مرے دل میں دغینہ ہوتا
 توڑو القصہ مرے دل کو جہانک ٹوٹے
 اپنے جانا زسے اسے شمع نہ اتنا پوچھا
 ہو دم سرد نہ کیون وقت ہجوم سیر یاد
 تو وہ تیر ستم سینہ صد چاک ہوا
 عرصہ حشر ہے یارب کہ بیابان جنون
 یان بھی ایک ایک گھڑی انکو قیامت گزری
 دل یعقوب حریف چشم زلیخا بیخواب
 ہائے ارمان زلیخا ترے دل کا ارمان
 سیر حقیقت کے لیے مجھ سے نہ کیجئے صرار
 اس قدر عارض مطبوع پہ نازان کیون ہو
 پیاس سے دم پہ نہی تھی کہ ذرا دم نہ لیا
 کیا سمجھ کر مجھے اسے چرخ مکر رکھا
 زاہد اچھوڑ فرشتوں پہ ناز و تسبیح
 ہم نہ پائیں تری آرزو گیان کیا معنی

دیکھ آنکھوں سے کبھی حال سلاؤن کا
 گوشوارہ ہو گناہوں کی یہ میز انون کا
 عفو نہ دیکھتا رہ جائیگا عصیانوں کا
 چرخ پیتا ہے ہوا اپنے ہی مہمانوں کا
 ہنکے کدے تیرے میں یہ کام ہو حیوانوں کا
 مائل دام ہے بھوکا یہ نہیں دانوں کا
 ریزے الماس کے چورا سائندہ انون کا
 ایک تجا نہ ہے یہ سیکڑون تجاؤن کا
 عرضیاں چاہئیں یہ کام ہو پروانوں کا
 کابلستان وطن خاص ہے افغانوں کا
 ہائے گنج شہیدان مرے اراؤن کا
 وہی وحشت وہی انبوہ ساعریاؤن کا
 حشر میں کون ہو پُرسان تری دیوانوں کا
 کیا ٹھکا تاہی محبت ترے طوفانوں کا
 یوسف آباد ہو غلو تکدہ زندانوں کا
 کیا وہاں بھی کوئی معج ہو غزلخواؤن کا
 ہرے ارزان ہو تو چھاپے کے قراؤن کا
 تیر سید اولوپی گئے شریاؤن کا
 جرحہ درد نہ تھا میں ترے میخانوں کا
 اگر انسان ہے تو کام کر انسانوں کا
 صورت حال ہو چہرہ ترے دیباؤن کا

کھوئی اثبات دہان و کمر بارمین عسر راہ رو تیزگی کس قدر اللہ اللہ ماہ نو ابرو سے جانان کو بتاتے لیکن مشر و نشر ایک جنازہ شہد اکا تیرے نامہ بر کو چھ دلمبر کا بتاتا ہوں پتا لاکھوں کوٹے ہوئے ایمان پڑھین ہر سو ہم رعایت سے عدو رشک سے مرجائینگے ایک ہی بار سے جھکتی نہ ہماری گردن	باندھنا راس نہ آیا یمن بہستانوں کا قافلہ رہ گیا دستے میں بیا بانوں کا فائدہ ایک طرف خوف ہو نقصانوں کا فصل دو وصل ایک تلون تر حیرانوں کا بھولنا کام کی شے کام ہو نادانوں کا جا بجا ڈھیر ہے ٹوٹے ہوئے پیمانوں کا فیصلہ ایک نظر پر ہے کٹی جانوں کا بار عصیان سے فزون بار ہوسانوں کا
---	---

شور آفاق ہیں نغمے ترے شاکلی لیکن

کون شتاق ہو محفل میں خوش اسکانوں کا

اگر ہوا آشنا شیطان ترے دیارے رحمت کا امید وعدہ دیدار سے ہے گرم ہنگامہ	بنے گرداب دریا کی کرامت طوق لعنت کا اسی حجت سے ثابت ہو گیا انا قیامت کا
--	--

آرام یہی ہے جو مقدر نہ ملے گا دل ہی میں رہی حسرت پیغام صاف فوس بچنے کی توقع نہیں گرداب بلا سے وہ دھوپ سو مرجھائے نہ پر تر تو خندان اوجھ رہے زلیست میں ہم نہ سڑ سلمان مغلس ہو تو کیا کام تجھے سیمبروں سے کیا دیر ہے مژگان ملے جہان زیر و زبر کہ ہر پھر کے نہ دیکھیں تجھے آنکھیں تو کرین کیا	چتون تری بدلے گی تو خیر نہ ملے گا ماخسرو ڈھونڈ میں گئے پمیر نہ ملے گا کشتی جو بھیل جائے گی لنگر نہ ملے گا تیرے لب رنگین سے گل تر نہ ملے گا مرنے پہ بھی کیا خاک کا بستر نہ ملے گا ببل کو چین میں گل بے زر نہ ملے گا کافر تجھے ایسا کبھی شکر نہ ملے گا تم سنا ملا ہے کوئی دلبر نہ ملے گا
---	---

مل جاؤ گئے یاں ہی فریادِ ریشگی
اُس سُرخ پہ بھی لے خال سیہ فام رہا تو
سنتے ہیں محالات سے ہر جمع نقیضین
گو اصل ہر اک اصل شرف کیا ہو ریاضت
جب تک کہ نہ ہو بادہ کشوشہ دل چو
زر کس کے لیے دفن کیا کرتا ہو غافل
تو وہ گلِ رعنا ہو کہ گلشنِ مین کوئی سرو
کیا تیسے کہ اُتری ہوئی انسانِ سوتھاری

جب تک کہ گلے سحر سے ٹخنہ نہ ملے گا
تجھ سا کوئی دُنیا میں جہتِ سر نہ ملے گا
جب تک کہ بشرِ مین کوئی بذر نہ ملے گا
قطرے کو کبھی رتبہ گواہ نہ ملے گا
ساتی کا مقولہ ہے کہ ساغر نہ ملے گا
کیسا تو کبھی مٹی میں تو نگر نہ ملے گا
موزون تری قامت کے برابر نہ ملے گا
دُڑے کے برابر نہ انور نہ ملے گا

بالفرض نہیں قابلِ دامنِ علی ہاتھ
شاکلی ہیں کیا دامنِ قبر نہ ملے گا

بہ طنز کہتے ہیں اک تجھ کو نا تو ان دیکھا
تو وضعِ ستم آرا کو تدر د ان دیکھا
زمین کے جوڑ سے جو آسمان دیکھا
گلے پہ خنجر بیدا گر رو ان دیکھا
خوشادہ بھول جس نے یہ خاکہ ان دیکھا
انھیں جو ہم نے رقبوں پہ مہربان دیکھا
مُدارِ قیبِ فرشتوں کو دید بان دیکھا
پھرے مکانِ مین سراپاے لامکان دیکھا
عیانِ عیان مین نمان سے تجھے نہان دیکھا
چمنِ چمن تری نہمت جدھر جدھر گزرا
سفینے کو ترے لطف و کرم پہ چھوڑ دیا

گر ایک اشک مری آنکھ سے روان دیکھا
کہ قتل گاہ مین خمِ قامتِ کمان دیکھا
کبھی نہ میری طرقت تو نے میری جان دیکھا
غرض کہ بخت کو آج اپنے کامران دیکھا
نہ داغِ دلِ غ نہ آزارِ سرگان دیکھا
کچھ ایسے ہوش گئے سوے آسمان دیکھا
بتوں کے عشق مین کس کس کو پرمان دیکھا
کہان کہان کہان تجھے دھونڈھا کہان کہان دیکھا
نشانِ شان کو خود شان بے نشان دیکھا
جہانِ جہان ترا جہانِ جہانِ جہان دیکھا
نہ رُخ ہوا کا نہ اندازِ باد بان دیکھا

خدا کی رحمت شامل شریک قبر ہوئی
 حرم کے شوق سے شرب کا اشتیاق بڑھا
 کسی نے کی نہ شکایت کسی کی مشرین
 ہزار ضبط کیسا پر کل پڑے آنسو
 گرے اسیروں کے سر خاک پر تسلیم ہو کر
 ٹھکانی گردن حیرت لحد نظر آئی
 اسے تو رنگ نے مارا اُسے تغافل نے
 پسند آتشِ رقت کی قبر کھدوائی
 خدا تو سنتا ہے لیکن وہ بُت نہیں سنتا
 کبھی ہے دھوپ کبھی ابر تر برساتا ہے
 خوشی کی بات ہو اس میں عدد و شریک نہیں
 گمان غلط تھا کہ چھٹ جائیگے کش سے
 نہیں دلائف مہربستان کا حال خفی
 خباہتِ عمر کو جتناے گرد رہ پایا
 ہزار کوہ ہوئے سدِ سنزل مقصود
 ہمارے رہنمائی زبون کی خدا فراموشی
 مضائقہ نہیں گر ہو کلام کا نون میں
 ہمارے واسطے دنیا ہی آخرت ٹھہری
 بہارِ خوابِ شکر خوابِ زگسِ غمور
 بتاؤں کیا تجھے کفران و کفر آرزو

ز بسکہ کفہ عصیان مرا گران دیکھا
 حُسنِ ملا جو محمد کا آستان دیکھا
 ترے شہید کو شاید لوہا نہ دیکھا
 نہ جب کوئی مری میت پہ نوحہ خوان دیکھا
 نہالِ شوق کو آہِ سر تر نشان دیکھا
 اٹھائی چشمِ غلطِ بنش آسمان دیکھا
 اجل نے جب ترے سبیل کو نیچان دیکھا
 نہ بخش تھی نہ کفن تھا فقط وھوان دیکھا
 عجب طلسم کج آہنگی فغان دیکھا
 فلک کو حیرتی شکر آب و نان دیکھا
 بھلا ہوا کہ عسیم بھر ہر زمان دیکھا
 قفس میں پھنس کے وہی رنجِ آشیان دیکھا
 برنگِ شمعِ علی ہر ہر استخوان دیکھا
 ہواے عشق کو صرصر سے ہمنان دیکھا
 ہجومِ شوق کو تیرے راج دان دیکھا
 وہ یاد آئے اگر ربطِ جسم و جان دیکھا
 نہ بے زبانِ انھیں پایا نہ بے زبان دیکھا
 جووانِ عذاب سنا تھا وہی بیان دیکھا
 کھلی جو آنکھ ذرا موسمِ حسرتان دیکھا
 خدا کے ہاتھ کو دستِ خدا یگان دیکھا

اشارتوں میں شرارت شرارتوں میں شعور
 خدا عظیم ہے اُن کو خبر نہیں اصلاً
 وہ آفتاب لقا پھر گیا خفا ہو کر
 معاملات محبت کا کچھ نہ پوچھو حساب
 حجاب راہ تھی دیوار خافتہ و لے
 رہا شکارِ فلک غفلتوں میں کیا ہشیار
 گلوے خشک شہید ستم ہزار سپاس
 زوالِ شہرِ پستوں کی منحصر تحسین
 اگر چہ دھوئے تھے پھرتے ہیں سیکڑوں گاہک
 یہ ٹھیک بات ہے تیرا کوئی شریک نہیں
 نہ گوشِ تک خبر نالہ دراپو بجی
 خدا بھی ضعف سے بھولا ستم بھی بھول گئے
 نہ نوحہ نہ وارث نہ خونہا نہ قصاص

بتوں کی زکس پُرفن کو کا روان دیکھا
 یہ آشکارا اثر سوزش نہان دیکھا
 جو اتفاق سے تربت پر سائبان دیکھا
 ہزار سود کو سر مایہ زیان دیکھا
 عنایتِ ازلی سے دامن دیکھا
 نہ پھر کے جانبِ پنجیسے ناتوان دیکھا
 کہ تیرے ٹکڑے میں خنجر کو ترزان دیکھا
 نہ اس طرح کا سنا اور نہ اُٹھان دیکھا
 متاعِ حسنِ خود آرا کو بے وکان دیکھا
 غمِ فراق کو کیوں مہنے جاودان دیکھا
 نہ چشم بے اثر گرد کا روان دیکھا
 اس آئینہ میں رخِ عیش و دہان دیکھا
 جان میں خونِ متنا کو رنگان دیکھا

نویہ قتل سے بے صبر رہی جائے گا
 امید جو سے شاکی کو نثار دمان دیکھا

دیا عشق میں قسمت نے تاجدار کیا
 فلک نے صاف نہ دل مجھ سے زیندار کیا
 خطابِ جانبِ اُغیار بار بار کیا
 ہماری آہ نے اے گل تجھے نگار کیا
 بلا تھا غش کہ گمانِ وصال یا کیا

عبث نہیں سر منصور تاج دار کیا
 گیا غبار نہ دل کا تیرے غبار کیا
 نہ حسنِ عشق بھی دو نو کو زیر بار کیا
 نسیمِ صبح نے واغٹھ پیر بہار کیا
 قضا نے جبکہ مجھے موت سے دھار کیا

مرے کنار سے دلبر نے جب کنار کیا
جب انقطاع ستم ہائے روزگار کیا
کسی نے کچھ نہ علاج عتاب یار کیا
مدد کے مرنے میں مہدی لگی سنگار کیا
ہیات تک اُنکے الم نے جن کو زار کیا
شکار کعبہ کا کیا ذکر مول نگار کیا
بتائیں کیا نہ کیا اور کیا نشان کیا
خلاف جس کے ترا عشق اختیار کیا
اس احتیاط نے سب کو ندیم یار کیا
کبھی غبار کیا اور کبھی ٹھنار کیا
مرے کفن سے بھی لے دوست تیری پائی
نہیں کمال کسی کا خد اکی قدرت ہو
جہا رقیب کا رنگ اور بھی وہ چل نکلے
دل پر شستہ ہوا نذر ترک چشم صنم
کہا جواب میں پہلے سوال کے اللہ
خاکمان ہوتی انگلیاں ہیں خون آلود
کیا فرشتوں کو بیتاب تو نے تالہ دل
یہ شوخیان کہ نہ حورون سے اقباط ہو
نہ سر چشم صنم میں نہ تیغ کا کل میں
دل تان میں جگہ پائی بعد مرنے کے

و فوراً شک نے رستے کو رو دیا کیا
تھارے غم نے کو عنوان یادگار کیا
بجلا ہو گریہ کا اُس نے فرو غبار کیا
ضرور آپ کا بندے نے اعتبار کیا
نہ روزِ شمر کسی نے مجھے شمار کیا
نگاہ یار نے کعبے کو خود شکار کیا
سوائے یار جو کچھ تھا فدا لے یار کیا
اُسے فلک نے ہمیں آج زار و خوار کیا
وقار نے ہمیں دنیا میں بے وقار کیا
خراب کشتی کی مٹی کو شمسوار کیا
لحد نے برین مجھے لیکے خوب پیار کیا
ہمیں غریب کیا تم کو مال دار کیا
یہ تو نے کیا غضب اے موسم بہار کیا
رہی تھی جان اُسے زلفونِ نازہار کیا
فرشتوں پر بھی نہ راز دل آشکار کیا
جگر کے داغون کو بیفائدہ شمار کیا
انھیں نہ نشہِ نخواست سے ہوشیار کیا
کرم کیا بھی تو ہنگامِ احتضار کیا
اکہی پھر یہ مجھے کس نے بیقرار کیا
ہماری روح کو قسمت نے سسار کیا

تو کوروح کا جذبہ کشان کشان لایا
 صد آفرین تجھے ای فیض کثرت وحشت
 تمام آنکھوں کے پرے ہوئے ہیں بیکل چشم
 گلو زیادہ نہ اترا و صبح ہونے دو
 نگین لعل لب یا نقش ہے دل پر
 وہ حلقہ سبندی گیسو وہ باد وہ ابرو
 اگرچہ حرف ہیں دو دلی کے ایک ہی لہ
 تمہارا عاشق صادق لحد میں چونک پڑا
 بلا سے جان گئی کوہ کن گرتو نے
 اگر تمہیں مری اُلفت میں شک ہی ہر خدا
 بس ایک رشک ہی تھا نصیب عدل میں
 مرے پیام سے چیک بگاہ یا چھپتا
 خطا سکون ہم نہ کہیں گے کہ بہر دعوت دل
 آئی چین سے سوئے نہ وہ مرہ جس نے
 خفا وہ ہوتے ہیں تاحق کہ میرے نامہ کو
 گرا نظر سے کہ ہر نگ بخت عاشق تھا
 لگائے آہ کے غل اور ہائے اشک کے دُر
 چمن طراز ہے کس گل کی نگہست آمد
 رہے نہ صبح کو تیرا نشان اسے شب نیم
 اُسی پر سرے کا واجب ہو غمنا جس نے
 اُٹھا۔ ئے دست خالی پرلے فاتحہ کیوں

تری گلی نے شہیدوں کو بے مزار کیا
 شب اُسے اپنے ہی دامن کو تار کیا
 یہ کس بہار کا مردم نے انتظار کیا
 فلک نے گو تھیں اُنکے گلے کا بار کیا
 پیادہ کو کرم عشق نے سوار کیا
 فتنان نے اور بھی خنجر کو آبدار کیا
 ترے ستم نے مجھے تجھ سے شرمسار کیا
 گمان حور بہشتی دم فشا کیا
 بنائے قصر محبت کو استوار کیا
 نہ پوچھو غیر سے لو تم پہ انحصار کیا
 کہ پہلے بھول کے قاتل نے مجھ پر کیا
 کہ پہلے دل سے لبت کو دلفگار کیا
 تمہارے عامل رخسار نے حصار کیا
 ہمارے باغ لبت کو خار زار کیا
 کہ در تون نے انھیں کے خط غبار کیا
 تری نگاہ نے سرے کو سو گوار کیا
 کیا تو خلق میں ہم نے یہ کار و بار کیا
 کہ صورت خشنے بھی نالہ ہزار کیا
 کہ تو نے دیدہ بیکل کو آشکار کیا
 تمہاری آنکھ کو رو رو کے آشکار کیا
 کفن کے جیب کو ظالم نے پُرشا کیا

جو رنگ گل کبھی دام نگاہ پاک ہوا
تھیں بناؤ کس امید پر جینے کوئی
شکں شکن میں لہو در زور زمین بیدا
ہمارے حال پہنستے تین داغ سینہ کے
اجل کی آئے حمایت کو تم میں یہ سمجھا
دُعاے دولتِ اعدا تھی وہ ہی بے تری
ہمارے آبلے پاک پوست کندہ یہ حال
اُسی کرشمے سے جو سرنگِ سنگِ بسر
یہ بقرارِ دل بے سبب نہیں ہوتی
تپِ فراق سے جلتے تھے استخوان ایسے
یہ جوشِ تنگدلی تھا کہ دم میں مژبا
جو انصویرِ بال سے دل حدیثِ ناز
شرابِ مرگِ شکایت سے کم نہیں لیکن
ہماری آنکھوں نے کم تھے یہ سانچے پرے کیا
سمجھ گئے وہ تعلق سے دل کی بے صبری
تمہارے صحتِ عارض کے یوں گھل جھیر
خاک پر وہ ہوا حائلِ قدمِ انوس
جو لیلیا بختِ کلیمِ حسدِ اکوادی میں
حواسِ جمع کا تھا دل کے پاس مجموعہ
زبانِ آہ کو لازم ہے شکرِ شعلہٴ عشق

تو پہلے بیل بچو کو ہو شیا د کیا
فلک نے خاک کیا تم نے خاکسار کیا
عجب لباسِ پسندائے تم شعار کیا
نہ عزمِ تم نے کبھی سوے لالہ زار کیا
کہ میرے بادۂ ناخوش کو خوشگوار کیا
مرے کلام کو سرمایۂ تقار کیا
جہان میں تو نے ہی افتازِ بانِ خار کیا
تری نگاہ نے سرمے کو سنگسار کیا
ضرور غیر سے کچھ آپ نے قرار کیا
عذابِ نار نے بھی شورِ لہرِ زار کیا
ترے غمون نے مجھے غم کا نگار کیا
خزان کو قد نے ترے روکش بہار کیا
تری نگاہ نے اس سے کو بے خار کیا
کہ اک نقاب کو بھی تو نے پردہ دار کیا
بُرا کیا کہ رقیبوں کو راز دار کیا
کہ چشمِ شوق کو یانِ مجمعِ البحر کیا
حریرِ چشم کو کیوں فرشِ رگزار کیا
اُسی کرشمے نے ہکو بھی بے دیار کیا
جو اے شوق نے تاراجِ انتشار کیا
کہ دلو بے حس و خاشاکِ ننگِ عار کیا

پڑی بن قبر و زمین شتاق اُسے خبر بھی نہیں
کوئی گناہ کوئی ماجہ کوئی تقصیر
کبھی مشاہدہ گل کو باغ میں آیا
کبھی کسی کے شمائل کو خواب میں دیکھا
کبھی سوا ترے اور وں کو ناز میں سمجھا
نہ امتحان سے ہٹا اور نہ خوف جان سے ڈرا
کمند شوق میں آتا تھا تا قہر لیسے
پھنسنے تھے کیسے جانان کو دم میں جو لوگ

ق

تری ادا نے قیامت کو ہوشیار کیا
بتائے مجھے کیونکر گناہ گار کیا
کبھی معایشر سر و جوہیا ر کیا
کبھی کسی کے تصور کو ہمکنار کیا
کبھی سوا ترے اور وں پر افتخار کیا
نہ آسمان سے جھکا تم سے نکسار کیا
سرتیک فیس نے صحرا کو آبشار کیا
انھیں خدا نے قیامت میں سنگسار کیا

بیر مشعرہ میں شاکر اے خیر تو ہے
تھارے آنے کا کیا کیا نہ انتظار کیا

گھر میں ترک خانہ بر انداز ہو گیا
اندوہ عشق یا رطب ساز ہو گیا
دل نذر چشم شعبہ پر داز ہو گیا
بیزار حور سے بت طناز ہو گیا
نیزنگ ہو گیا کہیں عجباز ہو گیا
جل بجھنے عود کا سا کچھ انداز ہو گیا
یاں تک تصور آئینہ پر داز ہو گیا
شیر ناز بیکہ فنون ساز ہو گیا
باو مراد جو شش لیم ناز ہو گیا
واپس رہے زمان و مکان شاکر میں
سر سبز دانہ دانہ سرسبز شکر ہے

آج اپنے جذب دل پہ مجھے ناز ہو گیا
انجہام بھی نوناعا ناز ہو گیا
مرغ حقیقہ طعمہ شہباز ہو گیا
میری ستم کشی سے ستم ناز ہو گیا
مختار کائنات ترا ناز ہو گیا
سوز جگر مقدمہ ساز ہو گیا
وہ دیکھتے ہی حیرتی ناز ہو گیا
انداز ہی محسوس انداز ہو گیا
مثل جاب عقدہ دل باز ہو گیا
جسم براق گرم تگ و تاز ہو گیا
جس نے کہ سرو یا وہ سرفراز ہو گیا

تھا از وہام خیل گنہ مثل یہمان
 اے مردہ دل کفن کا تر و فضول ہے
 مائیں فراق کی نہ جفائیں قیب کی
 خطا ناما ہم ہر مجھے لکھنی ہر داستان
 زہر جہان میں ذوق بقدر ہوس نہیں
 سمجھے ہجوم شوق کو انہوہ اضہبی
 ایسے میں گر بچائے خدا نصفی نہیں
 نہ لکھا شوق بھی کیا تازیانہ ہے
 تاباش او جگر تری ہمت کو آفرین
 تاب نگاہ گرم نہ لایا جمال یار
 تقدیر تھی مری تری تدبیر چارہ گر
 کرتا ہوں اُسے آپ ہی اپنی شکایتیں
 اس نے رواق شمیم کی مٹی خراب کی
 وہ لہتر انیان آونی کی کمان گئیں
 خمیازہ خارے شوق گر نہ تھا
 خود دار یونے ہائے محبت نہ چھوٹی
 ان بد گمانیوں نے شکلیا کیا مجھے
 وہ آہ سر و یاد نہیں تھکوت ہم نشین
 بے صبریوں نے اور بھی ہارم کر دیا
 وہ شوخیان وہ جوش چالاکیاں کمان
 تیر ہی دل سے رحم خدا نے اٹھایا

فرط کرم سے توبہ کا در باز ہو گیا
 داغون سے سینہ تھمکے نرا ہو گیا
 پروانہ کس دلیل سے جان باز ہو گیا
 کیوں رنگ ابھی سوا مل پرہاز ہو گیا
 تو آسمان کی طرح دغا باز ہو گیا
 کیا اجتماع تفرقہ پر داز ہو گیا
 دمساز بادہ شعلہ آواز ہو گیا
 گلگون اشک اور سبک تاز ہو گیا
 پیکان دل شکن سپر انداز ہو گیا
 نظارہ حسن کو پر پرواز ہو گیا
 یحییٰ نے مزاج اور بھی ناساز ہو گیا
 موہوم سی امید پر غماز ہو گیا
 طفل سرشک خانہ بر انداز ہو گیا
 اک طور جل کے سڑنہ آواز ہو گیا
 کیونکر شراب خانہ کا در باز ہو گیا
 اخفاے راز پر وہ در راز ہو گیا
 میں جانتا ہوں ہجر خدا ساز ہو گیا
 اُسدن سے آشکار مراراز ہو گیا
 بے تاب یوں سے اور بھی طماز ہو گیا
 شہد بز فکر قابل مہماز ہو گیا
 یا میں کچھ اے سپرہ آواز ہو گیا

موج شراب تاب زبان فصیح ہے
 لے وائے دل کہ بے سپروز گاہ
 کیا جانے آگیا اسے کیا میری دین
 اللہ سے سوز دل کہ راز سے بنا
 تھوڑی سی دیر بیچہ کے عیسیٰ ہی اٹھنے
 گرد ملال مل کے ہوا ساز آب و گل
 پائے طلب کو خواب سے اٹھنا حال ہے
 ابراہیم نے مرے مجھے بدنام کر دیا
 مور و گس کی طرح فراہم ہیں غافل
 دشمن ہی سہاگین گے جو کتنا ہو آپ سے
 اے آہ تو مجھے بھی لیے چل رکاب میں
 اے ہم صغیر تجھ کو مبارک چین کی سیر
 کرنی پڑیں نہ سیل حوادث کی منتیں
 تارِ نظر نے محکود یا خلعت کفن
 مانع خانہ میں تو شبہ حنا سہی
 احباب زندگی کا سبب ہوٹنے لگے
 آئے کسی طرح مگر آئے مزار پر
 آنکویہ احتیاط کہ دوسری تعاب ہو
 لے مقصد نیا ز تغافل سے فائدہ
 شاکلی فدا ہوا ترے قدر خوش نصیب

کیا بلبل بھی کبیل شیراز ہو گیا
 یوں خوار ناز پرور صد ناز ہو گیا
 نے بن کے تیر زمزمہ پر داز ہو گیا
 ان مستیوں سے فاش مراراز ہو گیا
 عاجز ترے مریض سے اعجاز ہو گیا
 سیلاب ٹکدہ کو مرے راز ہو گیا
 سنگین زبکہ سلسلہ آرز ہو گیا
 تقلید سے عدو بھی نظر باز ہو گیا
 تیرا دہن دکانِ شکر ساز ہو گیا
 آخر تو ہے یقین کہ وہ ہمارا ہو گیا
 ناز حبیب چرخ کا انباز ہو گیا
 مین نیکشت حسرت پرواز ہو گیا
 انداز یا حسنہ برانداز ہو گیا
 بڑھ بڑھ کے بخیل لب اعجاز ہو گیا
 بے وقت کیوں دریچہ دل باز ہو گیا
 طولِ سراق ہی مرا غماز ہو گیا
 مردوں کی آنکھ میں مرا اعزاز ہو گیا
 نظارہ کو یہ ناز کہ مست از ہو گیا
 بدنام ہم ہوئے کہ ترانا از ہو گیا
 تاریخ مرگ جملہ شد فاذ ہو گیا

خوف اثر رقیب کے دل سے نکل گیا
 دیوانگی کا جوش ہے موسم بدل گیا
 دشمن تلاش تیغ میں دان سے نکل گیا
 لے قیس رگیا ترا انصاف آج بھی
 زاہد نہ پوچھ حسن کی عالم فریبان
 لے نخل آہ کیا تری قسمت تھی ہا ہا
 طنز وصال دوست میں دشمن کا لیا گلہ
 لکھنی تھی آنکھ صفحہ دل پر یہ سرنوشت
 تاصح تری زبان نہیں بند بے سبب
 کسار پر پڑے لگہ گرم برق حسن
 دامن وہ نکلے کشکش دست غیر سے
 وہ ناتوان ہوں پاس جو اُس نے بٹھالیا
 کجنت دل کو کیا غرض آنکھ چلن سو تھی
 اُسکا تو یہ کرم لب سوزان کا یہ تم
 بے برگیوں سے تیر صتم کا ہفت ہوا
 عاشق تھے دو فوضرو و فراد بخت
 مرگ اس طرف ہلاک داد اس طرف تلک
 کچھ بات ہو یونین نہیں تسبیح صندلی
 گر پڑے روکے روز وہی اُس گلی کی راہ
 مست الست تھا کہ لیا سر پہ بار غم
 اب نوحہ آفرینی لب ہو اور اپنا مال

اُن کے محل میں نالہ دل مچل گیا
 آئی بہار فصل حزن کا گل گیا
 فقرہ ہماری شکوہ طرازی کا چل گیا
 دن حشر کا ہماری ہی قصہ میں چل گیا
 انسان تو آدمی ہے فرشتہ چل گیا
 تو بے ثمر رہا لب منیر یا چل گیا
 تیار دربار بھی کف انوس مل گیا
 کوسے صنم میں شل قلم سر کے بل گیا
 جادو کسی کی زگرے پُرفن کا چل گیا
 خون ہو گیا کسی کا جگر کوئی چل گیا
 مرنے کی جا ہے دم نہ ہمارا نکل گیا
 بندہ کو شیر بیشہ قالین نکل گیا
 منہ میں تھنا کے اپنی خوشی بے چل گیا
 ساتی کا ہاتھ سب مع پیما نہ چل گیا
 صد شکر اے صنوبر دل اتبو چل گیا
 ڈوباکوئی محیط میں کوئی اُچھل گیا
 یہاں موت گر چہ وقت شہادت کُل گیا
 شاید ترے دماغ کا زاہد نخل گیا
 اس طفل اشک کا بھی ہین جی بھل گیا
 اب کیا علاج ہوش تو روز ازل گیا
 عہد شباب و صید غزال غزل گیا

بھیجانہ اپنے پاس سے دنیا میں سامنا

تھکوتا کے صانع قدرت پھسل گیا

عالم خبر تو لے کہ تراش کی حزن

دارِ قفا سے آج گیا یا کہ کل گیا

ترا عاشق بے مداوار گیا

گھر مرے وہ شوخ زیبا رہ گیا

کیا بلا تین میرے پا کے آئے

اسطرف کی ٹنخ سے سر کی گئی زلفت

بے پرہیز کس کے دراز شکہ

تیرے وحشی کی جنون جولانیاں

تیری صورت نے کیا صانع کو محو

تو بے اچھا ہے پُر ہے دل مرا

حسنِ یوسف کا نشان ملتا نہیں

تیری فیاضی سے اے ایرکرم

کچھ نظر آتا تھا دم سازی کا طور

کھل گیا اقبال چشم منتظر

نا توانی دُوب نہ جائے میری قبر

اک دل ہے آرزو ملت انہیں

جس سلمان کو رہا گیسو کا عشق

تن ہوا بیکار سوئے قبر میں

روئے نورانی کو تیرے دکھ کر

تیغ ابرو کا نہیں دل کو خیال

نبض دیکھی اور مسخا رہ گیا

تھکوا گیا اے چرخ اچھا رہ گیا

اُن میں مثلِ خار صحرارہ گیا

درودِ دل کا نصف قصا رہ گیا

کانپ کر عرشِ معلّٰی رہ گیا

سیکڑوں فرنگِ صحرا رہ گیا

نون کا ابرو کے لفظ رہ گیا

اک یہی فترہ بداملا رہ گیا

قصہ عشقِ زلیخا رہ گیا

سب ہوئے سیراب بندا رہ گیا

پردہ مطرب کا پردا رہ گیا

شبِ دردِ دولت سراوا رہ گیا

مین نہیں اور میرا چہرہ رہ گیا

بس ہی ارمانِ تداہا رہ گیا

مرے دم ترسا کا ترسا رہ گیا

عشش ہوا مفقود سوتا رہ گیا

چودھوین کا چاند آدھا رہ گیا

تاو کب مرگان کا کھٹکا رہ گیا

لکھے لکھے ہو چکی عسرد راز
 کچھ تو شرماتا تھا اے زُلفت سیاہ
 دھونڈتی ہے فاتحہ خوانوں کو آنکھ
 بکرتھا سوداے گیسو روزِ حشر
 وہ ہوئے گرم حشر ام اچھا ہوا
 نبض بھی سا قطبِ ہودست و پا بھی مر
 تیری نیرنگی نے لی سب کی خبر
 میرے خون کی رو سیاہی دیکھنا
 کیا کمون کیونکر شبِ فرقت کٹی
 تیغِ مین زہرِ نگہ بھی چاہیے
 وہ زمانے اور ہی تھے آج کل
 سب نشانِ عشقِ زائل ہو گئے
 بازوے قاتل کی دی غیور نے داد
 شوقِ مستانِ زلیحنا مرجبا
 جان کر گرم نہیں کھینچتے تو کیوں
 جان اگر قاتل نے لی اک بات ہو
 اے بیابانِ وسعتِ شرب تو دیکھ
 شبنمِ بیخِ ناز سے ہتر لے گئے
 راہِ اُلفتِ مین و فوَضِعت سے
 سرستِ نظارہ اب کیا دیر ہے
 عقدے استادِ نظر نے جُز وہن

قصہ زُلفتِ چلیپا رہ گیا
 سر ہوا پا مال سودا رہ گیا
 بعدِ مردن میل دُنیا رہ گیا
 مینِ کفن مین اپنے لپٹا رہ گیا
 مدعاے شور و سرودا رہ گیا
 کیون نہیں آتے ہوا ب کیا رہ گیا
 آسمان اے چشمِ شہلا رہ گیا
 دامنِ قاتل مین دھبتا رہ گیا
 رات بھراٹھ اٹھ کے رویا رہ گیا
 ورنہ چیخون گا کہ پیاسا رہ گیا
 قیس و لیلے کا مٹا شاعر گیا
 داغِ دل کا ایک تنغا رہ گیا
 کشتہ توتو سوارِ ترپا رہ گیا
 دامنِ یوسف کا پردا رہ گیا
 نقشِ آغوشِ تمنا رہ گیا
 ان تبوں کا کیوں تقاضا رہ گیا
 بن کے اشکِ قیس دریا رہ گیا
 اک پُرانا سا مصلّا رہ گیا
 سرکینِ مینِ اکہین پا رہ گیا
 مدعیِ محوِ سرا پا رہ گیا
 خل کئے سب یہ ممتا رہ گیا

تیرا دل جل گیا اک اور آئے	دل مرا سینے میں تنہا رہ گیا
کہتے ہیں افسوس عاشق مر گئے	شاکر کی بدنام رسوا رہ گیا
روایت دال مہلہ	
ہا بار بھی گئی گزری چلی خزان صیاد ترے نفس میں گنڈا راجہ لکھان صیاد مری نوا ہے کلیدِ دروغ ان صیاد نچھیرا گمرے دلیں ہو نہان صیاد نہ پوچھ حسرت گلگشتِ بوستان صیاد ہوں جبکہ اتنے غافل وہ کیا جیے یارب حفظِ لبّیل شہید کی جان کا حافظ نہ کچھ نفس کی ضرورت نہ دم کی حاجت رہائی دی ہو تو یہ بھی بتا کہ ہر جاؤں چھری کی آگ سہی گر حرام ہو پانی جنہیں تو دام میں بھولا ہو یاد کرتے ہیں اسیر کر مجھے لیکن چمن میں رہنے دے یہ نالے وہ ہیں کہ پتھر کو موم کر دیتے	مگر نہ ہر سہم پہ کھلی حد امتحان صیاد میں مشت پر مری حسرت جہان صیاد کہا نئے لاؤں تری دل کی میں زبان صیاد نفس و اٹھنے لگے گا تری دھواں صیاد عیان ہو خود مری صورت بے بیان صیاد زمین پہر برین بخت باغبان صیاد پھر آج کچھ نظر آتا ہو سرگران صیاد ڑی ہیں ہری عبت کی ٹیریاں صیاد مجھے تو یاد نہیں شکلِ آشیان صیاد یہ دیکھ خشک ہے بالکل مری زبان صیاد وگرد کس لیے لیتا ہو چمکیان صیاد تراش کر مری متقا رخنچکان صیاد غضب یہ ہو کہ سمجھتا نہیں زبان صیاد
روایت دال مہلہ	
انسانوں کی آنکھوں میں جو انسان کے برابر	پر یاں تو اسے جانتی ہیں جان کے برابر

کہتے ہیں چمن کو رخ جانان کے برابر
 ہیں ملک حسن میں کج با رخ و گیسو
 سوزان میں ز بس شعلہ رشک قدویر
 پرے میں رکھا اُن کو جو بازار میں آیا
 شاید کہ کھلی زلف کسی رشک چمن کی
 بے عیب بنایا ہو اسے اُس میں ہر اک شاخ
 رستم ہو کہ بیشرن ہو فرشتہ ہو کہ جن ہو
 دریا سے صدا آتی ہے مرجانے کی جاہر
 گشتہ یوں ملاحت کا چھڑکتے ہو نک کیا
 ہوتا طوق و صامت میں ہر افاق تر و لب
 تیرے لُح روشن پہ پڑی زلف معنبر
 اے جذبہ گیسو بہن تو کھینچ کے لایا
 وہ حور کا بچہ ہے بہشت اُس کا مکان
 اس عشق مؤدب کا بُرا ہو کہ مرے ہاتھ
 روئیدہ وہ مٹی سے یہ مشوقون کے سرے
 عرض آ کے عرضی بیان کرتے ہیں مسائل
 تسخیر مری غزلون سے ہوتے ہیں پر پرو
 وحشت کا ادھر جوشِ مخافت کا ادھر زور
 دیکھا نہ کبھی چشمِ حقارت سے کسی کو
 دل سے کہیں بسل کہیں صد چاک جگر ہے
 بوجہ تڑپا نہیں میں خاک پہ ہمد

قرآن کو سمجھتے ہیں گلستان کے برابر
 تو قیر ہے یاں کفر اور ایمان کے برابر
 ہے سرو چمن سرو چسپراغان کے برابر
 کسانہ اُنھیں یوسف کنعان کے برابر
 آتی ہے ہمک سنبل دریاں کے برابر
 ہو گا نہ ہرن زرگس فستان کے برابر
 ممکن نہیں ٹھہرے صفِ مرگان کے برابر
 کہتے ہیں لب یاں کو مرجبان کے برابر
 ہر زخم ہے وائشہ نکلان کے برابر
 کیوں ہونے لگے لعل بدخشان کے برابر
 پھر مورچے آئے شکرستان کے برابر
 جاہو پنچے تھے ہم روضہ ضوآن کے برابر
 لیکن وہ سیہ قام ہے شیطان کے برابر
 رُک جاتے ہیں جا کر تری دامان کے برابر
 سنبل کو نہ لکھ کا کل عیپان کے برابر
 ہے خاطر موزون مری میزان کے برابر
 ہر بیت ہے افسون پر پخوان کے برابر
 ہاتھوں کے بھی ٹکڑی ہیں گریبان کے برابر
 چیتوٹی کو بھی سمجھا میں سلیمان کے برابر
 سینہ ہے مرا گنج شہیدان کے برابر
 دلی بھی غلش بر میں ہی میکان کے برابر

از بسکہ نہیں اسم بھی میں توافق طاعت مرے نزدیک ہو عصیان کے برابر اغیارِ قلی کی عبث لیتے ہیں شاک نامرد نہ ہوگا شیر مردان کے برابر طیار وہ آشوبِ جہان جنگِ جدل پر ہے جوشِ شہادتِ طلسبی آج محل پر نازش ہے نہ کچھ علم پہ نے فخرِ عمل پر کچھ سر نہیں دور رہ و ہنرِ جل پر اُن آنکھوں نے مارا ہیں اُن آنکھوں کو مارا کیا رالِ مُپکتی ہے تری حُسد پہ زہار دینا ہے اگر بوسہ لب آج ہی دیجے جب تک نہ ترے حُسن نے کی جلوہ نمائی کس کی نگہ مست نے بھر کر دیے ساغر گردن کو جھکائے ہوئے شبِ شیشہ پڑے قابلِ نہیں میں جائے اگر عرشِ برین تک پروانہ ترے حُسن کا ہے غیرِ عظم کوتاہ سے کوتاہ ہے تو وصل کی شبِ گلش اُس کا کل پہچان سے چھپے کیا دلِ لان سوزِ تپِ فرق ہے جہنم سے زیادہ کس نے کہا یوسف کو حسین کیوں ہوا بظن کیا چیز ہو دامن کہ اڑے سینے کے ٹکڑے اپنا یہ عمل یا رکاوہ وعدہ صادق	آتا ہے طینچہ کو چڑھائے ہوئے گل پر آتا ہے طینچہ کو چڑھائے ہوئے گل پر تکیہ ہے ہمارا کرمِ عنزو جل پر پھرتا ہے فلکِ نقطہ پر گارا زل پر طوفان ہے تقدیرِ پتہمتِ ہوا جل پر دم دیتا ہے بچوں کی طرح شیرِ عدل پر رکھے عملِ خیر کو موقوف نہ گل پر گلگو نہ تھا عارضِ زیبا سے ازل پر داغِ مے گلرنگ ہے دامنِ ازل پر کچھ طعنہ زنی کرتا تھا اربابِ مل پر ہو پختی نہ کند آہ کی جانان کے محل پر کا شائے کو ہے تیرے شرفِ بُرجِ محل پر سایہ ترا پڑ جائے مرے طولِ اہل پر غم پر سر خم سیڑھوں بل سیکڑوں بل پر انسان و ملک سب کے برابر گئے جل پر اک وہ بھی شل تھی کہ چلی تیری شل پر پھر بھی دُچرا ہاتھ گریبانِ اہل پر اچھا ہوا موقوف رہا فیصلہ گل پر
---	--

جا نا نہ کہیں بہرِ خدا یست و لعل پر
 دامن سے گریبان پہ گریبان سے بغل پر
 ہنس دیتے ہیں گلِ کُبلِ شیدا کی غزل پر
 احسان سے بہتر ہے جو کہنہ ہو محل پر
 اور آپ ہی ناخوش ہوؤ اس دُوبدل پر
 افسوس صد افسوس حریفانِ دُغل پر
 آرام ملا چھوڑ کے نقتِ دیرِ ازل پر
 رشک آتا ہے خوش قسمتی پنجہ شل پر

قاصداً نغین جس طرح بنے ساتھ ہی لانا
 جاتا ہے مرا چاک جگر زورِ مین آکر
 معشوق کو درودِ عاشق ہے فنا نہ
 فیروز سے مرے نام کے پُرسانِ قزوینِ فکر
 آپ ہی مجھے دیکھا تھا کہ مین نے بھی نظر کی
 آنکھیں تری دیتی نہیں لے کر دلِ عاشق
 اے بخت مرا کام سنو رہا نہ ابد تک
 شانہ ترے گیسو مین کہیں ہم کفِ حسرت

دل کتا ہے شاکی کہ لکھواو بھی لیکن

بہتر ہے عملِ نکستہ ماقبلِ دُغل پر

فلکِ روزی لے آئے زمین پر
 نگینہ جبرِ دیا انگشتِ ترین پر
 مرا خون ہے سرچینِ جبین پر
 آبِ استینِ دل پہ صد دھوکہ دین پر
 زمین گردون پہ گردونِ زمین پر
 جھکے تسلیم کو تا وکِ زمین پر
 مکانِ پر آفرینِ رحمتِ کین پر
 شکن پر ہے شکن اور چینِ چین پر
 جبینِ چین پہ پا چینِ جبین پر
 کہیں گردن کہیں بازو کہیں پر
 نہ آئے وہ کبھی قبرِ حزن پر

اگر انسان رہے قائم یقین پر
 مرا خون جگرِ میکانِ کین پر
 خنجرِ سر پہ نہ تیغِ خشمِ کین پر
 خدا ہوں مہوشانِ نازین پر
 غضب ٹوٹے فنانِ ششین پر
 ہوا جب جلوہ گرِ کیشِ زین پر
 وہ دل مینِ دل دریا حسین پر
 سمان ہے قہرِ زلفِ ششکین پر
 نزاکت سے کھلا کب نکستہ چین پر
 کیا صیادِ ظلم اس حزن پر
 مکرِ رحم آیا فنا نہ کیا

جو ہوتی اُن کو قدر خاکساری
 تم آئے چرخ کی سازش سے یا آج
 وہی ہے یہ شکار انداز دیکھو
 قباے زیب جسم تازنین میں
 کمان چارچ زیب ثانیہ چپ
 امید خوا بنا کان عدم خاک
 نظر آفت بلا عنسہ و ادا قہر
 شراب آلودگی میں خاکساری
 مرے عبون کی فوجیں مصطفیٰ
 اگر ہاں ہونہ ہم تم نہ جہان ہو
 ترے جلوے سے ایمان لئے کافر
 فضاے سینہ کی تنگی سے گھٹ کر
 غرض کھویا مجھے دونوں جہان سے
 نہ چشمک نے محکم نہ تبسم نے
 محبت نے کیا رسواے عالم
 چھپی کس کی مگرین نوک ترگان
 تجھے کیا قتل سے مطلب دکھانا
 مذاق تلخ ہو جاتا ہے شیریں
 گمان بدگمانی کا تظاول
 انہی کس نے بھکو بدو عادی
 عزیز و کچھ نہ پوچھو مرے ہم

نہ پڑتی آنکھ میری حور عین پر
 غایت ہی خزون ہے مکرین پر
 خانے خون تازہ فاش زین پر
 کلاہ ناز زلف غبرین پر
 کند پر شکن دوشش بکین پر
 قدم رکھتا نہیں تو سن زمین پر
 مینا غارست دنیا و دین پر
 حسد ہے مجھ کو دردِ دین نشین پر
 چڑے پرے پرے نگاہ عیب میں پر
 ہوئے نابود لاکھوں اک نہیں پر
 کمال قدرت جان آفرین پر
 گئے نالے مرے چرخ برین پر
 یہ شفقت دل پہ کی فونے نہ دین پر
 بشر مرتے ہیں کیوں رے زمین پر
 عدد بدنام تہمت ہم نشین پر
 چسلی بر بھی دل اندوگین پر
 پڑی سُرخ سی کیا ہے استین پر
 نہیں حشر شکایت ہر دین پر
 یقین آتا نہیں مجھ کو یقین پر
 کہ آمین ہے لب روح الامین پر
 دو چشم سُرخ گین شر گین پر

نیسا زونازنی کی گرجو شئی اگر ہوتا شرف باقی نہ ہوتی	چلے نقشے نگاہ واپسین پر نبوت ختم ختم الماسین پر
زبان بند لب شاکر کی ہو وہ آنکھ فنون غالب ہے اعجاز مبین پر	
رقم ہے خط طعنہ اس حسن حسین پر خدا کے واسطے ظالم تر جسم طرار خون مقول ستم ہے ہوا نوک مرہ سے نقش وہ نام لب شیرین جان خندہ زن ہو اگر کوڑھونڈھے پھرتے ہیں نالے ہوا ثابت گناہ قتل عالم نہرہ مغرور اسے سلطان قافی غلط فہمی مری کیسا کیا خفا ہے نہیں حصر تیار و ثروت ایدل رہے گا خنجر قاتل کا احسان ہوئے نازل وہ ناوک شکل رحمت طیش سے بے عملوں کے زلزلے میں شیدوں کی نگاہیں دوختہ ہیں منداہین قبتہ و آشوب محشر عتایت کی نظر اسے شاہ خوبان	سمن پر سترن پر یاسمین پر شکرش پر بد اختر پر حزمین پر سنان پر آستان پر یاسمین پر دل صد چاک پر جان حسین پر شکر پر تشکر پر انجمن پر زمین پر چرخ پر عرشین پر صنم پر دلربا پر نازنین پر لوا پر تاج پر زین پر نگین پر عدو پر آسمان پر ہم نشین پر ہمنس پر جہد پر کتلیں پر گلے خشک پر سر چین پر جگر پر قلب پر جان حسرتین پر فلک پر عرش علی پر زمین پر عنان پر اس پر دامان زمین پر غضب پر قہر پر انداز زمین پر گدا پر بے نوا پر مستکین پر

ہوا ہے عام فیض طبع شاک
سختدان پر سخن پر نکتہ چین پر

دام گیسو میں پھنسا تل دیکھ کر
مچکوا اور ہنستے یہ عاقل دیکھ کر
کون بچتا چشم قاتل دیکھ کر
رنگ لانی بدگمانی قیس کی
کیا یہ بدنامی کچھ اچھی بات ہے
بات ہے اُفتاد ہے ہنگام ہے
سخت جان مشہور ہوں اور ہمتیں
پھر گئی آنکھوں میں اپنی جا وہاں
کس کی حیرت تھی طلسم ناز و دست
دونوں آنکھوں میں برابر جو فریب
مٹ گیا اندوہ تنہا ماندگی
گر پے یوسف کنوئین میں ہو کو آب
ایسے تر پے ہم کہ نادم تھی اہل
دی خدا نے دولت ناز و نیاز
رہ گیا خنجر کا منہ ہو کر پُر آپ
راہ رو رستے سے ہوتے ہیں ٹول
نا توانی کا نہ تھا اُن کو یقین
پاس تظنیم ادب تھا شوق کو
بعد قتل عام ظالم نے ہمیں

گرتے ہیں اسے طائر دل دیکھ کر
چپ رہا میں آپ کا دل دیکھ کر
مر مٹا بمل کو بمل دیکھ کر
پردہ رنگین محمل دیکھ کر
عامیوں سے اسے صنم بل دیکھ کر
دل نہیں دیتے ہیں بیدل دیکھ کر
لائوز ہر ہل دیکھ کر
نکلے آنسو دست سائل دیکھ کر
محو تھی محفل کی محفل دیکھ کر
دل تھین دیتے ہیں عادل دیکھ کر
الفاظ فیض شامل دیکھ کر
ماہ شیرب کے شامل دیکھ کر
مرقد اجاب یک دل دیکھ کر
حضرت انسان کو قابل دیکھ کر
مر گئے انداز ستار دیکھ کر
ہم کو غش آتا ہے منزل دیکھ کر
شک بڑھاتا بی دل دیکھ کر
اٹھ گئے ہم رنگ محفل دیکھ کر
دی دُعا جینے کی مشکل دیکھ کر

کچھ تو نسبت دل سے تھی شرمائے
کون مانع ہے ترا برق بلا
سچ کو تھا کس طرف رہے خطاب
مرحبا پر گشتہ بختی مر حبا
بن پری تدبیر سیر میداد پھر
قل ہوا ایمان کا آگے کیا کمون
شکر تر آن مسلمان ہو گئے
بے خبر تھے ناز کے انداز سے
موتیوں سے بھر گیا حیرت کا شہ
زندگی کا حاتمہ یاد آگیا
لاکھوں اس رقار سے معاشیگے
صبر آیا میرے دل کو لے فلک
عشق بازی اور ہوش انتظار
غم پر غم ہے داغ ہے بالک داغ
کچھ تو رعب قرب سے پس پا ہوئے
تھاکمان زندگانی بعد قتل
اپنی طاقت پر مجھے رحم آگیا
سامری سے کیا آنجھتی چشم یار

پاسے وحشی میں سلاسل دیکھ کر
لیکن اسے بیداد حاصل دیکھ کر
کیون ہنسنے سوئے عنادل دیکھ کر
ہٹ گیا کشتی کو ساحل دیکھ کر
اُن کو عاقل محب کو اہل دیکھ کر
تیری گردن میں شامل دیکھ کر
تیری گردن میں شامل دیکھ کر
ہنس پڑے وہ رقص سہل دیکھ کر
ہنس پڑے وہ رقص سہل دیکھ کر
خط سیر تحریر باطل دیکھ کر
دیکھ کر لڑے غارت دل دیکھ کر
افتلاب ماہ کا مل دیکھ کر
پھر گئے وہ مجھ کو عنافل دیکھ کر
تیر جھپکے مجھ کو پُر دل دیکھ کر
رہ گئے کچھ بعد سنزل دیکھ کر
نازنین بازوے قاتل دیکھ کر
اضطراب مرغ بسمل دیکھ کر
رہتے ہیں قابل مقابل دیکھ کر

بعد چشم آیا نظر شکی وہ منہ
کبے پہونچے چاہ بابل دیکھ کر

بوسے رک رک گئے اُس لب چٹکرا پا ہو کر

ذوق کا کام رہا شرم سے حلوا ہو کر

نظریں سرکین رخ جاتان سے نہ پروا ہو کر
 آئی اک موج صبا زلف چلیپا ہو کر
 ہم وہ دونوں کو تنائے طواف تیرب
 اُس کلائی نے زد و گیر کی تکلیف سہی
 پوچھ غیروں سے نہ پوچھ اپنے گرفتار کو حال
 یمن پرشش سے شفا جلو کی شوخی سے فنا
 ہم توجہی جائیں گے کیا ٹکڑے کی دنیا
 وعدہ وصل غریبوں سے وفا غیروں سے
 عارض حکمت مخفی پہ کھلا رنگ ظہور
 کیا قیامت ہو تو اے گرمی جولان جنوں
 کھوکھلے پاتے ہیں کچھ ارباب وفا فی الواقع
 آخراں بنجو دی وضعف نے کچھ کام دیا
 نہ کرشمہ نہ ادا حوروں کی آنکھیں کیا بات
 کیا ملے گا انھیں جو اہل عقوبت نہ ہوے
 یارب اُس شوخ کا آتا ہے کہ میرا مرنا
 بد توں سایہ صفت چرخ مرے ساتھ پھرا
 اُسے دو پھول چڑھائے سر تربت جبر و
 اب کسی کو کسی معشوق سے کیا ہوا امید
 تیغ ابرو سے سر انداز سے چھلکی مری آنکھ
 بوے پیلا ہن لیلیٰ سے ببا شہر تمام
 کینچ کر تیغ تسم تکتے ہیں نہ دشمن کا

اور عثر ہوا ہنگامہ فسودا ہو کر
 بے نصیبوں کے پھر دہن شب لیلیا ہو کر
 ساتھ کہے کو نہ لیتے چلین بطحا ہو کر
 ہبکیا خون مرے زخموں سے پسینا ہو کر
 تجھ سے تیری ہی شکایت کرے تیرا ہو کر
 تیرا بیسار گزر جاتا ہے اچھا ہو کر
 قتل کرنے ہیں آئے ہو مسیحا ہو کر
 ایسی باتیں تعین زیا نہیں زیا ہو کر
 جبکہ ہم خاک میں پنہان ہو کر پیدا ہو کر
 جوڑ کھلتا ہے ہن زنجیر کے سودا ہو کر
 آنکھیں روشن ہوئیں یعقوب کی اعما ہو کر
 چشم پرفن میں رہے نشہ صبا ہو کر
 واعظو کیا ہیں بہکاتے ہو ملتا ہو کر
 حلق محروم رہی طالب دنیا ہو کر
 نہ وہی ہو نہ یہی روز کا چیر چا ہو کر
 برسوں قدموں میں رہا آبلہ پا ہو کر
 دشت بکلا کت پا سے مرے کاٹا ہو کر
 تم نے اور روں کو بھی رسوا کیا ہو کر
 بند نطرا رہ کار وزن ہوا تیغا ہو کر
 قیس بنجو دے گل دامن صحرا ہو کر
 لولٹتا ہے مقدر مرا سید ہو کر

آگ ہو جاتے ہو خود گرم مارا ہو کر
رہ گیا آج بھی اغیار سے ایسا ہو کر
دم اُبھتا ہے گلے میں مری پھندا ہو کر
میرے گھر آتے ہیں دشمن کی تمنا ہو کر
کشتہ ناز تڑپتا رہا ٹھنڈا ہو کر
وصل کا نام نہ لے عاشق شیدا ہو کر

پھونک دیتا ہے باندیش کا دم کا نہیں کچھ
کیا تامل ہے سنگرمی خون ریزی میں
کھینچ کر طرہ طرہ کو باندھا کس نے
بزم اغیار میں جا کر مرے ارمان پر چرخ
گرتے گرتے نہ تھکی برق نگاہ قاتل
شبہ گزرتے ہوئے کان یقین جان یقین

بے حجابی سے مباحثہ شکایت شکی
خود گلے ٹکر ہوئے محو تماشا ہو کر

رویت نون

پھر خریہ اری سوداے بلا کرتے ہیں
کبھی تبت کبھی لاحول پڑا کرتے ہیں
وہ بھی بیجا نہیں اور یہ بھی بجا کرتے ہیں
ذبح کرتے ہیں سنگرم نہ رہا کرتے ہیں
نیم بھل پتکیش جفا کرتے ہیں
ملک الموت سے پوچھو کہ وہ کیا کرتے ہیں
کیا فزون مہری اعدا کی دُعا کرتے ہیں
آئینہ دیکھ کے وہ مجھ سے حیا کرتے ہیں
صرف تیرے ستم کیش رہا کرتے ہیں
پوچھتا ہے ہون اس وقت وہ کیا کرتے ہیں
نہ سو کہتے نہیں چپ چپ کے بجا کرتے ہیں

قیمت غالیہ زلف دوتا کرتے ہیں
ہم تری بزم میں جب غیر ہو کیا کرتے ہیں
بُت جفا کرتے ہیں عشاق وفا کرتے ہیں
رجم سے کہتے ہیں یون خوف خدا کرتے ہیں
منہ دکھاتے ہیں نہ سرتن سوچا کرتے ہیں
جان دیتا ہے خدا شوخ قفا کرتے ہیں
کیون وہ گلشت مزار خدا کرتے ہیں
آہی جاتا ہو مرے دیدہ حیران کا خیال
پھنس کے پھنستا نہیں غم سے حسینو کے کوئی
تاکہ احباب کو آجائے رسائی کا یقین
آج کس کشتہ حسرت پہ انھیں رجم آیا

دل نازک سے مرے شیخ و برہمن ہشیار
اتنے قاسم کے شہید اور قیامت کل ایک
خندہ عیش کی تقریب نپائی ہم نے
عمر گٹ جائیگی اور بات بھی رہ جائیگی
مسجد و تہکدہ دونوں کو مشوشس پایا
زیست تک دم سے تھکے نہیں اٹھا کوئی
جان کے جانے بھی جاتی نہیں مٹیابی دل
جھکو خلوت کا تفاخر انھیں نیند آنکی فکر
ایک ہی صید پر کر دیتے ہیں ترکش خالی
وان یہ تقریر کہ جان بھی کوئی شے ہوتی ہے
اُن سے کہہ دیتے ہیں اُلفت سے ہماری تو
سایہ لطف رسول دو سرا کافی ہے

گھر خدا کا بھی ہوا دُست بھی رہا کرتے ہیں
اس لیے ہر قدم ایک خسر ہوا کرتے ہیں
لپے احوال پریشان پہ ہنسا کرتے ہیں
ایک خطار و زترے نام لگا کرتے ہیں
عیش میمانے کے ارباب صفا کرتے ہیں
بعد مر جانے کے تابوت اٹھا کرتے ہیں
چٹکیان یا رس کے انداز لیا کرتے ہیں
میرا افسانہ دم خواب سنا کرتے ہیں
کس طرح نام حسد عاشق جفا کرتے ہیں
یہاں یہ بارش کہ لے اپنے نذر کرتے ہیں
اسی دم میرے دشمن سے جفا کرتے ہیں
دیدہ و رکب ہوس نفل ہا کرتے ہیں

نہ طبیعت کا کمال اور نہ زبان کا شاکر
جو ہمیں غیب سے ملتا ہوا ادا کرتے ہیں

کاسے چرخ سروں پر یہ صدا دیتے ہیں
قصہ خون رسم محبت میں پھپھاتے ہیں
پہلے جان و دل و دین اہل وفا دیتے ہیں
پڑھنے کے خط کو مرے دوا تک ہا دیتے ہیں
دیکھتے ہی مجھے محض سے اٹھا دیتے ہیں
کچھ تو آرام لب ہرزہ سرا دیتے ہیں
خط مرے نام کے کچھ لکھ کے جلا دیتے ہیں

ہم لبالب نصین صبا کے قفا دیتے ہیں
پان کے بدلے مجھے برگ حنا دیتے ہیں
آخر کار رتی دست دے دیتے ہیں
بات مطلب کی بہانے سے مٹا دیتے ہیں
بلکہ دس میز رقبوں کو سنا دیتے ہیں
کان وہ جانب فریاد لگا دیتے ہیں
کچھ نہ کچھ اُن کو بد آموز پڑھا دیتے ہیں

دین لبِ عمر فرا جس کو شفا دیتے ہیں
 اچھے رہتے ہیں جو ہستی کو مٹا دیتے ہیں
 گو کہ بے رخصت تمکین و حیا دیتے ہیں
 آج ہم زیست کا جھگڑا ہی چکا دیتے ہیں
 بیٹھے ہیں وہ قیامت کو اٹھا دیتے ہیں
 نالے ایسے ہیں کہ طالع کو جھکا دیتے ہیں
 اشکِ خون دیدہ پُر نم کو جلا دیتے ہیں
 ساقی اس بزم کی کیا داغ دیتے ہیں
 کبھی انسان نے آئینہ بنایا ہو گا
 پوچھ کر دستِ حنائی سے شہیدوں کا ہو
 نہ بتوں کو کوئی چاہے نہ اٹھائے صدمے
 یاد رکھتے ہیں ولے یاد نہ کرنا میرا
 نقشہ مرگ پہ ہے تمتِ خواب راحت
 آشکارا ہے نبی نوع کی طینت کا بگاڑ
 کیوں خفا ہوتے ہو کیوں مُنہ کو بنا لیتے ہو
 کیا اُنھیں بھی مرے قاتل کا ہوشیوہ معلوم
 چشمِ طناز میں قدرت کا کرشمہ دکھا
 جرمِ اتنا ہے کہ تعزیر کے قابل ٹھہرے
 رُخ تابان نہ پایا دو گیسو میں پھنسے
 عافیت سوز ہوئی تازہ پسندی میری

ہم تو مرے پہ دم اے ماہِ نقادیتے ہیں
 کوئی سیکھے تو جناب آج سکھا دیتے ہیں
 دیدہ جاناں کا نشانہ و رجز دیتے ہیں
 جا کے شہرگ دمِ خنجر سے ملا دیتے ہیں
 اٹھ کے جاتے ہیں تو محفل کو بٹھا دیتے ہیں
 طالع ایسے ہیں کہ نالوں کو رُلا دیتے ہیں
 داغِ حسرت دلِ مردہ کو جلا دیتے ہیں
 بادہ صاف جو مانگوں مجھے لٹا دیتے ہیں
 آپ انسان کو آئینہ بنا دیتے ہیں
 پھونک دیتے ہیں ستمگار جلا دیتے ہیں
 کیا پرائی جو گناہوں کی سزا دیتے ہیں
 داد دیتے ہیں مگر داغِ جفا دیتے ہیں
 جلکے مردوں کو شمشیر جلا دیتے ہیں
 کس طرح قبریہ مردوں کی بنا دیتے ہیں
 مُنہ تھارا اُنھیں باتوں سے بنا دیتے ہیں
 تنہیتِ روح کو لاکھوں شہدا دیتے ہیں
 ورنہ خونِ ہم بھی ان اکھوں سے بہا دیتے ہیں
 اسی الزام سے بیرحم سزا دیتے ہیں
 طرفہ قصے ہیں کہ قرآن کو بھلا دیتے ہیں
 آسمان داغِ نیارِ نجینا دیتے ہیں

دفعہ عیش اُلٹ دیتی ہے بادِ سحری
داوری گاہ محبت سے امینان جزا
یک کف خاک اُنھیں دکھلا کے پریشان کرنا
جوشِ ذوقِ ستم و درد ترے ہاتھ ہو شرم
اولِ حشر سے تا ختم ہزاروں جھگڑے
کس کی وارفتہ زمین ہو کہ پُری پتی ہے
صید لب تشنہ پہ احسان جفا کا رون کا
برقِ باران کا بھلا ہو کہ تڑپ کر رو کر
قربِ محشر ہے دلا ہمنفسوں کی دوری
آسمان سعی کرین میسری ترقی کے لیے
وقتِ ترکیب ہے ترکیبِ امورِ عالم
جانِ قداے لُغِ زیبا نہیں منتِ اُنپر
میں حسرتِ یادِ نظر زاہدِ اسیرِ جنت
ایک کروٹ کا بہانا ہے قیامت لیکن
پسِ مَحْ انسان ہوا کہ چشم و چراغِ بنیش
ترک و حشی تری آنکھوں کے میں اچھے بیمار
یا رب انصاف کہ شاہانِ دیا رِ خوبی
کام پر دانون سے لیتے ہیں بداندیشوں کا
وصلِ اغیار کی بوجہ چین آسے فغان
کوئی کہتا ہو دو عالم کوئی افزون کوئی کم
روون قسمت کو کہا تک کہ غمِ دل سُکر

جھوٹے پیغام پہ پیغامِ فنا دیتے ہیں
مثلِ بیگانہ قیامت کو اُٹھا دیتے ہیں
ہم سلیمان کی قسم تجھ کو صبا دیتے ہیں
لبِ جانان مجھے امیدِ شفا دیتے ہیں
دو ہی ٹھوکر میں وہ مرد و نکوٹھا دیتے ہیں
کس کے معشوقِ فلک ہیں کوٹھا دیتے ہیں
آپ شمشیر کبھی تیرے پلا دیتے ہیں
میری تصویر اُنھیں ہر سال دکھا دیتے ہیں
دونوں لبِ ملے دو عالم کوٹھا دیتے ہیں
شعِ ظلمت کہ وہ البتہ بڑھا دیتے ہیں
ہو سے دشنام میں لپٹیں تو مزا دیتے ہیں
ہم تو شکرانہ احسانِ خدا دیتے ہیں
دیکھیے وہ مجھے کیا اور اُسے کیا دیتے ہیں
اُن کے اندازِ شہیدِ دن کو بٹا دیتے ہیں
وہی بیٹا جو اسے آنکھ میں جاتا دیتے ہیں
اچھے اچھوں کو وہ دیوانہ بنا دیتے ہیں
دردِ دل سنتے ہیں بے داد و گدایتے ہیں
شعِ گل کر کے مرے دلوں کو بھاتا دیتے ہیں
ہاں باسی مری غربت پہ چڑھا دیتے ہیں
ہم تجھی کو تری قیمت میں لگا دیتے ہیں
ہنتے ہنتے مجھے بے رحم ہنسا دیتے ہیں

مبتد سچون در مقصود کو یا باز کون

میرے قاصد کو وہ اک بند بابتیہ بن

چلو شاکر چلو دیکھیں تھیں کیا ملتا ہے

صلہ نعمت رسول دوسرا دیتیہ بن

اب بھی دل بہتان میں خدا یاد نہیں
تھتے سرشک آج ترے چشم تر نہیں
یہ بھی تو ایک اثر ہے کہ اُن کو خبر نہیں
اچھا کو بُرا کو تھے اختیار ہے
نئے وصل میں سترار نہ آرام مجھ میں
اندیشہ محلو ہے بُت نا از مودہ کار
باتیں سنیں تو کیا کہ نمایاں نہیں دہن
پھر کیا ہے چار کشتے اور حد دل اُدھر شہید
تھی مبتدا کے نیکیاں اولین نگاہ
شاہنشاہ جذب دل اسے کہتے ہیں کس کشش
وعدہ کریں تو کیا جو ملاقات ہو تو کیوں
لُدا کے رقیب نہ ہو ہم سے دودھ
بیزار عشق کو یونہیں رہنے دے مسج
دل کے حرم میں قبر لٹا تو بن گئی
اچھا چارہ قیام بھی سمار ہو دے
اعدا کو زہر کھجے کس طرح ہنشین
جزا شک اور سارے جو اہر عزتِ بن
از بیکہ تیرگی شب جھون کی چھا گئی

وہ سنگدل نہیں بن دیا میں بشر نہیں
گر شام تک یہ حال رہا بام و در نہیں
کیون کر کون کہ نالہ دل میں اثر نہیں
ہر چند ہوں بشر مری طینت میں شہر نہیں
ہر بان تری بلا ہے قیامت ہو ہر نہیں
نقشہ مرا اٹھا ہے تری آنکھ تر نہیں
دیکھی نہ ہو جو بات کبھی مستبر نہیں
تیری نگاہ تیر نہیں نیست تر نہیں
جملہ تمام کر کہ ستگر خبر نہیں
ہمراہ تیر پا رہا کفار پر نہیں
سب جانتے ہیں اُنکے دہان و کمر نہیں
یا سنگ آستان نہیں یا آج سر نہیں
حضرت یہاں دُعا و دعا کار گر نہیں
افسوس یہ رہا کہ تری رہگذر نہیں
کنانہ پھر کبھی کہ میں پیدا و گر نہیں
یہ ضعف ہے کہ مرتبہ صرف جہ نہیں
اک کام کے نہیں تو ہمارے گھر نہیں
گھر میں ہمارے خوف سے آتی مھر نہیں

کتاب ہے کوئی اُن کے کمر ہے وہاں نہیں مہتاب و آفتاب و دُخان و ہوا و خاک راضی ہوں میں کہو مرے دل کو وعدہ کا دل اے جانِ ناتوان ترے پچھنے کی کیا امید چاہیں تو تری وضع کریں ہم بھی اختیار فرمائیے میں کیا کہوں کتاب ہے حیلہ جو بس تھوڑے دے خدا پہ مجھے اتنا چارہ گر صیادِ اک طیش میں ادھر سو ادھر ہوں نہیں	کتاب ہے کوئی اُن کے وہاں ہے کمر نہیں وہ کون ہے جو غم سے ترے دہر نہیں پر جو ہری کہیں گے تھیں کچھ نظر نہیں دل لے گیا تھا صبح کوئی آبِ جگر نہیں کیا شہر میں حسین نہیں کوئی مگر نہیں دل تیرا گھر خدا کا ہے میرا تو گھر نہیں بھرنے کے لیے زخمِ جگر عسھر بھر نہیں اس پر نہ بھولنا کہ مرے بال و پر نہیں
---	---

شاکرِ مدین سوئے چل کر بہت پھر
منزلِ یطے ہوئی تو پھر آگے سفر نہیں

کب نہیں جاتے خط اُن کو کب کتابِ تانہیں کب نہیں کبلی تہ تی کب کتابِ تانہیں جا کے آتی ہیں شہین اور جو میں آئے فتنہ پھر منہ دکھانا اور ہے دل کا ملانا اور ہے قاصد آیا اور بھی مشتاق کے دم پر بنی واندا نہ ہے سرِ شک دیدہ بجا صلی آفتاب سے نہ تھا یہ اور چھپائی تیرگی بے حساب انعام دینا عاقبت لینا حساب و شمن مسر حسیان ہے پہرہ گمان خاک میں چُن چُن کے اچھون کو ملتا ہے فلک زلزلہ ہوا قیامت اٹھ چکے بھل ترے	کچھ جواب آتا نہیں شاید جواب آتا نہیں باز عادت سے کوئی خانہ غراب آتا نہیں جو مرکب انہی ہے یعنی شباب آتا نہیں بے نقاب آتا ہے لیکن بے نقاب آتا نہیں بے رسول آئے حقیقت میں غراب آتا نہیں کشت پر میرے ندامت سے کتاب آتا نہیں گو کتاب آتا ہے گردِ دن کو کتاب آتا نہیں واغلو میری سمجھ میں یہ حساب آتا نہیں کلبہِ احزان میں میرے آفتاب آتا نہیں اس بد اختر کو طریقِ انتخاب آتا نہیں بیخودی ہے انکا جو خطر اب آتا نہیں
---	--

جو انہیں آتا ہے زاد وہ قصین معلوم ہے
پار سائی کے گمان سے تائزین کچھ کہ سکون
منزل ہستی خطا کا راسخ کرتے ہیں طے
قطرہ دریا ہے یا دریا ہے اسکا شکا ہے
وان یہ عیاری کہ عہد آمد و شد خوابین

جو تھین آتا ہے رندون کو جناب آتا نہیں
پاس میرے قند گر پیکر شراب آتا نہیں
راستے میں جادو راہ صواب آتا نہیں
فہم میں اندازہ چشم جناب آتا نہیں
یاں یہ نافرہمی کہ سمجھا کہ خواب آتا نہیں

بے یار جس کو بادہ لگزنکسم نہیں
جنت مراد عاشق روئے صنم نہیں
تاراج ہوش و صبر پہ اہل صنم نہیں
غیروں سے گرد و چار وہ یوسفیم نہیں
طوفان ناز کیا ہے جو ہرنگیم نہیں
گلفت زدا حدیثِ حدوث و قدم نہیں
بختِ سیاہ مفصل سے تم نہیں
آنکھوں میں نور جسم میں جان و مہین دم نہیں
بھرتے ہو دم و فکا کا مگر یہ نہیں جفا
اندک فزون ہے تیری عنایت و عیاب
اے شوق قتل تو ہی ٹھہری بن کے فوج کر
تم خوش نہیں تو زیست سے میں بھی لول ہوں
تیرے دہن سخن کے سوا آج خلق میں
کرتے ضرور عاشق زرجا کے سرفدا
کو تا ہے نظر نے دکھائی رو دراز

دردی کش صفا سر خم کی قسم نہیں
کیا داغ دل میں ٹھگت باغ ارم نہیں
زلزلہ دو تائین چہن نہیں گیسوین خم نہیں
کیون آہوان چشم میں انداز رم نہیں
عجب کو تو ایک موج تبسم بھی کم نہیں
سب کچھ تھین ہو چ تو یہ کچھ بھی ہم نہیں
شام فراق دستخوش صبح دم نہیں
کیا آئے آپ ہائے کب آئے کہ ہم نہیں
تو تبسم سے کرتے ہو کیا یہ ستم نہیں
میسر یہ حوصلہ کہ عجب کم بھی کم نہیں
خبر میں عکس ساعد جانان سے دم نہیں
تم شاد ہو تو کچھ بھی عجب غم کا غم نہیں
برہان اجتماع وجود و عدم نہیں
بس خیر ہو گئی کہ حرم میں صنم نہیں
کیا تیکدہ میں لطفِ حریم و حرم نہیں

اے برقی یاس تو ہی کہیں اسکو خاک کر
 ہر روز غم سیاہ شب گور سے سوا
 تھی زندگی شکنجہ آفت بلاے جان
 آنکھوں سے دیکھئے تو رقیب اٹکا ہم نشین
 بے سوز اور سیکڑوں دوزخ کے واسطے
 زہر نگہ دروغ نہیں مجھ سے بے سبب
 اور انیا بھی غیب ہیں اے ختم مرسلین
 بھو بیج ہے تجھے یوسف اگر کہیں
 وہ سوز ہے کہ جل کے ورق خاک ہو گیا

کشت امید قابلِ ابر کرم نہیں
 ہر صبح حشرِ قیامت سے کم نہیں
 کیوں کر کون کہ مرگ کا دم مقنم نہیں
 اور دل سے پوچھیے تو کبھی منتہم نہیں
 غلو تو شعلہ تپِ فرقت بھی کم نہیں
 وہ جانتے ہیں سم بھی مروجِ مین سم نہیں
 پر تم سامعتدل کوئی سرا قدم نہیں
 ہے کون جو غلامِ ترا بے درم نہیں
 وہ در ہے کہ کلک کو تاب رقم نہیں

شاکر کی نہ کہ طیب سیر سے جگر کا حال

دے گا وہ یہ جواب کہ منہ پر درم نہیں

کیا ہوا میں جو شاد کام نہیں
 دیدہ اجنبی کا کام نہیں
 اگر مصنرِ صحبت عوام نہیں
 آپہننے ہیں اجل چھڑا دیلی
 ہر راحت میں سیکڑوں آزار
 دیکھتے ہیں خصوص خاص انخاص
 زاہد بے شعور کیا جانے
 کیا توقع ہیں زمانے سے
 پاس اوقات پختہ کاری ہے
 آسمان وزمین عبث بدنام

کسی مذہب میں غم حرام نہیں
 بزمِ عشاق وقتِ جام نہیں
 بادہ جنت میں کیوں حرام نہیں
 زندگی دام ہے مدام نہیں
 مگر امیدِ الٰہیہ نہیں
 فیض ہر حین عام عام نہیں
 حرمت بادہ ہے حرام نہیں
 صبح کو خذ امیدِ شام نہیں
 مگر نارِ سیدہ خام نہیں
 کام جس کے ہیں اٹکا نام نہیں

بیدمرون بچا ہزار افسوس
 آسمان ہے ضرور گردش میں
 آنے والوں کے سیکڑوں القاب
 جب سے پیغامیر اٹھا میر
 کیا قیامت ہے اے خدا کہ صنم
 رات کو آپ کا ادھر جانا
 دست رنگین جبین پہ رکھتے ہو
 اہل عشر اٹھے ہن نفسی گویا
 بندہ ناچیز سا ہوں شکر خدا
 مجھ سے رُسوا ئیان ہوئیں رسل
 ہائے دشمن کی نامرادی ہائے
 گرنون ہم وہاں عدو بھی نہوں
 کون رہنے بہشت میں دے گا
 بیچ در بیچ حلفت در حلقہ
 خود تہامی تمام ہوتی ہے
 سرا فلاک خاک پر تہ خاک
 ہند پر کیا فسادگی چھائی
 مجھ کو باور نہیں فنا ہے جان
 خم ہی خم ہے تمہارے ابرو میں
 وہی آئے خنیں نہ تھا کچھ کام
 شب وصل آنکھ گر جھپکتی ہے

ق

قصہ زندگی تمام نہیں
 گر کسی میکدے کا جام نہیں
 جانے والوں کا کوئی نام نہیں
 یار سے نامہ و پیام نہیں
 سب کا رام اور کسی کا رام نہیں
 امر واقع ہے اتہام نہیں
 میری تسلیم ہے سلام نہیں
 چشم جانان کا اہتمام نہیں
 بندہ منت لیا م نہیں
 اُن کی آنکھوں میں احترام نہیں
 کہ مجھے منکر اتفتام نہیں
 دوست بھی ہائے دوست کام نہیں
 قید خانے میں جب قیام نہیں
 لام ہے زلفِ یار لام نہیں
 ناتہامی بھی ناتہام نہیں
 متعین مرا مہتمام نہیں
 عشق بازی کی دھوم وہاں نہیں
 عمر محنت کا انصرام نہیں
 دم نہیں قبضہ حرام نہیں
 حشر میں خاک اثر دھام نہیں
 کہتے ہیں یاں تمہارا کام نہیں

مین کوئی سجتے لاینام نہیں سخن یا رین کلام نہیں	سو بھی جاتا ہوں مر بھی رہتا ہوں دہن یا رین کلام سہی
مردہ شاک کی کہ سہی احمد سے منہ و عصیان مین تیرا نام نہیں	
وگر نہ کبھی وصل ہجران نہیں وہ مطلب بیان جبکا مکان نہیں وہ آنکھ آبلہ ہے جو حیران نہیں فرشتے بھی افسوس انسان نہیں مین وہ رندا آلودہ دامان نہیں ہمارے دل نہیں جان نہیں جب گرجی پرست نمکدان نہیں برہمن کی تقلید آسان نہیں وہ گیسو نہیں جو پریشان نہیں بجس زندگی اپنا زندان نہیں ہم اُس شے کے جویاں ہیں جہاں نہیں براق طلب برق جولاں نہیں وہ ایسے ہیں نہان کہ نہان نہیں جو ایمان بھی ہیں تو ایمان نہیں قیامت یاسے کہ قرآن نہیں وہ آسان ہو جو بات آسان نہیں کہ زمان بھی یوسف کو زمان نہیں	ہوس محرم جان وجاناں نہیں وہ نفرت و بان جبکا پایاں نہیں وہ دل مبتلا ہے جو نالان نہیں کسی کا کوئی آفت جان نہیں جسے زہر و تریاق یکساں نہیں سرنگ آنکھ مین لب پا ققان نہیں تبسم حین زار طوفان نہیں ہر انسان تبون کا زبان دان نہیں وہ کامنہر نہیں جو مسلمان نہیں دم اٹے اتر جائے طوق گلو جہاں تمناے آسودگی بجھا شعلہ شوق آتش مزاج وہ پیدا ہیں اتنے کہ ہیں ناپید اشارت یونہیں ہو تو غارت ہوئے خراماں مین صورت پھپھائے ہوئے وہ مشکل ہے جو کام مشکل ہو زلحمت کی ناکاروانی پہ رحم

نہ خواہش گو اراں پوسے لذت
 کہان لیکے جائیں تجھے اوجون
 شبے روز تاراج روز و شب
 و مائلط نے دھوکے دیئے بار بار
 دل آنکھوں سے لیکر نہیں سونچے
 نگاہ عنایت ذرا اگر مستر
 کیا ناامیدی کے طوفان نے کام
 خرابی شرابی کی ہے آبرو
 ہنر پوش تنہا خوری عیب ہے
 وفا ہے کہ پیمانہ لبریز ہے
 قیامت ہے البتہ دیدار عام
 ندا ہے سرچار سوئے وفا
 وہ منصور کھینچا جسے دار پر
 زبانی عبت گریبان اسقدر
 ضرورت نہیں آدمیت سہی
 دم قتل رنج و خوشی کیا سبب
 مصیبت ہے جینا بھی دشوار تھا
 وہ افسردگی ہے کہ عشر عبت
 شکایت حرام اور پاس الہی
 اُسے لذت وصل کی تدر کیا
 کہان ہے تری تیغِ مخوت شکن

وہاں منہ پہاں نہیں دھان نہیں
 کہیں تیرے قابل بیابان نہیں
 کوئی قافلے کا نگہبان نہیں
 خوشا ساز مندی کہ سامان نہیں
 کہ ابرو ترے طاق نسیان نہیں
 تفت تار پاداش عصیان نہیں
 یہاں تک کہ امید بیان نہیں
 جو حسانہ ویران ہو ویران نہیں
 حقیقت میں واعظ بھی نادان نہیں
 کسی دل شکن کا یہ پیمان نہیں
 قیامت کی تشویش چند ان نہیں
 جو گر کر اٹھے مرد میدان نہیں
 وہ مرد ارجمتم پہ مستربان نہیں
 نظر شعلہ نطف پنهان نہیں
 پری تم نہیں میں سلیمان نہیں
 پشیمان ہے وہ میں پشیمان نہیں
 قیامت ہے مرنا بھی آسان نہیں
 وہ در ماندگی ہے کہ درمان نہیں
 کہ قاتل کے تیرون میں پکان نہیں
 جسے ذوق آزار ہجران نہیں
 کسی کا مرے سر پہ حملان نہیں

حسین کا جو آرزو روبرو
ترازوی قسمت پہ پتھر پڑے
مبارک ہوں رحمت کو رعنا یان
بجز چشم زیرِ غم زلف یار
کمان تھے کمان بین کمان جانیں گے
بلا سے بچھے تیری شوریدہ سر
ترحم کی جا ہے کہ اب شل زیت
ان آنکھوں کو جو جو دکھائی دیئے
تری چشم پُرفں کی ہن خوبیان
خفا ہے صبا یا کہ برہم وہ زلف
یہ تبھا کچھ اور اور وہ تجھے کچھ اور
بھپی صورتِ مصطفیٰ اور کھلا

مرے کام کا باغ رضوان نہیں
کہ میرے گناہوں کی میزان نہیں
کوئی بندہ زلف چچپان نہیں
منوہ اور خواب پریشان نہیں
وجود اور کیا ہے جو بتان نہیں
کہ گردن میں طوق گریبان نہیں
مجھے اپنے مرنے کا ارمان نہیں
وہ انسان نہیں یا یہ انسان نہیں
حقیقت میں تقصیر رنگان نہیں
گلِ داغِ مدت سے خندان نہیں
سنا کر مجھے چرخ شادان نہیں
کہ بے وجہ سیپا رہ قرآن نہیں

سخن قوت شاکلی حسد رزق غیر
معتد رہ ز نمار تاوان نہیں

پونچے جس میں بوسے طربہ داغ ہوں
مارا غموں نے بھگو شروع شباب میں
اے دوست ہو کے سینہ بسینہ کبھی تو دیکھ
معنی تلاش لوگ جو پاتے نہیں مجھے
نشد تو شام سے میرے سترین نو
نقش برآب سب ہن میری زندگی سرب
کہتی ہے عندلیب خط و خال دیکھ کر

لبریز خون دل سے رہے وہ ایام ہوں
جل جل کے جو مجھ اس شربہ چراغ ہوں
سینے کے آئینہ میں کیا داغ ہوں
کیا ہر وہان ملک عدم کا سرخ ہوں
اے عطر زلف یار بہت ہی داغ ہوں
سرسبز باغ اور ہن میں سبز باغ ہوں
حیران ربط صحبت طوطی داغ ہوں

شاکلی نہ دل میں ذوق نہ جو دست نگاہ میں
اب کس طرح نظر رگی بلخ و راغ ہوں

بیخے یہ بول چال یہ طرز سخن کہاں
مانا کہ بیچ و تاب مگر مکر و فن کہاں
ہوتا ہے جبر تفرقہ جان و تن کہاں
وہ نازنین کہاں مرا بیت الحزن کہاں
ہم تم کہاں حیات کہاں انجمن کہاں
گو ہے سخن دہن میں دہن میں سخن کہاں
لایا ہے کھینچ کر مجھے دیوانہ پن کہاں
لیکن وہ کیا بتائیں بتاؤ دہن کہاں
دل کو نہ ہو قرا ر تو آرام تن کہاں
شوریدہ سر کہاں سر سیر سخن کہاں
لیکن وہ جانکنی کے مزے کو کتن کہاں
ارمان ہے نگاہ تجھے رہن کہاں
جز سو خفتن حرارت و اسخون کہاں
اے آسمان سپیدہ صبح وطن کہاں
سو کے عمل ضرور مگر سو وطن کہاں
اسیمن خطاے ناوک ناوک فلن کہاں
قسمت میں موت بھی نہیں گور دہن کہاں
گر تم نہیں وطن میں تو حب وطن کہاں
جب حُسن کے اسیر ہوئے حُسن وطن کہاں

یا تو بلب سے نسبت لعل میں کہاں
سنبل کہاں و وزلف شکن پر شکن کہاں
پشگرد لا وصال بت دل شکن کہاں
جز او عا کے شان خدا و رطن کہاں
کل انتظام آج کا اہل سخن کہاں
نکمین پن جنبش لب شکر شکن کہاں
کیا ہے شہود میں کہ نہیں جب غیب میں
کھلتا نہیں سے اُنکی کر کا کچھ این و کین
بہرے لو مٹا ہوں کبھی خاک راہ پر
کیرنگ کو بہار تون سے کیا خوشی
بیکا ریون سے سنگ تراشی بُری نہیں
عہد مسجد ابروے جانانہ قدستون
پرواز ہے سبکیر نرم گداڑ عشق
غرابت کی شام سے سری آگہو نکا غول
تو بہ نہ کی کہ تیری عنایت کا تھا یقین
دل ہے نشاندہ دل ہو کمین گاہ دل بچہ
اے شور بختی نلک اعتبار جیت
حب ہو تمہارا نام وطن ہو تمہاری شان
عزت ہو دید بان جو وہ گھر میں خال ہوں

تو ہے ہیں اُنکے تیرے ہر ہر سام میں
 آئے نفسِ حساب کا جائے شراب کا
 گردن کٹی مگر رگ گردن نہیں کٹی
 راہ طلب میں آپ ہی وہ سہو و محو ہو
 اُسے ہزاروں میکدوں لاکھوں کے خون پیے
 سویت تازہ بیشکش کچھرام کلک
 اے بد نصیب یوسف جان ہاؤ کیا کیا
 آنکھیں دکھا کے گیسوے پر خم میں بازہ لو
 ہیں یہ نشانیاں کسی آغوشِ تنگ کی
 ہوں بے سرو و دست تری بزمِ ناز میں
 محروم چشم و گوشِ مشام ایک بہرہ ور
 جنبش کا قصد سلسلہ جلیانِ جنس میں
 رات حیات میں نہ حلاوتِ حیات میں
 لینے ہو پوسے دستِ عدو کے ہزار چیخ
 دل داگی و درد و تناؤ یا س و ہجر
 گرمی ہوائی مایہٴ نیضِ سحاب ہے
 شاہی و کجکلاہی و تجسید و بندگی
 وود و نہین جنابِ جلال و جنابِ حق
 قہمی جانِ قطرہٴ یمِ قدس اسمنِ جامی
 میزانِ حسن یا زمین و دونوں ہیں بھول کر
 او کاوشِ مژدہ مرے اعضا میں تشنہ لب

پائے مجالِ گفت و شنو طعنِ زنِ کمان
 جوش و خروش تو بہ تو بہ شکنِ کمان
 بسمل کو تیرے چینِ میانِ کفنِ کمان
 غربتِ نصیبِ عشق کو یاد وطنِ کمان
 سچ پچ بجا درست مقرر دہنِ کمان
 میرا قدم کمان یہ ربا طوہنِ کمان
 تھا قابلِ قبول یہ زندانِ تنِ کمان
 مجھسا خیف و غور طوق و رسنِ کمان
 ہوتا ہے اس قدر اثر پیرہنِ کمان
 اکیم شاہِ حسنِ کمان رہسزنِ کمان
 چلتا ہے تیری چالِ غزالِ ختنِ کمان
 نیشِ هجومِ غمزہٴ طاقتِ شکنِ کمان
 دلجوئی کر شمعِ بیدادِ فنِ کمان
 مہرِ جسمِ حالِ کمان اہرنِ کمان
 سب کا علاجِ صبرِ سودہ جانِ بنِ کمان
 ہوتے ہیں اٹکے تفلِ قطرہٴ زنِ کمان
 وجہِ پسند لذت از خود شدنِ کمان
 جاؤں میں او جنابِ سولِ نعمنِ کمان
 کیا جانے یہ بہا کے گیا لوثِ تنِ کمان
 وہ گلبدنِ کمان اسمنِ ویا سمنِ کمان
 تو منحرف تراوشِ زخمِ کمنِ کمان

رہتی ہوئے شمع دلین جگر میں جلن کہاں کاٹا پہاڑ حمتل لڑی کو کھن کہاں انکار صاف صاف سنی دُورن کہاں ابرو پہ بل حین پہ نمایاں شکن کہاں وان اعتبار غفل زلغ و زغن کہاں بے ذوق عشق لطف بلا و محن کہاں اسے نو نہال عمر وہ رسم کمن کہاں	ٹھنڈی ہوا ایک ٹپک میں بات میں خوش رات میں نہ بھریا رکی کا میں پہاڑ سی انصاف سا قیامی بات میں صاف صاف تاراج زلف یار نے شکوے مٹا دیئے جس بزم گاہ میں نہ جھے ٹپٹو ٹکا رنگ جب تک شراب کا نہ تک ہو کیا کیا نے نام نہ پایا نہ قاصد نہ گفتگو
--	--

شاکلی نہ احتراز درون ہونہ کوی دوست
 پہونچا کہاں سے اڑ کے ہمارا بدن کہاں

ماہی طپش نصیب ہے بحر اضطراب میں خاکی نہاد بگئے طوفان آب میں تم سا ملانہ دور مہ و آفتاب میں پہونچ فرود تنی سے خدا کی جناب میں ہے آفتاب ماہ میں ماہ آفتاب میں دو دو خدا سمجھتے ہیں نادان حساب میں گر بے مزہ ہوے تو مزہ کیا عتاب میں مانند گل وہ شوخ عیان ہو گلاب میں اگر ہوئے خراب جہان خراب میں بیشک خطا ایگا مرے خط کے جواب میں ایک ہر بھجی مری خط کے جواب میں ایسے عمل مفید ہوں گل میری باب میں	رہتے ہیں آتائے وفا انقلاب میں ہو گا سر شک غم کوئی پیشم حساب میں گذری فلک کی عمر دراز آفتاب میں تن زیر خاک جان صفت صفوت آب میں اُس رخ میں عکس جام کُح کا شراب میں کیا خوب دو بہشت میں اور عذاب میں ہوا ابھی گلہ بھی سوال و جواب میں اعیان مختلف سے چھپے کیا حجاب میں آج انتشار میں پس مردن عذاب میں اچھا وہ سادہ کُح نہ لکھے خود عتاب میں اُس بید میں نے کام کیا سوچ و تاب میں کہنے سے جگہ آج فرشتے عذاب میں
--	---

نایاب شے کو رکھتے ہیں اکثر حجاب میں
 حشر اور شہید اُس آنکھ کے سرست خواب میں
 پردی سے انقلاب نہیں آب و تاب میں
 دور و زبے نقاب ہے دودن نقاب میں
 اسے دل شکایت شب اندوہ ملے نہ کر
 دیکھا جس اہل دید نے اُس شہسوار کو
 سوزنمان کا خلق سے اظہار کیا ضرور
 ہوتے حسین نہ حضرت یوسف تو پوچھتے
 اللہ اسے ندیم کتابی رفون سے پوچھ
 مجھے جگر کیاب کو بوسے شراب بس
 گو فیصلہ ہوا مگر اصلاً خبر نہیں
 تھکو نہ مجھ سے رنج نہ تم سے مجھ ولے
 محرم شب خرام کی سستی ہزار حیف
 اہل فنا کی آنکھ میں عبرت کا نور ہے
 لے شوخ اُلٹ لے ساعد سین سے آستین
 ساغر ہمارے نام کے نذر رقیب ہیں
 کیا قمر ہے دلا کہ جو نظروں سے ہیں نہان
 اصل وطن تبوں کا ہو کعبہ جناب شیخ
 اگر سر نوشت و نامہ اعمال ایک ہیں
 پورا ہوا ارادہ تقدیر ہائے کیوں
 بے جھگے نیند چشم وفا کو سلام تھی

فی الجملہ بے نقاب رہے تم نقاب میں
 کیا کیا بجھا کے تیر لگائے شراب میں
 جلوے سے خود نقاب نہان ہو نقاب میں
 دونوں جہان کو ڈال دیا انقلاب میں
 آخر تو حشر اُنیگا خط کے جو اب میں
 سمجھا کہ پائے عمر ہو بیک کا ب میں
 ہے بید لون کا دل جو نہو بکیاب میں
 پہلے گیا تھا کون زلیخا کے خواب میں
 فتویٰ ہمارے قتل کا ہو کس کتاب میں
 دیکھو کبھی ڈبو کے سیوے شراب میں
 غمکش بلا میں ہیں کہ جہنم عذاب میں
 ہوتا ہے امتحان محبت عتاب میں
 طے ہو سکی نہ منزل ہستی شباب میں
 سُر نہ لگانیں کبھی چشم حباب میں
 قاطع دلیل ہے شہدائے جواب میں
 دور فلک کا طور ہے دور شراب میں
 صورت نہیں کی پھرتی ہو چشم پر آب میں
 سجدے جناب کرتے ہیں کسی جناب میں
 حاصل مناقشہ سے انہی حساب میں
 بھٹکا پھرا دورا گناہ و ثواب میں
 اب دیکھئے کو اُنکے ترستے ہیں خواب میں

اچھم جان شکا رجب سخت جان ہون میں
کیجیے نگارہ دور سے گر شاق شوق پر
دس زہر ناب پس کے خنجر کے آب میں
لیجیے بغل میں تنگ اگر فرق داب میں

شاکلی کرین کے ششدر غم سے رہا تھے
جن باغچہ تن کا وصف ہو چاروں کتا بہن

روایت واو

کیون جائیں صفا کیش کہیں چھوٹے گھر کو
دیتے نہیں رہبر حرکت پائے سفر کو
زحمت کو ثنا جانتے ہیں نفع ضرر کو
سوچھا ہو س قتل پہ بندھنا نظر کو
آتے ہیں وہ اویسرت وادی شوق اوہ کو
جس شاخ نے دکھانا ہو دنیا میں لڑ کو
رہنے بھی دو سخت شکن دیدہ ترکو
تا لون میں وہ گرمی کہ جلاتے ہیں سفر کو
دی طور تحبلی نے ضیا نو رہصر کو
افلاک نے ہمدوش کیا شام و سحر کو
دیکھا کیے نیزنگ طلسمات متدر کو
پھر بلبل شیدا سے ملا یا نہ نظر کو
چرن کر طوق چشم میں صد پارہ جگر کو
چھونکا ترے جلوے نے پردہ بال نظر کو
ہو جائیگا خود چشم کے پردے میں مصفی

دیکھا ہر کسی نے بھی روان آب گھر کو
مرثیے ہیں جن شمع جلا کر تن و سر کو
چھوڑیں گے نہ تازیت بلا کش تریو کو
بدنام کیا زلفِ مسلسل نے لکڑ کو
سر کو میرے آگے سے خدا کے لیے سر کو
پوچھے کوئی اُس سے مزہ آب تبر کو
مرہم نہ لگاؤ مرے نا صورِ جگر کو
اشکون میں وہ طوفان کہ بہا دیتے ہیں گھر کو
دیکھانا دل سنگ میں بنیش نے شر کو
ہم جاتے ہیں عالم سے وہ آتے ہیں خبر کو
ہم نے تعین پایا نہ نیایش نے اثر کو
توڑا مرے آگے جو صبا نے گل ترکو
رستے میں بچھا یا ترے گل دام نظر کو
توڑا تری شوخی نے تصویر کی لکڑ کو
تیرون سے نہ چھاؤ مرے خون گشتہ جگر کو

سرگرم فغان ہے لب فریاد شب غم
 پھنسلے شایان نہیں قاتل کی طلب میں
 تار یکا ہے بے عارض روشن دل روشن
 پھر کسب ہنر سے اُنھیں کیوں ننگے یارب
 موتی سنے کانوں سے اُنھیں آنکھوں نے دیکھا
 آمد ہوئی پیری کی چلی مست جوانی
 اُٹا تری آنکھوں نے زمانے کو بھر چرخ
 کیا دیر ہوئے غیرت خور جب لوہ گری میں
 ابرو سے کمان پاگئی تلکین کا اشارہ
 یہ درود وے نہیں جانے کا طیبو
 اندیشہ عزت کبھی اندوہ ملامت
 اک دیر سے پاتھرتے ایک حرم سے
 اسے فوج کون کیا برکت بے خطری کی
 حسرت کی قسم ہے تجھے اُٹھ بیٹھ خدا را
 یہ سر ہے یہ حجر ہے یہ مقتل ہے بلاؤ
 کا شانہ و منزل سے بخفون کو غرض کیا
 آج اُنکا اثر کو نہیں ملتا اثر افسوس
 وہ پھر گئے کا شانہ بیگانہ سمجھ کر
 آئینہ میں تھا مادہ عکس پذیر
 مقطوع کیا قد نے ترے قات قلم سے
 تنظیم ہوئی اُن کی نہ مکریم ہوئی ضعت

چھڑ کو مرے سچا لون پہ طباشیر سحر کو
 کیا ہم لیے پھرتے ہیں عبت دوش پہ سر کو
 یہ دلغ ملا شمس کی دوری سے قمر کو
 انباے زمان عیب سمجھتے ہیں ہنر کو
 نسبت نہیں اُنکے دُرِ دندان سے گہر کو
 جو شام سے سوئے تھے اُٹھے جلد سحر کو
 اک نیل کا نقطہ یہ رہا دغ نظر کو
 شیون سے ملا رنگ فلک سینہ دُبر کو
 پرکان ستم پی گئے خواب جگر کو
 جا کر در جاناں پہ پٹکد و میرے سر کو
 ہوتے ہیں عجب رنج محبت میں بشر کو
 جاتا ہوں اُدھر کو کبھی آتا ہوں اُدھر کو
 کشتی مری طے کر گئی گرداب خطر کو
 اسے بے خبری آج وہ آتے ہیں خبر کو
 دیکھیں تو سہی آپ کے منظور نظر کو
 سایہ مرثہ یار کا کافی ہے گزر کو
 کل نالہ مرے دُھوٹتے پھرتے ہیں اثر کو
 اسے نالہ دل کیوں تہ و بالا کیا گھر کو
 حیران صنم اُس نے کیا آئینہ گر کو
 محذوف کیا لب نے ترے کا فنک کو
 اسے بے ادب اُنھنے نہ دیا درد جگر کو

ناحق مجھے سمجھاتے ہوئے حضرت ناصح ق	دین ترک کروں دید کو اور لغتہ ترکو
انکار ہے کیا حکمت فنائے ازل کا	کیا خلق عبت جانتے ہو سمع و بصر کو
رنگت مری زرد اور ترانگ طلائی	حیرت ہے کہ زر کیوں نہیں کچھ کھنچا زر کو
اب گرمی بازار قیامت کا ہو سودا	یاں دیکھ چکے ارزش کا لالے ہنر کو
اکیر ہے خاکِ در شاہنشہ شرب	اس کحلِ جوا ہر کی تمنا ہے بصر کو

شاکلی تری کیا بات فسون ہو کہ غزل ہو
دل بند ہے ہر قافیہ دلچسپ ہو ہر کو

معراج میں بلا کے نشہ خوش خصال کو	دیکھا خدا نے جلوہ حسن و جمال کو
ہم سایہ جانتے ہیں ہمارے مال کو	غم ہے فرشتگانِ دین و شمال کو
نہ رخ کو دیکھتے ہیں نہ خط کو تنہا کو	ہم سوچتے ہیں اُنکے اور اپنے مال کو
گرم خرام دیکھ کے اُس نو نہال کو	مانند زارغ بھول گئے کبک چال کو
بوسہ ملا نہ لب کا خدا سبھے خال کو	اک ٹہری لگائی زبان سوال کو
بعد بلا فروغ ہے نازک خیال کو	نقصان سے کمال ملا ہے ہلال کو
بے یوریوں نے سہل کیا اقبال کو	نقصان سے کمال ملا ہے ہلال کو
لو آؤ جانے دو نہ بڑھاؤ ملال کو	لیلو قسم جو کچھ بھی کمون بد سگال کو
یا رب خزان موت بہا رحال کو	کیون ایسے آفتاب بنائے زوال کو
غم غم کو بے ملال ہے مجھے ملال کو	یا رب مٹا کہین غلط ماہ و سال کو
لاتا ہے عشق نرگس مستانہ کھینکر	بزمِ طرب میں بادۂ دیر نیہ سال کو
کیا پوچھتے ہو دل سے کہ آتا ہو کون کون	معلوم کیا نہیں ہے تمہارے خیال کو
اچانہ آؤ تم ہمیں وہ سوز یاد ہے	ہو چکا کہین گے لمحہ میں امید وصال کو
کیونکر یقین ہو کہ حد و پر عتاب ہے	کیا اس خبر میں دخل نہیں احتمال کو

آئندہ سب خیال گذشتہ تمام وہم
 گر چاہتا ہے صحت جان صبح و شام پی
 ہین سرکشوں کے کاٹے سراج زیر زیر
 ارمان اگر نہ وصل کے ٹکے تولے فلک
 ظالم زبان تیغ سے پریش کا وقت ہو
 نہ تیلیوں میں نور نہ اندیشہ غرور
 پر ہیز آج دیدہ حیران سے اس قدر
 اسے موج آب گوہر و ندان صد کفرین
 مرغان ناز پرور رہا ہے چشم یار
 زادہ حلال زادوں کو مے بھی حلال ہو
 اسے سرخوشان بادہ دیدار مرجبا
 صورت میں آئی جان تو بڑھا اور اک قیب
 کتا ہو رنگ پان کہ میں بوسوئے لب نگار
 صیاد و ویش میں تمام اسکا کام ہے
 پھر یان چلی ہن جن کے جگر پر فراق کی
 زیر زمین ہے کوکب بخت نگون مرا
 پھر کہو ہم تو انجمن غیر میں نہ تھے
 قاصد غلط عریضہ غلط مدعا غلط
 یہ تاز کی فریب یہ گردن کی ناز کی
 دل سے دعا نکلتی ہو اسے شعلہ جنوں
 لیتا ہے اک کرشمہ پر اسے ماہ چارودہ

صوفی پسند اس لیے کرتے ہیں حال کو
 لخت دل و سرشک کے آبے لال کو
 کل تک نہ منہ لگاتے تھے جام خال کو
 راضی ہوں میں نکال زبان سوال کو
 اب زبیت موت ہو ترے شوہر و خال کو
 لو خاک سے اٹھاؤ سر پاپا مال کو
 کیا منہ نہ کل دکھاؤ گے تم ذوالجلال کو
 تو نے نہال کر دیا سر و حلال کو
 ڈھونڈھے ہیں آشیائے شاخ غزال کو
 رہنے دے داستان حرام و حلال کو
 لیکن لے سرخ نہ عین الکمال کو
 دکھلاؤ آئینہ نہ ثبت بے مثال کو
 ہم پاگے طیف سراپا مال کو
 کیوں چھوڑتا ہے طائر کندہ بال کو
 وہ خستہ جان سمجھتے ہیں قدر حال کو
 دیکھو نہ غرب و شرق و جنوب و شمال کو
 ہونے دو خشک بھی عرق انفعال کو
 لو آؤ دیکھ جاؤ تھیں میرے حال کو
 حیران ہوں کون اٹھائیگا لاکھون بال کو
 بالکل جلا دیا ورق قیل و قال کو
 ہم بچتے ہیں طاعت ہفت و سال کو

مغور چشم مست جہان سے گزر گیا مین گرچہ سخت جان ہوں مگر آدمی ہوں بچ	ڈالین گے آج گردن مینا میں شال کو پھونکا ترے جمال نے سنگ و جبال کو ہم فال کو کو جانتے ہیں اور نہ فال کو
--	--

شاکلی کو اسے فضاے نجات جلد یا دکر
میرت قفس ہے طوطی شیریں مقال کو

نہ کھینچا مست برق طپان کو بچھایا گل نے بوے ارغوان کو ترے یا قوت لب پر خضر خط نے مزا دکھلائے دو ظالم کی کشتی ستم سے مین مین مضطرب و حیف ترے حسن پرستہ نے پریر و بندے مین تار نظرون کے اوھر بھی عنایت کی تھی ہم پر بعد مدت قدوم یار سے دھوکا یہ کھایا ہوئی گیسو کی آمد شد کمر تک یقین ہے قمری سر و قدیار تصور نقش بند دل رُبا ہے تھاری زلف تھی چہرے پہ کھری تجھے عبرت نہ آئی حیف صد حیف ننگھا واپسی خوشبو وقت رحلت کئی دل کو خبر ناوک کی تیرے	مرے نالے نے پھونکا آشیان کو پڑا کانٹوں پہ چلنا دستان کو لکھا شرح معماے دیان کو لڑاؤں تیرے چتون سے جہان کو تری عادت مین شرکت آسمان کو کیا بریان نقاب پر نیان کو شگاف پردہ در سے نہ بھانکو چلے کیوں خیر ہو صاحب کمان کو فرشتے لے اڑے میرے مکان کو بتائے گا وہی اس چستان کو نہ کھولے شاخ طوطی پر زبان کو کوئی سمجھائے عشق بد گمان کو سیہ رونے کیا ٹھنڈا قرآن کو اجل لجاوے تیرے ناتوان کو کہ دون گلدستہ دوران جہان کو چھپا ہم نے رکھا رازِ نہان کو
--	---

ترے مقول کے سنگ لحد پر
 مے گلگون کے پیمانے سے اغضر
 یہ کیا نیزنگ ہے کرتے ہین قربان
 اگر تو ہے خریدار محبت
 یہ قبرین کیا ہین اے اہل بصیرت
 ترے ہاتھوں سے اے دلال گردون
 منجم ہو چکی تلیث و تسدیس
 نہ لایا طور تاب جلوہ نور
 کسی کا حق نہیں جو حق کرے حق
 دو لام لعل میں جس طرح جو عین
 یہ نفرت بخت کج سے اور یا فلاں
 اقامت کم ہے آسائش بھی کم ہے
 نہ یہ معلوم آئے تھے کہاں سے
 چمن پیرا خالفاں برتر خشک
 مقدر نے کیا کس نطف سے بند
 فلک نے عاشقوں کے زائچے سے
 ہمارا رنگ رور و نیکی جا ہے
 رہ شکل تھی چشم اے رستم اشک
 ہمارے نہ نگ کھائے اکی
 غنی ہین قافیہ بیان کامل
 بشر کی کیا شکایت اڑ گیا تیر

ستکر تیز کرتے ہین سنان کو
 بدل لین ہم تو عمر جاودان کو
 فرشتے حضرت انسان پہ جان کو
 سمجھ لے سود سے بہتر زیان کو
 عبث و ڈھونڈ اسرار کاروان کو
 بکے صاحب قرآن دود و قرآن کو
 نہ رحم آیا مہ نامہ سربان کو
 کیسا بدنام کیوں ماہ کتان کو
 نبوت بخش دی اُس نے شان کو
 میان ہر دو لب دیکھا وہان کو
 کہاں سے مول لین گوش گران کو
 یونہیں رکھتے ہین گردون مہمان کو
 نہ یہ ثابت کہ جائین گے کہاں کو
 چمن خالی مبارک ہونہ زان کو
 ملایا خاک میں طبع روان کو
 مشایا نقش برج تو امان کو
 ہنسی آتی ہے شاخ زعفران کو
 کیا تو نے ہی اُس مہنخوان کو
 کہاں لجاؤین مشبہ استخوان کو
 نہ لین گے مفت گنج شانگان کو
 کشیدہ دیکھ کر طبع کہاں کو

اٹھائیں نقش امید جوان کو یہ سب روتے ہیں تاثیرِ قحان کو ہوا بدلی گرا دو بادبان کو بتاتی ہے رو کوئے سفان کو	مرداے قوت حرمان نصیب یہاں باقی نہیں طاقتِ قحان کی اٹھے جب آشنا ضبطِ نفسِ خوب میری تو بے سے تو ہے کہ وہ آنکھ
--	--

گر لایا رو بڑ جانان کے شاکر

ہماری داستان نے قصہ خوان کو

دل میں وہ تیرا گ کہ تیرا کباب ہو چھٹ جاؤں میں عذابِ تنگ و تاب ہو یا سحاب ہو وے دُعا یا جواب ہو سینہ پہ آ کے تیرے پسینا گلاب ہو کس طرح میرا دیدہ تر گرم خواب ہو مکن نہیں کہ عالم پیری شباب ہو قند گرم بھی شامل زہرِ عتاب ہو پھر چاندنی میں گردش جامِ شراب ہو یا رب نصیبِ لغتِ غم پیچ و تاب ہو میرے لمبے سے خنجرِ قاتل نہ آب ہو یعنی کہ تم نقاب سے کیوں بے نقاب ہو اندھا تو میں نہیں جو کہوں آفتاب ہو نعمون سے میرے سینہ بربط کباب ہو بھر کر م کہیں نہ اکی سُر اب ہو لیکن محال ہے کہ کوئی باریاب ہو	لب پر وہ گرم تالہ کہ فولاد آب ہو دو کام اک کر غم سے ہوتے ہیں خیر یا رب امید و بیم میں کبتک یہ جا کتنی شکے غدار سے تو در بے بہا بنے کھائی ہو اُسے خواب میں آنکی بھی قسم فصلین دوبارہ آتی ہیں موسمِ ملتے ہیں دل سرد کیجیے نہ خطِ سخت بھی جگر شب ہی خیالِ رُخ میں ڈری آنکھ یار سے کی پیچ و تاب میں جو کبھی بد دُعا تو کیا یا رب دمِ اخیر ہے رہ جائے آبرو کھو یا ہمیں جہان سے رشکِ فضول نے جو آپ دن کو ہیں وہی شب کو صبح ہو جل جائے مثلِ عودِ میری زخمِ نمونے نے عصیانِ فزون ہیں ریگے اور تہِ شل گی کیا باغِ ہر جہان کہ ہوئے باریاب ب
---	---

چہرے کتابی ایسے حسین مل گئے تو کیا
منہ زور یوں کا تپہ تو خاتمہ ہوا
کیا ست آنکھیں والے مین کیا تارتین جوان
پہلے ہی نیجان تھا یہ تیرنگاہ سے
ستا جون میں ملائکے محبت میں خورو
ہوں گے نہ پھر گناہ ہمارے بھی بشمار
حیران ہوں بواہوس اُسے دیکھیں کہ سطح
اے منعمو ضرور ہے دریا دلی تھیں

سب تم قسم خدا کی تو بے کتاب ہو
مٹی نہیں ہے آگ ہو صحر و آب ہو
میں نہ جہان نہ اکہی حسرت ہو
بسل کو تیرے کیا تہ تیغ اضطراب ہو
گر جو نوان کے ہاتھ سے بھگو عذاب ہو
زاہد اگر نہ رحمت حق بے حساب ہو
جس رخ کو نور دیدہ عاشق حجاب ہو
آتی ہے سیل مرگ کی گویا جاب ہو

چھوٹا ہر منہ بڑی ہر بات اے خدا لئے
شکلی کی قبر ہو حرم بو تراب ہو

اگر سطح سہ طور ادا وہ روح محمد ہو
سحر گہ طرہ طسرا اگر اس ماہ کا ہو
اگر دل دادہ کامل کو دور دور سودا ہو
کلہ و رہو گدا ہو رہو ملک عدم ہوگا
رکھا گر ہو گرم اور گھر کو دوا کو دہ لاجل
ادام صدر و وام رفح سوگ عمرو در دل
رہ و رسم و داد وہ اگر معلوم ہوا سکو
کمال ہر درد دل مال عسر گل در گل
وصال امر حال اور دل ملال درد کا ہدم
الم اس طرح کم ہو گا دل محروم طالع کا

سُہا ہو مسہ عالم گرد ماہ کامل آدھا ہو
ہوا آوارہ ہوا و دم ہوا ہود لکوسوا ہو
وہ عالم ہو کہ صحر اکوہ ہوا و رکوہ صحر ہو
سموم مرگ کام رفح داو رہو کہ دا رہو
کمال آہ دل وہ ہو کہ روا عدا کا کالا ہو
گلہ کس کس کا ہوا قند کس کس کا مداو ہو
کرم محو کرم ہو چہ کہ و سہ گرم طسرا ہو
سرور اعدا کو حاصل مرگ ہر دم گوارا ہو
ہوا وہ ماہ کامل ہمد مو کس کا کہ اسکا ہو
ہوا ہو راج ہو آرام ہو سرو دلا رہو

گلشنِ گر گلک لہو احوال دل لکھو کہ عالم کو
ہمارا حوصلہ معلوم اور گم راہ رسوا ہو

لہو پانی ہو پانی سیل ہو سیلاب دریا ہو تغافلِ رم ہو رم انداز ہو اندازِ رسوا ہو مسلمان بُت ہو بُتِ فرزانہ ہو فرزانہ شیدا ہو نظر پر داندہ ہو پردانہ گل ہو گل تماشا ہو نفسِ حرمان ہو حرمانِ شکوہ ہو شکوہ تماشا ہو فسونِ زندہ ہو زندہ مردہ ہو مردہ سچا ہو جانِ موسیٰ ہو موسیٰ جلوہ ہو جلوہ تجلایا ہو خرد سودا ہو سودا شنانہ ہو شنانہ سویدا ہو ستمِ آفت ہو آفتِ فتنہ ہو فتنہ و بالا ہو جگرِ حسرت ہو حسرتِ نالہ ہو نالہ شکیبا ہو بدنِ ریزہ ہو ریزہِ ذرہ ہو ذرہ ستارا ہو شرابِ آنسو ہو آنسو دانہ ہو دانہ شریا ہو عکسِ شورا بہ ہو شورا بہ سہم ہو سہم گوارا ہو شکایتِ شب ہو شبِ افسانہ ہو افسانہ چڑیا ہو ملاحِ لب ہو لبِ تندرہ ہو تندرہ شوخِ دل ہو ستمِ انصاف ہو انصافِ خوف ہو خوفِ دلارا ہو	ہماری چشمِ ترکِ شوق رونے کا جو پیدا ہو اکی التجائے امنِ عالم ہے پیرِ لبو جہانِ فتنانِ عالمِ حکمتِ زلفِ طلیحیا ہو سرِ محفلِ تعاقبِ عارضِ تابانِ اگر وہا ہو جہانِ لعلِ لبِ شکرِ فروشِ یارِ گویا ہو جدھر اُٹھے دہ آکھ اور جس جگہ لبِ شکرِ خا ہو اگر اعیانِ صورتِ مینِ نمایانِ دُخود آرا ہو پریشان ہو اگر زلفِ معتبر سے اونچ پر نہ تھکرا ہنشِ عاشق کو مبادا اور فادِ مین اگر حدِ تغافلِ مطلعِ شامِ جزائے تھر سے جیسے یادِ دُردنِ مین آجائے اجلِ اسکا تصورِ انکی افتان کا بندھا جانِ جوشِ بیخا رہنِ دوستگانی ہون جو درِ فاشامِ ناگاہی سایا آنکی آنکھ مین عدوایِ رشکِ شورش زلا سے گو تماشا سے بہارِ دواعِ اغنین لکین ہو اگر دون سا پطینستِ پشیمانِ فتنہ جو اتو
---	---

تری فکرِ رسا کی تیز بون سے کیا عجب شاکلی
ستمِ نشتِ ہونشتِ دشنہ ہو دشنہ گدازا ہو

کسے روئیں جن اشکوں کو تری فرقت کا رونا ہو
 خدا جانے اُنھیں کیا گذری شک کیا شبہ پیدا ہو
 مرا جوش جنون زندان میں جب زنجیر فرسا ہو
 نگاہ یار گلشن میں اگر گرم تماشا ہو
 تھارا ہوں تبو میں کیا بتاؤں کیا منو کیا ہو
 جو تو بے قصا کی چشم جانان کا فرما ہو
 رگ طالم کھٹ پا کو خانا گو بہرا عدا ہو
 اگر پردہ اُٹھا دو عالم و جاہل کو سودا ہو
 نقاب التوتو بہا نکا تہ بہر ذوق تماشا ہو
 کیا ہو امتحان میں نے تجھے معلوم ہے شاید
 اُنھیں لاتا ہو لا اے جذب دل لیکن مزید ہو
 ذرہ آہستہ ویرنگ اے خون رگِ بسمل
 بسر کی زندگی حرمان نصیبوں نے توقع میں
 منو گئے تم سے یوسف جیسے لاکھوں چاہنے والے
 سوال پوسہ ہو مانع رہے لذت تصور کی
 سنگمِ دل کے لیجانے کو حلیہ چاہیے کوئی
 ہمارے حلق پر پھرنے سے خنجر آبرو پاس
 جسے ٹھوکر لگائے تو وہ قسمت کا سکندر ہو
 ہمیں بھی عشق کی غیرت ہو یا رب لائے ایمان ہم
 اتنی ایسی خلوت ہو کہ بے حائل اُنھیں دیکھیں
 زبان بستی ہے بسمل کی خدا را بگمان کیوں ہے

کسے دیکھیں جن اشکوں کو تری صورت کو دیکھا ہو
 اگر تاحشر زخم دل نہ اچھا ہو تو اچھا ہو
 اسیری دشت پیا ہو گرفتاری کو سودا ہو
 دفور شرم سے ہر شاخ پر انگوٹھ رہا ہو
 جو تم جانو جو تم سمجھو جو تم کند و جو تم چاہو
 ہمارے سامنے ہم سا ہو گردون کیا تماشا ہو
 بلا سے دل حبسے اپنا کلیجہ تیرا ٹھنڈا ہو
 پڑھیں وہ جو لکھا ہو وہ دیکھیں جو نہ دیکھا ہو
 کہ نادانوں کے آگے طالب دیدار رسوا ہو
 یہ کافر دل وہ خود سر ہو نہ میرا تھانہ تیرا ہو
 نہ شہرت ہو نہ بدنامی نہ رسوائی نہ چرچا ہو
 کہیں ایسا نو قاتل کے نازک دل کو ایذا ہو
 قیامت ہے اگر فرماندہ معشر بھی تم سا ہو
 تبو ہم ہوں ہوں دنیا میں تم ہوا و دریا ہو
 جہان انداز خواہش یہ وہاں کیونکر تھا ہوا
 نہیں پریش تغافل ہو نہیں وعدہ دلا سا ہو
 ہمارے سر کے چڑھنے سے سناٹا کرتے دلا ہو
 جسے تو دار پر کھینچے وہ ہمتاے میحا ہو
 نہیں ممکن کہ ثانی احمد مرسل کا پیدا ہو
 نہ طغیان تماشا ہو نہ طوفان تماشا ہو
 نہیں خواہش کی جا شاید و مخبر کا پیا ہو

جسے کروٹ بدلتا دامن عشر میں مشکل ہے

کسی سے پوچھنا شاید ہی میری تمنا ہو

چلے ہم تو دل ناکام لیکر خلق و شاکلی

ہمیں کیا بعد مر جانے کے غیر اُنکا نہو یا ہو

اگر دیدار اکثر ہو نہ دل شاق و لبر ہو

لب شیرین و لبر ہو نہ نیشکر ہو نہ شکر ہو

مر اسودا زہ سر ہو ترے گیسو کا چنبڑ ہو

تھیں سر و منبر ہو تھیں رشک صنوبر ہو

وصال اُنکا میسر ہو اگر تقدیر یا ور ہو

فغان سے چرخ اتر ہو طیش و خاک مجر ہو

روان قاتل کا خنجر ہو کہیں قصہ برابر ہو

شکر سے شکر ہو دلاور سے دلاور ہو

چلو دو گام عشر ہو کو دو حرف جی اُٹھیں

مسلمان ہو کہ کافر ہو تجھے دیکھا ہو اتیرا

نہ ساقی ہو نہ ساغر ہو وہ آنکھیں ہنسن ہو

نہ وہ بیرحم شہد ہو اگر ہون شجبت یران

تم ایسے بندہ پرور ہو زمانہ تم پہ مرتا ہے

تشنہ ہو تو کیونکر ہو نہ دل میرا نہ وہ میرے

اگر دیدار اکثر ہو نہ دل شاق و لبر ہو

لب شیرین و لبر ہو نہ نیشکر ہو نہ شکر ہو

مر اسودا زہ سر ہو ترے گیسو کا چنبڑ ہو

تھیں سر و منبر ہو تھیں رشک صنوبر ہو

وصال اُنکا میسر ہو اگر تقدیر یا ور ہو

فغان سے چرخ اتر ہو طیش و خاک مجر ہو

روان قاتل کا خنجر ہو کہیں قصہ برابر ہو

شکر سے شکر ہو دلاور سے دلاور ہو

چلو دو گام عشر ہو کو دو حرف جی اُٹھیں

مسلمان ہو کہ کافر ہو تجھے دیکھا ہو اتیرا

نہ ساقی ہو نہ ساغر ہو وہ آنکھیں ہنسن ہو

نہ وہ بیرحم شہد ہو اگر ہون شجبت یران

تم ایسے بندہ پرور ہو زمانہ تم پہ مرتا ہے

تشنہ ہو تو کیونکر ہو نہ دل میرا نہ وہ میرے

سخن دان ہو سخن در ہو لے دا سخن شاکلی

لے دا سخن شاکلی سخن دان ہو سخن در ہو

خوشامد ہو تو کس کی ہو شکایت ہو تو کیونکر ہو

علاج درد بے پایاں وحشت ہو تو کیونکر ہو

تقاضا ہو تو کس پر ہو حکومت ہو تو کیونکر ہو

مقام آسائے گیسو کی نکست ہو تو کیونکر ہو

مزاج شاہ سوداقت بین یعنی اسکی مرضی ہے
 کچھ اپنے بخت کی غفلت کچھ انکی زلفت کی ہمت
 نہویشاری سرشار کیا غفلت کا غم کم ہے
 انھیں عادت کی پابندی کہ ساتھ ادا کرتے ہیں
 بپا کرتے ہیں ہر گام آبلے خیمہ اقامت کا
 عبادت ہو کہ عصیان کام اسوہ ہر گدے سے
 پیاسے ناو کون نے سی دیئے منہ میری خوشو کے
 اجل محو تماشا ہے شکر کو تماشا ہے
 دل بے خود سے ملتے ہیں کہیں صد جہاں کے
 انھیں رہنے دو نالے نے کیا کس روز کام اپنا
 تم ہے بعد قتل خلق منسربا ناریوں سے
 تھا راصل جے قسمت سبھی شکل بتاتے ہیں

سپاہ نگار دل سے رخصت ہو تو کیونکر ہو
 عیان پھر ایسی صبح و شام زلفت ہو تو کیونکر ہو
 بتاؤ آدمی سرست غفلت ہو تو کیونکر ہو
 مجھے اس بات کا سوا کہ غفلت ہو تو کیونکر ہو
 عزیز و ملے بیا بان محبت ہو تو کیونکر ہو
 کوئی نام سے پوچھے حفظِ عصمت ہو تو کیونکر ہو
 ادا شکر نیکدان جرات ہو تو کیونکر ہو
 شہید ناز کی دنیا سے رحلت ہو تو کیونکر ہو
 جہنم تو کیا جہنم مردی قیامت ہو تو کیونکر ہو
 پھر ایسے بن نصیبوں پر عنایت ہو تو کیونکر ہو
 بشر دنیا میں کوئی بے مروت ہو تو کیونکر ہو
 ولے جھکو تامل ہو کہ قسمت ہو تو کیونکر ہو

خروش بحر تماشا داتا ہے جو شاکلی کو
 اگر لب پر ترے مہر نبوت ہو تو کیونکر ہو

رقم مکتوب میں گرد استان دیدہ تر ہو
 زمانہ وار گون اور گوش نازیار جب کر ہو
 اگر برہم زن عشرت تری چشم فزون کر ہو
 نہ رحم آئے نہ کچھ فریاد سے بید او کتر ہو
 خدا چاہے تو دوی دن میں فتح ہفت کشور ہو
 برائے وصل خوابان زور و زواری و زور ہو
 اکی گریبا سے زخمی مرگان دلبر ہو

شناور بحر خون میں صورت نامی کو تر ہو
 خوشامد ہو تو کیونکر ہو شکایت ہو تو کیونکر ہو
 تو عشرت کے تعظم کے لیے ایک اور عشر ہو
 تو شدت ملا دو تم انسان ہو کہ تھپس ہو
 میرے داغون کا گنجینہ تری غنمے کا لشکر ہو
 غلط میں نے کہا کچھ بھی نہ تو تقدیر یا و رہو
 فدا کے دست رنج سی بیوہ رفوگر ہو

مقابل کرتے کرخ کے کبھی خورشید خاد ہو
 طریق عشق سے منع خرداے شیخ کیونکر ہو
 جو مجھ سے تفتہ دل کا ایک نالہ بھی ہاں ہو
 اسید وصل اُس بدخو سے اے دلسوز کیونکر ہو
 سوال گور سے آسودہ دل ہر خاک بتر ہو
 اگر تیرا ہون تو یکسر دست بر میدا دجو ہو
 سر شور یہ پائے خم پہ میخانہ میں بتر ہو
 قیامت ہے قیامت آؤ ان آنکھوں میں چھپ جاؤ
 خدار از گس پر فن سے مکد وہ نہ کچھ بولے
 گمان ہے بختیاری کا یقین ہو نصیبی کا
 غرض بچین کرنا ہے شیدان محبت کا
 گمان وہ بادۂ شوخی گمان چمائیہ قدرت
 مئے گر نقش پا راہ خرامش میں بنو مسجد
 کند انداز گیسو عنسہ قاتل تیغ زن اربد
 تکلف بر طرف آؤ طفیل رنگ بکھرنگی
 مری نالش ہی یارب بالش عرض تناسے
 ہم ایسے باد پیمائیں کہ دزدی سے بھی کمتر ہیں
 جھکا جاتا ہوں دوش صرصر صحرا سے ناکامی
 گراے ایک جھونکا باد و امان عنایت کا
 لگا دو آگ اپنے ہاتھ سے گر نہ بچا پاتے ہو
 نہ میں اُن سے غل ہوں اور نہ وہ خنجر سے شرمند

تو آخر بات یہ نکلتے نہ حدت ہونہ عشر ہو
 بھلا جب خضر رستہ بھول جاؤ کون رہبر ہو
 گریبان نیم گلشن جنت پر آسکر ہو
 کہ ہوتا ہے خفا طالب اگر جامہ سے باہر ہو
 اگر خوشبو کے گیسو سے مرا مرقد معطر ہو
 نہ خنجر دست قاتل میں نہ پھر خنجر میں جو ہر ہو
 پھر آگے ہر چہ بادا باد پرش ہو کہ عشر ہو
 مسبا دالہام خون کو نین آج تم پر ہو
 کہ محکو ہو نہ دل کو تری تقریر باور ہو
 جدائی سے جدائی ہو نہ وصل اُسکا میسر ہو
 کسی دلبر کی ٹھوکر ہو کہ شوہر روز عشر ہو
 ہنووے پر ہو وے وصل طابان کو مقدر ہو
 پھرے گر کعبہ رخ سے تھاری لطف کا فر ہو
 ہمارا سر قلم ہوئے تو شاید یہ ہم سر ہو
 کہ ہم تیرے تیرے جو تم بہتر سے بہتر ہو
 کہ اک نقطہ جو آئے نام لکھوں ایک فقر ہو
 تم ایسے سرو بالا ہو کہ گیسو کے برابر ہو
 کوئی جاؤ کوئی دیکھو یہی شاید میرا گھر ہو
 جسے طوفان بتاتے ہیں ہی کشتی کا لنگر ہو
 غرض یہ ہے کہ غلط خانہ عاشق منور ہو
 اُدھر میں آئے ابرو پر ادھر تن سے جداسر ہو

خیال آجائے ساقی کو جو میری تشنہ کامی کا ہمارا قتل کرنا کیا ہمارا زندہ رکھنا کیا اکی ساعت دید آخری ساعت سے مل جائے کین اخیار کا جھگڑا کین احباب کا قصہ مین مرتا ہوں مین مرتا ہوں کین آؤ کین آؤ لب میگوں رہیں سلب ہوش درد و نشان ہو سے اندازہ مقدار حسن و عشق میزان مین رہی پراشک سیما بی سے افسوس تین اپنی سہ روئی بدل جائے سراسر سرخ روئی سے	ہلاہل غرقہ دریا سے رشک طعم کو تر ہو جو مرضی ہو جو خواہش ہو جو اولی ہو جو بہتر ہو نہ دور ہفت گردون ہو نہ سیر ہفت کشور ہو ہزار دن آفتین جیسے کی خواہش خاک تھر ہو غینت ہے غینت ہو نظارہ گر چہ دم بھر ہو نہ کیونکر بادہ گلزنگ کا لبر زیر ساغر ہو کف بیدل پہ سر ہو قبضہ قاتل مین خنجر ہو تہی چشم آئینہ حسن طلائی سے تو نگر ہو گرا پنہ ہاتھ ہوں اور دامن آل عمیر ہو
--	---

خیال حبیب مرگان سے ہو جو ابی شکی
لگے کیا آنکھ اسکی جس کی ہر ہر گ مین نثر ہو

وہ بھولے جب تو انکا نام بھی ورد زبان کیوں ہو نہ یہ رونامہ دل کیوں ہو نہ یہ شکوہ زبان کیوں ہو روانہ شیخ مسجد سے سوے دیر مغان کیوں ہو لتنا وصل کی چھوڑی غم چھر بستان کیوں ہو پس از مردن نہ ولے عازم گردن دھوان کیوں ہو کوئی عرض ہنر کر کے گلہ سنج زمان کیوں ہو زبان سے غرقیم کیا کسے صرف بیان کیوں ہو ہمارے حال کا پرسان ثبت نامہ زبان کیوں ہو سر شوریدہ اپنا زینت نوک سنان کیوں ہو دل بظن کو رنگ داد معشر کا گمان کیوں ہو	مجھے سودا ہو جانے دو دھین بٹلاؤ ہاں کیوں ہو مگر با تان نہو مین تو چھو قاست مین جان کیوں ہو بٹلا سے جو نہ ہمان وہ کسی کا میمان کیوں ہو ہمارے نہ جس گلشن مین دل خزان کیوں ہو ترے شیدا کی تربت زیر بار سائبان کیوں ہو خریداری نہیں جس چیز کی زینت کان کیوں ہو اگر جوش محبت ہو محبت راز دان کیوں ہو عنایت جب نہو مین حکایت پر بان کیوں ہو وہی کافر ہو یہ گردون کسی کا آستان کیوں ہو ہمارے خون کا قاتل کو دہن مین نشان کیوں ہو
---	--

ہماری ناتوانی غم اٹھانے سے غلط ٹھہری
 تبوں کو رشک لطف استظار مرگ آتا ہے
 حیا سے غنچہ غنچہ جلوہ ہے گلہ ستہ گلہ ستہ
 نمک پاش ملاست ہونے زخم دل پہ پھینت
 وہاں زخم کے بوسوں سے وہ خنجر نہیں بھٹکتا
 اگر آنکھوں میں بستے ہو تو آنسو کیون نہیں واقف
 ہوے پابند آب گل مراد اور نامرادی کیا
 صف مخرگان کا اک اک حرف صدافوں تحریر
 شکست شوق ہے رنگ دا کو نیل رسوائی
 عدو کے جامہ ماتم سے رونا بجا آتا ہے
 سناتے وہ حقیقت ہم کہ پھر تم بھی فغان کرتے
 رگ جان نبض دست جو رقتل ہونیں اچھا
 اجل کا تکیہ بازو پر فلک کی آنکھ ابرو پر
 رہا ثابت قدم گرین کو گے فیض صحبت ہو
 مزا یہ ہے کہ اک تیر اور آٹھے تیرا دل پر
 زلیخا اب نہ کھان مین ہوا اور یوسف نہ زندان
 ہمیں بھی اسکی ماہیت بتاؤ ماجرا کیا ہے
 ادھر تلے کی یہ شورش اُدھر مخرگان کی وہ کاوٹ
 نہ وہ ازمن کہ ہو دعویٰ نہ وہ صورت کہ غلط
 نظر پر وہ نظر ظالم کہ آپ ہی ہو گیا سبیل
 پڑھی جا لگی اے مولودیت کی نماز آخر

یقین عذر تراکت ہو تو اتنے سرگراں کیوں ہو
 ہمیں اسے خضر سودا حیات جلاؤں کیوں ہو
 عیاں کیوں ہونان کیوں نہ ہلن کیوں نہ ہلن کیوں ہو
 ہمارا خون ہو لیکن بطور زرخشاں کیوں ہو
 لب مجروح منت وارشورالامان کیوں ہو
 اگر تم دلین رہتے ہو تو پہلو سے نہان کیوں ہو
 پھنسی گرداب میں کشتی غم سود و زیان کیوں ہو
 کہ پھر تم کم سخن کس طرح ہوا درہربان کیوں ہو
 اگر عاشق ہمیں سمجھو تو سن کر ہتھان کیوں ہو
 ستم پیشہ سہی نیلی لباس آسمان کیوں ہو
 اگر تم پوچھتے ہم سے کہ سرگرم فغان کیوں ہو
 بڑھا تو ہی قدم عمر رواں خنجر و ان کیوں ہو
 تری رفتار محو شوق تاراج جہان کیوں ہو
 عدو کے استحان کے ساتھ میرا ہتھان کیوں ہو
 کوئی خلعت مجھکریز دل کا ہنر بان کیوں ہو
 هجوم آنک حسرت کا روان دیکاروں کیوں ہو
 کہ تم اے مچھلیوں یا میں کہ یوں تپان کیوں ہو
 جہان دو معنی ایسے ہوں غافل یا سب ان کیوں ہو
 یہاں نہ آشتائے محض تھا میرا دہان کیوں ہو
 تری مجرم تو ہم تھے استحان کا ہتھان کیوں ہو
 ہنوس گریہ نیت کان میں تیرا ذان کیوں ہو

زہے دشت کہ کتا کچھ ہون منہ سے کچھ نکلتا ہو
 انہیں زخموں کے کوچہ میں گئے لہائیں گے وہ بھی
 تمہارے حسن کا منہ دیکھ کر کچھ کہ نہیں سکتے
 انہوں نے بال زلفوں کے بکیرے میری ماتم میں
 چمکنا غنچہ بول کا جس جناب رخصت ہے
 جسے وہ پھیرتے ہیں اور مغل میں بتاتے ہیں
 زبان تیغ میں کچھ شرمگین مرگان کی شوخی تھی
 نگاہ برق میں کیساں ہے دانہ ہو کہ ہو خرمن
 نہیں پا کو بی خوابان مری ہے سینہ کو بی کیا
 اسی دن کے لیے داغوں کے گلہ سے تیار ہیں
 یہ کیوں کھینچے ہیں تارے مثل ناوک گراثر ہوئے
 نسیم صبح گاہی ہوں اقامت کیا سیاحت کیا
 خوشی کی بات ہو جو جانیگا دیدار حضرت کا

نوحہ بل ہی قابو میں تو کتنے میں زبان کیوں ہو
 ہماری لعش سوے کوچہ قاتل دہان کیوں ہو
 اگر دل کا یہ نقشہ ہوتا تے خوش بیان کیوں ہو
 مقام تہنیت ہو کوئی میرا نوحہ خوان کیوں ہو
 تمہارا بلب لکھا ایسے چمن میں آشیان کیوں ہو
 حقیقت اور کی ہوگی ہماری داستان کیوں ہو
 لب زخم شہید دوست لبر زلفان کیوں ہو
 اجل قیمت شناس قامت پیر جوان کیوں ہو
 نہو گو شوق عشرت عمر فرصت انگان کیوں ہو
 ستائے بلبوں کو کیوں اسیرستان کیوں ہو
 وہ دوش ہوش غارت گم گم خوش نشان کیوں ہو
 نہیں خوگر محوشی کی عدو میراجان کیوں ہو
 غم روز قیامت یا رسول انس جان کیوں ہو

وہ ہے اک بلب خونین نول شاخ ناکامی
 لقب شاکلی کا تیرے طوطی ہندوستان کیوں ہو

افسوس ہے کہ شکل بشر ہو ہنر نو
 یہ بات ہے کچھ اور کہ سر ہو بصر نو
 ممکن ہے عشق قدر نظر ہو ہنر نو
 تیغ جفا کے سامنے سب ہو ہنر نو
 جاے فغان دل مری لے بات کر
 کیوں ہو زمانہ حیرتی آج تاباں تنگ

مردہ تبر کو دو جو سب ہو ہنر نو
 ورنہ محال ہے کہ بشر ہو مکر نو
 معراج ہے کہ دار پہ سر ہو ہنر نو
 لذت نصیب زخم جگر ہو مکر نو
 تیرے اترے موم جگر ہو ہنر نو
 اس حور و ش کا آنکھ میں گھر ہو مکر نو

ایک شہر شام زلف کے کوچے میں تنگ مار فریاد تیرے جور سے اچھو در شام غم یار بے مراد دلی کو سے یار سے ہو بیکہ جزو سینہ عاشق خیال دوست دون آسمان دون کو قسم تاشیف جمال دوبہ بلا در ایک سے اک جان گرا سوا بادر نہیں کہ حال دل دل شکستگان ماحبہ ادعا کے صف پر دلان عشق لے آہ پیونک سے مجھے گوان پس نہیں ہمتاے رنگ دہوے دور زلف و تائے یار	انسان تو کیا جو بادِ سحر ہو گذر نہو اندھیر ہے کہ عمر بسر ہو سحر نہو جب تک کہ میرے دوش پر ہو غم نہو گر ہر مقام زخم سے در ہو بد نہو جو جو ہے اُسکے ذہن میں شرم ہو سحر نہو قسمت میں درد یار بے اگر ہو جگر نہو جب آنکھ سیلِ اشک سے تر ہو تر نہو ہر سر خدا سے تیغ و تبر و ظفر نہو تا تیرے غرض ہے ادھر ہو ادھر نہو جل جل کے لاکھ خاک اگر ہو اگر نہو
---	--

شکی گلہ ہے طالع واڑنے لگوئے
شب ہو شراب ہو گل تر ہو قمر نہو

تاسو رہ مند مل تموا عسیر بھر نہو جائے بلا سے جان کوئی پردہ در نہو مجھ بے قرار کا دل جانان میں گھر نہو صل و گھر کے ڈھیر ہوں یام و زرنہو غافل نفس کی آمد و شد سے بشر نہو نسبت بجز مناسبت یکدگر نہو میرے نفس پہ بحث ادھر ہو ادھر نہو امکان نہیں گلی میں تری شور و شر نہو سر جائے پردہ صرصر شرابا در نہو	اے چارہ گر خدا کے لیے میرے سرنو خوش ہوں کہ شام غم کی نمایان سحر نہو تجھ وہ قیمتی ہے کہ جس میں شر نہو وہ دم کہان کہ عسیر گرامی بسر نہو چلتے ہوئے جاز میں ہوا و خطر نہو رشتہ گھر کی ذات میں ملکر گھر نہو گر ہو سکے تو سامنے گلشن کا در نہو قسمت سے اپنی شکر کہیں بے سپر نہو جھونکوں میں جس کے دستگاہ لا در نہو
--	--

تن سے جدا مرا سر شوریدہ گرنو
 اے ریش تجکو دور سر نیز شتر نو
 کیا کھائیں سم بید نین کا رگر نو
 سر ریز ریز ہو کہ گلو گاہ تر نو
 پروین نو سہیل نو یا ستر نو
 جب یہ گمان نین کہ جہان سے سفر نو
 ہو جائے ترک سوگ حزیب نشاط دل
 آتی ہے اُنکے گھر سے بجانا مجھے حرام
 پھونکا ہے آتش تپِ فرقت نے اسقدر
 سمجھتے ہیں میوہ دار شجر دیکھ فی المثل
 کیا اُن کا مال جس کے نفس کے ہر قدم
 اپنے شکشون کے تن زخم چین نہ دیکھ
 اے جذب دل نصیب لبل جانا ہو نین
 تے بزرگوار کو یعقوب شغل عشق
 حاضر و سرکین سودہ اک تیغ کھینچ لین
 لو غیر ہی کو دود مرے سر کا تے کا حکم
 کیا پھر ور ہے وہی وعدہ خلاف ہوں
 چارون حدین نفس کی نہ دیکھیں تمام
 ہے امتحان رحمت نامستی نواز
 فرصت قلیل قتل کے لاکھوں امید
 سنتے ہیں داستانِ موم و ہمیم نار

روزِ جزا حساب و فاسر لبِ نو
 لیکن مزا یہ ہے کہ سر نیز شتر نو
 شاید دعا کی طرح دو امین اثر نو
 لب ز ہر پنج شکوہ پیدا دگر نو
 سب کچھ ہوا ایک اُن کا ہونا مگر نو
 صد حیف عزمِ رود خیر البشر نو
 مرگ رقیب کی اُنھیں یارب خبر نو
 کہتی ہے بخودی کہ یہ دشمن کا گھر نو
 ہو بھی اگر مجھے تو عذابِ ستر نو
 فقط نہوں شجر ہے تو آخر میں جزو نو
 سینے سے تالیب دم صد نیز شتر نو
 ڈرتا ہوں چشم زخم کی تھکوں نظر نو
 لا اس طرح اُنھیں کہ مجھے بھی خبر نو
 اور پھر یہ آرزو کہ فراقِ پسر نو
 کج بخشوں سے فائدہ ہو یا مگر نو
 محکوم یہ ورد ہے کہ نصین دردِ سر نو
 شاید تری حیاتِ دلا اسقدر نو
 مجھ سا کوئی جہان میں بے بال و پر نو
 شد میری لعش پہ تو نوحہ گر نو
 قاتلِ بخیل وار کہد ہر ہو کہ ہر نو
 خیر اسمین ہے کہ دان تراقتہ جگر نو

انصاف بر تو ہو جو کسی پر ظن نہ ہو	ان صاف خاطر و کی شہادت میں اتنی دیر
سینہ مرا نشانہ تیر سہ پر نہ ہو	آتا ہے ننگ نام پہرے مجھے خدا
جنت نصیب انھیں میں مرا نام نہ ہو	اول سے تا اخیر رسولوں کا نام لو
کیا جانے جس کی جیب قبا میں شر نہ ہو	شب کی شرارتیں تپ غم کی حرارتیں
ماکل مگر بشر پہ اکی بشر نہ ہو	بر باد ووب جائے جلے خاک میں لے

شاکر کے انتقال سے کتنے وہ خوش ہوئے

پر سیر ہے اگر یہ خبیر معتبر نہ ہو

آگاہ سوز و سازیم وزیر سے نہ ہو	جس دل کو اتحاد ترے تیر سے نہ ہو
جسطح مل کے دور شکر شیر سے نہ ہو	نفرت دلون کو صحبت و رگیر سے نہ ہو
دیوانہ آدمی کسی تدبیر سے نہ ہو	دریا نموش موج کی زنجیر سے نہ ہو
رغبت جنون کو خواب کی تعبیر سے نہ ہو	گر چہ چیر چار زلف گرہ گیر سے نہ ہو
میں دل کا قیمتی کبھی اگیر سے نہ ہو	گر مستفیض نہ تیرے تکیہ سے نہ ہو
تفت نہ منفعل مری تدبیر سے نہ ہو	دلکو اگر اسید ہی تیر سے نہ ہو
قصہ تمام خنجر و شمشیر سے نہ ہو	ایا جو تیری چشم زبون گیر سے نہ ہو
سومار سرخ و ترے تکیہ سے نہ ہو	دم سو قدم پرے چو پر تیر سے نہ ہو
شد بد گمان دم شمشیر سے نہ ہو	بہل کے تن میں و اتری تکیہ سے نہ ہو
آہ جگر خراش کی تاثیر سے نہ ہو	بے اعتبار یوں کا بُرا ہو کہ دل نگار
یا رب یہ میرے جرم کی توفیر سے نہ ہو	بخشنے گناہ تو نے بھی دونخ بھی بھر گیا
باعنی دلاستہ آن کی تفسیر سے نہ ہو	خط کو حزن و مصحت رخ کی طرح سمجھ
غالب کہ نفع تیری طبائیر سے نہ ہو	اے صبح مشربین مرے تجالے اوشے
برہم جان گراں کی زد ویر سے نہ ہو	مرگان کے ہاتھ اور سر گم قلم کرے

دل میں شکستہ بہتہ ہزار دن یہ کیا کرے
 ہر پردے میں اُسکو سمجھ لے ادا شناس
 خرمائے لب سے کیا اُسے لذت چور و زنا
 انداز ہے کسی کے گریبان تنگ کا
 خامہ ہے رو سیاہ ازل خط سیاہ دل
 منظور ہوا اگر تجھے ناراج روزگار
 بدلی اُدھر نگاہ اُدھر ملک پھر گیا
 میں خاک ہوں خدا کی سفارش کو آئیے
 تو تاوک ستم کا نشانہ بنائے اور
 آتا ہے چشم یار کو اس طور سے نظر
 رحم اس جال پر مجھے آتا ہے کاشکے
 ہے مصلحت یہی کہ جہنم میں بھیج دین
 معیوب ہے نہ کو ہمش تمکین مگر کہین
 اُن کو بھی آج میری طرح شوق وصل ہو
 پیش نظر رہے اگر آعت از و انتہا
 غیروں کی آنکھ اور مری ذلت غلط غلط
 خوبان روزگار سے بچ اس قدر بُرا
 عیش خشک صراحی سے وصل جہین
 رشک وصال غیر سے طرز دعا تو دیکھ
 روشن ہے اُسکے نور سے روزِ دین تمام
 نیندا انتظارِ غیر میں آتی نہیں انھیں

آشفۃ بوسے زلف گرہ گیر سے ہو
 دلدادہ اعتراف مزا میر سے ہو
 اس باغ کی نفیر سے قطمیر سے ہو
 اے دم ستوہ طوق گلوگیر سے ہو
 اور اُن کو کچھ گمان مری تحریر سے ہو
 خود ناز کو خبر ترے تزدیر سے ہو
 نازان و یارِ قلب کی تسخیر سے ہو
 تاخیر اجل میں آپ کی تاخیر سے ہو
 ہونا جو حشر سے ہے وہ بخییر سے ہو
 فرصت نظر کو اپنی ہی تسخیر سے ہو
 خون بیگناہ کا تری شمشیر سے ہو
 کوئی سوال آپ کے دلگیر سے ہو
 فرصت کو آگہی تری تاخیر سے ہو
 یہ بات ہی جدا ہے کہ تقدیر سے ہو
 رنجیدہ کاروان کبھی تحقیر سے ہو
 شاید یہ دعا مری تشہیر سے ہو
 خوش ہوں کہ کام خوبی تقدیر سے ہو
 اچھا ہے گر سپر کی تزدیر سے ہو
 ربط آہ صبح گاہ کو تاثیر سے ہو
 خورشید منفعل تری تنویر سے ہو
 یان غش پہ غش کہ نالہ بخییر سے ہو

کیا قائمہ جدال سے زابہ خدا کرے
 برباد یونین عمر گذر جائیگی تمام
 لینے فرشتہ آتا ہے اُختانین بشر
 دُر تا ہوں کم تر شعی ابر لطف سو
 جب ہیں سب نقاب قیامت کے بایں
 خنجر ملا لگے سے دے منہ سے کچھ نہ کہہ
 اکیر و خاک میں نہ کرے فرق دیدہ و
 اے شوخ غیبانِ خدا چپ ہی کہیں
 تقلید خاک ساری عشاق اے زمین
 نقاشِ صنم ثانی جانان بنائے کیا
 وہ بے نقاب ہو مگر اے چرخ وقت فوج
 خود ظلم جی چڑائیگا پاداشِ جرم سے
 سرکش ہے حقد رکونی اتنا ہی نارسا
 میں جاتا ہوں چو مری قسمت میں ہو لے
 زخمِ زبانِ خلق سے بچنا برا نہیں
 منزلِ قریب کی صدا فوس اور ہیں
 لیتا ہے نیم غمزہ کا فرسے جنگ جو
 آخر تھیں تو چاہیے فی الجملہ احتیاط
 اندیشہ فراق نے محب کو ڈبو دیا
 اُنکی کشیدگی نے بھلایا گذشتہ عیش
 کیا بات ہو لفظ اول ہفت آسمان مگر

کچھ قائمہ تجھے میری تکفیر سے ہو
 تمہیں رد و بد و مری تمہیں سے ہو
 کس کام کا وصال جو تو قیر سے ہو
 قلت مرے گناہ کی تقصیر سے ہو
 جب تک مقابلہ تری تنویر سے ہو
 تکبیر کا تو خون تری تکبیر سے ہو
 پھر خاک بھی چھوے تو کم اکیر سے ہو
 محشر میں برہمی تری تقریر سے ہو
 تجھ سے ہو ترے فلک پیر سے ہو
 جب ہوش ہی شمائلِ تصویر سے ہو
 اندھیلے رنگ طالعِ پنجیر سے ہو
 اتنا بھی شرمگین مری تعزیر سے ہو
 بدظنِ عروجِ نالہ شبگیر سے ہو
 آگاہ وہ نصیب کی تحسیر سے ہو
 مانا کہ اور فائدہ تدبیر سے ہو
 اب تک فراغِ بحثِ مقادیر سے ہو
 جو کام روزِ معرکہ سوتیر سے ہو
 گو مجھ کو رنجِ غمیر کی تقریر سے ہو
 کشتا ہوں سرِ جد اتری شمشیر سے ہو
 ہوتا ہو شک کہ وصل کی تنویر سے ہو
 تحریک تیری زلف گرہ گسر سے ہو

اسے دل نہ دیکھ چشم حقارت سے آہ کو
 وحشت کا کیا مزہ جو تری زلف شرمسار
 عادت زبون کشی کی نہیں ای خدا مجھے
 کرتی ہو بخودی مری تدبیر سے طلب
 دانستہ سہو وعدہ سمجھ کر غموش ہوں
 مین منکر قیام قیامت نہیں ملے
 کیا ہندا اپنے غنچہ دل کو شکست لے
 اسے زلف یا ربانڈہ بخفیو نگو فرق سے

یہ مردمان شوق جوان میر سے نہو
 نشو و نما لے دانے زنجیر سے نہو
 گردون تباہ نالہ شہگیر سے نہو
 جو کام چارہ سازی تقدیر سے نہو
 یعنے لب آشناتری تقریر سے نہو
 شرمندگی مجھے تری تصویر سے نہو
 آب و ہوا سے خطہ کشمیر سے نہو
 صدمہ اُنھیں کشاکش زنجیر سے نہو

شاکر اگرچہ قابلِ رحمت نہیں عمل
 نوسید جد شہر و شیر سے نہو

روحیت

ہر وقت دیکھتا ہوں بلا بھی عذاب بھی
 جو بن پہ ہے چمن بھی گلِ ماہتاب بھی
 قرب حبیب آتش سوزان پہ آب تھا
 کس طرح ترے رُخ کا نظارہ کرے کوئی
 اے بت تجھے عز و خدائی ہی چاہیے
 اندیشہ بیخ زلف مین کچ یا قد مین راست
 شتاق مرگ ہوں نہ رکویت کھینچ کر
 آنکھوں مین عاشقوں کے نہیں اشکِ بخت دل
 مین نے کہا کہ خواب مین آتے نہیں کبھی

جوشان ہو دلمین آنکھ مین آتش بھی آب بھی
 تا صبح حشر اڑاؤ گزک بھی شراب بھی
 دو کروٹوں مین اڑ گئی شب بھی شباب بھی
 حائل مین دور قیب جیا بھی نقاب بھی
 قرآن کی طرح خط مین کرم بھی عتاب بھی
 ہوتی ہے آدمی سے خطا بھی صواب بھی
 ہوگی تمہاری نام وری بھی ثواب بھی
 رکھتے ہین ایک نیشہ مین گل بھی گلاب بھی
 فرمایا مہنس کے عشق مین بخت بھی خواب بھی

سائل کہتے ہمیشہ ہیں اے واہب انیم
تازہ کسی کا زخم جگر کوئی بجو اس
سوز تب فراق کے دو حرف گر لکھوں
سچ کہہ سکی جان بھی آج یا نہیں
زادہ یہ چند روز ہے آپس کا تفرقہ
جو بہن لغت شناس فنا ان کے ملکین

دریائے فیض سے ترے لمبھی جاب بھی
ہے تیرے لعل لب میں تلک بھی شراب بھی
ہو جائے جلکے خاک قلم بھی کتاب بھی
ہے خون میں شور و رنجان بھی رکاب بھی
آخر میں گے خاک میں ہم بھی جناب بھی
نام ایک چیز کا ہے بقا بھی سراب بھی

شاکلی غزل یہ خط میں انھیں بھیج کر لکھو

ہو مرت غزل پہ غزل بھی جواب بھی

چشم و لب کے اگر اعجاز دکھاتے جاتے
نقش ہستی نہ اسیرون کے مٹاتے جاتے
گو مرے حال پہ آنسو نہ بہاتے جاتے
آنسوؤں سے نہ ملا مطلب دل کا شمعین
ہو گئی مر ب نطق گراں گوشہ ناز
بخیر لب نہ ہوا رشتہ دائم لبیل
رہروان عدم انوسس تعجیل سفر
کوئی صورت تل قیاب کی نشکین کی نہیں
دیکھ عشرت نہ بپا ہو کہ تری آنکھوں کے ترک
لے فلک توجہ سکھاتا کوئی ترکیب وصال
قبر عشاق پہ پروانے گس ران رہتے
منتین ملتے اگر مرے مرقہ وعدہ
میں جگر سوختہ دشمن کا کلیجہ اٹھاتا

پھونکتے زندون کو مرد کو جلاتے جاتے
چلنے پر گوشہ دامن کو ٹھاتے جاتے
دہن زخم کو رو رو کے ہناتے جاتے
ٹھوکر وں سے مری قسمت کو بگاتے جاتے
ورنہ افسانہ غم اُن کو سنانے جاتے
اور جھکا دیا صیاد نے جاتے جاتے
سنے اور دن کی اول اپنی بھی سنانے جاتے
روز غیر وں سے ہرین وہ ربط بڑھاتے جاتے
کعبہ دل کو ہین بیدار سے دھاتے جاتے
ہم معائے کمر صاف بتاتے جاتے
گر نہ تھے پھول گل شمع چڑھاتے جاتے
وہ اگر بہر زیارت کبھی آتے جاتے
فرج بیان کرتے دہان تیغ بجاتے جاتے

دیکھتے جاتے ہو پھر پھر کے عدو کی جانب
پاس انھیں فتنہ گرد نکالو نہیں میری سرشک
دلبری سہل ہر دل داری کا شیعہ وہ مشکل
تاحق اغیار سے ملواتے ہو بہتر یہ تھا
ظاہر آنے میں جو تھا پردہ نشینی کا حجاب
دیکھتے حشر کا دن ختم نہ ہوتا کب تک
کوئی محضر جو حسینوں کے ستم کا نبستا
مدد اے قاتلہ دست دراز بوسہ
پھر کے دیکھا نہ انھوں نے جو گریز لگے دل

میرے حلقوم پہ خنجر ہی پھراتے جاتے
صورت عالم امکان کو مٹاتے جاتے
تم اگر مانتے کتنا تو سکھاتے جاتے
خاک میں ہاتھ دھو اپنے ہی ملاتے جاتے
دیکھتا کوئی نہ دل میں نصین آتے جاتے
قصہ خوان قصہ گیسو کو بڑھاتے جاتے
ہم بھی اک حاشیہ پر مہر لگاتے جاتے
پان اُس لبّی ہین لنگل پنا جاتے جاتے
چھوڑاتے کسے اور کس کو اٹھاتے جاتے

دم ہی آنکھوں میں ہوا ختم تھا رشتا کی
جی نہ اٹھتا جو گلے اُس کو لگاتے جاتے

معا لقی ہوں مالا ہوا ذن دیدے
جہان نئے ترے دیدار کے حریص نئے
وہ ذات پاک ہر اے ہفتشیں قریب عجیب
شمیم کا کل پچان نصیب کسے بتان
تکلف دیکے اگر دیکھے برخو بان
یہ کیا غضب ہو کہ ہو کامیاب اک عالم
زیادہ گنج شکر سے کہیں حلاوت ہو
کلاش معنی دچسپ ہے طبیعت کو
نہ بھلے کام زرو زاری و خوشامد سے
لگے نہ روح کے دامن کو داغ غلٹ جسم

ہین تو عید ہی ہے کہ یار عید ملے
جہان ملے تری رفتار کے شہید ملے
مراد خاطر نا شاد کیا بعید ملے
یہی علاج تب ہجر میں مفید ملے
بجائے قلب ملے سنگیاد حدید ملے
فقط ہماری نہ اے آسمان امید ملے
وحید و حرت تھے تم ہو ٹھہر بھی فرید ملے
یہ آرزو ہے پس گر ملے رشید ملے
توں کا وصل نہ بے طالب سید ملے
یہ بات سچ ہے کہ ظاہر ہے کیا پید ملے

تھاری زلفون نے گھیر کر مجھے تابان کو خوشی سے بھول گئے ہاتھ پاؤں قہمت لب نگار تکم سے آشنا ہوں گے یہی جو انکس نامت سے التجا میری	ہنود کو نہ کبھی مصحف مجید ملے اٹھانہ ہاتھ کتابت کو گر برید ملے اکسی آج ہمیں طاقت شہید ملے سیاہ نامہ بروز جزا سپید ملے
---	--

عہد تلاش دہن کا خیال ہوتا کی

نہیں وہ فضل یہ جس کی کبھی کلید ملے

اعزاز کی تھی اصل نہ اصلا میرے آگے یار ب مرے مرنے میں اگرچہ ابھی وقفہ رہتے ہی رہے کوچہ چہان میں قدم سے وصف کمر یار کے لکھنے کو فرشتے جیتے نہیں اُس زکس بیمار کے بیمار اک خواب پریشان ہو مرے رحم میں دنیا پیشانی کی افشان کا تصور نہیں جاتا تفہیم مری کرتے ہیں زندان قلع نوش بنام محبت ہوں پر انصاف کی خو ہے مرضی نہیں گر آپ کی خود جاتا ہوں صاحب جان اُس قدر عنایں دم باز پسین ہے خونباری کی نوبت ہوئی جس ٹیکے کا ڈرتھا دلدادہ نقاش ہوں دونوں ہیں برابر ہے بستر گل خار میں لان مرے نزدیک	کیون اٹھ گئے دنیا سے اجا مرے آگے مر جائے جوان مرگ تمنا مرے آگے دو چار قدم آبلہ پا مرے آگے رکھ دیتے ہیں لا کر پر عقاب مرے آگے شرما تے ہیں آتے ہوئے عیسا مرے آگے اک وعدہ معشوق ہو عقاب مرے آگے بہر وقت ہے قرآن مظلما مرے آگے تسلیم کو ٹھک جاتی ہو مینا مرے آگے واق کا گلہ کرتی ہو عذر امرے آگے ہو جانب اغیار نہ ایام مرے آگے چڑھتے رہیں سب سورہ اعلام مرے آگے آیا وہی اسے دیدہ بینا مرے آگے ترک و ختن و صورت دیبا مرے آگے ہے دار ستم رتبہ والا مرے آگے
--	---

شاکر کی خطا جانان کی شکایت سے مجھے کیا
آیا میری تقدیر کا لکھا میرے آگے

تقدیر نے کیا سوئے شربِ روان مجھے
تھا بلکہ عشقِ طستِ رہِ عزیزِ نشان مجھے
ہوتا شہید ہے شرفِ جاودان مجھے
زندہ ان ہے خاقانِ سیفانِ مان مجھے
پوشیدہ ان سے کہنی ہوا رکِ داستان مجھے
وضعِ زبان ہے قفلِ دہانِ بیان مجھے
کہتے تھے بے تکلفہ بلغِ جستان مجھے
آتی ہیں چار سانسِ مینِ سوچکیان مجھے
سُن سُن کے عرضِ خواہشِ غمخواری جگر
سر جانے سے مٹا سر و سودے ترکِ عشق
وہ نار سائی گوشِ مینِ نا آشنائی ہوش
اخترِ شناسِ حیرت کو پہچانتا ہوں مین
آتا ہر حُسنِ و عشق کا نیز نگ و رنگِ یاد
آشوبِ شرورِ مینِ اک جس کس میرس
نامہ ہوا سیاہ تنِ ناتوانِ تباہ
کہتے ہیں روزِ حشر کہ دوزخِ مین ہو مقیم
خالی حرم کو دیکھ کے یاد آئیں گے صنم
ترکِش اٹھائیے نہ کلائی تھکا ئیے
پامال روزگار ہوں خواہیدہ راہِ ویش

ہر خارِ پا ہے روکشِ صدِ بوستان مجھے
سرکشِ نصیب رہی شانہ سان مجھے
تجھے نہ بدگمان ہوس آبِ وِتان مجھے
یا رب دکھا کہینِ دردِ برِ مغان مجھے
لمجائیں کا تشکے وہ نہان سے نہان مجھے
ہر زبان ہے نقطہ زلے زبان مجھے
یا رب ہولے قمر نے پھینکا کمان مجھے
لینے نہ دیکھا دمِ کہینِ آزارِ جان مجھے
کہتے ہیں جانتے ہوئیں بیدہان مجھے
گویا زیاں سود ہے سودِ زیاں مجھے
روتا ہوں مینِ فغان کو برا پریشان مجھے
باورِ نینِ نجوم کا اصلِ مسترِ آن مجھے
بھاتا ہے اختلافِ بہارِ وِزان مجھے
کرتا ہے کیوں نہانِ تہِ خاکِ آسمان مجھے
دی منشیِ ازل نے مسلم کی زبان مجھے
دیتے ہیں یان بھی خردِ اہلِ دامن مجھے
لیجا ئیے نہ قبلہ و کعبہ وہان مجھے
کافی ہے عشوہِ سخیِ چشمِ کمان مجھے
دشتِ بلا میں چھوڑ گیا کاروان مجھے

دل کل دو حرف اور اسے توڑا ہزار بار کتا ہے جسم زار دم نزع رُوح سے رکھتے ہیں اُتھ سینہ خنجر پہ بار بار آماج تیر سیئہ صید آرزو عدم شعلے کو کام کیا خس بے اعتبار سے جل جل کے بجھے دو کمین چمک چمک مرنے کو تھا کاغذ ہفت تن صید خدنگ ناز بدگوہین دونوں اپنے ہی گھر غور کیجیے تشبیہ و استعارہ محبت قصہ مختصر زندہ اُٹھ کے داب و دو قصہ تمام ہو دیتا ہے روزِ نعمت الوان درد و عنہم ناز رقیب اُٹھانے کی طاقت نہیں تھیں اے چشم یار شوق شہادت کا خون ہوا دل نیو نیو جاتا ہے ماتم سے آہ کے	دو گل کبھی توڑ دیئے باغبان مجھے ای مری جان چھوڑ چلی تو کسان مجھے جب دیکھتے ہیں وہ دم بسمل تپان مجھے ملت انہین نشان نشان نشان مجھے مین آشیان کو بھول گیا آشیان مجھے اے مرگ تو ہلاک نکرنا کسان مجھے بے روزن ایک بھی نہ ملی اتھوان مجھے کتا ہوں مین جہان کو بُرا اور جہان مجھے جلوے نے کر دیا ترے مجھ پر عیان مجھے یعنی یقین ہے مرگ نہ لے راگ ان مجھے صد شکر جانتا ہے فلک میہمان مجھے افسوس فرج کرتے ہو بے امتحان مجھے مین تا تو ان تجھے کمون تو ناتوان مجھے آتا ہے جب نظر کمین اقتصادِ عوان مجھے
--	--

شکی مُدام جام لبِ مرہ و ماہ سے

رکھتا ہے رشک دور فلک سرگران مجھے

دو گز زمینِ محد کو پائین مصطفیٰ اوے وہ دل لے کہ تیر بیداد کو ٹھادے کیا کم ہے ضعف میرا اس کھٹی ٹل پڑا دے اور اک خود نمائی جامِ خرد رُبا دے رقت لبانِ بادہ مینا صفتِ صفادے	نتا ہے سب کی یارب میرا بھی مُدا دے ایسی ہو تلخ کامی خنجر کا دل بھجا دے حکم سزا لے گردون ناحق تری بلا دے نقصان اُٹھا کے ساقی دریا دلی ٹکادے اے ساقی محبت پیمانہ فنا دے
---	--

بندے کو اپنے خالق دنیا میں دو تو کیا دے
 گرداد ذوق بسمل محشر کے دن خدا دے
 ہنگام ذبح قاتل طرف نقاب اٹھا دے
 لے شور نالہ دل میں مقتدین قاتل
 جو بات دل میں گزرے لاؤ وہی زبان پر
 شرم محال خواہی ہے تیرے ہاتھ اکی
 اُفتادگان عالم خضر جانیان میں
 جوش ہوں کا مطلب یعنی کہ دست و گرون
 اے صانع دل و جان کب تک میدجرمان
 اہل نیاز قاتل فیض ازل مقابل
 تیغ ستم کشیدہ حلق حشرین بریدہ
 ہو جائے کچھ یہ عالم لے لذت طپیدن
 کب تک اٹھاے کوئی حورون کے ناز بجا
 تقلید شیخ و اژدہ لائی بہن یہاں تک
 جھک جھک کے مل رہے ہیں آج ابریزدین و
 حال تباہ دشمن اور تجھ پر روئین حاشا
 تاثیر کچھ تو ہوگی تفتیر مدعی سے
 سب جانتے ہیں تجھ کو بیمار چشم جانان
 کیا اعتبار پایا بے اعتباریوں سے
 جو علم مدرسوں میں برسوں نہ آئے اہل دل
 شاکر کی یہ غزل کو ہر حرف بے بدل ہے

عشق فرشتہ خودے معشوق پارسا دے
 مقتول کو سزا دے جلاد کو جزا دے
 میں تجھ کو رونا دہن تو مجھ کو خون بہا دے
 یا خشر کو اٹھا دے یا بخت کو جگا دے
 اے سادگان پرفتن ہم آدمی ہیں سادے
 بیگانہ طلب ہوں بھجنس آشنا دے
 گوش خرد میں جادو کہتے ہیں صاف جادے
 قاتل جو خون بہا دے خون پھر یہ خون بہا دے
 یا عشق کو اٹھا لے یا حسن کو مٹا دے
 پھر یہ دعا ہے بھیا اُنکو و فا خدا دے
 اٹھکر نہ دست قاتل اُن کو گلے ملا دے
 قاتل کو میں دعا دوں قاتل مجھ کو دعا دے
 دو پھول لاکھ میرے مرقد پر تو چڑھا دے
 اب بیان سے راہ کعبہ تو برہمن بتا دے
 ایسے میں تو بھی ساتی شیشہ کوئی جھکا دے
 اُنکا یہی ہے رونا اُس شوخ کو بہنا دے
 بگڑے گا کیا حیمیت قصہ وہی سنا دے
 میری تو کیا حقیقت اچھو لکو تو دعا دے
 ممکن نہیں کہ ہکو نظرون سے تو گرا دے
 ساتی درد و نشان سب گھول کر پلا دے
 نالان عیبت و غل پر دولت جسے خدا دے

یارب مجھے محبت ہشت و چار دے مشت غبار ہون مجھے وہ رگنزار دے کن منتون سے جان ترا خاکسار دے یہ زہر وہ نہیں جسے افسون اُتار دے کس کو خبر نصیب کسے قند ہار دے امکان نہیں کہ طرہ قسمت سنوار دے اک ساغر صبیح مجھے صبح وار دے شرب الیہ و کفر ہے آتشکار دے حاشا کہ بوند بھر گاہ بہار دے قاتل ثواب جان کے صدقہ اُتار دے وہ آسمان کو موت نہ بے انتظار دے رضت ہیں اسے چمن میں کچھ یادگار دے ہرگز نہ شد کہ از تو رسد پوست کار دے اُسکی بلا سے جان کوئی جان نزار دے سرکار مسکرات کا حبل شہار دے لے سلک دُشائک اُنھیں جلد تار دے کس کس کو زہر افیغ کیسویا ر دے یاسین کا مریض کو اپنے انار دے	ہر یقین کو دولت دار و مدار دے گردون مزار دے پیرا غ مزار دے گر تو نوید لطف دم اختصار دے وہ لب اسیر خط کو تشفی ہزار دے سب خوش کہ بوسہ لب شیرین نگار دے کیون شاندار کار فکر عبت انتشار دے اے ساقی صبیح و خیفہ ہمار دے قیصر کے دور میں سر محفل پکار دے دریا کو دام کچھ مژدہ اشک بار دے سر ہے عذاب خنجر نہ ہر لہار دے ناگاہ اور ہمیں خبر وصل یار دے اب چو چلے تمام ہیں گل دو کفار دے از پوست کار دم سہرا سخاں رسید خود ترک چشم یار کو اپنی خبر نہیں چشم و لب بتان کا اجارہ ضرور ہو آمد شد نفس کا ہوا قطع سلسلہ اسال سال مار کا دورہ ہے دیکھیے نور و زعفران خندہ دندان نما سہی
---	--

۱۱۱۱ جملہ نقاشان و مصورین جنرل راجہ صاحب کا محلہ قند ہار یادگار جو اور زمانہ تصنیف غزل ہذا ۱۱۱۱ ع

۱۱۱۱ خطاب قیصر ہند ۱۱۱۱ عین ملکہ ملکہ نے اختیار فرمایا۔ کہ جسکے ہم سال ہی بعد غزل کی گئی ۱۱۱۱ پنهان خوردن

از بہار غم۔ ۱۱۱۱ پوست کار کا دوسری زمانے میں نئے نئے جاری ہوئے۔ ۱۱۱۱ ٹیلیگرام (روحانی)

دیتی ہے عقل عشق کو آ آ کے مشورہ
 اک اک تری ثبوت دہن کی دلیل ہو
 بیتاب و غرق آب ہین جون موج آشنا
 کب ہے رگ جنون رگ برق پلانت کم
 ہونگے نہ سرد ہم دل سوزان کے ہاتھ سے
 حرمان نصیب حسرت آغوش یار ہوں
 توبہ کرو ہمسم اور دعا خلد کے لئے
 ثابت قدم رہوں نظر التفات تک
 دودن کے اعتبار کا بیجا ہے اعتبار
 بچکر تار عشق سے جائے نہ پاکباز
 لیتا ہے چرخ یون کہ شکر خراج لے
 کیا اختیار بندہ بے اختیار کا
 وہ آئین حشر آئے اجل آئے صبر آئے
 کس سے کہین کہ ضبط میں کیا کیا خوب ہیں
 خود کام میں نہیں مگر اتنا خیال ہو
 اندیشے سوطح کے ہین قاصد کو بھیج کر
 سم بھی مضر نہیں اگر اصلاح ہو سکے
 لے دو رچرخ سرخوش یاس و امید لکھ
 کیساں حریف غمزہ و میداد و ہجر و غم
 میناے نگار دل اور تاب لاسکے
 کوئی پڑ پائے کیا اُسے جس کی نگاہ ہو

جس طرح بادشاہ کو عرضی گنوار دے
 دشنام شوق سے مجھے تو بٹیا دے
 اے بحر حسن رخصت ہوس و کنار دے
 مجھ کو یقین ہو خون کے بدلے شرار دے
 ہر چند اپنے ہاتھ سے مٹی نگار دے
 امید ہے کد بھی نہ مجھ کو فتار دے
 آسان نہیں قبول جو پروردگار دے
 گر بیچ میں دعائے دم مستعار دے
 انسان کو خدا نظر اعتبار دے
 ہمت نہ ہو کچھ اور تو ہمت ہی ہار دے
 دیتا ہو جس طرح کوئی ممک اُدھار دے
 ہے مصلحت وہی جو خداوندگار دے
 کوئی تو داد محنت شہاے تار دے
 دودن دہائیان نہ دل بقرار دے
 تجھ کو نہ بد دعا مرا امیدوار دے
 کیا جانے کیا جواب وہ نخت شعار دے
 غم بھی بُرا نہیں جو خدا غمگسار دے
 دودن شراب دی مجھے دُونِ خمار دے
 کس کس کو اذن غارت شہر و یار دے
 شیشے میں نکلہ کو تری آنکھ اُتار دے
 تعلیم جو رگزدش لیل و نہار دے

جان آرزوے تیر من تیرا شکار دے پہلے دل شکستہ کی قیمت قرار دے یون دھوپ من حساب خطا تیرا دے	تکلیف شکوہ تازہ ہے لیکن نہ اس قدر بیگانہ بہشت مراد گدا نہیں کیا حشر ہے حساب عطا تیرے سامنے
--	--

تسا کی اسی کے در کا ملازم ہو جو سختی
سائل کو ایک ثان کے بدلہ قطار دے

سر ریگ ریگ ہو گیا سوداے یار سے کس جا چلے اور آئے دلا کس دیا ر سے ہے ہر گز ہی سوال یہی کر دگار سے آگاہ دہر حال دل سو گوار سے دیکھو اسے جو جا دے آہو سوار سے جو ردا سے دورہ کھل حصار سے دلدار ایک چاہے کیا دوسری چار سے جبکہ گلے کو ہووے گلہ گل کے ہار سے اہل ہوس ہلاک ہووے ایک وار سے اسے طور دور جلوہ گہر دے یار سے کند کوئی احد کے لیے آہ حار سے کیا سودا اہل درد کو اس کے چار سے	دل گرد راہ دور ہو گیا دوار سے کیا کار کر کے کو رہے کس کے کار سے وہ ہو کے داد گرد دل رسوا کی داد دے طالع سیاہ حرص وصال اور عدو کا ڈر دلدادہ آج ہی سوے صحرا ہو راہ رو ہر سوداے داد ہے ہر جانواے آہ چھوڑو ہووے ہر دوسرا کو وہ ایک ہو اے عید کس طرح وہ کسی کو گلے لگائے اللہ اس کے دیدہ ساحر کو اجر دے جل جل کے ہوگا دیدہ اعدا کا کھل سا کیا دیر ہو یہ دل کی طرح جل جس کے جگر جو آہ دل کو کچ کچے دو جگر کو کھیل
---	--

رُسوائی چاہے گر گلہ گر یار لالہ رو
ہو رو سیاہ وہ جسے عار آئے عار سے

آ نکھین خنک ہین سبز ہند دیا ر سے	ہم ترک چین سے خوش نہ بت قند ہار سے
----------------------------------	------------------------------------

جولانِ توسن بُتِ چابک سوار سے
 چہرہ طلائی اشک در شاہوار سے
 کچھ رنج اب خزان سے نہ رہا رہا رہا
 جو فتنہ ہو وہ جادو سے چشم نگار سے
 یکرو ہو کیا معاملہ اُس گلغزار سے
 قصۂ چکائین گے فلک تابکار سے
 کیا نسبت اُسکو گیسوے خمداریا رہا
 پوچھو شمارِ زحمت نہ مجھ دلفگار سے
 آسان چٹا کشاکش روزِ شمار سے
 اس درجہ بدگمان ہوں تری انتظار سے
 تاثیر ہوے خاک تو تاثیرِ خاک ہو
 بخود کو کیا تمیز کم و کیفِ دلبری
 ہو قبضِ روح بھی ملک الموت اُسی طرح
 یک بخت چھا گیا تیرے خونِ جگر کا شوق
 چشمِ پیش کی ایک جھپک مدتِ حیات
 سبج پر نہ بھولیو ز اہد کہ زندہ بھی
 چون نغمہ تار ساز سے سببِ شکار ہو
 ترکان کی صف نے دستِ سلانی ملے ہن
 چار آج بوسے دیجئے دیجئے نہ کل پچاس
 وہ قد بلا کا تھا وہ خرامشِ غضب کی نفی
 نوشین لبوں سے آپ اسے سرخوش بتائیے

نکلے غنایِ صبر کلفتِ اختیار سے
 اسپر بھی بے خبر ہیں وہ میرے عیار سے
 افسردہ دل ہوا ہوں غمِ روزگار سے
 روشن ہوا دورنگیِ لیل و نہار سے
 پھر جائے جو قرار سے پہلے قرار سے
 طوفان اٹھائیں گے قرۂ اشکبار سے
 دیوانہ کون ہوتا ہے مشکِ تار سے
 سُن لو زبانِ زلسِ مردمِ شکار سے
 کرتا ہو ذبح پوچھ کے ظالمِ شکار سے
 گر خستہ آئے تو بھی نہ اٹھوں مزار سے
 نالان ہوں گرمیِ نفسِ شعلہ بار سے
 پوچھو یہ سرگزشت کسی ہوشیار سے
 مارا ہے مجھ کو میرے سنگمر نے پیار سے
 لالہ کے پھول نکلیں نہ کیوں کوہسار سے
 جلتا ہوں تیز گامیِ عمرِ شرار سے
 سو سے اگر بُرے ہن تو اچھے ہزار سے
 وحشت کا حال سپر ہن تار تار سے
 منصور ترکِ چشم بھرے کارزار سے
 نو نقد ہی قبول ہن تیرہ اُدھار سے
 گرتے نہ ہم زمین پہ ابرو کے وار سے
 پھرتا ہی سرِ پالہ کا دوشینِ خار سے

قامت اگر چہ بارالم سے دو تار ہا
تیرے قبائلی کلیون سے گلجامہ چاک ہے
دامن کمان ہے بنجیہ گروا بتوضیف سر
دم بھر کو گراٹھے وہین بیٹھے بان گرد
ہوں وہ شہید خنجر بے رحمی منسراق
وہ بار بار نام جو لیتا ہے یا رکا
اہل وطن کو اپنی نہ ان کی بہین خبر
شاگرد جانتا ہے سب استاد کے ہنر
جان دیکے بوسہ حشیم کا لیتا ہے دل ولے
جب قیس بھول جاتا ہے دیوانگی کا درس
ازبکہ رنگ باختہ و خستہ نجات ہوں
مردان عشق کو نہ علم چاہیے نہ فرج
نہ دست سائی فہم نہ حشیم آشنای وہم
کس کو لیے پھرے گی بیابان و کوہ مین
یارب کہ ہر ہے رحمت بے منتہا تری
اب اُسکے دلمین مجھ سے کہ ورت نہیں ہی
کھولے فرشتوں نے جو مرے دفتر گناہ
پہلوے ناتوان کہ رہا تکیہ گاہ دوست
ان صورتوں پہ کیا نہ اسے رحم آئے گا
اب تو خبر مریض محبت کی لیجیے
کس نامراد کا تری جنون نے خون کیا

احسان حق کہ بچکے احسان کے بارے
پانی شکست باغ نے پھولوں کے ہارے
لپٹا ہوں مثل خار مین دامن خارے
سر کے نہ خاکسار ترے رہگذارے
پروانے دور بہن مری شمع مزارے
بھڑکے ہو نار غم نفس غمگسارے
یارب جہان مین آؤ تھے ہم کس دیارے
پوچھے ترے کرشمے کوئی روزگارے
اچھی نہیں ہے داد و ستد بادہ خوارے
پڑھتا ہے آکے پھر مری لوح مزارے
نہجائیگی مری ترے سونیکے ہارے
یہ بد نصیب ہوتے ہیں منصور دارے
پائے کوئی کمر کو تو کس عہت بارے
وحشت لپٹ کے روتی ہو ہیر و مزارے
میرے گناہ بڑھ گئے روز شمارے
دامن بچا کے چل نہ عدد کے غبارے
آیا کریم کو نہ یقین جسم زارے
افسوس پاش پاش لحد کی فشارے
شکوہ تہوں کا کون کرے کردگارے
رحمت بھی نا امید ہو اُس کے بخارے
دشمن بھی آج بھرتے ہیں کچھ سوگوارے

اسے ختم انیا تھیں شبیر کی قسم
مُنہ تک رہی ہے رحمت حق آپ کا شہا
تا خشر جکی آنکھ رہے خواب ناز میں
مشہور ہے کہ آئینہ ہے دل کا دل بیان
تم نے کبھی نہ یاد کیا برسبیل سہو

کچھ کھد و میرے باب میں پروردگار سے
کچھ کھد و میرے باب میں پروردگار سے
کیا آگئی اُسے شب امیدوار سے
رکھے غبارِ دل میں نہ اس خاکسار سے
اپنا رہے گا نام اسی یادگار سے

ہو تا کمال شاک اگر جا نور پہ فوق
ہم بھی غزل کے شعر بٹھاتے ہزار سے

کامل ہوا ہے دین جناب میر سے
عصیانِ مثنیٰ گے آنکھ کے ابرِ طیر سے
جو کچھ کیا کیا مگر امیدِ عفو ہے
آسودہ خاطر و نکلے بیان میں اثرِ کمان
خامہ ہو نغمہ سنج کہ تو کیا ہے غدلیب
پائی مکر صنم کی جو ہونچا شکم پہ ہاتھ
بیخواب و خورِ فرشتہ نہیں اور وجہ ہے
پاسِ ادبِ مسن کا جوان کو ضرور ہے
کب تک شبِ فراق کی دامنِ درازیاں
بیوجہ ہاتھ تیرے مژدہ کے نہیں دراز
اک ناخنِ کرم اسے کافی ہو میری جان
کا مہیدہ تن سہی بت بد ظن کو کیا کریں
وہ مانگ اور گیسوے شیرنگ کیا کون
دونازک و لطیف بہم ہوں تو قہر ہے

عیدین پہلے آئی ہے عیدِ غدیر سے
تظہیرِ خوب ہوتی ہے آبِ کثیر سے
نخفی نہیں رکھا ہے سمیع و بصیر سے
ذوقِ بہارِ پوچھئے مرغِ اسیر سے
ہوش اڑ گئے ہزار و نگو میری صغیر سے
جس طرح کوئی بال نکالے خمیر سے
یہ مرتبہ ملا ہے ہمارے نفیر سے
آگے بڑھی نہ آہ میری چرخِ پیر سے
باندھیں گے اس کو دامنِ عرقِ صیر سے
چہرہ خسراجِ خواہ ہے ماہِ منیر سے
چھڑو نہ دل کے ساز کو مضرابِ تیر سے
خود نکلے ساتھ نامے کے حبیبِ صغیر سے
قدرتِ خدا کی شیر نکلتا ہے قیر سے
شمیر و نما ہوئی نم اور شیر سے

شاکلِ فلک سے خواہش مقصد نچا ہے
ہوتا نہیں فقیر سوائے فقیر سے

کیون مرتے ہیں پیر آرزو وصلِ تان سے
سمجھا نہیں بہتر انھیں گرجو رہبان سے
سر میرا سرفراز ہے بیدار تان سے
لجائیگا کام دل و جان تیر و کمان سے
گرمی ترے تیر و کوٹھڑا آتی ہے کمان سے
وہ نقش ہوں جوٹ گیا انگشت نشان سے
صدمہ چلے جاتا ہوں پے کون و مکان سے
کل شوخی و خشت ہی ہوئی و خشت شوخی
امید برآتی ہے نحوست نہیں مٹی
جو رفلک و کاہش جان و نسیم جانان
آج آنکھ مری حلقہ ہر دن دیدید
غیر وں کی زبانی انھیں کیا حال شناسانا
پرواز ہے جان باخشت شعلہ پرستی
ہر بات میں ہوتی ہے رقیبوں کی ترقی
گھر میرا ہوا غیر کا رخصت تو ہے ان کی
کس تشنہ لب قتل کا خون مد نظر ہے
الزام انھیں کیا دون مجھے اس ضعف نے مارا
وہاں آپ سادہ دل بندے کس کو یقین ہو
ہوں کشتہ انداز جفا شکر سے کیا کام

یعنی کہ عجب ہو جو ملین بخت جوان سے
اللہ نے کیوں منع کیا دیدستان سے
ہوتا نہیں جو سین جڈا نوک سان سے
وہاں زخم سے نفرت مجھے پرہیز مان سے
شوخی تری نادک کو چھپاتی ہوشان سے
وہ لعل ہوں جو ٹوٹ گیا نغم گران سے
بے صبری دل سے کبھی بے تابی جان سے
کرتے رہے وہ اپنا گمہ میری زبان سے
آتے ہیں پرآتے نہیں تاثیر فغان سے
ان سب کی دو اصر سوائے وہ کمان سے
کل کون بھپائے گا ہجوم و وہان سے
اٹھنے لگے شعلے نفس زمرہ خوان سے
کیا کام اُسے دلبستگی زلف و خان سے
پڑ جاتی ہے تقریر میں جان تیرے بیان سے
پھرتی ہے پھری حلق پہ ہر صبح اذان سے
اک قلم زم خون ہو کہ ہا سنگ فنان سے
تیجے رہی فریاد مری باد و زان سے
دیوانے ہیں جو لوگ کہ جاتے ہیں جہان سے
اے فضل باری مجھے اُلفت ہزاران سے

جانبکے قیامت سے قتل ستم آگے
گو ملتس وصل زبان پر نہیں آتا
کیون کرتے ہو بدنام عبت شعلہ رخون کو
ناخوش بھی ہوں خوش بھی کہ نہیں بولتا
و اما نہ ہو جس بام سے پرواز ملا نک
دشمن نہیں زہرا بہ کش چشم برا ہے
خود اپنے ہی طغون سے ہوا جاتا ہوں بل
کیا نقص ہے آہ دل بیتاب مین یارب
گالی نہیں دیتا کہ سخن سے نہیں پھرتا
صد شکر کہ عاصی ہوئے وقت سلاسل
اللہ رے گران مایگی جس محبت
طالع کی طرح پھر گئے آآ کے حسریدار
قابل تو ہم اور رفے سخن جانب گردن
مشتوق اجل بھی نملہ وقت جوانی
رہ تو شہ عشق نبوی پاس ہو یارب

چالاک ہے شمشیر تری عسمر روان سے
پا جاتے ہیں وہ راز دلی طرزیان سے
کیا ٹھنک نہیں جاتے اثر سوزنمان سے
شب بجو پکارا تھا جو دشمن کے گمان سے
ہم اور وہاں جا لیں پروبال نغان سے
یہ واقعہ پوچھو مری چشم نگران سے
لیتا ہوں کرشمے کا ترے کام زبان سے
ڈرتے ہیں وہ چشمک زنی برق تپان سے
پھر فائدہ اے فتنہ گرا خفا سے وہاں سے
عشر کو جنوں ہو گیا میرے خفقان سے
بدظن ہو زبان سودی اور سوزیان سے
دل بستہ ہوا ک قفل ہنر و کی دکان سے
اتنا ہی گلہ ہے صنم مرتبہ دان سے
افسوس کہ ناکام گدے تے ہیں جہان سے
جس وقت کہ ہم جائیں جہان گدوان سے

ایکا کم ہر شاد دینے کو یہ تعبہ شاکر
کا کل کی طرح تیغ بھی کھینچی ہو بیان سے

گردوش پہ پروں کے سلیمان نہ نکلتے
ارمان ترے اے دیدہ گریان نہ نکلتے
پریکان نہ نکلتے کہ نلکہ ان نہ نکلتے
گر خاطر نر شاد کے ارمان نہ نکلتے

تسخیر تان کے کبھی ارمان نہ نکلتے
خون جگر و اشک جو یکسان نہ نکلتے
تم چاہتے اور سینے کے ارمان نہ نکلتے
اے غم ترے قابل کبھی الوان نہ نکلتے

کا کل سے جو وہ منہ کئے پنہان نہ نکلتے
 گر چھپاتی اے باوصبا خاک دریا
 وہ اور کنواں تھا کہ نیچے حضرت یوسف
 گزشتہ فرغان صنم تیسرے نہوتا
 اک دو بھی اگر ہوتے وفادار تبو نہیں
 کچھ قدر ہماری بھی بداندیش کو ہوتی
 اے برق تجلی تری چشمک کی اداتھی
 شانہ کو نہ دیتا جو حسد اچرب زبانی
 خاموش سمجھے وہ مری آتش دل کو
 دیدار کے دریا میں ہوئے غرق یہ کاس
 کہتے ہیں تری خانہ زنجیر کی کڑیاں
 کیا قائمہ آدم ہوئے حور نے جدام
 اطفال کو ہوتی جو نہ دیوانگی عشق
 ہوتا جو کوئی غمبیر کفن جاہ انسان
 گزر جسم لب لبیل ناشاد بھر آتا
 دو بت بھی پڑے رہتے اگر طاق حرمین
 اے مہر نبوت ترا دور رہے نہیں تو
 ہوتا نہ اگر دامن صحرا سے اُلجھنا
 اے شانہ و باداں کے غم موسے میں چھٹا
 ہر چند کہ رسوا سے زمانہ ہوں مگر آپ
 اور تھایہ تماشا ہی اگر آپ کے نزدیک

چھپرہ و خورشید درخشان نہ نکلتے
 ٹوٹے ہوئے کیا نشیہ پیمان نہ نکلتے
 تجھ سے کہی اے چاہِ رخندان نہ نکلتے
 طفل طمع بوسہ کے دند ان نہ نکلتے
 دو چار بھی دنیا میں مسلمان نہ نکلتے
 کام اُس کے نکلتے مگر آسان نہ نکلتے
 آتش کے لیے موسیٰ عمران نہ نکلتے
 بل تیرے کہی کا کل پیمان نہ نکلتے
 گر مثل زبان سینے سے پکان نہ نکلتے
 چھریوں سے مرے دیدہ حیران نہ نکلتے
 ہم ورنہ کہی گوشہ زندان نہ نکلتے
 یوں چھوڑ کے ہم روضہ ضلوان نہ نکلتے
 مادر کے شکم سے کہی عریان نہ نکلتے
 مادر کے شکم سے کہی عریان نہ نکلتے
 گلہائے چین چاک گریبان نہ نکلتے
 مرنے پہ بھی کعبہ سے مسلمان نہ نکلتے
 مہرے کہی تقدیر کے فرمان نہ نکلتے
 تلوان سے مرے خار مغیلان نہ نکلتے
 داؤم سے اگر سلسلہ جنیان نہ نکلتے
 روتے مری روداد پہ ورہان نہ نکلتے
 زیبا تھا کہ یوں بالب خندان نہ نکلتے

ہنسواتی ہے تقدیر گلہ آپ کا کیا ہے
 ہنستے بھی ہنساتو بھی گوری بھی چباتے
 سُکر مری اس عرض کو فرماتے وہ کیا ہیں
 گرنو نہ نوحانہ قیامت نہ اٹھاتا
 گر رشک رقیبان نہ مرے دل کو جلاتا
 سُنتے سخن اغیار کے اور بعد تامل

احسان تھا چھپاے ہوو گریبان نہ نکلتے
 دشمن کو لیے ساتھ مری جان نہ نکلتے
 آپ ہی کئے احوال پریشان نہ نکلتے
 تنور جگر سے مرے طوفان نہ نکلتے
 ٹکڑے تری شمشیر کے بریان نہ نکلتے
 قاتل مجھ کرتے جو وہ بتان نہ نکلتے

تم لاکھ کو ایک نہ ہم مانیں گے شاک
 ہوتی نہ محبت تو غزل خوان نہ نکلتے

ریشکِ مبت بے رحم کی تدبیر نہوتی
 یہ دل کی ولایت کبھی تسخیر نہوتی
 بسمل سی تڑپتی نہ رگِ شست نہوری
 زلفِ شکن افزا سے ہوا اور نہان ہونہ
 میرے لب فریاد کے بجائے بجاتے
 اپنا سا کیا یا رنے کہ سُن کے خدا کو
 تمہی کس کی تمنا کہ نہوشاد و لیکن
 نے شرم کا پردہ تھا اُدھر اور نہاد و ضبط
 جزیرے نہ قاتل کوئی اپنا نہ سجا

کیا کرتے اگر موت بنگلیر نہوتی
 گر کاکل و مرگان کی زد و گیر نہوتی
 لے کاش کہ بلی مری نخبیر نہوتی
 در بند نہ ہوتا جو یہ زنجیر نہوتی
 گر صبح قیامت کی طباشیر نہوتی
 اس سے تو مری آہِ مین تاثیر نہوتی
 سُرخِ ترے مُنہ پر دم تکبیر نہوتی
 لے وائے کہ حائل مری تقدیر نہوتی
 مر جاتے اگر ہاتھ مین شمشیر نہوتی

شب ہم اس طرح پسند سُرخ و لہار ہوے
 ننگ آفاق ہوے خاک ہوے غوار ہوے
 دو دن فرتے ترے القصر گرفتار ہوے
 غیر تو غیر مہین پر دانے می فی النار ہوے
 بزم جانان کے نہ زہار نہوار ہوے
 صاحبِ سجدہ ہوے صاحبِ نار ہوے

مدت العمر چارے نہ دلا زار ہوئے
 غرقہ آب دم تیغ شہر بار ہوئے
 ہم نہ در دوش پیمانہ دیدار ہوئے
 سارے شیدا ترے وارفتہ گفار ہوئے
 حسن مطلق سے رہا دل کو تعلق برسوں
 خون عاشق میں مزا تھا نہ لفت کا
 اور وہاں جانے میں کیا عیب تھا دیکھا ہم
 روتے ہیں لوٹتے ہیں خاکین طفلان شکر
 چشم محو کرنے کس کی انھیں سہست کیا
 کشتنی زلف نے سمجھا مجھے رخسار نے بھی
 نیند میں چور تھے سب بات وہ بیانے جاتے
 زاہد وہ ہم بھی تو آخر میں خدا کے بندے
 رشک ہوتا ہو محبت میں نہ اتنا لیکن
 آشیان ببل من زیاد نے باندھا اگر
 نہ فریب نظر یا نہ بے رحمی ضعف
 رحم اے مرگ مفاجات گرا خجانی پر
 تو نے زخمونہ ہمارے نہک افشانی کی
 سینہ میرا تھا وہ دریاے عمیق حسرت
 صف مرگان کے ہے دست دعا گر چہ بند

مفت بدنام ہوئے مفت گنہگار ہوئے
 خوب سیراب ترے تشنہ دیدار ہوئے
 ساغر چشم سے ذوق سے سرتار ہوئے
 اور جو دو چار رہے کشتہ نقار ہوئے
 وہاں سے چھٹکر ترے گیسو میں گرفتار ہوئے
 سینے تک آتے ہی پیکان تری سوار ہوئے
 وہی جھگڑے وہی قصے وہی طوار ہوئے
 قرۃ العین مرے سخت بلا طوار ہوئے
 گل زر گس کبھی دنیا میں نہ ہشیار ہوئے
 ایک اس مسئلہ میں کافرو نیدار ہوئے
 مانع وصل مگر طالع بیدار ہوئے
 دیکھو محبوب خدا احمد مختار ہوئے
 خوش وہ ہم سی ہو ہی ہم زیست بیزار ہوئے
 داغ سینے کے مرے غیرت گلزار ہوئے
 شکوے اتنے تھے کہ مہربان اظہار ہوئے
 کہ مرے قتل کے اغیار سے اقرار ہوئے
 پہلے سبیل تھے ترے آج فکھوار ہوئے
 کہ ترے تیر نہ بے کشتہ دل پار ہوئے
 پر نہ اچھے کبھی اُن آنکھوں کے بیمار ہوئے

سچ بتاؤ ہمیں تم رات کمان تم شاکر
 آج مذکور تمہارے سر بازار ہوئے

وہ گفت جو سوسے غیر بار بار ہوئے
 نسیم صبح ہوئی خاک رگزار ہوئے
 جنہیں پلاسے تری چشم مست نے دو جا
 ملک فلک سے زمین پر تکار کو آئے
 رہے شگفتہ و خرم ہمیشہ داغ جگر
 کسی کے گوشہ ابرو نے قتل عام کیا
 قصاص سرے کا ہو گا کل دریاں خزین
 کمین طواف میں ہوئے نہ صاحب خانہ
 اگر تم آئے بھی وقت اخیر کیا آئے
 ہزاروں طفل مزاج کی چکی عشق پہ ال
 کل انکا آنا سائمنہ تھا تری برابر کیج
 ملے شہید ستم دولہ بنکے حورون سے

ہزاروں تیر دل ناتوان کے پار ہوئے
 کسی طرح نہ کسی دوست کو دیا ہوئے
 کچھ ایسا نشہ ہوا پھر نہ ہوشیار ہوئے
 تمہارے حلقہ گیسو میں خود تکار ہوئے
 ہمارے پھول نہ منت کش ہمار ہوئے
 تمام جہنم کے عنصر ازل میں چار ہوئے
 ہمارے حال یہ کیوں آپ تنگبار ہوئے
 ہزاروں جامہ احرام تار تار ہوئے
 جو دن شباب کے تھے تذر تظار ہوئے
 ہوئے تو کو کون و قیس ہونا ہوئے
 کہاں کے ایسے میان بد تیس مار ہوئے
 کہ زحیم خنجر قاتل گلے کا ہار ہوئے

اگر عمل نہیں شاکر یہ رہتے کیا کم ہے
 گناہگاروں میں سرکار کے شمار ہوئے

تب غم غضب شعلہ ور ہو گئی
 قناعت جو نظر ہو گئی
 پھری آنکھ نام نہاد نظر ہو گئی
 سفیدی سیاہی کے سر ہو گئی
 شب وصل کیا مختصر ہو گئی
 رقیبوں نے بچتے ہیں جویاے دوست
 خدائی جدھر وہ ادھر ہوں نہوں

کہ ہر آہ موج شر ہو گئی
 ہوا خاک زر خاک نہ ہو گئی
 توجہ کدھر تھی کدھر ہو گئی
 شب عسر گویا سحر ہو گئی
 تمہیں تھی سحر یا سحر ہو گئی
 طلب گم دعا بے اثر ہو گئی
 جدھر وہ خدائی اُدھر ہو گئی

تم آسان ملے ہم جو کوئے گئے
 ہوئے غیر نیک شک یا قوت رنگ
 بگڑتے ہی بد خو سے مرگان پھرے
 پری ضد سے آہنگ شیون جان
 دبوٹی رہی چشم نظارہ جوش
 ہوا کام فیض دعا سے تمام
 یونہی چاہے عذر وصل قیہ
 نظارہ کی تیزی کا شک وہ عبث
 بنے دل کے ٹکڑے جدا گانہ قلب
 ملی نعمت زندگانی کی داد
 سرخاک و خون قص سہل پشنگ
 رہے دوست گویا نہ تھی دشمنی
 نہ تیغ مصائب سے ملتی پناہ
 نظارون کی گردن پہ غونی کا خون
 نہال تمنا ہوا بارور
 وہ شوریدہ زلف اوڑھن شوریدہ
 چھری تیز کرتا تھا صیاد ہاے
 بہت چاق ہین دردندان عشق
 وہ حیران ادھر ہین ادھر آئینہ
 سکونت میں خبیث رہی دم کے ساتھ
 کمر تاب کما کما کے کا کل نبی

غرض مگر ہی رہا ہر ہو گئی
 مری چشم تر بد گھر ہو گئی
 اچھتے ہی زلف اسکی سر ہو گئی
 کچی زخمہ شور و شر ہو گئی
 مرے حق میں کشتی خطر ہو گئی
 تمنا پسند اثر ہو گئی
 خفا ہین تجھ کیون خبر ہو گئی
 تری آنکھ کھل البصر ہو گئی
 شکست اعتبار ظفر ہو گئی
 محبت نصیب بشر ہو گئی
 کہ قاتل کی سہل نظر ہو گئی
 ولے دشمنی پردہ در ہو گئی
 مگر تیرہ روزی سر ہو گئی
 نگاہوں سے تر چھی نظر ہو گئی
 امید ٹرے لے شر ہو گئی
 رس صحبت یکدگر ہو گئی
 محفل حسرت بال و پر ہو گئی
 کہ جی پارگی چارہ گر ہو گئی
 نظر ہی ہسم با نظر ہو گئی
 اقامت جناح سفر ہو گئی
 جگہ پا کے کا کل کسر ہو گئی

نظارے نے بیخود بنایا ولے
اٹھایا بہانے سے گریہ کو
وہ آتے ہی کب ہیں کہ ہو ذراع
کبھی انتظار اور کبھی انتشار
کروں بت پرستی گرایمان ہے
وہ ان کون ہے جس سج جال
نہ لیتے بلا مول لیکن نصیب
اٹھا صبح پیری کا طرف نقاب
ہوئے اور پیری میں شیرین سخن
وہ اچھے نہ ہوتے تو ہم تھے مجھے
دکھا دیئے چین ہوتا ہے کون
خدا جانے کیا شے ہوا الفت کی آگ
بے مشق ربط عدوہ نگاہ
کیا چشم و ابرو نے ملکر ہلاک
در دل تک آنا جسے شاق تھا
نہ تھا یوسف آزار گرگ سپہر
ہوا چرخ پیرا سعد عیب و ست
لکھا ان کو رنگ شکستہ نے خط
چھپا آفتاب قیامت چھپا

اشارے کی دل کو خبر ہو گئی
تو قسمت سے حالت دگر ہو گئی
دم صبح کیون آنکھ تر ہو گئی
یوہن عمر فرصت بسر ہو گئی
وہ کافر نظر خیرہ سر ہو گئی
ہوس داغ داغ شہر ہو گئی
نہ ہوتی محبت مگر ہو گئی
جوانی نسیم سحر ہو گئی
یہ صحبت بھی شیر و شکر ہو گئی
عیان حکمت خبر و شکر ہو گئی
طبیعت شکیا اگر ہو گئی
کہ گرد دل بھجا تیز تر ہو گئی
رفو کار چاک جگر ہو گئی
قضا دستیار قدر ہو گئی
وہی آرزو در بدر ہو گئی
مگر قہر سر پہ رہ ہو گئی
ہنر کی عداوت مہنر ہو گئی
مہم نفس نامہ بر ہو گئی
کہ شکل نبی جلوہ گر ہو گئی

مگر ابر نیان ہے شاکی مسلم
کہ چشم عدو پر کس ہو گئی

زیر نقاب حسن کے جوہر عیان ہے
 در پردہ اہل زہد بھی عورتان ہے
 واما نہ رہ گذرین تری ناتوان ہے
 پہنان مری نظر سے عیوب جان ہے
 کیا پوچھتے ہوش کی حکایت کمان ہے
 ہم تجھ سے سخت نالہ دل بگمان ہے
 اے کہ وہ طرز نالہ آتش نشان ہے
 اب تو ترے ستم میں ستمگرا نہیں
 ناز جان شکار کو گستاخ و نوکر
 کوئی گلہ نہیں کہ جہان تیری جانہ ہو
 دھو ڈال اشک و در سے قاتل مرالو
 اچھا تو نہ آئین فرشتے عذاب کے
 آواز پائے غیر سمجھتا تھا حیلہ جو
 کام آئے صحبت می و ساغر کے چندم
 اس طرح خاک کر مجھے اے شعلہ فراق
 قیمت کا کچھ گلہ نہ عد و کا تمام عسر
 گریہ کا ہو بھلا کہ ہوے گل رہ عدم
 پایا بیون سے گرد بھی اپنی نہ اٹھ سکی
 کس تفتہ جان کے لب کا اثر ہو کلا جک
 ہون گے وہ بگمان اسے کچھ آرزو نہیں
 وہ آئین یا نہ آئین مگر تو نہ چو کسنا

فانوس میں بھی شمع کے ٹکڑ زبان رہے
 پردہ یہ تھا کہ عیب ہا لے نہان رہے
 مانند لودل و پس کا روان رہے
 آنکھوں کے سر پہ موثرہ دید بان رہے
 آنکھیں بتا رہی ہیں وہیں تھو وہاں رہے
 سنتے ہیں رات غیر سڑ وہ سرگران رہے
 نہ آسمان رہے نہ مرا آشیان رہے
 پہلے ہنر نہ یا دیجھے آسمان رہے
 بیدار کچھ تو رخ محبت گران رہے
 جسکی جگہ نہ تو ترے دہین کہاں رہے
 بہتان کیوں لگاؤ کوئی کیوں نشان رہے
 لے آہ دل لحد میں برابر بھولان رہے
 از بسکہ وصل میں جگر و دل تپان رہے
 دن درس خانقاہ کی سب لائگان رہے
 نہ استخوان رہے نہ تپ استخوان رہے
 عشاق بے زبان رہت بزدلان رہے
 عسر روانہ رہ گئی آنسو روان رہے
 ہم مثل راہ رفته پس کا روان رہے
 تجالہ وار نقطہ حروف قنار رہے
 لے در دجا کنی حرکت میں زبان رہے
 اتنا خیال اے اجل ناگمان رہے

سچ ہو کہ اس شکایت بجا کی داد کیا
 ناحق تمام حلق کو احمق بناتے ہیں
 کچھ ہو مجھے پسند نہیں اور گفتگو
 آخر کبھی تو آئیں گی نوبت رقیب کی
 ٹھہرے نہ ٹھہرے خاک اڑائی چلے گئے
 ترکان چشم نے پیے خون شیر کی طرح
 تڑپے شہید کو چہرہ جانان لرز گیا
 نامہ بان ہے ساری خدائی ہوا کرے
 موقوف آمد و شد کوے صنم نہیں
 منظور ہے خوشامد دشمن نہ چاہیے
 شکوہ دورنگی فلک پیر کا عبث
 باز ار عشق یار میں سودا ہے جان کا
 ہے اپنا اپنا شیخ و برہن کو اختیار
 سرمہ سے پردہ پردہ ہو اس آنکھ کا سیاہ
 جب نامہ حیات مرا طے ہو یا رسول
 اے تیغ یاس تو مجھے اس طرح ذبح کر
 پانی نہ مانگے خنجر بیدادیون تڑپ
 رفعت تلاش ہوں مدد لے آرزوئے قتل
 زخم جگر نہ تو نہ ہو مست دل ولے
 وہاں بھی وہ نیم ناز رہا اُن کا راہرن
 پہونچا زبان خط سے پیام شباب یا

وہ میرے پاس اور مجھی سے نہاں رہے
 لودیم بتائے دیتے ہیں شب بھان رہے
 اے قصہ خوان لطف دہی دستان رہے
 یارب ہمیشہ تیغ ستم خون چکان رہے
 حرص کی طرح خلق میں جینا مان رہے
 اور پھر یہ طر فسل کی کہ وہی ناتوان رہے
 نہ داغ خون رہے نہ قدم کے نشان رہے
 میرا خدا شفیق رہے ہر بان رہے
 گر سر ہوئے تنوے قلم خون روان رہے
 سب ذلتیں قبول جو تم میمان رہے
 دالم رہے بہار نہ دالم خزان رہے
 ہے مغنم اگر تجھے سود زیان رہے
 ہسم تو مر یہ حضرت پریشان رہے
 ہر رنگ میں عدو مریسات آمان رہے
 نام مبارک آپ کا ورد زبان رہے
 اُن کو بھی پھر نہ حوصلہ تہان رہے
 اس طرح جان دے کہ حل فیض خوان رہے
 اک نیزہ سر سے کم مرے آب نشان رہے
 قاتل کے لب پہ زمرہ الامان رہے
 محشر میں نجبان 'بتان' نجان رہے
 افسوس ہو کہ میں زہون اور جان رہے

شاکلی جہان میں کوئی ہمیشہ رہا نہیں
وہ کام کر کہ نام ترا جاودان رہے

تھے وہی تنہا کے تنہا اگر محفل میں رہے
حسرت ای بجا اصلی تحصیل محفل میں رہے
نالہ کیا فریاد کیا جو لہین ہودل میں رہے
برسون آوارہ پھری برسوں ہلال میں رہے
گھر میں تھوڑا کتہہ تین غیر فنی محفل میں رہے
برین تھوڑی سوین تھوڑی تھوڑی تل میں رہے
لو حرارت بکے نبض ست قاتل میں رہے
نوش رحمت قہر کے زہر ہلال میں رہے
ورنہ داغ بدناما کیوں ماہ کامل میں رہے
مردمک پردہ میں ہلکی کہ محل میں رہے
رعشہ تار و زقیا مت مست قاتل میں رہے
کیوں نہ بنیاد الفت آب و درگل میں رہے
کسلے آؤ تھے اور کس فکر طبل میں رہے
موج دریا با کیوں پابوس جل میں رہے
اعتدال رنگیاب خون سبیل میں رہے
قبر میں تصویر قد معتدل دل میں رہے
جانے کا سہ ہاتھ میل و ست سال میں رہے
رات بھر مرقہ شہید و نکلے زلازل میں رہے
چرخ سے آکر فرشتے چاہ بابل میں رہے

محو یا دود لبر یوسف شمال میں رہے
ہم ہے سرگشتہ ساری عمر وہل میں رہے
کیا ہنر جب عیسے صبری عادل میں رہے
عمر بھر سودا یان زلف مشکل میں رہے
تاناہ عجاز عجب کا یقین دل میں رہے
تا توانی سے نئی تحویل منزل میں رہے
بعد مردن بھی وسیلہ دل کے ملنے کا نہ تھا
اے تود عویٰ خدائی کا تمہیں حجت کوئی
رنگ بدبختی کمال الحق مٹا سکتا نہیں
دم میں تیری چشم وہ مجنون کہ دم سو دم کرے
گر تڑپنا ہو تجھے اے نیم سہل یون تڑپ
وہاں غبار رخس بجا بیان آب سر تنک
الغیاث ای مرگ حق ناحق ہو طول زندگی
گر نہوئے خاکساری پردہ تردا منی
گر نہ آئیگا خانا کے کام کس کام آئے گا
گاہ انگشت شہادت گہ بنے شمع لحد
میں ریاسے وہ مذلت سے بری ہو ای خدا
کے شیون میں وہ چشم سرگین بیخواب تھی
جستجو آگے یوسف سے حسین کی اس لیے

آخری ہر پاس وٹھ سخت جانی رحم کر دم فنا ہو جائے خنجر دست قاتل میں رہے

بکہ تھا آنکھوں میں شاک کی کوجال احمدی

شام سے تا صبح ہم درد منزل میں رہے

تپ غم سے ہمارا جسم زار اس طرح جلتا ہے
 سحر ہوتے جو سوتے سوتے وہ کڑھ بدلتا ہے
 گذرتی ہیں شبیں ہر روز اور ہر روز بدلتا ہے
 خموشی سے مرے آہنگ صد شیون نکلتا ہے
 خرامش سب کو آتی ہے مگر وہ چال چلتا ہے
 پر نیراد سلیمان منہ لگرو گام چلتا ہے
 نہ بجلی مجھ پہ گرتی ہے نہ آ رہ مجھ پہ چلتا ہے
 نئی چال آسمان باد پیار روز چلتا ہے
 دل جان سے بری جو ہو بس ایک وہ ہی چلتا ہے
 یونہی دین کو مٹاتا ہے یونہی دنیا کو چھلتا ہے
 نہیں معلوم دل سینے میں بھجتا ہے کہ جلتا ہے
 نہ ابے مہی ٹھہرتا ہے نہ ابل ہی چلتا ہے
 فلک سے خواہش کام دلی اسے ولے نادانی
 شفاعت خواہ میری لغزشوں سے وقت بھلتا ہے
 اجل تا حشر ہو بچے گی نہ قاتل کے قتلوان تک
 عزیز و دوست کیوں روتے ہیں یہ یوم مگنوں سے
 نہ صبح و شام سے نیرنگیان اتنی عیان ہو ہیں
 تمھاری ہوگی بدنامی دکھاؤ آنکھ دو دنوں کو

کہ مثل شاخ میوہ دست عزرائیل چلتا ہے
 بچھونا رشتے پہلو گہر ثانی کے جلتا ہے
 نہ تن سے جان جاتی ہے نہ دل غم کو نکلتا ہے
 نہیں جنبش زبان کو اور سرگرم ہاتھ ملتا ہے
 کہیں گیسو اچھے تین کہیں دامن سنچھلتا ہے
 تہ پا سیکڑوں دل کو بربگ مور ملتا ہے
 وہ نخل نامرادی ہوں نہ جلتا ہے نہ چلتا ہے
 نہ عادت انکی چھٹی ہو نہ رنگ پناہ ملتا ہے
 قیامت تیری شوخی ہو بلا کی چال چلتا ہے
 نہ وہ مہدی لگتا ہے نہ وہ گلگونہ ملتا ہے
 نہ نالہ لب تک آتا ہے نہ اک آنسو نکلتا ہے
 اکہی موت منہ سے کفر کا کلمہ نکلتا ہے
 حبت دشمن کے آگے بے خرد بچھ چلتا ہے
 کہ آب پلے نظر بھی انکے عارض چھ چلتا ہے
 اشارہ سے مژدہ کے بکہ خنجر تیز چلتا ہے
 یہی آج ایک ساری عمر میں ارمان نکلتا ہے
 کوئی معشوق دو نو وقت پوٹا کہیں ملتا ہے
 زبان غمزہ کی چلتی ہے مژدہ کا ہاتھ چلتا ہے

وہ آب آسا ترا سینہ حصار دل ہوا ورنہ
 رقیب غیر دشمن کیا مجھ اس رشتے مارا
 انھیں عبرت نہیں لکھوں پڑو سبیل تیرے تو میں
 تھے اعراض سے اقبال پھر جاتا ہوں تے سے
 سو سے مدفن چو لجاؤ بین لاکھوں نے نہیں اٹھتا
 وہ جی جاتا تھا مر کر تجھے باور نہ آتا تھا
 خدا میں عاقل رسمی غذاؤ آب شیرین پر
 درون دل دودنخ جس سے ڈر لگتا ہونخ کو
 اکی وہ نہ آتے تھے نہ آتے ہیں نہ آئیں گے
 اٹھے بھی گریے شیدا قیامت کو سمجھیں گے
 محبت کی بباط خاک پر ہے مجلس فردوسی
 سمجھتا ہوں رقیب اک کم ہوا اللہ کے نامی
 حیا کا پاس رہتا ہوں شریفین کو فقیری میں
 تھی دست ازل ہوں دھیان آجاتا ہوں قیمت کا
 کیا ہر کسے قد نے نو نہالوں کو سرا سیم
 وہ دن گزے کہ وہاں ہمارے دم سے تھنا لہ
 خداے خشر کہ لے آبرو تنیم و کوثر کی
 چلوں جاؤ اہل خشر کے شگئے شکوے
 ملا جس کو حنوط نکست گیسوی جان پرور
 کسی بکس کے چشم دل نہ کی ہوگی عرق بزی
 رواج غفلت سودا بیان حرص کیا کیئے

بہان موم نالوں سے مرے پتھر کھلتا ہے
 سر گیسو گریبان کو ترے کیون عطرتا ہے
 کسی کا دم نکلتا ہو کسی کا جی بہلتا ہے
 ترے انعام سے تقدیر کا کھابہ لتا ہے
 ترے کوچہ کی جانب کو جنازہ آپ چلتا ہے
 مگر سچ منج ترے بیمار کا اب م نکلتا ہے
 فقط خوشبوئے زلف یار سے دیوانہ چلتا ہے
 جو باہر دیکھئے آنکھوں سواک دیر نکلتا ہے
 پھر آنکھیں منتظر کسی بین پھر دل کیون اٹھتا ہے
 کہ تقلیدی کوئی دیوانہ تیری چال چلتا ہے
 فروغ شمع گردون سے کہاں پرواہ چلتا ہے
 اگر وقت وفائے وعدہ دیدار ملتا ہے
 قمر کا سہ گدائی کا لیے شب کو نکلتا ہے
 تم کرتا ہو تو او روں پر میری دہلتا ہے
 کہ اک اک برگ نسکین کیلئے پنکھا جھلتا ہے
 اب یسی ناتوانی جو ہمیں وہ لیکے چلتا ہے
 وہاں تلخ ناصور شکش زہر لگتا ہے
 لحد سے داد خواہ غلبے رحمی نکلتا ہے
 نہ اعضا کے شرے میں مردہ کا کھتا ہے
 وگرنہ یوں کہیں تنور سے طوفان نکلتا ہے
 کئی ملکوں میں سونا بھی بجائے سیم چلتا ہے

بُرا ہو خاکساری کا عدو شو کر جو کھاتے ہیں
 اُٹھاتے ہیں جنازہ کشتہ بیداد حیران کا
 دو عالم ہو گئے جب برہم کہین گے تیرے سوداؤں
 یہ باہم عشق بازی ہو کہ دونوں بھڑکتے ہیں
 کہیں جاتا ہو غم تیرا تو نبی ہو دل و جان پر
 خار غم سے بخود ہون خدا را جام نے ساقی
 پلاتا کیا ہے تا لیر ز پانے نگاہوں کے
 مزا آتا ہو تیری بے حجابانہ عیادت میں
 سپر سرکش اور بار محبت اسکے کیا معنی
 خم طاق دو ابروئے صنم سے ہنسنے پہچانا
 کچھ ایسی غم کی آمد ہو کہ دم بھردم نہیں لیتا
 کہو غم نے سے اُس حیرت انگیز کی بنا کھودے
 نہ کیونکر شادمانی ہو مجھے خانہ خرابی سے
 تفضل یا نبی اللہ تر حسم یا رسول اللہ

جناجود گمانی سے ہمارا سر کھاتا ہے
 گمان اُنکو گد رتا ہو کہ آفت کش سنبھلتا ہے
 ہمارے حال پر کوئی گفت و فوس ملتا ہے
 ادھر ہے شمع کو رقت ادھر روانہ چلتا ہے
 کسی کشور سے جیسے حاکم عادل بدلتا ہے
 مجھے کیا کام پھرتی ہو زمین یا رخ چلتا ہے
 ہم زہر آب حسرت میری سینے میں لبتا ہے
 نہ عیسیٰ گھر کو جاتے ہیں نہ وقت مرگ لبتا ہے
 جو گر کر پھر نہیں اُٹھتے یہ بوجھ اُنسے سنبھلتا ہے
 کہ اچھی شکل پر نقاش صوت بھی چلتا ہے
 کچھ ایسی سینہ تنگی ہو کہ گھٹکر دم نکلتا ہے
 لٹھارا نام ہوتا ہو ہمارا کام چلتا ہے
 کہ خوش ہو دوست اور کفن افسوس ملتا ہے
 کہ اک مشتاق شیر بند کی گلشن میں چلتا ہے

ترے لائق نہیں کرد و رشا کی ان توانی کو

مکھلتا ہے مہلتا ہے اُلٹتا ہے سلتا ہے

جو کف میں سلسلہ مشک فام لیتا ہے
 وہ کام شانہ سے بالائے بام لیتا ہے
 فلک سے کام وہ عالی مقام لیتا ہے
 کوئی مجالس قربت میں جام لیتا ہے
 ٹھہر ٹھہر کے وہ دم گام گام لیتا ہے

سرا پنا دیتا ہو سودے خام لیتا ہے
 شمیم طرہ شکنیں شام لیتا ہے
 کہ پہلے نام کے مٹنے کا نام لیتا ہے
 کوئی حشر اب غریب میں نام لیتا ہے
 مزا خرام کا خود بخود خرام لیتا ہے

اگر کسی سے فلک انتقام لیتا ہے
 زبان سے نفث کا جو شخص نام لیتا ہے
 نہ شکوہ نہ سچ کسی کا نہ نام لیتا ہے
 وہ زندہ چشم نہ کوثر کا جام لیتا ہے
 بتوں کے ہاتھ سے جوئے کا جام لیتا ہے
 نہ کوئی حضرت سلی کا نام لیتا ہے
 نظر سے شورہ قتل عام لیتا ہے
 یہ کس لیے در بیت لصلہ منین کھلتا
 کبھی کبھی تو عنایت بھی چاہیے ورنہ
 زبان سے گر نہ کون اُسکو کیا کروں ہم
 ستارے ہے دل مرحوم تیری یا دمجھے
 معاملہ کا کھرا ہے عین عیوب سے کیا
 دن امتحان کا پھر تاج میری آنکھوں میں
 یہ تیغ کچھ کے نہیں پھر نیام میں جاتی
 تو اسے اسید وصال اپنے سوگ میں غلن ہو
 تری خدائی میں اک بے نصیبی یہ غریب
 مٹائے دیتا ہے نقش حیات حکم قضا
 بشارت اُنکو جو میرے ہو کے پیا سے ہیں
 مٹا دل اک بُت ہندو پہ لے حرم فریاد
 تمہارا شانہ چوہینہ ہے مگر بہرام
 سخی بھی زر کی طرح اپنے اٹختے جاتے ہیں

ترے کرشمے سے بیدار و ام لیتا ہے
 صلہ میں گلشن دار السلام لیتا ہے
 مزے عتاب کے ناشاد کام لیتا ہے
 جو بوسہ لب جانان مدام لیتا ہے
 ثواب روزہ ماہ صیام لیتا ہے
 نہ کوئی بوسہ خاک خیام لیتا ہے
 مزہ سے نادک و خنجر کا کام لیتا ہے
 قصاص خدمت بیت الاحرام لیتا ہے
 رہ گریز تھرا راعنلام لیتا ہے
 کہ چٹکیان مرے دلمین کلام لیتا ہے
 جو کوئی مردہ عزیزوں کے نام لیتا ہے
 کہ پہلے گالیان دے کر سلام لیتا ہے
 ادا سے سبق وفا صبح و شام لیتا ہے
 سخن طراز کا بدلہ کلام لیتا ہے
 کہ اتبونا نام بھی وہ نام لیتا ہے
 زمانہ ہے کہ وہ انعام عام لیتا ہے
 نشان عسہر ابد نیک نام لیتا ہے
 کہ وقت ذبح خدا کا وہ نام لیتا ہے
 خدا کے گھر کو پرستار رام لیتا ہے
 کہ ایک تاخت میں تسلیم شام لیتا ہے
 فلک زمین سے خراج کرام لیتا ہے

اُدھر جہوم لتا اُدھر کشاکش تاز
 ہوا معاملہ دینا رُھر سے روشن
 اُسے تو سامنے آنا گران گذرتا ہے
 سمجھ میں آئی تھی مسریا دکا۔ وانی عشق
 زبان عادل روز جزا نہیں ہتی
 تمہارے سر کی قسم جھوٹ بولتا ہو رقیب
 بجائے وہ نہیں آتے مگر بتاؤ مجھے
 وہ ناتوان گلہ سنج عنس نہان کیوں ہو
 نہ آب تیغ سے محروم رکھ خدا کے لیے
 گلا تو بیٹھ گیا دوہی گھونٹ میں میسرا
 غرض معاند اُلفت بھی آہی پھنستے ہیں
 کہیں تمام ہو قصہ اُلٹ بھی دو برقع
 تمہاری تیغ کی سفاکیاں خدا کی پناہ
 دُریں خدا سے توبت خاک میں ملاتے ہیں
 اگرچہ مشرب بھی ہوا اُٹھ چکے ترے سہل
 ترے لیون نے کیا جو ہسری کو دیوانہ
 حد و کے سامنے کیا سوچ کر خدا جانے
 بتائیے کہیں دیکھا ہے لالہ بے داغ
 بگوئے ناقہ لیلیٰ کو لینیے آئے ہیں
 نہیں تلمذ اُلفت میں نقطہ انصاف
 کمان ہے تاب سفر ضعف سے کہ ہر گام

یہی تو ناقہ لیلیٰ کو تھام لیتا ہے
 جو صبح دیتا ہو گردن وہ شام لیتا ہے
 مجھے خیال کہ جھک کر سلام لیتا ہے
 کہ شست خاک سے پتھر کا کام لیتا ہے
 کہ ہر قسم زدہ تیرا ہی نام لیتا ہے
 شریہ ہے مرے سرا تھام لیتا ہے
 یہ کون ہو جو مجھے عشق میں تھام لیتا ہے
 جو ایک دم بھی بصد اہتمام لیتا ہے
 کہ چپکیاں یہ ترا شہنہ کام لیتا ہے
 جگر ہے لذت آب حُسام لیتا ہے
 وہ جبکہ دوش پگیو کا دام لیتا ہے
 تعلیوں کی یہ ماہِ ملامت لیتا ہے
 دہن میں دست تحیر نیام لیتا ہے
 بتوں کے ہون تو خدا انتقام لیتا ہے
 کہ جب تر پتے ہیں شہدِ زہر تھام لیتا ہے
 نگین لعل کا نانسہ نام لیتا ہے
 ہمارا نام بصد احترام لیتا ہے
 بجائے دل کو اگر لالہ فام لیتا ہے
 رکاب لیتا ہے کوئی زمام لیتا ہے
 ملک سے خط غلامی غلام لیتا ہے
 ترے قدم مرا کوچ اے مقام لیتا ہے

خیال غارت رہن شاع جان تک ہو بلا اسے نہ کہو رحمتِ خدا سمجھو اجل بھی میری شفاعت سے ہاتھ اٹھاتی ہو اسید اس سے لبائی کی کتنے نادان ہو نہ ان کی زکس پرفن جفا سے تھکتی ہے وہاں خون سے مرے ہو گر آپ کو انکار جگر کو وارث دل جانتے ہیں خستہ جگر شہان وقت بھی افسوس کچھ نہیں کہتے پڑیں جو اپنے نگاہیں ایسی ملک ہوئیں بہری کا زمانہ ہے کہتے ہیں ناصور خدا نخواستہ چھپنا کشیدگی سے نہیں کسی کے پاسے خانی کا درمیان ہو قدم یقین ہے ناں دل تیری آبرور ہوا ہے کفن منگا و مری زندگی تمام ہوئی	زمانہ راہ عدم صبح و شام لیتا ہے کرشمہ ملک دل خاص و عام لیتا ہے عجب طرح وہ بگڑ کر سلام لیتا ہے خبر وہ کس کی اسیران دام لیتا ہے نہ دم مراد دل ناشاد کام لیتا ہے تو کیوں مسیح علیہ السلام لیتا ہے اس اعتبار سے ہم سہم سہام لیتا ہے وہ تذر دل سرور بارعام لیتا ہے جہان سے قیمت حیرن رام لیتا ہے کہ ہم سے مول کوئی التیام لیتا ہے وہ امتحان شکیب ا نام لیتا ہے کہ مہر بوسہ لبہاے بام لیتا ہے فلک سے آج کوئی انتقام لیتا ہے فلک سے آج کوئی انتقام لیتا ہے
---	--

کسی نے زریا کو ہر کسی نے اور شاکلی

ہمیشہ نام نبی و امام لیتا ہے

کیون اعتبار دشمن بے اعتبار ہے عشاق کا مدار سرافج دار ہے میرا لکھو شمیم گل اعتبار ہے فریا و حلق نالہ مرغان زار ہے موبات زیب سلسلہ تبار ہے	کیون پرش تحقیق تل بار بار ہے کیا بخت نامراد پہ دار و مدار ہے قاتل اُداس خنجر قاتل نگاہ ہے خورشید حشر سایہ ابر بہا ہے پہچ ہے مثل کہار کے پیچھے سوا ہے
--	--

خط کی ہوئی نوونہ الفت نہ پیار ہے
جو نیمکشت غم جو خبر گزار ہے
ہر ہر نفس میں بوقلمون کار و بار ہے
ان سرگرا نیون پہ مکان چشم یار ہے
یار بیکس برشتہ جگر کا مزار ہے
بہل اودھ طیان یہ دھڑلہ قرار ہے
سرشار ناز نرگس غمور یار ہے
بے ربط کب علاقہ شوریدہ کلا ہے
نہ برگ شاخ گل نہ نوک ہزار ہے
تکرار نام غیر سے ننگ آشکار ہے
مرہم کا کام ہے نہ رنوم سازگار ہے
نے نوحہ خوان کوئی نہ کوئی سوگوار ہے
دکو عبث شکایت قول قرار ہے
مٹہ خشک استخوان بھی تن سخت زار ہے
تا وقت مرگ حیرت و حسرت بوجار ہے
دونوں میں کیا کشاکش بے اختیار ہے
یہ بھی اک آن شان خداوندگار ہے
بیمار چشم یار دل زار زار ہے
مثل مکان زبان و ان لہو نگار ہے
ستورہ مراد قدم کا غبار ہے
دل توڑ کر کسی کا کوئی شرمسار ہے

جو دل میں تھا وہ منہ پہ نمایان غبار ہے
مشرائے سپیدہ رخسار عیار ہے
ہر ہر کرشمہ حادثہ رو نگار ہے
نگہ سبوتے دل سے رنگ غبار ہے
نقش سم سمند لب زینہ اسار ہے
رفتار خود ربودہ رفتار یار ہے
طاعت گناہ تو بہ لب میگلار ہے
گیسومین ان نگاہ میں یان آشکار ہے
گلشن فلک کے ساتھ سے اجڑا یار ہے
قیمین نہ کھائیے مجھے خود اعتبار ہے
کتا ہے زخم تیر جفا یا رعنا ہے
روشن دلون کی موت یلین شمع وار ہے
اُس بے دہان کی بات کا کیا اعتبار ہے
شانہ تھارا عابد شب زندہ دار ہے
قمت میں ننگ گردش چشم شکار ہے
دل جو شان کے پار شان دیکھے پال ہے
سرکش نہ آسمان نذرین خاکسار ہے
ابر و کانون ہوا بھی تو کیا ہونہار ہے
خوف خدنگی اسے اسال پال ہے
کس سوح میں دلا طلب ہرزہ کال ہے
نیٹے سے ننگ سے شیشہ نگار ہے

مبعوث میں رسول سپید و سیاہ پر
اپنی ہوا میں آپ ہی پروانہ جل بھیا
عشر کے روز جو نہ اٹھیا گا زمین سے
نگہت طراز کا کل و صولت گار رخ
وہ عارض منیر نظر گاہ خاص عام
آتا نہیں خیال میں کیا ہو معاملہ
دکھ دکھائیں بت ستم آرا کی چکیان
میدان امتحان میں تجلہ نہیں پسند
اک نہ دل وہ کا کل و رخ و نواں گیت
سر ہو گیا سلم نہ وفا سے پھر اقدم
آئے ہیں روزا شکستہ لینے نائیک
قامت دو تار میں پہ نظر میں کو
آنکھوں سے کام لیتا ہوں آنکے ذہن کا میں
آشفہ نش جہت نہ مجھے کہیں حبیب
اسے دو د آہ راہ میں نکلنے سے فائدہ
میں گرچہ تیری زعم میں بختوں فی نہیں
پلوں سے پلکیوں سے اناروں سے چھیرنا
منزل وہ کیا جہان گذر ماہر و نوا
امید ہی نہیں ہے تو امید خاک ہو
منصف بھی ہو کریم بھی ہو عام ہو صلا
لیتا ہوں بوسہ نمک نظم کے مزے

ق

رخسار و زلف قبلہ لیل نہار ہے
عشق ہوس فروش کا بکا ہمار ہے
اس ناتوان خاک نشین کلغار ہے
میرا غبار گردہ صد نو بہار ہے
آویزہ اُسپہ کا کل غبر نثار ہے
گویا دلِ رمیدہ کا یہ آتھار ہے
میرے جگر میں حشر بیکان فشار ہے
جو گر کے سر کے بلٹ لٹھے شہسوار ہے
کیا جانے رزق مورچہ یا قوت مار ہے
پوشش گری بلا سے بنا ہتھوار ہے
اختر شناس دیدہ اختر شمار ہے
کس کا گناہ ہو کہ فلک شمسار ہے
جو اشک ہو وہ رنگت شاہوار ہے
بے پردہ حسن پر دگی پردہ دار ہے
لبیر نیر جوش حسرت موج شرار ہے
اے مرگ رحم کر کہ وہ ہیدوار ہے
ان مستیوں میں آنکھ تری ہوشار ہے
دلدار کے فراق میں گھر غلو دار ہے
ایک انتظار و وقف ہزار انتظار ہے
جو بند زندگی سے چھٹا رستگار ہے
کس کس طرح کہ خود قاتل نگار ہے

شاکلی شکایتوں کا نسل نام شکر کر
اُنکا خیال مونس شب ای تار ہے

سوے جنس جنس کو میل ہو تو نہیں عجیب کا مقام ہے
سُرخ لالہ گون کا خیال ہے سر زلف غالیہ نام ہے
یہ خودی کا نشہ کیا بلا کہ و باکی طرح سے عام ہے
نہ بلانہ فتنہ نہ خسر ہو یہی جان و دل کا نظام ہے
کسی زلف و سُرخ کا یہ کام ہے کوئی نازین لبِ لہجہ ہے
نہ امید ختم نہ سر نہ پا کہ عجیب طرح کا ہے ماجرا
ہوئے غمزیہ ترے رنہ و مری سینہ کی طرح آسمان
نہ صفِ ثرہ کو بڑھائی نہ قشونِ غمزہ چڑھائی ہے
کہیں خاک خاک میں چھپکے کہیں قطرہ بحر میں جا ملے
ہیں فخر عشق و زہن نہیں تھیں چُن پر پڑے لکڑیوں
عبت اتنا غفل و شغل یہی عالم کو کا ہو مسئلہ
تجھے حیف ہے نہیں کچھ حیا ہنسی آتی ہے مجھے ناصحا
سفر فنا کے مسافر و نہیں تیغ سا کوئی گرم رو
لب شکرین سے تم ای تو نہ سُناؤ خلق کو گالیان
کوئی کُئے تو ابھی بھیج دوں تھیں اپنی مہربانی
تری چشمِ مست پہ اُٹھتی ہیں تڑہ درازی انگلیان
بُت قیس و کوہ کن آجکل کوئی جانا نہیں کوئی تجھے
جسے عقل کل نہ پلا سکے جسے آسمان نہ اُٹھا سکے

میں اگرچہ عام ہوں شکر ہے کہ تمہارا فرض بھی عام ہے
یہی دین ہو یہی کفر ہو یہی صبح ہے یہی شام ہے
ہمیں دلبر و نسلے ملال ہے تھیں بیدار نہ زکام ہے
جو الف نہ ہو قد یا رکا تو فقط انام کا نام ہے
ابھی شام تھی ابھی صبح ہے ابھی صبح تھی ابھی شام ہے
یہ شکایتِ شب بھر ہے کہ حساب روز قیام ہے
رہی نشتِ خاکِ مین کی سو وہ گروہ خرام ہے
کششِ سپاہ سے فائدہ ہو نہیں کام اپنا نام ہے
کہ خار بادہ عافیت فلک اور زمین کا دم ہے
نہ وہ خاص ہے نہ خیاں خاص ہے نہ وہ عام ہے نہ عام ہے
زُرسُرخِ نانِ حلال ہے لعلِ آج ہے ام ہے
نہ تری بیان میں ہو کچھ ادا نہ تری بان کو لگا ہے
نہ کبھی تلاشِ مقام ہے نہ کہیں نشاۃِ کام ہے
کہ مفرح اُسکو سمجھتے ہیں نہ کہیں کہ سخت تو اہ ہے
ٹھہراؤ اجل ابھی دو گھڑی یہ بہت ضرور کا کام ہے
تجھے ہم نہ پہلے سے کہتے تھے یہ مالِ شربِ مدام ہے
تری شہرِ شہر میں و حوم ہے ز ملک ملک میں نام ہے
مرو شیشے میں وہ شراب ہے مرو سیکہ دینِ جا ہے

ہم طاق اپڑے دستان خطِ عنبرین رخِ صنم
 نہ اسیرِ زلف رہا ہوئے نہ اثرِ پیرِ زووا ہوئی
 یہ نسیم صبح جو سویر سببِ فزائش دروہے
 نہ ہو کاف کا کل چین چین کی کشتِ قارنِ لب
 تجھے گر غلام کہے کوئی نہ تھا ہو یوسف مہرِ لقا
 یہ فنا کی باد نے دل مرا صفتِ چراغِ بجا دیا
 یہ بتا تو قیس پر ہند پاکہ کمان ہو لیلیٰ کا قافلہ
 کوئی اس نمود پہ کیا مری کوئی اس ہار کو کیا کرے
 کچھ تیغ اگر نہ نیام سے کبھی احتمالِ ضرر نہیں
 یہ حروفِ دم کو بینِ دالِ نسیم سے جانتا نہیں تو دل
 نصین چاہیے کہ نہ ہو خبر جو قسم بھی کھالے کوئی بشر
 چلی ایسی صبح کو اک ہوا پڑی اُرک کا کل مشک
 تجھے دیکھا اشغالہ بس نصین نہ دکھا دنگا سطح
 نہ غزال چین سے نہ عانہ نگار ترک پہرینِ فدا
 تھے باسی بارونگی بولے وہ ہوا جو صبح کو آتی ہو
 نگہِ کمیل نے دل مرا یونین چپکے چپکے جلا دیا
 یہ ہم وفا کی وہ سر کرے کہ خوشی سے سینہ پر کوئی
 خطِ سرِ نوشت کا ہو یقین مری آبرو جو مری جہین
 دلِ شیشہ میں نظر آتی ہو نصین آمد جو یہ سُرخ شے
 علم سے تیغ کی اول پھر اٹھایا ہاتھ تو جان بقی

یہ دُعا ہلال کی شیت ہو وہ ہلال عیدِ صیام ہو
 کہ چو مشکِ شمع میں اُنکے ہو وہ نصیب کئی ام ہو
 یہ گزشتہ بارونگی آہ ہو کچھ اسی میں خفیاں مام ہو
 شکوہ کو نگہ لے شک کہ دہن بھی وجہِ کلام ہو
 کہ عزیزِ مصر بجانِ دول ترا نا خریدہ غلام ہو
 نہیں دیکھتے جو بغور اسی تو جان بھی طرفہ مقام ہو
 نہ کہین عمار کی گرد ہو نہ کہین طنابِ خیام ہو
 نہ نیم گل کو قیام ہو نہ سرورِ مل کو دوام ہو
 یہ بان و تیغ ہو گوشتین کہ برش میانِ نیام ہو
 تو اسیرِ انہنِ لافِ صفت ہی مرگ کا تری دام ہو
 مجھے صرف تے نیاز ہو نصین صرف بندہ و کام ہو
 نہ کر کے ہو نصین شک ہائے اُس بن میں کلام ہو
 پھر آئے تیرے تھے یہمان کہ کبابِ لہجہ خام ہو
 یہ تباں ہند میں وہ بلا کہ خدائے پاک بھی رام ہو
 وہی قوت ہو دل جانتا کہ اسے اشتہائے طعنا آہ ہو
 یہ وہ طور ہو کہ نہ نور ہو نہ کلیم ہے نہ کلام ہو
 نہ یہ کار پورِ شنگ ہو نہ یہ تابِ زادِ سام ہو
 نہ یہ سجدہ زیرِ کرام ہو نہ یہ خاکِ راہِ لیام ہو
 یہی ہم کی چشم و چراغ ہو یہی روحِ عارفِ جام ہو
 جگر پر شتہ نے کھدیا کہ یہ موجِ آبِ حسام ہو

کوئی آتشین پہ شعلہ و نہیں خلق میں اہم قدم
مرے مرئی ہوئی کہ جس میں صیٰ ہوا جبے جہان
نہ سید کا عشق نہ داغ دل تو بے طے حکا ہو سخت جان
ہو میں دلفریب جہانیاں نگہ صنم کی دور گمان
تن لاغرا پنا تو لے صبا اسی جلوہ گاہ میں تھا
رہے روسیہ وہ منہ خدا کہ حقیق لب پہ نگار کے
نہ فروں ملیگا نصیب سے ملین رات دن وہ فریبے
نہ طواف کعبہ کا شوق ہو نہ حریم قرب کی جستجو
گل و سبیل و رخ و زلف سہی عارفوں چہان ہو
وہ حقیق جنت دل کشا تری لب پہن اہوت بد وفا
جنہیں بتجھے ہو سو نہیں یہ باین تیر و کئی نگلی ہن
تجھے مذر کیا جواب لے جل کہیں آ کے بجلو تام کر
ہو میں بدین کہ کشیدہ ہو تری لعل بند سیرے خطا
وہ جھکا ناشیدہ کا جھکے خود وہ ہار و سانی گہری

کہ لبان برق جان بیان مرو گام پر گام
کہیں اور کیا تجھے آفرین تری آسمان کو سلام
تجھے بھی سلام ہے زار و ترو نہ کو بھی سلام
وہی تنگ و نہیں حریف ہو ہی سجد میں نام
نہ یہ تنگ لب مور ہو نہ یہ طعمہ دود و دام ہو
اُسی نام را کے ہاتھ ہو اکندہ غیر کا نام ہو
نہیں نگار میں جبے مجھے اپنے کام و کام ہو
مرا کام خدمت میکدہ مرا نام تنگ نام ہو
کہ جہان زمانے میں نور ہو وہ رہن شہزاد نام ہو
وہ کنار لب کا جو خال ہو بخدا کہ شک ختام ہو
دم تیغ یا رکاشہ لب مرا ہر دھان سام ہو
یہی دلہا کی مراد ہے یہی آسمان کا مرام ہو
نہ وہ مشک بیز کنار ہو نہ وہ عطر سائے مشام ہو
یہ کوع ہو یہ سجد ہے یہ ناز ہے یہ سلام ہو

مری نقش رنگ گزہ گئی کہ خطاب جانب غیر تھا

جو نہا ہوشا کی خوش بیان اسی بے نصیب کا نام ہو

صدافوس وہ شوخ سر گرم کہیں ہے
مجھے بخت تیرہ شکایت نہیں ہے
کون کیا دہن کیا ہے اور کیا نہیں ہے
اجل سے موا عاشق دل حشرین ہے

جل جس کا بیان کیا و مان بھی نہیں ہے
سیا ہی تری خال رو سے زین ہے
نہ ظاہر نہ باطن نہ تنگ نے یقین ہے
تری چشمہ سفاک کیوں شر گین ہے

۱۲۳ کمارہ - ہنگول دوم کہ ہے مگر کثرت قولہ نقائی و نقادہ سک - مراج -

غم کشتے چشم سے آفرین ہے
 فلک محو انداز گرد زین ہے
 نہ برین نہ گھرین نہ دل رگد زین
 اکھی یہ تیر آئے کن چکیوں سے
 وہ بے رحم کا فردل افسوس بیان ہو
 بتو کا فسرو کیوں ستاتے ہونا حق
 لگی مہر خال اس لئے پشت لب پر
 ادھر یہ تلاطم کہ گزرے جوانی
 وہ ہر ہر قدم اپنے مسکن کو واپس
 وجود و عدم تار کے دوسرے ہیں
 سکھائی دل سنگ کو گرم جوشی
 معاصی کی ظلمت میں ہو نور بخشش
 خطا و ختن جس نے دو نو کو لوٹا
 ادھر محکوم نازش ادھر غیر شادان
 جہان دل میں تھا دردناک وہین تھا
 یہ کس کی سواری نے طوفان اٹھایا
 سنے ہوں گے بہرام کیوں کبھی تو
 رہے کل مقصر کہ سودا تھا جان کا
 خوشا راہ و رسم دیا رنجوشان
 یہاں تک ہے فرقت کو پاس رفاقت
 چڑھائی ہے روح زلیخا نے معصری

بلند آج کل موج چین چین ہے
 کسی ناتوان پر کوئی خشم گین ہے
 وہین ہے وہین ہو وہین ہو وہین ہے
 کہ دود جب گرنکمت یا سمن ہے
 گریبان میں تیرے بہت برین ہے
 مرانا نہ بر کچھ ہمیں نہیں ہے
 کہ تو حسن کا خاتم المرسلین ہے
 ادھر یہ تردد کہ وہاں زین ہے
 بیان ہر دم اپنا دم واپسین ہے
 دم اول اے دل دم واپسین ہے
 مرے لب پہ وہ نالہ آتھین ہے
 سپید و سیہ جیسے نقش نگین ہے
 وہی ہندوے کا کل چین بچین ہے
 سنگمر کی نفرین تجھے آفرین ہے
 تری آنکھ سو فار کیا پیشین ہے
 کہ دست قیامت میں دمانین ہے
 فلک اے زمین کیا بد اخترین ہے
 ہوئے آج حاضر کہ تاراج دین ہے
 نہ دبان رشک و غیبت نہ وہاں ہر وکین ہے
 کہ بعد از فتن کہین جان کہین ہے
 مزار شہید لب شکرین ہے

سنین جب سنین گالیان اُگلی لے سے
 اگر لاکھ تیروں کے ہوں را ز بہان
 نشانہ ہے شوریدہ سر تھرون کا
 اگر ہے کمان کیسانی وہ ابرو
 مرے دل سے باہر نکل جان نالان
 تلف ہو گئے تخم اُنک ریاضت
 یہ دوری کے پرے میں آنکھوں پر
 وہ غیرون کے گھر زلزلے قصر دلمین
 فرشتوں نہ پوچھو کہ مارا ہے کس نے
 پیسا خون تیغ تغافل نے بالکل
 جہان چاروں موسم ہیں لے روح کیان
 اگر تم نے بیدار سے ہاتھ اٹھایا ق
 یہ رخ زرد کیوں نہ گس قنہ جو ہے
 یہ کیا شور و فربا دے آگے پیچھے
 یہ خنجر کا منہ لالہ گون آج کیوں ہے
 دباتے ہیں کیوں تیرے شانوں کو دشمن
 ترے منہ کا ہونا دکھائی نہ دینا
 جہان نیم سہل ہیں ارمان ہزاروں
 چپے مدالے سرخو تاب حسرت
 تری زلف سے چُن لیے دل کے دلنے

ق

زہے تلخ عیسیٰ کہ زہر آئین ہے
 بتائیے نہ زخموں کو دل کیا میں ہے
 کہ خط شکستہ میں لوح جبین ہے
 تو زارغ کمان خال گوشہ گرین ہے
 کہ دلبر کے قابل ہی شہ نشین ہے
 زمین غزل اُس گلی کی زمین ہے
 قرینوں سے پایا کہ بیشک فرین ہے
 مکین بے مکان ہر مکان بزمین ہے
 تمہیں کیا بتاؤں کہ قاتل حسین ہے
 جو ظاہر میں دیکھو تو خط تک نہیں ہے
 وہ شاہ نہ تہ خانہ زیر زمین ہے
 نہیں گر پسند اب کمان دکن ہے
 یہ پُر گرد کیوں سنبل غنبرین ہے
 یہ کیا آہ و نالہ یسا رویین ہے
 لہو سے بھری کس لیے آستین ہے
 عرق ریز کیوں آفتاب جبین ہے
 دلیل وجود جہان آسیرین ہے
 وہی کوئے قاتل کی قاصدین ہے
 اسی واسطے خون غزلے جنین ہے
 حقیقت میں شانہ بڑا کتبہ چین ہے

لے پار شاخ سیاہ کہ ہر دو گوشہ کمان وصل کنند - غیاث -

بصیرت کو نور بصارت بتا دے چڑھائیں نہ کیوں کو زہ مے کو سر پہ نہ مفتی پہ جاؤ نہ متاضی کی مانو دل گم شدہ کی حقیقت بتائیے عزیزوں کو دکھا رقیقوں کو تاڑا میر مجھے بھی ہے سامان عشرت کسی جہد شکن کی ہے موج سنجی	کہ در پردہ بے پردہ پردہ نشین ہے خمیسر محبت ہی مادر وطن ہے پیو آب رزس یہ رلے رزین ہے تری زلفِ عنبر نشان شانہ بین ہے مری جان۔ کوئی کسی کا نہیں ہے مگر کیا کون خود بخود دلِ عنین ہے قلم باک کن طُسرہ حور عین ہے
---	--

بلا یا نہ شاکل کی کو حکمت تو دیکھو

کہ وہ زاہد خشک خلوت نشین ہے

سکوت ہی میں غرض التجا نکلتی ہے نیام جو رے تیغ جفا نکلتی ہے نفیس رنالہ گردون گز انکلتی ہے صبا جو ناز کنان جا بجا نکلتی ہے ستم میں نازِ عمتا میں جفا نکلتی ہے بجا ہے حد سے جو زلفِ دو تا نکلتی ہے نہ حسرت دل اندوہ زانکلتی ہے نویزیت سے فالِ فنا نکلتی ہے نہ لبے بات نہ نمنہ سے صدا نکلتی ہے وہ چپ بین جانِ تن ماسوا نکلتی ہے دراے کون و مکان شرفِ شرف تیرا اگرچہ جرمِ محبت میں پایمال ہوئے	لب ادب سے کب ابد دل صدا نکلتی ہے نئے لباس میں عیدِ لہذا نکلتی ہے صداز میں سروہ گردون گز انکلتی ہے کبھی کبھی ترے کوچے میں جا نکلتی ہے خدا نگ سینہ سے دل سے دعا نکلتی ہے شکن شکن میں بلا میں بلا نکلتی ہے نہ تن سے جان بلا آزا نکلتی ہے اس ابتدا سے مری اتنا نکلتی ہے نظر سے خواہشِ صدمہ نکلتی ہے دوہائی دیتی ابھی سے وفا نکلتی ہے کنندہ فکر رسانا رسا نکلتی ہے مگر توقع روزِ جزا نکلتی ہے
--	---

مرض عشق کی تربت پہ فاتحہ کو نہ آئے
 نسیم کان میں گل کے ضرور کھدینا
 کم التفات سے وحشت زیادہ بڑھتی ہو
 ملول ہوتے ہیں وہاں سے میزبان حاشا
 اٹھا کے ہاتھ اب آنکھوں سے کام لفظا
 زبان داد ہے الکن کہ داد خواہ خرام
 تو بیدار غ ہے ورنہ بُت بک تمکین
 لحد میں ڈھونڈھتی ہیں بکریا کو آنکھیں
 نوید رحلت جان گراں سناتے ہیں
 دنوں کا حال بالا جمال وہ مے دن ہیں
 اناے جلوہ جانان ہے تو تعجب کیا
 لبوں پہ سیکڑوں عیسیٰ خصال مٹے ہیں
 تمام آہ کلاہ آرزوے کا گل میں
 وبال تنگی دل کیا پڑے سنگ پر
 کند جزبہ بچو حُدا نظر سے بچائے
 مژدہ کے تیرون کی سر نیزان خدا کی پناہ
 صواب جانکے اول جو سوچے تیر
 کہاں ہے غیرت نظارہ تماشا ست
 جفا شعار بیکہ ست سرگون شمشیر
 زمین عشق کی آب وہوا کا حال نہ پوچھ
 سروں پہ وار لے اُفت نہ کی شہیدوں نے

گمان رہا کہ شفا میں شفا نکلتی ہے
 کہ جان بلب رگین نوا نکلتی ہے
 فزون نظارے سو حسرت نوا نکلتی ہے
 ہمیشہ گور کے لب سے صلا نکلتی ہے
 صداے سہل بدست واپا نکلتی ہے
 جُدا زمانہ قیامت جُدا نکلتی ہے
 ہمارے رنگ میں بے وفا نکلتی ہے
 ہماری قبر پر یہ مرد گیا نکلتی ہے
 مجھے یقین نہیں سچ مچ یہ کیا نکلتی ہے
 شبوں میں محنت روزِ جزا نکلتی ہے
 جو فتح یاب سے بانگ انا نکلتی ہے
 نگہ پہ جان ہزار آشنا نکلتی ہے
 کمر کو ڈھونڈھتی تیری قبا نکلتی ہے
 کہ آپ سینے سے شکر و عطا نکلتی ہے
 کہ اُنکے قدموں نے آگے خان نکلتی ہے
 نقاب یار سے چھن کر ضیا نکلتی ہے
 فریب عشق سے آخر خطا نکلتی ہے
 کہ تل کے عارض جانان چاہ نکلتی ہے
 ستم میں لطف و کرم میں جیا نکلتی ہے
 وفا کے تخم سے شاخ جفا نکلتی ہے
 یہ کاسے وہ نہیں جسے صدا نکلتی ہے

کسی کی نرگس پر فن نے کی زبان بندی
کسی کو جنبش محل کے بعد صبر کمان
نہ قتل و دار نہ قعر محیط نے آتش
طلسم جسم بھی طفرہ رواق ہے حسین
تمام حشر کا اندازہ گروہ ہو دور نہ
سیاہ خانہ سے تاثیر آسمان عاجز
کسی کی بے خبری سے اثر ہا نہ خبر
حریف بھرتے ہیں دم مشرب صراحی کا
کنہ زلف ہوا در آفتاب حشر کا سر
ربا قیامت و قامت میں ایک حرن کا فرق
نازنا حسینان کا کوئی وقت نہیں
اداس تناس سمجھتے ہیں پائیہ لغتار
نصیب و ست غم و درد کا مران دشمن
خدا کے واسطے چاہا بتوں کو گر چاہا
تپ فراق ترحم کہ رات بھر منہ سے
آہی خاٹہ زندان ہے یا کوئی دوسرخ
ہوئی ہے زورق امید حلقہ غرقہ لم
مے عمل کا جریدہ مٹولتے ہیں ملک

شان گلو سے مرے سر پہ سا نکلتی ہے
برنگ نوحہ صد اے در نکلتی ہے
سزایہ ہے کہ سزا ناسزا نکلتی ہے
مول آتی ہے روح اور خاک نکلتی ہے
خرام نازمین بات اور کیا نکلتی ہے
نہ دھوپ نے شب حشر فرا نکلتی ہے
ہر آئینہ حشر سمیت نکلتی ہے
کہ خوب پکیے پانے کو نکلتی ہے
تھارے قد سے قیامت ذرا نکلتی ہے
تھارے قد سے قیامت ذرا نکلتی ہے
قضا سمجھتے ہیں لیکن ادا نکلتی ہے
سخن پہ جان سخن آشنا نکلتی ہے
بتوں کی شان سے شان خدا نکلتی ہے
قباحت اس میں خدا جانے کیا نکلتی ہے
کبھی شہر کبھی ٹھنڈی ہو نکلتی ہے
نہ جان زار نہ رنجبیر نکلتی ہے
بھنور سے راکھ کی مٹی نکلتی ہے
ورق درق میں علی کی دلا نکلتی ہے

ترے کلام میں شاکلی کمال خیر ہے

عنایت شہرہ و سرائکتی ہے

شکل ایک سی ہوا دگر وا دگر وا کی

بیدا دگر نے حالت شہر تباہ کی

اُسے جو گرم جانبِ دشمن نگاہ کی
تقلید کی نہ فوج نے احمد سے شاہ کی
ٹنگلی ہین ساتھ قبر سے فوجین گناہ کی
عادت نہ پوچھ عشقِ عدالتِ پناہ کی
ثابت عنایتین نظرِ عذرخواہ کی
آئینہ دیکھ دیکھ اُسے خود آہ کی
اے آبروئے رحمتِ شالِ ہزارِ حیف
جل جگہ طو رِ سرِ مہ ہوا برقِ نوے سے
آئے تھے گھر سے غیر کا جاتے ہین پھر دین
گذری نظارہٴ رُخ و کاملِ مینِ زندگی
یعقوب کے چھڑاتے ہین یوسف کو بدگمان
کیا پوچھتا ہے آہ کٹی عمر کس طرح
بے التفاتِ خانہٴ طاقتِ خراب ہو
یارب نہیں غرور کہ مجرم نہیں وے
سرگشتگانِ عشق ہوے گامزنِ جہان
وصلِ بتان وصالِ بتان بولعجبِ دن
شوریدہ زلفِ ہر صفتِ شرکان پھری ہوئی
بیگانہٴ آشنایوں سے بیگانہٴ آشنا

مین نے فلک کو دیکھا اک سزاہ کی
اپنی بچائی حُسن کی گشتی تباہ کی
شرم اُسکے ہاتھ بے مروتِ سیاہ کی
ہے ساتھ مدعی کے شہادتِ گواہ کی
بچا شکایتین ستمِ عسرِ کاہ کی
مشاقیانِ بڑھین نگہ کینہ خواہ کی
پائی مجالِ خلق نے عذر گناہ کی
یعنی نظریں تاک ہی جلوہ گاہ کی
شاید خبر سنی مرے حالِ تباہ کی
کس کو خبرِ جہان کے سپید و سیاہ کی
تقدیر کہ رہی ہے باتینِ ہین چاہ کی
اک طفلِ بے شعور نے شقی سیاہ کی
برداشت ہو کسے تری کافرِ نگاہ کی
کافر ہوں گراٹھائی مولدتِ گناہ کی
فی الفور مردِ راہ ہوئی گردِ راہ کی
شیطان کے فعلِ قدرِ کاملِ الہ کی
اے بادشاہِ حسنِ خبر لے سیاہ کی
آفتِ ہوشوخیانِ تری چشمِ سیاہ کی

تا خدا جبکہ عنایت کی نظر ہوتی ہے
جس گنہگارِ پند کی نظر ہوتی ہے

لنگرِ گشتیے جان موجِ خطر ہوتی ہے
اُس کو جنتِ مین قیامت کی خبر ہوتی ہے

دانیہ سخی سے امید کر ہوتی ہے
 خوب بیراہ کی دنیا میں بسر ہوتی ہے
 شدت سوز جگر سوز جگر ہوتی ہے
 نہ الم کم نہ ستم گر کو خبر ہوتی ہے
 چرخ فلک سے جو زمین زیر و زبر ہوتی ہے
 شمع بجھتی ہے نمودار حسرت ہوتی ہے
 وہ نگاہیں کہ فنا عقل بشر ہوتی ہے
 انتظارِ رُبتِ بدظن میں بسر ہوتی ہے
 تپ غم مرہم ناصورِ جگر ہوتی ہے
 نہ اثرِ نالہ کمان آپ کمان آپ کمان
 دونوں ابرو کی صفینِ مائل پر خاش ہیم
 تیرے نظائے سے باز آئینِ فانی حاشا
 دیکھنے کا ہمیں دعویٰ جو نہ اور و نکو دے
 نالہ دل مرا کا ری ہے ولے ناکارہ
 کب قدم رنج کرین ہاے وہ کو وقتِ کمین
 ہوشِ بصل کے وعدہ کی وفا کیا امکان
 عارضے اچھے ہوا کرتے ہیں قیمت کا علاج
 چاہ میں رشتے ہیں دو ایک قریب یکٹید
 جو را بادہ کش نرگس مستانہ یار
 بے خبر واقعہ بازارِ محبت کا نہ پوچھ
 طبعِ موزون جو مری اوجہٴ موزون قامت

آخر اک بوند ہی پانی کی گھر ہوتی ہے
 پے پیر خاک سر راہ گزر ہوتی ہے
 رحمت اندازہ امکان سے بد ہوتی ہے
 عمر فانی عجب آفت میں بسر ہوتی ہے
 شامِ فرقت کی عجب طرح سحر ہوتی ہے
 حالتِ کشتہ غم نوحہ دگر ہوتی ہے
 وہ ادا میں کہ فرشتہ کو خبر ہوتی ہے
 شامِ آہو نین گاہوں میں سحر ہوتی ہے
 لومری آہِ ناشامند اثر ہوتی ہے
 نہ خبر صبح کہ صر شام کہ صر ہوتی ہے
 لو خدا خیر کرے جنگ دوسری ہے
 قطع سر ہوتے ہیں پھر قطع نظر ہوتی ہے
 سُننے والوں سے سنا ہے کہ گھر ہوتی ہے
 اُن کو ہوتی نہیں تنویش گھر ہوتی ہے
 وعدہٴ وصل سے خود شام سحر ہوتی ہے
 وہ ابھی راہ میں یاں گھر میں سحر ہوتی ہے
 صورتِ جسمِ ماوا سے تیر ہوتی ہے
 دیکھیں یوسف کو کشش آج کہ صر ہوتی ہے
 ایسے بے ہوش کو محشر میں خبر ہوتی ہے
 سودِ سرمایہ اک امیدِ سر ہوتی ہے
 عادتِ اہلِ نہرِ قد رہنر ہوتی ہے

مختلف شیشے مگر ایک ہی صبا لے طور
 سرمہ ہو جاتی ہیں آنکھوں میں نگاہیں جکڑ
 صبر بھی جبر ہو فریاد بھی برباد افسوس
 رونا آتا ہے فلک تجھ پہ کہ اتنی آنکھیں
 موت آئی ہے بلا سے کہ بلا سے چھوٹیں
 معذرت جوش ہے انداز نگاہ گستاخ
 سردھرون کا ہون کشتہ خنکے اہل خذاب
 حلقہ دیدہ مشتاق بنا حلقہ در
 جاتے ہو بزم گہ یا رے بالا - بالا
 رنگ افسوس ہو رُسوائی خونِ سہل
 دیکھتا کیا ہے کہیں باندہ دے پٹی جلاد
 ایک جلوہ یوہین دھوکا سا نہ ہستی عدم
 زرد ہو جاتے ہیں مرے دم مرن یعنی
 دم قدم میں نہیں دم چلتا ہے مانند قدم
 پانون پھیلاتی ہے جب وحشت صحرایہ
 لب شیریں کی حلاوت کوئی لیکر چائے
 اثر آہ کار و ناتھا پر اب کس کا اثر

کیون گرفتار بشر روح بشر ہوتی ہے
 رُخ جانان پہ کسے تاب نظر ہوتی ہے
 کب خبر ہوتے ہیں گراں کو خبر ہوتی ہے
 کسی ماتم میں کبھی ایک بھی تر ہوتی ہے
 نہ قلم سر نہ ہم عشق کی سر ہوتی ہے
 دل کی تحریک بد آموز نظر ہوتی ہے
 ٹھنڈی آہوں سے مری نار تر ہوتی ہے
 آنکھ ہر وقت مری جانب دہوتی ہے
 تسے بیجا حرکت شمس و قمر ہوتی ہے
 دیدہ زخم سے قاتل کو نظر ہوتی ہے
 دیدہ زخم سے قاتل کو نظر ہوتی ہے
 کس سہولت سے بسر عمر شر ہوتی ہے
 چہرہ پر چہرہ کٹا حسرت زہوتی ہے
 نام اقامت کا ہوا و شوق سفر ہوتی ہے
 پہلے گھر سے مرے زنجیر ہوتی ہے
 چشمِ پرفن میں شرارت کی نظر ہوتی ہے
 آہ صد آہ کہ خود آہ اثر ہوتی ہے

آشنا چاہیں شاکی نہ طرفدار مجھے
 یا علی کہتے ہی دشمن پہ ظفر ہوتی ہے

قطعات

تاریخی و غیره

فہرست

ترتیب بلحاظ سنین واقعات

نمبر	تاریخ	واقعہ متعلقہ	قطعہ یا چیز دیگر	تعداد شمار	تعداد کتب یا نسخہ	مطبوعہ
۱۳۱	۱	طبع کتاب تہذیب النساء	قطعہ تاریخ	۲	۱۸۷۱ء	کتاب تہذیب النساء
"	۲	تصنیف کتاب طریقت	قطعہ تاریخ	۹	۱۸۷۱ء	"
"	۳	وبابہضہ میرٹھ	قطعہ بابہ	۳۳	۱۸۷۱ء	پنجابی اخبار لاہور ۲۲ دسمبر ۱۸۷۱ء
۱۳۲	۴	صحبت جناب الیحد مبارک	فقرت تاریخی	۰	۱۸۷۲ء	پنجابی اخبار لاہور نمبر ۱۷ دسمبر ۱۸۷۲ء
۱۳۴		قطعہ تاریخ		۲۶	۱	
۱۳۵		ایضاً		۳	۱	
"		ایضاً		۲۲	۱	
۱۳۶	۵	تفاشی جیل الدین صاحب	نصرۃ تاریخی	۰	۱۸۷۳ء	پنجابی اخبار لاہور یکم فروری ۱۸۷۳ء
		کل ۶ قطعہ	ابیات ۵۰	۱۳	۱۳	مادہ تاریخی

۱۔ قطعہ تالیخ طبع کتاب تہذیب النساء

سیری کتاب کہ تہذیب نام ہے اسکا
کہا یہ مصرع تاریخ سال ہفت نے
ہوئی جو طبع بالطف رب عز وجل
چھپی کتاب عجیب و غریب انزل

۲۔ قطعہ تالیخ تصنیف کتاب عطر مثلث

لکھیا عطر مثلث صد شکر
یہ مقالہ ہے کہ فردوس نہر
ہر بیان جس میں نہیں دخل کو دخل
اس میں مذکور ہیں اصناف کلام
زردبان عالم بالا کو منظور
کسی انسان نے نہ دیکھا یہ رنگ
شاکر آپ اپنی ثمت کیا حاصل
ہوے گلہ ستہ تاریخ سو گھا
چھپے کرتے ہیں شیداے سخن
یہ رسالہ ہے کہ دریاے سخن
ہر سخن جس میں نہیں جاے سخن
اس میں مرقوم ہیں انخاے سخن
بڑھ گیا رتبہ والاے سخن
ہوا جس روز سے اثناے سخن
داد پرور رہن شناساے سخن
لکھ عجیب غریب بویاے سخن

یہ حدیقہ تجھے تا حشر نصیب
مژدہ اے بلبل گویاے سخن

۳۔ قطعہ و بایئہ

ہے تجھے گیارہ برس تیر جوین صدی کا فقط
مہ جمید دوم میں غضب بلا آئی

۱۔ قطعہ فارسی طبع کتاب تہذیب النساء کو۔ آخر دیوان فارسی حضرت فرقانی میں ملاحظہ فرمائیے اور ثمنوی
اتمام تصنیف کتاب مذکور آگے چل کر مشرقا میں دیکھیے۔

چرخ جانو گئے گل تن گلوئی گل در گل
جدھر گئے اُدھر آنا رخشیر پاتھے
وہ مر گیا وہ ہوا دفن اُسکی قبر کھدی
ہوئی خبر نہ کسی کو زہے سُبکدستی
پھر ازلہ میں لیکن بیان قامت کی
گئی جان و بین خالی تھا وارثوں جہاں
شہید غمزدہ چشمِ بتان ہزاروں تھے
فراغ خدمت دے نہ دم میں مُم اُسکی
پتوں کے نام جو کی پشت گرمی ہضیہ
کسی نے روز مصیبت نہ لی کیسی خبر
کسی کے ساتھ جان سو کوئی نہیں جاتا
مریض سا غریب زنی کے کیا جیتے
نہ آدمی کوئی خالی نہ گھر کوئی محروم
خراب شہر ہوا مقبرے ہوئے آباد
ہوا تھا جس سے پیدا فرح کا طوفان
ورق سبق کے گئے بھول مدرسہ والے
اگر کہیں کہ اثر اٹھ گیا زمانے سے
کفن فروش غنی گورکن ہوئے قارون
تمام سورتین گو جانفوں کو از تھین
یہ رنگ رنگ کے قارون تھے مگر اکیر

ہوا بلا کی چلی ہسر کی گھٹا آئی
جدھر سنا اُدھر آواز افسانہ آئی
یہی خبر یہی آفت یہی صدا آئی
کہ پہلے ہضیہ حیرت سے افسانہ آئی
پسند ہضیہ کو اس شہر کی ہوا آئی
سیاہ رو صفت صاحب خطا آئی
اُسی خطہ میرٹھ میں کیوں دبا آئی
نہ تا بلب کبھی آرام کی دُعا آئی
خود آتے آتے فرشتہ کو کچھ حیا آئی
اخیر رُپسہ کو پرسان شب عزا آئی
پرائے سیکڑوں کی ساتھ جا بجا آئی
کہ اول آپ ہی پیمانا نہ پروا آئی
وہاں آئی ہے یا رحمت خدا آئی
اجل میں جان پڑی زیست کی قضا آئی
ہمارے شہر میں شاید وہی ہوا آئی
بس ایک حرف اُٹھیں یاد رکھیا آئی
دوا فروشوں کے پھر کام کیوں دوا آئی
شکم پرستوں کو آروغ استلا آئی
مفید ایک نہ لیں کے سوا آئی
کہ اُن سے اتھ طیبوں کے کیا آئی

عطا حکیم نے کی لے کے زر اگر گولی نمال کر دیا گردون نے شاخ والو کو کسی خزین کے جو امرگ شاید بان تجھ ہو اے ناحیہ سینہ و سیدم بگری ہزار قسین دلائین مگر زہے عطار رجبے تار رمضان ایک عجب تلامطم تھا کم التفات نہیں چشم ناز مرگ ہنوز اس ابتدا سے ہی جانتے ہیں دورانیش کسین مفر نہیں اے رحمت خدا فریاد مجھے ملال ہوا شاکر کہ اس بلا میں تجھے بلائے بیضیہ تپ آہ آہ آہ لکھا	بسان تیر تضار صاف بیخفا آئی گل مراد کھلا شاخ دعا آئی کہ انکو خلق خدا خاک میں ملا آئی اگر گئی کبھی اٹھے قدم دوا آئی دوا کی چوبیونکے بے بند ہی فنا آئی نظر شامل سوال سے شفا آئی برائے نام جو آئی شفا تو کیا آئی قریب عالم فانی کی انتہا آئی غضب میں امت سخیل انبیا آئی نہ یاد محنت خاقان کر بلا آئی حساب سال پہ جب فکر تیرا آئی
---	---

نہ ساز فکر نہ آہنگ شعر خود بخود آج

زبان خامہ خونین پہ یہ نوا آئی

۴ فقرات قطعات تاریخی صحت حضرت ولیعہد

فقرات تاریخی

خبر عالی قدر میرٹھ - نقد و شجریری - خبر خیر نور بد - شفا کی تمثیل واجب

ملا جناب شاہنشاہ انگلستان و ہندوستان انڈور و ہنتم دام اقبالہ کی صحت پر ۲۰ فروری ۱۸۸۵ء مطابق ۱۰ دیکھ
۱۸۸۵ء روزہ شنبہ کو بجاہ و شتم تمام رؤسا و حکام و عوام میرٹھ نے عید گاہ میں دو گانہ شکرانہ ادا کیا۔ اور حضرت
شاکر علیہ الرحمۃ نے یہ قطعات تصنیف فرما کر پڑھے۔ ۹ مارچ ۱۸۸۵ء کے پرچہ میں پنجابی اخبار لاہور نے اس
مذکورہ پرچہ کیا۔ اس صحت یابی کے قطعات فارسی آفریوان فارسی حضرت فرغانی مین ملاحظہ ہوں درو حافی)۔

مقطعات ہندو

یہ کیا خوشخبر ہے یہ کیا خوشخبر
 جبین تیرے قدموں پہ پیک طرب
 جو آئے نظر مونہ میں موتی بھرون
 مٹا رنج راحت نے پایا دلج
 بڑھے جاتی ہیں آب جاری سے سرو
 نثار ز رویم ہے چار سو
 نستان میں برپا ہے آہنگا نے
 جدھر دیکھئے خوشدلی خوشدلی
 لب کائنات اور شکر نعیم
 قسم لے جو تیری شکایت کریں
 ہم آگے ہی کہتے تھے ہوگی خوشی
 نہیں خود ستائی شمار ادب
 تری عسہر ہوتا قیامت دراز
 اسے بھی ہو فخر اور اُسے بھی ہونا ز
 تو اب کس کی مُنتا ہو لے گوش عیش
 شکایت کی مسوخ آیت ہوئی
 جگر گوشہ شہ ہوا تندرست
 ولیعہد عالم پر نس آف دلیز
 گرامی دُرِ تسلیم سلطنت
 یہ مطلع مہر لطف و کرم
 یہ کیا ماجرا ہے یہ کیا ماجرا
 قدم تیری آنکھوں پہ باد صبا
 جو ٹھہرے تو میں گرد پھولوں ذرا
 گلستان عالم کی بدلی ہوا
 منہ دیتے ہیں غنچے گل سے سوا
 زمین ہو گئی رشک سطح سما
 کنوؤں سے اُبتا ہے آب بقا
 جہان جانیے مرجا مرجا
 زبان جہان اور حمد خدا
 کبھی بھول کر اے سپر دوتا
 دل انسان کا ہے جامِ گیتی نما
 پذیرا ہوئی ہے دُعا کی دُعا
 سلامت رہ اے تارِ عشرت نوا
 جھگڑتے ہیں باہم دُعا و ردِ دُعا
 تری بن پڑی جو کہے تو بجا
 کیا خلق نے سجدہ شکر ادا
 سرور و نشاط الصلا الصلا
 جہان عطا و سپرِ عطا
 روان شہنشاہ و کٹوریا
 گل گلبن حلق وجود و سخا

نظر من تجھ روز و شب نکتہ ور مگر خوشبو تکمیل اعداد سے مناسب ہو کر ایک ہوا حال وصال تکلف پہ مائل تھا شکی کا دل تجھ سوچ اب کیا ہے تاریخ کی نمودار افزون ہے دانا کو کم	پے سال و ماہ شفا جا بجا نہ لطف معافی ہوا رد و نما تصنع نہ ہو نطق سے آشنا نصیحت سنا کر یہ اُس نے کہا مبارک ہو ^{عزل} وصل شفا یہین ختم ہے قطعہ دلکش
---	--

ولہ

گرچہ شکی سنا چکا دس اے صفا طیتان معنے رس تندرستی ہزار نعمت بس	قطعہ صحت و لعل ہدی لیکن آئینہ جمال شفا اک مثل ہے اگر چیک جاے
---	--

ولہ

آپ دُعا صرف دُعا ہو گئی سُننے ہی سُن خلق خدا ہو گئی پیش خدا نا صیہ ما ہو گئی جان جان بے سرو پا ہو گئی شہ کے لئے خلق گدا ہو گئی قسمت امید رسا ہو گئی راحت ہر دل یہ نوا ہو گئی ہہم پہ عنایات خدا ہو گئی	بہر ولی عد شہنشاہ ہند پچھلے دنون تھا متغیر مزاج جملہ رعایاے وفادار ہند جان شہنشاہ کو تکلیف تھی مانگتے تھے بکہ دُعا مرد و زن عاقبت الامر ملا عا تارین آئی خبر جان سزا تاج و نگین یون منکلم ہوئے
--	---

شکر کہ شہزادہ ہوا تندرست خاطر شاہنشاہ گیتی سستا خاص اسی تقریب میرٹھ میں آج جمع ہوئے سارے مسلمان بھیس فخر کی جا ہے تجھے اے عید گاہ نیتِ خالص سے سب آئے یہاں تجھ میں دُعا تجھ میں نزول قبول تو بھی تو دے اب ملکہ کو نوید دیکھ تو شاکی کہ زبانِ مسلم بے سر زحمت یہ لکھا سالِ عیش اے ملکہ تم کو مبارک یہ دن تم رہو دائم کہ تمہارے سبب	حاجت اقبال روا ہو گئی رنگِ کدورت سے جدا ہو گئی عید پر اک عید سوا ہو گئی طبعِ کرم و قنوت عطا ہو گئی کیا تری تقدیر تھی کیا ہو گئی کعبہِ ارباب صفا ہو گئی سجدہ گہ ارض و سما ہو گئی تو بھی تو کہہ دے بلا ہو گئی خشک تھی اور نغمہ سرا ہو گئی شکرِ خدا شہ کو شفا ہو گئی مہند کی مقبول دُعا ہو گئی عین عدالت میں ضیا ہو گئی
---	--

اے قلم اب شکر کے سجدہ میں جھک
 طاعتِ تحسینِ یاد ادا ہو گئی

ہ تاریخ وفات منشی جمیل صاحب ہجر بالک مطبع لارنس گزٹ میرٹھ

جمیل الدین مہتمم مطبعِ جنت ہوئے

۱۲۹۹ ہجری

یہ تعلقات تاریخ وفات حضرت ہجر آخر دیوان فارسی حضرت زمانہ میں مندرج ہیں۔

متفرقات

فهرست

ترتیب لمحاظ صنف کلام

نوع	تعداد اشعار	کیفیت	موضوع نظم	ماخوذ از کتاب	مصنف	تعداد اشعار	کیفیت
افراد	۱	۱۳۷	محمد	تهذیب النساء	۱۸۷۵ هـ	۱	۱
نعمات	۱	۱۳۷	پند	ایضاً	ایضاً	۱	۱
فصلت علم	۲	۱۳۷	آداب الطلاب	۱۸۷۵ هـ	۲	۲	
غدر پیش	۱	۱۳۷	ایضاً	ایضاً	۱۸۷۵ هـ	۱	۱
اخلاق	۱	۱۳۷	رسالة طاق کسری	ایضاً	۱۸۷۵ هـ	۱	۱
دفا	۵	۱۳۷	تهذیب النساء	۱۸۷۵ هـ	۵	۵	
تهدید طاق کسری	۵	۱۳۸	طاق کسری	۱۸۷۵ هـ	۵	۵	
دوبت صادق	۱۳	۱۳۸	تهذیب النساء	۱۸۷۵ هـ	۱۳	۱۳	
حسد	۱۶	۱۳۸	ایضاً	ایضاً	۱۸۷۵ هـ	۱۶	۱۶
مکر	۸	۱۳۸	ایضاً	ایضاً	۱۸۷۵ هـ	۸	۸
محبت و وفا	۱۶	۱۳۸	ایضاً	ایضاً	۱۸۷۵ هـ	۱۶	۱۶
خاکه کتاب تهذیب النساء	۵۷	۱۳۸	تهذیب النساء	ایضاً	۱۸۷۵ هـ	۵۷	۵۷
پند	۲	۱۳۸	رسالة آداب الطلاب	۱۸۷۵ هـ	۲	۲	
محمد	۱۳۸	۱۳۸	رسالة عطر مثلث	۱۸۷۵ هـ	۱۳۸	۱۳۸	
ایضاً	۲۱	۱۳۸	انشاء میور	ایضاً	۱۸۷۵ هـ	۲۱	۲۱
ایضاً	۲۱	۱۳۸	رسالة آداب الطلاب	۱۸۷۵ هـ	۲۱	۲۱	
ایضاً	۲۱	۱۳۸	رسالة مضامین مفید	۱۸۷۵ هـ	۲۱	۲۱	
غدر پیش	۲۱	۱۳۸	ایضاً	ایضاً	۱۸۷۵ هـ	۲۱	۲۱
پند	۲۱	۱۳۸	رسالة آداب الطلاب	۱۸۷۵ هـ	۲۱	۲۱	
استغفار	۲۱	۱۳۸	ایضاً	ایضاً	۱۸۷۵ هـ	۲۱	۲۱

مع تاریخ اتمام کتاب

مع تاریخ اتمام کتاب

کل ۱۴۱-۱۴۲ اشعار

انسراد

کیا قدر تین عجیب ہیں اُس ذوالجلال کی طاقت گئی تمام زبان مقال کی

پھرتے ہوئے نظر پڑے دیوار در تجھے چیزیں وہی ہیں سب ہوا و ران سر تجھے

علم وہ عزت ہے جس میں نام کو ذلت نہیں حاصل اس ذلت سے پھر جسمیں ذرا عزت نہیں

علم کثیر اور تری فرصت قصیر سیکھ وہی چیز جو ہونا گزیر

گو قابل سرکار نہیں تھمنہ ہمارا شاہان چہ عجب گر نبوا زندگدارا

صرف گھنچو نکو اٹھاتے ہیں زر کے ساتھ رشتہ کو بارے کچھ تو جو نسبت گھر کے ساتھ

قطعہ

بالفرض بسر ہو گئے آرام سے کچھ دن
دے دانہ قناعت کا تو روز کیے ہماکو
گولا لکھ کرے جمع زر و مال پر خسر
شبنم وہی شبنم ہے جو افلاک سے گزیرے
بے ہنگی سے اشراف کی ہمت نہیں گنتی
انجام دغا باز کا اچھا نہیں ہوتا
سر سبز بیان مکر کا چندا نہیں ہوتا
تھیلی میں مٹکا جسم پہ کپڑا نہیں ہوتا
ادنیٰ کسی تدبیر سے اعلیٰ نہیں ہوتا
آندھی سے مکہ ردول دریا نہیں ہوتا

منویات

بشام خداوند لوح و قلم
حریفان پیشین کو پھر یاد کر
نہ ایوان ہے باقی نہ نوشیروان
مگر آج تک عدل مشہور ہے
اسی طرح تھے جو خرد و وزیر
بس اے شاکی نیم بسمل نموش

روانہ ہواے کلک مشکین رقم
پھر آب طاق کسریٰ کو آباد کر
نہ وہ تخت شاہی نہ تاج کیان
زبان حقائق پہ مذکور ہے
سخن اُنکے ہین سرسبز دل پذیر
لکھ احوال دکھلانہ جوش و خروش

ولہ

کیا زمانہ تھا جس میں تھے وہ یار
مال کیا جان نثار کرتے تھے
آب زمانہ کا اور عالم ہے
کوڑی کوڑی پکشت و خون ہو جائیں
خشک باتون پہ ہے بنائے و داد
نہ حیا ہے نہ کچھ وفا باقی
حب خالص نہیں ہے دنیا میں
کیسا نام ہے مروت کا
شاکی اس گفتگو سے چل گیا
گو ترانا طفت ہے گو ہر بار
گوار سٹو کیا کرے تدبیر
جو ازل میں سعید بیان بھی سعید
اصل میں جو کہ بدگسر ہوگا

کہ نہ تھا اُن کو دوست سے انکار
اور نہ پھر آشکار کرتے تھے
بیوفائی بہت وفا کم ہے
ادھی ادھی پہ واژگون ہو جائیں
حرف مطلب جو آگیا تو فساد
نہ محبت نہ آشنا باقی
گر لے بھی تو بال عفتا میں
سیمیا ہے خیال الفت کا
ہوتے ہین یہ عیوب زائل کا
نہ مٹے گی سیاہی شب تار
دخل کیا قیر ہو مشابہ شیر
جو وہاں تھا پلید بیان بھی پلید
اُس کو کیا پسند کا اثر ہوگا

بس بین دو صفیہ بلکہ ایک مثال

اور اگر ہے شریف نیک خصال

ولہ

سزا حاسد کی لفظ بوریہ ہے
 جلا کرتا ہے وہ دیتا ہے نیردان
 ہوئی ہر فرقے میں اب یہ و باعام
 انھیں یہ عارضہ غیر دن سے وہ چند
 اگر تو شاد ہو وہ سخت ناشاد
 رہیں اس فکر میں چھوڑیں نہ جیتا
 کسے کہتے ہیں راحت اور تعب کیا
 بُرے کو بس ہے تھوڑا سا بہانہ
 در اندازی کے سو پہلو نکالیں
 حقیقت کچھ ہو کچھ سمجھائیں اُسکو
 اُسی بیمار کا حنا کا اُڑائیں
 کبھی غفلت کبھی نسیان رہا ہے
 مرض مزمن ہوا اللہ والی
 کسی بیدار کے آگے تماشہ
 خدا ہے نیتوں سے سب کے آگاہ
 کرے گا جو وہی پائے گا انسان

حقیقت میں حد طرفہ بلا ہے
 نہ دین رکھتا ہے حاسد کچھ نہ ایمان
 حد کا پہلے ہوتا تھا کہیں نام
 جو کھلاتے ہیں خون و خویش پیونہ
 چچا بھائی بھتیجا خواہ عسرا
 جسے دیکھیں سنگم کھاتا پیتا
 نہیں واقف بزرگوں کا ادب کیا
 اگر بیسار ہو کوئی یگانہ
 اُسے روز اک نئی آفت میں ڈالیں
 کبھی لوٹیں کبھی لٹو اُیں اُسکو
 بظاہر دوست جب گھراپے آئیں
 کہ اُس کو رات بھر ہڈیاں رہا ہو
 خرد سے ہو گیا مغز اُس کا خالی
 کسی کا گھر جلے حاشا حاشا
 تو اے شاکر کر اس فتنے کو کوتاہ
 جو بوسے گا وہی کاٹے گا دھقان

ولہ

دیکھ اہل جہان کی پرکری
بر ملا ان کی زرق سازی ہے
دن دہاڑے یہ دن کی شب کو دین
خیر کو شر تو شر کو خیر کرین
پاک پروردگار ان سے بچائے
ان کی صحبت سے احتراز کرو
خوبیان جو تھیں سب کو موت آئی
کہیں آسودگی زمین پہ نہیں

کہ سگ و خوک بن گئے کبری
طرز جو ہے فسوں طرازی ہے
بات میں لطف کو غضب کر دین
باپ بیٹوں کو دم میں غیر کرین
ایسے نامرد ہونکا منہ نہ دکھائے
رہو گوشتے میں در نہ باز کرو
ہے تو کچھ ہے یہ کنج تنہائی
کیا عجب ہے ملے بزرگ زمین

ولہ

اسکو کہتے ہیں اُلفت صادق
نہ شکایت نہ نام رنجش کا
حشر تک دوست کی ہواداری
اب دگرگون ہے حال دنیا کا
حاشق نقش چہرہ زردین
گھر کے آگے سے گر نکل جائیں
کہ مین تنو کام چھوڑ کر آیا
نہ اٹھایا تھیں ضرر ہوتا
پوچھیے آپ اپنے دربان سے
وہ شکش نہ بول سکتا ہے
یہی کہتا ہے قدر دانی کی

ایک کا ایک باہنر عاشق
نہیں یاری میں کام رنجش کا
اس سے بڑھکر ہو کیا وفاداری
اڑ گیا ہر و صدق کا خاکا
جتنے اجاب ہیں فسوں گرہیں
حشر سر پر غریب کے لائیں
آپ کو خواب گاہ میں پایا
نہ جگایا کہ درد سر ہوتا
لیجے قسین فلان و بہان سے
نہ زبان اپنی کھول سکتا ہے
بندہ پرور نے مہربانی کی

جیسی قسمت بُری بُرا تھا مین میری آنکھوں پہ اور چین پہ کھا الغراق الفراق دنیا سے بد دعاے دل ملول نہ لے ہکو تجھ سے غرض مجھ سے	بہ نصیبی سے سو گیا تھا مین آپ نے جو قدم زمین پہ کھا الحذر الحذر احتیاج سے شاکر کی اس گفتگو کو طول نہ دی تجھ کو کیا کام اہل عالم سے
---	--

ولہ

کہ طالع کی مٹی کچھ کچھ سیاہی ہوا انجام تہذیب انسان کا عبارت سحر عینے جاوے عجب تحریر فرخ فال ہے یہ جو فقرہ ہے وہ فیض آسمانی چُجے جاتے ہیں دلمین لفظ شیرین کہ کوثر شرم سے ہو جائے پانی عقیدہ کی اور اُستانی کی باتیں کہیں عبرت کہیں تمثیل نایاب کہ حیران دیکھنے والے بشیرین کہیں مجلس کہیں مسکن کا دستور وسیلے ہیں وہ تحصیل شرف کے ہوے درج اُسین بازیا ترین طرز کہ اُن پر ختم تھی محسن ربانی	زہے انعام واحسان الہی پُر انصرت پہ سکے مدعا کا عجب قصہ ہے اور طرفہ فناء ہنر کا گنج بالا مال ہے یہ جو نکتہ ہے نہیں رکھتا ہے ثانی بکار آمدین سب مضمون رنگین بنام ایزد وہ اُردو کی روانی جہان کی اور جہان بینی کی باتیں کہیں حکمت کہیں اخلاق وادب لطیفے اور نتیجے اس قدر ہیں پرند و نیکا کہیں حیوان کا مذکور مقولے ہیں بزرگان سلف کے کیانی خسرو دن کے پند و اندرز جو گذرے ہیں حکیم پاستانی
---	--

بزرگان طریقت اور عالم
 کلام منتخب سب کا لکھا ہے
 فصاح کا یہ مجموعہ ہے نادر
 اگرچہ ہون پریشان ابتدا سے
 ولے اسال صدے سخت گزرو
 میرے سر غصب کی آفت آئی
 اسی حالت میں یہ لکھا رسالہ
 چلے اندوہ میں یوں جس کا خامہ
 عبث شاکی چایا اس قدر غل
 و لیکن جس کو آزار حسد ہے
 جُمل کو بوئے گل کی کیا خبر ہے
 دلا کیا فائدہ اس گفتگو سے
 قبول ورد سے لوگوں کے تجھے کیا
 معظّم ولیم میو رہبادر
 فلک جاہ وزمین حلم و گرانگ
 وہ بحر زار جاہ و جلالت
 سخا و جود میں حاتم سے بہتر
 قضاے آسمانی اُس کے احکام
 خوشا علم و خوشا لفظ مدّ قل
 عدالت کی جو اُس نے عام دل سے
 مدارس کی ترقی علم کا زور

کہ حق نے اُنکو دمی تھی عقل سالم
 سب اس کو نئے میں دریا بھر دیا
 ہوئے عاجز ہی ان انشا کے قادر
 نجات اک دم نہیں رنج و خاسی
 یہ دن سبے فزون کجخت گزری
 جدائی کی پر سے نوبت آئی
 فراغت دمی خدا نے قالہ قالہ
 اگر خوش ہو دکھا دے کا زنامہ
 سمجھ جائیں گے منصف بے تامل
 کلام حق بھی اُس کے آگے رہے
 کب آئیں یہ زنگی کو نظر ہے
 نہ بھر ساغر شکایت کی سب سے
 مخاطب ہے ترا نواب دانا
 کہ دل ہے اُس کا نقد علم سے پُر
 فریدون پایہ و جمشید اورنگ
 وہ طود شاہق مجد و نبالت
 نبرد و رزم میں رستم سے بہتر
 صاحب زندگانی اُس کا انعام
 کہ ہے اول معلم سے بھی اول
 شان و شیروان کا نام دل سے
 کتابوں کا جدر و کیو ادھر شور

اُسی کی تربیت کا ب اثر ہے
 سچی کیش کا حامی وہی ہے
 نہ ایسا کوئی لفظ نہ گورنر
 عرب کے علم میں وہ الٰہی ہے
 نہ پوچھو فارسی دانی کا کچھ حال
 اور اُردو کا تو کیا کہنا ہو بے قیل
 غرض ہر علم میں اور ہر زبان میں
 کیے قانون و آئین ایسے ایجاد
 خدا شادان و مکرّم اُس کو رکھے
 بچائے اُس کو آسید جہان سے
 جہان تک اُس کے دلمین ہو ادا وہ
 خدا وے اُس کو شغل و سیرائی
 گورنر ہو وہ ابکی باریا رب
 کہ بخت خفتہ ہوں میرٹھ کے بیدار
 نیایش سے ہوا منہ میرا شیرین
 بس اے شاکی نہ ہوں نظم کو طول
 مگر تالینچ انجام گزارش
 سیاحی برس ماہ نومبر
 زبس تھا شوق ختم و ذوق ایجاد
 اکہی تا وفاق شیر و شکر
 توقع ہے جو پڑھ کر حظ اٹھائے

اُسی کی ذات فیاض ہنر ہے
 خدا عالم ہے علامی وہی ہے
 ہوا پہلے نہ ہو گا تا بحشر
 خلیل و سیبویہ و صمعی ہے
 عجم کے رستم اُس کے آگے ہن زال
 وہی موجد اُسی سے اُسکی تکمیل
 وہ واحد ہو وہ مکتا ہو جہان میں
 کہ آقا کا بھلا اور خلق دل شاد
 مظلّم اور مکرّم اُس کو رکھے
 رکھے محفوظ جو آسمان سے
 ہو صد چند اُس سے عمر اُسکی زیادہ
 کروں میں سامنے مدت سرائی
 کرے اِس شہر میں دربار بار
 وقائع حشّش کے ہوں زریب اخبار
 مسیحا بولے اللہم آمین
 کہ تیری سب عاٰمین ہوئی مقبول
 مناسب اگر پائے نگارش
 ہزار اور آٹھ سو تھے اور انتہر
 لکھی ختم کتاب شوق اعداد
 پسند اہل نیش ہو یہ دفتر
 دعا سے خیر کا شا کر بنائے

اگر کاتب سے طالع سے خطا ہو
یقین ہے لائزز اور وزیر آخری

تو انکے بدلے بندے پر عطا ہو
اسی آخری پہ آخر ہے یہ قصدا

ولہ

یارِ بد مارِ بد سے بدتر ہے
مار سے صرف ایک جا کا خوف

اُس سے نفرت نہو جسے خر ہے
اور مفند سے دو جا کا خوف

رُبا عیات

چہرِ خدا جس نے سکھایا بیان
گلشنِ جنت کی نسیم آگئی

نفتِ نبی جسکی ہے فصیح زبان
عطرِ مثلث کی نسیم آگئی

سرنامہ نام نامی خدا
اس نام میں کیا کیف ہے اللہ اللہ

وہ ہادی و مرسل رسولانِ ہدا
بدھوش ہوا خامہ خدا نامہ خدا

گرمِ نیضِ مربیٰ نہو فیاضِ ازل کا
ارشادِ رسولِ دو جہان سے علما پر

دم بھر میں اُلٹ چلے ورقِ علم و عمل کا
ہو گا کرم و لطفِ سدا عز و جل کا

کیا تاب لکھوں حمدِ خداوندِ مجید
ایک شمع ہے اُس کے کرمِ بید کا

واماندہ مسلم عرصہ توحیدِ بید
آغاز و سرانجامِ مضامینِ مفید

شکی اگرچہ تحفہ نہایت حقیر ہے

شکرِ خدا امیرِ جلیل و کبیر ہے

فصحت کو دیکھ کیا سمجھے رو قبول سے	راضی رہنا پہرہ کھداے اخیر ہے
شبِ دراز تری نیند سے ہوئی کوتاہ	جمالِ دن کا ترے جرم سے ہوا ہی سیاہ
دمِ اُسا دو نکا اے بیخبر غنیمت جان	نکر گذشتہ کے خاطر نفیر و نالہ و آہ
نامہ ہوا شبِ سیاہ کرتے کرتے	ریزے مینِ نفس کے آہ کرتے کرتے
اک اور سبب ہے پارسائی میری	باقی نہ رہی گناہ کرتے کرتے

مَرْبَاكِ عَلِيٍّ الْحُسَيْنِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ

ذخیره سعادت کونین۔ وسیلہ نجات اربین۔ نورافروز سوائی مدیہ غمناکی

معنی
سخن باکی

منظلام

فرخسان شاکمجان۔ یلم رضانی حضرت سید احمد حسن باکی و شاکی و فرقانی غفرلہ

سید محمد علی اکبر حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما
عن سید اکبر حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما

نکته دانی ز کجا و ز کجا فروتانی
نیست این نظم دلاویز جز الهامی چند

فہرست سخن باکی

- | | |
|----------|-----------------------------|
| ۵۲ تا ۱ | (۱) وارِ السّلام |
| ۶۹ تا ۵۳ | (۲) مخمسات اردو |
| ۸۲ تا ۷۰ | (۳) رباعیات اردو |
| ۸۶ تا ۸۳ | (۴) رباعیات فارسی |
| ۹۵ تا ۸۶ | (۵) تضمینات و مخمسات فارسیہ |

رسالة

في تاريخ الإسلام

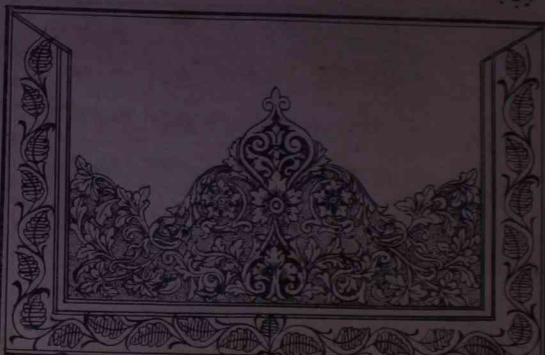
في تاريخ الإمام علي عليه السلام

فہرست

ردیف	صفحہ	مصرعہ اول	مصنفہ	مطبوعہ
الف	۱	طوطی معین بستان شکر امیر کا	۳۸	مندرجہ رسالہ دار السلام مطبع نشی و نکشور کھڑو ۱۸۶۳ء مطابق ۱۲۸۵ھ
	۲	نصرت بستان غرض شاہ شہیدان کا	۳۲	ایضاً
	۳	دشت ایران میں سرپردہ والا اتر	۵۲	ایضاً
ب	۴	مجرئی کتے تھے شادانک نماز سب	۲۱	ایضاً مندرجہ رسالہ دار السلام مطبع نشی و نکشور کھڑو ۱۸۶۳ء مطابق ۱۲۸۵ھ
	۵	نہ کوئی نئی ہے پیر سے بہتر	۷۳	ایضاً
ن	۶	مجرئی مرغ شاہ ابرار میں	۱۳	ایضاً
	۷	نبی کیا تھے حضرت میں کرم چاہی	۳۸	۱۲۸۵ء مطابق ۱۸۶۳ھ
	۸	لے مجری کھلے گل اسم کمان کمان	۳۷	۱۲۸۵ء مطابق ۱۸۶۳ھ
	۹	مصائب کے لکھنے کا یا راہنیں	۳۱	۱۲۸۵ھ
	۱۰	ترجمہ اشعار شیر سے سارا دامن	۳۲	۱۲۸۵ء مطابق ۱۸۶۳ھ
و ا و	۱۱	مجرئی توڑ نہ تو آسنو نیکے ماروں کو	۲۲	ایضاً
	۱۲	ہوئی جو شام میں شہجری حنیو کو	۵۵	۱۲۸۵ھ
	۱۳	اے ملک عاصی نامہ پروان	۱۵	۱۲۸۵ھ
ی	۱۴	سلامی اگر ہو گی مرضی خدا کی	۵۱	۱۲۸۵ھ
	۱۵	کئی فائدہ کر کے علی نے عطا کی	۱۰۱	۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۳ھ
	۱۶	مرے لکھنؤ تھے پہلو سے میرے	۲۹	۱۲۸۵ء مطابق ۱۸۶۳ھ

ردیف	صفحہ	مصنفہ اول	مصنفہ	مطبوعہ
۱۷	۳۶	مجرنی کیم بھی اگر زائر مولا ہوتے	۲۱ بیچ لاکھ ۱۸۸۵ء دہلی	.
۱۸	۳۷	جاچکے مجرنی جب قلعہ کے جانیو	۲۲ ایضاً	.
۱۹	۳۹	جس کا کھنڈ مع جلا بجا و غصبت	۵۴ ۱۸۷۵ء دہلی	.
۲۰	۴۱	جس کو شہ مردان کی محبت نین مٹی	۲۴ ایضاً	.
۲۱	۴۲	یاں مجرنی ہوا نکھ میں گوہر لیے ہوئے	۷۱ محرم ۱۲۸۵ء دہلی	منذرجہ سالہ ارا السلام طبع منشی نولکشتہ کھنڈ ۱۸۸۵ء مطابقی ۱۲۸۵ء
۲۲	۴۶	سلامی چمن ہونہ رشک چمن ہے	۵۹ ایضاً	ایضاً
۲۳	۴۹	مجرنی چشم اشک ساتی رہے	۲۴ ایضاً	ایضاً
۲۴	۵۰	شہ کے سیم پاک قحی جلوہ گستر چاندنی	۴۴ ایضاً	ایضاً

کل ۲۴ سلام ۹۷۸ اشعار



بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ دار السلام فی مآثر اہل ایمان علیہ السلام من کلام فخر بختی و دو تمام حضرت
والدِ علام جناب سید احمد حسن باکی حشر اللہ تعالیٰ مع آبائے اول ^{۸۶۲}/_{۱۳۴۹} ہجری
بطبع منشی نول کشور کھنڈو شائع ہوا تھا۔ اُس میں ۹ سلام اور ۲ محسن تھے۔ فہرست میں بخاند
کیفیت میں نے اُنکا نشان دیا ہے۔ اب دیگر سلام تصنیف مابعد بھی اُس میں اضافہ کیے
گئے ہیں۔ اور محسن جدار کھے گئے ہیں۔ دار السلام مطبوعہ ^{۸۶۲}/_{۱۳۴۹} ہجری کا تبصرہ نگاشتہ حضرت
مصنف مرحوم مجنسہ درج کرتا ہوں۔ اور سلام مصنفہ مابعد کا بھی تبصرہ نگاشتہ مصنف
بطور دیباچہ دوم اسی رسالہ میں قائم کرتا ہوں۔ تا ناظرین باتمکین لطف شرفارسی حضرت
مرحوم سے بھی بہرہ اندوز ہوں۔ اُس میں بعض سلام مصنفہ ^{۸۶۲}/_{۱۳۴۹} ہجری سے بھی شامل ہیں
جنکو کلام ابتدائی و جوانی و نوشقی سمجھ کر جناب مرحوم نے بروقت طبع رسالہ دار السلام ^{۸۶۲}/_{۱۳۴۹} ہجری
شائع فرمایا تھا۔ مگر یہ سب کے لیے وہ بھی تبرک ہیں۔ میں اُنکو ترک کر سکتا تھا۔

بندہ فانی سید محمد کریم روحانی

دیباچه از مصنف

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ بَعْدَ كُلِّ مَعْلُومٍ
 اما بعد بنوده می آید که چون بقاضای تقدیر حضرت الهی جلبت نمائید و
 عمت الاله در تاریخ یکم ماه محرم الحرام سال یک هزار و دصد و هفتاد و نه از هجرت
 سید الانام صلعم از جانب ملک غربی اتفاق ورود در بلده میراث و شرف
 شدن بجالس عزای جگر گوشه سید الانبیا خاتم آل عبا علیه التحیه و الثناء افتاد
 بعضی از برادران و دوستان نیکو طبع خاصه برادر باجان برابر با فاعلم و هنرمندان
 ستوده سیر محسود امانل و قرآن شمع جمع اخوان سید ازلی ابن عم محترم مرحوم
 سید مهد علی اعلم الله تعالی بالالطف الخفی و الجلی از قبل حسن الدینی که باین
 منزوی را و بیچهره ای و معترف بکثر فرزبانی داشتند بر آن آورند که بر رسم
 شعراے حال کهنه که نظم مناقب و مصائب امیر اسلام خوانند بنزدی گفته اند
 چون من زبانیت دراز تا تبرک شعر و شاعری نفست فرسی که در ایام ربیعان
 شباب خاطر بدان مولع بوده است گفته ام زیرا که این کار با تشویش مجامع
 و نان و خدمت امر او فرماندهان زمان راست نیاید گفتم چگونه اینکار صورت
 بند و مقصد مبصنه بشود آید که تا بوده ام بلغت ارد و مصر اعی بر هم نیافتم ام
 در چنین شکستگی و بستی و دملولی و خاطر مشغول طعی مرحله مرثیه و سلام که
 دشوارترین همه انواع کلام ارد و دست قدم اول نتوان کرد آخر الامر معذوره
 نداشتند برای دل شان را سلا می چند گرد آمد و درین سفینه ثبت افتاد
 بر عایت مناسب رساله دار السلام فی آثار الامام علیه الصلوٰه و السلام
 تام کرده شد ماول و متوقع از بالغ نظر ان فضل و کمال آنکه بعین رضا ملحوظ

گرد و خورده بران نگیرد که مارا جزین مختصر بار دوسر و کاری نبوده است
 و انصاف که با وجود عهد میرزا سئ با توقیر و سیر لکهنوی آد اعر الله
 تعالی ایامه که درین شیوه بقایت بی نظیر او فتاده است مدعیان
 فصاحت ارد و از دسلام و مرثیه درآمدن خنده بر ریش خود کردن است
 الحق که بهتر از نتوان گفت لیکن چون غرض با دیگرست و سعادت و مداحی
 حضرت در جمله زبانها با عبارات دقیق و رکیک برابر و التماس عزیزان
 چنانکه رفت سربار تفسیر زلفت امید از فضل خدای تعالی آنت که
 شرمساری نخواهم کشید

دیباچه دوم از مصنف

این بیک چند است در مرثیه و مدحیه جگر گوشه سید الانام علیهما السلام که
 بر نعت عوام آزا سلام خوانند با آنکه کلاک طائوس خرام فوتانی
 در شوره زازارد و کم خرا سیده است و جز بر دیبای مظر ز طراز داری
 بال نمشوده همانان براسه منکران این معنی که فغانه در زبان ارد و خلاصه
 کلام این قسم دستی ندارد اقامت بیتنه کرده شد. هر که اثر از خایست
 گو بردارد و هر چه در دل داری بر زبان آرا انصاف از انصاف پرستان
 آرزوست ورنه مارا نه سرے بار دواست. داننده دانکه در بر کسی
 که همه عمر درین فن بسر برده و شهاب روز آورده و نان از پهلوی این خورده
 باشد سخن گفتن و از و پیش بردن کار بر کام و زبان نیست الله تعالی
 این موضعیت راره سوے ربانی دبا و بمجد و آله الامجاد و سر حجه الله و
 احرار انصف و هکذا عَضِبَ اللهُ عَلَیْهِ اَعْتَسَفَ بعض ازینها

در ربیعۃ الآخری ۱۲۸۵ھ گنتہ و نوشتہ باذکرین شہر ولی عصمہ اللہ تعالیٰ
دادہ آمدا اللہم اجعلہ ذخیرۃ لاخری و اوخری ہمہ السلام

روایتِ اہل

طوطی ہون بستان شناسے امیر کا
بحر کرم ہے ہاتھ جناب امیر کا
مالک کیا کبیر نے ملک کبیر کا
دیکھا جو شمشعہ کف پائے امیر کا
خیبر شکن منور ہے زور تیر کا
آنکھوں میں ہے جلال جناب امیر کا
سائل سوالِ سنج تھا نانِ نظیر کا
کیا ہم کو غم ہے صور کے شور و غیر کا
گر ایک تھے نہ حضرت ختمی و مر تضحیٰ
سایہ ہوا نہ انجم مرسل کا جلوہ گر
مدحت طراز شیر خداے جلیل ہون
زندہ کو مردہ مردہ کو زندہ جو کر دکھاے
چو سے لبِ نبی تو ہوئے مائل لبین
دوشِ نبی پہ دستِ خدا نے رکھا قدم
گویا نگینِ مہرِ نبوت کو اشتیاق
آدم سے پہلے خلقِ مدگار ہر نبی
آسان تھا ایک دن در خیبر لوکھاڑنا

نقطہ

بلبل کو داغ ہے مری نگینِ صغیر کا
سرچشمہ ناخون میں ہے ابرِ مطیر کا
کیا غم ہے کو ان کے قلیل و کثیر کا
چہرہ بگڑ گیا مستدیر کا
بابِ علوم نسخہ ہے علمِ خیر کا
دے جامِ ساقیاے خمِ غدیر کا
مالک کیا علی نے قطارِ بعیر کا
نشرِ رسا ہے بادِ چشمِ غدیر کا
کیون سایہ مقدم تھا بشیر و نذیر کا
منظور تھا جو فقد علی کی نظیر کا
خامہ میں رنگِ ڈھنگ ہے پرواز تیر کا
بندہ نصیر کیونکہ نہوا اس نصیر کا
شکر کے گھولنے ہی سے ہر لطفِ شیر کا
صلِ علی محلِ شبِ گردونِ سریر کا
تھا بوسہ خطِ کف پائے امیر کا
دیکھو تو کب سے سلسلہ ہر میرے پیر کا
مشکل تھا تو ڈنا کبھی نانِ شیر کا

مَظہر ہے ابروئے عین علی کا ذکر
 گریب خاصیت پہ ہوا مادہ عدل شاہ
 ہے فرش بزم عدل میں کتا کا آستر
 پیوند تک نہ دامن والا کو تھا نصیب
 طغرائش مثال شفاعت ہیں مصطفیٰ
 کارہ ہر ایک نغمہ سے تھے گوش حق نبی
 مہر علی پر کرتے اگر اتفاق لوگ
 ہوتی جو دیر صنیف کو روتے تھے زار زار
 نام ریا بھی ہو تو اسے کبھی پاپ مال
 مدح شمایل شر و الا کا شتمہ ہے
 ہیں پنجب تن مقرب اللہ دیکھ لو
 کیا چشم غیب میں تھی کہ کرتے تھے قتل ہے
 عاصی کی قبر میں ہوئی جب آمر علی
 رو باہ بازیاں نکراے سگ صفت عد
 شاید اسی سبیل سے پونچھتے ہیں روح
 بستر پر کے ناو علی لیٹا ہوں میں
 اور آتش غضب ہو جو بالفرض مشتعل
 شاہ تو وہ شجاع بطل ہے کہ لاف تا ق
 کس کس جگہ سے آتے ہیں ارباب حجاج
 بے عرض حال منتظر چشم لطف ہوں

دیکھو ہلال آج ہے عیدِ عسیر کا
 رشتہ جلے نہ شمع میں تارِ حسیر کا
 ابرہ ہے آسپہ معذراہِ منیر کا
 دامن نہ دیکھ سکتے تھے خالی فقیر کا
 ہے دستخط ضرور جمل پر وزیر کا
 تھا زمرہ پسند یتیم و اسیر کا
 ممکن نہ تھا وجود میں آنا عسیر کا
 اے ذوالمنن گناہ کجبل کر فقیر کا
 تھا اس لیے پسند بھونا حصیر کا
 ہے ہو بہ ہو مداد پہ جو بن عسیر کا
 مفہوم ہے یہ انگلیوں کا اور لکیر کا
 ہوتا تھا جسکی پشت میں لطفہ شیر کا
 منہ دیکھتی ہی رہ گئی منکر نکیر کا
 شیر خدا ہے نام مرے دستگیر کا
 ممنون ہوں تیز گامی عسیرِ قصیر کا
 ہے اس کلام پاک پہ کیا فقیر کا
 دوزخ میں بھی عذاب نوزِ مریر کا
 تمغا ہے تیرے بازوئے اقلیم گیر کا
 شہرہ ہے خلق میں تے در کی صریر کا
 واقف ہے تو سرا کرِ تمسیر کا

باقی جو دوست و ہونڈی جا میں تو دو نشان

پائین بوترا سے مدفن حقیر کا

تصور ہے شتاے عارض شاہ شہید اکا
 ہے بین السطر پر عالم خیابان گلستان کا
 پھر اُٹا مجب سرنی دریا ہماری حشیم گریکا
 معاذ اللہ کیا مذکور یاں فغفور و خاقان کا
 عجب محشر ہے قصہ عزت شاہ شہید اکا
 شہر مظلوم نے اللہ کتنے تیر کھائے یں
 کہا شہ نے زین فرمان دار اقلیم شہادت ہون
 غم شیرین دریا بھی گرم اشک ریزی ہو
 گلوے سرور دین سے صدا آتی ہو داویلا
 نہو تا اگر سفینہ اہلبیت مصطفائی کا
 مدینہ میں جواول بوسہ پروردہ پیر ہفتا
 قناعت کی نہ منع آب و نان پر قہر تو دیکھو
 قطار اونٹوں کی دی سائل کو جسکے جدا مجھ نے
 صدا لے نالہ زنجیر عابد جب ہوئی ظاہر
 غلط کہتے ہیں جو حیدر کو مطلق شیر کہتے ہیں
 علی اکبر عجب نام خدا زیبا شامل ہے
 قبائے جامہ زیبی قطع ہو بالائے اکبر
 وہاں صرف اک صلابت تھی لہا لکھن اوزن میں
 کہا قرآن جب رخ کو تو لطف نیکے رہی پایا
 لب دندان میں حیرت ہے اگر کیسے تو کیا کیسے

سلامی صفحہ اپنا تختہ ہو گلزار جنوان کا
 سلامی شلخ نسرين ہو گیا فائزہ خوان کا
 بچے کیا کوئی جب کشتی میں حشر چڑھو طوفان کا
 سلیمان بھی ہو سلمان مجرئی اپنی سلیمان کا
 لگا کوفہ میں میلہ مجرئی سرے عریان کا
 کہ روضہ کے درختوں میں بھی پھل لگتا پوکاں کا
 ہو پر خون چہرہ طغراے شغریٰ فرمان کا
 حباب بحر پر ہے عین عالم حشیم گریان کا
 کوئی ہے مزا پونچھے دم ششیر بران کا
 محبوب کیا ٹھکانا تھا غریق بحر حصیان کا
 وہی سینہ ہفت تھا کہ بلایں تیر باران کا
 کیا سر بھی قلم بذاتے سادات عمان کا
 ہزار افسوس اُس سو کام لیں اشتراک کا
 قدم بوسی کو آیا قافلہ ظالمین کا
 وہ وحشی بد نستان کا علی ہر شیر نڈان کا
 فرشتے دنگ ہیں اس حسن کو کیا ذکر انسان کا
 کہ ہر تار نظر سے حور کے بخیہ گریان کا
 گرے چاو خجالت میں کیونکر ماہ کفان کا
 کہ خال عنبرین نقطہ ہو گویا نون قرآن کا
 پرانا ہو گیا مضمون دروعل پخشان کا

وہ خاص انداز مداحی دکھالے طبع نام آور
 رُخ پر نور ہے یا نور یا دالشمس جو کہیے
 دو ابرو قلاب تو سین اور نوں کننا بھی ممکن ہے
 جسے لب کہتے ہیں شاعر نہیں لب لب ہی شے ہے
 ہمیشہ ملم فیاض کو لبیک کہتے ہیں
 اولوالالباب شیدا ہیں کہ لب لب عالم ہیں
 کمر تر آئی ہے اگر شک ہے حد دکن لو
 زبان حق میں مہبط خانہ ختم رسالت ہے
 کنایہ حیدر و زہرا سے جو بحرین قرآن میں
 علی سے حق کو پہچاناسی اسم سے سمجھے
 طواف و حکم حج آقا کے قدموں کی دولت ہے

پونج جائینگے باکی گرتے پڑتے ہم بھی جنت میں
 اگر اتھ آگیا گوشہ شہ مردان کے دامن کا

دشت ویران میں سراپردہ والا اُترا
 زخم کھا کھا کے فرش سے شہ والا اُترا
 حسن بقصویر عیب بر کا وہ نقشا اُترا
 اسی منہ سے تجھے تھا دعویٰ حسن اکبر
 شکل اکبر جو کھنچی دست ہنر چوم لیے
 رہ گیا رشک کتب پاسے بقدر ناخن
 تری آواز پہ مضمون کا ہے معین ای کلک
 فیض حیدر سے بخت کو گئے بکشتی پل

محبس رنی شور ہوا نور کا دریا اُترا
 لے فلک خواہش اُمت کا تقاضا اُترا
 چشم ببل سے جمال گل رعنا اُترا
 بردیکھ آئینہ خورین کہ چہرا اُترا
 پھر نہ اس شکل کا نقاش سے نقشا اُترا
 کس قدر ماہ جانا تاب کا چہرا اُترا
 کیا یہ افسون میں کہ پریونکا اکھاڑا اُترا
 ہم نہ دریا ابھی اُتے تھے کہ دریا اُترا

نام حیدر دل مومن یہ منقش ہے مدام
 زندگی تلخ رہی گھٹ گئی جان شیرین
 جب تلامذہ زلفِ شہِ ابرار کے ساتھ
 غل ہوا قائمہ عرش کو چھو آئے علی
 خونِ مین تر ہو کے گل گلشنِ جبرائیل ق
 صبر کا سید معلوم کو یا رازِ راز
 کہا زینبؓ نے کہ قربانِ تمہارے خواہر
 رہ گیا اگر سہ و تہنہ محمد کا خلف
 علقمہ ساتی کوثر کو تو کیا دیگی جواب
 روزِ عاشور تن اُنکار ہا تنہا عسکران
 دستِ اُمت سے وہ کھاتے تھے پل تیر ویکے
 ذوالجناح خدنگ آہنگ پر شبیرِ چڑھے
 دھوپِ مین لاش رہی جانِ دل نہرا کی
 کٹھن جس وادی غم میں نہ رسول کو قدم
 شاہ کہتے تھے تیر تیغِ ستم واہ لے عشق
 بار ہا ماتم سرور کے لیے مقتلِ مین
 لے فلک نف تری گردش پہ کیا نہ بیسے
 کیا قیامت ہے کہ اسپر بھی قیامت نہوئی
 کیا غضب ہے کہ ہوا خوانِ شیطین کا ہجوم ق
 جنگی تعریفِ مین قرآنِ فلک سے آیا
 ہائے اُنکے سراطیم سر پہ ردائیں زمین

اسی خاتم کے لیے ہے یہ ٹکینا اُترا
 چو بدستی سے نہ اس طرز کا چربا اُترا
 نصفِ مین ربعِ نہ پھر عنبر سارا اُترا
 دوشِ مختار سے جدم مرا مولا اُترا
 حشر کا خمیرِ تطہیر مین نقشا اُترا
 خود بخود برقِ مبارک سے علما اُترا
 بھائی کیون کرڑھے ہو صد شکر کہ صدقا اُترا
 قومِ موسیٰ کو فلک سے مین سلوی اُترا
 حلقِ شبیر مین پانی کا نہ قطرا اُترا
 خلد سے جسکے لیے عید کا جوڑا اُترا
 بار ہا جسکے لیے حلد کا میوا اُترا
 گردِ پھرنے کے لیے عرشِ معلیٰ اُترا
 کیون زمین پر نہ تو اے سایہِ طوبیٰ اُترا
 اُس بیابان مین محمد کا نواسا اُترا
 شکر ہے بوجھِ مرسر سے خدایا اُترا
 ہو دوح کا جسرہ و مریم دحوا اُترا
 اربعین تک نہ محمد مین جن مولا اُترا
 خنجرِ کین سے سرِ سید والا اُترا
 جن سرا دق مین نہ بے اذن فرشتہ اُترا
 جسکی تطہیر مین تطہیر کا آیا اُترا
 ہائے اُن کے درِ تقدیس کا پنا اُترا

ہائے ان بی بیوں کو تو سیر باز پھراے
 مور تھے کر دیا حیدر نے سلیمان حبکو
 وہ در انگشت پہ حیدر نے لیا واہ لے زو
 کیا بزرگی ہے ثوابِ عمل جن و بشر
 آئے حیدر تو یہ دی شام کو ہاتھ نے نہ
 کوہِ جود دی تک آنا کبھی ہو تا نہ نصیب
 دُوب کر خون کے دریا میں پکارا یہی حُر
 سرسردار جو انانِ جنان تھا سرِ رمح
 آگے آلودہ رہا کچھ نہ سنوارا دروا
 دامنِ رحمتِ غفار نے ڈھانکے طغیان
 حبِ حیدر سے کھلے جو ہرِ خلاص دلی
 آئے شبیرِ زمانے میں تو ہرست تھی دھوم
 خلق بے شیر کا تا کا تھا سنگر۔ نہ تو کاش
 کھل گئی خلق پہ ماہیتِ اربابِ وفاق
 بحر میں شورِ ناجب سے اُترنا چڑھنا
 گئے دریا میں بھری مشک گر لاند سکے
 راہِ جنت میں تھا دریا سے شہادتِ حائل
 آستین جب علی اکبر نے چڑھائی زمین
 رن چڑھا تیغ پہ دریا ہوا خون کا جاری
 منہ ب اُسکی جو پڑی کاسے سر جو رہوئے
 عظیم آہِ مہمانِ سزاوارا۔ ٹٹھے

ق

اے فلک جبکا زمین پر بھی نہ سایا اُترا
 شیشہ دل میں پری نکلے تو لا اُترا
 جکار ستم سے نہ زنجیر کا حلقا اُترا
 پلے ضربتِ حیدر میں نہ پورا اُترا
 اُٹھ کے تسلیم کرو چرخِ عیسیٰ اُترا
 جودِ کرار سے اے نوح سفینا اُترا
 یا علی پارِ کرم سے ترے بردا اُترا
 جس طرح نورِ سرِ طور تجلے اُترا
 سخت حیرت ہے کہ کیوں خاک کا پتلا اُترا
 یا تو طوفان تھا ابھی یا ابھی دریا اُترا
 اس کسوٹی پہ کھرا قلب کا سونا اُترا
 اسد اللہ کے گھرِ عرش کا تارا اُترا
 کیوں کمان بن کاہل کا جیسٹلا اُترا
 نہر میں جب شہ لب تشنہ کا شیدا اُترا
 کسی دریا میں کب اس شان کا سقا اُترا
 آبِ دریا سے نہ پیشانی کا لکھا اُترا
 کہ ٹٹھے ہاتھ تو عباسؑ وہ دریا اُترا
 پنجہ مہرِ بھرا اور یہ بیضا اُترا
 کبھی بڑھ بڑھکے گھٹا اور کبھی اُٹا اُترا
 بلکے جن جب وہ چڑھی لشکرِ اعدا اُترا
 گنبدِ چرخِ جہان گرد کا سینا اُترا

ہے دلا بحر روان طبع روان شاعر
مان نے قاسم کی مرادوں سے جسے بانہا تھا

جو ش آیا تو سپر تھا اور چا اتر اتر
ہائے تلواروں کی کٹ کٹ کے وہ ہرا اتر

پھر تو مر کر بھی وہاں سے نہ نمون گایا
اگر بلایں اگر اک قریب سے جا اتر

ردیف ب

مجرئی کتے تھے شہ اشک بہانا زینب
جس قدر بھائی کو ہے رنج فراق آپکا آہ
نزعہ اعدا کا ہے اور سامنا تنہائی کا
پرین مجبور ہوں ایک امراہم ہے ہمیش
جہان جاتے ہیں نہ قاصد کوئی پہونچے نہ پیام
چین مسم کو نہ ملا بعد رسول الثقلین
امت جدیدہ نہ نفس رین کبھی کرنا حاشا
لاکھ بیداد و ستم جو رو جانا ہو جائیں
لاڈلی کو مری چھاتی ہی پہنید آتی ہے
جب نہ ہلائے کسی طرح سکی نہ بھلے
آہ کس منہ سے کون مکرے جگر ہوتا ہے
تم کو بجا میں گے بے پردہ و عمل تا شام
میرا نسر ز ند جو ہے عابد بیا جو سترین
نہ رد اچھوڑینگے ظالم نہ نقاب آہ دروغ
بنت زہرا ہو مرا حال بھی ہے پیش نظر

فاتحہ بھائی کا پانی پہ دلا نا زینب
اُس کا اللہ ہے خود عالم دانا زینب
تھا مناسب یہ تھیں چھوڑ کر جانا زینب
امت جد کا جو دوزخ سے بچانا زینب
یاد بھائی کی نہ تم دے کسے بھلانا زینب
کس طرح پھر گیا یہ بخت و نانا زینب
عرش اعظم کو زمین پہ گراننا زینب
پر زبان پر گلہ امت کا نہ لانا زینب
تم بھی چھاتی پسکینہ کو سلانا زینب
سیر شہر سکی نہ کو دکھانا زینب
درہ فرستہ مقہور بھی کسانا زینب
شکر ہر گام پہ کرتی ہوئی جانا زینب
اُسکی تیار کی رحمت بھی اٹھانا زینب
موسے سے کس طرح مجروح چھپانا زینب
لاکھ صدہ ہوں مگر منہ نہ پھراننا زینب

جسکے گردن پر مری غنجر سید ادا چلے قید سے چھٹکے جو ہو جائے دین میں گذر مچکھو پوچھے تو نہ کہنا کہ کیا شمر نے ذبح سیری جانب سے مے شبنو کو پوچھا کہ سلام پھر یہ فرما کے مرض ہو راب وقت ہے تنگ	کین چھے سے نہ باہر کل آنا زینب ہو ہو حال یہ صغرا کو سنا نا زینب اور کچھ مصلحت بات بنا نا زینب تغزیہ داری کے انداز سکھا نا زینب منتظر ہیں مری فردوس میں نا نا زینب
---	---

بعد شہر کام نہ تھا غنیر کا کچھ باکی نہ
بھولی تا مرگ نہ مقتول کا فنا نا زینب

روایت

نہ کوئی نبی ہے پیبر سے بہتر سب اچھے سے اچھے ہیں بہتر سے بہتر نہ سرد درسا کوئی سرد سے بہتر ہے سیاب کب جان مضطر سے بہتر سلامی نہیں کوئی حید سے بہتر بچا نہ جانے جلنے سے دل بزم شہ میں نہ منتظر ہے تجھے سنکر در ہے عشیم آخرت گر غذا ہے بشر ہو نہیں بے عملے تا محمد رسانی غلامان حیدر میں خاقان سے افضل عمر سے کما شہ نے سنا ہے غافل اگر زرد روئی نہ ہو روزِ محشر	نہ آل اُس کی اولاد اطہر سے بہتر یہیں سیکڑون میں ہیں بہتر سے بہتر نہ لشکر کوئی شہ لشکر سے بہتر یہ آتش سے بالا ہے اختر سے بہتر کیے سیکڑون جس نے کتر سے بہتر یہ بجی ہے شمع معنبر سے بہتر رہی نصیب عین نفع ہے جر سے بہتر مری راے میں ہے نزع فر سے بہتر گزرنا دینہ میں ہے در سے بہتر گدایان سلطان ہیں فقیر سے بہتر تھے واسطہ خیر ہے شر سے بہتر جو تیرے لیے خرمن زر سے بہتر
--	--

سمجھ دل میں رہے کی حکومت نہ ملنا
 ہے پانی کی بندش مرے واسطے کیوں
 اگر عزم فاسد میں نافہم تیری
 ماسر ہوں مہمان تشنہ دہن ہوں
 میں ہوں کون سب تم مجھے جانتے ہو
 ہے نام خدا مرتبہ دان خالق
 زمانے میں جتنے رسل ہو گئے ہیں
 وہ ہی بہترین جیسے خلایق
 نہ بابا کوئی مسیح بابا کا ہمسرہ نہ
 بتا تو کوئی ہے برادر حسن سا
 اگر چشم حق بین سے دیکھو نہیں ہے
 ہماری کینزوں کی نفسین الحق
 اگر لاکھ مالک ہو تم گنج و زر کے
 تراب قدم خادموں کی ہمارے
 وہ ہیں مہم کہ ذرہ کو اک دم میں گردین
 بلا فخر و رازے کا اپنے سائل
 مٹا ہو گا سلمان تھا اک اپنا بندہ
 شمیم سر زلف شہسب رہی ہے
 ترا جہلوہ اے ماہ بالکل عبث ہے
 کمان زلف پُر چین کمان خال مشکین
 دکھا کر تو رکھتا ہے وہ مستربالا

ہے محسوس روزِ محشر سے بہتر
 نہیں غلغلتہ عرض کوثر سے بہتر
 نہیں ہوں میں کل خلقِ داود سے بہتر
 مسلمان ہوں اور قومِ کافر سے بہتر
 گھرا نا نہیں کوئی اس گھر سے بہتر
 ملا جد بھی ایسا مستدر سے بہتر
 اقل سے کچھ افضل کچھ اکثر سے بہتر
 فقط اک خدا ہے پیر سے بہتر
 نہ مادر کوئی مسیری مادر سے بہتر
 دکھائے کوئی عزم و جہد سے بہتر
 کوئی شاہ بھی اپنے قبر سے بہتر
 ہے بلقیس کے تلج وافر سے بہتر
 نہیں رتبہ میں کوئی بوذر سے بہتر
 ہے اکیر کبریتِ احمر سے بہتر
 اگر چاہیں خورشیدِ انور سے بہتر
 ہے فرمانِ وہفت کشور سے بہتر
 سلیمان سے اعلیٰ السکندر سے بہتر
 سیاہی ہوئی مشکِ اذفر سے بہتر
 کوئی شہ نہیں تجھ میں اکبر سے بہتر
 کمال کے تھے شیر و شکر سے بہتر
 کہ تھا سرِ باغ و صنوبر سے بہتر

مگر حیف اٹے خاک میں روئے مقتل
 میں بخت دل و اشک شہ کی عزت میں
 اگر دامن تر کو ہے پاک کرنا
 وہ اک آب شور اور یہ جھٹکے چشمے
 پسندِ عزائے غم شہ کی خاطر
 سرشہ ہوا تھا قتل کر بلا میں
 نہیں ہے اُترنے کو بحر گنہ سے
 اگر تربت شہ پہ ہوا اشک ریزی
 نشانِ حصیر مجالسِ محبوب
 یہ زالِ جان بھی ہے کیا ہی شعب
 نہ خوفِ مظالم نہ داغِ درم
 غم شہ میں روتی ہے تصویرِ سنگین
 ہے یہ صورت آراے گنجِ شہیدان
 پر نہ ہو کب رخسار شہ کے مقابل
 اگر جست و دو میں ہے بجلی سے جڑھک
 حسین ابنِ حمید کا مقتل میں جدم
 یہ کہتی ہے ڈھالوں سے شمشیرِ حمید
 وہاں جراحات ابنِ علی میں
 کہا شہ نے دشتِ شہادت کی ریتی
 صریح شہ دین پہ طغرِ سما ہے
 تباہی میں آئی تھی امت کی کشتی

وہ گیسو کہ تھے سنبل تر سے بہتر
 وہ یا قوت سے اور یہ گوہر سے بہتر
 ماوا نہیں دیدہ تر سے بہتر
 بین پر اشک آنکھیں سمندر سے بہتر
 کوئی شے نہیں دے لکے جگر سے بہتر
 ہے طے کرنا اس راہ کا سر سے بہتر
 کوئی گھاٹ گریے کے مغز سے بہتر
 یہ چادر ہے پھولوں کی چادر سے بہتر
 ہے تن پر قبائے مشجر سے بہتر
 ہے بچا ہی ایسے منوگر سے بہتر
 ہے مرتے ہی مفلس تو نگر سے بہتر
 عجب گر نہ انسان ہو پتھر سے بہتر
 مرا کلکِ صفت ہے آذر سے بہتر
 کہ افزون ہوا سے ہر صر سے بہتر
 تو کاوے میں از چرخِ خضر سے بہتر
 نہ تھا کوئی تیغ و سپیکر سے بہتر
 نہیں تم ہو جبریل کے پر سے بہتر
 تھی خوشبو نسیمِ معطر سے بہتر
 ہے سیف و راسخس کے بتر سے بہتر
 درون سے برون اور باہر سے بہتر
 نہ لنگر ملا شہ کے لنگر سے بہتر

پے تیغ ہنسی کا خطا شہ نے پایا
 عجب باب تھا بابِ علمِ پیر
 نہ معصومہ ہے کوئی مانسہ زہرا
 رہے پردہ امت کا کہتی تھی زینب
 جگر تھام کر نفسِ اکبر پہ شہ نے
 مرض یہ نہوگا مسیحا سے اچھا
 کہا شہ نے وقت شہادت کہ باشد
 پینک پانی چلو سے عباس بولے
 رہے وہ تو پیاسی مین سیراب حاشا
 کہا شہ نے دنیا مین کوئی نہ ہوگا
 اگر ہوئی بالضرر کر تا خدا وہ
 رکھا تاجِ تسلیم سرور نے سر پر
 باین غور و سالی باین تشنہ کامی
 یہ کہتی تھی صفرا لکھون شہ کو عرضی
 کسی اور قاصد کی کیا ہے ضرورت
 جو قصدِ نجف کا تو مانع ہے گردن
 رہا اس لیے ملتوی قتلِ عابد
 ازل سے اب تک نہ پایا گناہ کو

ق کہ تختِ سر ہوئی ہے سطر سے بہتر
 کہ سب کچھ اُس پاکِ مصدر سے بہتر
 نہ کوئی بشر اُس کے شوہر سے بہتر
 ہے عریان سری مجھو مجھ سے بہتر
 کہا مرگ ہے حالِ ابر سے بہتر
 جراحات نہ ہو یہ رفوگر سے بہتر
 نہیں کوئی آبِ آبِ خنجر سے بہتر
 نہیں ہے تو کوثر کے ساغر سے بہتر
 مری جان نہیں شہ کی دختر سے بہتر
 وقادارِ حُسد لاور سے بہتر
 کوئی شہ پیر اور برادر سے بہتر
 یہ مہر ہے تو ہے کے مغفر سے بہتر
 لڑا کون دلبند شہر سے بہتر
 ہر اک نقطہ ہو غم کے دفتر سے بہتر
 مرا مرغِ دل ہے کیوتر سے بہتر
 دکھائے کوئی درجہ اس در سے بہتر
 کہ قطعِ نظر صیدِ لاغر سے بہتر
 ہن کوئی حلقومِ صغر سے بہتر

مین کہنے کو باکی سخن ہزاروں
 کوئی لکھ تو دے نظمِ مستر بہتر

روین

مجرئی مدح شہر ابرار میں ہیں مہینہ اہلیت اختیار میں وصف رنے اکبر گرو لکھون یا وہ ہے بیداری اہل حرم آنکھ سے جاری ہیں ہم اشک گرم ذات واحد کی قسم شہ ایک تھے قطع بر کرتا ہے جو سوئے نجف یون ہیں میری نظم میں وچسپ لفظ سُنکے ہو جاتے ہیں خاکستر حوسہ کیا قیامت نغمہ قفا لے عنایب سکے خالص کجا زہیق کجا احمد رسل کین حیدر کین دیکھیے کب گرم ہو باز ار حشر	گلستان ہے گلشن طومار میں ہے تفاوت میں اور دار میں گر مارت ہو خط گلزار میں خواب کیا ہو دیدہ بیدار میں لگ رہی ہے آگ ریا بار میں خاندان احمد مختار میں ہے رب الکعبہ ابرار میں خوشنا جس طرح موتی ہار میں کتنی حیرت ہے مرے اشعار میں پڑ گئے چھالے تری منقار میں فرق ہے کرا اور فرار میں رو ہے ہیں شاہ کو دہار میں ہے متاع حب حیدر ہار میں
---	--

بانی مغموم کی لیجی خبر
کیا کسی ہے آپ کی سرکار میں

نبی کیسا تھے عفت میں کرم میں جاوین فرمیں نظیر و مثل و شبہ و ثانی ائمہ نہیں ممکن جمال و طلعت و حسن و رخ احمد کا جلوہ ہو لذات و لذت و طعم و حلاوت ہو اسی لب کی انہیں کا فیض ہے آوازہ ہو سکھ ہو ڈنکا ہے کی بیشی تفاوت فرق سرور کو نہ تھا مطلق	رسل میں انبیاء میں اصفیاء میں خلق اور میں شرف میں معجز شوق القمر میں نور میں زار میں نبات انبش میں پودوں میں نور میں حد اکبر میں شکر میں آب حیوان میں نمک میں قند عسکر میں جان میں گنبد فیروزہ گون میں بحر میں بر میں حسن کے لال میں عباس میں اکبر میں صغر میں
---	---

ہوئے رونے سے یا قوت و رول و لعل گہر پیدا
 خوش و خوش و جزو ہوشہ کی تشنہ کامی سے
 تلاطم ہے شغب ہو شور ہو غل ہو اسی غم سے
 غم شہ میں بکا ہو نالہ ہو شیون سے زاری ہو
 نہیں موج و ثنا و وصف و ذکر شہ کی گنجائش
 سیہ پوشی ہو رخسہ ہے مکی ہے جامہ تاری ہو
 مرہ سے آستین کو چشم سودا من سے طوفان ہو
 زبان ہو پر سش مشر ہے شامت ہو خسا ہو
 پاؤ کو فہر لغت ہو سے تعشے لغزین ہو
 زیارت سے علی کی چین راحت و وقستی ہو
 ہمارا سہم ہے سرخیش ہے حصہ ہو قسم ہے
 ریح عشق صاف حب ہم کو ٹرے دین ہو
 نبی کا عشق مہر مرقعی ذہا تقا پر ہے
 مساوی ہے لطف و سوز و گداز و گرمی ماتم
 نہیں ہو زور و رعبت قوت و ضرب و گھصیر
 نشان ہے پیچہ و دست و پے و انگشت و لاکا
 علی موسی و ذوالقرنین و ایرائیم و عیسی تھے
 دل و دست و جلال و جرات حیدر کا شہر و تھا
 بڑھی چکی چلی چکی علی کی تیغ آتش دم
 لگائی آگ اٹھایا حشر آزمائی خاک پھونکوں
 در آئی چھپ گئی جیٹی اٹھی اندر سے چالاک کی

قبا کی آستین میں جیب میں من میں بستر میں
 سحاب ترین ہم میں بحر عمان میں سمندر میں
 زلال خضر میں سفیر میں دھرم میں کوثر میں
 ملائک میں بنی آدم میں قوم جن میں پھر میں
 زبان میں ناطقہ میں خاموش کلین میں دفتر میں
 مرکب میں قلم کے سینہ میں سطرون میں سطر میں
 ہوا میں بادبان میں کشتی جاری میں لنگر میں
 حشم میں مال میں تخت کیاں میں تاج حصر میں
 نصرا میں جو دون میں مغول میں قوم کافر میں
 دوا جان و تن میں قبر میں جنت میں معشر میں
 ارم میں گلشن فردوس میں جنت میں کوثر میں
 سیو میں جام دل میں شیشہ ایمان میں ساغر میں
 دل مقدس میں عارفین میں سلمان میں بوذر میں
 دل بقیاب میں سیلاب میں اخگر میں بحر میں
 نریان میں لشن میں رستم دستان میں نوز میں
 عذار و یون در میں حبس میں کام آذر میں
 انامل میں غلظت میں دعوت عالم میں تھوکر میں
 سپہ میں ہفت جند اللہ میں احمد کے لشکر میں
 احد میں بدر میں ہنگامہ خندق میں خیبر میں
 بدن میں سبیر کیمین میں اعضا میں لشکر میں
 رواق جسم میں قعر حکم میں فرق میں سر میں

سرا سر ہو گئے تاراج عقل ہو شمع جان دل
 پایا خون دم لیے جو ہر دکھائے اگلے لعل اُسے
 نہ تھی طاقت نہ تھی برش نہ تھی جنبش نہ تھی تیزی
 جسے خیر اُسے تارک پہلے دھستے پچھے کشتے
 یگانہ تھی وحید العصر تھی کامل تھی کیا تھی
 خطر ہی خوش ہے فرہر اثر ہے آجک اس کا
 کہا صغرا نے حرمان پر بلا ہی غم ہی فرقت ہے
 علمدار کیا تھے جبار تھے صغدا تھے نامی تھے
 نہیں رنگ شمیم و عطر بے کا کل اکبر ق
 نہ اس لب کا مزار نے لطف نہ قوت نہ گویائی
 نہ یہ تیور نہ یہ چون نہ یہ آنکھیں نہ یہ پستلی
 نہ اس فرگانی تیزی نے غش نہ کوکے کاوش
 و جاہت شکل طلعت صورت زیبا ملاتے ہیں
 یہ شیر ایسا نہ ماہ ایسا نہ فور ایسا نہ شاہ ایسا
 خلق دلخ آہ سوزان در و بھران چھوٹے جلاتے ہیں
 روش دم جست چالاک کی کمان اکبر کے توسن کی
 رقم تھا تسلیم قیدی حرم افراط غم غربت
 رہا نقش و نگار و رنگ لون خون شہر رسول
 سعادت سے کراست ہے شفا ہے بے جنت ہے
 نبی کہتے تھے خلق وجود و احسان و سخاوت ہے

سر سرکش میں مغربے خرد میں صد میں بر میں
 زرہ میں روشن فولاد میں خفا میں مغرب میں
 کمان میں تیر میں تیغ میں من نوک خنجر میں
 روش میں جلوہ ستان میں پل میں دم بھر میں
 عدد و سوزی میں کہن قری میں فری میں جوہر میں
 تصور میں دل جبریل میں آنکھوں میں شہر میں
 نوشتے میں خط قسمت میں طالع میں مقدر میں
 یون میں سرفروشوں میں ہزار دن میں بہتر میں
 بنفشہ میں سن میں سنبل چان میں عنبر میں
 غسل میں قد جان پرور میں ذلکریں شکر میں
 قمر میں مشتری میں نیل اکبر میں صغیر میں
 سروی میں چھری میں خضر دمان میں نشتر میں
 حسن میں حید صفدر میں سر میں پیر میں
 زمین میں آسمان پیشش جہت میں ہفت کشور میں
 پدر کے دلیں بہنوں میں حرم میں جان مادر میں
 صبا میں آہوے ناتا میں بکلی میں مصر میں
 صحیفہ میں حبیب شاہ میں فرمان میں محضر میں
 سان میں تیسر میں شیر میں بال کبود میں
 کلس میں قبلہ شیر میں تربت میں چادر میں
 علی میں حضرت شیر میں زہرا میں شہر میں

دیکھا سب رسا جو شہر ولا قسمت طبعی ہے

فرزوق میجن من باکی شاکلی من قنبر من

اے مجھ کو کھلے گل اسمر کمان کمان
ہوتے ہیں ذکر خندق و خیر کمان کمان
حمد خدا میں نعت میں مدح المہ میں
بعد اذین دمشق میں بصرہ میں کوفہ میں
ریگ طیان میں بادۂ غم میں دھوپ میں
مشہد میں کربلا میں بخت میں یقین میں
شراب میں کاظمین میں کوفہ میں طوس میں
مجلس میں گھر میں تفسیرِ نانا میں وعظ میں
شیشہ میں چشم تر میں صدف میں حجاب میں
مومن کے دلیں آنکھ میں سینہ میں جان میں
مقتل میں آسمان میں جنان میں بن میں
منزل میں قتل گاہ میں رستے میں راہ میں
جار و ب درین دھوپ میں تحریک ہرین
دربار میں حسرا بہ میں زندان میں قید میں
زندان میں دستِ شرمین ویا میں طشت میں
بازار میں ہجوم میں کوفہ میں شام میں
گلشن میں کوہسار میں صحرا میں شہر میں
رفرت میں لامکان میں مکان میں بشت میں
طوفان میں مرض میں مصیبت میں رنج میں
معراج میں حجاب میں دنیا میں دین میں

کھائے تھے شہ نے نیزہ و خنجر کمان کمان
و کھلائے ذوالفقار نے جوہر کمان کمان
قاصر ہے لفظ و خاتمہ دفتر کمان کمان
بیجان ہوئے بتول کے دلبر کمان کمان
مرحبا ہے فاطمہ کے گل تر کمان کمان
درجِ شرف کے کھری ہیں گوہر کمان کمان
مدون ہیں برج نور کے اختر کمان کمان
اس حادثہ سے روزِ محشر کمان کمان
اشکِ غزا کے بنتے ہیں گوہر کمان کمان
دو باغِ حسین کا نشتر کمان کمان
روئے کو ہیں فرشتے مقبر کمان کمان
گر گر پڑی امام کی خواہر کمان کمان
کام آئے جبریل کے شہر کمان کمان
تقی بے قرار شاہ کی دختر کمان کمان
دیکھا سیکھنے سے سراور کمان کمان
سیدانیاں پھری ہیں کھلوسر کمان کمان
جلوہِ مناسہ رحمت داوڑ کمان کمان
معراج میں گئے ہیں پیمبر کمان کمان
لیتے ہیں نامِ حیدر صفِ رکبان کمان کمان
ہدم ہے رسول کے حیدر کمان کمان

مرقد میں جاگنی میں سوال و جواب میں
 تیغوں میں برچھوؤں میں شید و نمین کشتوں میں
 قلب سپہ میں مسکرمین موج بحر میں
 کفان میں روم و لے میں پرستان میں مصر میں ق
 کوئے میں نے شکر میں قراے میں سنگ میں
 دشت فتن میں روضہ رضوان میں چین میں
 کفار میں یہود میں ترسا میں گبر میں
 احزاب میں یوک میں خیر میں برہن
 انجیل میں زبور میں قرآن میں قلب میں
 پتوں میں پھل میں پھول میں شاخوں میں بیج میں
 شرب میں کر بلا میں حرم میں حجاز میں
 آباد میں خراب میں قسیر میں شہر میں
 کوثر میں جوئے شیر میں طوبی میں حوون میں
 بزم عزرا میں قبر میں قتل میں غلام میں
 قاسم کی خواہ گاہ میں جلد میں خیمہ میں
 فزاک میں تنور میں بزم شراب میں

آتے ہیں شاہ دلدل و مقبر کمان کمان
 تھا جستجو میں شاہ کے زعفر کمان کمان
 پونچا اٹھا کے مشک غضنفر کمان کمان
 ہے شوخ حسن عارض اکبر کمان کمان
 پانی بولب کی شرم سے شکر کمان کمان
 پونچھی ہے بوئے زلف مغنیر کمان کمان
 ضرب المثل ہے شمر شکر کمان کمان
 ضرب علی سے زیر تھے شکر کمان کمان
 لکھا ہے نام حیدر صف در کمان کمان
 پونچا ہے فیض ساقی کوثر کمان کمان
 ملکر لو پھرے سے کبوتر کمان کمان
 چمکا ہے ماہ دین پیہر کمان کمان
 ہے شور تشنہ کامی آفر کمان کمان
 صرف بکا ہے شاہ کی مادر کمان کمان
 گریان تھی روح حضرت شہر کمان کمان
 رکھتے تھے بے ادب سرسدر کمان کمان

مکہ میں نیوا میں بخت میں مدینے میں

باکی کو لے گیا ہے مقتدر کمان کمان

سلامی کا دل نگ خارا نہیں

بجز حب حیدر گزارا نہیں

تو بانو نے کیا کیا پکارا نہیں

مصائب کے کھنکھے کا پارا نہیں

اگر لاکھ رگڑ لگا زاہد تو سر نہ

جب اصغر کو جھوٹے میں غش آگیا ق

کہا میرے بچے کو کیا ہو گیا
 ہوئے جبکہ عباس نزم آزا ق
 کسی شیر میں یہ شجاعت نہیں
 ہے اس شیر کا خنک بھی کیا بلا
 عجب برق دم تیغ عباس ہے
 لگی چاٹ ایسی کہ کوئی خندا
 لب بحر گوہر نشان یون ہوئے
 اگر مرد ہو ہم سے پھر چھین لے
 غم شاہ کس سے بیان ہو سکے
 میں کیا چشم اکبر سے تشبیہ و ن
 کہا شہ نے کیا آدے محکو نظر
 سر زلف مشکین شیر سے
 ہے واجب غم شہ میں آہ و بکا ق
 نہ روتا جو منظور ہو حشر کو
 رخ اکبر کا کیا ہو کون کیا اُسے
 کہا حرنے اُدھر کئی اے شاہ دین ق
 ہوا کہ جرعہ سرت عنایت مجھے
 کہا شہ نے اے حرمین نادار ہون
 نے عشق حرجب تک شہ نہ آئے
 کہا شہ نے اکبر سے کیا حال ہے
 کہا اُس نے ہونچ گرا پون آب

حکم تبسم اشا را نہیں
 عدو بھاگ نکلے کیا را نہیں
 کسی اسپ میں یہ ۱۷ را نہیں
 ہوا اسکو کیسے چکا را نہیں
 لگاتی ہے آگ اور شرار را نہیں
 بجز خون دشمن گوارا نہیں
 ہم آئے کسی کا اجارا نہیں
 ہمارا ہے دریا تھا را نہیں
 یہ دریا ہے جھکا کنا را نہیں
 کہ اس ٹھب کا کوئی ستارا نہیں
 کہ نظر و نین آنکھو نکاتا را نہیں
 ہو کچھ شبہ عنبر پر سا را نہیں
 یہ افشا نہ جنگ دارا نہیں ق
 کی چشم کرنا خدا را نہیں
 کہ اس کا کوئی استغارا نہیں
 کوئی جز تھارے ہمارا نہیں ق
 دم نزع پانی سے چا را نہیں
 جو ہو پانی تو تجھ سے پیارا نہیں
 سو سے باغ جنت سدا را نہیں
 تو تشنہ ہے تاب نظارا نہیں
 کہ اب تک بھی عہت میں دارا نہیں

پس از دمک اکبر یہ کہتے تھے شاہ چھنا سینہ ہے لاکھنا سورہین عمر نے کہا شہ سے کہتے ہو کیا لعین شہ سے طنز آیا کہنے لگا کہا شہ نے انصار کو مر گئے کوئی نفس مقتول میں ایسی تھی	کوئی زیت کا اب سہارا نہیں کسی پر عینم آشکارا نہیں کرو جنگ جائے مارا نہیں کوئی یا حضرت صفت آرا نہیں خدا ساتھ ہے کچھ خسارا نہیں کہ سرفالمون نے اُتارا نہیں
---	---

شہا یہ مصنف ہے سائل ترا
کہیں اور دامن پسارا نہیں

پر ہے اشک غم شبیر سے سارا دامن مجرئی ڈھانکتے کیا منہ پر سارا دامن ور رہا بریہ لبلا و نہ سارا دامن یہ گئی کشتی تن چشمہ کی طغیانی سے فکر تھی کون چھپائے گا یہ کار و کعب گل کو نسبت نہیں سرو کے عزاداروں سے بارش اشک میں وقفہ نہ کر لے ابرو کل ہی ہے ہر ترا اور گریبان کفن آبرو آج ترے ہاتھ ہے ملے چشمہ چشم پہلے یہ لافزنی اب یہ نہامت یہ عرق تیرہ دل مٹ گئے روشن ہا نام حیدر دُور دیا ہے نبی خاک پہ کیا کیا لوٹے چشم سے رشتہ و در سینہ سے یا قوت ہوئے	نفع کر دے گا سلامی کا خسارا دامن چاک تھا ماتم شبیر میں سارا دامن چشم گریان ترے صدمے سے نہ ہارا دامن ہو گیا اشک کے سیلاب سے پارا دامن دی صدا شاؤ و غصے نے کہ ہارا دامن دل صد چاک بیان ہو دوا دامن بجھنے کی آنکھ سے کرتا ہے نظارا دامن آج دارائی کا تو رکھتا ہے ارا دامن ابر سے دست و گریبان ہی ہارا دامن اب نہوا بر سے زہار مدارا دامن شمع گرد و نیپے عبث گردنے مارا دامن اٹھ گیا سر سے جو مادر کا قصارا دامن خوب ہی سوزن مرقا کاں تنسوا رادامن
---	--

غمِ شبیرِ مینِ رحمت کا سمان رہتا ہے
 تار تارِ اشکِ عزا سے کیا آنکھوں نے مجھے
 قافلے اشکوں کے دن رات چلے آتے ہیں
 گریہِ فاطمہ زہرا کی صدا آتی ہے
 اخترِ افشان ہو جانِ نعلِ سمنہ حیدر
 دو ذیلیے ہیں ہمارے فقط اے آلِ عبا
 بخنیہ گریستے ہیں ہر پنجہ ماتم کے قرین
 اے سرشکِ غم اور اے پنجہ ماتم بخدا
 کیا ترجم ہے کہ خود شمر سے کہتی تھے حسین
 چشمِ اکبر کا اشارہ تھا کہ ہم دیکھتے ہیں ق
 بوئے گیسو سے گریبانِ قبا مشکین ہے
 کامِ بنجائیں اگر آنکھ ضمانت کر لے
 توڑے گلچین نے گلِ باغِ مینِ چن چنکر ق
 مسکائے اکبرِ سرین تن و سنبل و کاکل
 پردہ بانِ خونِ جگر سے یہاں اشکِ غم سو
 خشک ہوں خجالتِ تردا منی عصیانے
 آؤ اس قصرِ مرد کو گرا دینِ ہسم تم
 دامنِ آلِ نبی ہاتھ سے چھوڑا یہاں
 نہ اُسے گریہ سے فرصت نہ وہ دور اُس کی

چشمِ فوارہ ہے دلِ نہرِ نزارِ دامن
 آنکھ کیا تجھ سے ملائے گا سارا دامن
 چشمِ کشتی ہے شرعِ اسکا ہارا دامن
 لے مرہ ڈھانکے آنکھوں پہ سارا دامن
 آگے تاروں سے بھجے صبح کا تارا دامن
 ایک انضالِ خدا ایک تھا رادامن
 چاک ہونے کو پھر آتا ہو دوبا رادامن
 تھے آنکھیں مجھ پاری میثاقِ پیا رادامن
 خونِ ناحق سے بچا ہستم آ رادامن
 بھر کے لیجائے کرشمون سچکا رادامن
 بھر گیا عنبر سا راکا بھی سا رادامن
 موسمِ ابر کا لیتا ہے اجا رادامن
 چمن آرا کا تھی ہو گیا سا رادامن
 مر گئے قاسم دیا بروخا رادامن
 وہ گوارا ہے تجھے یا یہ گوارا دامن
 رہ تراشکون سی ہی اسکا چا رادامن
 چشمِ پر غم سے یہ کرتا ہی اشا رادامن
 منکرو ہا تھا ہمارا ہے تھا رادامن
 ہو گیا آنکھ کے دریا سے کنا رادامن

موجِ زن ہے ابھی دریا کے ضمیرِ بانی
 پر نہیں کلاکِ مینِ تحریر کا یا رادامن

روایت و

بحرئی توڑتے تو آنسوؤں کے تاروں کو
 گنتے تاج رہے اختر دین تاروں کو
 جبکہ گمراہ بڑھانے لگے رہواروں کو
 کر بلا آتی ہے نزدیک تو عباس علی
 جسے بے شیر کی گردن ہن تیر ہوئی
 نہ تو دنیا کی محبت تھی نہ عقبی کا خیال ق
 حجرہ چشم میں ہر جسے زیبا لے نظر
 بے احسان کے قہرے کو کیا قربانی
 صفحہ دل پہ جو دیکھنے رقم نام علی
 قاطعہ عرصہ عشرین دو بائی دیگی ق
 لونڈی سائل ہوتے بحر کرم سیار ب
 حکم ہو گا بہین منظور رہے کر تو تقسیم
 انکو امت سے گنہگاروں سے بہتر سمجھا
 کیا قیامت سے گرفتار بلا وہ بندے
 کیوں عناد دل کو عناد کی پریشان کرد
 چھپتے پھرتے تھو پھر حضرت سلم کو فلک
 بچے سادا کے دیوار وین چنواؤ گئو
 ہم بھی کہتے ہیں کہ تھے گرد قہر چند نجوم
 طبع رنگین مری جب فکر قلم کرتی ہے

تا قیامت حرکت چاہیے سیاروں کو
 کیا ہی مرنکی متناہتی دفاواروں کو
 جان ہوئی بار سلیمان کے ہوا داروں کو
 اکے لیجاتے ہیں شیر کے نواروں کو
 منہ کھلے رہ گئے حیرت سے یہ سوافاروں کو
 لیے پھرتے تھے لعین فاطمہ کے پیاروں کو
 ایسے یوسف نہ ملے تھے کبھی بازاروں کو
 کیا عداوت تھی محمد سے ستمگاروں کو
 پھر نہ کھولینگے ملک جرم کو طوماروں کو
 آج تعزیر ملے میرے دل زاروں کو
 بخشے میرے شہیدوں کے عزاداروں کو
 قہر کی آگ کو اور مہر کے گلزاروں کو
 بخشواتے ہیں جو امت کے گنہگاروں کو
 جو چھڑانگے قیامت میں گرفتاروں کو
 باغ زاغون کو ملے پھول و خاروں کو
 قوے حیران کیا کیوں آئینہ خساروں کو
 زلزلے آتے ہیں اس ظلم سے دیواروں کو
 اس تھرہ کی کہ نہیں مانتے دم داروں کو
 بلسین کستی ہیں قتلگیر پہ منتا روں کو

تازہ مضمون مجھے ملتے ہیں برغم اختیار جیسا دانہ کوئی بوتاسے شریا تاسے اُسکے پوتے کو نہ دیا سو ملا آب و ریغ علم فتح نشان لیکے علمدار آئے تسخیر و کا اشارہ تھا سرگزشتیم سرکہ محی جسکے حرم میں ہوئی ابد و فلک ایک پر ایک وفادار گرا پڑتا تھا سینہ میں بغض علی و رد زبان نام خدا میں تو ایک ذرہ ناچیز پران اشکو نہ اُمّت جد نے نبی زاد و نکو پانی نہ دیا شور و چشمہ کوثر میں کہ لے نہ فرات واہ کیا گرسنہ و تشنہ تھے انصار حسین	ق	سچ ہو شکر ہی وہ دیتا ہو شکر خوار و نکو تھہرے رحم کی امید جفا کا رو نکو چاہ سے آئے مگر جسکے پرستار و نکو اُنکلیان پنجہ کی گئے لگین سزا و نکو ہم نہ اچھو نکو امان دنگ نہ بیمار و نکو نذر سر اُسکے سپر کا دیا سے خوار و نکو کیسی عجلت تھی شہادت کے خیال و نکو ایسی تسلیم جو سنگ آتا ہو زنا و نکو ہم بھجا سکتے ہیں دفع تر و نگار و نکو کلہ کو یوں نے ٹھنڈا کیا سپار و نکو قوتے پانی نہ یا شہ کے نک خوار و نکو پنی گئے شکو و نکو اور کھا گئے نکو و نکو
چور رہتا ہوئے عشق علی سے باکی یہ وہ مستی ہے کہ مرغوب ہو ہشیار و نکو		
ہوئی جو شام میں شب مجرئی خزی نو نکو ملین نہ کیوں در شب سیر چہ بینوں کو درو و بھجیئے اُن خطون کے کینون کو قباب کی جیب کو دامن کو آستینون کو تم اُنپہ فرش کرو سیر چہ بینوں کو مرا سلام محمد کے جانشینون کو بلا و غم نہیں قسمت میں ناپا سون کے		عنان طاقت دل سو پڑی اینون کو اس آستان سے بھرتے ہیں آستینون کو فرشتے سو گھٹے ہیں جنگی گل زمینون کو لگی ہے دیدہ پُر دم کی اس تینون کو سلام عرش سے آتے ہیں جن بینون کو کیا جنھون نے شکون سے بری یقینون کو یہ تجھنے ملتے ہیں عالم کے ہستیون کو

بروز حشر جسم جو شعلہ رو ہوگا ق
 نایہ آگلی لب ہائے بحرِ حشر سے
 شروع و ختم محرم ہو حرفِ میم کے تم
 جز آلِ حضرت یسین کیس کا حوصلہ ہو
 یہ کیا غضب ہو خدا یا کہ روزِ عاشورا
 پسردون نے جگر گوشہ پیس پر
 ہمارا خامہ وہ مبین ہو گنجانِ سخن
 یہ نعمتیں ہیں نیا زکرم ابنِ کریم
 برس کے سب علموں میں عزِ مقدم ہو
 مرے کلام کا انداز ہی نرالا ہے
 وہ کیا تھی آبلہ پانی حضرتِ عابد ق
 برائے خارِ جگر تشنہ لیکے جاتی ہے
 بڑھو نہ قافلہ والوں ذرا ٹھہر جاؤ
 سحابِ طفت گنہِ جطر سے دھوتا ہو
 رہی نہ ایک دعا بھی جنابِ نبی سے
 عطشِ سُموم بلا زخمِ تیغ کیوں گردون
 عجب ہے ہم میں تو فاطمہ کے آنے نہر
 رُکے رسول نہ معراج میں برابر ہو
 اُنھیں بھی دیکھ لیا مستعین غیروں سے
 دلون کے تھو نہ جز نامِ مرتضیٰ حاشا
 ورق پہ دیکھے بحرون نے شعرِ ترس

مثالِ موم بناے گا آہنیون کو
 کہ لاؤ تعزیہ وارونکی آہنیون کو
 مناؤ اول و آخر کے اربعینون کو
 کہ زخمِ تیر کا تو وہ بناے سینون کو
 امان ملی نہ تری وحی کے امینون کو
 کمین کشاؤ لکانِ کش کیا کمینون کو
 کہ کھو دکھو د کے لیگا تری دینون کو
 صلا ہو خوانِ مضاحت کیے چینیون کو
 محرم آتا ہے پہلے گنو مینون کو
 جو دور جاتے تھے پوچھنا ان مینون کو
 بتائیں ہم کہ رہے یا وہم نشینون کو
 زلالِ چشمہِ رحمت کے آگینون کو
 نباہ لیتے ہیں رستے میں اسپینون کو
 نبی کے دین فی مٹیا سلف کے دینون کو
 ربائیانِ زمین موت کے رہینون کو
 یہ دردِ دواغِ محمد کے مہ جبینون کو
 یہ صدے پیاس کو زہر کے نازنینون کو
 بلند و پست و شبِ روز راہینون کو
 بنا بنا کے جو چڑھتے تھے نستعینون کو
 اسی لیے تو تراشا ہے ان نگینون کو
 ڈوبو دیا عرقِ شہرِ مین سفینون کو

کہیں لباس بھی ناقص ہوا ان دولت کا
 لباس چاہیے جو بر سخن کا ستر یا
 کہا دلہن نے کہ ہین یادگار دھاک کی
 محبوبا تم سرور میں تار تار کرو
 جو ان لڑے تھے مُسکلم گریبا یے کوئی
 مکان بلند تھے کیا کیا لے کندھل
 جہان میں تمکیم نکر متکاے سنگین پر
 اگر مدار عیشت کا زور و زپر رہے
 حلال فخرم کو کیا محرم میں
 علی کے شیعہ تمام اُمتوں کو افضل ہین
 وفا شعار نہ تھے خفقان خاک تو کیوں
 حد میں فاطمہ کا دل پڑا تڑپتا ہے
 بنا پہر برین جبکہ جد کی خاطر سے
 ڈرو نہ گرمی مجلس سے تم کہ روز جزا
 پس جنازہ اخیار کیا ضرور بکا
 تنوں میں پہنے تھے شامی زرہ اور اسپر
 یہ تھا حسینوں کو شوق عالم بالا
 سفال سے مے دیکے سخن کے پھول کھلے
 کچھ آفتاب سے بڑھ کر چمکے نام خدا
 قصور فہم سے رنگ اڑ گئے سفیدو نیلے
 فروتنی کا عجب بیج ہے حریفانِ فکس

قبائے گل سے بندھن وصل استینوں کو
 یہ لطف کیا کہ کیا قطع استینوں کو
 مرے کفن میں لگانا ان استینوں کو
 زہون کو پردوں کو دامن کو تینوں کو
 کہ دشمنی تھی صغیروں کو کیا عینوں کو
 کشان کھ کی طرف لنگی مکینوں کو
 وزیر و شاہ گئے چھوڑ شہ نشینوں کو
 شکم میں مان کے غذا کسودی جنینوں کو
 سمجھے کیا وہ حرامی حرم مینوں کو
 شرف یساروں پہ چڑھیں عینوں کو
 کشش نے کھینچ لیا اگر ہم نشینوں کو
 یہ زلزلے یو بخین آتے نہیں مینوں کو
 وہ مرقدوں کیلئے مول دُز مینوں کو
 مینے عطر کے ربے انہیں پسینوں کو
 مناسب اپنے پر ونا پیش مینوں کو
 دلوین لائے تھے پرد و احد کے کینوں کو
 لگا یا صبح سے گھوڑ و نیلے زینوں کو
 خدا نے خاک سے پیدا کیا حسینوں کو
 رہم ہوئی میری لفظوں سے مکتہ جینوں کو
 مے لطیفوں نے پھر کا دیا تو مینوں کو
 شیک دیا مری طینت سے ختم کینوں کو

اُتارون صدقین زلفِ سیاہِ اکبر کے ق
 وہ حسنِ صلِ علیؑ چہ و جدا آ ہے
 ضیا و لذتِ دمانِ لبِ تڑپایا
 علیؑ سے صفدرِ برق کا تھا فرشِ نبیؐ
 مجھے یقین ہو کہ قادر ہے ہر کمال پہ تو
 شبون کو غالیون کو عنبر و کوچنیون کو
 گلو کو کلیون کو لالون کو پائینون کو
 درون کو تار و کو قند و کو گینون کو
 شرف یہ تھوڑی زمین کیا پورائینون کو
 بصر بھی دے مریٰ معبودِ عیبِ بینون کو

یہاں ہوس نہیں باکی کیسی تحسین کی
 یہ کان سنتے ہیں آفا کی آفسرینون کو

ای کلکِ عزِ صفحہ با تم پہ روان ہو
 مجرائیِ جہان ذکر شدہ کون و مکان ہو
 جب ذکرِ شیرِ سلامی کی زبان ہو
 داغِ غمِ شبیرِ رہن ساتھ کفنِ مین
 دے فلکِ پیر کرے سیکڑونِ اتمام
 بڑھتے رہیں حیدر کے زمانہ میں موالی
 ماہِ علمِ شاہ جو عباس لیے تھے
 معراجِ مینِ نانا کو ملے پایہِ توسین
 سرکشون نے سیدِ ابرار کا کام
 تھے منتظرِ مگِ رفیقانِ حسینیؑ
 حرکتِ تھا کیا حشمتِ دینا مجھے خوش آئے
 عباس سے شکستے تھے کیا اذنِ خداؤں
 شکستے تھے اٹھ جائے علیؑ اکبرِ گرو
 افسوس کہ ہوں فرقہ گمراہ تو سیراب
 ای خاطرِ ماتم زدہ سرگرمِ فغان ہو
 پتھر کا کلیجہ ہے نہ گرا شکِ نشان ہو
 کیون معدنِ رازِ فصاحتِ بان ہو
 فردوسِ کاتربتِ پسِ لڑکے گمان ہو
 ممکن نہیں پیدا علیؑ اکبرِ ساجوان ہو
 یہ جنسِ محبت ہی اتنی نہ گران ہو
 کرتے تھے دعا خلدِ برین کا یہ نشان ہو
 مقتلِ مینِ نواسے کیلئے تیر و مکان ہو
 پھر کیوں شفقِ سُرُخ نہ گرد و نہ پے عیان ہو
 کب ہو سحرِ قتلِ کب آوازِ اذان ہو
 جب پیشِ نظر کوثر و گلزارِ جہان ہو
 نوِ نظرِ اکبرِ مین تو مِ راحتِ جان ہو
 کیون کر مری آنکھوں مین نہ تارِ یکِ جان ہو
 سجاد کی خاطر نہ یہاں آب نہ نان ہو

جنتک کہ فلک پرش کا نشان ہو

یارب زمین پیوستہ عزادار مرقد

روایتی

تو ہم بھی زیارت کر نیچے رضا کی
 نگرشہ نے اُمت کے حق میں دعا کی
 مجھے آس ہو ذات مشکشا کی
 صحیح السند جو خبر من بکے کی
 سلامی گھٹا دلمین کیا کیا گھٹا کی
 عنایت خدا کی دعا مصطفیٰ کی
 وہ قسمت کھلی اے فلک کر بلا کی
 صد آئی گردون وصل علی کی
 اور اک دھوم تھی بومہم حبا کی
 کہ اور استطاعت نہیں روٹا کی
 وہ زلفون پہ کچھ گرد خاک شفا کی
 کہ ایسے بشر بھی ہیں قدرت خدا کی
 کہ آنکھوں پہ جاہوسم بادیا کی
 وہ سیمین کلائی وہ سرخی حنا کی
 گرہ کھول کر کا کل مشک سا کی
 حقیقت کھلی آج صبح و مسا کی
 وہ چشمک غضب کی تھی جتوں بلا کی
 قبا کی ثنا کہجیے یا عبا کی

سلامی اگر ہو گی مرضی خدا کی ؛
 دینع اُمت جد نے کیا کیا جنت کی
 نہ اُمت ہوئی جتنی کچھ العبا کی
 سلامی سعادت سے عادت بکا کی
 سرشک مصیبت کی نہی چڑا کی
 شریک علی تھی دم فتح خیرہ کی
 فلک کو بھی تیسرے نہوگا میسر
 ہوئے جلوہ فرماے جنگاہ قاسم ق
 قدم بر قدم تھی صدا خیر مقدم
 زمرہ اوتارا فلک نے بہ خجالت
 وہ سہرا وہ چہرہ وہ صورتہ سیرت
 تحیر سے کتنی تھین سکتے ہیں پر بیان
 تمنا تھی حوران جنت کو دل سے
 پیدا ہین بوش بہا شفق تھا
 صبا نے معطر کیا دشت و در کو ؛
 مسین رخ پہ نام خدا کیا ہی موزون
 پے صاف تھے اور صفین پچھ گئی تھین
 زبان قلم چاک سے عقل قاصر

خراج زر گل گستان سے لیکر
 بڑھائے نہ کیوں آستین دست جرات
 ملا ملک یں یکسر سندانے تماشہ
 محرم سے پہلے ہو سرگرم ماتم
 ہوئی رخت نوکی جو سرور کو خواہش
 یہ غم تھا کہ کپڑے میسا ہوں کیونکر
 عنایت کیے علاحد حق نے
 وہی تن تھا عریان صدفوں میں
 تامل کر اسے چرخ دونوں مناسب
 بلا کر کیا تشنہ لب فوج ہے ہے
 میسا ہوئے بعد مرنیکے سرور
 لگا شے اُسی راہ سے ہکو قسمت
 روانہ ہوا جو طوائف بخت کو
 نہو جن و انسان کا مولادہ کیونکر
 سیہ رد نہو منکر جو دھیہر
 قناعت کی کر قدر دولت یلگی
 نوا تیری مہبل اگر دکشا ہے
 کفایت ہے پس سایہ آل عبا کا
 فرس سے گرے جب شہ دین زمین پر
 عجب عالم یاس تھا آسمان پر
 حرامی حرم میں جو صرف غارت

عجب طرح پھولی تھیں کلیان قبای کی
 کہ جنت میں تھریر ہے لافقا کی
 بعینہ یہ بندش ہے شگلشا کی
 کہ یہ پیشوائی ہے ماہ عزا کی
 تو تغیر حالت تھی خیر النساء کی
 میسر نہیں مسکو قیت روا کی
 کہ خوش ہو طبیعت شہ کر بلا کی
 وہ گرمی کی شدت وہ حدت ہوا کی
 وہ حال ابتدا کا یہ شکل انتہا کی
 مسافر سے سید سے کیا کیا دغا کی
 کہ خاک اُنکی ایزد نے خاک شفا کی
 جد ہر کو سواری گئی رہنما کی
 خداوند عالم نے حاجت روا کی
 کئی دن کے فاقون سے جسنے سخا کی
 کہ اس فرد پر مہر ہے ہل اتی کی
 یہی تو ہے بوٹی دلا کیمیا کی
 گرہ دیکے غنچہ کی پھر کیون نہوا کی
 ہوس کیون کرین نفل ملل ہما کی
 چلی دھار گردن پچ تنخ جہنما کی
 زمین تھی ترزلزل میں دشت بلا کی
 یہ توفیر کی عترت مر تفسے کی

خیام شد دین جلاستے تھے ناری ہواے مخالفے اُٹتے تھے پرے گلے سرنگون چوب خم باغیم سے سفرین بال محرم دکھایا رفیقون نے پوچھا تو فرمایا ہنسکر بنا عمر مسانی کی سمجھو نہ محکم اُداسی گلستان پہ چھائی ہو کیا کیا ہمارے مضامین کا سونا ہو غیش گذر جائے ان چند پر فلک سے قوانی بہت رنگے کشمکش میں عجب کیا ہو قدر سے گرو یہ شہرت	شرارت کہوں کس طرح اشتیاق کی بھڑکتے تھے شعلے پیش تھی بلا کی طنابین بریدہ تھیں دولت سرا کی کہا شاہ نے جو مشیت خدا کی پھر آمد ہے عالم میں عید اضحیٰ کی کہ ہر لحظہ آمد ہے سیل فنا کی صدابند ہے بلبل خوشنوا کی کسوٹی پہ مخلوق کیا کیا کسا کی یہ ادنیٰ اسی شوخی ہے طبع رسا کی دم شام ٹھہری ہے بزم عزا کی کہ باکی نے جان قبر شہ پرندا کی
--	---

نخست کی بھی باکی زیارت کریں گے
اگر عرفانی نے چند سے وفا کی

کئی فاقہ کر کے علی نے عطا کی ہوئی مسکراہ کو جب ثنا کی سلاخی کہیں راہ لے کر بلا کی نہ خوبی کچھ اپنی نہ ذہن رسا کی ہے طیفیت میں جا ترست کر بلا کی ہو آنکھوں میں یا گرو خاک شفا کی مے ایک چٹکی خاک شفا کی اڑانی کیسرے کلک طوطی زبان نے	مٹی تیسرے دن سندھل اتی کی صد اکان میں آئی وصلِ علا کی نہیں راہ سد و دپیک فنا کی فقط یان عنایہ سے مشکلنا کی سوید اپہ ہے مہر خاک شفا کی نہیں مت نظر دن میں کچھ توتا کی اڑن دھجیان سنو کیمیا کی نوا بلبل سدرۃ المنتہی کی
--	--

یہ ماتم ہے سبطِ پیمبر کا ماتم
 مرے شیعو بھو لو نہ میری نصبت
 محبوب کی پشانیان خود زبان ہن
 گئی دست سائل میں دست علی سے
 اجل پاس ہے کہ بلاد و دردا
 چھچھے خاک میں اختر برج حیدر
 ملے خاک میں سرِ گلزار سرور
 ذبیحِ حنہ والی کر بلا ہے
 سنی کر بلا میں نہ اے منادی
 یہ قبہ شہِ اُٹھے دست زائر
 جدائی پیمبر سے کب ہو علی کو
 درودِ نبی میں مقدم علی ہو
 کہیں کھینچ لے اس تن کاہ سان کو
 ابو ذر کے آقا کا ہون میں فدائی
 کہیں سے کہیں ہم پہنچتے ہیں گردوں
 درغلہ خود کھول دیوے کے رضوان
 ملے خاک میں ہم تو کچھ ہاتھ آیا
 وہ دل وہ طبیعت وہ فرصت کہاں ہم
 محمد کا ظل حمایت نہیں ہو
 نہ پیدا ہوا کوئی مطمئن شہِ سا
 بلا در کا غم داغِ اولاد و غربت

ق

ق

یہ محابس ہے دلبندِ مشکلا کی
 ویدست ہے شبیرِ گلگون قبا کی
 یہ تاثیر ہے مرتضیٰ کے و لا کی
 لگی تھی انگوٹھی صد اپرگدا کی
 یہ تقصیر ہے طالعِ نار سا کی
 تریا سے افزون ہو عزت ثری کی
 اکہی مٹے شکل نشو و نما کی
 خبر ہے یہی مستدائے منا کی
 یہی ہے زمینِ جنت و لکشا کی
 اجا بہتے کی پیشوائی دعا کی
 عنایت رہے متصل مصطفیٰ کی
 کہ ہے ایک صورت علی اور علی کی
 نجف کو ملے خاصیت کبرا کی
 پرکاہ ہے فتہ کو ہلا کی
 اگر ہو گئی اک نظر مرتضیٰ کی
 جو پائین گے بوخُبِ مشکلا کی
 مجرب یہ ترکیب ہے کیمیا کی
 شکایتِ حبشے ہضنے ما مضیٰ کی
 ہمیں کیا ضرورت ہے ظلِ ہما کی
 ہوئی ہے بنا جب سے ارضِ سما کی
 عطشِ میکسی عترتِ مصطفیٰ کی

یہ تاسو را اور اک یحجان کا کلیجہ
 دُکھے ہاتھ بھی دلِ شہ کا دکھاتا
 کمان سینہ شہ کمان پائے قاتل
 تہ زانوئے شہر صحت و قوت مصحف
 کٹا سر تو شہ نے کہا شکر یار ب
 کیا ذبح سر کاٹ کر خمیر لوطا
 لغزش شہیر روتی تھین زہرا
 نہیں ایک جاتن مین زخمون سے خالی
 پس از قتل شیر چالیں دن تک
 چھپا خجلت شاہ تشنہ سے کیا کیا
 سزا پائیں اعمال ناخوش کی شامی
 اٹھی جب کہ آواز زنجیر عابد
 عروسی ہوئی خون سے قاسم ہٹا
 سکیں پکاری ستاؤ نہ مجھ کو
 دیے بعد مردن سکیں کے گوہر
 قناعت کی دولت سے خاطر غنی ہو
 گلستان عالم سے ہم دل لگاتے
 کیے دست سرور قلم ساربان نے
 یہ اللہ تھے سیدہ زن دست غم سے
 منہراے قضا اتنی تعجیل کیا ہے
 گیا کاروان اٹھ کہیں اے مسافر

خدا یا کوئی حد بھی ہے ابتلا کی
 اٹھاتے رہے متین اقربا کی
 جسارت تو دیکھو ذرا بے حیا کی
 قیامت نہ آئی مشیت خدا کی
 کہ اس ناتوان نے امانت ادا کی
 غضب ہے غضب پیشوا سے دغا کی
 یہ صورت ہمیر کی یوسف لقا کی
 عجب شکل ہے میرے بولاجی کی
 فلک خون رویا کیا خاک اڑا کی
 گئی رو سیاہی نہ آب بقا کی
 کہیں ہو چکے صبح روز جزا کی
 صدا نفس سرور نے دی حیا کی
 عجب رنگ لائی ہو رنگت حنا کی
 شیریں رون مین پوتی ہون خیر الہا کی
 شکر نے کی بھی تلافی تو کیا کی
 نہ شاہی کی حسرت نہ حاجت ہما کی
 گرا آمد نہ ہوتی مخالفت ہوا کی
 پس از مرگ لاشہ پہ تازہ جنا کی
 صدا آئی طنالم کو تبت یدہ کی
 زیارت تو کر مین صریح رضا کی
 ستارے کی خاقل محبت سرا کی

نہ نقش پئے کاروان دیکھتے ہیں
 کمان تھا کمان آگیا بارک اللہ
 محمود کھاتا ہوں تصویر اکبر ق
 وہ حسن خدا داد اللہ اکبر
 وہ رخسار رشک گل باغ رضوان
 چشم سیہ نور چشم نبی ہے
 عیان سرا آزاد میں شاخ سنبل
 لکھا زلف اکبر کو مشک تباری
 لب لعل میں آشنائے مہم
 وہ ساعدہ بازو وہ خنجر وہ تیوہ
 عامر رسول مظهر کاسپر
 رکابوں کے حلقوں سے لپیٹی ہیں عرین
 کیے بیچ گردوں نے یوسف ہزاروں
 یہ بندے ہیں فخر میا کہ دم میں
 فرس کے رگنے پائے میں بھڑی چھتی
 کلیجہ ہے بجلی کا آتش کا دل ہے
 وہ راکب یہ مرکب نے شان باری
 وہ دست مبارک میں تیغ و نشان
 وہ بڑش وہ جوہر وہ دم وہ صفائی
 ہے آنے میں یک نعت دریا کی آمد
 اگر ہو قضا کے لیے کوئی صورت

نہ آواز دستا ہے کوئی دراک
 لڑی خوب قسمت حربا و منا کی
 مقابل ہو صورت رسول ہا کی
 وہ شکل دلاویز قدرت خدا کی
 ہوس ہے گلستان کو بیگی ہوا کی
 یہ پتلی کسوٹی ہے نقد حیا کی
 لیٹن دوش پر کا کل مشکا کی
 مرے گلک مشکین رقم خطا کی
 ہوئی آج تفسیر فیہ شفا کی
 وہ زیبائی تن وہ چستی قبا کی
 جہلو میں شجاعت شدہ لافنا کی
 کرشموں کی حد ہے نہ غایت ادا کی
 نہ قیمت ہوئی ایک بند قبا کی
 جلا دین ہزاروں کو ٹھوکر سو پا کی
 قیامت کی ہیئت سعادت ہما کی
 پلا ہے یہ گودی میں باد صبا کی
 سلیمان کو لائی سواری ہوا کی
 کہ کمدین تو چھوڑے نسل اشیا کی
 اجل ہے اجل کی بلا ہے بلا کی
 ہو چلنے میں بالکل روش اثر ہا کی
 تو بہتر نہیں اس سے صورت قضا کی

کھلا جسکا نکشت سے بابِ خیر
 چلی تیغِ زہر آبِ وارِ ستگرہ
 گئے لیکے ہتس جلائے کو ناحق
 دیا سبطِ اکبر کو زہرِ بلال
 جگر منہ کو اتنا ہے لرزان ہے خامہ
 کہوں صدے کس کے کیا کیا سناؤں
 پیسیر کی آل اور بازار کو منہ
 کرین اُمتِ جد کی جو پردہ پوشی
 دریا کہ زینب سی ذی رتبہ مانگے
 پھر ایا حرم کو جو یون شہر و وہ مین
 کرے گا فلک کسی تو پردہ داری
 ہزاروں ہوئے داغ دل بڑھو پھو
 سکوتِ نکیرین کا ہے یہ نختہ
 مراد امن تر کیا خشک حق نے
 مسیحا خدا تھے کہ مرنے جلاتے
 بہشت اس قبالہ کے رسمے ملیگا
 اتر جاؤ عصیان کی تپ سیرس کی
 اسیرِ مرضِ مومنین ہوں نہ یارب
 نشان اپنے طوفان کا کب فوج پاؤ
 کیوں ہاتھ پھیلائے سلطانِ اعظم
 فرشتوں نے مرقدین کچھ بھی نہ پوچھا

گرہ کھول دے گا مرے مُعا کی
 بہینِ ندیانِ خونِ شیرِ خدا کی
 یہ تو قیسِ زہرا کے عصمتِ سرا کی
 اُسی سے شہادت ہوئی مجتبیٰ کی
 ہوئی قطع گردنِ شہرِ کربلا کی
 غرض طرفہ قسمت تھی آلِ عبا کی
 ستم ہے غضب کی جفا انتہا کی
 وہ بے پردہ بلوہی من قدرتِ خدا کی
 نہ امداد کوئی کرے اک ردِ اکی
 فلک کیا یہ عترت نہ تھی مصطفیٰ کی
 ردِ اچھن گئی بہتِ خیرِ انسا کی
 قیامِ مستی، تجدیدِ ماہِ عزاک کی
 حُمدِ مین رہے نہرِ خاکِ شفا کی
 فقط ایک چٹکی سے خاکِ شفا کی
 نہ ہوتی اگر لاگ خاکِ شفا کی
 کفن پر ہے تحریرِ خاکِ شفا کی
 پڑھوں ایک تسبیحِ خاکِ شفا کی
 قسمِ تجکو مد فونِ خاکِ شفا کی
 اگر ڈالتے مشتِ خاکِ شفا کی
 بلائیں یہ لیتا ہے خاکِ شفا کی
 ہوئے اُمتِ خوشبو سے خاکِ شفا کی

معاصی محل سیر جنبہ کے ہونگے	ق	تو کام آئے گی ہر خاک شفا کی
کہیں گے ملائکے رضوان کہ بس		نہ رو کو سند دیکھ لی بادشا کی
ستارے پھرے گرد آنکھوں یہ لیکر		گئی گرد گردون پہ خاک شفا کی
بہاؤن شہ تر ہوے فرق و گیسو		جہی گرد زلفون پہ خاک شفا کی
محبان شہ مال دیتے ہیں اکثر		مرض کو قسم دیکے خاک شفا کی
قسم عرش کی کھلے کہتی ہے کرسی		کہ ہون مین ہوا خواہ خاک شفا کی
پئے اہل ایمان یہ جل المتین ہے		زہے قدر تسبیح خاک شفا کی
صبا نے ہزاروں برس خاک چھپانی		لی اس چمن مین نہ بو آشنا کی

شہ کر بلا بندہ پرورین باکی
دلا سینگے مٹی تجھے کر بلا کی؛

مرے دل کو نفرت ہی پہلو سے میرے		مرغم کو الفتنے سے زانو سے میرے
کیا پاک حصیان کے دفتر کو دھو کر؛		جہنم بھی جلتا ہے آنسو سے میرے
سکینہ سر شہر سے کہتی تھی رو کر	ق	کہ دل میرا اب ہر قابو سے میرے
نہیں پاک کرتے جہنم استین سے		نہیں پونچھتے گرد گیسو سے میرے
وہ خشک اور یہ تر وہ درشت اور یہ نازک		گھر کو نہیں نسبت آنسو سے میرے
گہارو کے زینب سے تو پونگی زہرا		نہ باندھو رسن کس کے بازو سے میرے
نہ کام آئی آنکھوں کی دریا نشانی	ق	گئی آگ بستر مین پہلو سے میرے
بہت کی تھی حسد نے بدگمانی		زبان ہو گئی بند جادو سے میرے
ہوے بے نمک شرم سے پانی پانی		لاحظ ٹپکتی ہے اردو سے میرے
مرے گلک مشکین کا یہ زمرہ ہے؛		طرارے مہتر این آہو سے میرے
قلم نم کر تا ہے کاغذ چپلکر		یہ اطلس کھلے گا تو آٹو سے میرے

مطلب کو پہنچنے نہ عمتل فلاطون	معمے نہ حل ہوں ارسطو سے میرے
اشارہ تھا اکبر کے پیکر کا ہر دم	مشاہدہ نہیں روئے مہر دے میرے
ستاروں میں تابش ہے میری جبین سے	مہر کو کاہش ہے ابرو سے میرے
قبائے صبا و گریبانِ جنت	معتزہ میں گیسوئے خوشبو سے میرے
وہی نور ہے طور میں جو عیان تھا	غش آما ہے موسیٰ کو ہر مو سے میرے
کہا شہ نے بیدرد ہے قوم ناری	کوئی سوز پہنچے لب جو سے میرے
موثر بین تالو میں کانٹے زبان کے	زبان کو اذیت سے تالو سے میرے
صد ہے محیط فلک کی برابر	کہان بچکے جاؤ گی ٹاپو سے میرے
یہ کہتا ہے متاقل دم ذبح سحر	صدائی نفسرین کی بازو سے میرے
بل آیا نہ خنجر سے ابرو پہ لیکن	اذیت رہی شہ کو زانو سے میرے
و فور کرم سے پئے پیشوائی	بڑھے پیشوا باغ میں نو سے میرے
سکینہ پکاری میں پانی سے گزری	ملا دے کوئی محب کو عمو سے میرے
ہوئی صلح آخر طوافِ بخت پر	رہے معر کے چرخ بد خو سے میرے
سرشہ کا فوج تھا اے دور گردون	بندھی چوب نیزہ کی گیسو سے میرے
یزید ستمگر نے کھولے چھتری سے	پیمبر نے بچپن میں لب چو سے میرے
فرس شہ کا کہتا تھا اے ماہ کامل	شرف بڑھ گئے شہر بانو سے میرے
عنایت کی نظروں میں تول انکو یارب	زیادہ ہیں عصیان ترازو سے میرے

کروں طمع عالی پہ کیا ناز باکی
کہ ہوش اُڑ گئے لاتز کو اسے میرے

مجرئی ہسم بھی اگر زائر مولا ہوتے
مجرئی مرثیہ خوان گل نہرا ہوتے

غم احوال نہ اندیشہ فردا ہوتے
لب اگر بلبل تصویر کے گویا ہوتے

دل سے گریبان جو محب شدہ والا ہوتا
 گرنے ناسور عیشم فرقت صغرا ہوتے
 لب شیرین سے علی کا گرایا ہوتے
 ان مضامین کی حلاوت جو میسر ہوتی
 اپنی مٹی ہوئی اس ملک میں ناتی بریا
 خضر والیاس کو حسرت سے کہ عباس کی طرح
 پھیرتے زخموں سے منہ یاد رس درحاشا
 تھے وہ کیا چیز کہ آیا نہ انھیں شاہ پر رحم
 بلخ اول میں نہوتا جو خزان تیرا گذر
 قطع ہوتی نہ کسی قد پر شہادت کی قبا
 آپ سے آپ کیا ہمت سرور نے بابا ق
 چھا گلین شربت فردوس کی لاتے جبریل
 ہوتے ایوب تو اس صبر پر ہوتے قربان
 مردم آنکھوں کی سیاہی سے کھتے شب و روز
 شاہ کہتے تھے شہادت کا نہیں غم لیکن
 مصطفیٰ کے جگر و جان کا شید تھا وہ
 کہا عباس نے اعدا سے کہ دوشہ کو دعا
 ہو چکے تھے مے سب نقد عمل حشر میں بود
 کہیں چنے کہیں طوفان کہیں دریا ہوتا
 زخم خنجر سے نہ بیجان شر والا ہوتے
 عقدی جو جو میرے مشکل تھو وہ سب اہوتے
 طوطی بند کے لب پھر نہ کبھی وا ہوتے
 کر بلا جا کے جو مرتے تو سیجا ہوتا
 کاش سقائے سپاہ شر والا ہوتا
 ایسے دیندار زل طالب دنیا ہوتا
 موم ہوتی اگر آہن دل اعدا ہوتے
 یون نہ پر مردہ گل گلشن زہرا ہوتے
 گرد لاسید مظلوم نہ پیدا ہوتے
 در نہ سیرابی کے سامان نہ کیا کیا ہوتا
 ساغر کوثر و تسنیم مہیا ہوتا
 اور بلا گرد جناب زکریا ہوتا
 اس مصیبت کے نہ دو باب بھی نشا ہوتا
 کلہ گو مرے نانا کے نہ رسوا ہوتا
 مرتضیٰ کیونکہ نہ عباس پہ شیدا ہوتا
 تھا یہ ممکن کہ نہ خیمے لب دریا ہوتا
 چند گوہر گران اشکون کے مجرا ہوتا

مرہم مرحمت شہ جو نہ ملتا باکی

اچھے کس پچائے سے ناسور تمنا ہوتا

آئے خیموں کی طرف آگ لگانے والے

جا چکے مجرئی جب خلد کے جانے والے

خیمہ مصحف ناطق کو جلاتے تھے لعین
 شمع زور و کے دعا کرتی تھی یا رب حلجائیں
 نار و زخمین گرفتار سلاسل ہو گئے
 قبر تاریک میں ہن طعمہ ماران سیاہ
 تربت شہ پہ گل افشان رہے باد سحری
 کیا قیامت ہے کہ محتاج عندا ہن گردون
 ہائے پانی کو ترستے ہن لب نہر فرات
 سیکڑون بے سرو پا چھوڑ گئے سرو کو
 نام نامی کو ترتی ہوئی سبحان اللہ
 یاس سے دیکھتے تھے قاسم و اکبر کو حسین
 کیا وصیت تھی کیا کیا مجھے حیرانی ہے
 منتظر صبح شہادت کے تھے شامی کیا کیا
 رات بھر باز رہا گلشن فردوس کا در
 راکب دوش نبی گھوڑے سے اُتر اجدم
 بانو کہتی تھیں سکینہ سے نہ بابا نہ چچا
 کیا ہوا پڑ ہے اگر دفتر حصیان حسر
 گریہ بنت شہر اور نالہ طوق عابد
 آتش غم میں مس قلب طپان رہتا ہے
 سخت نخلت ہو گناہوں کی گرانباری سے
 شاہ بے شیر کو جھولے میں لٹا کر بولے

یہی مردود تھے قرآن کے جلائے والے
 دختر شافع محشر کے جلائے والے
 بیڑیاں عابد مضطر کو پنہانے والے
 شمع فانوس امامت کی بجھانے والے
 مدتوں جان سکے پھول چڑھانے والے
 میوہ گلشن فردوس کے کھانے والے
 شربت کوثر و تسنیم لٹانے والے
 نکلے ہفتاد و دو دن سر کے کٹانے والے
 مٹ گئے ربیعہ حیدر کے مٹانے والے
 یعنی یہ گل ہن بیابان کے بسانے والے
 کیا ٹرا پائیں گے زہرا کے ستانے والے
 رات بھر سوئے نہ فتنہ کے جگانے والے
 کس تحمل سے گئے برچھان کھانے والے
 گر پڑے عرش معلٰی کے اُٹھانے والے
 دونوں بی بی کے اُٹھے ناراٹھانے والے
 پاک ہو جائیگے اشکوئے بہانے والے
 یہی دو غل تھے اسیر و بکے جگانے والے
 کیا ہو گئے اکسیر بنانے والے
 گڑ گئے میرے جنازے کے اُٹھانے والے
 آپکے لاشے جو قتل ہوئے تھے آنے والے

یا علی باکی بیکس کی خبر لینا تم

آمین مرقدین فرشتے جو ڈرانے والے

جبکہ غضب موجد ایجا و غضب ہے
 بے چین ہے اولاد کی اولاد غضب ہے
 معبود کی تقدیر پر ایراد غضب ہے
 اجلات کے پائے پرین امجاد غضب ہے
 عابد کو قیامت تھی گرفتاری زینب
 اولاد غلاموں کی کینزوں کی امیر آہ
 اُس خانہ تاریک میں تھی اُلٹیں
 کہتا تھا یزید اور وکے نالے بھی بن کاری
 دینے لگے جو اسیران جہنم کو رہائی
 نسر یا دن پر نچا کوئی نسر یا دھرم کو
 عالم کے مرقع میں یہ کچھ بوستلموئی
 قصر تن انسان اگر اضا ف سے دیکھو
 کہتے تھے عدو آئی جب اکبر کی سواری
 جان بخش جہان لب تو نگہ قہر اتی
 رخسارہ وہ پر خون ہوا اکبر کا کہ چیر
 بیڑی کی گرانی سے گرے پڑتے تھے عابد
 قاسم نے دواہن سے کہا محشر میں ملیں گے ق
 رُو رُو کے وہ کہتی تھی سب رشاد بجا ہے
 کہتے تھے لعین جب پس قاسم رُو جہاں
 لے چرخ حنا بند ظرب خلق کے دھلا

زخمی ہے مگر زخون کی تقداد غضب ہے
 زہرا کی اگر اب نہ لے داو غضب ہے
 زنجیرون میں حسلہ معباد غضب ہے
 شاداہل جفا فاطمہ ناشاد غضب ہے
 وہ کہتی تھی بیماری سجاد غضب ہے
 اور سیدین وہ بندہ آزاد غضب ہے
 جہین کبھی برسوں نہ چلی باد غضب ہے
 کس کسی بچے کی یہ نسر یا د غضب ہے
 زنجیر نہ پائے انھیں جسد غضب ہے
 کیا کہتا ہوں تھی بندش فریاد غضب ہے
 پھر تہ کرہ مانی وہ ہزا غضب ہے
 اچھا ہے مگر سستی بنیاد غضب ہے
 سب کچھ تو ہے جس خداداد غضب ہے
 اعجاز ہے یہ قندیق غضب ہے
 تھے صانع تقدیر کے وصال غضب ہے
 برگشتگی بخت کی افتاد غضب ہے
 گو آج جدائی تری غمزا غضب ہے
 لیکن یہ ملاقات کی میعاد غضب ہے
 شاگرد بھی کیا تھا پرستاد غضب ہے
 ترخون میں شبیر کا داماد غضب ہے

برباد ہو گھر حضرت زہرا کا صدامنوس
عباس سے فرماتے تھے شہ جانِ برادر ق
وہ جوڑ کے ہاتھوں کو یہ کہتے تھے کہ آقا
شہ کہتے تھے تھا داغِ برادر تو عجب داغ
شیرین کی طرح جانِ عدو آتی ہے کھنچ کر
قفلِ درجنبتِ محلِ زشت ہو بے شک ق
اس نام کے سنتے ہی یہ چلائی گئے رضوان
پیدا ہوئے شیر تو فرماتی تھیں زہرا ق
دلِ فکر سے ہوئے جاتا ہے ہو خیر الہی
طوفانِ مصیبت ہے سیکینہ کی تہی
زمینِ بے کہا نام سے درد اٹھتا ہو دلمین
لاکھوں ستم آرا تھے اُدھر شاہ کی جانب
شیر کے سینہ پہ چڑھا شمر تو عمل تھا
اے چرخ جو تھا بوسہ گہ ختم رسالت
زندانِ مین حرمِ نیزے پہ سر دھوپِ مین لاشہ
دوڑاتے تھے گھوڑے کلمہ گو تنِ شہ پر
دل کھول کے بلبل کو چکنا نہیں ملتا
غافلِ بنینِ مومن سے علیٰ نزع و بحد مین
کہتے تھے ملکِ حمزہ و جعفر بھی ہن غازی
نفسِ عملِ قلب پہ محسوس نہ رہنا
ہر چند کہ خوشترنگ ہے گلشنِ عالم

معمورہ عالم رہے آبِ غضب ہے
بھائی سوس چھٹے بھائی کا معادِ غضب ہے
خادم کی یہ تعظیم یہ ارشادِ غضب ہے
زینبِ بختِ اہلِ اہلِ اولادِ غضب ہے
کیا خر کے بھی نیزہ کا فیروزِ غضب ہے
پر نام علیٰ انصاف اورادِ غضب ہے
در بندِ نکرانہ یہ مقتلا غضب ہے
کچھ آج طبیعتِ مری ناشادِ غضب ہے
مولودِ عثم افزا ہو میلادِ غضب ہے
پر سیلیِ بیرحم کی رودادِ غضب ہے
اس فوجِ مین شرمِ ستمِ ارجا غضب ہے
اللہ کا نام اور دو ہفتادِ غضب ہے
صابر پہ قیامت ہے جلا غضب ہے
وہ حلقِ خنجبرِ فولادِ غضب ہے
کونین کے سیدِ پیدادِ غضب ہے
یہ کفرِ قیامت ہے یہ بیدادِ غضب ہے
افسوس کین گاہِ مین صیادِ غضب ہے
مولا کو غلاموں کی بھی کیا یادِ غضب ہے
پر احمدِ مختار کا دانا غضب ہے
قلعی دیوان کھلجائی گئی نفتادِ غضب ہے
پڑمردگی لالہ و شمشادِ غضب ہے

اولاد پیر کی مصیبت میں بسر ہو	ہم ہو کے غلام اُنکے رہیں شاہِ غضب ہے
بھاتی نہیں اب نگہت زلفِ سخنِ اِلا	شوقِ مشرکِ حنا طر حسا و غضب ہے
جرمیں نے کی عرض سب آزار میں آسان	یارِ برشِ خنجرِ فولا و غضب ہے
آئی یہ ندا ہے علی اکبر بندہ اللہ	اس باب میں اُس شیر کی اولادِ غضب ہے
کہتے تھے نبیِ خادم سلطانِ ولایت	سلمان تو مشہور ہے مقدادِ غضب ہے
شہ کہتے تھے جب بھانجے محلے پڑے رخت	مرجا نیکو زینب تری اولادِ غضب ہے
جس سے ملکِ انس و جن امدادِ طلب ہو	آج آپ وہ خود طالبِ امدادِ غضب ہے
شاہِ شہد اکابرِ صد چاکِ زمین پر	اوزنگ نشینِ زاہدِ شہادِ غضب ہے
بالفرض بکا منع ہے دلِ بسندِ نبی پر	عاشور کا دن داخلِ اعیادِ غضب ہے
سائل کو دیا برہ زربا تھ بڑھا کر	پردہ میں رہا زیدہ اخلا و غضب ہے
اس بات کی محتاج سے شیر کو رہی شرم	یعنی کہ بہت کم ہو تعدادِ غضب ہے
سائل ہوا اگر بایں کہ کیم ایسے نہو گئے	مشی میں میگاہ کفِ رادِ غضب ہے

معلوم ہے باکی کہ نہیں کوچ کے دن دور

نے راحلہ ہے پاس نہ کچھ زادِ غضب ہے

جس کو شہ مردان کی محبت نہیں ہوتی	ہے غدر و لہ اسکی عبادت نہیں ہوتی
جسمیں کہ علی آکے نہ کر جائیں سفارش	نازل کبھی اس قبر پر رحمت نہیں ہوتی
اجاب ہوئے خاکِ انھیں آنکھوں کو آگے	عبرت کی جگہ جو ہیں عبرت نہیں ہوتی
شہ کہتے تھے زینب سے قسم آپکے سر کی	بے سر کے دیے بخش امت نہیں ہوتی
سر دینے میں بھی شاہ کو سجدہ کا رہا دھیان	ایسی تو فرشتوں سے بھی طاعت نہیں ہوتی
شہ کہتے تھے آبِ دمِ شمشیر کو پی کر	ہرگز کسی نعمت میں یہ لذت نہیں ہوتی
آئینہ سے بہتر ہے عزا دار کا سینہ	آہو نے بھی کچھ سہمیں کہ ورت نہیں ہوتی

کیا چاق ہوں سحاب دکریہ ورد قیمیؑ
 مانا کہ نہ بھٹا روز و سہم گرم زیادہ
 کہتی تھی سکیں کہ قیامت ہے جدائی
 بے فائدہ ہیں باد مخالف ترے جھونکے
 گو مرکب آتش ہے برو بحر میں جاری
 جب تک کہ سخن ورنہ ہو ڈر و معنی
 خوشگو بھی ہیں اکثر شاعر عصر کے لیکن
 گرا برہ گرد صوفی ہو کر گشت ہے گر پھل
 جب تک کہ ندین آب اسی غناب جگر سے
 گنج زر گوہر سے یہ الفت یہ عشقؑ
 شہ کہتے تھے پیمانہ کش بزم رضا ہوں
 جنت ہے یہ مجلس شہ ابراہیم کی لیکن
 ہوتا نہیں بانسہ دو اچھ اشراف میں
 کس شان سے رشتے تھے اکیلے شہ والا
 رکھ کر تدم شاہ پہ سرکتے تھے عباس
 آگے مرے دنیا سے اٹھ جاتے ہیں نیچے

وہ درد چہ جس سے کبھی صحت نہیں ہوتی
 کیا معرکے میں پائس کی شدت نہیں ہوتی
 اور پھر یہ قیامت کہ قیامت نہیں ہوتی
 خاموش کبھی شمع امامت نہیں ہوتی
 بے اُسکی عنایت کے زیارت نہیں ہوتی
 عاقل کو اشارہ ہے کہ شہرت نہیں ہوتی
 ہوتی ہے فصاحت تو بلاغت نہیں ہوتی
 باطل کبھی یارب تری حکمت نہیں ہوتی
 گلہ شہ مضمون میں طراوت نہیں ہوتی
 کیوں گنج قناعت پتقاعت نہیں ہوتی
 تسکین مری بے جام شہادت نہیں ہوتی
 بے انہوں کی نہ کے زینت نہیں ہوتی
 جن شعرو کی ترکیب میں جوت نہیں ہوتی
 بے عشق کی قوت کے یہ طاقت نہیں ہوتی
 آقا مجھے مرنے کی اجازت نہیں ہوتی
 ایسا ہوں میں کیا مجھ کو اذیت نہیں ہوتی

گر ڈھونڈھیے تجھے شعرا سیکڑوں باکی

کہہ لیتے ہیں سب کچھ یہ حلاوت نہیں ہوتی

وان آسمان ہے صدقے کو اختر لے ہوئے
 ذاکر کے لب ہیں قند کر لے ہوئے
 ہے خار زار لالہ احمر لے ہوئے

یان مجرئی ہیں آنکھ میں گوہر لے ہوئے
 مجرائی نے قلم کی ہے شکر لے ہوئے
 مرگان ترین نخت دل اکثر لے ہوئے

مجرائی سر تھے ہاتھوں پہ کیسریے ہوئے
 بازار گرم جس شہادت کا ہو گیا
 بلکین نین سرشک نین ہر بزم شاہ
 نیاں ہے بالقوہ سبب گوہر و بیان
 ہن گرمی سرشک سے بلکین بھی آتشین
 اس بزم غم میں سیم و طلا کے ہن عود سونہ
 اللہ ری منزلت تری اے مجلس عزا
 رو تو کہ بزم شاہ میں روتے ہیں ات دن
 بہر ضرب شاہ معطر ہن بسکہ اشک
 رہتی ہے آنکھوں میں مری تصویر مرتضیٰ
 کیا عشق تھا کہ لاشہ اکبر پہ شہ گئے
 حب علی نین تو نشان سجد کیا
 ہوں جب سے واصف پسر سید العرب
 منیر ماندہ دیار سخن گسری ہوں میں
 حیدر در علوم ہمیں بر تھے کیا عجب
 اندوہ مال و زر غم فرزند و رنج عیش
 کیون دست و دل سیہین شمار خرمین
 اٹھا مرا تلم توفک نے یہ دی صدا
 جا اپنی غمیر قبر نین کیا جامائے
 دنیا میں سراٹھانے سے حاصل بکھلاک
 ہے روح جسم زار سے کیا کیا عذاب میں

کیا سرفروش ساتھ تھے سڑ لے ہوئے
 یان سرکفت کھڑے تھے ہتھریے ہوئے
 آنکھیں میں موتوں کا یہ جھار لے ہوئے
 یا قوت یں مرے مرثہ تر لے ہوئے
 آنکھیں میں اپنے بال سندر لے ہوئے
 آئے ہن ہم بھی سینہ کی محبر لے ہوئے
 رضوان بھی آئے خلد سہ ستر لے ہوئے
 رومال چشم تر پیسہ لے ہوئے
 آنکھیں میں اپنی پھولوں کی چادر لے ہوئے
 یں مول اُس جنا بے یگھر لے ہوئے
 تسبیح یاد خالق اکبر لے ہوئے
 جانا نہ داغ سچ معنبر لے ہوئے
 ملک سخن یں میرے سرا لے ہوئے
 یان خاشیہ بدوش ہے قیصر لے ہوئے
 گرا نگلیوں پہ تھے دخیل لے ہوئے
 کیا کیا گئے نہ یان سے توانگر لے ہوئے
 دنیا سے کوئی بھی نہ گیا زر لے ہوئے
 حاضر ہوں میں بھی مجر کا سطر لے ہوئے
 پھرتے ہیں اس خیال میں بستر لے ہوئے
 دیکھو تو چرخ سر پہ چنبر لے ہوئے
 پھرتی ہے اک بلائے مصور لے ہوئے

الما س کھا کے لعل اُٹھنے لگے حسن
 اگر جائزے میں زرنہ ملے ہکو عنہم نہیں
 اسے بخت بد بخت نہ دکھایا تو کیا ہوا
 تاقت رسول بنتے تھے راکب شہ ہٹی
 پانی جو پانہ سکتے تھے بچے حسین کے
 صفرا ہتی کر بلا میں نہ باقی تھا جسم زار
 اکبر کو نذر وہ سر بے مغز دے گئے
 لعنت بس اسکو کہتے ہیں کج مزار میں
 جنت میں جو رہیں غش تھیں جب اکبر کی زلف سے
 سہرا جو سر پہ قاسم نو شاہ کے سب دھا
 پھل پڑی سپاہ عدو میں کہ الامان ق
 تادیکھیں دشمنان خدا اس میں روے مرگ
 آئے تو اس طرح کہ قصا کو بھی لائے ساتھ
 برش زیادہ ہوتی تھی چل چلے قلب پر
 کھاتے تھے اسکو پھل کی طرح باغبان دین
 آمد شد اسکی آمد و شد کے خلافت تھی
 پھر سے صورت اور حرارت مزاج کو
 جو ہر کے غم نے قبضہ کی چٹک نگہ کی آب
 چالین غضب کی فقرہ بلا کے تم کے طور
 سینے سے دل نکال کے دکھلائے اس طرح
 کرتے تھے آکے جسموں کے لشکر کو پامال

سم نکلا دل کے ٹکڑے نکو باہر لیے ہوئے
 یمن کو تر و بہشت مقرر لیے ہوئے
 جائے گی اپنی خاک کو صحرایہ ہوئے
 مثل زمام زلف معبر لیے ہوئے
 تھے دیدہ پر آب کا سا غریہ ہوئے
 پھر تا تھا خط شاہ کبوتر لیے ہوئے
 کوئی جو آئے گزر گران سر لیے ہوئے
 اصغر کو سونے گو دین اکبر لیے ہوئے
 پونجی صبا شمیم معطر لیے ہوئے
 منہ اپنا رگیا شہ خاور لیے ہوئے
 شبیر آئے تیغ د و پیکر لیے ہوئے
 آئینہ کو کھڑی تھے سکندر لیے ہوئے
 اور جب گئے تو سر مع مغز لیے ہوئے
 مقبور دل کے بے تھی پھر لیے ہوئے
 وہ پھل نکل رہا تھا صنوبر لیے ہوئے
 پھرتے تھے یہ سارے لیے محقر لیے ہوئے
 آنکھوں سے نور جسم سپیکر لیے ہوئے
 دل رونما میں جاتے تھے دلبر لیے ہوئے
 آفت کے زنگ شورش محشر لیے ہوئے
 ہو جیسے منہ میں من کوئی آذر لیے ہوئے
 جاتے تھے ساتھ روح نکال لشکر لیے ہوئے

سر پر پڑی تو کھائی چاکستان کو
 وودم دو عکس کرتی تھی چو رنگ مبدم
 کیا زون سے تھی بازی جان دو ہی ہاتھ میں
 ہستی کو دھو بیٹھتے تو نہ پاتے ہوئی اخیر
 آقائے ہاتھ تمام لیا کسکے چند بار
 دیکھو تو حیرت شمی سرور کہ وقت ذبح
 حکم اللہ کسکے رخ اپنا پھرا لیا
 اللہ رے ثبات کہ سجدے میں جھکا گئے
 کیا حکمت اس میں تھی کہ سرا فیل رہ گیا
 بسمل کی طرح لوثی تھی خاک پر بتول
 گویا کہ آفتاب قیامت بلند تھا
 خیمے میں شہ کے جز عمل و علم کچھ نہ تھا
 آخر کو کر بلا میں رہے کچھ نہ بن پڑی
 آگے تشنی دل زینب کے واسطے
 زینب یہ بین کرتی تھی کل کیسی بات ہر
 اور آج کھو کے بھائی کو قید ستم میں ہوں
 کس کسور و دن اور کروں کس کسکی دلہی
 کیا کیا گزر گئی دل زینب پہ کیا کہوں
 خاقان کم پاہ نے نصرت طلب نہ کی
 بانو سے کیا کہیں نہ کہیں بات کیا بسائیں
 جنت کی طرح دشت بلا اُن سے بس گیا

ق

کاٹا جو خود کو گئی کبستریے ہوئے
 تیغ دوسر تو آتی تھی چوسریے ہوئے
 جیتا نہ چھوڑتی تھی بجز سریے ہوئے
 جبیل آئے قتل کا محضر یے ہوئے
 حاضرین تیری راہ میں ہم سریے ہوئے
 قاتل سوار سینہ پہ خنجر لیے ہوئے
 حورین جو آئین ساغر کوثر لیے ہوئے
 آیا جو شمر سامنے خنجر لیے ہوئے
 صور ایسے وقت سخت میں اور لیے ہوئے
 گودی میں شاہ کا تن بے سریے ہوئے
 نیزہ پہ تھے لعین سرا نو ر لیے ہوئے
 جاتے تھے خالی ہاتھ شکر لیے ہوئے
 پھر تا تھا شاہ دین کو مقدر لیے ہوئے
 شال عزا ہشت سے حیدر لیے ہوئے
 آئی تھی ساتھ بھائی کو نو اہر لیے ہوئے
 نیزہ پہ شہ کا سر ہن سگر لیے ہوئے
 جاؤں کہاں کہاں مل مضطر لیے ہوئے
 آئی جو ہند مقنع و چادر لیے ہوئے
 فوج کثیر آیا تھا زعفر لیے ہوئے
 حیران تھے شاہ لاشہ صفر لیے ہوئے
 آئے تھے شہ عجیب سمندر لیے ہوئے

نورِ واقعہ سے گدائی کے واسطے پھرتا ہے گردِ روضۂ سرور کے رات دن اللہ سے قدرِ اشک کہ نذرِ بتول کو ابرارِ روزِ حشر اٹھیں گے بصدِ شاط	آتا ہے ماہِ باقہ میں ساغر لیے ہوئے خیلِ ملک کو گنبدِ خضر لیے ہوئے پونچے فرشتے شیشون کو بھر لیے ہوئے اعمالِ حق پسند کا دفتر لیے ہوئے
--	--

باکی یہاں نہ حسنِ عمل ہو نہ کارِ خیر
ہم ہونگے صرف دامنِ حیدر لیے ہوئے

سلامی چمن ہو نہ رشک چمن ہے پدر جس کا غنا زینر لبین ہے شہادتِ نصیب حسین و حسن ہے انگینہ ہو دل اور ولا مہر کن ہے سلامی عجب قدرتِ ذوالمنن ہو سلامی عجب قدرتِ ذوالمنن ہے سلامی کے دل کو عشمِ پنجتن ہے بلا پر بلا ہے محن پر محن ہے جو افون کو لڑکون کو چن چٹکے مارا تا سنی تمپیر کی لازم ہے ہکو فلک پر بھی برپا ہو مجلسِ عزا کی سعادتی ہے گرم دم آنکھیں بھجائیں حسن اک برادرِ حسین اک برادر جو سرور پہناتا تھا جنت کے محلے جو کرتا ہے عالم کی مشکل کشائی	یہ بزمِ عزائے حسین و حسن ہو سلامی وہ مہتم سے تشنہ دہن ہو یہ ہو سبز پوش اور وہ گلِ بیرہن ہو رقم اسیپہ نام حسین و حسن ہو کہ آلِ محمد کا حصہ محسن ہو کمین شہ کا سرو کین شہ کا تن ہو خدا کا بھی گھر آج بیتِ اہزن ہو رخ ان کا سوے خاں پنجتن ہو ولا کیا ہی بے پیرِ چرخِ کمن ہو عسرا دارِ روح رسولِ زمن ہو قر ایک شمعِ زمر د لگن ہو محمدین حاضرۃ النہن ہو خدا کی ہے شانِ تفاقِ حسن ہو دریغا کہ آج اسکا تن بے کفن ہو اسی شہ کی دخترِ سیرِ حسن ہو
---	--

کوئی دے صغرا کے پوچھو مجھو
 جہان عندلیبون کے گل چھپے تھے
 یہ کہتی تھی زینب لعل اس زندگی پر
 ثنا خوان اکبر ہوا بلبل طبع ق
 مکتا ہے کس گل کی بو سے گلستان
 ہم نور و غلمت میں رخسار و گیسو
 یہ قدرت خدا کی وہ روئے منور
 کھلا روؤ موسیٰ یہ عتدہ بیشکل
 کھلیں گرد و رے درخشان جو بھین
 وہ چشم سیہ اور وہ عارض کی تابش
 وہ لب ہائے رنگین ہیں قد مکرر
 دہن کو جو سمجھے یہ سمجھے نہیں ہر
 سنی تھی کمر جب نہ دیکھی تو سمجھے
 جو دھوکے میں گر جاؤ کوئی عجب کیا
 سوید اے دل شاہ کا خال مشکین
 رگ گل کمر سرفست یا سمن بر
 محمد کی صورت علی کی شجاعت
 وہ یوسف ہیں گردین بہاے دو عالم
 ستم ہے کہ بچھی کے پھل جا کے کھائیں
 حواس آدمی کو دیے حق نے جسے
 اسی طرح بیان مایہ زندگانی

جدائی کی شب کو کہ کیسی کٹھن ہو
 وہاں آج غوغاؤں زاغ و زغن ہو
 کہ بھائی ہوا قتل زندہ بہن ہو
 قلم شاخ نرگس سفینہ سمن ہو
 سیاہی میں رنگ گل نثرن ہو
 یہ شام غریبان وہ صبح وطن ہو
 میں حیران ہوں خود یا سمن بہن ہو
 حلب سے بہت پاس ملک خلتن ہو
 منجم پکارے کہ بیشک گہن ہو
 بلا کی ہے گرمی کہ کالا ہرن ہو
 وہ لعل میں عیتیق میں ہو
 مگر ہاں غلط عام کا اک سخن ہو
 فقط شاعر و نگاہ اک حسن ظن ہو
 نہان سبزہ خط میں چاہ ذقن ہو
 خطا ہے اگر کہیے مشک ختن ہو
 بنفشہ ہیں گیسو تو غنچہ دہن ہو
 ہی بوے حسین اور غنچے حسن ہو
 ادا ہونہ بیعنا نہ مشکل ثمن ہو
 ابھی قد ہو بٹا سا گل سا بن ہو
 کہ اُنکے سبب سے قوام بدن ہو ق
 فقط دولتِ الفتِ خجستن ہو

جو پر یاس آؤ پر ارمان سدھارے
 یہ کہتا تھا قاسم سید ان میں ازرق
 دم رزم و پیکار و کین میرے آگے
 سبکدست ہوں میں اٹھا کر اچھالوں
 برابر مرے دیونہ کوئی ہو انسان
 نہ رکھ مجھے آہنگ جنگ آزمائی
 تر حسم جوانی پہ کراہی بازی
 جوان نے کہا میرے آگے یکبک
 تو ہے بوم ویران سراے خجالت
 سمجھتا ہوں میں تیری رو باہ بازی
 اگرچہ ہوں چھوٹے بڑے شل ضعیف
 سمجھ تو شجاع ہے ورثہ میں کسکے
 وہ سید ہے عم ککا جو کر ملا میں
 جو کشتوں کے پشتوں سے خندق کو بھرو
 یقین جاننا اگر ہو ایک حملہ
 ہو تو س اپنی تو سین ناوک نگاہیں
 عدو اپنا ہے دشمن ذات باری
 سرا انجام دست مبارک بڑھایا
 صفائی یہ بھی تیغ کھینچنے نہ پائے
 زرد دل پہ ہے جعفری ضرب باکی
 زبان پر نہیں اور کچھ ذکر باکی

وہ قاسم بنا ہو وہ کبریٰ و ولہن ہو
 مرا نام رو میں دل و سپہ بلیں ہو
 تھمتن زبانی شیر مژدال نہ ہو
 اگر کوہ آہن کئی لاکھ مر ہو
 مقابل مرے شیرنی گرگدن ہو
 کہ تو سر و نو خیز باغ حسن ہو
 و گر نہ وہ سہرے یہ تیغ میں ہو
 لعین کس قدر تو دیدہ و ہن ہو
 لقب میرا طوطی شکر شکن ہو
 میں شیر جوان تو شغال کہن ہو
 دم صید ہر اک کا کیکان چلن ہو
 ستا تو ہی جد ککا خیر شکن ہو
 غریب الدیار اور بعید لوطن ہو
 ہماری ہی شیر باروت فن ہو
 نہ تو ہے نہ تو سن نہ لشکر نہ ہو
 زمانے میں کون ایسا ناوک فگن ہو
 ہماری و لا زہر مرد و زن ہو
 بہت تنگیان اب بھل غن ہو
 ظفر ہنس کے بولی وہ سر ہڑت ہو
 یہ اپنا طریقہ یہ اپنا چلن ہو
 ہمارا وظیفہ تو پانچ پست ہو

نخت میں نہ پیدا ہوئے آہ باکی	عجب قدرت خالقِ ذوالنہج
کرو قبر میں چسکا آرام باکی	زمانہ بہت آجکل پر موقوف ہے
مجرئی چشم اشک بر ساقی رہی نخت دل یا قوت ہیں گوہر رشک تار و نوادام کا دو طہا کے اُدھر خیمہ گاہ وقت لگہ میں دم بم مرنے والے جس قدر تھے مر گئے مشت خاکستر ہوا صغرا کا تن خوب قسمت نے غذا تجویز کی راہ میں سرور کو تقدیر خدا گاہ الکو نے لایو نے سنا اور جب مقتل میں آئی فوج شام سر لگا کٹنے تو روح غافل زیرِ خنجر خنجر شبیر سے شاہ بکس جبکہ لیٹے خاک پر موئے سر تر خون میں اور نیزہ پہ سر اربعین تک نقشِ سر سے صبا زفرہ بیون کو تصور کر لیا بعد قتل شاہ نقشہ اور تھا گو یا بیون کا محنت رہی تھا	یہ گھاہ ہر فصل میں چھاتی رہی چشم ترکیا دولتین پاتی رہی یان دولہن زلف کو سلجھاتی رہی فاطمہ آتی رہی جاتی رہی زینب دل خستہ گھبراتی رہی ہجر کی تپ آگ بھڑکاتی رہی اشک پتی تخت دل کھاتی رہی رنج کے اخبار سناتی رہی گاہ سلم کی خبر آتی رہی تا دہسم پانی کو تر ساتی رہی خاک اڑاتی بال کھراتی رہی شکر بند کی صدا آتی رہی بیکسی تلوون کو سہلاتی رہی خوب قسمت و صوب کھلاتی رہی بونے خوش جنت کو لیجاتی رہی بنت حیدر دل کو بہلاتی رہی دل نہ مالا لاکھ سمجھاتی رہی خواہر شہ شہ سے شرماتی رہی

بھیجا کیون عباس کو بنت حسین
روح ختم المرسلین وقت جدال
جس عمارت کے تھے بانی مرقضی
گو ہر درج بھنبے آسے تھے
کون دیتا تھا اُسے بابا کا سر

جب تلک زندہ تھی پچھاتی رہی
بارک اللہ حر کو من راتی رہی
امت احمد اُسے ڈھاتی رہی
علقہ کس منہ سے لہراتی رہی
بنت شہ دامن کو پھیلاتی رہی

یاد حیدر چین ہو یا کی مجھے
دل پہ کیا کیا یاس گو چھاتی رہی

شہ کے جسم پاک پر تھی جلوہ گستر چاندنی
مجرئی ہے ماننیش روئے اکبر چاندنی
رنگ بدے روزا گر بہتر سے بہتر چاندنی
جس جگہ متا بیان چھوٹیں رخ خورشید پر
مح حسن یوسف آل محمد گر لکھون
اوج پر تھا اختر طالع اجالا ہو گیا
چاند زہر کا چھپایا آسمان نے خاکین
اکبر نہر کا نقشہ دھوپ میں جلتا رہا
احمد وحید رقبول و شبر و شبیر بین
ہوا اگر منظور بزم شاہ کے فراش کو
ناوک سوگ مد زہر اسے زخمی ہو جگر
روشنی بزم عزاک لکھ سکے کیونکر قلم
یہ تو اک مدستے بزم شاہ میں پایاں ہو
بزم غم میں احمد حیدر کے آمد گریہ ہے

مجرئی کیا نور تھا تھی چاندنی چاندنی
چاند نہر فاطمہ کا ہے مصوچا چاندنی
پائے ہشکل نبی سے ہونہ ہر چاندنی
ماہ کا کیا منہ اور آئے کیا برا چاندنی
ہو تم خط شاعی اور دفتر چاندنی
قبر حرمین ہو گئی زہرا کی چادر چاندنی
ڈھونڈھتی پھرتی ہو اتنا کو گھر چاندنی
لوٹتی ہو خاک پر اس غم سا کتر چاندنی
آسمان غور شید روشن ماہ ختر چاندنی
چاندنی بن جائے اکدم میں سہک چاندنی
میرے مہم میں ملائے اور تو گر چاندنی
ہوں جہان انجم پسند اور دو مجھ چاندنی
لے فلک اب اور کھپوا دی بک چاندنی
بھیج دیا اطلس گردون کی داو چاندنی

لے خدایم ہون ایوان سینی من مرہ
 سایہ سان ہراہ شہ تھے ہو جانئی نخل کیا
 ایسے گل زخم شہیدان کر کھلے نہ گام شب
 نقش شہ کا اور تو کوئی خبر گیران نہ تھا
 کہتی تھی بانو کہ شہائے فراق شاہ میں
 روز قتل شاہ دین اجرام علوی تھی خیزن
 ہائے اسکی نقش ہو اور رگت شت کر بلا
 ذکر کیا نقش مہ زہرا سے سر کے تاسحر
 جب ہوا طالع ہلال تیغ حیدر بدین
 حوض کوثر تحت میں حیدر کو ہوا لک نیو
 عسرت اطہار کی زنا نین کیفیت یہ تھی
 پردہ پوشی اُمت عاصی کی تھی ورہ ضرور
 روضہ شاہ نجف کی بھی عجب عظمت ہے وہ ق
 وہ پسیدی وہ درود یوارہ و فرشتہ وہ جن
 بعد مدی کے ہوا کوئی نہو ویکا امام
 آئمیدان میں حسین ابن علی پہنے زرہ ق
 نور رخ سے آفتاب چرخ پھیکا پڑ گیا
 اک اشارہ میں گل آئی میان سوز و الفکار
 کیا فصیح و روشن و شیرین تھی حضرت کے کلام
 یہ خبر تھی مہ ہم میں ماہ برج مصطفیٰ
 ہم وہ ہیں گرم گدین بے تال چھو دین

اور رواق شاہ میں ہون میدہ تیر چاندنی
 چاند تھا سبط نبی اور تھی ستر چاندنی
 ہو گئی مشل گل شب و مہر چاندنی
 دھوپن بھر تھی گلبان اور شب بھر چاندنی
 دلپہ ہو قائم مقام نوک نشتر چاندنی
 مہ کے دلپہ داغ تھا اور تھی مکد چاندنی
 دھوپ دکھلا لے جسو حیدرہ اد چاندنی
 تھی سلیمان کے قرین بن مرغ پر چاندنی
 گھٹتے گھٹتے رگئی سد سکندر چاندنی
 فی المثل گراہ بین حضرت تو کوثر چاندنی
 تھا فقط نگیرہ اک شبنم کا بستر چاندنی
 واسطے زینب کو آتی ہو کے معجز چاندنی
 شمس شمع چرخ گنبد پردہ در چاندنی
 رگہی جس در سو آئی ہو کے شش چاندنی
 چو دھوین شکوہا کرتی بد شب بھر چاندنی
 دام کے اندر مرقہ تھا اور باہر چاندنی
 جسطح خورشید کے آگے ہوا تیر چاندنی
 جسطح بدلی کے کھڑے نہ کھر کر چاندنی
 شیر و شکر آب حیوان قند گوہر چاندنی
 ماہ کا دریاہ ہے ہم سے مقرر چاندنی
 ہر ضو تیار گری گردش ماہ انور چاندنی

گر خدا نا خواستہ ہوا ہر چشم عتاب
 جسکے سر پر پایہ ہوا اپنے ہمارے ہر کا
 اختیار اپنا ہر گرجا پین زمین ہونقلب
 مصدر نور اتھی ہون جو ہون نظر
 سرکشو گو آہن و فولاد میں تم غرق ہو
 کیون مجھے پانی نہیں دیتے ہو کیا نا قدر ہو
 شاہ اگر صغرا کو مکتوب مصیبت بھیجتے
 تنگی و تاریکی مرقد سے گھبراتا ہے جی

جون رگ بسل ہے پیوستہ مضطر چاندنی
 اُسکو ہو گا آفتاب روز محشر چاندنی
 جسطح ہو جائے درنم کھا کھو کر چاندنی
 ہر سرتاخن سے ہو میری مقطر چاندنی
 ہوزہ مثل کتان تیغ دو پیکر چاندنی
 ماہ سے مانگوں تو لائے بھر کے ساغر چاندنی
 ماہ پاک تیز رو بنتا کہو تر چاندنی
 یا علی ہو سوئے جنت میری ہر چاندنی

حاسدوں کو چاہیے قسمت کا ای باکی گلد
 ختم مجھ پر کر چکا کلاب مقدر چاندنی

مَجْمَعُ

مَعَ

رَبِّ الْعَالَمِينَ

فہرست مجملات اردو

مطبوعہ	مصنف	صفحہ	مجلد اول	نمبر	تفصیل
.	مجلس البعین صفر ۱۲۸۱ھ دہلی	۲۳	عکس مجریہ بکھڑا اور سے اثر کر	۵۳	۱ واقعہ کرنا
.	۷ جہاد الی دہلی ۱۲۸۱ھ	۳۳	مثل دل قناعہ جا بجا دی پارادومن	۵۹	۲ ایضاً
مطبوعہ سالہ ۱۲۸۹ھ دہلی	محم ۱۲۸۹ھ دہلی	۱۲	گراں پیش دیکھ سریشوی سے تین	۶۴	۳ ایضاً
پریس لکھنؤ ۱۲۸۹ھ					
ایضاً	ایضاً	۹	سلسلہ غوثی دفعہ سیدہ ورشی ہے	۶۶	۴ ایضاً
.	محم ۱۲۸۹ھ دہلی	۱۶	دشمن بھی قومی حب الوطن سے نہیں ہا	۶۷	۵ منقبت

کل ۱۱۳ بند

فہرست باعیات اردو

مضمون باعی	ردیف	صفحہ	تعداد و باعی	کیفیت
توحید	ی	۷۰	۸	عبارت عنوان از مصنف
نعت	الف	۷۱	۳	.
	ن	۷۲	۲	.
	واو	۷۳	۱	.
	ی	۷۴ تا ۷۵	۷	.

مضمون باغی	ردیف	صفحه	تعداد باغی	کیفیت
منقبت	ر	۷۳	۲	.
	ف	۷۴	۱	.
	ک	۷۵	۱	.
	ن	۷۴	۳	.
	و	۷۴ تا ۷۵	۱۰	.
	ه	۷۵	۱	.
	ی	۷۵ تا ۷۶	۸	.
مرحله	الف	۷۷	۱	.
	دال	۷۷	۱	.
	ک	۷۷	۴	.
	م	۷۷ تا ۷۸	۱	.
	ن	۷۸	۶	.
	ی	۷۸ تا ۸۰	۱۲	مع دو یادداشت نثر از مصنف
	الف	۸۰ تا ۸۱	۱	.
	ن	۸۱	۳	.
	ه	۸۱	۱	.
	ی	۸۲	۳	مع دو عبارت نثر از مصنف
			کل ۷۹ باغی	

خمس

مکڑے ہوئے بت کعبہ داور سے اتر کر
سب خاک قدم بن گئے تھے سے اتر کر
پیدا تھا تبسم لب حیدر سے اتر کر
تھے شاد علی دوش ہمیں سے اتر کر

جس طرح نبی عرش منور سے اتر کر
جبریل رہے سایہ نگین پر سے اتر کر
یا مہر شرف پشت ہمیں سے اتر کر
تھے غشش میں تھے مجرائی تگاؤ سے اتر کر

ترخون میں عامہ سراٹھ سے اتر کر
زنجیر میں ہے زلف رخ حور کا عالم
قندیل پہ تاج سر نفور کا عالم
گنبد سے نمایان جبل طور کا عالم
ہے روضہ و سرخدا نور کا عالم

نار ہے ضیا عرش منور سے اتر کر
ہے جملہ ستاروں سے سوا خسر و انجم
ہم سے کوئی پوچھے کہ ہے کیا خسر و انجم
متاب کو دیتا ہے ضیا خسر و انجم
گردون نے بصد ناز کیا خسر و انجم

تم جوڑھا گنبد سرور سے اتر کر
زوار پہ کیا کیا نظر لطف و عطا ہے
مقبول تیرے قبے پر نور دعا ہے
درفون یہاں گنجینہ اسرار خدا ہے
انسان اگر آنکھوں کو کرے فرش بجا ہے

وے جاتے ہیں جاوے ملک سے اتر کر
کیا زور تھا کیا ہاتھ تھا کیا حملہ تھا کیا بل
خندق پہ در تلحہ کو مولائے کیا پل
اس طرح کسی نے کبھی دیکھا نہ سنا پل
کیا دست الہی سے سر دست بنا پل

سب تھے متعجب و حیرت سے اتر کر

پر دم نہ تھا دہشت سے کسی شخص کو دم میں کیا دل تھا کہ حیدر کئی دن ہیرالم میں	جرار تھے کیا کیا سپہ خیر ام میں پڑنے تھے قدم رکھ کر ملک عدم میں
لڑتے رہے جانتے کے لشکر سے اتر کر	
مسجد میں تھے ماموم بھی سب کلمہ کو قائل کیا جو طبعی ہے کہ سوے کف سائل	مشغول نہ از احمد محمود شمال کوئی نہ ہوا نالہ محتاج پہ مائل
خاتم گنی خود خضر حیدر سے اتر کر	
آتی تھی نہ لاتی تھی صبا در سے خبر تک پوچھا بھی نہ تھا ہاتھ دہا شد کا در تک	مایوس تھا جانے سے وہاں پیک نظر تک شہ لے نہ گئے تھے ابھی دامن کو کر تک
تھا ہاتھ میں درت لعل خیر سے اتر کر	
قربان کبھی ہوتی تھیں تو دیتی تھیں کبھی شیر دل دکھتا تھا خاتون قیامت کا جو شیر	تھیں گھٹیوں چلنے پہ بھی راضی نہ وہ دلگیر بر سے نہ جدا کرتی تھیں شام و شب و شبگیر
چلتے تھے کبھی سینہ مادر سے اتر کر	
کی گرنے کو رخصت طلبی عرشین نے افسوس کہ اک روز کیا شرمین نے	فریاد ہے فریاد کمارو کے زمین نے نالے کیے مادر کی طرح روح امین نے
انعام طلب سینہ سرور سے اتر کر	
جبریل کے آنے میں کیوں زہا شک سرخم رسل کا نہ اٹھا سجدہ سی جب تک	حضرت نے جو سجدہ کو دیا طول یکا یک آزردہ نواسے کی نہ کی طبع مبارک
سرور نہ گئے پشت ہمیں سے اتر کر	
ٹھہرے جو فرزند لائے وہ خوشخط ہی مقرر اللہ کو تھی حنا طر حسین برابر	زہرا کے گلو بند میں کل سات تھے گوہر اک رہ گیا چھ چھن چپکے یکسان دو برابر
۱۱ انگشت کو چپک ۱۲	

موتی کیا جبریل نے دو پر سے اتر کر	یوسف کا قیص ایسا کہاں عزت شان میں اٹھ جاتا تھا تقویٰ حیدر حیدر جہان میں
مبوس تن نازک اکبر سے اتر کر	کیا چست تھا جامہ بدن و زلفان میں تھا آیہ رحمت وہ جوان کون مکان میں
جان دیتے ہیں انسان قد و بالا پس سر اسر آنکھوں کو ملک ملتے ہیں جسطرح قدم پر	حورین بھی ہیں آشفۃ و دلدادہ و مضطر یہ بھی تو ہے مشاق و تدبوسی اکبر
گیسے رسا آتے نہ کیوں سر سے اتر کر	بے روز و شب اس شکل سے یار مہ و مہر پاتا فلک پیر نہ زہرا مہ و مہر
صد مہر یہ ملا ہے رخ اکبر سے اتر کر	نبتہ نہ کبھی مطلع انوار مہ و مہر تو بہ کہیں یون ہوتے پدیدار مہ و مہر
کاسہ کبھی خالی کبھی معمور ضیا سے وہ تجھ سے مشابہ یہ رسول دوسرا سے	نسبت کسی صورت نہیں شاہو کو گدا سے اے چشمہ خورشید ملا نہ کف پاسے
دھو جائے کلف تو مہ انور سے اتر کر	چشم سیہ آہو تو غضب فر پے پنجر مرجان گل تر آب بقا لعل شکر ریز
یا قوت یہ سب ہیں لب اطہر سے اتر کر	ایروے دلاویز مقوس تو مژہ تیر باتون میں وہ اعجاز کہ ہو جائیں جوان پیر
شدرہین حواس آج دل نکتہ سرا کے ہے ایک یہ تشبیہ مقابل دوسرا کے	ہر چار عینا صر پھنسنے پنجہ میں قضا کے جس طرح کبھی سب معلق مضاعف کے
منسوخ ہوئے سورہ کوثر سے اتر کر	دل سینہ سے منہ سے گل آتا ہو کلیجہ عشرہ کو ہوا بد رخ دلبر زہرا
سچ ہے غنم اولاد قیامت کا ہونقشہ آفت کا الم شہر کونہ تھا تا نہم اصلاہ	

ماہ شب اول عزم اکبر سے اتر کر

کھائی جوستان سینہ پہ دل بگیا بوخون
آؤ پدر آؤ کسا با خاطر محزون
رہے شہر بکس ہوا احوال دگر گون
کیا بر بھی نے مجروح کیا ہو گا نہ گردون

شبیر کا دل سینہ اکبر سے اتر کر

اظہرین من الشمس فضائل شہد اکے
ممدوح نبی مورد الطاف خدا کے
کتی ہے مصیبت قسم فاطمہ کھا کے
جو جو شہدایں رہ تسلیم فنا کے

سودر جہین رتبہ من بہتر سے اتر کر

وہ راہ سیا بان وہ کڑی منزل مشکل
پاسوج گئے زانے اقدس گئے پھل چھل
تقویٰ نشان درون کے اور طوق حائل
نالان ہے قدمبوس کی حسرت میں سلاسل

ایتک قدم عابد مضطرب سے اتر کر

محفوظ تھا فریادی معشر کا جنازہ
پوشیدہ رہا بنت پیمبر کا جنازہ
چھپ کر گیا معصومہ اظہر کا جنازہ
اے چرخ اٹھے رات کو ماور کا جنازہ

چادر چھنے دن کو سر خستہ سے اتر کر

داغ پدر و والدہ کا دل میں نہان گنج
شبیر کی مصیبت میں بصد درد و فغان رنج
تا خاتمہ عزم آخر ہر رنج
زینب کو زمانہ میں رہا ایک ناک رنج

زندان میں کئی اشتراک سے اتر کر

بے دینوں کی فوج احمد مختار کو بھولی
اُن کے وہ ستم آل نبی کی وہ مولیٰ
سب ظلموں سے قطع نظر اللہ بے فضولی
تھک کر کبھی ہوتے تھے سوار آپ تو خولی

کہتا تھا چلو عابد مضطرب سے اتر کر

شہر کتے تھے پانی دو تم اس تشنہ دہان کو
کھینچا پیر کاہل بے دین نے کمان کو
دیکھو ذرا تیسرے شکر کے نشان کو
مجروح کیا قلب امام دو جہان کو

پیکان نے گلوے علی صغیر اتر کر

صد مد تھا عجب قلب شہ عرش نشین پر
بیاب ہوئے تھم نہ سکے خائے زین پر
پستلی پھری آیا عسرق موت جبین پر
لج چکی اک ایسی کہ پڑی جاکے زمین پر

نقوید گلوے علی اصغر اتر کر

کیا کم ہے یہ ماکہ پر تیغ ستم کھائے
عباس ساعمو سطر لومہ ساٹھ جائے
خارت ہو فلک خاک اٹھے شکر کین آئے
سوغات گئی دختر غولی کے لیے ہائے

دُرگوش جگر پارہ سرور سے اتر کر

تھا ورد زبان این ابی بادل مایوس
جز نالہ نہ تھی اور کسی چسپے زما نوس
سوزان صفت شعلہ دل اور سینہ تھا فانوس
پڑتے تھے طمانچون پہ طمانچہ عوض افنوس

دُرگوش شمس تیم شہ بے پر سے اتر کر

کچھ ہوش نہ ہو گا کسی برتاؤ صبی کو
ہول آئے گا دہشتے ہواک پاک نبی کو
دیکھو تو عنایات رسول عربی کو
آئین گئے تہ عرش شفاعت طلبی کو

محبوب خدا نور کے منہ سے اتر کر

مجلس میں پے موعظہ تشریف علی لائے
کیا کیا نہ حقائق شہ ابرا نے فرمائے
سب مسئلہ مشککہ حصار کو سمجھائے
حیدر سے کسی نے کہا حضرت کے بھی پاس ہے

جبریل کبھی درگاہ اور سے اتر کر

وانا خن والاسے ہوئے عقدہ لابل
معلوم تھا قرآن کا سب محکم و محمل
کیا معجزہ نطق ہے کیا قول مدلل
منبرایا کہ میں شہر علوم احمد مرسل

مین درہون مدینہ کا پمیسے اتر کر

سر پر نہیں بندے کے رسالت کا کچھ کھیل
جبریل مرے واسطے لائے نہ تھے تنزیل
اسباب میں عاقل کو نہیں حاجت تاویل
دروازہ میں ہو ہو کے گئے شہرے جبریل

داخل بھی دینے میں ہوئے در سے اتر کر

تا دار تھی پر تھے خدم در تو ملا ملک
گوارہ جھلا جاتے تھے اکثر تو ملا ملک
مقتل میں بھی لے آئے تھے لشکر تو ملا ملک
راضی نہ ہوئے شاہ ملک پر تو ملا ملک

مایوس پھر گنبدِ اختر سے اتر کر

عباس کو ڈھونڈھا جو شہ ہر دوسرا نے
اسبابِ ہیا کیے ملنے کے خدا نے
پونچائی ہمک خون کی دم باد صبا نے
رہوار کو کھینچا کششِ بوسے وفا نے

پلٹے شہ دین لاشیں بار سے اتر کر

دل شام کے بادل کا گھٹا برقِ چرچکی
بچھ بچھ گئیں صحرائیں صفین فوجِ ستم کی
روحیں بھی چلین راہ کھلی ملکِ عدم کی
جب تیغِ علی سب طعیر نے علم کی

تھے جوش میں جو بحرِ حلیٰ ڈر سے اتر کر

کہتے تھے کبھی خود دوزخِ حفظ و امان کے
دل توڑ دیے ناوک و بین و مکان کے
دریا میں ڈبوئے تن و سر پیر و جوان کے
ٹکڑے کیے گرز و سپر و تیغ و سان کے

سینون میں سمانی مغفر سے اتر کر

تھی دھوم کہ ہے رنگِ نیا ڈھنگِ زلا
بنتی ہے یہ ناگن کہیں خنجر کہیں بھالا
فی النار وہ پیدل ہوئے بھاگا وہ رسالہ
دم بھد میں کیا فوجِ ستم کو تہ و بالا

تیغ سے لپک کر کبھی اوپر سے اتر کر

تعیین اگر وقتِ قیامت کا نہ ہوتا
رحمت کو اگر مرتبہ سبقت کا نہ ہوتا
گر خاتمہ حضرت پر مصیبت کا نہ ہوتا
گردِ اسطِ امت کی شفاعت کا نہ ہوتا

رکتے تھے وہ جبریل کے شہر سے اتر کر

کس حال میں تھے ہائے غضبِ سیدِ خوشخو
زخون سے مٹی گاہ پر آرزو دوبا زو
ترخون میں ریش و سر و پیرا ہن و گیسو
پیشانی اندس پہ لگا تیر سے پہلو

خون زین پہ گرا زلف مغنبر سے اتر کر	
تھا ابن زن زائید کہ درجہ شقی آہ	سمجھانہ کہ ہے دلبر پیما بفرجہ
نخت دل خاتون جہان جان یہ اللہ	تھا پشت تگا و چھکڑ سجدہ میں جب شاہ
سرکاٹ لیا شمر نے خنجر سے اتر کر	
کیا تاب کہ توقیر لکھون بزم حسرا کی	آتی ہے سواری نبی خمیر سنا کی
یاں پہننے بکاوان دل زہرا نے دعا کی	قربان سرشاک غم شبیر کے پاکی
جنت میں گئے چشم کے منبر سے اتر کر	

شمسہ

مثلاً دل تھا غم جا نگاہ سے پارادامن	کون سی تپا ہے مصیبت میں و پارادامن
گرچہ ممکن ہے نہونے دے نظارادامن	مجرئی ڈھانکتے کیا منہ پر اشارادامن
چاک تھا باتم شبیر میں سارا دامن	
عرصہ حشر کا ہوتا ہے صفا رادامن	ہوئی گاپائے تزلزل کا سارا دامن
سوے میزان جو کھینچیں گے ہمارادامن	پڑے اشک غم شبیر سے سارا دامن
نفع کر دے گا سلامی کا خسارادامن	
غم شبیر میں مواج ہو سارا دامن	ہے وہ دریا کہ نہیں جسکا کنارادامن
مستفیض اشکوں سے ہو سبکہ ہمارادامن	ورر ہا برپہ لیل او نہا رادامن
چشم گریان ترے صدقے سونہ ہمارادامن	

۱۔ ابن چندہ لوی شاہرا کہ توفیق از و بار از و بار فیض درد امن و کنار آمد و در جب اتفاق حسن و تائید حسین در ملک قسیدہ انتفا
یافت مقبول حیل و دانیان بالغ نظر یاد کا تذکرہ فی ۶ راجہ دی لا دلی ۱۲۵۵ھ در بدوہ دہلی۔ سب جمع اسیر (مصنف)

کی و غاکو فیون نے غافلہ کے جانی سے	کفر کو آتی ہے شرم ایسی مسلمان سے
دل شکستہ ہے اسی غم کی فراوانی سے	برگئی کشتی تن چشم کی طغیانی سے
ہو گیا اشک کے سیاہے پارادامن	
یاں گنہ فاحش و بے پردہ خدا عالم غیب	جو عقوبت کہ وہ فرمائے بجاؤ لاریب
بسکہ ہے نقد عبادت سے تنی دامن حبیب	فکر تھی کون چھپائیگا یہ کارونکے عیب
دی صدا شاہ بخشنے کہ ہمارا دامن	
چمن داغ جگر مہین گلزارون سے	نخت دل بازہ دیے آنسوؤں کے تارون سے
بنی گویا کہ دولہن تعزیت ان ہارون سے	گل کو نسبت نہیں سرور کے عزادارون سے
دل صد چاک یہاں وہاں ہو پارادامن	
دامن اک کشت ہے بے برگ برائے ابر مرثہ	تو جو چاہے تو ہوا گل پل میں ترے ابر مرثہ
ہے ترے فیض پہ ہر دم نظر اے ابر مرثہ	بارش اشک میں وقفہ نہ کر اے ابر مرثہ
بخشہ کی آنکھ سے کرتا ہے نظر ادا دامن	
گوشستان میں تری شمع ہو باقوت لگن	حال تاریکی و تنگی محمد ہو روشن
ساج زرین ترے تار کی سی ساپہ لگن	کل ہی ہے ہر ترا اور گریبان کفن
آج دارائی کا تو رکھتا ہے دارا دامن	
گل کھلا ہے تری تاثیر سے اچھٹمہ چشم	بخشنے نیاں ہو فلم کی ابھی نے چشمہ چشم
ماجرادونوں میں کچھ محبت کا ہے چشمہ چشم	آج ترے ہاتھ ہے اے چشمہ چشم
ابر سے دست و گریبان ہو ہمارا دامن	
وہ بجا اور یہ ہے سوگ امام برحق	دفتر جرم یہاں دہلیز ہیں وہاں گل کے عرق
ن ترانی تھی وہ کیا ہے نہ گیا کوئی سبق	پہلے وہ لاف زنی اب یہ ندامت عرق
اب نہ ہوا بر سے زہنا رمارا دامن	

زر ہے دین سکے زر ضرب جام حیدر
 ثانی مصحف عالی ہے کلام حیدر
 عرش اعظم سے بھی بالا ہے مقام حیدر
 تیرہ دل سے گئے روشن رہا نام حیدر

اشمع گردون چہیٹ گردنے مارا دامن

جیسے ریخور کوئی کھوکھو کے میچا لوٹے
 دو لون بجائی کبھی تڑپے کبھی کچا لوٹے
 خوگر عافیت حضرت زہرا لوٹے
 دُر دریا نے نبی خاک پہ کیا کیا لوٹے

اٹھ گیا سکر جو مادر کا قصار ادا من

حق نے کیا خلعت شاہانہ مجنوں کو دیے
 اصل خوش رنگ ٹٹکے گوہر خوش آبے
 خاص میں حالہ فردوس برین انکے لیے
 چشم سے رشتہ دُر سینہ سے یا قوت لیے

خوب ہی سوزن ترکان نے سنوارا دامن

چشم پر ہر ہو گرم فغان رہتا ہے
 روز باران بکا قطرہ نشان رہتا ہے
 بھرا شک آنکھوں سے ہر وقت دان بہتا ہے
 غم شبیر میں رحمت کا سمان بہتا ہے

چشم فوارہ ہے دل نہر ہزار ادا من

رخنہ سیلاب بکا سے کیا آنکھوں نے تجھے
 پارہ سوگ شہدائے کیا آنکھوں نے تجھے
 چاکر تجیب قبا سے کیا آنکھوں نے تجھے
 تار تار اشک غم سے کیا آنکھوں نے تجھے

آنکھ کیا تجھ سے ملائے گا تارا دامن

نظر ہر در درج نبی پاتے ہیں
 خوش ہیں گمراہ میں مردم نہیں ٹھہراتی ہیں
 دور سے نذر کو یا قوت و گہر لاتے ہیں
 قافلے اشکوں کے دن اسٹیلے آتے ہیں

چشم کشتی ہے شرع اسکا ہمارا دامن

بزم شبیر عیوب کو بدل بھاتی ہے
 جیسے مان لاشہ فرد زچہ چلاتی ہے
 مرجاروح علی شیعون کو فرماتی ہے
 گریہ فاطمہ زہرا کی صدا آتی ہے

لے مرثہ دھانک لے آنکھوں پہ خدا دامن

اے خوشامتر بر و قدر بلند حیدر	مردمک آتش الفت پر پند حیدر
شیر صحر اے فلک صید کند حیدر	اختر افشان ہو جان نعل حیدر
آکے تارون سے بھرے صبح کا تارا دامن	
یہ منس ہو غلامی کا خط اے آلِ عبا	اہلِ تقصیر میں ہم ہر نطفہ اے اہلِ عبا
طاعت و روزہ و حج ب غلطی آلِ عبا	دو ذریعے ہیں ہمارے فقط اے اہلِ عبا
ایک افضل خدا ایک تھا رادامن	
ہوتی ہے مجلس شبیر میں با جاجِ سزین	آستین اشکون سے حیدر کے پر از در شین
بسکہ ہے چاک گریبان ہمیں بر کالین	بخنیہ گر سیتے ہیں پر پنجہ با تم کے قرین
چاک ہونے کو پھرتا ہے دوبار دامن	
دل و جان و تن و سر نام پر سرور کے فدا	یہی دنیا میں دعا ہے ہی تر بت میں ندا
جنتیک اس قالبِ خاکی سے نور و روحِ جدا	اے سر شک غم اور اے پنجہ ماتم بخدا
تسے آنکھیں مجھے پیاری ہیں نہ پیارا دامن	
شاہِ مظلوم ہیں دلدار شہید و جنین	شرفِ نسل براہِ سیم اور ایوب کے زین
اسکو کہتے ہیں جگر بند رسولِ انقلابین	کیا رحم ہے کہ خود شعر سے کہتے تھے حسین
خونِ ناحق سے بچانا ستم آرا دامن	
بہرہ دکھلا کے گلستانِ ارم دیتے ہیں	بے خبر کو خبر خیر اُرم دیتے ہیں
انکے عارض کی حسنین کو قسم دیتے ہیں	چشمِ اکبر کا اشارہ تھا کہ ہم دیتے ہیں
بھر کے لے جانے کر شموئے چکارا دامن	
عکس رخسارِ مبارک سے نظر لکھیں ہے	جلوہِ قدسے خزانِ روشِ فردین ہے
خیمِ ابرو کی طرف قبلہ اہلِ دین ہے	بوسے گیسو سے گریبانِ صبا شکن ہے
بھر گیا عنبر سا کا بھی سارا دامن	

حق ہمایہ مناسب ہے سیانت کر لے	کار ماتم میں عیان دین و دیانت کر لے
حب و محبت و کسی وقت اعانت کر لے	کام بن جائیں اگر آنکھ ضمانت کر لے

موسم ابر کا لیتا ہے احسا را دامن

عسرت کشی میں ہونی کشتی اولاد نبی	بوند پانی کی ستمگاریوں نے دریا سے ندی
بسکہ افسوس ہی دل کو ہر تلویش ہی	نہ اسے گریہ سے فرصت نہ وہ دور اس کو کبھی

ہو گیا آنکھ کے دریا کا کتار ادا من

عدل اسے آب و گھنہ امکن کر	شجر ظلم کو بے برگ و برو بے بن کر
خون ہاگوش گل تر سے یہ قصہ سنکر	توڑے گلچین نے گل باغ میں چن چن کر

چمن آرا کا تہی ہو گیا سارا دامن

گلشن دین پر پڑا بخیر ان کا خچل	چل بے بے بے ریاحین سیادت بالکل
اٹھ گئے عون و محمد وہ سین غیرت گل	مٹ گئے اکبر نسرین تن و سنبل کا کل

مر گئے قاسم دیبا بروخارا دامن

آج ہے کام غم شہ میں جے ماتم سے	کل خوشی میں ہے وہ ممتاز بنی آدم سے
دوستانہ تجھے سمجھاتے ہیں سن دامن سے	پڑوان خون جگر سے یہاں اشک غم سے

وہ گوارا ہے تجھے یا یہ گوارا دامن

عیب ہے گر عمل خیر نہوا انسان سے	تن کی صحبت نہیں رہی تو کی ہمیشہ جان سے
ٹھہرے گراں توکل کوچ ہر بیشک یاں سے	خشک ہوں خجالت تر دامن عصیان سے

رہ ترا شکون سے یہی اسکا ہے چارا دامن

گردش چرخ سے سرکشہ مقصود ہے ہم	حملہ و رشیرا تہی چہر ان بے دم
کہان سید کا بدن اور کہان رجا ورنکے سم	آوا اس قصر زمرہ کو گرا دین ہم تم

چشم پر ہم سے یہ کرتا ہے اشارا دامن

لال ہے گلک سیہ جہل مرکب ہوا دوات	آل کی طرح میں ناطق ہیں حدیث آیات
گرچہ اس بات کا قطعی ہوا پیر اثبات	دامن آل نبی ہاتھ سے چھوڑا ہیسات
منکر و ہاتھ ہمارا ہے تمہارا دامن	
ہے جدا گانہ حریفوں سے صغیر باکی	ابتو باکی ہے زمانے میں نظیر باکی
طبع ہے جوش میں با ابرمطیر باکی	موج زن ہے ابھی دریائے ضمیر باکی
پر نہیں گلک میں تحیر کا یار دامن	
خمسہ	
اگر ان جنس شہادت ہو سر ریشوق ستے ہیں	ہیں پیاسے تین دن کے آبِ خمر کو تر تو ہیں
رفیقان شہ دین سرمدتی جان دستے ہیں	سلامی ولیبران شہ کمر مرنے پہ کستہ ہیں
اُجڑتا ہے مدینہ روضۃ الجنات بستے ہیں	
حزین رہتے ہیں اور ہر دم کمر لہنے پہ کستے ہیں	بنی سیلاب گریسے رخ پر خونپہ رستے ہیں
ہوا اک اُٹھا ہوا اور یادِ شہوار کستے ہیں	سلامی خون کے بادل دیدہ تر کو رستے ہیں
نہیں سخت جگر مرگانیہ پھونک دیتے ہیں	
بری آلائش دنیا سے چنکا دست و دامن ہو	گھرا نام سب کے فضل نام مالی سب پر روشن ہو
حرم ہے چنکا کعبہ اور مدینہ چنکا مسکن ہو	نبوت چنکا خضرن ہوا امامت چنکا معدن ہو
وہ موتی اے فلک بوز پانی کو ترستے ہیں	
مناسب ہے بجائے سجہ کا و ہر دو عالم ہو	سرِ تعظیم پیش چرخِ شانی کیلئے غم ہو
نیکھے آنکھ اٹھا کر چرخ کیا اگر عرشِ عظم ہو	دماغ کر بلا جنت کی بو سے کیوں نہ برہم ہو
کہ ریحان باغ زہرا کے اسی تہی میں بستے ہیں	
ناتج بیعد و دکھلائے ملکہ کاف اور نون نے	کیا ارواح سے بیوزم حکم گرمی خون نے

کیا جسدن سے ابلع جان خلاق چھون نے	نہ کیجا ہوگا ایسا معرکہ بھی چشم گردون نے
اوپر ستر و تن میں اور گھر دتے کے دستے ہیں	
اگرچہ میرزاں کیسا ہی کافر بدیانت ہے	نہیں دیکھا کہ ہمان سے لے قصد عداوت ہے
خصوصاً جبکہ ہمان پیدا و ردہ قوم اُستے	تو خود منصف ہوئے گردون کی سم صیافت ہے
کر دیتے ساتی کو نر کے پانی کو ترستے ہیں	
ایسے ہیں جہان میں جسطرح گل ہون گستان میں	معاذ اللہ گل کیا خضر ہوں جیسے بیاں میں
وہ ناجی ہو چکا ہے اتھ جگائے دامان میں	پونچنا ہے اگر شہر نجات و مصرامیان میں
نجات آتیر حوین رستے فقط بارہ ہی رستے ہیں	
پری مثال رشک حور شبہ ماہ تابان تھے	بسان قری آشفہ خوشخوار خوش الحان تھے
سمن بواہمن برسر وقامت گل بامان تھے	جو گل سنبل کے سایہ سے گلستان میں پشان تھے
انھیں کنج کھد میں زور خوشخوار دتے ہیں	
برونیک و گل و خار دُستِ زبایہ کو لائق کو	شر و خیر و عدو و دوست کو صالح کو فاسق کو
ریا سیرت کو مخلص کو مخالف کو موافق کو	پرکھ لیتے ہیں ہم نظرون میں مومن کو منافق کو
محک امتحان پر صیر فی سونیکو کستے ہیں	
تخت چیکو لاتے تھے سدا جہیل زردان سے	جسے تھہر سان تھا خلد اپنے سیبِ بان سے
گفت پایاک کرتے تھے نبی جس شد کا دامان سے	بچاتے تھے جسے زہر اوجید آبِ باران سے
انسی پر آج مینہ تیر دنگے لے گردون برستے ہیں	
دلا لازم ہے پہلے دیکھنا قبر محمد کو	اور اُسکے بعد شاہ او صیا حیدر کے مرقد کو
گذر کر نیموا سے طوسے الدفن کے گنبد کو	مدینہ کو نجف کو کربلا کو یا کاشہد کو
اگر فردوس جانا ہے ہی دو چار رستے ہیں	
نہ بھولی ہے نہ بھولے گی محبت شاہ والا کی	وہ غلبے پیاس کے پیش نظر حوین ہدایا کی

خدا دیتا ہے جنت آنسوؤں کے بجائے باری	رفیقوں کی وہ قلت اور وہ کثرت فوج اعدا کی
کوئی زہرا سو کر پچھے تو ان مولوں بھی ستے ہیں	
حصہ ۲	
کھلا خواب کنارِ بحر سے شیعوں کی کشتی ہے	سراسر عدل و خوبی دافعِ مباد و زشتی ہے
سلامی حصہ عباس میں فرخِ سرشتی ہے	شجاعتِ خطیبی ثانی شہادتِ سرشتی ہے
علمدارِ حسینی ہے سیکندہ کا ہشتی ہے	
علیؑ نورِ مصور ہے علیؑ اسرارِ مجید ہے	علیؑ نصر من اللہ ہے علیؑ حق سے مود ہے
علیؑ مولودِ کعبہ ہے علیؑ مہنامِ ایزد ہے	علیؑ جانِ محمد ہے علیؑ اللہ کا یزد ہے
ہو اگر اہل قبلہ منحرف اُس سو کشتی ہے	
عوضِ تسنیم کے زقوم کی لذتِ مبارک ہو	خدا رحمت سے رکھے دورِ افردتِ مبارک ہو
نہیں گرجِ مدینہ کی محرومیِ حنتِ مبارک ہو	جسیمِ غل و نار و شعلہ و جدتِ مبارک ہو
نہ پوچھے گا کوئی تو نقشبندی پر کہ کشتی ہے	
اہلِ ساتھ اُنکے آتی تھی وہیں انین آتے تھے	کبھی شرماء کے آتے تھے کبھی گھبرا کے جاتے تھے
عدویہ لکھکے جی شمشیرِ اکبر سے چراتے تھے	لکڑیاں تھاقہ نقشہ پیریاں گوسب جاتے تھے
نہ چھوڑی گی نہ چھوڑی گی قضاے سرشتی ہے	
تماشا اپنی آنکھوں سے ستاروں کے کہتے ہیں	دعا اور دعا انانِ سائے کر کے کہتے ہیں
فرشتے سوئے حُر و شرفاں کر کے کہتے ہیں	محمدؐ اور علیؑ ایک سو نظارے کر کے کہتے ہیں
وہ نوری ہے نہ ناری ہے وہ خوبی ہے نہ زشتی ہے	
عجب اک تیرگی چھائے گی مردِ واد و انجم پر	بلا ہو گی محیطِ انِ جان و مار و کژدم پر
قیامت کو جو بحرِ ہتر آئے گا تامل پر	عیان ہو جائے گا رد و قبولِ اصنافِ مردم پر

وہی فرقہ بچے کا آل احمد جسکی رشتی ہے	پے سیر گلستان بیدار غنی سے بجاتے تھے گل و سوسن کی بو سناک پر نگوشت چڑھاتے تھے جدھر جاتے تھے آنکھیں زیر پا دم بچھاتے تھے جو ابرشیم کی باش سے بھی پہلو کو بچاتے تھے
آنکھیں کا آج بستر خاک سے بالین بشتی ہے	نہیں ممکن سلمہ دار کا ثانی مہیا ہو وفا دار و صفا کیش و نثار سرور صحت گو خوش اقبال و شجاع و حق پرست پُر دل و خوشخو غش آیا مرست عباس پر چوران جنت کو
بہشتی کے مزار پاک میں بٹے بشتی ہے	دل مضطرب میں کیا ولولہ سا کار با با کی مگر حاصل ہوا دل کا نہ اپنے مدعا با کی کوئی تیرے سے ٹٹتا ہر قسمت کا کھایا کی گئے پنجاب سے یہ بٹے نہ سوئے کر بلا با کی
انصیبوئی برائی ہے یہ کردار و کی رشتی ہے	

خمسہ

۱

دشمن بھی قوی حرب و انتر سے نہیں ہے اندوہ نہ نرون شام کے لشکر و نہیں ہے	ہلک غم دینا دم اثر در سے نہیں ہے پھر کیا ہے توقف جو مقدر سے نہیں ہے
رہتی ہے طبیعت مری انکار سے بے چین اس طالع برگشتہ سب کام ہیں بے زین	کچھ غم مرا بھاری دخیبر سے نہیں ہے آیا ہے سفینہ مرا اک در طہ کے مابین
سائل ہوں ترے درکامین اے قبلہ کو نین مردوب گدائی مجھے ہر در سے نہیں ہے	کی تو نے مدد سب کی ہوئے جبکہ مضطر مین جتنے رسل یا کہ نبی خاصہ داور

سلا بن سبقت ککھیش و دانت۔ و برے طلعش و قبولی از امیر کبلی در کار فیض آثار مدوح بغا و صفا مغز و بلور و درخت از محرم الحرام ۱۲۸۵ھ
ہاتھ رسید و شہرہ کی مٹی پتھر اچھا لکھنا غالی عبد کو فرغانی فضلہ شدہ تھلے نیل الامانی و کمال کو قسٹم و شدت گرا کہ نمودار و خوشی و صفت (م)

نے کوئی جی ہے نہ وصی تیرے برابر	جو بہتر عالم ہیں وہ سب تجھ سے ہیں کمتر
بہتر تو فقط ایک پیغمبر سے نہیں ہے	
سو گند تھیں حلق رسول دوسرا کی	سو گند تھیں حضرت زہرا کے بکا کی
دیکر قسم آزدگی سبز قبا کی	دیتا ہوں قسم آپ کو شاہ شہدا کی
ملت جسے اب تک غم اکبر سے نہیں ہے	
تم آئے تو سلمان کا نہ کچھ کر سکا نصیغہ	اللہ رے کرم دست بریدہ کیا منضبط
زندہ کیے مردے بھی کئی تھے تو پیسہ	ہیں قبضہ حضرت میں مہمات دو عالم
شرکت تھیں گو خالق اکبر سے نہیں ہے	
ہے خوان کرم پر ترے چشم طمع و آرز	خود قدرت حق کو تری بہت پہ رہا ناز
تم خضر و سیاحا کے ہو ہم پایہ دماز	اللہ دکھا دو لب جان بخش کا عجاذ
مدت سے موافق فلک احقر سو نہیں ہے	
ناشاد ہوں غمناک ہوں دل شاد کرو تم	بند الم و درد سے آزاد کرو تم
اللہ مدد سے حق میں کچھ ارشاد کرو تم	اے فخر مسحا میری امداد کرو تم
اٹھنے کی بھی طاقت مجھے بستر سو نہیں ہے	
کرتا ہے جہان روز شرارت پہ شرارت	امراض سے صحت کی بضاعت ہوئی غارت
ہے مختصر اعراض بلا طول عبارت	زور و ن پہ ہے لے نام خدا نصف بصارت
ہر موے قرہ کم مجھے نشتر سے نہیں ہے	
خاسق ہوں میں اس بنق شکار وں سے زیادہ	مجرم ہوں جہان کے بڑے کار وں سے زیادہ
ہوتے ہیں گنہ روز ہزار وں سے زیادہ	ہر چند کہ عصیان ہیں ستار وں سے زیادہ
نیت مری کم نیت قبر سے نہیں ہے	
توراۃ و زبور و صحف و نسخہ عیسائی	اخبار نبی سب میں ہے وصف شدہ والا

قرآن کے ہر ایک آیت میں ذکر آپ کا آیا وہ ہیں ترے مدح بیان کیا مرا میں کیا

بہتر کوئی اللہ و پیغمبر سے نہیں ہے

گو ہم سخن روح قدس میری زبان ہے کیا عرض کروں اب ادب ہر وہاں ہے
دل آپ کا آئینہ اسرار نہاں ہے جو حال ہے خادم کا سب اتنا پتہ عیاں ہے

معنی کوئی شے خاطر انور سے نہیں ہے

مٹا ہے کم و بیش جو ہے رزق مقدر تنگی میں بھی ہوتی ہے کوئی مصلحت اکثر
فرمایے یا شاہ کروں صبر میں کیونکر ہے مغر خسر دبوئے قناعت سے معطر

کچھ بس گمراہ اس نفس بد اختر سے نہیں ہے

جب حد سے گز جاتی ہے بے برگ و ثنائی کرتے ہیں بشر در پہ ترے ناصیہ سائی
خادم نے فقط اس لیے تمید اٹھائی ہے شاق بہت روضہ اقدس کی جدائی

زردی مے منہ کی طمع زر سے نہیں ہے

اخبار قیامت میں عجب درد کے سارے چپ چاپ خلافت نہ کنائے نہ اشارے
انقص مردان کام تم آگے ہمارے محشر تو یہ ہے دور ہوں قبہ سے تھارے

دل مضطرب اندیشہ محشر سے نہیں ہے

اے فتن پیغمبر بانی انت و اُمّی اے ساقی کوثر بانی انت و اُمّی
اے فاتح خیبر بانی انت و اُمّی یا حیدر صفدر بانی انت و اُمّی

کیون میری طلب اس لب اطہر سے نہیں ہے

کشتی مری گرداب میں آئی ہے بجا لو طغیانی ہند میں مرنے سے بچا لو
یہ پردہ حائل یہ قدر سے اٹھا لو حسرت سے کہ جلدی کہیں باکی کو بلا لو

امید بقا چرخ شکر سے نہیں ہے

رباعیات توحید

بست و یکم باہر بیچ الآخر ۱۲۸۵ ہجریہ شہر دہلی میں تراۓ چند ہم در این چند گاہ از ابریشم جنگ پے آرنجک
دل تنگ براہ عشاق حسینی و آہنگ جہاز او چون التماس عزیزان حکم زداد فی الطیور نغمہ گرفت
ناگزرو با این شکستگی بشتی بیاض کردہ شد تا رباعی عناصر و سانی ثنائیا پرکار است جاوداۃ و پذیر باد
بجہد و آدہ الامجاد (عبودہ فستری)

مکشال گر گنبد از برق تو ہے	مکھوم بین سب حاکم مطلق تو ہے
ز رزور زبان زیت تری بخشش ہے	مستلج جہان غنی برق تو ہے

پہا بھی اور اب بھی بے نام و آب تو ہے	جو کچھ آگے تھا بس وہی اب تو ہے
فتاح و مسبب و کریم و فیاض	رزاق و وکیل و فردیارب تو ہے

ہر خط میں رقم طراز صنعت تیری	ہر نقطہ میں سرِ حرکت تیری
ہر فرقہ میں آشکار قدرت تیری	ہر قطرہ میں جوشناک رحمت تیری

نے شکر ہوا ہم سے نطاعت تیری	تقریر سے افزون ہے عنایت تیری
ہر رگ میں نمک سے تیرے احسان کا	ہر جزو میں پیوستہ ہے نعمت تیری

پیمانہ و محنت و وسائی و فانی	شاہی و شکوہ و طعنائی و فانی
------------------------------	-----------------------------

کس کسکو شمار کچھ یہ پاکی آخر	باقی فقط اللہ ہے باقی فانی
ہر وقت زیادہ تاخیر بندی ہے	ہر روز نئے گنہ کی پابندی ہے
روزِ صلہ گناہ سبحان اللہ	کیا شانِ خدائی و خداوندی ہے
گلشن میں گل کو رنگت بودیتا ہے	بلبل کو زبان گفتگو دیتا ہے
بندانِ زبان و نان و جان و ایمان	جو کچھ دیتا ہے ہم کو دیتا ہے
جو جسکو ضرورت ہے خدا دیتا ہے	بلبل کو نوا گل کو داد دیتا ہے
احسان یہ اُسی کا ہے کہ خیاطِ بار	ہر شاخ برہنہ کو قبا دیتا ہے

رُباعیات نعت

اے داعیِ رب پاک عالی جاہ	سلطانِ ملک سپاہِ شاہنشاہ
کیا چستے پرین تھے یس کی قبا	تکمرے لہرک اور گریبانِ طاہ
آئے جو نبیِ روئے عدو زرد ہوا	عُزّے ہوا خوار اور بے گروہ ہوا
پھل چھو اُسی گل کی عرق ریزی کا	ہنگامہ دین بولسب سرد ہوا
کیا مہرِ سراج کے مایہ ن ملا	رفرف سے چلے نبیِ عجب چین ملا
ہر گام پہ پاؤں تس تھا اوج تازہ	دو تیر بڑھے تو قرب تو سین ملا

ہم نیک ہیں یا عسکد اور یا بد ہیں
پتھر گسٹین آنکھیں انتظار ہی میں رہے
پر تیسے کریم تو مثل حسد ہیں
مردم بھی بے حسد نہ جبرالاسود ہیں

احمد کی خبر سب انبیاء لائے ہیں
اس منزلِ وحشت سے نتھاطے کو کہیں
کیا فضلِ خدا سے تم بے پائے ہیں
اسو اسطے بعد کے آپ آئے ہیں

سرمایہ آب و خاک آدم تم ہو
تھانا مہِ نبوت کا بلا ہر وسوسہ
بنیاد وجود ہر دو عالم تم ہو
اے ختمِ رسل خاتم و خاتم تم ہو

شمعِ حرمِ شرب و بطحا ہے نبیؐ
اسرارِ شناسِ شبِ اسرار ہے نبیؐ
سلطانِ سرِ دینِ ایمان ہے نبیؐ
مقصودِ دے و فدیٰ ہے نبیؐ

یا ختمِ رسل رسولِ اصل تو ہے
ہفت اختر و سپہر و چار ارکان سے
الحق کر یقین و شک کا فاصل تو ہے
محصولِ کلام یہ کہ حاصل تو ہے

زینبندہ تختِ ملک لولاک نبیؐ
معصوم ہے اول سے اے آخرہ
پیرایہ بودِ خاک و افلاک نبیؐ
جس طرح کہ پاک ہے خدا پاک نبیؐ

مبوسِ تن رسول کیا طاہر ہے
یسین ہے علمِ شعارِ مزل پر
انصافِ سجاو جکا بخیر ہے
طاہر ہے ردا و ثارِ مدثر ہے

کائنات کی چمن سے فصل اخراج آئی ہو
تو پردہ بخت میں نہان رہ شب قدر

فردوس میں گل بہ شب معراج آئی
اُس پردہ کو لینے شب معراج آئی

اے شاہ سرِ ثقلین اور کئی
کس منہ سے کروں خواہش ادا دلی

وے ماہ صفت بدروجن اور کئی
بہرِ حُسن و بہرِ حُسن اور کئی

یا ختمِ رسل انت بانی و آبی
کس منہ سے کروں قصدِ شناخوانی کا

اکم بین فصاحتے ترے جملہ نئی
ہیں ہندی کج حج تو رسولِ عربی

رباعیات منتخب

بسم اللہ و فقرِ ہدایت حیدر
قاتل کو دیا آب و طعام حضرت نے

صیقل گر چہرہ ولایت حیدر
مصحفِ بین نبی رحم کی ایت حیدر

ایمان حیدر دلیلِ ایمان حیدر
عرفان حیدر مالِ عرفان حیدر

محسن حیدر دارِ احسان حیدر
قرآن حیدر مرادِ قرآن حیدر

ایشیرا اتی ترا بیشہ ہر بخت
اے کعبہ خلق تو ہو کعبہ جنِ خلق

تو ہے درِ علم و درِ دین کعبہ صدف
بیوجہ نہیں ہے سجدہ کعبہ کی طرف

اے وارثِ علمِ مصطفائی کتبک
کشتی مری گردا بے بلا میں پونہی

معتبول جنابِ کبریا کی کتبک
اے قبلہ نوح تا خدائی کتبک

سوئے سے اُسے فضلِ افش کر دین	گر پارہٴ پیش کو مرخصے نَس کر دین
عالم کے مَس کو مَحس کر دین	کیا بَاطِل مِہم قادرین اگر مرضی ہو

یَم قطرہ کو تر خشک کو کر دیتے ہیں	حیدرِ رُہِ معبودِ مین سر دیتے ہیں
نیسان کو گہرے کو شکر دیتے ہیں	گلشن کو شجرِ پھول کو زردیتے ہیں

مشر و ط دلا ہیں دین و ایمان دونو	باہم ہیں دلائلی و قرآن دونو
سائل ہیں یہاں مور و سلیمان دونو	درگاہِ علی ہے بارگاہِ احدی

واما دشمنی ناپسِ یزدان تم ہو	یا شاہِ بختِ مستلزمِ احسان تم ہو
یاری کس سلمان و سلیمان تم ہو	اس مورِ ضعیف کی بھی امداد کرو

مائل ہیں عد و مراد و لولہ تم ہو	محرابِ سجودِ عبدِ مولیٰ تم ہو
مولا تم ہو کہ سب سے ادلی تم ہو	اویٰ نہیں تم سے کوئی مولیٰ میرے

دارا دربان ہے تم سکندرِ در ہو	تم علم کے یا حضرتِ حیدرِ در ہو
گہوارے میں فضلِ حق سوا زرد ہو	میدان کے واقفوں کا کیا کہنا ہے

مفتاحِ درِ متلعّہ خیرِ تم ہو	یا شیرِ حسدِ اساقی کو تر تم ہو
درِ شہرِ نبوت کے ہو حیدرِ تم ہو	سلطانِ عرب خواجہ قبرِ تم ہو

یہ صاحبِ فقر و فقرم ہو
ہے زیرِ نگہِ جملہ پیدا و ریاہ

واللہ معین ہمیں برکت ہو
ہنگامِ جزا مالکِ دفترِ تم ہو

ابر کرمِ حنائی اکبرِ تم ہو
اٹھ کے لیے سورۃ کوثر اُترا

بحرِ شرفِ جاہِ مسترِ تم ہو
پر ساقیِ سرِ چشمہ کوثرِ تم ہو

خورشیدِ سپہِ دینِ اور تم ہو
طوفانِ قیامت سے بہت سخت ملی

ہر رنجِ مینِ ہر بلبلِ مینِ یادِ تم ہو
اُمّت سے ہر جہازِ سکے لنگرِ تم ہو

یا شاہِ نجفِ امامِ اکبرِ تم ہو
خالق کے ولیِ نفسِ ہمیرِ تم ہو

دُنیا کے پناہ دین کے رہبرِ تم ہو
خطبہ کے شرفِ زینتِ منبرِ تم ہو

گنجِ خزانہ کے داورِ تم ہو
کیا فیض ہے کیا کرم ہے اللہ غنی

بخشنده تیغ و تختِ افسرِ تم ہو
کوینِ فہرستِ سیرِ مین تو لنگرِ تم ہو

تو نے جو کیا قصورائے قنوتِ یار
روحِ جہادِ جاہِ نگے آئینہ برس

امسال رہِ نجفِ قاصر رہے آہ
انشاء اللہ تم انشاء اللہ

بانگِ فرسِ علی سے لشکرِ کر ہے
کیا شاخ ہے ذوالفقارِ نامی جبکا

خطِ تیغ کا جبریل کے شہرِ پر ہے
آہنِ زلفِ مینِ فتحِ خیرِ پر ہے

کرار و دلیر و دلجو احسن حیدر ہے
شیدا ہے خدا سے ذوالمنن حیدر ہے
لازم ہے قیصر خیر و شر بر محنو
بت دوست ہیں اور بت شکن حیدر ہے

سرتاج ماجرین و انصار علی
دیندار علی و تاتل کفار علی
سردار علی پاہ سالار علی
اکرار علی ہو غیر فرار علی

طالع ہے نگون سپردون جانی ہے
مشرّب مری زندگی کا ناسانی ہے
جب روح قدس سے اسکی پوچھی تبیر
منبر پایا کہ ورد یا علی کافی ہے

تغذیب کے قابل ہوں اہل آتی ہے
پر دل میں علی کی الفت جانی ہے
منہ دیکھ کے مرتدین کیسے یہ ملک
بھاگو بھاگو اسے یہ **فستانی** ہے

حیدر کا جو رتبہ ہے کوئی کیا سمجھے
احمد سمجھے کہ حق تعالیٰ سمجھے
ہمنام خدا ہے پھر عجب کیا کہ نصیر
کچھ دیکھ کے اسم با سبکی سمجھے

ہر چند کہ اپنے جرم اکثر ہو گئے
اور غرق گناہ ہم سراسر ہو گئے
اُمید مگر اپنی ہی۔ انشاء اللہ
ہاتھوں میں لیے رکاب حیل ہو گئے

اے چرخ اگرچہ آب ہو جائیگی
اگر دش سے ترے خراب ہو جائیگی
ہمستے بلند آخر انشاء اللہ
خاکِ دربو تراب ہو جائیگی

رباعیات مدح ائمہ اہلبیت علیہم السلام

لطیف غم شد دیدہ میتا سے کھلا
بیوستہ غم شہین سید پوشی ہو

گنجینہ گوہر کف دریا سے کھلا
یہ نکتہ سربستہ سودا سے کھلا

ہے آل نبی آبرو سے ہر موجود
موجود کی زبان پر ہر جاری صلوات

دریا سے سخا بحر عطا مستلزم جود
چشمون سے چلی آتی ہے آواز درود

اے طالع خستہ کج ادائی گبتک
قالیب کے قفس میں متصل مجبوسی

دروازہ شہ پہ نارسائی گبتک
اے طائر روح کر بلائی گبتک

اس نفت دہن کی ناروائی گبتک
دراچ ترا ہوں یا ابا عبد اللہ

اور جنس وفا کی نارسائی گبتک
مقصد کی مے چو کشتائی گبتک

اے بخت رسایہ نارسائی گبتک
اگر غم درست ہو تو منزل ہر قریب

شبیر کے روضہ کی جدائی گبتک
اے بہت ددن شکست پائی گبتک

مخلوق کے درچہ جبہ سائی گبتک
محروم رہے بخت سے یہشت عبار

اور ہاتھ میں کائے گدائی گبتک
اے جذبہ عشق مرقضائی گبتک

انگشتی رحمت کے نگینے ہیں امام

دریا کے کرامت کے سفینے ہیں امام

نکتہ دل احمد بن یہ بارہ سید	اک سال نبوت کے جینے ہیں امام
-----------------------------	------------------------------

کیا حضرت بشیر و شبر خوشنویں	فخر آبا ہیں جد کے آبرو ہیں
باکی جو چشم غور دیکھیں مردم	دو نو عین عسل کے دابرو ہیں

اس بزم میں لوگ چشم تر لائے ہیں	داغ دل و پارہ جگر لائے ہیں
منظور نظر مہون یا۔ ابا عبد اللہ	آنکھوں کے طبع میں ہم گھرا لائے ہیں

مختار شفاعت ہیں رسول اقلین	جزو عظم ہیں پر حسن اور حسین
معبود شفاعت نہ مرکب ہوتی	پڑتا نہ اگر نعمت میں دم لاخوین

رُخ دلبر شبیر جد ہر کرتے ہیں	اعد اکی صغنین یروز بر کرتے ہیں
الحی یہ ہیں جانشین شاہ یا سین	سینوں کو خندگون میں سپر کرتے ہیں

دنیا میں زرو مال گدا لیتے ہیں	خاصان خدا خاک شفا لیتے ہیں
قبضہ میں ہے جنکے کیمیاے اخلاص	اس خاک سے اکیر بنا لیتے ہیں

چودہ سید جلیل کے پیارے ہیں	خورشید زمین کے عرش کو تارے ہیں
کیونکر نہ دو چند ہو زمین گردون سے	یہاں چودہ وہاں سات ہی سیارے ہیں

احباب سوے بزم غم و شین آئے	احسان نہیں تھے یہ بکا دین آئے
----------------------------	-------------------------------

صاحب نظروں نے تو قدم رنجہ کیا	اشک آنکھوں سے بالاس و لعین ہے
پھر خائے کو ذوقِ نکام نشانی ہے	پھر اُمی کو دعوے فکدانی ہے
کرتا نہیں شور و غش رہضاً بنفس	در نہ یہ زبانِ ملحِ سلیمانی ہے
جس وقت نظرِ قبرِ رضا آتی ہے	آنکھوں میں ضیاءِ ملین جلا آتی ہے
پرے درِ دولت کے اُڑا کرتے ہیں	اُس زور سے جنت کی ہوا آتی ہے
عباس کے روضہ کی شنا آتی ہے	چمک رہی پیمبر کی دعا آتی ہے
اُس خاک سے کتا ہو گلِ وقتِ سحر	اُس پھول سے خوشبوِ وفا آتی ہے
تختِ نہیں کچھ سخت حیا آتی ہے	اب نہ بہت درگاہِ خدا آتی ہے
اے قابضِ ارواحِ بیکارِ ملت	رستے میں عدم کے کربلا آتی ہے
کتبہ میثاقِ الّا جج اے رحمۃ ربہ الکریم السید احمد حسن بابکی و شاکی فی ۲۷ ربیع الثانی ۱۲۸۵ھ روزِ دوشنبہ ۱۲ سوز و انتظانِ باران و مفارقتِ یارانِ در دہلی -	
ہمدردینِ غواصی لائے تعزیتِ این ترانہ از ارغنونِ خامہ شکستہ سرزادِ السلام ذاکر ان امام علیہ السلام اگر آن را خاتمہ فاتحہ سازند اولتر	
اب فاتحہ کا موعظِ نعل ہو جائے	اس طرح کہ حاندون کا قتل ہو جائے
وہ موجِ نسیم ہے کہ انشا اللہ	بمبیل پروانہ شمعِ گل ہو جائے

غم حلق ہوا سبطِ پیمبر کے لیے	کب چین ہوا علی کے دلیر کیلئے
ہنسلی کا نشان دیکھ کے کہتی تھی قصداً	مسطر ہے خطِ تن ستر کیلئے

گو خسر تکا ہے شدہ کا ماتم باقی	شاید کہ رہیں یا زین ہم باقی
ہے مقتنا سے یہ بزمِ شبیر	کل چار دن اور ہے محرم باقی

اوراقِ گناہ جملہ پھٹ جاتے ہیں	دفترِ عصیان کے سب لٹ جاتے ہیں
دریائے سرشکِ اتمِ حسنتِ حسنت	پڑھتے ہی مے گناہ گھٹ جاتے ہیں

گرد و نکلے حجاب جب اٹھا لیونگے	سب لوگ منزلیٰ فضلِ پالیونگے
ہر چہند گناہ بیہدین اپنے	آخر کو حسین بخشوا لیونگے

مشرمین حسین جب نمایاں ہونگے	ایک بخش خلق کے نہ سامان ہونگے
منہ دیکھتے رہ جائینگے سب نیک اعمال	اک سمت کو ہم بھی کفِ مابان ہونگے

دریائے غرقِ تا بکر جاویں گے	مشرمین گناہوں سے بھی تر جاویں گے
ہے کشتیِ نوحِ آلِ احمدِ شیک	اس پار سے اس پار اُتر جاویں گے

رباعیات متفرقہ

خیز بار و شون سے خرجو بیزا رہوا	مُرجور و قصور کا سزاوار رہوا
---------------------------------	------------------------------

سحر گٹ

کی حرب نہ جو بکیر پاسے اسنے	حرہ حرز ماہ - زبدۃ الاسرار ہوا
ہر چند مفاخر کے لاکھوں تھب میں	کھلتا نہیں کچھ یارونکے کیا مطلب میں
انصاف کے خاتمے لکھا بابا کی نے	میں سے ہوں کم بختیاد وہ ب میں
نیکت و بد عالم سے سرو کار نہیں	گل چھیکے کہ پتھر کوئی تکرار نہیں
کیا خلوت خاص ہر یارے اہل قبور	انسان تو کیا ہوا کو بھی بار نہیں
کچھ نہ کر جان اہل عدم تمکو نہیں	رنجش کا گلہ شکر کرم تمکو نہیں
لیتے ہو سلام اور نہ کرتے ہو کلام	آنے کی خوشی گئے کا غم تمکو نہیں
دھیابہی ملی نہ دین تو بہ تو بہ	کیا جرم ہیں سگین تو بہ تو بہ
اے اکرم اگر میں العفو العفو	اے ارحم الراحمین تو بہ تو بہ

رباعی عجاز

رباعی کہ من رہے در عشرہ سوم از ماہ محرم احرام سالہ ہذا از درون وثاق نوشہر میرٹھ نیم روز
 در خواب چنان دیدم کہ مرثیہ خوانی کہ منش بجائے منی اورم فراز منبر رفتی و در من گریستی بلکہ
 از سبابہ سوی من انگشت کش گردی چنانکہ گفتی مصراع سوم از من ست و آنرا پسندیدہ آن
 چنانیان و وہی تمام ساختہ اند و آنکہ محمد علی ذلکست و باقی خواب کہ در در آورون آن گمان
 دراز گفتی و ترفیع افتادہ انگندہ شد زیراکہ رد و قبول را با وقوف این و آن و اطلاق
 سگرہ سے ایک آخر کی اور یہ دو رباعیان جناب والدہ مرحوم حضرت فغانی نے قیصر مظہر جناب جد مرحوم سید کفایت علیہ السلام
 پر مجلس میں پڑھی تھیں ایشہ فغانی روحانی سے عبد و غلام۔

بہان و قلاق مناسبت نیست (عبدہ فرقانی)

اے دل شرفِ نال پمیر لکھیے	شہر کی شامِ حیات سرور لکھیے
اگر روضہ پر نور کو لکھا سید رہ	زوار کو جب سیریل کا شہر لکھیے

رباعی مقبول

این دویتی از جملہ مناجات در خاطر بود و شہرت یافتہ و ہنوز بحیر کتابت نیامدہ امروز از اتفاقاً
حسن نقل بعضی از دویتی ہر دو اشیتہ آمد در اینجا ثبت افتاد کان فلک فی سابع محرم ۱۳۸۹
۱۳۸۹ ہجریہ روز یکشنبہ بلدہ میرٹھ (عبدہ فرقانی)

علم و مہر اے دل شرفِ انسان ہو	نادان ہوا بچہ اگر نازان ہے
ظاہرین جو منتہی ہوا کیا حاصل	باطن میں نسب فروش بچہ خوان ہے

اے اہلِ حد خبر کی نایابی ہے	راحت میں ہو یا عالمِ بیتیابی ہے
اٹھو گے نہ بے گرمی مہرِ محشر	اللہ غنی کیا یہ گرانِ خوابی ہے

رَبِّهِمْ فَارْتَدَّ

مَعَهُ

تَضَمَّنَا وَتَحْتَمِلُنَا فَارْتَدَّ

فهرست ابیاتی فارسی

مضمون رباعی	ردیف	صفحه	تعداد رباعی	کیفیت
نعت	ه	۸۳	۱	•
منقبت	الف	۸۴	۱	•
	دال	۸۴	۲	•
	ر	۸۴	۱	•
	م	۸۴	۱	•
	ه	۸۴	۱	•
	ی	۸۴	۲	•
مع اسم	الف	۸۵	۱	•
	ت	۸۵	۱	•
	دال	۸۵	۲	•
	ن	۸۵	۱	•
	ه	۸۵	۱	•
	ی	۸۶	۲	•
کل ۷۰ ابیات				

فهرست قصیدات و محاسن فارسیه

نوع	موضوع	آیه ها	مصرعه اول	کیفیت
قصید شمع قریل	رثا شکر گل	۸۶	بانو یالم گفتش در جنگ رفت اکبر	۱ مصنفه ۲۷۷ هـ
قصیدین شعر قدیم	ایضاً	۲	چو از مدینه سفر کرد سید الشهدا	۱
قصیدین شعر آذری	ایضاً	۳	بهیات دشت ماری منزل حسین	۱
قصیدین تخموس	ایضاً	۴	خاکبوس تو چه پیر و چه جوان و چه صبی	۱۵ مع شعر جوان مصنفه ۱۱۲۷ هـ
مخمس	منقبت	۵	ای سرور ستوده منو داریا علی	۲۸
مخمس	رثا شکر گل	۶	ای جان مصطفی دل و جانم فدای تست	۳ مصنفه ۲۷۹ هـ

کل ۲۹ بند



رباعیات فارسی

هوالمسلم

این دوسه دُر دانه دُری که چند سال پیش ازین درنگسال دانش و کمال از رگ ابرخامه گوهر با
 این غریب کجه بود و غرقه دریاے قنار کخته و در اوراق مسودات بخط المصطفیٰ الغریز ابن علی المرحوم
 السيد علی الشیر بالمهدی وَفَقَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِحُسْنِ الْعَمَلِ وَعَصَمَهُ مِنَ الْقَبْحِ وَأَخْلَلَ نَفْسَ
 کتابت یافته پراگنده می بود امر و ذکر خامه اینجار سید با خود گفتم ای خام طبع دیدی که پنجم را دست
 صورت نیست نباید که پس از آنکه سیلاب اعلیٰ تر ابرایا من لولوهای شاهوار چون تیمان زار
 در دست مهر چنان و کثرت و نایان روزگار خوار ماند کام و ناکام در بیاض باید بردن رجو که جوهریان
 رسته بازار بصیرت باستین مهر غبار زهره تیمان من بیفتانند و دامن از انهنایفتانند که خواهی شپراغ
 گیر و خواهی شبه در غلین تاجدار انما علیه السلام شاکر شده است خبر در سلک قبول کشیدن
 و درودے بر روان این قطره فانی دادن نگزیزد - گفتم و رفتم - والسلام - فرقانی ۱۲۵۸ هـ

نقشیه

پیغمبر ز ما را شایسته
 اے رحمت کردگار شایسته

اے حاکم نور و نار شایسته
 در مانده و رویاه و لب تشنه ایم

رباعیات منقبت

آید ملک الموت بوی را نی ما
 آهسته که تا زکست فرقانی ما

چون قطع شود و در نفس را نی ما
 گوید ملک علی عمرانی ما

صا رم ز جانت غین و ناشاد	دستش زسد بگو شه ذیل مراد
بگرنسته حصار دل اولش کر غم	اے حیدر لشکر شکن امداد امداد

شاهی که سیر از مر حب و عشر بر کند	بیخ و بن نخل کفر کسیر بر کند
شاید که در لطف کشاید بر ما	آنکو در دروازہ خیر بر کند

آن دل که نه با عسل شکستن بهتر	دزیر که نه چاکر شگستن بهتر
الا در حیدر همه در در بستند	یعنی که در علم بستن بهتر

مرحبانام علی آن در علم	کز وختش کفایت بر علم
از حرفش بجهان علم قوی	مین و لاشش دل علم و غیر علم

داو گنه وسیله ختم داد- گاه و بیگاه	وا ز خود همه کس از غلی خواهم داد- با ناله و آه
تا با من لشکری از پیکند- از بعد وفات	جان برون قرضی علی خواهم داد- انشاء الله

اول ز وجود خاک و آبست علیؑ	در برج امامت آفتابست علیؑ
منش ز صغی چگونہ شاید گفتن	آدم ز تراب و بوترابست علیؑ

اے یاور ادیس و سلیمان نظری	اے ناصر ہے سرو سامان نظری
ز دوست که از ہم در دم شیر فلک	بر منی اے مغیث سلمان نظری

رباعیات مع ایام عید السلام

این بزم حسین است سزوشین اینجا	فرض ست قضای گریه چنین اینجا
صاحب نظران را نرسد صرفه پیا	اشک آمده بالراس و بعین اینجا

سیماب صفت خاطر مضطربادت	آرام بیک مقام کمتر بادت
آتش زده جان شاه از تشنه لبی	لے آب همیشه خاک بر بادت

آن شاه شهید کربلا مسجود	ختم الرسل حسین منتهی فرمود
سرے که نماند پشت آفتاب کثود	روزی که علی اکبر آمد بوجود

نیرنگ که از پرده برون می آید	هر قطره اشک همچو خون می آید
حلقوم شهید کربلا شد چو حدوت	از گردن طفل بوی خون می آید

خوش صبر بوقت ابتلا کرد حسین	سر را بهزار جان مند کرد حسین
قطع نظر از آب و غذا کرد حسین	بمبندہ ولے کا حنف کرد حسین

جان رسول مجتبیٰ صلوا علیہ وآلہ	یعنی شهید کربلا - حسنت جمیع حضالہ
رویش باز شمس الضحیٰ کشف الدجی بجمالہ	سرفض شد بر نزلہ - بلغ العلی کمالہ

تا خون بجز آله حیدر نخوری	در روز جزا شراب گوثر نخوری
بے اشک غم حسین جنت هیهات	ناکاسته دانه اسپر بر نخوری

یا این عسکریک بجد کردی	آب رخ اسلام بکے صد کردی
سر بر همه خاک باد اندر راحت	سر در سر کار امت جد کردی

تضمین شعر قتیل

یا نوایم گفتش در جنگ چو رفت اکبر	چو نت بشناسم من گردو چو نت بیسر
در پاشخ او سر بود اکبر بل مضطر	یک سینه و صد پیکان یک پیلو و صد خنجر

در مقتل مظلومان ایست نشان ما

تضمین شعر قدیم

چو از مدینه سفر کرد سید الشهدا	برفت روغن و رنگ و نای شیر خدا
دل تمام عشار گرفت خزن و ملال	علی الخصوص از انجمن اطلس صغرا
مریض بود ز هجران مریض تر گردید	هر آنچه محنت پوشیده بود شد پیدا
جلیس پیلوی او درد بود لیل و نهار	انیس هم دم او آه بود صبح و مسا
نه با کسی سحر و نه رای آرامش	نه بیج آر زوی نوش نه هوای غذا
همینکه جای پو را ز پدرتی دیدے	و چشم پر ز سرشکشن بختی از پا
چو ناله تنگ آمدی ز بی صبری	لب خطاب کشودی که ای نسیم صبا

قراری برد از خلق آه و زاری ما
برین قرار اگر ماند بے قراری ما

تضمین شعر آذری

هیهات دشت ماریه منزل حسین	زخمی بسوگ اکبر و مغرول حسین
و انگاه درد ساخته اهل حسین	سورخ می شود دل چون گل حسین

هر جا که ذکر و افتخار کرد ما رود

تضمین و تخمین

در محرم امثال بعضی دوستان برآتم داشتند که غزلی در مح و گونه از مصائب جنابید الشهدا
گفتم و بر آن مصالیح پیوستم - تخمسی زیباره نمود - بر زبان بود - بزبان خامه داده شد و دوسه
تضمین کرده بودم آنهم ردیف تخمیس ساخته آمد بگو که پسند آید و الله و فی التوفیق

خانکبوس تو چه سیر و چه جوان و چه صبی	روضه پاک تو محراب مقاصد طلبی
گوکب صبحی می دستم نیم شبی	یا کفیل الشهدا سید عالی نسب

دل و جان هر دو فدای تو بامی و بانی

حجت خلق سموات شهنشاه زمین	آیت رحمت اوار خوش اعمال امین
فارق بلبل حق بادی ره شمع مبین	پشت ایمان نیچه خلق امام سون

راحت فاطمه آرام علی جان نبی

در شنای توب و نطق چه گوهر نه کشید	ماه را عسل حکم پیشه تو بر نه کشید
همچو کس جامه گلگون چون تو در نه کشید	چنین قامت زیبا که توئی نه کشید

همچو سروی ز گلستان سول عربی

ایمن و باغ و ریاض گل و نیل سنجید	ایکی جبر و فرادید و همه گل سنجید
----------------------------------	----------------------------------

سرکار کرد و تامل سنجید	طبع موزون که بیزان تخیل سنجید
دو جهان صورت بیت است تو گویا بیتی	
دوایی نیست ترا هیچ کس الحق که یکی	بر تو پیدا است سر با یقینی و شکی
راز دار طبع ارضی و جرم فکلی	در تو دیدند کمال بشری و ملکی
همه را داند ترا موهی و کتبی	
تیز هوشان که سر گنج هنر باز کنند	اصل هر چیز بدانند و نظر باز کنند
نکته بندند و جگر سوخته در باز کنند	مجلس عیش حدیث تو اگر باز کنند
باد و خون گردد جو شد ز زجاج حلبی	
دل پر از آتش و جان کلب نوشید لب آه	آفت و بکسی و غم کشی و قتل سپاه
یک تن نازک و صد تیر عیاذ ابا نشد	واقعاتی که ترا رفت اگر کرد نگاه
شفقتی گشته دران چشم حجاب عقبی	
آنکه کلاک از کف تیر فکلی بستاند	نکته و رجال عجیب تو اگر می راند
من وایمان که بس بگذرد و در ماند	رطب از نخل پدید آید و عالم داند
نخل ماتم ز تو کردند و تو نادر رطبی	
یار منبر خطب احمدی از نام عدو	حسب خواهش منط و جنبش و آرام عدو
گذرند همه در خوشدلی ایام عدو	و یحک ای چرخ تو و دور تو بر کام عدو
و انگهی شاه شهیدان و غم تشنه لبی	
یافته هر چه در جوار جهان سوز و ضوح	بیم افزایش انده همه دم کاهش روح
صبر ایوب و غم یحیی و نوحه نوح	چار سونش عزیزان سرو تن مجروح
آه از ان غربت فواید از ان تشنه لبی	

ہر دم اندوہ خورم پیشین برافزون گیرم	رگ سخی شہر ہسم گرد و دو چون گیرم
اشک گلگون دوازیدہ برون چون گیرم	خون شد و خون دل من تا جگر و خون گیرم
پہون بیا و آیدم از شمع جان بے ادبی	
انبا آنچه کشیدند بلا و صدمات	محنت آن چہند و اسے ایام حیات
این چہ جاست دل آشوب کج از بے وفات	تین تو سود زیر رسم اسپان ہیات
عرش بر خاک نیفتاد ز ہی بوالعجبی	
پہون سراپاک تو شد قطع ز تیغ گمراہ	خون ببارید ز افلاک جهان گشت سیاہ
حالت جملہ حرم گرچہ بسی بود تباہ	آہ از آن وقت سیکند کہ پس از قتل تو آہ
تالاری کرد ہی لہن ابلی لہن بانی	
نیک پیدا است کہ بر طائفہ جن و بشر	صعبتر واقعہ نیست ز پدر و پدر
دل ماتم ز دہ داند کہ از آن قطع نظر	تام این است ز فریاد سیکینہ بگذر
کہ نہ پر سید کس در اکہ چہ اور شغبی	
پیش شاہان جهان ست یکی مہج سرا	ہمہ تن فرزد تا کو ہمہ تن دست دعا
و گری غاشیہ بردوش گروہ امرا	بوتراب ست ملی نمت صا رم بخدا
گر عدد و باش درین کن کن بولہبی	
مخمس منقبت	
ای سرور ستودہ منواریا علی	اے برگزیدہ کردہ داداریا علی
ای اول ایہ اطہاریا علی	اے جانشین احمد مختاریا علی
تا قلم سابق	

شاہ جهان و سید ابراہیم علی	
فرماندہ خلافت اور نگار مصطفیٰ	سرنامہ صیغہ تنزیل اہل استقامت
صاحب نوای لشکر میدان لافیت	افسر خدای کشور حقیق انسا
باب علوم و مخزن اسرار علی	
روز خود از تو گرفتار در شبی	شاہ سوار و عیسیٰ خورشید مکی
جبریل را بدرگه تو شغل حاجی	ماهی کف و روحی دین حامی نبی
قاضی شریع و مفتی وینداری علی	
مشور لطف و قوت تو در چار سوی	ہر چند نیت در لب کس تاب گفتگوی
این نکته ایست مختصر از بعد جستجوی	از خلق خوش نسیم تو روح تازه روی
سیف توتیر و قاطع الاعمار علی	
یکدخت و سعت آمدہ در راہ عز تو	تابندہ ہجو مہر فلک ماہ عز تو
بر تر ز جملہ ساز جهان جاہ عز تو	حیران ارتقاع رصد گاہ عز تو
اندازہ گیر نقطہ و پیکار علی	
خاک قدم بر تیر افسر چرا نہند	قطرہ آب چہرہ گوہر چرا نہند
ذرہ بکفہ نمہ و اخستہ چرا نہند	نسرار را بچون تو برابر چرا نہند
چون نام تست حیدر کرار علی	
ای عدل تو نشانہ بہ دلما ہر اس شرع	محکم ترا ز جبال نمودہ اساس شرع
بر آسمان رساندہ عروج قیاس شرع	نگداشت عہد تو از پاسبان شرع
جز چشم یار خادہ خفا علی	
بگذشت از تری و ثریا مکان تو	نہ چرخ بوسہ زد بہ سر آستان تو
گرو سر تائف تکلیف و شان تو	آشفشتہ نہاند کہے حد زمان تو

الاکه موی طره طره را یا علی	
خاک پای تو سر مژ اهل دل شود	آئینه دارد دست تو هر دم خیال جود
شرط طیبی این بود ای عیسی وجود	بیمار به بر تمام بد و ترکس نبود
الاکه نام نرسن بیمار یا علی	
زاد اگر چه طاعت او جلگی رود است	در دهر روز و شب به با صدق با صفاست
شیخ جهان متقی وقت و پاراست	بی حجب به سحر سحری داشتن خطاست
یا حبت است یا حبت زنا را یا علی	
هر چند کرده در عمل نیک کار و کشت	گرویده در نگاه به لایق بهشت
دوریده اعتنائ اعمال فعل زشت	بی حبت تیرش را زاریا سرشت
کم تر به تر ز فاسق میخوار یا علی	
هر چند گشته در نظر اهل دهر خوار	کرده صلاح از بر او چون رع کتار
جانش ز فطره وی مانده به قرار	یا حبت است مرد گنگنار رستگار
و ز خور دیل غنیمت و انهار یا علی	
افاده است رشته جانم ز انتقام	از جوهر رخ روز حیاتم شده است شام
حقاکه از زمانه نیم پیچ شاد کام	اعد اگر فتنه اند چپ و راستم تمام
در خط حفظ خویش نگهدار یا علی	
اندوه خور و غمین و سرایای حسرت	آئینه دار پشت به دیوار حیرتم
از کف عنان ربوده دیارای حشمت	در مانده به ساد و جبهه می شستم
تعیین کن ز پیش خود او را را یا علی	
عقدا صفت کشایش دل فتنه سوزی	تنگی بدون کشیده سرتغ از غلغلاف
بار و زگار من شده سرگرم در مصاف	بی از کسم موجب بی شغل و بی کفاف

خونین دل ست دیده خونبار یا علی	
غم بر سرم گذاشت تهنات آسمان وشی	چون من در اهل خلق نباشد مشوشی
پرسوز سینه است مرا جان جفا کشی	دارم ولی بسینه چو یکپاره آتشی
حسرت سینه غم من و غمخوار یا علی	
از سعی دل کدام در جستجو زرد	لیکن گهی به سرتی گل آرزو زرد
در دازانه ضرب زد و گونه گونه زرد	افسوس تیر چرخ قلم باز گونه زرد
قد شد کمان کسینه ام افکار یا علی	
اندیشه فرغ فرغ درون یافت راه	شهر سرور و راحت من پاک شد تباہ
گردیده روزگار مرا نامه سان سیاه	افغان ز جور دست فلک آه آه
فریاد از جهان ستمکار یا علی	
طول امل که کیفیت جنون هست اندر	نادان دلم ز جمل شده هست اندر
در کوب این چنین که شدم پست اندر	نی دامن کس که زلم دست اندر
نی دست یار من کس نی یار یا علی	
در یاد لا - محیط کفا - عادل - سرا	زینت ده نشسته صد دوسرا
شاهنشاه اراکلی چون و چپ سرا	بالندم باشد که از هر دو کون مرا
جز یک تو نیست هیچ مدوکار یا علی	
با آنکه دست حادثه بهم فکند تیر	با آنکه غم کثیر و فکیر است بس قصیر
با آنکه ز احتیاج جگر می زند نفیر	گردانده ام عنان ز در چاکروایر
در بارگاه خویش بده بار یا علی	
خونابه از دیده چو دریا کشاده ام	بر باد تاب جان بل تنگ شده ام
بی یار و کس بزانوی غم سر نهاده ام	چند سیت تابناک مذلت نهاده ام

خواهی گذار و خواه بر دار یا علی	
خواهم که دور تر بوم از زدا مل جمل	کارم فتنه صاف دل نیک کار امل
هر جانی که زو سم آرد زمانه مهل	چون تو پناه و پشت چنین کار بنده مهل
دارد جهان تعجب بسیار یا علی	
در این چنین جناب که باید بسی ادب	زین هم و غم و بیخ و کالیغ بسبب
گفتم اگر چه هست عیان را بسی عجب	من کیستم که دم زلم و آورم ملب
ایهات و حاش شد و زهار یا علی	
بخشنده خطا تو من خا طمی قدیم	تو عیسی زمانه من آفت زده سقیم
من سوخته تو بر سر زار و جان قسیم	من کترین رهی و تو سر مانده کرم
هر چه کنی بجای و سزاوار یا علی	
در پای شرم چو زرد و نطق و رواند	پای طلب شکسته ره جستجو نماند
افسرد آتش هوس و آرزو نماند	افسانه شد تمام و جزین گفتگو نماند
آلم از سگان قافله بشمار یا علی	
بقدر قطره در شغب بحر جوئیت	طول کلام رشت برون از کوئیت
گر پیشتر زلم قدمی یاده پوئیت	باقی زیاده گوئی من هرزه گوئیت
کز تست جلوه گیری هر کار یا علی	
همیش حبیب بلند بود نام پنجتن	تا عمل مفتخر بود از نسبت یمن
تا عالم آورد گل معنی چمن چمن	تا صارم از زبان تو سر نیز سخن
چیزه گوئی گوئی بهر بار یا علی	

محسن بنجاب علیه السلام

ای جان مصطفیٰ - دل جانم فدای تست
مقصود آرزوی من الحق رضای تست
دیباچه حیات و دو عالم بقای تست
جان تشنه و لعل لب جان فدای تست

دل بسته و دوا سله مشکای تست

چون حرم چون مرقضوی کار برد پیش
بناها سرخاک که ای از تو دین و کیش
پیش حسین شد بدل نخت و نیش
اگر اینم ز پیش و اگر نه اینم بخویش

فرمان تراست هر چه کنی رای رای تست

خوشتر مر و آنکه خدا گشت یا کورش
باشاه گفت کاغذی نمت چرخ و اخترش
چون شد حصول بر و دلدار حیدرش
آزرا که سر مه کرد و هوس خاک بر سرش

کل دو چشم بنده همین خاک پای تست

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل القرآن
 كتاباً منتهى الجمال
 والهدى لمن اتبعه
 والنجاة من كل غم
 والبرهان على كل حق
 والهدى إلى كل خير
 والبرهان على كل باطل
 والهدى إلى كل نيل
 والبرهان على كل فناء
 والهدى إلى كل بقاء
 والبرهان على كل عذاب
 والهدى إلى كل رحمة
 والبرهان على كل عفو
 والهدى إلى كل غفران
 والبرهان على كل مغفرة
 والهدى إلى كل عفو

تمام شد سخن باکی

بِالْحَقِّ عَلَى الْبَيْتِ بِرُكْنَيْهِ الْخَلْدُ الْخَالِدُ

این بهر دردی - جان جهان یارسی - نشر ثریا نثار - طغرای نشأته وزگار

صحیفه گل و حدیقه ریحان - کانه الیا قوت و المرجان - سرمایه بیان معانی

اَشْنَاءُ فَرْقَانِ

از رشحات قلام - و اعجاز کلام - جلالتین بیان مبین جامع معارف ایمان و یقین

جناب علامه سید احمد حسن الفرقانی رفع الله تعالی درجته فی اعلیٰ علیین شهر مبارک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فوقانی راجست

و شاعے نغزو و لکشر ختم چون گوهر آلیان

که تازیور بد و بسند دگلوی شاه انشاء

فہرست

نمبر شمار	مکتوب الہیسم	زمانہ تحریر	تعداد ابیات	کیفیت
۱ تا ۵	رقعہ	میرزا پیر صاحب جم کھنوی ۱۲۸۶ھ	۲	مع ۲۰ ابیات
۵ تا ۲۳	ایضاً ۲۰ لغایت ۲۰	مولوی سید حامد حسین صاحب کھنوی ۱۲۸۵ھ	۱۸	مع افراد رباعی قطعات قصیدہ کلمہ ۵۹ - اشعار
۲۳ تا ۳۳	ایضاً ۲۳ لغایت ۲۳	مولوی سید اعجاز حسین صاحب کھنوی ۱۲۸۵ھ	۳	مع افراد رباعی کلمہ
۳۳ تا ۴۲	ایضاً ۳۳ لغایت ۳۳	مولوی قاری سید غفر علی صاحب ۱۲۸۶ھ	۰	۱۱ - اشعار
۴۲ تا ۴۵	ایضاً ۴۲ لغایت ۴۲	مولوی سید محمد صادق صاحب ۱۲۸۶ھ	۳	مع افراد قصیدہ کلمہ ۲۴
۴۵ تا ۴۷	ایضاً ۴۵ لغایت ۴۵	مولوی سید محمد صادق صاحب ۱۲۸۶ھ	۱	مع ۲۰ ابیات
۴۷ تا ۴۹	ایضاً ۴۷ لغایت ۴۷	مولوی باقر علی بیگ صاحب ۱۲۸۶ھ	۲	مع یک رباعی
۴۹ تا ۵۱	ایضاً ۴۹ لغایت ۴۹	مولوی سید محمد علی صاحب ۱۲۸۶ھ	۱۷	مع افراد رباعی قطعات مثنوی کلمہ ۱۲۳ - اشعار
۵۱ تا ۵۳	ایضاً ۵۱ لغایت ۵۱	جناب المرحوم سید گوہر علی صاحب ۱۲۸۶ھ	۳	مع افراد رباعی قطعہ کلمہ ۵ - اشعار
۵۳ تا ۵۴	ایضاً ۵۳ لغایت ۵۳	پیر جی رفیع الدین صاحب امپور ۱۲۸۹ھ	۲	مع افراد رباعی قطعہ کلمہ ۱۵ - اشعار

نمبر	نمبر شمار	کتوب ایسم	زمانہ تحریر	تعداد اجزاء	کیفیت
۹۵ تا ۹۶	۵۲	ایضاً سید عرض علی صاحب روضہ میرٹھ	شعبان ۱۲۸۵ھ	۱	مع رباعی قطعہ کلمہ ۳۳ اشعار
۹۶ تا ۹۷	۵۳	ایضاً قاضی محمد یونس صاحب دہلی	سبتمبر ۱۲۸۵ھ	۱	مع یک قطعہ ۲۰ اشعار
۹۷ تا ۹۹	۵۴	ایضاً فاضل محمد عظیم صاحب مالک پنجابی اخبار لاہور	سبتمبر ۱۲۸۵ھ	۳	مع ۳ رباعی ۱ قطعہ کلمہ ۸ اشعار
۱۰۰	۵۵	ایضاً نواب سارک علی صاحب میرٹھ	۲۷ شوال ۱۲۸۵ھ	۱	مع یک رباعی
۱۰۱	۵۸	ایضاً میرزا محمد علی بیگ صاحب دہلی	۳۱ شوال ۱۲۸۵ھ	۱	مع یک قطعہ ۲۰ اشعار
۱۰۱	۵۹	ایضاً مرزا بخش علی بیگ صاحب سوز خان دہلی	مجموعہ ۱۲۸۵ھ	۱	مع یک رباعی
۱۰۲ تا ۱۰۳	۶۰	ایضاً شیخ عبدالحی صاحب نو مسلم ایسٹ آباد	۱۰ جمادی الاول ۱۲۸۵ھ	۱	مع یک قطعہ ۲۰ اشعار
۱۰۳ تا ۱۰۴	۶۱	رقمہ شیخ محمد ابراہیم صاحب جانشین ضلع مظفرنگر	۱۵ جمادی الاول ۱۲۸۵ھ	۱	مع یک رباعی
۱۰۵	۶۲	ایضاً فاضل سید فضل حسین صاحب شاد مرحوم میرٹھ	صفر ۱۲۸۵ھ	۱	مع ۲ رباعی
۱۰۶	۶۳	ایضاً مولوی حاجی سید علی رضا سرسی مراد آباد	۰	۱	
۱۰۶ تا ۱۱۰	۶۵ و ۶۴	ایضاً مولوی سید شریف حسین صاحب قلیہ جگر انون خلف مولوی سید وغیرہ رجب علیخان بباد مرحوم	۱۲۹۱ھ	۲	مع یک فرد

نمبر شمار	نمبر کتاب	مکتوب الہیسم	زمانہ تحریر	تاریخ اشاعت	کیفیت
۱۱۰	۶۶	ایضاً مولوی کریم بخش صاحب دہلوی ڈپٹی کلکٹر جالون	۰	۱	
۱۱۱	۶۸ و ۶۷	ایضاً مولوی سیدنا من علی صاحب	۰	۲	مع اقطعہ ۲۰ اشعار
۱۱۲ تا ۱۱۸	۶۹ لغایت ۷۴	نواب گل علی صاحب بہار والی رامپور	۱۲۸۹ھ	۳	مع افزودہ راجہ قطب کلمہ ۵ اشعار
۱۱۸	۷۲	ایضاً نواب صاحب بہادر مرشد آباد	۱۲۸۳ھ	۱	
۱۹	۷۳	نثر مخم مشرعی ای دار و صاحب آباد سی اس	۰	۱	مع افزودہ منقوط
۱۳۱	۷۴	نثر وقات جناب شمس کفایت علی صاحب مرحوم	۱۲۸۶ھ	۱	مطبوعہ پنجابی اخبار لاہور ۲۸ اکتوبر ۱۲۸۶ھ
					مجموعہ ۲۲۲ اشعار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رقعات موسومہ جناب مرزا دبیر مرحوم لکھنوی نامہ

ایرغواب غائب احمد حسن سید الفرقانی عصمہ اللہ تعالیٰ السبع المثانی بے شائبہ تکلف
و ترسل دعوات بے ریا و تسلیمات با صفا بموقف نیاز سر و سرخیل صاحب کمالان - صدر و بدر لکھن
جاد و مقالان یغفر آباد اہمات یگانہ عناصر و جہات سلامت علی میرزا انکھلص بہ دبیر دست بدائع
افکار و لا زالت صنائع اشعار میر ساند کہ این سرگشتہ را بکلم مناسب ارواح از جملہ شاعران ہند و ہوا
باتام و کلام آن بہ تمام تعلق روحانی و تشق پنہانی بر زیادت می بود بلکہ در غالب اوقات با جسمے از
منافقان دہلی و غیر آن در سخن تان مناظرہ و محاکمہ می رفت کہ تفصیل آن انشاء اللہ تعالیٰ رو بار و کئے
می دہد - تا شوق و ارادت ہر دو غالب آمدہ آخر ذی الحجہ ۱۲۸۲^ھ ربوئی ویدار آن نامہ را بعد از مقاساۃ
ملقہ فارسی موسومہ مرزا دبیر مرحوم را در آخرو دیوان پاری در قطعات باید دیدہ سے زبہ نیمہ مصائب یگانہ در آفاق

علم بر تیرہ گونی ہر تیرہ خوانی ہے -

سچ کشیدن -

زحمت اسفار از دہلی در کھنور سید و رسید آنچه رسید یعنی خدام در شهر مینہ قشرف دادہ بودند۔ با حسب
 حسب حال محرومی بر پارہ کاغذ سے نوشتہ و نوشتہ بردست میر بہا و حسین سلمہ اللہ تعالیٰ داد تا بر
 خدام برسانند۔ و باز خانہ آمد زن روز باز علی الدوام بر امید جواب روز شب و شب بروز برد۔
 و یک دوبار بتقاضا زحمت جواب داد۔ کام دل در کنار نہادند۔ و کل الجواہر دیدہ انتظار فرستاد
 باللہ ثم باللہ کہ از اخلاق عزیزان بہتر ازین چشم می داشت۔ با آنکہ جواب کتابت را فرض داشتہ اند
 ندانم از چه روضاعت نامہ این کمینہ بجواب نیز رسید۔ گیرم کہ دولت مخاطبت را نشانم۔ و تشریف
 مراسلات را بنایم۔ آخر اتحاد ایامی را چہ پیش آمد۔ و رفتی ہندی را چہ اقا و مضیٰ ہذا بگی عزم
 بر آن ست کہ انشا اللہ زد و نہ دیر۔ اگر بخت پایروی کند دل از خانان برکنند۔ و دیگر قدم در راہ ہند
 و شرط آستان بوسی بجای آرد۔ کہ ہمت و دواعی درین معنی از آن مخدوم می باید علامت آن ہمین
 کہ در پاسخ این نیاز نامہ درنگ و دیر بوقع نیجاہد۔ ار نہ خون این خاکسار در گردن کلک شکبا خواہ
 بود۔ تتمہ ماجرای اشتیاق را میر کاظم حسین صاحب زاد و توفیقہ بالمشافہہ فرو خواہند ریخت
 الحق سید نکور درین عشرہ محرم الحرام بر منابر مجلس امام ہام و از دحام خاص و عام با آنکہ در زمرہ
 واکاظمین الغیظ انتظام دارد علی رؤس کہ مشہادین یکلاک کابر و اکلاک جاد کوس دولت
 تان را بہ نوای حسینی چنان میزد کہ پردہ مخالفان کثر زخمہ سراسری درید۔ و لطیفۃ العین یعلو و کا یعلیٰ
 بے ثائبہ خلاف و اختلاف بطور می پیوست آرسے ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و اوجو کہ
 یقابله آن در مجلس عالی کارش بالا خواہد گرفت۔ و بقبول تحسین بندگان مایہ سعادت خواہد اندوخت
 السعی منی و الاہتمام من اللہ تعالیٰ زیادت ابرام ملال آرد۔ بر ہمین بند رفت یا رب مدت جدائی
 چون این نامہ کوتاہ با دوکان ذلک فی ۲۶۔ محرم الحرام ۱۲۳۰ ہجری بمقام میر محمد۔

نامہ

برائے صبا از سہ بر و میر	سلامیکہ شکست و بان و عبیر
--------------------------	---------------------------

پس خواہش۔

از آنجا که صیت کمال و شهرت اخلاق آن گزین اعصار ادا و ارباب تالب گیتی فرارسیده است
 و جای فصاحت آن شباز قلعه مجد و اعتلا بر تمامی روی زمین سایه افکنده پیوسته آرزو
 الهی شرفی بر دهفت هشت سال در دلی باجمی پریشان و بداندیشان که آنستو آخیم
 و صاهم ساء مایحکمون وصف حال ایشانست درباره فضیلت و ارحمیت
 خدام بر جمله شعرای هند و قاتق و لطائف که در طی مرانی ادراج یافته مباحثه و مناظره
 میرفت و عاقبت بکلم الحق ایچ گرفته های شان هم برایشان گرفته می شد - و از ایرادات
 شان نوعی جواب داده می آمد - که موجب حیرت استعجاب همگان می گردید - انشاء الله چنانچه باید
 شرح آن رو بار و بی از مساعدت بخت مامولست گمان نرود - که ازین معنی که رفت ترفعی یا
 خود نمائی می خواهد - یا منتی می نند لایکه نصرت ناصران سید مظلوم علیه السلام من الملك الفیقر
 بر کافذ اهل اسلام واجب است تکلیف که مخلصان خاص با وجود قدرت ازان باز ایستند -
 الحق هر کس که گوش بغیبت مومن نهد و انگاه چه مومن در آن انباز است - علی الجمله در وه آخر
 و بحیثیته هجری از طرف ارادت آکی و از بعض ارادت دلی از جانی بُرد و بر آن آورده بطوار
 خانه خدام متعدد شد - لیکن چه سود که خداوند را ندید - چه نماید که چنان رفت و چنان باز آمد -
 اگر نکته ازین حسرت بخامه دهیم آنست که از هر حرف آتشی شعله کشد - قلم و کاغذ در هم نبود
 شطرنجی لایکه دوسه متری از حرمان خویش نوشت و با گرم رد و بادیه کجی بهادر حسین سید
 ابقاه الله تعالی به سپرد کلین و بخند می برسان تا برینا زمندی مایش طلاع افتد غالب آنست
 که شرف مطالعه خاص اختصاص یافته باشد - بخدای عز و جل عجب مانده است که باین
 رفیق و تواضع و لطف و اخلاق چرا به حرف جواب لم را رانجه نداشتند - بیرون از دنیست - یا تهی
 مائی و شکستگی و بی عیاری این متهام از جواب باز داشت که با چو هرزه لایان مخاطبات و مراسلا
 نشاید - یا بر طاق نیان گذاشتند صورت اول با آنکه اگر چه داعی حقیقت همه دان مد رسته یحمدانی
 سکه بر آب موت و حیات آن نوگون کی بر اکر هم دوک دسته یین - یحصد -

و شکستہ نام کچ پریشانی ست۔ نہ شاہان مرفوعات سکینان را توجع رحمت بیار آید۔ نے نے غلط
 کدام شاه و چه توقع ندیده که جهان آفرین پاک رحمت رحمت گاه هست که رسول کفار و مشرکین را نیز هم
 بغیر قبول می رساند۔ چه جائی آنکه خواجه تاشی مدبر بنام خواجه تاشی مقبل ضراعت نامه نوید آنکه
 یکسال و دو ماه انتظار جواب برد۔ آخر جز محرومی و محرومی طرفی نه بندد۔ این را جز برگشته روزی
 و سرگشته طالعی دیگر چه نام باید نهاد۔ باز گمان سهو و آن غول نیست اگر می بود چرا بعد از آنکه نوبت
 دوم میر بهادر حسین بن فوشت که بعد از هفت ماه و دو هفته از افاق امید بر می آید کام دل در گمان
 نمی رسید۔ چون بے اتفاقی آن سرخس خیرات و ثمرات باین شور و خروش پیدا است و از نوبت
 من اول جام در دی دادند۔ این رحمت دیگر باره یعنی که چه مند ورم که دل نمی شکست و شعله
 اشتیاق در و نه باب بے عنایتی نمی نشیند خواهی جواب و خواهی عتاب۔ هر چه دوست پسند
 سر نهادیم۔ و رضا بدان دادیم۔ کما قلت فی بعض لغز لیلیات

اگر اینم ز پیش و اگر خوانیم بخویش
 فرمان تراست هر چه کنی رایی رایی تست

انشاء الله در همین اربعین دیگر باره شرط زیارت بجای می آرد و در حضور بانور که چشم بدان ازلان
 و در باد دل از گله های دیرین می کند و اربعین اربعین از علت نامی یا عاقلی صورت نه بست
 هر آینه در یکی از بیعتین خراسان بر کنارستان مجلس عالی بروید چشم بر آنست که پس از ذکر امام
 بر حق علی ذکره السلام دعای در حق این بیچاره بکار دارند تا بگو که عنقریب توفیق بر حضوری در یابد
 بخاک سُم دلدل حیدر که اگر این عرضه هم بر قاعده اول پاسخ نیز زید را ساخی از کمال دلدل او گئی
 و شینقلی در گذشتی و در گذشتنی ست) فیما بعد در و سر نخواهم آورد۔ و کام ناکام در حضرت
 مدد و جان شاخواهم نالید که این چه حالتست یکے از میرزا باز خواستی زد که بچه گناه مستوجب
 این همه عقوبتستم۔ هم برین ختم ست میرزا یان کو چاک و میر بهادر حسین صاحب سلام این مجور

سلامت۔ درج الاول و درج الثانی و اربعین اربعین یعنی و اگر در انشای اربعین۔ چغت تجنیش خطی۔

در پذیرند حاصل این قرطاس میر کاظم حسین صاحب که بشرت تلمیذ فصاحت و دستگامی
 همی نازند. درین محرم کوس دولت خدام را بنوای راست آهنگ حسینی علی رؤس الاشهاد
 بین یدای الاکابر و الامجاد بنوعی زده اند که پرده مخالفان کثر زخمه سر اسریدرید خاصه در
 غزل مصیبت که بر عرف هند آنرا سلام خوانند چنان آستینها بر مالیدند که چاه گلدسته های
 تحسین در دامن و کسار آمد و چاه عاشقان جاها قبا کردند. و حشیرن روین تن
 دامن کبر زده مگر نیکند. ارجو که بقابلت آن سید موصوف بیشتر از پیشتر طبع انظار عاطفت
 خواهد بود. السعی منی و الا تمام من الله +

رقعات موسومہ جناب شمس العلماء مولو نامولوی سید
 حامدین صاحب لکھنوی علی مقامہ فی فرا دیس الجمان

نماز

مکتوب چه مکتوب چنان بادوباری	مکتوب چه مکتوب چنان بادوباری
هر خط ازان ہم نفس عود قاری	هر نقطه آن ہم ناورد سپاہان
هر عینی ازان رشک ششم جاری	هر دل ازان وال دلیلان بعزیزی
هر نقشه ازان برج مددگاری	هر نقش ازان مطلع خورشید عنایت
یا فاتح مصحف و بجوی دیاری	گلگونہ رخساره احسان و فتوت
ز انسانکه دم عیسی مریم بجواری	آمد بر سید برحق بهمن زار
قرآن شده آن نامه و این فیتہ قاری	بوسیدم و بوییدم و بردیدم نهادم

مشہد ہولان مہ ولالت برہ لیلہ۔ نہ قطرات لہ نقطہ دار

تا زار و از و بلبل زارنده بزاری	تا چهره خسرو و چون شاه گلشن
با دایه سپید و گرم ایزد باری	آن خوش رخسار که حمید آمد و حامد

ذره سرگردان - خاکپای مردان معترف بقصور و نادانی - مذنب فانی احمد حسن و شرفی
 انال الله که هائی بعد از ارسال اطائب تحیات و ثنا و ابلغ نقائس نیایش و دعا بر دست
 شمال صبا فرغ ضمیر شریع عقیده شرع - ذراع قصب اصل فرع بقیه بر شاخه سلف تقایب جواهر خلف قدوه علی
 انام قبله فضلالی اسلام - الطود و الشاهق و الخیر الحاذق - حجتہ الادب لسان العرب - البحر الاظم
 و البحر المنظم - استاد الکمل فی الکمل - ماهر القل و کلج مولانا سید حامد حسین صاحب طالت
 سلاست و دامت کرامت می گرداند - که مظهر لطیف و مشرق شریف و رسیله تجلیله و صحیفه منیفه
 مخاطبه مشکین طراز - لایل مفروضه مسکین نواز که از زبان خاتمه مودت شامه نامزد این قلیل البضاعه
 و کثیر الاضاعه بود بود و مسعود و نزول محمود - دود از جنود نامحدود و دنا محدود و غم و اندوه که انبوه
 انبوه و گرو با گروه در کمن سینه این کینه زاد و بود داشتند بر آورد مور دیش را بقرائت کریمه
 اتی الحق الی کتاب کس یهر عذر خواست و موصلش را بتلذذات مسبحان الدنیا
 آنزل علی عبده الکتاب گرامی داشت و هنوز تقصیر میرود آری این گدای بی سرو پای
 را چه محل که بدین دولت بیدار تواند از زبایدین اقامه خاک ندلت را چه مرتبت که بدان ذوق
 عز و کرامت تواند رسید الا از انجا که شیه اخلاق عزیز است که از قبل لطف نهانی و اتقی همراهی
 چنانکه دانی از کمتران و بلیغ ندارند خدا یا دستیکه آن نقش بست پیوسته رشاقه بد رش رشاشه ریز
 حاشه متعشان زلال نامه و پیام و گر مازدگان بادیه شوق و غرام با دلچمد واکه الامجاد - خاجه
 چون از مطاوی آن کتاب عالی و خطاب غالی چون غنچه گلبوی بهر وزی و اعتدال خاصه آن
 سر و ش خصال و سکینه سلامت حال و عافیت فرخ فال پرشام ادراک این خاک ناپاک
 می زد - سجدهات شکر و سپاس با نباری خضوع و ضراعت و حضرت کریم قابل الشفاعه

سلا بدایان سلا کوه بلند سلا فیض بعد فیض سلا قهرات فیض و طعوم سلا ملاحه -

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلِيَّ قَامَتٍ بَعْدَ الْآخِرَةِ بِتَقْدِيرِ رَسُولِ اللَّهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
را بدین نوید جان افروز و بشارت و کثرت نواختند و علم طالع و اعیان از پاد آور آمده را از
سر برافراختند ای خدای بخشش ده و بخشایش گرا فادات و افاضات محذوم ما را تا قیام
ساعت و ساعت قیام ساعت فاعته و لحظه فلحظه زیادت بر زیادت دار-

اگر منت برد ز آیین دعاها	بر آیین باد منت زین دعاها
--------------------------	---------------------------

حَقَّقْ حَقَّقْ کَقِصَّةِ پُر عَصَّةِ هَوَا'یِ اِشْتِیاقِ مَقْدَمِ شَرِیفِ رَا که عمو گما در سر ساکنان این ناحیه
پیچیده است و خصوصاً والد بزرگوار ما را ابقا هم الله تعالی بدان حد رسیده است
که طاقت برسد و رسید آنچه رسید بد فتر باشد شرح نتوان داد و حدیث ذو شجون لها بآتش
جگر تاب آرزو مندی جنون بدیدار آن سجع علوم و فنون را که از کانون صد در تلمه فان
محزون زبان بر گردون میزند در گرمیای سنین و قرون نتوان گفت و از آن خود چه گویم که
آن خود گفتنی نیست و چگونه باید گفت که گفت در نیاید غالباً از آنجا که فرست مومنان است
شمه از آن معلوم رای نور خواهد بود آخر از منزل مهود و مسکن مالوف بیرون آمدن و با طلب گاری
آب و هوای خوش و رتبه راه ماندن یعنی در اگر ره حل اقا است انداختن و منتظران میر طهر
و دلی نبردختن که چه جان شام بیا رخسار می آید و سخت بلیغ می نماید - با س اگر راست است
تشریف ندادند و راه برگردانند و روزی که چند در اگر ه بیا سودند کم از آنکه روزی این سو
تم روی نه نهند و روزی از روزهای ما را هم باشند بجز و استماع خبر نزول بلده اگر نه نیت
و اعی آن بود که چون خاتم سینه ریش بر شتاب و شرف و ستبوس در یابد و مناسب این
معنی گفته شده است ۵

اگر از خست من کثری باقی رفتی	بنده بر رسم تلقی بتلاقی رفتی
------------------------------	------------------------------

فاما در بیغ و صد در بیغ تیمار عیال با غلبه عقل و عضال که عقول و عقول رجال و سنگ آه آمال است

نگذاشت فکیت که نهاده الطنبور و نعمته نفس از مسافرت کشتور است تا کرده سوال قدیم
 نیز هم ندیم این مقیم همچنان است که پیش ازین شانی کافی همین دعا و پاس انفس مخدومی مارا
 از دست آفته و محافه در علت و غلت باز خرد که از گاه یادمی آورده باشند که اثر دعای
 والا را بغایت استوار دارم علی البجمله منتظر فرصت مترصد و مترقب توفیق می باشد که باشد
 که که بخت شور از خواب شیرین در آید - و پای مردی نماید چون دود و دگر و دن آتشین
 نشسته بر آستان آن قبله یقین حسین ساید و یقین که چنین شاید و دیگر تا اتصال تن در روان اندیشه
 انفصال را بضمیر خود راه نهد و از راه نرود - جتزار و زس و خوش طالع که این سعادت
 فراچنگ و این صورت تمثال در برین گت دهند و ز تندال سععی منی و الا تمام من الله تعالی
 آنچه هم الا هم که و هضمه للنفس در صناعت انشا نسبت توی مایگی بخود داده اند الله الله این
 چه تنفیس که بر لفظ مخدوم می رود و فضل بر حق نعمت قبیای آن فو فضل و فضائل را بر تو قفا
 شماریده است که بروش فکر و نظر منشیان معنی آفرین و ادبای بلاغت آئین بدر از و پستانی آن
 نمی رسد و لا عرف - ساقی راح فیض تمت فیوضه از مصطفی علم الانسان چنان جاهای لباب
 بر آن دریا آشام پیوده که صد تا ظلم و هزار ناثر چون خاک خاکسار از برای یک جرعه امیدوار
 نشسته اند و لا فخر بنده بر آنست و همه هر بنده برین بر آن که پایگاه خدام در انشای نازی فردی
 بنشانی است که در جمله علوم - معر لشر پاریسی بودن و شب و روز پادرنواح قافیه پیودن و در پیروی
 روی و نامره را سهل شمردن که خدای همه مسلمانان را از شر آن نگهدار و گویم باش قطره از
 دریای و ذره از ذکای کم گیر روزگار تر بات و خرافات گذشتن و از خواب غفلت بیدار نشاندن
 و عمر عزیز را بنا کرد و دنیا تباها کردن و دنیا را که آنهم ندهند بر دین گزیدن و از چند نورا و دشمنان کاستند
 کار آخرت ناساختن کار چون با سجا صلا نیست چون مخدوم فرشته خوی را باین دیوانگها چه کار -

مطلبی که بر گزیده نقاشان که بر کاغذ سوزن زده می گذارند و بر اثر آن می نگارند از عیانت است تعجب کن ۵۰ خواهشمند

تأمره حرف آخر از حروف قافیه از منتهی الارب ۲۵ مشویات ۲۵ و اهیات -

محقق است که باز خلاص نفع و دین سفال هنر شاعر و آنهم بر مثل اهل عجم چه سنجد بر روی
 میدانیکه شمسواران مضار حجازی و تازی که خدائی در آن سخن کرد و در آن سخن نیست قیص
 البقی ربایند و نقاب از عارض شاه کتاب و سنت فروکشایند - ریشه و امان تیره گل فارس
 را چه جای جولان آنان اگر در بزمگاه دعوی کج نشیند راستی از قال الله و قال الرسول
 گر باز گویند نیان اگر در رنگ دریای معلوم خویش غوطه خورند چون غوک نابا مان الاثرند
 و استا بچه لافند انصاف دهند و در نگرند - این کجا و آن کجا - این ربابان چه مناسبت و بنده
 را چه مجاست - مامول متوقع از کرم بزرگان آنکه سپس با خادم چنان فروتنی و شستگی بکار بند
 که از شرساری می میرد و از آتش محنت چون شمع در میگیرد - گستاخی را حد رفت سخن از اندازه
 بیرون شد - و اطاب بغایت انجامید و هر زده لائی در از کشید - زحمت شما باد این در
 سر که آوردم باید برد و از صفحه خاطر آب عفو و بخشایش بایشست - آدمم بر جواب سختی از
 مقدمات فرموده ملازمان دور و زراست که خدمت مولانا سید جعفر علی صاحب
 اید و الله تعالی بضره در تدبیر بشید قواعد مرا فقه قصبه جارج آبخار فته اند فردا اگر نه پس فردا
 بر می گردند - آن زمان نامه نامی بدیشان رسانده و در باره کتب گفت و شنود کرده و نقل
 سطور و بیاض مناقب برداشته بر طبق عرض نهاده می آید - خاطر شریف مجموع یاد - حاشیه
 ریاض الصالحین که از آن بخط طالعیر رفته از پیش بروق امر حسب اشارت خدام
 ملائک احترام جناب تنفی عن الالقاب مولوی حاجی سید اعجاز حسین صاحب
 ابراهیم الله تعالی عاقله حاضر خواستار بوده ام شخصی که میبایخی این کار است و عده داده است
 که می آرم هنوز نیاورده حالیکه کتابت آن بدو معانی تالی آن لائی شد باز از طلب تیزی
 و شتاب تجس گرم خیزی گرفت - پس دیرینه که یافت شد و بدست آمد یا رفته است و اعلام
 رفت - کتابیکه بعد ازین مرفوع سمت ارسال می یابد در آن مشروح یاد می کنم انشاء الله تعالی
 ۲۹ غیر کمال پیشاپیش و گذشت قصبه جارج در کار است در میانی -

و گذشته آن بسط و بزرگوار و تالیف و مناقب نیز هم امتیاز اهل بیت قد و ایامی
 کتب هم سزاوت عظمت چند آنکه محصل و میر گردد جان میان دارم و در میان جان دارم
 و فرمان بجای آورم و از نفسی و باغ عرض را بشور ایند حکیم بهانه می جویم و بسط گفتار میدهم -
 باشد که به یمن مخاطبه آن عالم ربانی آمرزش الهی یار من شود - یا رب طبع نازک مخدومی
 میا زار چشم آن دارو که در هفتگی کیا ریاد و بار از نوید اعتدال ذات کثیر البرکات محروم نگذارد
 و از روی رحمت هر زلات این مفعولات خرویه گیرند و این ناپذیرفتنی را در پذیرند که بر اعتماد
 عیب پوشی آن عظم چنین جبارت بکار رفت قلم اینجا رسید و در ماند حرقت فرقت و شین مین
 عمان تمالک از دست برود و درین دست برد دست از کار رفت یا رب نکبت دوری بخت حضوری و
 دل افتراق بعز اعتناق مبدل باد بالتون والضا و شنیده ام که برادر سید مهدی علی
 کسی زی جناب فرستاده اند و حضور خدام را متمس داشته امید که این مامول با سعادت مقرون
 و این مطلوب بانجام متصل اقد - خدمت حاجی شعر آشنائی و روشنائی و زائر نجف زهرا پار
 سید اوحده سنی سلطان العلماء جناب حاجی سید محمد صاحب سلیم اشتیاق آمیز و سلام محبت
 آویز مقبول باد - برین ختم است - من السید احمد حسن منقاری از بده دینی کوچه تورخان
 محرم الحرام ۱۲۸۵ هجری و ولتخانه جناب منشی سید کفایت علی صاحب دایم السلام -

نامه رابعی

هویر گرم از بروج کرامت رخشید	ماه شرف از مطلع اقبال دید
یعنی که یک نام ز محمد و مرسید	نه دیده چنان دیده و نی گوش شنید
صدر الکتاب مجموعه مکرمات و کثر نوازی و فصل الخطاب جمیده موهبت و بی انبازی یعنی	
صحیفه شریفه که از اقلام مجر خرام حضرت عالم بالاستحقاق یگانه آفاق و در یکده اند اصداف طاهر	

خواص پنج غامکہ نیابت دار امام اکل حافظ السبل اوضح السبل پناہ انام غیاث
 اسلام بہین نتیجہ آبا و اجدات زندہ کن فضائل و حسنات مشا را الیہ افلاک و انجم مجد دین
 در صد سیر و ہم منتخب الاکرم والہوئی المظہم ہندی مولوی حاجی سید حامد حسین صاحب
 بیاضافہ والقابہ کائنات کا شہد خدا جل جلالہ علامہ و محقق آئینہ الخصاص والعام برنام
 این گم کردہ نام و نیا یافتہ کام و ستہام نام تمام طراز تحریر و سمت صد و ریافتہ بود در احسن
 آفات و اسعد ساعات بر نور ویدہ تاری و سرور سیئہ پر زاری برافزود۔ بازی حریف
 ازان گرامی کتاب و در برابر ہر سطرے ازان گران مایہ خطاب گو نہ گون وظائف نیاز ہندی
 و دعا و ہزاران مراسم ستمندی و ثناء تقدیم رسید۔ خود از تہی مالگان جز این چہ آید و از کاتبان
 زیادت برین چہ کشاید۔ خاصکہ از مرزہ جانی و نوید جانی یعنی بغیر بمشائش آسمانی و شمول حمت
 یزدانی و غایت ہمدانی و تخریج دوست گو نہ مسائل و دو قائل و لطائف فقہ و اصول معانی
 و غیر ذلک از میانہ و سطر حدیث روحانی و را بخا اشارتے رفتہ و کناستے نقش بستہ و اللہ یختص
 بر کھتہ ہر پیشا و اللہ ذو الفضل العظیم یارب معلوم مخدوم چہ دریائے ست
 بیکران و یک طبع آن علامہ چہ سوار نیست بر علوم بی پایان حقائق حقا کہ از ہدایت
 و میدان سپیدہ علم و فضل کسی باین گران مایگی و موثکافی و شکر فی و کلمتہ آفرینی و توجہ روانہ
 و روان منہ رزائے تا غایت بر نخواستہ تا بآیندگان کہ قیاس کار آمان ہم از انیان کہ نمی
 گرفتند چہ رسد کجا سیوطی و ہزار چون سیوطی کہ دست و قلم شما بوسہ دادندے لای غاشیہ
 ارادت بردوش و حلقہ عقیدت در گوش افکندہ کتراندہ در رکاب دویدندے بگذار اگر اگرد
 سکاکی بوئے انصاف دایے کہ در روزگار خویش آہن سر و بیش نکو فتم سکہ بر زر تو زودی
 حریرے ہم کلمہ معر علی منوال واحد اگر یک نظر در نگریستی بگریستی در گ گردن خویش
 از تار حریرست و بار کثیر شدے رضی و مرتضیٰ رحمہم اللہ اگر این نگار شگرت را
 بر آید یا محقق کلام اللہ تعالیٰ مختص فرماں ہم اپنی رحمت سے جس کو چاہتا بخد صاحب فضل عظیم ہے ۱۲۔

بدیدندی یقین که از میان جان پسندیده بر همه تصنیف و تالیف خود برگزیده اند که اگر خواهی
 نصیر اعلی الله شأنه ازین روضه نصیر سینه نظیر بوی شنیدی یاری دیدی نمره برداشته
 که خدایت نصیر نیست تحقیق و اگر شیخ مفید نزاد است هر لبش فدا دیرالجنان ازین مائده
 پر قائده نکه چشیدی بخروش در آمدی که علیک عین الله زبده توفیق بخیر و در مائده ام
 و طریق گشته که باین زبان لال و سرکایوه و تن نامند رست و روان نادرست و راز
 مست و لفظ قاصر - و معنی پست - و خامه شکسته و نائمه سیاه و دل خسته و کار فریبسته
 بچه حیلہ بند از مدح و شطرنج از مناقب مصطفی و مصطفی در قلم آرام در وی در لایه جزآن
 در حد اندیشه نمی گذرد که ناچار سپر بنید از دم و با احترام و عجز و تصور بسازم - علی البخله اگر بر جان
 و دلم دستت در حال بر افشاندی اگر چند ازین محقر هاشا چنان عجوب را نشاید طرفه ترکه باین
 کثر مرز بانی و بیچرانی ترجیحی آنرا در پاری از فرقانی فانی درخواست کرده اند پاس این
 منت را بکدام زبان بگذارم و عذر این التفات را بچه روی خواهم اگر کلاه گوشه فخر است
 ازین شش بیکرانه بر آسمان ساید شاید و اگر دل پذیر مرده ازین نسیم انس چون گل بشکفت چون
 غنچه از پوست بدر آید باید چون منی را چه یاره که باین کار هم میان در بند و اما رسم نیست قدیم
 که چون شاهان خوان الوان نعمت بیدار زند و صلاهی عام در و هند گوشه چشمی با گدایان بے قوا
 که چون حلقه بردارند نیز دارند آرس گلستانها را از خار با پرچین نهادن و دفع چشم را نیل بر خضار
 نیکو یان کشیدن عیب نیست نه کار سگه بیا من هم صحبتی مردم بالا گرفت - و نه ملخ ضعیف
 بهم شنی سلیمان رتبه والا - هم چنین اگر طفیل نوالش آن مقبل بختیار از تنزهات این خاک
 نشین ادب از خطه بروی روزگار یادگار بماند و در نیست - بجان و سر مخدوم که آرزو مندی
 بدیدار آن نو باوه حدیقه طیب بدان پای رسیده است که می خواهم گل از سرناشت پای
 خاکی کنم چکنم روشن خیز بر مراد نیست ندانم سابقه حکم ازل بر چپانست و بودنی چگونه بوده که هر چه

زودتر می بستم می بندد کج می بست بلکه نمی بندد روزگار گذشته حسرت
 نقای شریف هر لحظه ازین بقعه و لکیر خاطر مرا برمی انگشت اکنون از قبل این نادره آن
 داعیه کی بدو شد و آتش غرام بیشتر از پیشتر شعله کشید - محصول اگر زانگه بخت یاری نکرد و
 رمضان در رسید و از سوگواری همدین شهر بسر آمد پس از خواست ایندی بر آئینه بعد
 از عید سعید احرام زیارت آن قبله جهانیان بسته روی بد آنسوی می آرم بشیر طافاق
 جان و تن انشاء الله تعالی درین وعده خلائی روی نمی دهد چون فوز بدولت حضور است
 داد و در تر جان آن نامه نامی خود را پیش نوع معذ و رنی دارد و کمرسی بر میان عزیمت می بندد
 زیرا که این کار خود موجب مبنده نامی و افزایش پیش این کمینه است فکیت که منوان
 معذومی نیز برین موجب رفته باشد البته درین شهر تا بهر و مرز بے ارز نشسته این کار بیچگونه
 امکان ندارد حقیقت است که تا دلگرمی شما سایه التفات نیفتند و تسلیم شما با تر جان یا
 نشود که از بهر که باین جسم خفیه سرور آرد - آه و صداه و وای و صدای ازین بخت بی فرمان
 و در دنی در مان که همه بار مراد من ناریده است - و همه سلسله پویه من بریده - در بیخ من
 وای من حسب الحال بریده به

زودتر در بزمگاه یار می	گر حرفی طالع بیدار می
از سپهر غفلت دار می	گر دصال دوست بودی روزیم
گر نه زنیان تار و آوار می	از حریم قرب او که دور می
که چنان چون شب ز تار می	تیر آه صبح گر کارستی
کاج که ای بخت مر و کار می	همچو طفلان چند ازین بے حاصلی

اگر چنانچه در صلحت وقت در غنچه و فنی کمون خمیر عالی باشد از روی تملط بی نهایت
 و عاطفت بی غایت که سجده رضیه بر آن مغط و محبوب است بر اصل الفاظ مشکین آن خیر انام
 آن شرح نامی که به مبارکی بچه نام موسوم شده است آگاهی که ای بخشیده برین مسکین

منت بر منت نهند تا این بیچاره که دیگر روز کے بنا بر پائے بند عوالتی و خلالتی چند آزمائشی
 جمال آن بی مثال محروست بارے درین چند گاہ دل مشتاق را بنجرے و نامی شکلیابی
 دہد و برجای دارد

از سہمی با سہم خور سندی نیک اگر نیست همچنان بد نیست

چون خامہ اینچا رسید و نامہ دراز کشید این ورق در نور دیدن و این طومار و پرچیدن
 اولتر در دوسر زیادت دادن بسود ادب می کشد - لاجرم بر یکے از مقطعات کہ خطابی
 الی جنابکم العالی از سونخ وقت این بد روزگار تباہ کارست مرفوع بیایان
 انجامید - نشگفت کہ پر تو قبول در یاد باقی بگی امید در آن بسته است - کہ عقب صلوات
 مکتوبہ و ہنگام افطار صیام و دیگر اوقات جمعیت حضور و نور و سحر این رنجور نا صبور و پدر
 مقفورا این مجور را از یاد فرزند و از خاطر عاظم دور ندارند و اللہ اعلم من قبل و من بعد

والقطة هذه

عمود روزگار آیا حامد حسین	گر و خمول ز آئینہ دین زدودہ
جز تو زدودہ دہ و دو جنتوی نجات	ہم شمع و دودمانی و ہم فخر دودہ
فضل ہنر ز یوسف عجیب بردہ	گوئی ادب صاحب سبحان بودہ
چرخ نسیم بیای معالی سپردہ	عقل دہم بدست معانی بسودہ
کہ رنہای بارہ ملت بہ بستہ	کہ عقد ہای رشتہ حکمت کشودہ
کہ خانہ ستم زین و بار کندہ	کہ دید ہا بنور شوق ارق ربودہ
کہ عطر سای مغز جان گشتہ از عبق	کہ از لطف بجان و جان مشک سودہ
تا کردہ حمایت اسلام کردہ	تا بودہ معین دہ و چار بودہ
العصہ کروی آنکہ نہ کس کزوفی کند	و امسال طبع را بحجب آرزودہ

یہ خانہ دوازدہ - ای سادات - یہ شوق ارق الفصوص - یکی از تصنیفات مولانا -

سری دو از حدیث و حدیثه بیشتر این کار کردست و رای عقول با امروز دست بست تو باشد جهان ترا فرقانی از کجا و ستودنت از کجا	از رفقه و از اصول دیگر با فرو ده هرگز تو خود بگو ز کس با اینا شنیده اعجاب از کرده وید بیضا نموده چون پیش کردگار همیشه بوده
چندان بزی بکام که چون صکود دهند دار جان حجب که چهره ناغنه ده	

تم الکلام والسلام ۲۰ شعبان المعظم ۱۲۸۶ هجری -

نامه

زندگانی مجلس عالی حضرت شاد العلماء و زینار زمانیان گزین جهانین جناب
مولانا حاجی سید حامد حسین صاحب (دامت ظللال افاداته) مدام و مستدام
بادیس از بجای آوردن رسم سلام و تسلیم مرفوع رای اعلی می افتد که ملا طیفه خیر و مکرم
نیمه بازو عافیت آید ایندو و گریبان ذره نواز یا مصون و از نوا لب نوازل نگاه
دارد و عجب و هم از بخت بد عجب نیست که نسخه نقض می رسد نه نیر اصل نقض تا همین
چنانچه اش بردارند - خدای را به ازین در اساعت مقصود بنده ره بی عنایت بکار دارند
تا این کار از پیش برود - از حال و کار خود چه عرض دارد که در چاره بکلی بسته شده است
و خاطر تمامت شکسته روز تا روز و ساعه فاعه اندوهی تازه و تشویشی عجیب حلقه بر دل
میندازد اگر اقتدا بیا دهمی آورده باشند بدهای و همی با پدر مرحوم این محروم
کائنات الحی که علی الله شرح اشتیاق دیدار بفتار راست منی آید - یارب که در کج
الاقوات روزی این تهمی مایه باد - گفتیم و باز زحمت می دهیم که فلان کاتب احضار فرموده -

کار بر و تنگ گیرند تا هر چه زودتر نسخه کتاب نقض را بپایان برد تا این مستهام از انتظار
و خدمت ایشان از تقاضای نامهور باز رسته باشند. والا نامه که در آنجا وجه اخراجات
نسخه عیون الرضا در ارج یافته در رسیده است انشاء الله تعالی جواب آن در مدت
تزوید یک بازی فرستد خاطر والا مجموع باد در ۲۹ جمادی الاولی ۱۲۹۰ هجری در عین
جوش اطار در یابار و بهار هند و دیار سال یافت.

نامه

زندگانی حضرت برهان العلماء حجتہ الفضلاء لسان الادب - زهره العرب ازان در از تریاد
که اندیشه باریک بینان و رایی آن صورت تواند بست. بعد از عرض تسلیم محقق دان
معروض می افتد که مکتوب عالی در جواب ضراعت نامه این ضائع روزگار و رسید و سر
بر خاک خواری قفاده را از سرق فرقدان در گذرانید. یارب آن سده منیع که در
کشتش مضللات سرگشتگان تیریدین و یقین نشانه است. جاودانه مطاف روزگار
باد. امیدوار چنانست که همواره عقب نماز و نیاز این تباہ کار محروم و پیر مرحوم را بدعا
و همتی فراموش ندارند که یضیع عمل عامل متکبر و جاذبه را بر گمارند تا موی کشان
بر آن آستانه بروانشاء الله تعالی لقای شریف آن سید منیق و عنصر عقیق هر چه زودتر
روزی این خاک روزی یاد باقی مجاری حالات بانج استقامت مقرون است
والحمد لله علی ذلک شخصی کتاب شرح مجبلی از آن برجندی بخط نوید میفرود شد.
و پنجاه روپیه بهای آن میکند. آن جناب چه صواب می بیند درین باب اشاره
ضرورتست. کان ذلک فی ۹ شعبان المعظم ۱۲۹۰ هجری

نامہ

ہمہ وان فنون نادانی۔ مذنب فانی فرقانی برگشتہ روز در حضرت جلی المنزلت آسمان
مرتب برہان الملتہ والدین حامی حوزہ آئین حضرت سید المرسلین امام الافاضل خاتم
العلما اکثر حسناۃ و دامت برکاتہ۔ بعد از عرض نیاز و شکستگی و شرح گذار و دوستی مرفوع
میدار و کہ ہفتہ رفتہ تا ارادت نامہ سمت ارسال یافتہ یقین است کہ بشرط مطالعہ
آستان بوسان آرزیدہ باشد امید ہمیدار و کہ انشاء اللہ تعالیٰ زود نہ دیر پاسخ فرج آن
میرسد ہمدین کاری دیگر اقاد و مشکلی از سر پیش آمد۔ بی پالمردی چون شہا بزرگواری نگاہی
کسی پیش ازین گرہ از کار فروستہ مکتوب و نہ گاہی آیندہ نیز ہم کسی نکشاید ہر آئینہ بفرمان
جلی البرہان فاستلوا اهل الذکر ان کنتم کما تعلمون صورت سوال بر کاغذ جداگانہ تصویب
کردہ فرستادہ می آید۔ مامول از شیعہ شریف و گوہر والا آنست کہ چندان کہ زود تر ممکن باشد
چنانچہ شاید آنرا آسان فرمودہ باز پس روانہ دارند۔ منت این عطفہ بیش از پیش خواہم داشت
و حرف ارادت مندی و دعا گوئی اضعاف بر سابق بر جریہ جان خواہم نگاشت و اللہ
و علی التوفیق دیگر کتاب تفسیر کبیر رازی چاپ مصر و شرح ابن ابی الحدید چاپ ایران دکان
شہر بہست می آید اگر می آید بچندے آرزو غلام پنج بردن و زحمت دیدن شما ہم از
دوہ کتاب فروش بجد تمام درست کردہ آگاہی بخشند و در از چاکر نوازی نیست زیادت
برین جبارت لائق نمی بیند

تامبینی و معرب بود و مشتق و جامد	باداروش چرخ بکام دل حامد
حامد کہ حسین بن محمد سرپاکان	بد علما صمد رجان گنج محمد

والسلام۔ ۱۵۔ شعبان ۱۲۸۰ ہجری

ملا پس سوال کردہ صاحبان علم سے اگر تم نہ جانتے ہو۔

نامہ

یار بچن دانش و دین و کرم و داد	ازا بر قلم سید ماخوڑم و خوش باد
--------------------------------	---------------------------------

پس از رفع تحیات و دعوات صافی بر ضمیر شیر حضرت علامہ برحق معروض می افتد کہ دوسه روز است تا این متمذ از جانب دہلی وغیرہ بازخانہ آمد۔ و دو نامہ عالی را با بقا دی مطابوب دریافت بساکہ منتمای بے منتہا داشت را قم دُعاگوی بر صغیر حقیقت نگاشت۔ یارب آن عنصر گرامی را آسیب زمانہ بلکہ با دگر ممر ساد۔ الحق در آنجا سطرے چند از قبل دودین و غلبہ قلبین بروعی تصویر یافته کہ از حرف حرف آن خون می چکد۔ و از ہول آخرت ہی آن زہرہ سنگ آب می شود اگرچہ من بندہ را دستگا ہی بایستہ و فراغ کلی از مونسیت معاش و غم کفایت میسر نیست ہم نیت جزم داشت کہ بیش از میدن ہلال رمضان در جوار آن قبلہ را ستان حاضر آید۔ سربشت زشت را چہ چارہ و بخت بی فرمان را چہ درمان باین اگر بقای بے وقاییش وفا کردہ از سر آن عزیمت در نمیگذرد و ہرچہ با دباد انشاء اللہ تعالیٰ بعد از عید روی بآن صوب صواب می نهد۔ دُعا ی جاذب اذان سونیز می باید مگر کسے از زبان بندگی فلان با مخدومی حکایت کردہ کہ برنام این کینہہ دو نامہ فرستادہ جواب باز فرستاد سبحانک ہذا بہتات حظیمہم اگر با کودکے از عوام میرت این حرف گویند گوش ہوش او ہرگز جانگزیہ فلیف کہ کارویدگان با این دروغ بے فروغ سرفروہ آیند اگر پس از حضرت خاتم المرسلین سلام اللہ علیہ واکہ اجمعین بر کسی دخی فرو دآمدے صحیفہ فلان و فلان تیر بر نام این دژۃ ہمقدار در رسیدی در عرض این سقر عجیب نہ کہ نامہ چند کہ برنام امثال و اشباہ خویش فرستادہ اند۔ در حاشیہ یا خاتمہ بر عمد یا سہواً بقلم نام این شکستہ پای در قلم نیادہ تا بہ نامہای مجدگانہ چہ رسد۔ خدرا زین مردمان فریلا زین بیدادگران خود از نامہ و پیام چہ کشاید ناسور ہای کہ از کشادنا و ک بیداد ایشان در دل لبمل این از خدا خویش

خافل روی داده دشوار کبر بسوزن شمع آفتاب عشر و خطابض بحر جزا رفو پذیر و قله
الحکوم والیه ترجعون جواب استقامت رسید - اما نه بر آرزو - این همه سی که اخفای آن
بکار آمد بر باد رفت - با حضرت فلان در میان نهادن چه کار داشت خود مخدوم رامی بایست
که بر مقتضای شریعت غر اهر چه در اندیشه عالی در آید این غلوم جہول را با آن مفصلاً رہنمون
آیند - ہر چه بر سبیل اجمال نقش بستہ اید چنانچہ شاید رنگ بہت و بہت از خاطر فائز داید -
تا چارہ آنرا بر وقت دیگر افکنده تبصیح مخدومی نگوئید - در انٹائی این سفر ہفتہ در دہلی اقامت
افتاد - کتاب ہای ویرینہ دستلی را چند انکہ بیشتر بہتم کمتر باقیم شخصہ دقائق الحقائق فخر رازی دلخوا
معاد بغایت نیکو خطا در عیدش آنکہ ورتے چند از میان رفته است و همچنان ورتے چند نہائے
جزری و کذ لک اجزائے پارینہ بعضے از کتب عربیہ و فارسیہ ہمہ را چارہ و پیم قیمت میکند - تا چہ
فرمایند - و بلیغ و صد در بیچ چار بیچ روز شدہ باشد کہ گوش رسیدہ است سید احمد بہ ہفت سالہ
برادر سید مد علی در جالون در گذشت **إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُونَ** مرا بر آن بیچارہ دل
می سوزد - و گریہ می آید - غوی و تنہائی - و روزہ - انگاہ فراق پسر و چہ پسر و ننگاہ - اُمید گاہ
نامہ در از شد کہ با نجاش گزاید - خدای را چنانچہ فیما سبق چندین بار التماس رفته
لین محرم و پدر مرحوم را در اوقات خاص با ادعیہ مفیدہ یاد و شاد دارند
واللہ **مُحِبِّ الْمُحْسِنِينَ** -

نہ

دورم از حضرت تو و آنگاہ	تا ماہ بردہ پرتے آید
ہم بجان و سرست گزین اندوہ	دل از زیت سیرے آید
پس از عرض تسلیم و نیاز با سوز و گداز تمام مرفوع خدمت سیدی و مولائی متہدی و رجائے	
۱۳۳۳ شہ - ربیع - ثانی	

گفت اولین سلامه آل حسین جناب مولوی حاج سید حامد حسین صاحب دهم الله تعالی
 ظلال بین سگاته - آنکه بخدا شوق دیدار و آرزو مندی به لقای آن سرشکرا خیار این ذره
 رویاه را درین چندگاه بر مشایبه از جای در آورده که شرح باز دادن آن و دای امکان
 دست و زبان است یارب طواف آستان آن کعبه رستان هر چه زود تر روزی این
 سرگشته تهنه حسرت و حرمان باد ویر بازست که رخساره شاهین امنیت و عارض سلمای
 این دولت بجهت بے توقیفی در پرده خفا و برقع انتفا با زمانه است نارچار خاطر شوریده را
 بناهای نامی و نوشته های گرامی شکیبائی فرمودی از آنجا که بدروزی کاتب است سپس از
 مکتوب مختصر شکر حقیقت تسمیه فلان و فلان دیگر پنج و الا نامه بر ما نفرستاده اند تا میل از فضل
 و مواساة آن قبله دل و جان بر آن دارد که پیوسته پس از هفته یا دو هفته سایه پرکار رنجوران
 بی نوا می انداخته باشند تا همواره و ظالمت و عاگوئی و دولت خواهی و روایت خیر اندیشی
 و هواداری سمت تضاعف پذیرد و طراز تراید و ترادف گیرد و دیگر بر صورت حال تا ویر آنچه که
 از صوم و صلوة والدی المرحوم باقیست فیما سبق بارها التماس رفته و چندین بار از روی مژمی
 وعده داده اند که حساب آن فرستاده می آید تا اینوقت و قوت دست نداده و نه باز رسیدن
 زائران نیابت دار که میار کی بعراق و خراسان رفته بودند - خبری یافته رجا که شکله
 از صورت و واقعه شرف اعلام ارزانی دارند تا دل نگرانی بجمیعت و حضور تبدیل یا بد دیگر
 ضرورت اشد پرسیدن طریق استخاره بجهت یاد دارم - در آن روزگار که سعادت درین شهر
 تشریف داده اند شنبه از شهاب سخن در استخاره افتاده بود - این ترتیب را که سه کثرت در
 اول در و دسه کثرت در آخر و در میان دوعای استخاره یکبار یا سه بار چنانچه مهود غالب
 مردم این دیار است - انکار فرموده اند - ازیرا تصدیق میروند که هر آن ترتیبی که از جمله
 اجناس استخاره بجهت بگزین آن شریعت انتساب و مقرون بصواب باشد - بآن رهنمونی
 بکثرت کردن و نیت شدن -

این بیچارہ فرمایند۔ تا بعد ازین بدان کار کنند لیکن شرط آنست که خیرے از شرح و بسط بلکه الفاظ درود و دعا و شمار آن که چندین بار و چنان و چنین شاید خواندن فروگذارند تا دیگر زحمت ندهیم بیش حاکمند۔

نہ

نہ بجائے دوران کہ در جهان امروز	ممالک ہنر و علم مرا تر باشد
چہ پاک زمرہ حق را ز شتر و یو مضل	چو پا لرزد و معین چو تو مقتدا باشد
رو و فاسد و بنده ہر کجا سپرد	بشغل مرع تو باشد ہر کجا باشد
من آنچنان و تو ز انسان کہ نامہ مارا	جواب می نہ دہد آخر این و ابا باشد

ہموارہ بوستان دین و ملت و چستان سنت و شریعت باغائے غیث گلک دریا بار غیاث
الاسلام بغیث الانام۔ قبلۃ الافاضل۔ شرف الاواخر۔ والاوائل۔ زائر الحرمین الشریفین
اوصد المشرقین۔ والمغربین بندگی جناب المولیٰ العظیم۔ والاكرم الاقدم حضرت اعلیٰ نقی سید
حامد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ من کل آفت و محافنہ و ایدہ بکل رحمہ و درافتہ
و ایدہ بالعن الدائم ما تجتہ الغائم و صدحت الحماہم بجاہ القائم من
الدعائم علیہ السلام بانضرت و تری و خرم و طری باد۔

داعی خالص و مخلص شخص من قانی قانی کہ شمار و زبہ عای مزید بقای آن کعبہ صفا و شای
بی روی و ریاست تعال و اردازین و انسان عجب مانده است کہ تسلسل مراسلات و تراوت
ملاقات از ہم فروست ماہی نیمہ شدہ کہ ماہ تمام منشور زائد النور آن رفیع المقام و جواب
ضراعت نامہ این مستہام از مطلع شام مراد و مرام ندیدہ است انشاء اللہ تعالیٰ مانع بخیر باد

۱۲۸۰ھ اپنی ہر بانین سے تائید کرے ۱۲۸۱ھ اور خدا کی تائید کرے عزت والہی کے ساتھ ۱۲۸۲ھ جب تک امر و بارش ہو

۱۲۸۳ھ گفتار کہو تران ۱۲۸۴ھ اکابرین۔

جان شما هر بار که ملال این فراشکاری گردد دل میگرد و از دست موسوس صد و چیزهای
چند از کار دور بر خاطر گیر این مجبور خطور میکند که بکلی متاع صبور و شکیبائی را بنهارت
می دهد و خرمین استقامت و راحت را بکلی آتش می زند اگر چند بفضل مفضل حقیقی رجا
و ائق است هم سپاه اندوه از ساحت سینۀ رخت بیرون نمی برد و معطشان بادیه اشقیاء
و گرم از دگان بیابان فراق هر هفته یکدو بار با زلال مرعشت و التفات که کنایه از زاده قلام
مخدومی است خو گرفته اند - بیکباره ازین جنس و نطفه آتان را باز گرفتن که چه چندان
که در خویش فرو میروم و بیک اندیشه را بر سوی میدوانم که آیا موجب برین منی چه چیز
تواند بوده - ره بجای نمی برم اگر در خشم نروند و برگشتی و مباشرت این تا نخواستنی به نخواستنی
خونابه و رونه بیرون خواهد تراوید که این صورت از دو بیرون نیست یا تاثیر هم صحبتی حضرت
فلان یا تقصیر نخبت بی فرمان کاتب اگر چند از پیش مقرر است که چون منی خطاب گرامی
را نشاید آخر آن لطف حق را که پیش ازین در کار مسکینان میکرد و اند چه میش آمدنا مآخذ
میگذرد و خدا را چه زود تر بدو انگشت کاغذ بیا د آرند و مجوران را دورا میدویم ندارند
و ختم ست بر نیکیه - ه

خواجهر را بنده ویرینه خاطر مراد

تا بود بندگی و خواجگی ددا و دوداد

۱۵ - سوال ۱۲ هجری -

نهم

ارزانی دل با رطوبات سرکوش

محروم باندیم ز نظاره رویش

پس از عرض سوز دگر از قفس و نیاز مرفوع خدمت حضرت کف الاسلام آنکه بجهانند
که این برگشته کار شور و نخبت بعد از دواع کعبه سعادت که عبارتست از منزل مخدومی روز

نوع الفت بابی -

غزوه محرم الحرام ازین هزار و دویست و هشتاد و هشت هجری در کف عافیت و سلامت
 شب هنگام باز خانه رسید زمتی که در نیکو داشت و میمانداری رهبری دیده اند - کوز بانی که
 از عده سپاس آن بر توان آمدن جز آن روی نمی بیند که دست و عابر آرد یا رب که در بهشت
 و حال پریشانی بال باستقامت حال بدل باد و بجهت و آل لاجل احسن آن دارد که در اوقا
 بهتر چنانکه عادت کمتر نواز است بدعای یاد آرنده از اینجا که در پرانگی سفر اقبال امر عالی
 را سطر و دواز برای عنوان کتاب عمققات نوشته شده بودند بر آرد و بر جبهه آن دوسه
 حرف دیگر میرسد اگر چه هنوز هم لفظ و معنی بواجبی در غور کتاب و مصنف نیست امید چنانست که
 که بر تری یا بی این تاجیر بنمایش آورده در پذیرند که از گدایان بجهت به ازین تار صورت
 نه بند و خاصه که از بهشت و دهمست توج بحر کمال مخدومی از جای در آمده است و از
 عقل و لطف بر آمده از برای نسخه دوا و نفث دم چندین بر مولوی ظان تقاضا رفته است
 بجز و کرامت کردن ایشان فرستاده می آید - ویرازنده نیست - معذور دارند - باقی ظل
 افتادت مدد و باه - ۳ - محرم الحرام ۱۲۸۹ هجری -

نمونه

ایا ذات تو آیت لطف باری	عجب دارم از تو فراوان شوکاری
چو پیش تو باشم کنی مردی با	جو دور از تو رستم زن یاد ناری
الحق از شیهه رضیه حضرت مخدومی ادا الله ظله العالی انیعنی بسیار دشواری آید که سخنان سائل و انگاه چه سائل جواب نمی فرمایند - موجب برین قضیه جز نا کسی و تا سزا فی این خونی چه چیز شاید بود - لیکن این همه عیب از پیش هم داشتی و بخطاب و جواب ارزیدی - اسال چه رفت و کدام تقصیر ناخوشدنی روی داد که بکلی روی کرم بر تافتند - خدا یا بر حال ساده بنده - غلام -	

ششاقان بہ اذین نظرے و از ان پر سید ہا اعلائی و خبرے تادل نگرانی باقن آسانی مبدل گردد
دستہ های مصائب نامہ فلانہ پیش من رسیدہ و در صندوق نہادہ است چون دار و عشر
سید محمدی علی میرسد حسب اشارت با و عالت میرود ازین کار خاطر دریا آتار را اگر د
تویشی مباد ۸ صفر ۱۲۸۰ ہجری -

نہالہ

خدمت بندگی حضرت مخدومی منفرد و انحصار و حد الزمان - عین الامثل مفقود المائل مولوی
سید حامد حسین صاحب جلالت محاسنہ و مکارم ازلیم و اشتیاق بی نہایت
مرفوع آنکہ ملاطفہ عالی در غایت انتظار مومیائی دل شکستہ و نوشداروی خاطر خستہ آمد
یارب کہ ایشان را با تاملی عیال و آل و خرد و بزرگ بیچ گزندے مباد و نا پسندی مرد
خاصہ والدہ ماجدہ سیدنا صبر حسین را ازاد عمر ہرچہ زود تر شربت شفا بجاہ مصطفیٰ و
آل با صفایش روزی و گوارندہ باد - از میان جان ست ہمبران سان کہ بودم بر آفت
کہ از آستانہ شریف دور نباشد اما چہ کند -

گوئی احد روزگار نہ بود
و آنچه بخشیدہ شد بہ کار نہ بود

ہر مرادے کہ نقش بست دلم
ہرچہ در خواستم بہ بخشیدند

نفع باللہ ازین پریشان گفتاری شاعرانہ خالم بدین برہر نوعی کہ مراد اوست باید زیستن
و پاس از ان شاید داشتن بر حال خلاص یافتن میر زندانی و قوف اُفتاد - اما بکن خواہم
پہنایی کہ از برای دگریش فرمانا بہر طری رفتی چہ رفت پارہ ازین قصہ ہر آئینہ باید در سلم
آوردن انشاء اللہ تعالیٰ با کہ نیست - بوکہ از روی ہر برین ستمام تا تمام منتہای جانے
پہنند - و دُعای ختم کار بعبادت در حق این مکینہ و خواہش گری آمرزش و بخشایش

از برای پدر مرحوم بنده تنیده الله تعالی بالعفو الرضوان و در بیخ نذرند خدای مژدگان
و باد و السلام و علیه المختار ۱۸ - صفر ۱۲۵۵ هجری -

نامه

بجدا الله که محند و می شفا یافت	جهان را در دلی در مان و ا یافت
نه منت از ارسطوئی سیجا	دووا از حق فضل خدا یافت

یارب که سر آن مخدوم آفاق و فرزانة علی الاطلاق بهواره سلامت باد - بهایون مکتوب
با محبت و لطیفانه در رسید منت جانے بر تن این ذرّه فانی نهاد - لیکن از بخت انیس من بنده
صورتی طرفه روی داده و نقش شگرف بر صفحه محال پدیدار آمده - یعنی این محبت بر نام داعی و شهر
میر محمد نیست بر نام شخصی دیگر و شهر لود هیانه رقم زده آمد - ندانم این غلط و اشتباه از کجاست
بیرون ازین دونی نماید یا بیک روز و صندوق فرستاده اند یکی به لود هیانه یکی به میر محمد
و کاتب عنوان غلط کرد و از آن علت صندوق میر محمد به لود هیانه و صندوق آنجا به میر محمد
رسیده یا خود در صندوقها غلط راه نیافته - و هر دو بر جایی مقصود رسیده غلطیها در کاغذ پاره‌ای
محبت یکار رفته که مخدومی از راه اشتباه کاغذ لود هیانه را اینجا و بر عکس فرستاده اند - اگر نیست
یارب که همچنین باد سهل است - باری با همه توقف در ارسال محبتی که بر نام بنده است
روانه دارند - نباید که بهانه جویان صندوق را فرد برند و آروغی بر نیارند - اگر اشارت ر و د
محبتی را که رسیده است پیش جناب باز فرستم یا هر چه فرمان دهند بجای آرم - اما بهمه حال
تاخیر درین کار زیان دارد - و پانزده روز است تا بر خرابه تن ناتوان این ستمام
بیرون از آنچه از پیش دار و سپاه علل گوناگون از جنس تب و صداع و خنجه و سرفه و هر چه بدان
ماند از آن دست تاخیر آورده است که پنج شش روز پیش ازین دل بملکی از زندگانی

بریده شده بود حالاً قدس افاق دست داده از زمین انفاس مبارک ایشان آرزو مند
 جاننازی و دعاهاست بهرین روشی پذیرفته شده است که مجلس عزای امام مظلوم علیه السلام
 در آن شهر برپای کند و بر مجلسیان نان و ناختورش هر چه وفق وقت اقتدائش کرده آید بشرط
 آنکه مردم گزین و پاکیزین مجلسین کمتر از چهل کس نباشند و بزیادت خود سخنی نیست بعد از ختم
 مجلس از برای آمرزش والدین و علم این تباه کار و والدین و عم آنان و والدین مخدومی دست
 بد عابر آوردند و بسوزول آیین باگویند پس از همه از برای تندرستی و بقای این بی سرو پای
 دعای خاص از میان جان بر کار دارند فلند ابرات مبلغ کند ادر طی این مسکنست روانه خدمت
 عالی گردید رجای فضل و تعلق مخدومی و ائق است که درین کار و رنگ نزد زیر که نذر فرستی
 هر چند که از محنت هر باره تجلیت میسر اما خبر شما که لازم که روی با و آدم آخر گذارش است از گفتن آن نگزید
 که از راه کمتر نوازی که مجد الله بحیه رضیه خود بر آن مفعول است اتهام این کار را بخودی خود
 دارند و بد دیگران نگذارند تا شرط نذر چنانچه از اول رفته است با کمال التزام مودعی گردد
 و تم ذلک منقصف ۵۰ ریح الثانی ۱۲۸۰ هجری

ما ۱۳

سایه رافت شریعت پناهی در آفتاب قیامت منظره مفارق عالمیان باد - پس از تقدیم و تلیف
 تسلیم مرفوع آنکه هفتیه یا کمتر شده باشد که بیا یون نکته بیا یون خطاب معنی از در رسیدن معلوم فرد
 آمد به سلامت عناصر شریف خد را پاس گزارد - درین چندگاه مشکلی روی داده است مشکل
 که بی مردی مخدوم روی آسانی بیند - تقریر واقع آنکه مردم میر می شام و دوشنبه بست و نهم ماه
 شعبان چند آنکه استمال را دیده بر آسمان دوختند دیده نه شد زیر که ابری بود سخت تاری
 آخر شعبان را سی روزه داشته غالب مردم از چهارشنبه روزه گرفته اند و گویند پلویان شام

بعضی خلعت و عادت پیور کرده شده - و شکان شده - و ادا شده - و سانبان شده -

دوشنبه بلال را دیده اند و از روز شنبه روزه داشته اند در آن شهر بر چه قرار افتاد و ارجو
که هر چه زودتر بطریق صواب رهنمون آیند که بنامی اعمال لیالی قدر و مانند آن بر چه رو
نماده آید - جز بر موجب فرموده تان سلامت را را هی نمی منیم - و اگر چنانچه بارها پیشتر ک
درخواست رفته عقب اوقات فاضله این بے نور و پد زفقور بنده را بکمال اصلاحت دعوات
نواخت می فرموده باشند - انشاء الله تعالی جزیل آن در هر دو سر لای بار و زگار گرامی وصل
و متواصل خواهد بود - کم و بیش ما ہی رفته که لاہوریان اخبار نامہ در زبان تازی بنیاد نهاده
تشفیت که بر توالتفات مطالعہ خدام بر آن تافہ باشد - اگر چند سبانی و معانی آن تبرا سہم
قصحا و بلغا تازی است ہم از نام عربی روان در اہتر از می آمد - والسلام خیر ختام
رمضان ۱۲۰۰ ہجری ۱۲۰۰

نامہ

پس از رفع تحیات بیکرانه و چاکرانه معروض خدمت مخدوم الانام لمجای خاص و عام
احامد الله تعالی ظلہ العالی استی اقتد که عالی نامہ در رسید تو گوئی بر کشتہ خشک بر تر رسید

اوہ وہ چه نامہ است کہ غم برد و شاد کرد	آباد هر کسے کہ چنین نامہ یاد کرد
دارم ز حق سپاس کہ بر زخم این آن	وادم بداد و کار مرا بر مراد کرد

چون تکلف و ترسل بارادت صافی راست نیاید از سر آن در گذشت اگر خانه بهای یافت
نیست گو مباش در سرائی کرامی روزگار تو ان گشتی ضلالت و متقاسم من مفارقت وطن
جز آن نیست کہ روز کے چند در سایہ عاطفت مخدومی بر آساید و پیشانی نیاز بر آن آستانہ
بنی انباز بساید - انشاء الله تعالی نہ بس ویر نیامد درین باب روشتر ازین سخن میرود علی
احمال وقت بر نمی تابد - ارجو کہ بر تہی مانگی این کمینہ مزید بخشائش آورده چشم التفات بر حال

وہ انفع العظیم الہی و العظیم بطبع پنجابی اخبار لاہور ملوکا منشی محمد عظیم صاحب - ۱۲۰۰ تازہ - فراخ از منتخب -

این شکت بال انداخته بادر باد مرحوم عقب صلوات و هنگام افطار و اسحار و ایام و لیالی متبرکه که
خاصه در ماه روزه با دعا ها بے عافیت دارین بپنجشانش و بخشش و رحمت و آمرزش و
پیروزی بستمگاران جنابش بیاد می آورده باشند که هر آینه اجابت دعوات آن مبارک
نفس استوارترین چیز است تأیید و آنچه بدان ماند بر موجب فرموده بدو باینذمیت امار
امثال عائد و شامل و کذا چه کار باید کرد ازین نکته اطلاع دهند و منت بر منت نهند و برگشتی
این شوریده کار ننگرند - فلکد اجز شاکر ادا رد که روی بدو آرد از چنین بے روی و ریای
بر تافتن ادلی نیست باقی آرزو مندی بجمال جهان افزون بر ثباتی است که در همه عصر
بیاری خامه در نامه ان نگاشتن لاجرم عیان ازان مگرداند و آن ورق در نور دیده - والسلام
و علیه انعام غرة رجب المرجب سنه هجری -

نامه

تا پرده کشاید رخ سلمای قیامت	باد اسر خودم افضل بسلامت
------------------------------	--------------------------

پلاسین ز او پریشانی و پشیمانی مشرقانی فانی پس از تقدیم رواتب دعا گوئی و دولت
خواهی مرفوع مجلس عالی میدار که روزی چهار یا پنج رفته باشد تا صحیفه گرامی و حرمت این
مذلول مزید چنانچه مزیدی بر آن متصور نباشد افزوده است بازای آن چه کند و چه گوید
و خود چه تواند جز آنکه یارب آن عناصر منیف را از حوادث روزگار تا بقای لیل و نهار گزینی
مباد - و بعد عجب و نهرا عجب که با گذشتن یکماه کامل هنوز اهل لودهیانه صندوق گشته
را باز پس نفرستاده اند موجب برین معنی چه شاید بود - اگر تنباکوی بویا و کتب پسند دینان شان
اقتاد - اعلام و ادان می بایست تا دست ازان شستی و من بعد یاد آنرا میخیزد شستی ارجو که غرضی
و دیگر باره زحمت خامه دهند و باز خواست کنند که فلاته حسب نوشتن حاجت ریل خانه را
میش تان فرستاد هرگز این گمان نداشتم که بیکار رفته بود که جواب باز دهند هرگاه جواب در رسد

هر چه زودتر بمن نویسند که تشویش پیوسته سراییمه میدارد. رجاء و اتق است که دعا
 مسکینان با جابت مقرون افتاده باشد یعنی والدۀ ماجده سیدنا صر حسین علیه السلام تقا
 یقصر با بکلی از اعراض جهانی شفا و عافیت یافته باشند چه باشد. اگر ازین معنی شمه
 در قلم آرند و مراد و لبستگان بر آرند. درین ناحیه باران بادریں چندگاه چنان می بارد که
 بگفت در نیاید و تپ لرزه با هم بسیار است چشم دارد که از بدل دعا های پاک محروم نماند
 و بنده را یکی غائبان حاضر و دوران نزدیک پندارند عزیمت بر آنست که انشاء الله تعالی
 بعد یک ماه یا بیشتر احرام زیارت کعبه کوی آن قبله عالم تشابذ به همتی را بر گمارند تا این
 کار از پیشین رود و السلام. منتصف ۱۱ جمادی الاولی ۱۲۸۲ هجری

بسم الله

بسم الله تعالی و تقدر پس از بجای آوردن وظائف نیازمندی و ارادت
 مرفوع بندگی حضرت سید کریم مقتدای عظیم. سدا الفضلا ازین العلماء جناب مولانا مولوی
 حاجی سید حامد حسین صاحب ادا الله تعالی ظله العالی می افتد الشکر
 علی جمیع الکالات هنوز تمت زده زندگانی نیست پیمان و بازیان ازین است اگر چه از
 علت بیماری و امراض بناخوشترین حالت میگردد و خاصه که قره لعین. فرزند بزرگرت
 سید سجاد حسین را بحمد الله عافیه ازده دو ازده روز تپ لرزه صعب گرفته است
 هم فکر و پاس موثر حقیقی واجب کند که داند که فردا هزار بار تبر از او برداشد و پیوسته
 سلامت ذات کثیر البرکات مخدومی از میان جان و بن دندان مامول و سؤل میدارد
 یارب که ادعیه سحر گاه با جابت مقرون باد و الله هو السميع العليم اگر چند وین شهر
 آتش میداد و بای جانگزا انا نچ رفت اندک آهسته تراست هم بکلی نرفته بلکه خانها پاک فته

کرازه که چون و چراى بزند و الشکر فوق عباد و هو الحکيد الخبير ارجو که از دعای نافعه
محروم ندارند و بیشتر از بیشتر غلام احسان گردانند ان الله قریب من المحسنين بخاکپای
شمارگاه که صحیفه لطیفه شریفه در می رسد بوشن نوش از سری گیر و زبانی غنهای دراز فراموش
نیکند نه اگر راست خواهی ازین واقعه غیبی هر چه خوشدلی و مجموعه خاطری دست در هم
می دهد با عمر خضر و فوج مشروح باز نتوان نمود آری هوای لکھنؤ لطیفیل خاکبوس آستان اعلی
که همواره جویان باد همچنان در سرست اگر جا ذب گرم کشش تمام واقع شود شاید این امیدیه
پیش از حلول بنیة نزیباً ترین صورتی از استار خنار روی نماید باری که از گاه بیگاه و گاه در گوشه
خاطر روشن راه می داده باشند تا بگو که کار با بگند و فراق حائل و باطل از میان برخیزد
دیگر آنکه مبلغ فلان آقچه سیمینه از جانب این علیل ذلیل با فلان کاتب کشمیری دهند و عذر خواهند

قطعه

محرر گرامر ستادم کن عیب
سزدگر کار بندی صنع یزدان

نیاید از محشر جز محشر
که بپزند ز ما کردار کبوتر

امید که در محنت چشم برآی پاسخ دشتن رواند از نذر که خود نوازل روزگار غدا از جای
برده است. فلیت که مخدومی تیر هم با او در سازد آنکه چه چاره کنیم و بجز آمده که توقع نه چنانست
چه ساحت اخلاق چاکران از ان پاک تراست که در زمانه از زمان امن یا حدشان
حال بگرداند و السلام و لا اله الا الله هم رجب المرجب و الله بهی بکھنوا سالانفت.

نامه

ای سر کلک تو کلید فتوح
غرقة بحیر محنتیم هم

در اشارات است راحت روح
نامه تائیت سفید فوج

پس از تسلیم کتبه از مرفوع مجلس بندگی حضرت مخدوم الانامی سید تون دین سلاطین مریج آفاق
علامه بے انباز قبلاً اہل نیاز حضرت حاجی مولوی سید حامد حسین صاحب مدظلال
برکات تسمی اقدس کہ این داعی بعد از ارسال ضراحت نامہ پیشین پیوستہ انتظار پانچ و ستراندیشہ
گریبان تفکر فرو بردی تا چہ افتادہا نامخدوم مارا سری بامانماندہ یا چہ رسیدہ تادعاے
سحرگاہی کا کردگر ارمی نامہ چون سروش غیبی از در درآمد بر سلامت و اعتدال و استقامت
حال آن میمال خدای تعالی را شکر گفتیم یارب کہ تا چنان باد آن پشت و پناہ چون بابکیان
از اندوہ و غمان بر کران بادالحق ازین برہم زمان پریشان چندانکہ بہر سوی نگاہ میکند و چندانکہ
سمت اندیشہ را بہر میدان میداند بچکس را بجز ایشان ہمدرد و دستگیر غیبتن نمی بیند بہر چند از
قبل ایشان تغافل رود و در تراوت مرفوعات رعادت قدیم خود قصیر نہ کردی و باز نہ ایستاد
اما خد رفروماندگان روشن است یعنی مدت چار و پنج ماہ رفقہ دور از عزیزان و بای ہیضہ
خونریز و تب تیز این ناحیہ را ہم برزدہ بوتیرہ کہ ہر چہ برین شہر رفت دمی رود و ہیج دیدہ میناؤ
چندین ہزار جاندار عرضہ تیغ فنا شدہ و می شوند نفوذ باللہ کہ دانکہ عاقبت بچہ انجاء ہمدین
فرزند من رہی سید سجاد حسین را عصہ اللہ تعالی من کل بلا و سوء سہا ہی
یہ یوسہ تب لرزہ سہکین برنوسہ فرو گرفت کہ ببطاقت شدہ ہر روز از زندگانیش طمع
بریدے و دست از عافیت بشتی او سر بالین ناتوانی نہادہ و مادل و جان و صبر و
شکیب بباد وادہ تا بخشایش حضرت مجیب حقیقی بر این نا بخشودنی بہ بخشود و سہ ہفتہ میرود
کہ آن شعلہ از آنچہ بود اندک فرو شستہ و تغلب مرض روی بہزلیت نہادہ اگر چہ بنہود
بیار بکی بحالت درستی و تندرستی باز نیامدہ ہم امیدواری بہ فضل حضرت و اہب باری
چنانست کہ بیامن انفاس شما آب رفقہ بجوی باز آید و کوفتا براحت و سلامت مبدل
گردد و عینہ و جنتہ و کرم گزشت اینہا از سرگیری و اشتغالی خود چہ گذاردنہ روز از آرامش دارد

و نه شب آسایش چشم بر راه پیک مرگ نشسته است - بر هیچ چیزی نمیتواند دل نهد الفقه
 ندین دند و نیاوند سرو پا ضعف نیک قوی گشته و قوت نیک ضعیف اگر توانند در وقتی
 چنان بدعای دروغ ندارند - تا بگویم که ازین ورطه خلاص یابد و ازین واقعه باز دهد - با این
 عائق و هرج سرتاپای غرقه عرق شرم و تشویر میخورد تا چرا بر حسب اشارت خدام
 فهرست کتب دارالحکمه لندن مشکیش خدمت والا نداشته باری درین هفت زحمتی بسیار
 و رنجی صعب کشید - و تا بایستها از ناکسان وید و شنید تا فهرستی چند عاریتی بخط انیان میسر
 آمد زحمت ترجمانی از همه تبر - از هندیان هر که احسن فرود از انگریزی درست شد کلاه گوشه
 کبریا نش بر آسمان چهارم رسیده سخن زمینیان و آنکه چون من خاکساری را بگوش خویش راه
 نمی دهد کاحول و کافقو الا بوالله هر آینه کار کردنی بود فرمان ایشان بجای آوردنی
 بر موجبیکه توانست کار ترجمه هم پیش برود بقی عرش عظیم که مقصود ازین دراز لای نه منت
 نهادنت - لا - بلکه خود منت میدارد - و این همه را نتیجه همت مخدومی میپندارد - باری
 فهرست کتب ترجم از روی سه فهرست انگریزی که بعضی ازان مسئله و بعضی دوا
 و پاره کساله است بفصل قیمت و نشان تاجران خداوند کتب با این نیاز نامه میرسد
 غالب که پسند آید - ندانم در کتب خانه خدام اینهمه کتابها هست یا چندی ازان نیست
 خصوص کتاب الاغانی اگر دل و دوا ازین دقیقه خبر دهند عجب و صد هنر عجب از
 التفات چاکران که در حقیقت نسخت کتاب نقص و اتمام آن اعلام ندانند آیا کتاب
 آنرا بپایان بیاوریم یا بگذاریم و برفت یا چند نوشته و چند باقیست مبلغ مزد شصت
 و نزدیک بنده چرافرستادند - ارجو که از کماهی حالات آگاه بی ارزانی دارند چون محنت
 شمارا بخود استوار دارم ازین زحمتهما که میدهم و رگزنند و ورگزنند صورت دوسه مسئله
 که نیاز الفتوی آنها آمده بر کاغذ پاره گذارش یافت هر چه زودتر بجواب این نامه و نامه پیش
 و جواب مسائل بنوازند و در عقد تعویق نیندازند اجزا که علی الله تعالی و تقدس آری مرگ

حضرت اجتهاد آگینی سید تقی صاحب خصله الله تعالی بر حمته و کرامتیه کاری خود
و فراموش کردنی نیست اما آدمی زاد چند آنکه دست و پای بنزده بجای نمی برد همان به که
سر سجد و رضا بداده پدیده آنکه علت ایجاد عالم کون و فساد بوده اند نمانده اند تا به دیگران
چه رسد پیشتر از والا نامه از روی اخبار نامه آن ناحیت این ناخوش واقعه دریافته
نماز هدیه گذارده شده بود - چهل که اگر آسمان از هم بریزد و اگر زمین از جای بخیزد
ما را بقای شما پس آرزو مندی بقای دلکشی نه گفتنی است و نه نشستی - ایندو گرو
باین عطیه هر چه زود تر قریعین گرداناد و السلام و علی الختام در عین پریشانی
شوال ۱۲۸۰ هجری اکتوبر ۲۸ ۱۲۸۰ میرٹھ -

بش

اینها و صبوریم تباه است تباه	روزم چو شب هم سیاه است سیاه
هر چند که دین عشق دینی است دست	من رایا که فریاد گناه است گناه

پس از تسلیم صافی که از وجبات آن نور اخلاص و قاتاب معروض حضرت سرچشمه
جو دو کرم - مقتدای عالم - پناه ایمان ز نهاردین حجت رب العالمین علامه علی الاطلاق
واحدا فاق مولانا حاجی سید حامد حسین صاحب دامت برکات انفا سه می افتد -
که مدت ماهی و افزون شده دوسه والا نامه بفریاد این مجور بی نور رسیده موجب
تضاعف اثر و دعا گوئی و شگستگی گردید لیکن از قبل نوازل بیکرانه حوادث زمانه که
صد بار بیشتر از پیشتر بدین بے طاقت زور آورده تا امر و جواب نشستن دست نه داد
امید که معذور داشت تهیمتی و دعائی در بیخ ندارند که یک نظر مخدومی با صد شکر برابر است
ع مورچه را چشم سلیمان پس است به انچه اشارت رفته که جواب مسائل ترابرو فوق ترجیح خویش
بلا رخصه منتخب -

داده می آید. و آنچه عمل را شاید از داناتری می باید پرسید هیبات هیبات این چه حرف است
والله الله این چنین ترجیح چه. و داناتر که ام رهنونی ما را خادمی از درگاه شما بس است فکلیف
که خود زبان معجز بیان تان اگر چه نعمت شناخت نعمتی ست بزرگ و چون منی خاکساری
را چه زهره که از ان لاف زندا ما چنان نا شناس و نا پس هم نیست که با وجود مسعود و دیو یوزه از دیگر
در ها کند و خود در دیگر کجا از قدیم زمان باز اعتقاد من آنست که امروز در همه روی زمین
ذات بابرکات آن قبله دل و جان که پیوسته از تعرض زوال المین باد ستون دین
و شمع بزم یقین است حشر خار خار دار و گویم اگر عیب نگیرند که همچنانکه مخدومی بر ترجیح
خود کار میکنند بنده را نیز ممکن نیست از ترجیح خود در گذشتن پس چگونه از راجح به مرجوح
توان پرداخت. امید که بعد ازین این غرقه دریای گناه را از غلصان خویش انگاشته
ظن بیگانه نمی نهند که جز شما کسی را ندارد. کتاب برهان جامع را تملیک این فرومایه کرد
بر هائست روشن بر لطف پنهانی بندگان بازاری آن جز وظیفه دعا و ثنا از دست
تهدستان چه آید یارب بجاه محمد و آل محمد که مخدوم ما را بادی موزا و بد از جمله پنج کتاب
از ان مخدومی که بعاریت در دست داعی هست سه تا باین ضراعت نامه بازمی رسد
کتاب الهامات بتسائل شیخ مرتضی. رسائل علمای کهن و باقی دو کتاب منتخب بیج الا بر
و تالیخ حمزه هرگاه که اشارت می رود روانه داشته آید و بی اشارت مبادرت بانی کمال
نخواهد رفت. تا بر ضمیر عالی روشن باشد. جمادی الاولی سلسله هجری از میر طه.

رقعات موسومہ جناب لوی سید عجاز حسین جسام رحمہ لکھنوی

بسم الله

ز اعجاز حسین ست که با صدق و نیاز
سرد فر عشاق روان شد به حجاز

زمین گو نہ عزیت نہ بود حسد کے
این گوی زمینان نبرد حسد اعجاز

در رہ دین ست ترا طول بجا
ایک الشیخ البقا
اولا سکین تر روزگار سیاه کار قلیل البضاعت کثیر الاضاعت احمد حسن الفرقانی
لا اخذ له الله فی یوم القیامۃ من سی وودندان واز میان دل و جان شرائف تسلیمات
و نفائس نجیحات شار مجلس عالی جامع معالی کف الاسلام نجبت الانام زبده الکرام -
قرۃ العین سیرہ روحین المولی الاقدم السید اعجاز حسین المؤید بتائید الربانی و المتطو
بانظار ارحمانی باریک الله تعالی فی ظلاله واقامته و من علی المسلمین یدہ ام سلامته وافقنا
کخلفه الکریم بکلمتہ سیکر و اند و بعد معروض مے افتد کہ خطاب کریم لابل کتاب عزیز در
جواب ضراعت نامہ این کار برگشتہ امر و زپس از درگشتن روزگار الوحی من السلام و المظ
من الہواء عارف نزول ارزانی داشت و پایہ این اسیر ندلت را بر فرق فرستد ان
افراشت چون از مطاوی آن روحانیہ بدل مقبول و تحقق مامول این کمینہ استقام رفت
بی خواست بسجده و در افتاد و از دہندہ خواہندگان درخواست کہ خدمت جناب را
ایمن از مکارہ مخاوف و در کف عاطفت و ظل رافت در حریم حرم محترم امام امم و قبلہ
حل و حرم چنانکہ میوہ بردخت می رسد سالما و غانما برساناد و پس انکہ چنانکہ مظنون ضمیر
در یا نظیر است خواہی آنجا و خواہی اینجا ہزاران سال نگاہ داراد کہ در صد قران و ذرا الملک
دینی صاحب قرانی قرین آن میوہ باغ امیر المومنین در عرصہ فی آید و بس صد بار در خود
فروروم - و صد بار با خود می آیم عبارتی کہ ادای شکرانہ التفات خدام را یعنی تحمل مؤنت
حیدر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم روز قیامت اُس سے مواخذہ نہ کرے ۶۸ اللہ تعالیٰ حرکت و قیام میں اُنکو برکت دے اور
ہم مسلمین پر اُنکو ہمیشہ قائم رکھے ۶۹ اور خدا اُنکو اپنی کرامت سے اُس راہ پر جانے کی توفیق دے ۶۹ ملاحظہ
ملاحظہ ۶۸ غم شبہ ۶۹ از حج بیرون آمدن -

و دیدن مرغ بر گماشتن نابیان حج و زیارت از قبل پدر مرحوم این ضائع روزگار شاید
 صورت لقی بند و احسنت زبیه جوانمردی و مروت حق برادران ایمانی چنین شناسند
 و دل دلگستگان چنین نگاه دارند - ہم مرده زندگانی گرفت و ہم این زندہ کہ تیر از مرده گشت
 روان تازه یافت بازای این صطلاح و ترجمہ چلوید جز آنکہ احسن الله الیکم کما احسنتم
 الدینا و اوصلکم الی شہد من افترض طاعتہ علینا و لید آکم بالعمل السعید و العیش الموعید
 امید کہ در آن موافقت عزت پدر مغفور مراد من بخور رانیز ہم بدعاہای سوزناک یاد دارند
 و شفاعت کنند کہ ما را ہم ازین مصیق برہانند - و آنجا برسانند بکہ برکت انفاس ایشان
 در روز رختنیز از آتش تیز و نرخ رستگار شوم انشاء اللہ تعالی - مزد دل راجع بزرگان
 آن قافلہ سالار ابرار خواہد بود من اللہ دعا و علی اللہ اجابت توقع از محاسن اخلاق جناب
 مخدومی چنان دارد کہ از آن دیار شکبار ہم گہ از گاہ بدو سہ سطر یعنی از نوید اعتدال عتار
 لطیف و بلیغ ندارند نامہ کز کشور آن یار وفادار آید بدہم عیسی است کہ بہر دل بیمار
 آید - در انلافی از حد رفت بر سر معاملت آیم و بلجر و نزل نامہ والا سجدہ در دست گرفتیم
 و استخارہ کردم از برای آنکہ زر بر چہ نوع فرستم - از برای ہندوی خواہد دینی خواہد غیر آن دیگر ہمہ
 وجہ خوب نیامد ہمین از برای ارسال منی آرڈر کہ بلغت انگریزی است پیچیدہ است کہ بعد از بر
 افتادن رسم بل آنختہ اند و قاعدہ گذشتہ کہ کی از ان زیادہ بر کیصد و پنجاہ کسہ لقی دہند -
 ناچار ہفت تا کاغذ مذکور بیک ہزار روپیہ از خزائن میرٹھ بدست کردم و دہ روپیہ حق تحریر
 آن دیگر دادم - بہترین ہنر و آنست کہ بے مکت و توقف یک لمحہ ز ران از حسن رائہ
 لکھنؤ فرآنک می آید و عیب ہمین کہ بر نام جنابست غالباً بے رفتن مختار وصول آن
 ممکن نخواہد بود چون ہمہ زحمت کشیدند این یکے دیگر ہم خدای شمارا اجر جزیل دہاد کہ از
 لہ خدا آپ کا بھلا کرے صلح آپ نے ہم سے نیکی کی اور آپ کو اس شہد پر پہنچا دے جسکی اطاعت ہم پر فرض
 ہو اور عمر سعید دے اور کمال راحت رکھے مکت توقف - درنگ -

برای این ناکس این همه صداع می کشد شرح آن کاغذ پاره با برین منوال است که جمله شش
تا هر یک یکصد و پنجاه روپیہ و یکی صد روپیہ مجموعہ آن کمینار - و جناب را وکیل مطلق گردانیدم
و بکلی حل و عقد بردست جناب باز گذارتم هر که را صواب بنید بهر مبلغ زر که امکان پذیرند
از برای حج و زیارات مدینه هرگز ننید و هر که را سزای آن دانند از برای زیارت نجف اشرف
و جلد شایده تا شمد ضویہ اختیار فرمایند تا کم انداز فرموده و کرده جناب این بنده را سر موی تاج و تار
نیست روی کار آنست که در همین یک هزار کار حج و زیارت از پیش برود و بیا اعتنا
خدام از آن مرحوم فرو مانده با بر این فرض و تحب که حسرت آن با خود برد بر خیزند - انچه از
ت نیازات فلان اشارتے رفته - درین روزگار غالب مردم در بلاغ نفاق و حسد مبتلای
بینم اگر انچه درین چند گاه در حالت مرض و وفات و بعد از وفات از دست بعضی عزیزان
برین نامراد رفت موجب اندوه و ملال آن بے بهال است و حق نفوذیم و دم و زکشم
سید اقم که علام الغیوب و داد مظلومان خواهد ستاند و الله عاقبت الامر و سر بمحمد الله که بنای
ارادت این خاکسار بکلمت معمار قضا و حق آن بر آید و قصه تحب اعتبار نوعی ستوار و پادار است که
اصبیل که با تقریر و تدقیق جو فروشان گندم نماز جای نه روز و نایابی نمی افتد و با این مرکز برای
شمارم موی در نمی گنجد گو گنی هزار باد پیام باد - و گو بصند از سنگین زین آهن سر و کوبه

بدست خویش برم عهد دوست داری را	بجان و دل نفروشم وفا داری را
--------------------------------	------------------------------

رجا که از رسیدن این هفت تایی کاغذ شرف اعلام از زانی دارند - باقی مخدومی را
بخدای سپردیم اگر ما را هم به برادر کین خود که از میان روزگار همین تراست بسیار ندان
سببیه مرضیه غریب نیست و از ایشان در خواهند که چنانچه ما بر ام خطیر حج و زیارت فانی
سایه افکنیم شمایز هم از بهر خدا یاد رباب صوم و صلوة پای مروی قرقانی فانی نماید و
عرضهای آن بیچاره را بطفت تمام جواب باز دهند عیب های همه جانی همه برین بنده گیر
بیتا هم و هر بانی کردن - زبان درازی کردن از نشستی الارب - جناب مولوی سید حامد حسین صاحب قبله

ند آخرو ہر ہمہ ہا بہ بخشائید۔ ندائیم کہ جناب مدح ہم سفر جناب می شوند ازین معنی آگاہی
بخشد۔ یارب این مکتوب سر آغاز مراسلات حجازیان پاک باد خدمت ثالث مفید و
رضی سید راضی و مرضی جناب افادت مآب مولوی سید حامد حسین صاحب تسلیم
و بقرۃ العین سید ناصر حسین انشاء اللہ چون پدر ناصر دین باد دُعای اثر مند۔ ۵

نامہ ختم ست دل ہمہ گوید کج کے نیز نامہ بر شدی

از طرف اقل العباد سجاد بن حسن بن علی تسلیم قبول باد۔ بتاریخ ۱۳۔ نومبر ۱۲۶۹ھ
بوقت شب نوشتہ آمدہ

نامہ

کروبی خصال۔ ایوبی شامل۔ سلامہ آل تطہیر۔ نقاودہ دودہ بشیر و نذیر الحاج
الحرمین الشریفین۔ زائر الحسن و الحسین مولانا و مقتدا مولوی سید اعجاز حسین صاحب
کہ انشاء اللہ بمن اعجاز حسین تادور قرین و رمضان صحت و کف عافیت پامرد از افاقا و
در ہنائی بسر درآمدگان تہ ہمالک خواہند بود۔ پس از قبول تسلیم متمندانہ و خدمتی خود
کہ موجب سعادت این زشت عادت ہمانست روشن فرماید کہ صحیفہ مشکین طسار
و مسکین نواز عز و رودار زانی داشت مصدق تازہ و مؤید نور سالت گردید پیوستہ دست
دعا بر خدا دارد کہ موئے بر تن خدام کہ بمنزلت جان دین اسلام افتادہ است نیاز دارد
و بنویذ رفع ناسور قروح و جروح صد و مومنان باشعور و در و ماتم شان سور گرد و دافع
صور ہم برین دستور باشد بحی الحق و بنی المطلق حکم آنچہ در روانگی آثم کثیر الماثم
روزہ شنبہ از دہلی صورت نہ بست بروز پنجشنبہ شرف دستبوس ملازمان جناب لسان
المتکلمین و بران المتفقیین الادیب اللاریب قبلہ خدا پرستان زیر دست کن زبرستان
غنی عن مدح کل حامد جناب قدوہ انام مولوی سید حامد حسین صاحب دامت برکاتہ

برست آمد الحی صحبت کثیر الا فاده تان کمیایست که اکیر در جنب آن مشیت خاکی نیز زدو
 اشهد بالله که دیدار با انوار شان آقایی است که سایه پرورد آن هرگز نثار غفلت نوزد
 آئی آن عناصر ناصردین حق را که زبان قلم و قلم زبان از وصف آن قاصر است از
 سمت عل و وصمت نخل نگاه دار بستید که لایزال و اله الکبار و صحیح الخیر حقیقت که کتب بها
 میرت ساز و از مزاج آن سر لاج و هاج دوده صاحب معراج نیاید - انشاء الله العلی
 عاقوبت با بر خود رحمت سفردلی میدهم و رحمت را چشم می نیمم خواهم میدهم و اکنون بیشتر
 بر عایت اشارت عالی ابرام و مکاشفیش از انداز و روانی دارم - بر حسب تقدیر
 درین کار چون جمله کار با بر اثر شان رفتن تنها خواهم کرد و خدای محصل و میرگر داناد - در
 تجسس کتاب های رجال و غیر ذلک و دقیقه مهمل نخواهم گذاشت و هر چه رُو خواهد داد
 معروض خواهم داشت تمام نامه چه از آن خو و چه از آن پدر بزرگوار که آمده بود امر و زوایه
 دلی دادم الحاصل هر چه رای خباب است همان رای این ناصواب - غرض بنده
 هم جزین نیست که روز که بشرف حضور بهره اندوز رونق و نور ماند در باب تعلیم سید
 سجاد حسین که پارش میر عوض علی صاحب فرموده اند منت بجان فاما ندانم که ایشان
 تن برین کاری دهند اگر چنانچه عزیمت آن صوب برنج صواب بوقع پیوند و حاجت
 باین و آن نیست در ظل تربیت آن آفتاب سپهر عالی از عدو و دانی بذروه عالی میرسد
 انشاء الله تعالی و برین ختمست - و ام ظلمک مدود سید احمد حسن - ۲۴ صفر ۱۲۸۵ هـ

نامه

گفتم دل خود را که ز حبس کن ماه	روزیست مرا چون شب و نیست چو گاه
که هیچ توان راه صبوری بنا	گفتا که و ما صبر ک که آیا الله

مستعانا الله تعالى بمقائلكم و من علینا بلقاءکم از سگ گرگین آسانه حیدر پرورانه دوده

بسمه خدا آپ کو سلامت رکھے اور ہماری آنکھیں آپ کا دیدار کرین۔

پیمبر علیہا السلام فرقائی فانی پس از رفع دعاہای اثرناک و عرض ثناہای پاک معلوم ای
 افر باد کہ صحیفہ منظر و نامہ مطیب کہ از سر انگشتان مہربانی و غامہ لطف پنهانی نامزد
 این سرگشته روز پر گشته شدہ بود بالسان انس نشان ورود مسعود سر کر میہ و دعت سہلک
 و مآقلی و نکته ات مع العسر یس آ در گوش ہوش غمیدگان انتظار و منتظران
 امید و ارشوح فرو خواند و داعیہ ہای دُعاگوئی داعی قدیم را از کینہ زار کرد بخند کہ از ان
 بار پیوستہ کاروان ہای شکر از کاروان سرای ضمیر و ہموارہ تو مثل نیک خواہی و
 ہمواداری تدا بدل ضراحت منزل روانہ باو یہ امید و کف جا دیدگر دانیندہ می آید بہ ہر
 عنایت رقیب مجیب آنان را بی خطر و ہزنان سطح دیو باقی تیج و مرج تن واذی غارتگران
 بسر منزل مقصود برسانا د اگر شمش از راز درون غنچہ دل تنگ - دل تنگ کہ خردہ کلان
 اخلاص در چنگ دارد بقتار در کار رود ہر آمینہ بوی تکلف خواهند داد لاجرم زبان فرست
 و غمان بر تافت از انجا کہ قضیہ القلب یحیی الی القلب مقررست فکیف کہ بندی
 از ان بر خاطر منیر ہم پیدا خواہد بود پس ہان محک غش و لیس و نو و از غش و سین بس ست با حکم حکم گوئی
 شاہد ان چہ حاجت ہرگز کسی باور کند کہ چون رے خطایان سے باشد حرف بجا رہند بلع گری کار
 آرام بلکہ در باو یہ محبت خدام مستانہ و ارقدم منیر تم و از شکوہ حیدن و غزیدن با کے ندارم بسر آمدن
 درین راہ بر سر آمدن است و از یاد در اقتادان بر پای ستادن چون چنین است بیکناہی و یقین است
 رسم بدایت نہایت اچہ تم کہ لاف تہربی بدایت نہایت ہی تم یا ربیع یارن ہیران کہ مرا ہم برن ہیران سخنے
 دارم اگر عیب گیر ندگویم کہ چون سفر کردہ غائب و راند منزل ما ویش ہم مہجول و غلتی موجب محرومی
 و از سبقت و شرف مراسلات نہ تفقہ حال ابا باید کردن و در وظائف الجوی و دگر می بجای آوردن
 خاصہ کہ پیش از ان با آنش شماخوی دادہ باشند انصاف بدہند کہ الا انصاف خیر
 الا و صاف فضولی بندہ تیج کار ندارد علی الجملہ انچہ رفت رفت و گیر این متہام و ازین
 جس نے خدا سے مانگا پایا ہے تحقیق کہ بہ تکلیف کے راحت ہو۔

هائند که اگر جابیند از و قلم نیاید و اگر و فابیند بر مهر بغیر اید لے غلظم من نه انیم و نه آن
تا که ام کس پیرس و کثره مان از کار دین و دنیا فرو مانده و آستین بر آستان علم و عمل
بر افشاندہ۔ باین همه عیب باهنرے که هست بمن است که علمای دین را دوست
دارم عفی اللہ من و دوستی این زمره آفتاب سایه حلقه من باین روی سیاه و کردار سیاه
و بسیاری گناه چه دوستی دوستان را شام شرط دوستی آن باشد که کار و بار آمان را دوست
خود سازند و حد و فعل بغل بر اثر شان تا زندانجا خود فعل و ازون است و کار دیگر
گون قلم اینجا رسید و خون از مره بکفیدیتی که برسم بهیه در خاطر خلید بیرون داد

دران موافقت و هشت که ماجر اُپرند	نفوذ باشد که از کار و بار اُپرند
----------------------------------	----------------------------------

باری برکت یاری و دوستداری ایزد باری توفیق رستگاری و راست
کاری و با و الحمد و آله الایجاد انچه التماس دعای قدوم دہلی و غیر ذلک رفته خدمت کتم منت
دارم مخدومنا کیست که شب تا سحر گاه ازین دُعا بکنند که شاہ اقبال از در و آید و قبای
دولت در بر لیکن سهل است که هر چه دلش خواہانست باز بسته بوقت آنست دُعا ہای
را در حصول مامول همان اثر است کہ قطرہ باران را در ریگ گرما یا سوزن پیرہ زال
را در دل خارا اگر این نیستی مدت فراق چرا چنین دراز کشیدی در زمان مجوری چرا بدین
روز را نجامیدی القصہ دعا از ما قبول از شام دیگر چه ند طالع من عذر بدامن بگفتیم
کہ بیانید و بیانید و بیانید۔ انچه قسم زودہ اند کہ ہوا ی تموز و گرمای جانسوز و ضعف ناواق
ما را میدانی کہ بروقت سلسلہ عزیمت راہ می جیانی مخدومنا جان من و جان شما کہ ازہین
تابستان شخص نا توان در آن شہر بخدمت عالی حضرت مولوی المین نیم چون خود انصاف
داده بودند۔ در آب و خاک دہلی را برد گیران تفضیل نہادہ ندانم چه چیز موجب توقف
عزیمت این صوب صواب شد اگر انجا کمتر اند انجا ہم از چاکران کم نمی آیند اگر انجا ہوا
دا نند انجا ہم جان نثار اند لیکن فرقی کہ هست و سر کیہ نہانست شرح نتوان داد زیرا کہ

خوف ورجاست دینیه روز پدر بزرگوارم اطمینان حاصل شد که تامله روانه داشته اند میرسد
 از جو که آن دریای فضل و کمال و محیط فواضل و افضال بر جانب کشتی به خشک ماندگان
 بادیه سراق یعنی هر چه زود تر روان گردد ما چون جباب سرطاعت نسیم و چون موج
 کمر خدمت بنیدیم و التسلام و ختمست برین قطعه مشرقانی

بذره گفت خورشید درخشان	که آیم بر تو بعد از یکدوباران
جانا بیسم آگای ندارد	ز احب چشمهای سوگواران

۲۸- رجب الاول ۱۲۸۵ هجری

رقعات موسوم به جناب مولانا مولوی حافظ قاری سید جعفر علی صاحب
 قبله نور الله مرقدہ بمقام جابر ضلع بلند شہر

بسم

بسم خداوند لوح و قلم	کز و علمها شد بعام علم
----------------------	------------------------

+

بر آنسان که برگشته ابر بهاری	سلامت رسانید بر ما سداوری
سلامی معطر چو چیب نگویمان	سلامی مطیب چو عود قناری
سلامی بشادی چو عینہ خستین	سلامی بکفایت چو شک تتری
سلامی جلال رخ و لنوازی	سلامی خم طره غمگساری
سلامی تابش چو خورشید طالع	سلامی بیای که چو دیای جاری
سلامی که دلهای حرمان کشان	به دتازه شد رسم امیداری

نمہ سداوری - نام ملازمی

یارب برکات انفاس ملکوتی اساس اسوه زها و تقاوه عباد و مخزن معارف مجید
 معدن لطافت بی حد غیث احسان - غوث ایمان - مقتدای شاهید دوران پیشوا
 جواهر گیمان - گنج فضائل - منبع فواضل - بندگی مولوی قاری حافظ سید جعفر علی صاحب
 عظم الله تعالی شانہ و اید سلطانہ بکافہ مستفحصان و قائل یقین و مصلان حقائق
 دین وصل و متواصل باد - حقا که بحسب چنان التفات و دلجوی و بمقابلہ چنین عارفیه
 و خوشحوی یعنی تبلیغ سلام فتح انجام بر زبان فلانہ بیج شکرانه و بیج پاسی درجت مساوا
 و بایہ مجازة ندارد قلاجرم تقاعد و تعطل ازین معنی پسنداقاد و توسل و توصل با او عیہ
 قانحه و اثنیہ لائحہ کہ نسائم ارادت و عبودیت از مطاوی آن استنشق اقدس مضاعف
 برانچہ بود صورت نمود - الحمد لله و المنة کہ اخبار فرخنده آثار استقامت احوال و اعتدال
 عناصر و جمال آن مستجمع فضل و افضال بفضل مفضل لایزال در گوش حلقه گوشتان و نیکو خوابان
 میرسد گر زانکہ غن رزم شعرا و عادت اطرا نبرند - و دستوری باشد سخنی غلصانه بپایہ عرض
 مجلس عالی میرساند کہ انچہ در آخرین ماه مبارک رمضان سعادت آسماع سورہ رحمان
 و دولت ختم قرآن از لفظ گوهر نشان قبلہ دل و جان حاصل این بے حاصل آیدہ است عجب
 کہ تار و زشور آن ادای شیرین در گوش و آن ذوق از دل و آن سرخوشی از سر زبده
 اللہم ان رزقنا العود فیه ثم العود فیه ثم العود فیه مجاری حالات و صورت و اوقات این
 کمینہ وفق انچہ دل خواهد و بحسب انچہ روان جوید نیست - نہ بوستان بصارت را طراوتی
 نہ مذاق عیش را حلاوتی عافیت رخت بر بسته و سلامت برخاستہ ہر لحظہ بلای تازه و غم
 نو حلقہ برد و دل می زند و ہر ساعت علتی دیگر و غلتی مجدد از درمی آید اگر چنانچہ سبق استعدا
 یافته کہ از گاہی این مسکنی را با پدر مرحوم ہم از گوشہ خاطر فرو نگذارند و بدعا و ہمتی یاد آرند
 از محاسن اخلاق بیج نمی نماید رجای و اتق است کہ ہر تیرہ دعا کہ از شست سوز و سجدا ہی
 بگوید خوش بختیابی روشن - مبالغہ کردن در ثنا و مرج -

ایشان کثرت دعا ہدایت برہدف قبول و عرض اجابت خواہشست خدا یا مصل
راقت و عاطفت مخدومی بسوط و حمد و دو اسم سامی مؤید و محمود باد لہجد و آلہ الامجاد۔
و دیگر ذکا آسمان ذکا و ششم و چراغ دودہ اجتناب سراج الصباح و سراج الرواح صین
اجنین سید عباس حسین رفیع اللہ تعالیٰ قدرہ و شرح صدرہ و جناب شفقت مآب
میر کر امت علی زادت کرامتہ و قلانا حاصل اللہ آمالہ سلاجات این بی سلامت
در پذیرندۂ اشوال شہۃ ہجری۔

نہ

پس از تسلیم صافی مرفوع رای شریعت پیرای حضرت مخدومی خیر الفضل و القراء
ادام اللہ ظلمہ العالی۔ آنکہ این مسکین مسکین غلین بر لحظہ بغای جمیعت حال و مال آن قبلا
آمال اشتغال دار و عجب نہ کہ در پذیرند در اخبار نامہ پنجابی لاہور سطرے دوچار
در وظیفہ اعتماد الدولہ نگاریدہ شدہ غالب اعتماد الدولہ لقب فلانا ست ازیرا
نسخہ آن را روانہ خدمت عالی داشت کہ بکار آید رجا کہ گہ از گاہ پس از اورداد
سحر گاہ خاصہ در ماہ صیام این ذرہ فانی را بایدر مرحوم بہم یاد آورده پاسدار
احسان صطناع فرمایند از انجا کہ شیمہ کرم سادات است بدیع نیست زیادت اظناب
رارے ندید و دم در شمیم یاد کہ اللہ تعالیٰ بالصحتہ والسلامۃ بکن ہمہ ولطفہ وجودہ

نہ

تحتیات صافی چو آب زلال

مسطرہ بان شمیم شمال

تثارت مجلس والای خاتم امتداد کہف الفضل و فخر دودہ طیبین برکت مآب
جناب مولوی قاری سید جعفر علی صاحب ادام اللہ تعالیٰ علی الانام ظلالہ کردہ نمودہ

می آید که سه چار روز است این سیاه کا ضلع روزگار از جانب باقرس و متحر
 باز خانه رسیده است چه مدت بیست و دو روز است که بجهت ارتجاج و استرجاح
 بر صوب آن بقاع رفته بود بعضی از اعزّه اینجا اعلام دادند که حضرت مولوی در جارجیه
 تشریف داده اند - باطلاع این نوید اندوه زدای خاصه در ماه روزه حالی میخواست
 که بر سر ویده و ویده خود را در حلقه ستیفضان بزم مینوهار برساند لیکن مصلحت در آن
 وید که اولاً از مخدومی استفسار این معنی نماید که تا آخر ماه هجران قیسه رداد قرائت و
 افاضت خواهند داد - و بر قاعده قدیم روز بیست و هفتم تجوید و ترتیل عروس قرآن
 یعنی سوره رحمان منتها بر سامع مجامع ملکوت خواهند نهاد فلذا بار سال این ضراعت نامه
 زحمت داد - احوکه هر چه زود تر پاشخ آن را از زانی دارند زیرا که تا جواب میرسد روز
 میعاد رسیده است - بانی حالات این ناحیه مستوجب سپاس حضرت شمع و فضل حقیقی
 و بس - میر فلان یکی از مرتبه دانان آنجا که با اثر این تسلیل البصاعت سر می دارند
 نیازمندی و سلام باشوق تمام مطالعه نمایند - و السلام :-

رقعه موسومۀ مولوی سید محمد صادق صنار محمد ایشی منہ ضلع دہلی

جَعْتُ الْقَلَمَ بِمَا هُوَ كَاتِبٌ پس از عرض دبستگی و نیاز لبسان ایجاز مرفوع می افتد که مطلقه
 لطیف را ائق بابرین انیق و شرفه عتیق فروش و کشتائی جان نواز زریق که از خانه مشکین
 رفیق شفیق صدیق خلیل عتیق محب خلیق شفیق علی التحقیق چون اسم سامی خویش
 دوستدار صادق سید محمد صادق صاحب ام صدق و صفاء و عتق و بقا نامزد
 این عتیق طریق لایکه غریق حریق شده بود در المین آفات چون رحمت آسمانی فرو داد
 که میر و فرخ کردن به تشنگ شد قلم بچیزیکه او شونده است (حدیث قدسی) به خوش آمده -
 به خوش به به زریق محکم مضبوط :-

زبان حال شکسته بال باین مقال مترم گشت سبحان الذی یحیی الایم بعد موتها
چند انکه سرگشته و ش بخود فرو میرود - ره بجائی نمی برد - تا ازین دوسه کار بکدام یک است
در کند آیا عذر آفت و زحمت بدون را در خواهد که مجبوران بی نور و بی نوران مجبور را بیاد
آورده اند یا از عهده سپاس این نعمت بدو آید که قصیده ناپسندیده این پراگنده نکوهیده
را به گزین پنداشته خواهشگری رفته است یا آن دو مصرعه موزون را بتاید که جز
یکدیگر نشان همتا نتوان گفت چه جای پیوستگی با ترهات و تراژوفانی قافی که دور
از دوستان اگر نامش بر بند زبان تنگ دارد و اگر سخنش باز خوانند از آسمان سنگ آید
الحق هر دو مصرعه نیک نیک است اما مصرعیکه از زبان عدم برانگیخته اند خیامی است
بلند و نکته ایست از چمند شاید که سخن شناسان جان را بر آن روان برافشانند و هم
از خود بر خود منت دارند - با پوزشگری این تقصیر لب بر کشاید که بجهت عوائق گونه گون
و نوازل بوسلمون و دوار و روز افزون خاصه غم چشمان نرشد و روان مستمند و بخت
تا خود پسند و نبل پشت دست یمن از سر پای نتوانست نسخه قصیده برداشتن و روان
خدمت برادر دشتن آه و هزار آه نه کاتبی که بار از دل برگیرد و فریاد و هزار فریاد نه پاک
مردی که کار از پیش برد -

حال القدر دادن الوط و ستی بدل دستی بهر | خرد و وصل ره پر خطر یا ران ز دریا آستر^{۹۲}

علی الحکله اگر توفیق یا آمد نه بس ویران گفتار نا نوشتنی و نا نوشتنی را نزد یک آن
مخلص می فرستد خاطر صافی مجموع بادشیم از عرق سیادت بر آن دارد که هواره هم بر نیگونه
با رسال تقوید دل و جان که عبارت از تاهمای پروین افتانست دل سبل را بیجسته باشند
تا قواعد هر دو فار و تار و زار استوار تر آید سخن تازه اگر چه هست لیکن بنباشی که تو گوئی نیست
آری بادل شکسته سخن درست نتوان راند با این همه هرگاه برنده امین بدست می آید

۹۱ پاک بود خدا جو زین کو بعد مریکه زنده کرتا بوی نو قبل میدخل بوی که خدا قد رحمتی بوی گوی ۹۲ آستر -

پاره از ان می رسد دیده از عیب برو و زند و همه هنر تو زند که گفتن با گفته شد و بود و نیا بود
 اکنون زبان بکام در کشیده ام و در بر روی این و آن در بسته نه با قافیه سخی سرے
 نه شور و شری الحاصل از ترس حساب و فرج یوم اکبر بر خود میل زد و از گفتار و کردار
 خویش سخت پشیمان است چه جای سخن رانی و غزلخوانی از دوستان و عاگوی عافیت
 کارنگار هست نه گرفته و گیر و دار به

هم کار ز دست رفت و هم دست ز کار
 دل سیر ز جان و جان ز دل شد بزار
 والسلام و علیہ الختام۔ سلج جادی الاولیٰ سنه ۱۲۸۹ هجری

رقعات موسومہ مولوی مرزا باقر علی بیگ صاحب مرحوم
 دہلوی مقیم شہر میرٹھ

بہار

مجلس عالی حضرت مخدومی الانامی۔ مسلم عارف و عامی۔ جناب مولوی مرزا
 باقر علی صاحب ادام اللہ برکاتہ ہموارہ ملاذ محصلان روزگار باد۔ المذنب القانی
 احمد حسن الفتیانہ پس از دفع مراسم خدمتگزاری و نشر وظائف کتیری بر طبق عرض
 می نمود کہ مدت دراز گذشت کہ این داعی مخلص را بدو انگشت کاغذ کہ از اتمیمہ بازوی
 جان و حرز گوی دل تا توان توان شمر دیا و تیا ورده اند بموجبی سہر وقت منتظر آن روزمند
 بینقادن چہ منی دارد از آنجا کہ لطف قدیم است امید واری آنست کہ گہ از گاہ از نوید
 اعتدال عناصر شریف دل بیدار نامی جستہ باشند کہ اِنَّ اللہَ لَا یضیع عمل
 عامل منکم باقی بخاریہ حالات این ناحیہ ہمہ بروفق کام حباب و بر حسب مشیت
 ۳۰ تموز ۱۲۸۹ خدائے تعالیٰ عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔

رب الارباب منک الوجوه المشرقة منک می باشد الحمد لله علی ذلک بقدر حقته رفت که باران
بر مشاطه باریدن گرفته است که از هر سو کوفی نبرزن چه مرد و چه زن فریاد المطر
المطر و فغان الحد الحد بنزد و افلاک می رسانند خانه های بلند سر بسجود می نهند
و طرق و شوارع در و دها می دهند خاصه که بر دو مکان مادر صد و زوال است
اللهم احفظنا دعای درکار کنند که مو بر تن مانیا زرد و گنا بهای چند که در دست
داشتیم خانه چکیده یک را آب رسید چون در پس پرده تقدیر این بوالعجبها
بیار است دم بر نیاید آورد و بچار و ناچار طریق مصابرت و شکر باید سپرد و لله الحمد
علی کل حال دین روز و وقت نماز پسین مولوی سید حامد حسین صاحب
در گاڑی دوا سپه پیل رحیل جانب پنجاب فرو کو قند خدای شان را در کف سلامت
برسانا و این کمین هر چند دقیقه از دقایق ابرام و مکاس فرو گذاشت اما هر چند آنکه
الحاج و زاری بیشتر بکار رفت کمتر شنودند آری این بنا از اول برهم زده شده است
و اول قاره نیست همان روز که از آگره آمدند دور میر طهر رفتند و چندین بار التماس
قدم کردم و خود رستم بلکه جناب والد ماجد هم در ایشان زدند هیچ در نگرفت و ما را
هیچ برنگرفتند با این همه حاشا که جزو دعای دولت شان سخنی بر صفت بخیله نقش بند و یا
جز از یاد مواد خیر خواهی و هواداری چیز می دیگر بفرایند هر جا که باشند خدا یا شان باد
این و اثر و فی اذ طالع ماست آری علما و صلح را با سیه کاران و عامیان چکار

نامه

بکمال تو موقوف حل سائل
شنی المناقب رضی الله عنہ

ز به جان پاکان بسوی تو مائل
خطابت کند بر فلک بر فرشته

پس از تسلیم صافی مرفوع خدمت بندگی فلان دام و جوده و جوده آنکه از جمله خاک
سیاه محقر که از برای من پذیرفته شده بود مبلغ چیزی بر دست فلان بهر شکش مجلس عالی کرد
آمد و جاد و اثنی است که این اندک شمار را ازین بے بضاعت در پذیرفته سپاس و ارفا
و عقب صلوة و دیگر اوقات از تحفه دعا و هدیه بمبت مردانه محروم نداشتند خدای مروتان
هر چه تمام تربت باد الیه المرجع والیه المآب و بس ۷۰ صفر ۱۲۸۰ هجری -

رقعات موسومہ جناب مولوی سید محمد علی صاحب مرحوم و مغفور

بسم الله

بِسْمِ اللَّهِ خَيْرُ الْأَعْمَالِ

جان برادر سید ممدی علی طلال الله بقاء دعا و عامقده مدعا - حرفی چند از جلم
بنام شما نوشتم جواب نیافتم - چه رفت - آنهمه هر کجا - و آنهمه تالف کو - گیرم که از تعلم به تقب
نی پر د ازید بارے کم از آنکه این برادر و رقاده را شاد کنید تحصیل رازیان نذر شما
شما است - و خورسندی ما - بیک کرشمه دو کار - دیگر چه نویسم ما بخیر و شما بسلاست
ابریشمی کیس و ماعده کلاه زرا اینجا خوب می سازند - هر چه دل خواهد بانویسد که بشمارسد -
تفرقه در میان و ڈاک روان - تفضل نامه چرا -

علی محمد و مراد بابا لکھال

سلام الله اعداد الزمال

فضیلت پناه میر انتظام علی صاحب لکنوی خدمت مقبول باد - چه رفت که دلم باز جای
گراشد و خاطر مکران با خدمت چشم آشنای گودر میان مباحش - دل شکسته آنسوست امید که از
کحل ما و فضیلت سواد چشم انتظار صدارم روشن باشد ابو المکارم میر صرام عفی عنہ سیزدهم
۷۰ زنگی ۱۲۸۰ هجری ۹۹ و بی جائے بازگشت و انجام جوتہ تخلص سابق :-

شوال المعظم ۱۲۸۰ هجری - بستان و یکم چون ۱۲۵۶ عیسوی - یوم الاحد -

نامه

توفیر مرد و ذاک شوخی های شما را میرم که از سفر طاقت نمی گذرید و چون بگذرید که جودت
 تفریح دل نیندهد - باری دیر زبید و شادمان باشید که بدین مراسلات جان تازه در قالب مجب و
 فرقانی میدیدید - پوشیده مباد که نامه که بدست عظیم الدین ارسال رفت - معاذ الله لکمان
 بنود بر شما گران می آید - چون تا همای ذاک دیر میرسد و قاصدے معتبر حاضر بود با و ادا دم
 که زود برساند و خود کاری کرد که از تا فرستادن ذاک شرمندگشتم - ازین ننگدستی و پریشانی
 شما نمی چکد بلکه عین کمال اقبال که از وصمت زوال و شائبه عین الکمال در حفاظت ایزد
 متعال محفوظ باد و محقق شد که مقدر بر حق بخواست شما اینخواهد که پول شما عرضه تلف گردد
 وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَىٰ كُلِّ لَئْلٍ و این شوخیها که می کنید بخدا و جانمن و جان شما که هیچگونه دل
 محبت منزل نمی آرزو که گنبد گردان بسیار سالها باید تا چرخ زند که چون شما برادری بستان
 آید پسندیدگی غزل این اقل العباد از پسندیدگیهای شماست که پسندیدگان ناپسندیدنی را
 هم بجان می پسندند - ورنه من کیم بیاری نزاری زاری کثر مژ زبانی و بچهانی غلام بیدرم
 اهل محبت و صید بیدام صاحبان مروت - تا از خود و کلیتر آتے خود حسابی بر گیرم
 یا به پیش بستم - فی البدیهه

خواهم بدعا باز خداوند شباروز	تا دستخوش محنت و افکار بنامی
کالای بدن که کسادست نصیبش	کس می نه خردگر تو خرد پدار بنامی

اشهد بالله تعالی و کفی به شهادته که در معنی این بیت - میرود ز پیش نامانگردد
 بسوی من چه ضبط ملک محشوقی الخ - ذهن نقاد شما باریک بینی کرده است که حدیث کس

مستاد - کپتره - تا درست لطیفه در

انشاء اللہ تعالیٰ بعد ازین ازین مجلس الفاظ در نامہ نخواہد آمد۔ خدا ترانہ حضرت رفیع بر ما نال
 کہ نیک بد رو مار سیدی حال صحت خود و بچہ کہ تا دامن قیامت از نواب ثوابت و سار
 و حمایت شارباد و نیز نوید اعتدال مزاج جناب عمہ عالیہ المرتب ادا امر اللہ تعالیٰ ظلہا
 العالی علی مفاسد کلا مبتاع زود بنویسد کہ دل نگاہ دارم پدرم دام اسمہ
 و سفر من اینجا تھا محمد کرار حسین در تب اینہمہ کیو۔ تنہائی از ہمہ پیش می کشد رمضان
 چہ سو کہ آمد عید آن بود کہ بروی کسیکہ دلش می طلبد افطار میکردم۔ خیر ہر چہ خواست
 خداست بر جای واولی تراست نفس بکام باید در کشید و پشت توکل بدیوار رضا باید داد
 تا چہ آید محمد ابراہیم از من ندانم چرامی نالند برائی کہ نامہ می نویسند جواب میدہم البیاد
 ہو کہ اظہر چون سخن تا اینجا رسید معانی کہ روزی گفتہ بودم باید آمد بعد حل طالع باید کرد۔

اگر خواہی کہ یا بے نام دلدار میان آب و آہم راہی است و خواہ
 سید علی مرثیہ خوان تماشای دہلی و کسان دہلی میکنند کو منزل پیرا در آمدی علی گوشت
 و آتش و پان۔ و تاکو۔ کونان پختہ و آتش سامان۔ آرسے النعمۃ معہ مولیٰ قدامت
 موصولة اذا فقدت عرفت۔ تر کلام الامام الاول علیہ السلام معاملہ
 دیوان خاقانی فردا بقطع میرسد بعد قطع طالع میرود حتی الامکان و قیقہ از دقاتی جہد
 بذل سعی نامری نخواہد ماند۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ حالیا بشنودید کہ این دو ورق اول و پانچ نامہ
 اول یک قدری برنجی کہ خوابان آن می بایم سوا شدہ است نہ کمایم یعنی از صد کی و از بسیار
 اندکے باید پنداشت۔ اما نگاہ باید داشت کہ اگر چہ نیک نیک نیست اما بسیار بد ہم نمی
 نماید معالرج النبوة قاضی دیدہ ام اگر بدہ رو پیہ بد ہند خوب است۔ و اگر نہ لے غزل
 مرزا کہ می طلبید عاقبت فرستم لیکن دیدن آن سودی ندارد۔ امروز کہ کم رمضان روز جمعہ
 ۱۱۱۱ ابراہیم شاپور بیاضمت جب تک کہ وہ ملتی ہے بقدر رہتی ہو۔ اور جب جاتی رہتی ہے۔ تب
 اسکی قدر ہوتی ہے۔ مثلاً این اختلاف تا بیخ در تحقیق نمی آید۔

دم صبح است از خوابی پریشانی که انشاء الله تعالی خیر باد - بسیار ملال دارم - زیادت
 رنج آنکه من و شما شریک اند - خلاصه قدری تصدق باید داد و مردمان غیر مبتلای خود را
 نباید داد - یا رب به محمد و آل محمد خیر باد - انیس الدوله نوشت که قصیده من نزد او
 رسید زود است که مشاهد ممدوح می آید - از مادر و سجاد و کرار دعا و تسلیم و خدمت
 جناب عو صاحب از همه با تسلیم و از بنده صد چندان دیگران - از مرزا احمد علی تسلیم مع
 تنظیم پذیرا باد - روز ششم بالایش هشت از شوال ۱۲۸۲ هجری - ۱۸ - جنوری
 ۱۲۸۲ عریوم سه شنبه دلی -

نامه

ربنا لك الحمد

نخست برین ابیات معذرت در دو رنج نگاه باید گماشت

بودم بر آن که قصه پر غصه سر کنم بنظمم را ز خون جگر بر شمشیر نگار زان گنجا که در دل مخزون بود است ممکن نشد که آورم آبی بر روی کار خوان صحیفه طرقت نه بست از نعم و نیک بوده است در دم که کنم گونه گون و نم سرتی آورم ز بهر نیک آنچه هست	وز حال خویش موی بپوش خبر کنم هم شر را ز آب دُر اشک تر کنم جیب و کنار سامعه را پر کنم نگذاشت جور چرخ که خاکی بر سر کنم در کار دوستان قدری با خبر کنم فرمود چشم که همه قطع بر سر کنم خود دوست نصف است سخن مخبر کنم
---	--

۱۰۱ پادشاه اوده حضرت داجلی شاه تقیم شایرج کلکته ۱۱۱۱ سراسر ۱۱۱۱ مسرت بر آمدن ۱۱۱۱ سیرت شد

۱۱۱۱ اکا به بعضی جبارت ۱۱۱۱ فی البدیهه

سرباعی فر قافی

من بنده مشوم خانه مشکین ترا	جان گرد سران معنی رنگین ترا
شیراز بستر بان زباندانی تو	تار تار مندا نامم پرچین ترا

ولله

شکر خدا که نامه آن دستان رسید	دل نه گشت تقالیب بجان رسید
بوی قیص دوست کنان شنیده من	میعقوب را بصارت عین توان رسید
باد بهار نوافه نوروز کرد باز	یا آب خضر برگل و نسرين روان رسید
بایار دلنواز ترین گشت عاشقی	یا مرده بزند گوی حبا و دان رسید
خورشید دولتی ست که برافکند تو	یا بر رحمتی ست که نو کوفشان رسید
ایوب از کشاکش کرمان نجات یافت	یونس ز لطن حوت بلا بر کران رسید
شعبه اب کرد فاقه کشتی زار و نگرست	چون روز شد پیش مهر بر کیان رسید
خسرو پیر دخت بخشش گنج شاهان	بین بخت من که گنج چنین را گمان رسید
نعمت که در خبر نشود دست سای کس	اقبال من نگر که بمن در عیان رسید
تسلیم دل کنون بر باغم زد دست غم	کز شاه مامثال محبت نشان رسید
ای غم لغیم به میر که مرهم گذاشتند	زان پس که کارهای تو بر آستان رسید
رواق منبر و دکار مرهم نور کرد	در کلبه سیاه عجب بهمان رسید
بروز که سالها بدعای نیم شب	از کردگار خواستی در زمان رسید
مانا که چون نبشت بر آن بوسه زرد	کز خواندم نبات و عمل و بان رسید
طوبی نه چنین که دعا کنم چنین اثر	یا حبتد اچنانکه هوایم چنان رسید

۱۱۵ ای شمیم ۱۱۶ چشم ضعیف ۱۱۷ ضعف پای ۱۱۸ که بیان نه توان کرد ۱۱۹ علانیه ۱۲۰ یعنی درست کرد -

۱۲۱ فی الفور ۱۲۲ شاید -

یارب چه طفت بود برین فلک دوزخی	کاینکشان وجان رهبر و خبان رسید
خوشواره چون جوارش عذراست هرگز	یعنی مفرح بدل ناتوان رسید
گفتار مختصر که بدین آشنای جمل	شرح فنون معنی و متن بیان رسید
از یار من برادر من دوست دار من	مکتوب فی کثافه بچین از مخان رسید
آنچه از صبا بسنزه رسد زده و برنج	ای خط مشکبار بمن از توان رسید
فرقانی از درازی گفتار شرم دار	کز خط بجاده صاحب خط میتوان رسید

وله

ز به مرغ فصاحت صید است	بدین تحریر آزادان غلامت
سواد جانفش را دل را سوادت	پس ام زندگی جان را پیامت
برنگ روی تو رنگین اداست	بسان لعل تو شیرین کلامت
سلامت شد سلامت شان و گرنه	بناشد عشقبا زان اسلامت
چو صور خامه را آرسه با واز	ز حسن بر انگیزی قیامت
خط بطلان بود بر روی خوبان	خط شان پیش خطت از دامت
ترا شد کشور انشا مسلم	روان شد سکه شاهی بنامت
بدین خط خط مولائی طلب کن	وگر کس سر کشد را من غرامت
تاما ترا بدین خط در کشی خط	بش اگر روی دهد خط بوتامت
چه سبحان و چه حسان و چه وصل	بوند اینجا سزاوار اطلامت
چنین لفظ و ترسل نیست بازی	بود نو عجب زیبا کرامت
تو گر چه خردی از من پس بزرگی	بواجب کی تو انم احترامت

خوشنوار ۱۱۱۱ مراد از تحریرات نامم است نامم آن را بدین حرف خط خوانند ۱۱۱۱ طرز تحریر ۱۱۱۱ سلام توشه غلامی

۱۱۱۱ کلامان را ۱۱۱۱ عاجز کنی ۱۱۱۱ واصل ابن عطاء نام نصیبی ۱۱۱۱ انشا پر وازی بی

گوید روح خاقانی شب و روز
غروب اتوری ممکن نبود
پراگنده بود نظم نظامی
تبر و سحره با در گنج مشرد
تواز و ترقانی و او از تو بهتر
نمده اردو گیسوان حسن لائق

پیش طبع تو ای من علامت
ضیاء برده گرا ز ماه تاست
بدین آئین نظم و نظامت
بجای گرسیدی درو جاست
بخوان اخبار فرقان و اناست
ز قوم لائیم و لولیم لیاست

شروع نامه

نخستین خدمت از دست ریا و وصمت رنگ معز و مبرا و دُعای بجلیه موالات و علی
موافات مزین و بجلی بردست سیر شمال ار سال میر و دود سپس معلوم رای محبت گرا
اخ عزیز سرا سرتیر انسان لعین کیردی و کیرای عین الانسان یگانگی و یکتائی مغز و داغ
مردی و مردی نور چراغ آل نجبی صاحب طبع روان سخن شناس با توان فارس مضار و ری
و تازی ساحر اللسان شیرازی و حجازی برادر با جان پویند بلکه جانان و دبند و مویشی گیت لیات
چون موی رنگ شناس معانی چون بوی بالغ نظر علوم شتی فارغ از من والی و حتی نقشبند
معبان اعجاز بیانی چهره کشای پری رخان شیوا زبانی و اسطه العقد سالک علی گوهری
دُرّة الساج سند نیک اختری خلف الرشید و ابن السعید عمی المرحوم علی سید الخاطب
یهمدی ابقاه الله تعالی بقاء النخض و الا لیا س مصونان الباس و الیاس
ایده با کثرا السعادات و ابد با غناح الملمات و صانه من طوارق الایام
و حفظه من نوائب الشهور و الا حوام و اذاقه من ریحیق التحقيق و خصه
بمنزید التوفیق و اهانته فیما یحب و یرضی و مرزقه خیر الا لخرقة و الا ولی

۱۳۳۲ الف با ۱۳۳۳ مراد از سلام و غیره ۱۳۳۴ مختلف ۱۳۳۵ قانع از صرف و نحو ۱۳۳۶ ادعیه نامه به

ویدیم الله تعالى جسده الغریب العزیز القائم وبقیة نفس الکیة بالشرف الدائم وادک صحیفه
مرقوم بانگستان وفاقا اقام کرم وداد ووداد وقرطاس داد که در روز ششم از ماه خستین سال
هزار و هشتصد و شصت و اندر تریلیان نامزد کاتب ساخته بود بودش آیه اتی الھی الھی
کتاب کرمی وصف حال آمد و کریم الحمد لله الذی انزل علی عبدک الکتاب صورت
احوال گشت یعلم الله تقدس تعالی که دماغ عقل پتافح آن گدسته برسمان یگانگی بستم
و دیده دل بجال بیال آن نگار مصادقت نگار منور گردید - ده ده چپ نامه و چه عبارت
قلامه ایا و معالی طلوع انجاد معانی نور حقیقه موالات ووداد و نور حقه مصافات و اتحاد
سفائن الفاظ غرائب مشحون عجائب معانی گوناگون سوادش دست جعد مشکین سمن
بویان بر تافته بیا ضش نبوی تافته که خورشید تابان تاب ناقتن نیافته نقاط صفحہ بیان
خال بر چهر بتر و یان دلتان و خطوط مشکین چون غالیه خط دلبران شک فشان عیش
عین انصاف هر کافش در خور طواف صحائف بر نجوم باهرات خنده کنان لطافت بر نمود
ز باهرات ریشخند زنان اگر تمام عمر مانند قلم سرگردان و بسردوان در بیابان مدحت روان
بشم هنوز از هزاران یکے و از بیار ان کی تافته آید ناچار ضروری بر طریق معذوری
ازین راه دوری افتاد و از آنچه گزیر نیست در ان شروع می رود - که ابیات مخرفات
سر نامه پیشین را که خوش گردند منت بالای منت بر من گذاشتند حاشا من
و خوش فکر بهیات بهیات خاصه در آزارهای بیشمار و آشکاره در خور پسند برادر
فاما از آنجا که مکرم اخلاق عزیز است خر مهره مرا بگوهری و سفال مرا بگری خریدارم
از نایب بی نیست - بجای از میان جان از برائے جان درازی برادر مع
بزرگان و سر زندان دعا میکنم بجای عهد و آل محمد پذیرفته باد - بهتر که

^{۱۳۴} بخاری المصنف، ۱۲۹ از حدیث قبول نکلتے۔^{۱۳۵} البیہقی و بسط لب کریم و فتح المغاخذ اکاشکر میں بندہ پر کتاب نازل کی^{۱۳۶} قسم بخدا

۱۳۳۱ گلو بند کوی بزرگی ۱۳۳۱ شکر پای روشن معنی به

والله ان شاء الله برادرش کوه غالباً آتیه بر این کاه بوده باشد ورنه غزل در جواب غزل
صائب دیدن و بر خوب بچیدن چه معنی. زنهار ازین قوم بزهار. تا برادر ازین مردم بازی
نخور و بسیار دشمنان که در زمینی دوستان برآمده کار با ساختند و کج باختند البته اگر ای
و صاحب طبعی. چه برادر که آن ممکن نیست. می بود پی می بود که چه میگویم و چه کار میکنم روح
نظامی را گلشن مینو جا باد که خوش می گوید. ۵

آئین کس که ز شهر آشنایت	داند که مستاع ما کجایست
-------------------------	-------------------------

مراد وی سخن در برادر است که یادگار غم من است و غم من قدر مرا نیکو میداند است
حکم برادر را کم از فرمان مرحومی نمی پندارم و با تحسین و نفرین دیگران کار ندارم
تکویلی شکر خای بند راست. ۵

گر از دشنام رنجی و شوی از مزج خوش طغلی	ولی مرد انگلی گروی که هر دو گردوت کیان
--	--

مغذرت مرا که از در تمامی خطبه تشقیه دانستند در دایره مهر برادرانه می گنجد ورنه من چه
سگ بستم که هوای ازین چمن در سر گم در باب بخش مجلس عزاکه حریفان تهمتی از پیش خود
تراشیدند و بر بابتند این چندانی نیست بیهانهای بزرگتر برمی بافتد آری کسی دل گرفته
و طبعی رنجیده دارد ازین بسیار میگوید. خدششان باید نهاد بقول ملائی و مع تو بتاریکی
علی را دیده او کما قلت فی زمن الصلوات. ۵

احرفیت ز عصفان نداند	از گل و گلستان نداند
----------------------	----------------------

اشارتی که در بشارت رفته است حالی من آمد واقع که این مردم عجب کرپزان
وحیل و حیله جو یا نند زیادت برین در ذکر شان روی خامه و نامه سیاه میکنم و رای خود بار
برادر موافقت میدهم. و رنج که عید الله را که بقول برادر دیدنی دارد ندیدیم کشمکش
۱۵۲ خواهش ۱۵۳ نقل کردن ۱۵۴ کنایه ۱۵۵ از فریب ۱۵۶ لباس ۱۵۷ حضرت امیر خسرو دهلوی علیه الرحمة
۱۵۸ امرایم نیست ۱۵۹ قابل ملاقات به.

کارهای دنیائی گذارد که روزی چند نفس راست گنم و بدیدار برادر نفیسه چند برآرم
 تقصیر از ظالم و غرامت بر من است که چون شمع میوزم و می سازم سید فلان
 را بسیار زو نعم البدلی دادند و ای بر حال میر فلان شنیدم که چون عروسان شان
 و خرمی آرند - گره در ابروی افکنند و عقاقیر و عقار در کار زچگان باشد نمی آرند
 پنداری سوگ زده می شوند و از تقدیر احسن الخالقین میرنجد قرب
 مخرج داشت قاق اسام در برادران و خواهران محمود هندوستانست دختران
 را پدر نام خود نمی بخشند - با من غلط مصلحت دیده باشند برادر چه می بیند جنگل انان
 شوخ مدرسه در خنده آورد - این عزیزان بی باک چه قدر سلحشوری کردند و روز
 شان خوش که در اشای تعلیم علوم سبق فنون سپهری که محمود ولایت
 با فرهنگ اهل فرنگ است - هم گرفتند - آری نان میدهند قوت هر شکمی است
 از پایان این جدال که فیروزی گرا شد و شکست بر که افتاد و بچه اینجا میدضرورت
 اعلام باید کردم از حق عبارات و غلط نامه که پرسش رفت برادر را روشن باد
 که چشم مشرقانی مهره چین و غلط بین نیست خاصه در مکاتیب برادر که موی از
 سرش کم مباد اما آنچه مقتضای نگوخواهی خواهد بود و باروی بر طبق بیان نهاده می
 آید در رقم آدرون آن خوب نمی نماید والسلام تنه الجواب بعون الوهاب
 من الصیفة الاولى و يتلوها جواب الثانية -
 از و بی میسر

نامه

نخست دعا های گوناگون تقدیم رسانیده سپس در قصود منیرم که این وقت که باید ادبگاه
 ۱۵۹۱ آتادان ۱۶۰۰ زنان فرزندان ۱۶۱۰ اشاه سیکوید ۱۶۲۰ تا که خدا ۱۶۳۰ غلطی به

نیز دم فرو ریست و دنامه شمار بر ابرو دارم کی آنکه نه فرو ری نامزد بنده کرده اید دوم آنکه
 عنوانش بنحیث شکسته ترسای تحریر یافته از مطالعته این دونا مه آنقدر خرسندم که پنداری پس
 از عید و وعید دیگر متواتر و نمود. پیش از جواب ترقیبی می پرسم که چه لائق بود ورم دست
 چپ نوشتن و نویسیه بدان رسید تا نوشتن خدا شمار از دستان روزگار بجای دست خدا نگاه دار
 شرف به نویسیه که چه دارم آحرارت سید احمد البقاء الله تعالی بالبقاء الرمدل را بدو آورد
 و از زندگانی سرگردانم که بر هر گلی حاصل آمده باشد دعاها و دواها از روی استخاره بکار دارند
 خاصه این موسم چشاک تن است اگر شربت مرکب مولانا ساخته بکار دارند نیکو باشد
 خدایش در عصمت خاص دارد شام که خط دوم شامی خواندم چون بدینجا رسیدم در حالات
 جناب فلان حامیان شان میگویند که ترک این نوکری خواهد کرد بلند خواندم بگوشت جناب
 قبله و کعبه دام ظلمهم رساندم فرمودند آری اگر ترک نمی کنند دیگر چه می کنند می شود که خیر درین باب
 بجناب والد ماجد گفته اند لیکن خبر ندارم که چه گفته اند و راستی که بقول شما حال ترک کردن
 از عقل شان بسیار بعید لیکن برادر کار کشتری و آرام اینجا که میگذارد که رنج کار ضلع بکنند
 خاصه که استنشاق و خاصه که به ثبوت پیوست که خبر ایشان در آن محله محضری پایشستی
 نیست. مناسب آن بود که آنجا اظهار بکار دانی کردند و گوئی ترقی بچوگان لیاقت
 بردندی اما هر کس مصلحت خویش نکوسید اند حایا که جانب تب بگذرد در دوره رفته اند
 و بسوی دربار ترک شنیده نیستم خبر کمی. فافهم. یا عدم احتیاج هزار و صد هزار آفرین بفرست
 سالک سنج و رای دور اندیش شما که چو گویی مزاج آنجناب درین زمانه می پرسیده اند لطیفه
 بسیار قیمتی است که من خود از اول میخواستم بنویسم اتفاق نیفتاد و الحمد لله که شما خود پی بردید
 و تشریح آن سوال کردید در نماز جمعه و غیره که بعد از تبدیلی من دوچار جناب شان اقدام
 دیدم رنگ عارض شکسته و باد احتشام فروخته شکستگی و تذلل در کار و لجه انگریزی که

بخطاب نوکران در کار بودی بهندی میر ط بدل شده آری این است که گفته اند سوغی طوی
پیش باید گرفت که در روز پشت دادن اقبال انگشت کش غلاق نشوند و دلیل کامل
نکوتی طبیعت آنکه اهل دلی از خانه شان بر فلان پیا هائی صلح آورند آخر مقبول نیفتاد
حسنة تجلی عید باز پس کرده اند شما که بر خط سجاد خوشدلیها نوشتید یاد از زمانه جناب عمده
دادید دیر باشید و دیر زید جز شما کیست که خوشدل شود صاحب کشتن خود حالیا کتاب بنی خرنه
لاکن از برائے سحر لیس صاحب کمرتری بورڈ آف ڈائرکٹرس کلکته میخواهند دیوان صاحب
هنوز از آن ماست اما یک قدری عیب دارد که صاحب کمرتری خواستار آنند لیکن حال
اصل بدیشان نبشته شده که قیمت از کتاب زیاده است غالباً از خریداری عثمان گردانند
ومن هم بدان خوشم که گو موع بکلام صاحب بناشتم اما نسخه کهنه و نوشته شاگرد مصنف است
خواه از جاره چه خواه از میر طه - اما زود بیایید که دل بدیدار شما آرزو مند است و هجوم
۱۰- سوال قریب آمده است خبری از مولوی اعجاز حسین صاحب جز آنکه در کلکته
هنوز رسیده اند رسیده شاید از اندور بطن رفته باشند مزاج جناب قبله و کعبه دایم ظلم
قرین صحت است اما محنت بسیار که بعد از غروب کپهری برخاست می شود و مقدمات
جزیک یاد فیصل نمی شود بسته بالبالب جناب قبله و کعبه که حال درخواست فلان عید
جنرل سپر شندی شنودند بسیار متاسف شدند و گفتند این کار کار فلانی است چنین نبایستی
جواب اگر آمدنی بودی آمدی حالیا دل از ان باید برگردن از برای شما از قبله و کعبه
درخواست بنام ستر بارونج صاحب کلکته متهم در خواسته ام +

نامه

این سطر چیداست که بودای طبع شکسته و صفرای قاطریه در کمال شدت امراض

و غایت سوزت اعراض و رضاعت تجنیس خطایکم آمد و نامزد برادر عزیز سید محمد علی
 سلمه الله و ابقاه کرده شد هر چند از آن باب نیست که قلاوه گردن ابکار افکار بستند
 و قوامی را شاید پیرایه جمال جگر گویگان خسرو حسن را سزد و اما کارم با کرم برادرست
 برگیرانم چه کار مشرقانی

آباد بران دیده که جز راست نیند
 افسوس بر آن چشم که جز کز نه نشیند

تشبیب و تمهید

آه گرم چشم توان نیستی	آه گرم سینه تپان نیستی
تقصم من از عرش فراتر شدی	تشرمن آراسته چون زرشدی
لیکن از آنجا که نبوده است بخت	شد بمن و فکرت من کار سخت
قاعده برگشت و سلامت رسید	واقع افتاد و قیامت رسید
بگذر مشرقانی ازین گفتگوی	قسم تو چیزی نشد آن را بجوی
دست بدلا از طلب کیمیا	سرکش از بقعه امر قضا
خود چکشاید زور و غر فگار	نام به مداحی حمید برادر
بست گرت مهر علی امین	رو که تویی بمقبل دنیا و دین
ای سگ نفس ای خربزه بتای	بس نه ترا بدعت شیر خدای
تا بتوان خواندم از امر پاک	خاک بران سر که کندوی خاک
تا بتوان مصحف و اخبار خواند	قصه نشاید ز اساطیر راند
تا به رازی مگر آید کلام	ختم برانست سخن و السلام

رقعه

سید شند - ناز - برادران - ناز پر آذران - بجالی سایه - تعالی شانه - از سیح آذریح

زیاد - زیاد - پیک - نیک - نوشته نوشته - تنار - تنار خشن چین - نام - یامه - بکاشه بکاشه
 نه بے - شمن لمن - پیره پیره - بار باز - کردم - کردم - شکنین شکنین - را - را - کچ - بروز - بروز
 فرخ فرخ - بداد - بداد - شیرینی شیرینی - بوئی - بوئی - سور شور - خط خط - نماها - لغود - لغود -
 گد را - گذ را - گوی قناد - دردم - دردم - چند چید - صبا صبا - ریح - ریح - درید -
 وزید - بدل - بدل - گردن - گرون - تحریر - تحریر - دوستان - دوستان - چشم چشم - خرد خرد
 بنیر بنیر - باخشن - یا چین - میدان میدان - ابرار دروری - دوری - یاران - یاران - نشان نشان
 چون - دریا - دریا - پیوسته پیوسته - باد - باد - گریان - گریان - دل - دل - نشان نشان
 بستم بستم - تیر تیر - شیر شیر - بستم - بستم - پست - پست - پسته دم - غن غن - عین عین
 گمان گمان - سست سست - در - در - یقین - یقین - شیه شیه - درج درج - تا که - تا که -
 رویت - رویت - کند کند - بدو - بدو - بار خدا - بار خدا - مدار - مدار - بیدار
 پدید آرتین بین - ربانی - ربانی - پرغم - پرغم - مینی - مینی - خروشان - خروشان - بین بین -
 یاصد یاصد - واکه - واکه - بصیر - عاقبت - عاقبت -

العبد الضعیف المستهام الغانی عبده سید احمد حسن فرقانی

دریغ که چنانچه دل خواست فکرت از بیماری یاری نکرد و مقصود موه و لخواه میسر نشد
 اما بیا یان را المذاری ست و کز رایان را دلا زاری -

نام

این نامه چون دل سهل من نگاهداشتنی ست - و از هر حرفش متع برداشتنی ست -

غالب که بعد ازین چنان نامه از خامه بیرون نیاید -

نوشتۀ لغوت را گویند احیاء یعنی بار و کزوم و غیره مثلا یا فشر -

بدیهیات

افقار سخن بنام کے کافریدہ است چون من تو بے

قطعه فرقانی بروزن شعر خاقانی

مرد سخندانیم پیشینہ فرقانی نیم جز ذرہ فانی نیم برخاک صحرا رنجیت
گدایا و بابا ند سرم گد سوگ فرخ ماہر کہ خون مرگان بستم گد دیدہ و پرا رنجیت
تا نقش بنگون نون عقل فریدہ اجنون کس جمن خستہ دژن رنگ فغان ناز رنجیت

دو بیتے حساب الحال

اگتتم کہ پس از مرگ پدر ما در سن از پیش بود بیشتر عمر من
منسریا و ز چنگال عقاب دوران تو نیز گرفت سایہ باز از سر من

ایضا

ای کاش کہ مادر پدرم بودندے در زیر زمین و آریا سودنہ
فرقانی را ابو یہ مگر یہ ندے بر روز سیاہ وی بہ بخشودنہ

ایضا

دارم دل نالان و تن زار زار آسائش و آرامش کم و اندہ بیار
از عمر گذشتہ سال کم بیش تہ دہ و ز مرگ نامندہ روز الہ دورہ چار

خاک روزگار و فرخادیر و زکہ پیر دزی نامہ یادگار غم نژادہ محشم منش و روالا گوہر
روان برادر جان برادر ممدی علی سید حضرت اللہ تعالیٰ بجزیل الحباء و جزیل العطاء

در بیت الحزن مافرو داد که بر سرش نهادم که در برش نهادم هم ازین دست قطع و رابعیا
 که بالا رفت میخواستم ورق چند سیاه کنم و غم دل بابرادر گویم دست در هم نداد - ازیرا که امروز
 ساعت هشت در اسیری اسیری رفتم نماز شام را کردم و در باشدم که کلماتین تنگ است
 و بخوری از فیوض حمت مانوشی حاضری از آنسو سہلست که باین تنگی فرقت و شوریدگی نفس
 عذوبت معانی و جزالت مبانی تا کجا خواهد بود - تا کام از تکلف عثمان بر تافت و در رست است
 پاسخ برگذار دنا شد که صحیح و ترسل مانع مقصود آید بشنود که اہل مناصب و عمال دیوانات
 را تغییر و تبدیل دادن و از جای بجائی و از کالے بکالے فرستادن و برگذاشتن نہ امروز است
 مہرود و ولت انگیزی تا بوده است چنین بوده است از قبل آن دل غمگین نباید داشت
 و هیچ گونه از جای نباید رفت خاصہ کہ از بخش کریم چون مولوئی کریم بخش پالمردی زان
 شاست نہ عجب کہ زود کار بالا گیرد و از القاب منصب شامل تائب کہ منیع چندین نواب
 است ستودہ آید مکرہمت بر میان مجاہدت بہتہ مترصد الطاف پنهان حضرت عرۃ جلالت
 عظمتہ باید بود - این عارضہ امراض و علل ہم چندان نیست کہ ازان حساب برگیرند موسم
 خشک و روی در خشکی است انشاء اللہ تعالی ہمگان درست و چیت برمی آیند کار با
 بخدا اید انداخت و دل از وسوسہ پرداخت تا شفا فی کلی زنجوران و مجوران را از
 یا و فرو گذارند و اعلام پیایی از زانی دارند - ندانم از من چه میخواستید و از حال خراب
 من کہ سرتاپا پیش نیک می داینده چه می پرسید - آنچه رفت دیدہ اید - و آنچه میرود شنیدہ اید
 و آنچه خواهد رفت نہ تودانی و نہ من پس چه جای گفتار لاکن حکیم للامور و معذرت سخنی چند
 برانم - و قصہهای مرا سر و بن پیدا نیست - نہ سری نہ سامانی نہ چارہ نہ درمانی - زمین تہمان
 بے موجب کین من برخاستہ و تقضا و قدر بے سبب ہلاک مرا آراستہ - بعینہ آن باز آگاہ

۱۵۱ اکثر ہشتاد کثیر ضلع جالون مترجم تعزیرات ہند - دہلوی ۱۵۱ یعنی از نائب تحصیلدار - تحصیلدار شہر
 و زود تر بچنین واقع شد -

زبان رسیده را نام و یک موی از دگمه ام که دیگر سفر دریا نرفته و بالطنه امواج آشنا
 تابوده این بار که اتفاق افتاد از ناگاه طوفان برخاست و باد و باران شدت شیش
 در چارم وجه عداوت و گرداب آفت شکست ناخدا یان و خداوندان هم غرق شدند-
 معلومیکه داشت به یکباره تر آب فرود رفت آن سرگشته بر تخته پاره نشسته ساعه فضا
 مرگ خود را می سگالد و بر شرف هلاک مانده در خدای می نالد هر طرف که نگاه می کند دم
 ننگ و کام پینگ نه تیار داری که لحظه ازین واقعه او را باز خروند و لجوی که بادی قفسه
 پر غصه خود تیرا و بسلان دست و پای میزند و برخویش می پیچد و هم خود پلوزگار خود می گریه
 نگرستی است که کوشش این سیر و بطه تقدیر تا کجا کار از پیش خواهد برد و چه گره از کار باز
 خواهد کشود و نفس و سوسه می شمرد و تا چشم بر هم نمی در خواب می رود که پس از ان بیدار شدن
 نیست - برادر را که بر برگشته روزی از راه دلسوزی گریه می آید کار از ان در گذشته
 است چه بآن روز نشسته ام که دشمن بر من گریه و غناب از دل سنگ بکشد اگر چه
 این همه حرف شاعرانه بیش نیست دشمن و گریستن از کجا تا کجا در زمانه پستان که راستان
 بوده اند گاه به چنین صورت نه بسته اند فکیت که در زمان ماکه دور از من و تودوستان
 از دوستان پرخیزند و قرابات خون آشام کید گیر به که این قصه را در باقی کنیم و زبان
 بکام و کشیم از شواری که آسان نماند نیست سخن را ندان و از گلخن که گلستان ناشدنی
 است قصه خواندن جز بجز دل و تیره داغ چه بار آورد - پردهش سرگذشت که از جهان
 و فلان میکند در کار ما به ازین نظری می باید - این همان مثل است که چینیان را از کعبه
 روان و گبران را از دین مسلمانان پُرست تا کجا افسانه را در از کنم و در و سر به برادر بد هم
 از روی برادر شرم باد - رشخندی کنید - و کلاغ می گیرید - و با من راه مطایبه می سپرد که
 بجای فلان و فلان مرده چرا از برای خود تدبیر نمی اندیشی از مصلحت مبنی کار دانی
 برادر شگفت آیدم و لاجب جایی شگفت است - میدانید که عوار کرده عزیز جل اسم را

که می تواند بر کشیدن گریه خود و بخشایش کرد و گناهان رفته به بخشد و عذر آئینده به پذیرد
گذشت آن هیچکار را نمی شکم از ناتوانی و توانی در خانه می تالم تا به کار بهای کسان چه
رسد کی که خان دمان خود را آتش در زد و گیرے را از وجه توقع به بحث تعلیم اطفال این
شکسته بال معلم عربی را چند آنکه بیشتر جستم و زربهای کثیر از برای او بدل کردن خواستم کمتر یافتم
و از انیان غرضیکه دارم برنی خیزد خدا از شر صحبت ناپاکان بزرگان را نگاه دارد آن
خود مباد که کودکان را به گم کرده را بهان بسیاریم و عاقبت بتینیم آنچه را نباید دید - آسمان
و سر غیر بر گزشتی و خطر نچ و علت بر سر اگر خواست از دی ست دل بر آن نهاده ایم
که همدین ماه خانه ویرانه را بر جای مانده - دست هر دو پسر گرفته هستند و در لکنت
بسیای عاطفت افادت مآبی حضرت حامدی که یارب مخلد و مستدام و موبد و موبدالی
یوم العیام باد و وطن گیرم تا پس ازین چه آید سر بخت خود گردم این ست مژده جان بخش
و نوید و کشتا که بندگی مولوی نیز انگشت بر دیده نهاده اند توفیق شفیق علی تحقیق رفیق این سیه
مضیق و غرق حریق باد - در آنچه مشاعره می شد مرا نیز به خوانند و کلام را از حد بردند و بصلحت
در آن دیدم که رفتم و غزلیات فارسی و هندی را ادا کردم از سخنان آبدار من جاسان
نمودی سر و شدند و موند و آهسته آهسته چنان سوختند که از ایشان دم و دودوی نماند
جان برادر و قهتاست و کارها روزهاست و را از هانشیندستی بجنک حق از باطل و نور
از ظل و صفاد از ظل و خورشید از گل و باوی از مضل پیدا آید - همچنین اگر بدین مشاعر
و سامره سرفرو و آردم باید که ز رف و نشان از من در گذارند - و معذور دارند که بر اثر
بزرگان قدم در راه نهاده ام و داد و مو شگافی داده - بیتی بجان دوگان از بهر غزله
بر شمای فرستم - از آزدگی سمع نازک شمای اندیشم که نامه بسیار در از شد - اگر فرمان
قلوای شوق سکتم میگوید - می نویسد می نویسد می نویسد - دیگر نظر بر دست و دماغ خود
می اندازم فریاد بر می خیزد که پس ازین سودا - پس ازین سودا - اگر چه معلوم است

که چون از اول دراز دست فلان در وی چیده ام حاقبت چه باده در جام خواهد کرد
 هم بشفاعت یارانش از سرگناهش درگذشتم گو بامن هر چه خواهی کن - سه چار روز شده
 باشد که دزدان خانه فلان بشکافته و هر چه یافتند پاک بربوندگویی در بیداد کو قتلند و
 سرای را بر دقتند چمی بر آنند که زیاده برده و دوازده نرفته است بختی میگویند که عظیم زیا
 رسید و سی چهل هزار از میان افتاد و الله تعالی بانی این مانی خواهر زاد فلان
 و حضرت فلان ارشد فلان علیه و علیه ما علیه بوده اند - و دیگران طفیل ایتان - این کس
 را گناهی نمی نهم - در آب و گلش جز این چیست و زاده کیست - اما آه و صد آه از پستگاه
 خون و خوشیانش تیره درون زهر روزگار بوقلمون و سپهر و اثر و ناله و آنا الیه و انا الیه رجعون
 اگر شتم نیکنی باید داشت و دیده توقع بر که باید گماشت ع پشت بخلق آرخدایت
 پس است - روح الله عظیم مطیع است تو مدی آخر زمانی حاشا گفته میفتم بچنانچه میخواندم
 من کیستم - تا بخردی تبه دای ناسرای - سیاه روزگاری تباہ کاره - مادر پدر رفته دل
 از غمی گفته - دل و جان خسته باز از شکسته به زنجیر رسوائی بسته - غلامی از صحبت خداوندان
 گشته بدینا از همه گر خسته - بر دزدین نارسه - نه نه رسته صد بار رسته - برگردم و دل علی
 بر او شسته دزد با آفتاب پیوسته -

مطلب بحث کے ولے ازمن و جهان از تو یک علی ازمن

فی الحاقه

نامه لغویان رسید عمر بیایان رسید
 خاک فرو خاک شد جان جهان رسید
 الی غیر ذلک - نامه لیا روز از بود بیاری از میان افکنده شد - کان ذلک فی
 ثامن شهر شعبان الحظیم ۸۳۰ هجری بمقام میرٹھ -

نامہ

قول مر اجواب ده راه جفا سپرده نامہ من نمی رسد یا تو زیاد برده

اسکة ستاره بنهم روز شمار شد بنهم
 خواب بیدیه نایدم تا تو چها شمرده
 معلوم رای برادر مهر پرور گرامی گوهر محمد الله تعالی باد که هفت پیش رفت تا نامه در
 ترا زامل و سنگین ترا ز حرص ازین بیخوش بر آن صافی کیش رفته است چندان انتظار
 پاسخ آن را برده شد که دل از جان بریده و جان از دل آزرده شد کو طاقتی که قصه
 غصه و کله گله را در از کشم آنچه پیش ازین بکار آمد بیازوی این مذنب قانی نبود هر چه
 بر لب خامه اشتیاق رسید در دل نامه فرد در نیت حالی کاری دارم و چه کاری و سخنی
 گویم و چه سخنی خواهی جواب آن داین را باز دهند خواهی هر دو را چون جان و دلم در ترش
 اندازند نشنوید فلان نائب تحصیلدار فلان را بر تحصیلداری فلان بفرستادند و هنوز کسی را
 بجای او بر نگماشته اند اگر زانکه هوای وطن در سر دارید وقتست کار را با شنید اگر فرمانده
 استجا بیاوردی تان برخیز و درنگی بر آمیز و تنور سخت گرفت نان در بندید و میدان نیک
 فراخ گوی بریند از آنجا که بیدار شد بسیار آرزو مند بستم هر چه رو نمود باز نموده آمدی
 شمار را می خودید و حاکمید مجال فرصت چون عرصه آسایش تنگ است و سر رنگ
 و پای قلم ننگ همبرین ختم شد و آتش دعوتنا ان الحمد لله رب العالمین

فن قانی

برنتا به هزار تا نامه

از میان رفت زحمت خامه

شرح اشتیاق مرا

لاجرم همبرین و دوحرف که رفت

طلع شعبان سنه ۱۲۰۰ هجری -

باشد

تغزیت نامه سرزند

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله والحمد لله رب العالمين

وردا که در تخت حزن آردون شد	و آشوب پیرودون ز حد پیرون شد
کم گو که بروی دوست زین زد چیه رفت	کز بهجت احمد دل دشمن خون شد

برادر با جان برابر با بقا باد - رخنه شدن سینه ما از تامل وینه معلوم است الحق غنی
در آمد و چه غنی و اندوهی رسید و چه اندوهی نه آنرا سرودن نه این را سرودن اگر هرگز
درین ماتم بگریم هنوز کم گریسته ام و اگر هزار بار بمیرم هنوز حق شیون بواجب نشاخته ندانم
آب چشم ما را چه افتاد که آغوش شیر گوار بر کنار مادر و پدر بگریه پیوستگی مگر از مسقط
الراس رخت بیرون کشید و همسایگی جدا مجد بیا را امید و صد بار آه نه بر تنهای پدر
بخشود نه بر پنج مادر بخشایش آورد گیرم که مادر پدر را بخشودنی نه پنداشت - آخر از برادر
و خواهر کوچک چه دید که از صحبت شان بیکبار به باز بریدنی لے خوب بود اگر دفا نه
کرد بایه عمر پدر مادر بود اگر زود در گذشت شاید فرقانیا بس ازین جگر خراشی و عبارت
تراشی چندین نمک بر دل چاک چاک و جگر زخم دار چه پاشی اگر توان بصبر بے که
نیست آن بچارگان را بر تنهونی کن - آن ای برادر برگشته کار نفسه گوش لمن کن بدان
و آگاه باش که رفتنی رفت و بودنی بود اکنون تو ماندی و عیال سر اسیمه و دو بچه کوچک
تو شهر یگانه مردم بیابانی نعوذ بالله اگر در چنین وقت غمان صبور ی از دست بدی و
از جای بروی دور از تو کار بخون و سر در بیابان نهادن می کشد مصلحت آنست که
خود و ستور خود باشی و مردانه وار دندان بر جگر یفتاری و عجزت از کار روزگار برگیری

ترجمه بند موسوم به مغمم سه دل بر جان منه که دل ناز میوفاست - چون او و هر آنچه هست در و رخنه
قاست در ماتم سید احمد (ابن عیال) سید مهدی علی صاحب قبله در آخر دیوان مشرقانی بعضی متفرقات
باید دید (روحانی) ۱۳۴۱ سرکش - ۱۳۴۲ برادر کوچک کنایه است - برادر عزیز سید علی اوسط
صاحب سلمه الله تعالی بر سر شایسته لایقیم گفتو (روحانی)

برین تا این شعبه کوزه پشت چه رنگها برآیند و چه پیوند یک هفته اگر یکس همواره برستی بایستی
 که پیشوایان ما از محمد تا محمد همه زنده ماندند آری اگر درین چند تن خلعت حیات جاوده
 در پوشانند ندی از جامه خانه غیب چه کم شدی چون این نشد من و تو لا بلکه همه کینه
 و نواز گدا تا خسر و بد و جو قهرمان تقدیرش اگر یک لحظه از پیچده هزار عالم گرد برآرد
 بر دامن کبریائی او اعتباری نداشتند و فرمان نافذش اگر نهال هستی تمامت موجودات
 را ازین و یاد بماند کند که از هره که از چون یا چرا دم بزند شرم باد از خود بهتری را پند میدیم
 و صبری فراموش غافل از آنکه بنامیزد او خود همه وقتی اخبار مصائب سادات لطفاً و دنیا فرافرا
 یاد داد دجان و سر شما همان روز که از سفر باز خانه آدم روز گرفته گرد ما شسته با دلی
 خوش از جهت آنکه از نور دامه برادر بوی سلامت حال اطفال می زد و در دلبیز خانه
 نشسته بودم آمدند و این تیر خارا گذار را از برابر چنان در سینه من زدند که از سوزی
 دیگر سر برهن کرد بر جای سر دادم بعد از دیری چون با خود باز آمد گاهی با خود راست
 می کرد که این خیر ناست گفتم رایی بر آن قرار میگرفت که باشد ناپسندگی داشته
 باشد ساعتی این و ساعتی آن تا مفتی خرد بانگ بر من زد که چه میکنی و در چه کاره
 پرستنده برادر اعلام داده نامه بر نام او بخطر برادر رسیده بوی در خانها افتاده پس
 جانے شک و ریب و ای و صد بار و ای کرا در دل بود که می سگاید که این ماه
 دو هفته درین هفت هشت هفته تا هفته گرم فرو می رود

در پنج آن چشم و آن ابروی احمد	در پنج آن روی و آن گیسوی احمد
-------------------------------	-------------------------------

عزیزت بر آن جزم بود و نیت بر آن راسخ که برسم تعزیت نزدیک برادر برسم و
 دل آزر و در ابجویم و هر چه بخامه دادم و باروی بگویم چون نیک در نگر لیت شد
 موجب مزید ملال است و بس چه هر وقت که آینده در می آید بیا دشما میدهد که از
 برای چکار آمده است - بیرون از آن در ناامای پیشینه مجاری احوال اینجا بر وجه علم

باز نموده شده چون نزدیک چون باز دیگران این دانه عظمی از دور باز دیگر تفاوت
نمیکند بکنه کار و بار سن و ارسیده معذور دارید و این تقصیر از من در گذارید و
ختمست بر دوا که الله علی مصیبتکم و احفظ علیکم افضل منها اللهم صل و حفته
و انس و حفته ان الله و ان الله لرجعون و الحمد لله رب العالمین از جمله داغ پسر زیبا
از روی جل تالیخ این واقعه را سارا است بر می خیزد و لغت کتاب علی قطعه بدینیت

مرده بطرز خنده زود بر صفتیکه زیستیم	بر پدران گریستیم بر پسران گریستیم
چون نبود بدست مار شسته کار و بار	آمده بهر چیتیم خسته بهر کیتیم

رمضان ۱۲۸۸ هجری -

نامه

نامه آمد چه منترخ نامه	نامور گشته نبوک خامه
نامه یعنی بوی گلزار بهشت	خامه یعنی نقتبند سر بهشت
نه غلط کردم نه این بایده آن	نامه نفت در عم مینو مکان
آن علی عالی مهدی لقب	فخر نسل و جان عم و نازاب
یارب از چشم بدش داری نگاه	هم بر آری بر سپهرش پایگاه

اللهم انما این چه لطف بی غایت ست و مهر بی نهایت که مکنت نامه ما را
زودتر جواب نبوشتی یارب که بارادی و شادی دیر بادی دل میکرد و بر آن بود که
نبدی از سوز درون بر آرزوی خویش با برادر مهربان و همدستان باز داند پای
در گل بود و جان بسبل - بضرورت از سر آن در گذشت و آنچه در وقت گنجید بلسان
ایجاز و زبان اختصار در نامه فرو درخت - بدو نیک و پست و بلند و درشت و هموار
و از غلتیکه بالا رفت غدر روشن است اگر چه بعد از وفات پدر ما در لحد هما الله تعالی

فی جنات النعیم قافیه زندگانی بر من تنگ است و تر از روی عیش من بدست
 نفسی چند که مانده است می شمارم و روزگاری که دشمن بنیادمی گذارم با همه بدود
 این پس نازنین چنان نیست که بے رفتن جان از دل برود پیش از آنکه شما بگوئید
 در دل می گشت که اگر اندک فرصتی دست در هم دهد یادگار آنرا موی چند به شعر کنم
 و ازین مناسحت قیامت شایسته نوحه چند گردآورم کفیف که اشارت برادر هم بر آن
 موجب رفت بچشم اکنون آن داعیه کی بدوشد و آن قاعده تاکید یافت و آن
 اندیشه مضاعف گشت انشاء الله تعالی من بعد زود نه دیر هر چه زبان وقت و مسر
 حال المای کند خواهی رسیده خواهی نارسیده می رسد خاطر مجموع باد خدای شمار را
 خیر دباد که از سر گذشت کتاب های این بد بخت می پرسید چه می پرسید - پرسید اگر چیزی
 میگویم از تصویر می رسم و اگر زبان بکام و آسم دوم بر نیارم خون تاب دل کشتی سلامت
 را بعزقاب فنا فرو میرد و قصه در پنج آن رنجا که بروم و در پنج آن دودهای چراغ که
 خوردم آه و صد آه از تلف کردن عمر بناحق فریاد و هزار فریاد از سیاه کردن رق بعد ورق
 ای فرقانی ازین زاری و زاریانه کاری نمی کشاید اگر توانی صورت واقعه را بباران
 باز نمای المی غید خلک حکایت روزی فلان ار شده الله تعالی ورق ابجد سبستی
 و نامه برادر بستی پیش من آمد نامه زو فرستادم و فرخواندم چه می نیم چنان حکمت
 و سطر چندان طغرا و معانی لطیف بر مذاق اهل اشراق و رانجا ادراج یافته با من
 از دُعا بر آن نامه و میدم الحق نیک نیک نوشته اند - یارب آن دل و دست پیوسته
 توانا و تند رست با دو گله دارم نه بر سیل مطایبت سخنی میگویم که در آخر این نامه
 ایامی رفته بود بر آن که با فلان و فلان بنایید آیا چه دیدید که نام فرقانی را بنزدیدیم
 که بجل و بید انشی از موصوف است اگر زانکه با این دوم نمی رسد هر آینه از اولین
 پسر نخواهد و ازینجا محقق و مبرهن شد که پیش برادر آب و روشن نیست و او را بجوی

برنی دارید گویانها بر موضع خویش باش قاتا با مرا خا خا مو خا خا چگونه راست آید سه چار و ده
 شده باشد که فلان با فلان و فلان و دوسه کس دیگر بر صوب ثواب شرب و بطحا و کربلای معلی
 راه برداشت خدائش خیر تخرج و مدخل روزی گرداناد و سر صد چون فرقانی خاک راه
 او باد که مردانه و ار قدم در راه مجاهدت نهاد و مقاساة این سفر هول بر خود اختیار کرد و اتفاقاً
 من و برادر فلان از برای وداع او رفته بودیم مردی دیدیم سلیم دل و ساده گویا
 چندان سواد می نداشت و ای بر ما که این همه می شنیم و دل از خان و مان برگزفت چنان
 راه صواب را بر نی گیریم توفیق موفق بے جهد و چون رهنمون این خسته درون باد
 بالبنی و آله الامجاد بحسب حال میت که دوسه بر زبان مهربان نام پیاپیان سید

همه همت گردید و ارا لیللا	خدا یا رسالم بام ایشری
شود و در غرق نارا این حریق	گذارد اگر حج بیت العتیق
و زان پس من و شهر پاک سول	پس عمرت دردناک سول
دور و دور و از دو چشم ری	روانست تا بار شام بنشیند
چگفتم بنده است آنجا دمام	درو و و و و سلام سلام

کتبه العبد الضعیف الذلیل الفانی الفرقانی من بلدة میرت حرمها الله عن
 الحافظ سکان ذلك فی ۱۴ شوال المکرم ۱۰۸۰ هجری نبوی صلعم

بها

زود آ که نسیم مشک بو باز آید	گلشن عیش رنگ و بو باز آید
آمد که فتنه باب دولتیاری	وقت است که آه با بجو باز آید
پس از مطالعه دعا های اثرناک و تحیات پاک اعلام رای مهر گرای برادر محبت خوی	

۱۰۸۰ هجری است مصائب ۱۰۸۰ که منظمه ۱۰۸۰ نجات - آنرا دی ۱۰۸۰ و دریا ۱۰۸۰ خدا ۱۰۸۰ خدا -

مبارک روی - کیای دارالملک صدق و صفا - خدیو ولایت مهر و وفا - آفتاب
 درخشنده مطلع بختیاری ماه تمام بُرج کامکاری ابن عمی المرحوم السید مهدی علی تحصیل
 طایب محنته و علت همته و اصله الله تعالی حاله و انفع اماله و احسن ماله و
 زینت وصاله آنکه از همه پیشتر و بر همه اول مبارکباد گویم و تنبیت سرالم خوش وقتی و خنک
 ساعتی که بشارت بشارت نامه شمار ابن دادجان من و جان شما از این نوید و لکشا و
 مژده جانفرا با همه علل صد پیرین بر خود بالیدم و کلاه برهوا انداختم و روی سپاس
 بخاک نیاز بالیدم یا رب روز تار و زکار شما بالا گیراد و خدای تان پاکگاهی و رای
 فکر ت کار دانان روزی گرداناد - رخنه های که بجهت نزول حوادث مترادفه
 و حلول و قانع متواتره در بنیان دولت این خاندان که دیروز است خویشان
 و بیگانگان بر در شک بردندی راه یافته یقین دانم که زود تر نه دیر پا لرزدی قبال
 شما آن همه را بر بند و با هنر از بیم طالع شما گل رفاه و کجیح از سر بختند یا رب سیب
 عین الکمال از روزگار آن بیحال بهصرف باد لجه و آله الامجاد - ای بخت خود رای
 چه بودی که امر و زید زنده بودی و مثال این شغل را در دست برادر دیده در روی
 آویختی که ای پدر در دست چه داری نفسی بمن ده تا بنیم - برادر ما گفتی نه جان پدر بکارت
 نیاید آخر آواز سر مکاس باز نشدی و برادر بناچار پنج شش دینار در دامنش ریختی
 و صلح کردی آری شادی تمام و سرور کامل نصیب کس نکرده اند از اول آتش در
 زند پس آنکه آبی پاشانند نخستین تیر بر جگر اندازند و سپس بر همی نبوازند نه چه گفتم
 و کجا رفتم چون نوش و نیش و مرهم و ریش همه از دار و خانه حکمت حکیم بر حق است
 جلوت دست و بهر حق حکمت که از هر که سر باز زند یا دم ناسپاسی بر آرد در همه حال
 بر صیبت با صبری باید و بر نعمت با شکر تاحق بندگی گزافه شود - زیادت نکند خم سینه

خود و برادر پراگندن روی رانه نیمه که فاله زخم و چه فانی که اگر شام قدر آنرا بشناسید
 و بکته آن فراسید و بغور آن فرو روید فرقانی فانی را در کمال تخریج و غایت نکته دانی
 سلم دارید. اینک بیرون دهم گوش نهید و گوش دارید و بشنوید و در نگرید که تاریخ
 هجرت هزار و دویست و هشتاد و هفت میش نیست مستوفیان دیوان شیتت حالی
 بقدر احاد و عشرات آن برات و طیفه برادر را مجرای داشتند مانند مات والوف
 پس از خواست از روی سالی چند را مواجب برادر بآن مقدار می رسد اینست نشان
 بخت و دولت و فرخار و امارت بزرگی و ثروت و وقت آمد و دل بسمل میخواست و حال
 که از پند نامه حضرت عم منوکان کلال محض و صابا لرحمة والرضوان که در ایام شتفا
 این کینه بچنین کار با نوشته اند و داد کار شناسی داده نکته دوسه بهتر از لولوی خوشاب برتا
 شاکرم تا بکه بکار آید گوید تلك بضاعتا ردت الینا اول و هیچ حال اندیشه
 خیانت و خاطر طمع را که موجب چندین ملامت و خسارت است پیرامن ضمیر راه ندهند
 دوم کارے که بایشان حواله رفت بشیت آنرا بر همه کارها مقدم و راجح دارند
 سوم همه در آن کوشند و همت بر آن مقصود دارند که دل کار فرما بدست آید و بخلات
 او سخنی و کرداری نعل نگراید. از رنجانیدن دل خلاق بر خد باشد تا حکم الحاکمین خشم
 نرود باقی عاقلند و بدان اطباب چه حاجت. من با خود میگفتم که نامه پیشین را که شتم است
 بر بے مقاصد و حکایات و معاملات چرا جواب ندادند که میدانست که چنانچه درین رقعہ
 اشارت رفته خود آن نامه بشمار سیدنی فایده که بعد از رقعہ شمار سیده باشد بارے از
 رسیدن و نارسیدن آن اعلام بدهند و از دیگر چیزها نیز که در آن نامه بسی تحریر یافته
 غافل نباشند. برادر بختی عرش عظیم که بعد از گذشتن سایه پدر و ماد از سر شوریده نه معنی
 ۵۵ یعنی جناب سید محمد و از علی صاحب قبله است سنت کثر ضلع جالون که تاریخ ۲۰ شعبان ۱۰۰۰ هجری
 مطابق ۲۱ رجب ۱۰۰۰ هجری انتقال فرمودند و در کاپی مدفون هستند (روحانی).

در دل می گذرد نه رای شعر و نشاط سخن میخیزد کدام شعر و چه معنی بلکه زندگانی نیز آرام خاصه
 که هم بیمارم کافر ام اگر بعد و دواع آنان آبی خوش خورده باشم چه دانی که روزگار چون
 بسر می برم و چه روز و چه شب بر من می رود گذشت از اینها در وفات پسران خود
 گاهی مویه بشعر کرده نشد چه پسر و کدام پسر با آنکه از بد و طفلی تا این وقت از دل جهان
 میخواهد که شعر در ساخته با آنکه حضرت سید الشهدا سبط محمد مصطفی علیه السلام بر آنگزید
 از دست بر نمی آید و ای من و وای روزگار و کار و بار من لیکن ندانم که تا مگر این
 پسر چه تا مگر است و فراق این پسر چه قیامت که بجز زحمت تفکر و مؤنت و ماغ مرثیه
 ده خانه که درین روزگارش بند خوانند اقدا هر خانه یازده است که مجموع یکصد و ده
 بیت که نسخه آن باین نامه ارسال داشت الحی بیج سخندانی باد شاهی را ازین
 جنس مرثیه ساخته این جوش خون مست که از جگر ریش مای تراود و خونا به خویش
 است که از اندرون بیرون می چکد شرمم باد چه گفتم ناقدی چون برادر همه آن
 انگاه ژا رخانی و دراز لانی که چه چون در می نگرید بخود در می پایید که چنان داد نوصه
 و سوگ و زاری داده شده اگر تعزیت نشینان و ماتم داران من بعد تا بقیامت
 جز باین نوصه لب نمکشایند نیز است و اگر بعد ازین سخن بر همه جرائد و خطاطان کشیده
 آید و در برابر دزدان و گان شمسیم بجای می آرند برادر زادگان ما را نیز دعا ای
 سوزناک بر ساد الله که هر من قبل و من بعد له الحکم و له الملك و له الشان و له العیون
 و ارحمنا بالاحسان بحق سید الانس و الجن و الالهة و الشان و العیون و بس
 در روز یکشنبه بست و سوم از شهر شوال سنه هزار و دویست و هشتاد و هفت
 هجری طبرستان بلاغ یافت

نامه

عونا یارب

مخاطبه گرامی عیسی مکتوب نامی

آنکه گریه فلک را دیده میبایستی	ورج و مرج او طراز حکمت ترساستی
حرف حرفش گرزبانی و روانی داشتی	عبره از دریای دانایان مغرب خواستی
نقشبندش هستی اردو گیر کیشش	الحق این نامه بر آن بر حجت پیداستی

که از نوک کلک مشکین نواین - برادر مهر گزین اعقاب تمکین - جوان بخت دولتیار
 حمدی علی السید تحصیل در راه فی عاقبت تعلیمه تمام زد این تنها مانده شده بود در اسعد
 اوقات جلوه و وصول نمود و گره عم از دل بکشود و بر نور دیده و سرور سینه برافزود یارب
 جهان بے برادر مباد آنچه در آنجا از بنفش و دانش این قوم باز رانده و تماشیل و لفریب
 انگیزه اند معلوم بنده شد اگر چه نقطه نقطه نامه برادر سرزای آفرین ست اما یقین است
 که بچنین ست عبارت کردن چه حاجت همین نکته بسنده است که بخت نامراد دست
 نگر گرفت چون از لوحه قضا صد گونه محنت نصیب ما آمده این هم بالائی آنها - آن صد
 و یک گیر دس - می بینم که بسیاری از سخنان را که در دو سه ناغمای پیشین سبق رقم یافته
 بجهت نابودن فرصت یا بسبی دیگر قلم در کشیده اند - و پر توالتفات بران نمیداخته فلاجرم
 ضرورت شد که پس ازین داعی نیز هم کتابت را دراز نه کند و بر آنچه ضروری ست
 قناعت ورزد تا پاس اوقات گرامی برادر را داشته باشد و زحمت فصولها برده
 آری آنها نسو برادر دانند - امتحان کار دانی ازین سوا این واپس کار روان در امتحان
 آنجهانی - هر باره در دسر ازین سخنان که نه بکار دین آید نه در دنیا بشنید دادن چه لائق
 چون این رفت پویانی کیت لنگ خامه فرقانی فانی در عرصه معنی و لکی نگاه کنید

و به بنید بر رانی روشن برادر روشن باد که تا شسواران مضاردری یعنی آنانکه این
ضعیف بر اثرشان گام میزند شبیدیز فکرست رازین کرده اند جز آهنگی و تیزی
گوازی روی اغراق و مبالغت که از مجاسن شعراست و رانی اندیشه عالمیان پیش
از دیگر جنس رفتار اسب و امثال آن حسابی بر گرفته اند - آرسه در عهد زندگانی
پدر بزرگوار حضرت علی (ع) که در ناحیه مغرب زمین اقامت و بامرج
آقا حسین پنهانی و دیگر ثقات عجم صحبت داشت و انثای خریذ فروخت سیان ترکی و تازی از لفظ کالمیان
استماع رفته که آنان این جنس رفتار را که مختار قوم بافرینک ناکست منع گویند و جمعی که بزرگ
سن من مردم طهران که مردودار الملک ایرانست و فصاحت این شهر چه نازا که بزرگان سپاهان و
شیرازدارند و در ترازوی فصاحت کسی را با خود نگی نهند این نوع خرامش را پو تا خواهند
چون جوش را اگر چه از گوهر لفظ توان شناخت که صلسش ترکیست نه دری و پهلوی لیکن کسیکه
یکبار به ایران رفته است یا بهم صحبتی اهل عجم شبیه را بر دوز آورده نیک اند که بسیاری از لغات
ترکی بر مشابتهی جز و زبان فارسی شده است که مردم ایران اگر تبرک نهانگویند ای مقصود
کردن الا بتکلف چون محک عیار صحت لغات جز محاورات زبانند آنان نیست پوتما
را پارسی دلی توان گفت این بود آنچه زبان وقت بدان یاری کرد و خاطر شکسته بسته
بر این سواری باقی بر حکم فضل بعضی که بعضی اگر کسی بهتر از آن بداند چشم مار و شن
از و استفسار توان کرد - آنچه نظم این مستهام بے نظام را استوده اند از موساسه مواخاه
بر بی نیست اگر نه شوریده کاران از کجا و سخنان چیست و شیرین از کجا مبادرت بعذر
این اصطناع ازین فرو مانده تعذر است ناگزرد هم بالطف شما حالت رفت مگر شنیده
باشند فلان تافرخ ^{مصلح} را بعفت و زجر ازین شهر بیرون کرده اند و قریح آباد فرستاده
چه حلیتها که گفت و چه رنگها که نیامیخت فلان که بفریادش رسیدی چند آنکه اری کرد
یکه اعون سیدانور شاه قطعه تاسخ و قات آن نام دارد در آخر دیوان فرغانی بذیل مقطعات مندرج است -

خوارى دید و چندانکه بنالید سیاست گوشش بالید۔ در نگرید کہ تا علم خدا بچہ مقدار است
 در ایام پیشین مردم بہ عا خواستند سودی نداشت۔ چون فرمان او بران رفت روان
 رفت و کہ تکی ختہ بنص و نہ گویند آنجا حاکمیت تندخوی بہانہ جوی۔ ہر آئینہ این
 فرستادن کم از باز خواندن نیست انشاء اللہ تعالی رسیدن ہانست و باز برگشتن ہان
 نہ در میرٹ بلکہ مہتمم^{۱۱} خلقتا کہ اکائیہ تنہ چند از حرفیان ظریف و از ظریفان حریف
 میگویند کہ در قدیم الایام فرخ آباد از اضرب سلاطین ہندوستان بودہ است میر و
 ہا سترخ و سپیدی از آنجا در ہم آرد و آنی لہ ذلک^{۱۲} درین ملاحظہ اشارت رفتہ است بر آنکہ
 مسودہ فلان را کہ پیش فلان است بتانید و نگاہ بکنید کہ چنانست چہ و اندک بچہ جاری
 حالات اینجا چگونہ است۔ دیدن خود فلان تا مارا میسر نیست تا بجا غذا چہ رسد اتان
 کہ دیدہ اند کلاہ گوشہ بطارم بیت المقدس می شکند و چون دیوانگان دیوانی از چون ما
 بے مسلکان روی در ہم می کشد بارے معذور دارید۔ درین کار در گذارید۔ واقف
 رموز حالی و مقالی احسان محمد سید جلالی کہ نہ بس دیر چار یا پنج سال شدہ باشد
 ہمسفر شما بودہ اند و نہ نگریم و شب ہمہ شب در شما آتش تقار و غنا پر گیر و دار با لا گرفتہ بود
 نہ شمار ابر حال شان و قوت افتادہ ایشان رفتے دوست را از دشمن باز شناختند
 آخر چون آفتاب سر بر کرد چون صبح بصدق و صفا انجامید درین چند وقت در دیوانخانہ
 شما نزول کردہ اند و سلام با غرام تمام میدہند و آرزو مندی بدیدار شان چندان دارند
 کہ در دفتر بانگ تجا للہم اذ قہ ما یقنناہ و سبب آمدن شان در اینجا جز غم معاش و
 طلب کفایت چیزے دیگر نیست و العاقل تکفیه الاشارة دعای استقلال و اشکال
 اقبال فرخ قال خوشیتن را کہ ازین شکستہ بال و خستہ حال درخواست کردہ اند خود پیش
 ۱۱ اور کوئی جامع ایسی نہ تھی جو اسکی مدد کرے۔ ۱۲ منہا خلقتا کم و فیہا نعید کم۔ ۱۳ اور
 یہ وہ کس طرح کر سکتا۔

ازین معنی بالغه ووالا افعال در همه احوال بر سبیل وصال بے اعتزال و استتمال از روی
تضرع و آتہال^{۱۹۲} و حضرت قادر ذوالجلال و کریم لایزال باین کار از میان جان پائمال^{۱۹۳} استمال
و اشتغال^{۱۹۴} رقی الحال استمال فرمان آن بے ہمال کارا بیشترک از بیشترک بآن پیشہ اندیشہ
اعمال و اعتمال^{۱۹۵} رفت۔ و اللہ اعلم علی کل حال نسئلہ خیر المرجع و المال السلا
ولا کواہ۔ و در دیدہ گان رمدیدہ و آفت رسیدہ دعاہای کافی و شافی مطالعہ نمایند و بس
۱۰۔ ذی قعدہ ۸۶۴ ہجری۔

نامہ

حسبہ ریلے منی کل مرے

و نامہ ز نسخ برادر رسید	تو گفتی ہم شیر و شکر رسید
جو او وی و دالی کہ در لفظ دوست	و ما دم ہیا مد و نامہ زد و دست
اکہی سبھی دہ و د و د و د ا م	گر داد ہفت و ہشت جز بکام

پس از ارسال سقنہای دعا و ثنا اعلام را می برادر بیریا آنکہ بچاند کہ درین چند گاہ
و جینی پرند یاد و نمکدان ہند معنی ملاطفہ دوا ز پے کید گیر از بلورہ برادر رسید گزین محصل نامہ اول
آنست کہ مرثیہ خونین فرزند نازنین را بار دوم بر صفتے ستودہ اند کہ در صفت نیاید۔ الحق
کہ حق شکر اے آن ستائش و مرتبہ دانی را بسالیان نتوان شاختن فکیف گذارون شکر و
سپاس گفتار بنبدہ و خود بندہ نیز ہم کہ بدترین بدان و بدروزگار انست ہیچگونہ بدان نیز ز
قاما از انجا کہ ہر بانی مینائی برادر است میش از ان چشم دارد۔ و نیز و بنشاندہ مراد ہای
دارین در کنار شان نہاد و آن اصل طیب را کہ ایشان فرع آنند رحمت کند و سخنے دل
تنگ خار خار دارد اگر نہ گویم دل نہ بد و جان بد ہم کہ بر عنوان نامہ موجب بیرنگی نامہ را

۱۹۱۔ ہیشہ بلا وقفہ ۱۹۲۔ اورنگ سستی ۱۹۳۔ ماجزی ۱۹۴۔ شامل ۱۹۵۔ شغل ۱۹۶۔ عمل ۱۹۷۔ سقتہ ستغفہ۔

نابودن ٹکٹ نوشتہ اند۔ آیا ازین پیرنگ چه صورت توان بست و این نیزنگ را کہ دم
 فرہنگ شاید شمرد۔ حاشا چنان بگاگی چنین بگاگی و با آن سرنگی این دیوانگی۔
 قلم ایخار سیدہ بود از ناگاہ عقل در گوش من گفت ای فرقانی آشفته دماغ کجا رفتی و نقش
 بستی نہیں کی کہ برادر خطاب فضل المرء محبو بوضعتہ با تو کردہ وہم ازینجا ناداشتی ترا
 بیرون بردہ۔ برو خوردہ گیر و سرخوش گیر۔ بانگ عقل زد کہ ای خود رای ترا چہ شدہ است۔
 ہنوز بے برگی و دست تنگی این ضعیف بآن مرتبہ نیجا سیدہ کہ از گزاردن دوسہ شہینہ مزد
 قاصد و نامہ عاجز آید۔ باری شکایت ازیشان ہم برایشان بردہ شد تا چہ فرمایند مگر سخت
 برادر بندہ نہ بود کہ در بزم فلان نیز نام این شکستہ نام را بردند۔ و در گردن جانم طوق بر
 طوق احسان کردند شکل کہ از رقت^{۱۹۱} این منت رقت مسکنت تا قیامت خلاص یابد
 بالجلہ بر قول برادر خربا بن مفاخرت و مباحات ہنری ندارم کہ در شمار پرآوردن شما تم
 بدان مینید۔ ہر چہ بجای من بکار برید و گوئید جاکید بد و نیک ما ہم بشما باز گرد و با ہمہ تشویر
 می خور مخلصیت می برم زیرا کہ نیک الم کہ بچ ندانم پیچ تو ہم کا کجے چیزی بدستی تا تحمل این شاگرہا
 تو آستمی آہ آہ پشانی چہ سود کا ہار دست بلکہ دہماز کار رفت ذہب الشباہ خباب الامیس
 الحق اشد القصص فوت الفرح آری ہر آنکہ فرمودہ بزرگان را کار نہ بند و باین روز
 بنشیند و ہر کس کہ سر از رای ناصحان مشفق بر تابد ناپسندید گیاہینہ متوقع از ضائل محمودہ
 برادر چنانست کہ این دو سطر بیتکے سہ چار را سبج والا فلانہ برسانند و چون باقتضای
 مصلحت پاسخ گرامی نامہ ای آن گران مایہ پربیل تفصیل در زبان آورد و سمت تکمیل
 یافتہ اولترانیکہ این ہم برین مقدمہ رقعہ بیابان بردوس۔ والحمد للہ تعالیٰ ولا و آخر
 وظاہراً و باطناً و صلوة علی شفیعہ المذنبین سید الاولین والاخرین المصطفیٰ اللہ علیہ وسلم
 ۱۹۱ آدمی کی بزرگی کا شمار اُسکے رزق سے ہوتا ہے۔ ۱۹۱ رسیان چندان غلامی لے کر جوانی لے گی
 جیسے کل کا دن۔ الحق بڑا غصہ فرصت کا بھجنا تھا ہے۔

قطعه

بگری های چشم به بیداری کالای سخن
گر زرنجته و سیم ست و گرسنگ و کلوخ
چه مطاعیت نکوهیده سخن بے سخنی
دار و بیتی که شنیدی شده روشن امروز
خاصه فرقانی سرگشته که باشد با بے
خواجسته چشم و بخرد و انا و حکیم
لیکن ابر کرم آنجاکه چکیدن گیرد
عذر این لطف چه خواهیم بجز از تشردعا
برخور بنده فرمان تو را قبال و مراد

که نه سجد به ترا زونه حسریه ارازد
حسرت سخن هر چه بود اندک بسیار ارازد
نه بر ارازد به بسیار بان نه به بازار ارازد
کاکه یک بیت زند سر زایش و ارازد
که تحسین چنان صدر نکوکار ارازد
که در حرف خوش او صد در شهوار ارازد
تازه روی نه همین گل که گل و قار ارازد
کان نه در نامه در آید نه بگفتار ارازد
دشمن جاه تو خود نکبت و ادبار ارازد

۲۰. ذیقعدة الحرام ۱۲۸۶ هجری

بسم الله

ای چه پدر دولتی و خستیار
داعی حبان تو مبینا در نج

شغل بزرگان بتو فرخنده باد
حاصل جاه تو سرافکنده باد

بعد از دُعا و ثنا نموده می آید که پس از دو نامه از برادر گرامی گوهر ستوده سیر کمال الهیاتی
ادب السعادة و خصوصاً بالشرف و الزیادة در رسید. الله الله چه نامه نکست یکدی
در آن پیچیده و عطر فوق و خوشنوی بر آن ماییده بحمد الله که برادر ما بر سر عمل قدیم آبارفت اگر
خواست خدا کیست انشاء الله تعالی زود نه دیر بر متابعت عم بزرگوار علیه رحمة الله کار
برادر روز تماروز بالا میگرد و بجای میرسد که باید رسید کوا حول قلوبی که ازین ماجرا با او نکته

گوئی و اوچشم خون درین گریستی و پنهان گریستی و در پیدایز هر خنده بیرون بردی - یارب
 که این صمود و مجنبن صمود و زافزون ارزانی اختر طالع فرخ برادر باد - تالندگی مادر
 فلان شفا لہ اللہ تعالیٰ بحق سیدالابرار و آلہ الاطهار - در از کشید خدای رحمت آرد و ہمہ
 رنجور ہیا از و بگسار دہ آہ و صد آہ این امراض از عوارض جسمانی نیست لایکۃ ناسور
 پنهانی روحانی مرگ پسرش ہر لحظہ تازہ است و جائے آن دار و وقفہ اللہ تعالیٰ للصدور
 والرضا بقضائہ صلیتہ کہ در فرستادن قصیدہ و مفرغ پیش فلانہ دیدہ اند و اندیشہ کہ سگالیہ
 اند الحق کہ از لطف برادران بہ ازین چشم داشت دار و عذر این منت را خواستن حد
 خامہ و زبان نیست جواب آنکہ این ذرہ فانی از سیاہ کردن نامہ و خامہ و ارسال
 قصائد و عرائض لایکۃ زندگانی نیز ہم نہ بر نوعی و بروی دست دادہ است کہ من بعد
 زبان را طاقت گفتار و خامہ را نہ فرستہ جنبش باشد بکہ معذور دانند و مرہمن بگذارند
 همان افکار کہ مرا بخوانند و ہر کاسے بر نشانند روز کے چند همان شورش خاطر و سودا
 دماغ و ضعف قوی سر برزد می چند شستہ و بر خاستہ گیر پس دستخوش شہادت باندیشان
 بودن کہ چہ اگر چنانچہ در مصلحت و رنج و ہرجای بواجب این و آن معلومی ماہ ماہ پیشکش
 بندگی حضرت فلان مادام اللہ ظہم العالیے میکروہ باشند روح پدر و جد برادر از برادر
 خوشنود و عاقبت محمود میگردد و بمنہ و کرم و فضلہ و مہولہ پیش بہ دانند راہ صواب نمودم و
 ثواب بردم الا غیو ذلک تہ ۲۰ صفر ۱۲۰۰ ہجری پنجشنبہ -

ماہ ۱۲

ویرزی جان برادر ویرزی

شاد باش اے راحت دل شاد باش

و یکک امروز چہ خوش روزے است کہ از آسمان رحمت باران فرو دآمد بروی
 زمین مردمی نامہ برادر دل گم بودہ ماہ اچنانچہ شاید کجبت - بخت اندیشہ گرمی و جوانی برادر

با خود میگفتم که ندانم این بار چه خبر با و چه روین با از آنسوی فرستند - از اینجا ترسان
 ترسان هر فرشتا که شکستم چه بنیم جهان مردی در کاخد پیچیده و دریای حکمت علمی و نظری بخوش
 اندر آمده - دیگر چه گویم - جز آنکه چنانکه مرا از خود خوشنود کرده خدای تو از تو خوشنود باد
 بخلاف روزهای رفته امروز از بدگمانی خود شرمساری بردم و برگفتار و کردار خود تشویر
 خوردم و یقین دانستم که برادر ما قالا الله السیئات بجای که باید رسید رسیده است و
 شیمه بزرگان که باید گزیده گزیده است از اینجا که کرم برادر است شیم دارم که در گذرانند
 و بر پریشان گفتاری این سراسیمه گردید چه گویم که بر من چه میرود یا رب این سیاه روزیها
 روزی کا فر باد چون این معلوم شد که عذر هرزه لایه بار و شن است الحق این نامه که
 فرارسیده است نامه نیست لایکه آتش دل و تازگی و داغ و راج روح را فرخ تعویذ
 است یا نشدم باشد اگر بعد از مرگ عم و پدر حضورها الله تعالی معزلا برادر الاخیار این اتفاقات
 و مردم و آری از کس دیده باشد - یا این رفیق و سخن مرا نیز از کس شنیده بازائی این
 تاملت و تفقد چه کند جز آنکه هر دو دست بدعا بلند بر آرد که یا رب یا رباه ترا بجا محمد و آل
 محمد که بر تن برادر ما تاب و خاکست با دے گرم و ناخوش موزاد و از گرم و سرد و نگارش
 تا گرم و سرد است گزندے مباد زیادت بر من درین باب مصلحت بنی تا بد نیاید که بوی
 ریائی بر زند ناگزرد و هم برین و در حرف زبان بکام اندر کشیده آمد ارجو که همواره گوشه چشمی
 ازین سود بیخ نذرند و تا توان هم برین فرع سایه بر کار کار افتادگان اندازند و من
 یغفرن حسنة نزد له حسنان الله غفور شکو دارے انصاف و هم که گفته برادر همه راست
 است و درست نواب زمان و دوا و ارحم ثانی نه بر نوعی دود ساز و وجود من و برادر بر
 آورده است که من بعد یارای مکاره یارائی مجادله آید و روز کے چند از عمر فانی باقی است
 بصلح و صفا باید گذشتن تا چه رسد و بس - صلح ریح انسانی مشه هجری -

خدا سکوبرایون سے بچائے - ۲۲ جون کی کرے ہم (خدا) اسکی بھلائی زیادہ کرتے ہیں خدا غفور و شکور ہے

پنجاه

بسم الله الرحمن الرحيم

خدا کردگر برادر کوچک ما را صدقاً و کرامتاً بزرگ و عیشی و غنید بباد عیادت نامه
 تا توان نواز آمد حسنت زهی پرش بموضع دیر است که گفته اند دیر آخی و در دست آخی -
 اینجا از نجات کار دیگرگون است چه کنایت رفته که دار و خور و زین اعلام داد - فلان
 بیمار بود و درست شد - چون بنای استوار و یقین بر نوشت های این و آن نهاده اند پر سیدن
 از ما چیست با چندین تشویش و پرانگنده دلی که رادل و بد که نزع و هنگامه بر خیزد و قصه بر
 خود و دیگران دراز کند تا بداند که در دنیا کسان هستند که رنج دیگران را راحت پذیرند
 و مرض مردم را سخت شمارند و لا مفاهنة فی الاصلطلاح دیگر چه گزارد الله المستعان
 صورت واقع بر استی آنکه بهیت تا سید سجاد حسین عجل الله عافیه تپ زده بگرفته در
 وقت نوبت بر نوعی بیوش می شود که کار از دست و دست از کار می رود - هر چه دار و
 عزیمت و دعا و هر چه بدان ماند بکاری آید کار می کشاید تا در پس پرده چیست -
 اگر توانند سلسله دعای و تضرعی در جنبانند اگر نه آنستی که آزر م برادر سر راه برخاسته انا مل
 من گرفته است دیدی که گفتار تا کجا کشید - نه نه چه گفتم

چون طرف توانستین از دعوی گویائی

نه تاب و توانائی نه صبر و تکیائی

چال بر آن بود که از نامه و جواب بے حاصل در گذرد و بکلی دم در کشد عاقبت بخود اندیشید
 که برادر صهربان پس از چندین سال اندک گردمدا می گرد و بر بنجد کام و تا کام صورت
 حال بر آن موجب که هست و بود باز نمود و السلام کوفت برادر از قبل نوازل در عین
 عین زندگانی را که خود از پیش برگرد و داپناشته شده است تباہ تر کردیاب که هر چه و تر
 رنج راحت و کوفت بلاست مبدل باد اعاذک الله تعالی بالصحة والشفاء محبت

سید الانبیاء و آل النبیاء علیهم السلام و بس چارم شعبان سنه ۱۲۸۹ هجری

نامه

ای نامه زیبایت جان داروی بیاران
با ناز و غم زی در شادی و غمت مان

میخ قلمت بر ما چون ابر شفا باران
تا آنکه جهان بنیدستان شده هشیاران

پس از دعوات محطرا اعلام رای برادر نامور ادا هم الله تعالی آیه آنکه چون درین شهر کبیت
قهر حضرت قمار در یاس و بای جا نگز بجوش اندر است و دروخ فولاد که از تپهای تیز خور
تا کره اشیر شعله کشیده خاصه که از ده پانزده روز بهیضه مخوفه الله تعالی بنیادها نیز هم
دست تطاول از آستین میداد بر آورده و در هلاکی خلقان بر شتابی دست نموده که هر
روزه چند س از جوانان نازنین و کودکان مهجین با خاک یکسان شده و می شوند با هر که
پیوست در حال از جان برید با هر که در آویخت خوش چون آب بر نخت بهر خانه که گوش
فراخی با تم غفل و خروش و بر راهی که دیده برگماری جنازهای دوش بردوش تا از کار
ساختن آن کی باز گردند این دیگر بردنی است و تا او شیخ آن بر آسایند این نجاک سپردنی
نیک و بلکه میاری از خانه خراب شد - و زهره با آب که حساب آنرا جز علام الغیوب
کس نتواند و نداند هر لحظه و نفس پیش از قیامت و قیامتی تازه و سختی بے اندازه مشاهده
می رو و نگوذ بالله من غضب الله سلست که با این قایل و نواب اگر چه صورت نه بند
اگر تنی قیمت زده زندگی است گزشتن شب و روزش بر چه موجب خواهد بود القصه
کما هی حالات نه گفتنی است و نه بشتنی - درین هنگام عقوبت نشان نه خامه را بنشین
نه طبع را یا رای ترسل و تکلف ناچار آنچه از ان نگزیرد تقریری اقتدا ز نا خوشی عبارت
و معنی و ترولیدگی الفاظ و مبانی در گذرند و در گذارند که چنانچه بالا نموده آمد عذر روشن
است با این همه دل ندا که پاسخ نامه برادر بر فردا اندازد که داند تا فردا چه رسد -

دل از جان برکنده ام و جان از دل بریده ام. الحکم و الامر اگر زانکه توانند در چنین
سگین و قحط و ناخوش زمانه بدعای و بخت منت ننهند انشاء الله عاقبت خیر خواهد بود
و الله مع المحسنین صعب ترین و دایم و بدترین بلیه که ازین و بابا روی جهانیان آمده
وفات سید جلیل است علی توڑی الحق الله تعالی بامسلاحه انت الله و اننا الیه
راجعون علی از مجاری حالات این ضائع روزگار آنست که قرب ما ہی شده باشد
تا بنده با پیران و مادرشان تپ گرفته و در دهمه اندام که بلا نیست عام و مصیبت تمام
بر وجود ما توان که خود بیشتر که دولت و تندرست نیست استیلا یافته اگر چه بفضل و منه
و طول و حوله این عوارض امراض اند که روی در کاستن ننهاد اما با این بابی
هوئی که از چار سوی بلند است که پای دار و نه جای اقامت نه پای گزیر نه خنجر که روزگار
ناخوشی هر چه تا متر میگذرد و بشیره از حالت شبان در از سایه سخنی نگذار و فقیه که خاطر
نازنین برادر از جای در آید و آن خود مقصود نیست الحق طرفه وحشتی و عظیم و بشت
روی می نماید یارب که این لیل و نهار و روزگار تا همواره و زری دشمنان مباد از انجا که شب
تا روز و روز تا شب خاصه درین زمان تصور و حال می بندد و آرزوی دیدار میرود
شب پیر برادر گرامی را در خواب دید خاطر امید بخشی بیاید و بگوید که تعبیر راست آمده
یعنی امروز نامه و نفروز در رسید و انگاه چه نامه مفرج خسته دلان - تعویذ بازوی مقبلان
نمک از عکینان - اندوه زدای مسکینان - بشارت نامه عجیب مبارک سر و شایع
یارب که با این مراعات گوید ویرایش برادر و اولاد برادر را چشمی مر ساد بالنون
والصدا اینجا آنچه رفت بنده است باقی ماجرا در نامه اردو و فرد و رخت السلام و هو خیر
الحیات - سجاده و کراواتها الله تعالی تا وقت نگارش نامه زنده اند - دنیا ز مندی
و تسلیم و بندگی عتی دام دوره نازنده - اعز خیر الامور یعنی علی او سطر او عالمی اثرمند
۱۱۱۱ دید عوض علی صاحب مرحوم متوطن قریه تیوره تحصیل با پور ضلع میر شمس - رفته بنام شان آئنده می آید -

برسا واللهم اجعلنا من المرض والوباء والجلاء بحق سيد الانبياء وصفيوة الاولياء
عليهم السلام حردہ بینہا المدنبا لکیت الضعیف الفکا السید احمد حسن الفرقانی استعملہ
اللہ فیما خلقہ لہ وشقہ لغائہ فی سلخ جمادی الاخری ۱۲۹۹ ھ ہجریہ در عین جوش و بالغی بیضہ
و تپ جانگزا بسلطہ میرٹھ۔

بہار

بخت بیدار ز ہی بخت کہ در خواب آمد
عیب نبود بردانندہ حدیث نعمت
آباد بر شب دوش کہ چنان در خواب دیدمی کہ برادر با عمامہ سبز بر سر و جامہ تنگ
ہم بر آن صفت در برابر سوی خانہ خویش پیر تلہا ہد کہ بنزدیکی خانہ ماست ایستادہ است
و پنداری بر آنست کہ گامی فراتر بکشد تا بنزدیک بندہ بیاید۔ من و مردی دیگر کہ پیش
من نشستہ بود از جای خود مشتاقانہ جستم کہ اینک فلانہ ایستادہ است و بس چون تہمت
استننا از صل رنگ سبز دارد و از خاک سر بر آرد و او را یہای زرع و زمین را پیش
تحصیل داران بر نہ تعبیر رفت کہ تا این نامہ برسد کار تحصیلداری برادر برو وجہ استقلال
بالا گیرد اگر نہ چند روزی دیگر و مستقلی پناہ بخدا پیش گمان نیفتد کہ برادر را روئے در
اقبال دیدہ یا روی اقبال برادر دیدہ این افسانہ بر دروغ بر بافتہ شدہ و از روی خوشامد
چنانچہ رسم جانیانست از پیش خود چیزے چند تراشیدہ لابلکہ راستارست همچنین است
و بس و چونکہ ازین نامہ جز از اعلام این نوید غرضی دیگر نیست ہمہ رین کہ رفت
بفروداشت رسانید۔

۲۰۵ یادگار این بلا یعنی قطعہ و بالید (رہے تھے گیارہ برس تیرہویں صدی کے قطعہ معبید دومین غضب بآئی)
را دوا فرمود ان اردو باید دید (روحانی) ۱۲۸۵ استنہا۔ نامات۔

قالیکہ زویم محبتان باد	از بہر نبی و آل امجد
------------------------	----------------------

اطفال را طال اعمار ہما ازین مسکین دعا بامی نافع برسانند۔

رقعات موسومہ جناب المرحوم سید گوہر علی صاحب ہاشم

از آنروزیکہ در بخشہ صدق را بر نیسانی چہ پرسی ماجرای من کہ از رنج فراق تو	نیامد رکعت بحر سیادت چون تو یک گوہر چو لولو سینہ سورخ ست و چون ششم لاغر
---	--

پس از عرض تشنگی و دہشگی انہما در امی عقدہ کشائی برادر مکرم خزینہ لطف و کرم بقاۃ اللہ تعالیٰ مآلہ النور و الظلمہ آنکہ امروز از ناحیہ سعد ہمنہ باز خانہ آمدن و از لفظ فلانا شنیدن اتفاق افتاد کہ پدر بزرگوار برادر شفاۃ اللہ تعالیٰ العجود و آلہ مرضی صعب استیلا یافتہ از آنجا کہ تر نوازی و رفق و لطف عمرم بہر کات صحبت شایستہ با تملع این خبر دل مشوش سخت از جای برآمدہ و عنان تماکب از دست رفته و مجموع خاطرے کہ نہ دارد برآمدہ ہر زمان دست بدعا بر آوردہ است کہ بجا ہمنہ آل عبا علیہم التَّحیۃ و التَّغَاۃ ایزد گرد و گران غنا صغیف را از رنج و نا پسندگی خلاص دادہ در کف عاقبت و سلامت بداد کہ ہر آئینہ وجود مسعود ازین بزرگان و مبارک نفسان نعمتہ است کہ دوم ندارد تا دریافتہ ایم قدر انیرا نیکو شناختہ ایم بے صنعت و عبارت ہوئی آن داشت کہ بدین شان گام در راہ ہند و سعادت عبادت بدست کند اما چہ کند کہ بلای تنہائی و موت کہ خدائی ساحت زندگانی فر قانی را چنان فرو گرفته است کہ تواند نفسے بکام دل زون یا گامی وفقی مرا کشادن چونکہ حالت این مسکین بر برادر نیک پیدا است فضولی کار ندارد و این عذر را کہ بر موضع خویش است در پذیرند و بے توقف ساعتی از نوید اعتدال شمس واضح باد۔ خدا انکو نرند و کہ جب تک شب و روز ایک دوسرے کے بعد آمین۔

بندگی شان اطلاع ارزانی داشته برین مجور منت نهند - غالباً ضراعت نامه این سرافکرده را
 بخد مت حضرت مولوی قاری سید جعفر علی صاحب ادام الله تعالی ایام افاداته
 رسانیده باشند هنوز امیدوار جواب آن نشسته ام - والسلام - ۱۷ محرم ۱۲۸۲ هجری -

نامه

منم ز جور فلک در مضیق خاک سیر
 نه هوش و توش نه دانش نه پروبال نه دیر
 روان همای روان بر پریده بود زمن
 اگر بمن ز سید صریک کلاک صریر

فرخا بخت و خوشار و ز که چراغ دوده سیادت و لاله رخ سعادت مرتبه دان بهر کج
 سیر سید گوهر علی خصمه الله تعالی بخیر الدائن بنامه گزیده شیرین تر از رطب رسید دل
 این از خویش و از خلق ریمده را باز حبست و بلغ و صد بار دلیغ آوخ و هزارگاه آوخ
 نه زبانی که عذر این لطف رفیق را در خواند و نه فرصتی که بکام دل روی صفحہ چون روی
 خویش سیاه گرداند -

اشاد باد آنکه ما را یاد کرد
 غنم مبینا و آنکه ما را شاد کرد

مصرع چند که سخنورانه پیوسته شده انصاف که به ازین نتوان گفت خوش گفته اند
 و در سفته اند جز لفظ چند تفسیر که بحقیقت سمت ناسرگی دارد انشاء الله تعالی فیما بعد
 چنانچه شاید آنرا تغیر داده اعلام میدهد - اکنون سخنی دار و گفتنی و شنیدنی چون شنودن پرست
 دیگری است باری آنچه کار من است از گفتن آن بگزیرد - سخن آنست که از دیدن
 این رقعہ هر آموزد و ریای اشتیاق دیدار آن وقادار بر نوعی در درون پر خون موج
 میزند که کشتی عمر در گرداب خطر افتاده است اگر دل دهد - و بر روی بند و قتی پیش من
 بنده آیند و روی بنمایند هر آئینه دور از قاعده کرم نخواهد بود و الله یحب المحسنین
 تا آنچه در دل نهاند ارد و بار روی تقریر یا بد بسا که حسنی از سخنان حد ثامه و خامه نیست -

۲- رجب المرجب ۱۲۸۸ هجری -

بسم

الشکر لله علی جمیع الحالات پس از تقدیم وظائف و عا و شاد خدمت برادر گرامی رفیع
اللقاب پسندیده سیرانهایم رود که قضایای این ناحیت مستوجب حمد و سپاس حضرت
باری تعالی و سلامت عن حضرت رفیع با عیال پیوسته بهم از حضرت بیچون بدعا بای سحر
در میخاید امید که بذروه اجابت مقرون باد افسوس که بے خبر رفتند حضرت میرد که رسم
تودیع چنانچه می بایست بادا نرسید - دیگر چون آنکه درین روز با مبلغ کذا از وجه بخشی
از تذویر گزارونی دارد و علمای دین مصارف آن شناسا تراند فلهمذا اینجا زرمذ کو با فلان
داده آید - توقع از کرم برادر آنکه آنجا بندگی عالی کعبه اسلام مخدوم انام حضرت و سلمانه
الحام لله تعالی ایام افادته بگذرانند تا ایشان نبوی که بدانند و توانند خرج فرمایند اسلام
باقی مصرع بیابا که بجان آدم ز دوست فراق - ۱۵ - رجب المرجب ۱۲۸۸ هجری -

رقعات موسومہ پیر جی رفیع الدین صاحب

بسم

باسمک اللهم

سلامی که بویاچ شکست و بان	بر آن فخلص صادق مهربان
رفیع و شفیع و حبیب و ادیب	حکیم و طبیب و یل و پهلوان

پس از تقدیم وظائف و لبثگی و آرزو مندی و اشتیاق بجال بیبال آن

۲۹ درخت لوبان -

یگانہ آفاق انہامی ضمیر میرا کہ روز کے چند پر آمدہ کہ تفاوت چندی دو تاملات طغی گرامی در آمد
 تو کوئی بیوای گنج زریافتہ - یا کشتہ زاری آتشہ ابر تر - عذر این صحنہ و مخلص نوازی با خانہ
 شکستہ و خاطر پریشان نتوان خواست - تاگزرد ہم با لطف ایشان حوالہ رفت اما تاخیر
 در جواب برد و سبب روی داد کیے عام و دیگر خاص عام آنست کہ گمانست کہ شنیدہ
 باشند کہ درین عام از مبادی جامدی الاخری تا آخر رجب المرجب لاکہم ایدون نیز ہم چگونہ
 درین ناحیہ و با با عام و کار ہاتمام شدہ و دراز من و تو ہضہ سفاک و تپ ناپاک دود
 از دود ما نہار آور و کلا بقیہ لاکہم دچند گاہ و بیش شنیدہ و درین برہ زمان نواب نشان
 دیدہ آمد پنج شش ہزار تن بیش فرو خاک آسودند پنداری خود ہرگز نتواند خانہ بے فغان
 و ماتم - نہ خانہ داری شاد کام و بی غم - دیدہ ہا بر راہ اجل - سلامت لکد کوب خلل -
 خاص آنکہ ما ہیست و بیشتر تابندہ زادہ سید سجاد حسین را عجل اللہ عافیتہ تپ
 لرزہ ہر روزہ بر نوے استیلا یافتہ کہ دست جیلت و چارہ بر تمامت بر تافتہ - ہرچہ دارد
 و دعا و عزیمت بکار آمد بر علت افزود - و سودی نہ داشت بوشیرہ در وقت نوبت چنان
 مدہوشی و بزدلاری و اراستہ فطرتا کہ دست دادی کہ خونابہ از مژہ گیرندگان فرو کشادی
 طمع از زندگانیش برخاست و امید پونہ میدی بدل گشت تا بغوا ای امن عجیب المضطر
 حضرت قریب مجیب بفریاد رسید - از دوسہ روزہ لرزہ گسارید - تنہا پتی نرم و گرم ماندہ -
 رجا و اتق است کہ بہرین ودعای دوستان با صفا آنہم رفتنی ست انشاء اللہ وعدہ این
 بود انچہ از شومی کار و کردار بر مارت و میر و دتوان دانست کہ با این پراگندہ دلی و جزع
 و فزع دست بخامہ و نامہ بردن از سنگین و لان فولاد جان نیاید - فکیف کہ این شکستہ
 بستہ دل و ونیم علیل ذلیل سقیم سطرے چند نشستن تواند چون عذر روشن است معذو
 دارند و در گذارند علی ای حال بر حسب اشارت مخلص مرفوعی با این نیاز نامہ میرسد

۲۱ مئی کردن و برگزیدن او منتخب ۲۳ سال ۲۳ نہ باقی رکھتی ہے نہ چھوڑتی ہے -

تا هر چه صواب تر نماید کار بندند بنده دم در کشیده است - و زبان کن کن را نهر داری
 نهاده زیرا که از کار جهان و جهانیان دل بسط بکلی سرد و سر آرزو برگردانده است سهل است
 که از مونت و رنج پیشین چه کشود تا اکنون ازین دو حرف سیاه توقع باید داشت اگر نه
 چشمت فرمان دوستی نه خامه بجنبانیدی نه کاغذ شکسته زیادت زحمت روی نداشت
 تا مدد لغز و داشت رسید -

تنهاده منتی بدی دادیکدی	ناگفته هر چه مصلحت است آن کنی
والسلام و لبس - ۵۱ شعبان ۱۰۸۹ هجری -	

نامه

ای مخلص یگانای مخلص زمن	نام تو بچو پاییه والای تو رفیع
گر رنج میشوی ز ره لطف مردمی	جان و سرت که نیست اخلاق تو بیلیج

اگر چه بجای آوردن شرط میمانی دوستداران روحانی و یاران جانی بر مشایقی که
 شاید و بر موهبی که سز و خاصه باین بنوری و بی شکای و بی کوفت و بی حد من نهانده نیست
 لیکن از آنجا که از اغایت یگانگی فرقی در مخاطب و مخاطب نمانده و میمانی و میزبانی از یک
 گریبان سر بر زده زحمت میدهد که فردا تشریف دهند و منت نهند یعنی با کمین برادر و اشاق
 هم سفر چاشت و شام با این مستهام تا کام و تمام تمام بکار بر ندانمید که بر غم سپهر و تاره
 آرزو مندی این بیچاره و تنگ و محرومی نخواهد بود زیادت برین هر زده لایها - فرصت
 تنگ و خامه نگ بر نتابد - والسلام -

رقعه موسوم به سید عوض علی صاحب تیومی

آن یار اگر رومی نماید ما را
گر ز آنکه مه روزه بروشن نگرم

اندوه ز دل پاک زداید ما را
پیش از رمضان عید در آید ما را

چشم و چراغ و دودمان سیادت و کاروان سالار تو اقل سعادت نقد مفضی علی مرجع
عدو و دلی حضرت علی عوض سید تو ^{تو} را ز زندگانی چندان باو که لوامی منصوح حضرت
خاتم الاولیاء بامبندگی ایشان از زانی دارند و بعدش از رفیع عبودیت و تسلیم بنوود می شود
که درین چندگاه بر رسم مستمره فرمان رفیع الشان داتوق الزکوة را کار بسته آمد از جمله سکر نریده
چند که شمار آن با آنکه بسیار کم است با جنات عالیات درجه مساوات دارد و بدست
غلان گذر که یارب نامه اش با بر رحمت بے غایت شسته با پیشکش خادمان خانقاه
آن دل آگاه کرده شد از جو که بر تهی میگی این بیچاره بخشاش آورده در پذیرند و بدعیاسی
صافی ترا از آب زلال و خوشبو تر از نسیم شمال دست این از دست رفته میسر و پارا بگیرند
که اینک از پای در آمده و سخت بر رواقاده است و چنانچه دیده اند و شنیده چندین
پریشانی و دل تنگی دیگر بر سر آن برافزوده انشاء الله تعالی فردا این مرحمت در عاجل و آبل
قسم آن عارف یگانه باو الله یحب المحسنین و بس -

قطعه

تا دور رحمت خدا بازست
گمشن عمر او چو باغ بهشت

در سید پناه عالم باد
تازه و سبز و خوب و خرم باد

او آخر شعبان المظفر ۱۲۰۰ هجریه -

رقعه موسومہ قاضی محمد ابراهیم صاحب حرم بڑوتی

ایزدنمان برادرهربان ما را برین مصیبت عظیم مزد بگیرانند بداد - الحق عجیب اقدار فتنه

۲۱۳۳ قریہ نیورہ تحصیل باپور ضلع میرٹھ -

و طرّفه ماجرا دست در هم داده نه بس وید ویر و ز است که لغزیت پسر میانند اشتید - امروند
 سالم پسر کو چک نشستید کم میش درین دو ماه دو ماه تا بان از شما در منزل خاک وطن گرفت
 بداید ری که از نهابیند و متزند اما درے که باین سوز نشید - بان ای سپهر بی مهر مگر ما تم آن
 یکیکه بنده نبود که گرگ اجل این یوسف ثانی را در ر بود اگر برین حادثه دل سنگ نرزد
 و دیده دشمن خون افشانند بر جای خویش است شکله پیوسته خونیم چه گویم که چو نم - مع القصه چون
 ز گریم و سوگنجیب تفکر فرو بریم روشن می شود که اگر ازین دم بر شام و بام و ماه و سال
 پیوسته هم بر نیگونه می رود تا نفع صورت جرع در گیریم و نه روز و نه شب یک لحظه از گریستن
 بیا سائیم عاقبت کار چه ظرف بر بندیم و بار فغان بچه چیله بر بندیم چون این قضیه محقق شد
 و همه را همین راه سپردنی ست و همین بار بردنی - و ما هذه الحیوة الدنیا الا لهو و
 لعب وان الدار الا مخرقة طی الحیوان پس سبیل آنست که کار با خدا انداخته - دم بر
 نیاریم و لقای این احمد اکبر را با خلاق احمد از خلاق احمد در خواهیم یارب کلین عمر آن
 گل خندان از سموم مهرگان و ترکمان خزان مامون و محروس باد -

نامہ

ہمارے ہستان نکتہ دانی و نگار ایوان مہربانی - ۵

رستق شفیق و صدیق جمیم

حبیب سلیم و لیب و سلیم

ستودہ شامل خجستہ سیرا

گزین خلایق و عظیم

پس از سلام بے ریا سرا سر صفا کہ از وجہات آن لمعات کجستی ملاحظہ افتد معلوم فرماید
کہ چیزی کہ درخواست رفته بود در رسیدن ہتہا داشت و رایت شکرگزاری بیشتر از بیشتر
برافراشت۔ لیکن ازین معنی عجب دارد کہ بجواب مسکنیت نامہ ہنوز زحمت خامہ نہ داد
اند۔ مامول و متوقع آنکہ ہرچہ زودتر بدو حرفی از خامہ مشکین بیاد آرند تا بہای آن جامہ
و قیمت اخبار نامہ ہم سمت ابلغ یا بدہ باقی مجاری حالات این ناحیہ با عافیت و سلامت
مقدون است و ہچنان از برای دوستان مخلص مسالت میرود۔ زیادت اظہار
و املا نرفت۔ ۵

اتنی تا گرو دبر سرما سپرخ دولابی
خداوندش بود پیوستہ از لطف خداوندی

منیاد نصت ارض نامہ اخبار پنجابی
سریر آرای ہر روزی واقباش تنوایی

۳۰ شوال المکرم ۱۳۸۴ ہجری

نامہ

پس از عرض نیاز بخدمت آن یار با انباز اعلام آنکہ۔ ۵

از خواجہ عظیم

آمد چو بر فضای چمن صبحدم نسیم

نامہ نہ بلکہ دستہ گلہای یکدلی

نامہ نہ بلکہ شاخچہ جنت انصہم

۲۱۶ رخصاۃ ۲۱۵ دریای ریشی لاہوری ۲۱۹ پنجابی اخبار لاہور۔

چون شکرانہ این نعمت بختی و دولت بختی حد بیان و بیان نیست بقصود می گراید کہ
عزم بر آن خرم شده است و نیت بر آن راسخ کہ کتاب حرمان انتساب تہذیب النساء
در مطبع مطبوع ایشان سمت طبع و ارتقام یابد فلہذا عالی فہرست آنرا برابر این مسکنت نامہ و
داشت تا اول در اخبار نامختی شش طبع گرفته موجب آگاہی خریداران گردد و چون در خوا
تامہای شان بقدر مہمو و گرد آید شروع در طبع کتاب رود مامول از کرم عزیزان چنانست کہ
این مسؤل بعز قبول انجامد۔ والسلام۔ ۳۰۔ شوال ۱۲۸۵ ہجری۔

ہفت

سرکردہ دوستان مخلص	معروف جهان عظیم
لاہور زین نامہ تو	نازد بہ بلا و جملہ عالم

ای دوست خیر بہت نہ نامہ نہ التفاتے نہ خطا بے نہ موا ساتے۔ بارے اخبار
نامہ را کہ بر نام قاضی بروٹ فرستادہ اند۔ منت بر جا کر نہادہ اند بازای این عارفہ
از ما چہ آید۔ سع یارب کہ جهان گذران بے تو مباد۔ دیگر شبی در غایت استیلائی ذوق
و حضور مصرعے اردو چون شرارہ از قلم جہتہ است با سطرے چند خدمت آن دستا
روانہ گردانند تا زود نہ دیر ہمدین ہفتہ چون ماہ دو ہفتہ از مطلع مطبع ایشان بہ درخشند
و ہر آنکہ مصرعہ دوم آنرا با ہمان سوز و گداز باوی انبار کنندہ اغچہ سیمینہ بردست زربانش
برافتا نم و خدر بے نوا فی خود بخواتم۔ الی غیر ذلک۔ ۸۔ صفر ۱۲۸۵ ہجری۔

۱۲۸۵ بایدن ۱۲۸۵ بلند و روشن از منتخب ۱۲۸۵ وہ مصرعہ یہ ہرغ افسوس ہے کہ میں زمون اور جان رہے۔
۱۲۸۵ وہ وقت ۱۲۸۵ کے پنجابی اخبار لاہور کو ملاحظہ کیجئے۔ صدمہ شرانے اُس پر مصرعے چپان کیئے۔ ذوق
سیلم جانتا ہے کہ مصرعہ نہ کورو بھی ہے۔ دیوان شاکرین غزل۔ ع زین نقاب سخن کے جوہر عیان ہے
موجود ہے۔ اسیں وہ مصرعہ بھی ہے (روحانی)۔

رقعه موسومہ نواب مبارک علی خان صاحب مومئیس میرٹھ

حاجیان بہتیش بڑہ نماز
انیست تو فنیق نہ ہے بخت حجاز

ای دُرّت قبلہ ار باب نیسا
کعبہ ہند بہ لطفا است روان

ہمارہ بارگاہ عالی - صاعد ذرۃ مناقب معالی - صدر صدور - سرخیل جمہور -
خواص دریای علوم ادیان و ابدان سرچشمہ زلال جود و احسان - مہبط انوار نامہ داری -
مصدر آثار بختیاری مستقر دولت و سعادت باد - درین چند گاہ از لفظ دُرّ بار بعضی از
ثقات و دوستان شہتم الله تعالی علی السوخذ چنان اسماع رقعہ کہ مبارکی و فرخندگی و عظیم
عنایت کج و زیارت حرمین شریفین از خاطر سرزده و ہوائی آن ولایت جان در سر
پیچیدہ چون از قبل سوابق ارادت و لواحق عقیدت ببذل مسؤل خرم کرده است -
رحمت می آرد و مبلغ کذا از برلے حج و زیارت مدینہ با سائر توابع بہ نیت نیابت حضرت
والدہ مرحومہ اسکتمہا الله تعالی اعلیٰ الجنان - بردست فلانہ دوست سلمہ الله تعالی
میفرستد تا بعد از وصول بدان اشرف بقاع و نزول در آن خیر المنازل و مورد ثلثہ
دو رکعت را ہم از مکہ و مدینہ رسول برگزیدہ بسرکاری خود این کار بفرمایند و وفق مصلحت
حال ہر قدر کہ بداند سیم در دامن شان بریزند - اگر بیای مری ایشان این کار از
پیش می رود و این بار از دل ریش بر خیزد انشا الله تعالی مدت العمر سر رقبہ از رقبہ دعا گوئی
و سرازیر سپاری بیرون نخواہد کرد و یقین کہ میان این سیارہ نوازی در عاجل و اسبل
عالم بر وزگار ہایون خواہد بود - ان رحمت الله قریب من المحسنین بیرون ازان
از عمدہ فرمان لازم الاذعان و تعا و نواع علی البری القوی بر وجہ اکمل و اشمل
بیرون خواہند آمد زیادات اطباء ادب برنی تا بدو بس - ۶ شوال ۱۲۸۴ ہجری -

رقعه موسومہ مرزا علی بیگ صاحب ہلوی

سما دستگیر خلق بود عون مرثی
مهر علی بہ ہر علی نیک نام باد
ایزد نصیر و بخت بفرمان و عیش غمش
گردون غلام و رام جان شنگام باد

بے تکلف و ترسل و تصلف و تحمل پس از سلام باشتیاق تمام پدیدار آن خلاصہ ایام
معروض آنکہ چہ روی دادہ کہ دوستان قدیم را بر سبیل سہو ہم یاد ببادنی آرند۔ اگرچہ
مسکینان فرو رفتہ روز باین دولت نیز زند۔ آخر سوابق مصافات را چہ افتادی باید کہ
کہ از گاہ بعد از ہفتہ یا ماہ دل بیدلان را بنامہ و پیامی میجستہ باشند زیرا کہ موجب
مرصیص مانی یکجہتی و تاکید قواعد کیر و بی ہمایون تواند بود و دیگر چون تکلف در میان نیست
رحمت میدہ کہ این ذرہ کافی از برای تدبیر و چارہ عوارض امراض جسمانی زود ترند و یرمی
خواہد در آن شہر رسیدن و روز کے چند بسایہ الطاف و دوستان بسر آوردن اگر زانکہ ممکن
باشد بکئی من بندہ را سرمائی کرائی دلکش و نرہ بدست کردہ قفلے بردار آن بزنند تا خدا
سرمائی را استوار شود انشاء اللہ تعالی بے توقف سیم کرایہ آنرا بعد از وصول نزول در آن
شہر بآن صدیق صادق میرساند۔ اگرچہ خانہ دوست خانہ ماست ہم غریب را جای خوب
خوشتروائی تر تا از دست و انتظام بازم نمی خزند همان دانند کہ تشویشی عظیم دارد و
دل تنگ نشستہ است۔ بچند اندک کہ خال بے ہمال آن مخلص در کفٹ عافیت و سلام
اند و با استقامت حال فارغ البال می گذرانند از ایشان دعوات را کیا ت مطالعہ
نمایند۔ ۱۳۔ شوال ۱۲۸۵ ہجری۔

رقعه موسومہ مرزا بخش علی بیگ صاحب مرثیہ خوان ہلوی وار و میرٹھ

ای بسمل شاخار ماتم
آواز تو سینه سوز عشاق

استلیم ادا ترا سلم
آهنگ تو زیب مجلس غم

بعد از سلام ارادت نظام مرفوع خدمت مرزا بخش علی بیگ صاحب
مرثیه خوان داود الحان علیه حبیب الله المنان آنکه عزیمت چنان بود که شبی
زحمت دهد تا در کلبه احزان رنجیده شده نان بایده بشکنند و منت نهند اما از آنجا که در
نیروز با خواهر گریه بایسته بدست ندارد آن اُمیت در توقف افتاد کام و ناکام مبلغ زر
بذیل جبار چندی که شماره آن از عدد موالید نشسته بیرون نیست بردست فلا تاپیش کش
بزم هایون داشت در جالبطفت پنهانی و مهر بانی جانی وائق است که در پذیرفته این کمین
را درم خرید ه احسان خویش گردانند زیرا که از محقر جزیه که محقر چه آید - و از کار فرو بسته جز
این چه کشاید - باقی حاکمند - و السلام - روز آخر عشره ثانیه محرم الحرام ۱۲۸۲ هجری -

رقعه موسومہ شیخ عبدالحق تازہ مسلمان داروغہ نندان ایبٹ آباد پنجاب

فرقانی راست -

چو باو عشق بجنب چه جای شخص بشر
اگر چه هرگز هر کس خوش است در همه حال

که میتون و ستون راز جا بجنبانند
خوش آنکه سلسله است بجنبانند

پس از اتحاف سنت الاسلام یعنی سلام مبارک آغاز فرخ انجام معلوم رای و داد
آمائی و ضمیر بے نظیر خواجہ دیندار یار و فاشیار - انشای دریای هنر - نیکو نظر - خجسته سیر - ساحر
اللسان - بدیع البیان - مستغرق جمال مطابق شیخ عبدالحق اوصله الله تعالی غایب مناکه
و بلغه نهاییه مایققت کا باو که شرح شوق خون آشام و اشتیاق تمام و اوم و
عزام بدیدار آن نیکنام نہ پر مشابہت است که پیالہ دی نامہ و خامہ و بازیگری بہتان
و بیان از ہزاران کیے و از ہزاران اندکے بروی دفتر باقیمت توان کرد و ناگزیر داز

آنها گذشته نموده می آید که توانم نوشته چون رشته در سراسر از آلی دریای طبع روان پر
 بواسطه دولت فرزانه دل یگروی دورای سل مرتبه دان مجوران منزلت افزای
 بے نوران سید مراد علی اعطاء الله صراحه بر این غمیده طاقت رسیده فرارسیده
 بخود در مانده است تا چه کند نه توانی که باز این منت را بپرد نه زبانی که عذر این موجب
 بخوابد لاجرم اینکار بهم با کرم دوست انداخت تا بخودی خود غم خود را در خوابد سبحان
 سخن در مصرعهای موزون که از فکر بکر زاده بدائع بوقلمون و نکته های گوناگون بروچی تعبیه
 یافته که اندیشه باریک بینان و ذهن موثق گافان پیرامون آن نیا رگشت کر از هر که
 در برابر این طلیات و نجیب این دارادت از هرزه و تراش خویش فقاعی بکشاید احسنت
 آنست بلند خیالی و جذبات جاد و مقالی انشاء الله تعالی زود نه دیر غره این ماه را که می
 آید بکلی تمامت مصرعها را در نگریسته هر چه برگزین می افتد از آئینه هفت نامه اخبار را با هر معاینه
 خواهند دید و اعینه طبع شکسته بسته رهی از اول نه آن بود که بخودی خود مصرعه اوین این مصرعها را که
 چون شلره از آتش سینه بیرون جسته به شعر کند اگر نه کار بصلای این و آن نکشی
 و خود چه لائق خستین خوان انداختن و صلادردادن انگاه خود نا بار شکستن لیکن از برای
 دل دوستان جانی و مخلصان روحانی پس از خواست خدای زود که شبید زیر سر لنگ
 پای در رنگ اندیشه درین عرصه تنگ بجو لا گری آهنگ می کند بعد از صورت بستن
 این امنیت بان مخلص اعلام میداد خاطر مجموع دارند و گاه دوستانه بیاد آرند
 دیگر این سکین رفته دل و کفحه از مهر و رزان خیم بدعای قلح دارین دارد چرا که با مهربانی
 و نیت پنهانی بسر وقت واقعه رسیدگان همیرسیده باشند و الله یحب المحسنین
 از طفل بودن نور دیده آن عین مردمی و گدشتن سایه مادر غمخوار از سرش دل کاتب بند
 آمد و خونا بچسرت از دیده فرو چکید چه بسا بر نیامده تا در مدت شش ماه و کمتر روان
 دو آفتاب گرم گرم معنی پدر و مادر اسکنه الله تعالی علی فردا دیس الجنان از سر

شوریده این بد بخت سایه عاطفت باز گرفته اند - قدر بیلا دیده گاه جز بیلا دیده نه شناسد
 حاصل چونکه رب الارباب از پدر و مادر بر کافه عباد و مهربان تراست از قبل پرورانیدن
 پس دل را انگلیس بناید داشت و شتم تحقیق را بر حال خویش و دیگران باید گماشت که فضل
 مفصل حقیقی چگونه غم گسان می خورد و تیمار یمن می دارد و ختم است بر این که آن طفل
 سید در سایه رفت تان ببرد از رازانی باد و السلام غره جمادی الاولی ۱۲۸۵ هجری -

رقعه موسوم به شیخ محمد ابراهیم صاحب مرحوم خلیف اکبر مولوی روح الله صاحب روح الله و روحه

ای هجر تو آتش زده اندر دل ما	و آینه تهر تو آب و گل ما
بیجا صلی و بلا و درد و اندوه	حاصل که ز عشق ست یمن حال ما

قریبانی منای کجیبتی و یکرانی و محرم بیقات روشنائی و آشنائی - دریا کش ز مرز محرمی
 و نادرانی فرقانی فانی پس از در آمدن از باب السلام سلام بتمام ابراهیم یعنی خدمت
 آن واقف عرفات و فاو عارف معارف صفا حاجی کعبه دوست نوازی - سماعی
 مسالک و مسازی جیبی و رفیقی - محبی و صدیقی - شیخ محمد ابراهیم و قاه الله العظیم
 بالکون و الحکیم بر سبقت اظهار می نمود که برودی و مردی تادوری گزیده اند و درازان خلص این
 شکسته بته برون نزدیک ست و تا آفتاب لقای گرامی در سحاب غیبت باز مانده جمله
 جهان در دیده رمدیده تاریک - کو آن رفیق و هم نشینی - کو آن التفات و مهر گزینی - روزگار
 نیست که سینه ریشان بے یاد ایشان بشب آرند و شبی نه که اخلاص کیشان از محنت
 دوری خوا بهای پریشان نبینند - چه روی نمود که بد و انمشت کاغذ دل بسل را بختند و چه
 افتاد که بر سر وقت بچوران نیفتادند اگر تهمت بے وفائی نهم خاکم بدین و اگر گمان فراموشی
 برم خلاف یاد من - با جمله از گذشته در گذشته - بر دل پرتا پاک و چشمان آبناک فرو مانده گان

بادیه فراق بخشایش آرند و نظر لایبکه سطر بد از نوید اعتدال و استقامت احوال خوشین
 بنامه پارساگر چه رسم روزگار چنان نیست اما از آنجا که مروت و ستانست چندان
 بدلیج نمی نماید سرگشتهای خویش و حیل گری و شمتان بد اندیش چه در سلم آرد که طاقت
 و آگوبه ندارد انشاء الله تعالی چون دولت دیدار روزی این خاک وزی افتاد هر چه از روزگار
 نماند این چندگاه بروی من رسیده است و بار روی می گزارد باری تا که درین شهر
 باز میرسد و دیده منتظران روشن می فرماید ای دوست مگر جوهر سپهر بے مهر کین و ستیز
 این دآن کم نیست که تو نیز هم با ایشان ساخته بر دل مشتاقان داغ هجران می نهی
 آخر از خدای تبرک و بفریاد ما هر س والسلام خیر ختام منتصف جمادی الاخری ۱۲۸۸ هجری

قصه و سونشی سید فضل حسین صاحب مغفوشاد تخلص

ای غم غمگسار نه غمی که غمسم دهد	خارا از فیض طبع روان تو نم دهد
آید اگر بروی زمین تیر آسمان	پشت ادب بخدمت صدر تو نم دهد

پس اعلام بندگی شان آنکه باین رنجوری و بی نوری و خشکی و تشنگی امتثال مثال
 آن بیبال را مایه مباحات انگاشته آنچه زبان رفت املا کرد و لسان حال بدان بگوید
 یعنی دو بیت که از آن هم نام انشای نامی منبی از سال اکمال هزار و دویست و هشتاد
 و هشت و هم تا پنج مایه دیگر همان سال را بر خیزد و پیشکش خدمت داشت همچنان
 و قطعه از زبان فلان و همان گفته فرستاده آمد قطعه ای که قد پاره جدا گانه می رسد
 و رباعی نیست بکه کشیم قبول نگاه کرده منت دار گردانند و الله ولی التوفیق

رباعی

ایکامی زمانه شاد فرخنده شیم	سر رشته منشآت پیوست بهم
فرقانی بی بند و تاج نبشت	آهنگ غریب جلوه باغ ارم

دہم صفر ۱۲۸۸ ہجری۔

رقعہ موسومہ حاجی مولوی سید علی رضا صاحب

سرکار سرآمد خان الصفا جناب حاجی مولوی سید علی رضا صاحب را ہوارہ
گنبد گاہوارہ نامنشن پذیر باد۔ پس۔

پس از نیاز و سلام حاصل الکلام آنکہ قریب دو ماہ شدہ باشد تا از راہ سادہ دلی
منت پذیر نامہ نشتن آن مخلص شدہ بود۔ سودای خریدن کتب چندے را چون روز ہا
رفت و رازے بر روی روز نیامد این بد روز بیک مردی دیگر زحمت داد تا ازین
باب نامہ بفرستاد و آمد و شد نامہ و پاسخ نامہ مترادف و متواتر گشت ہمدین ہفتہ پیش
ازین عزیز سید سلطان الحق نامہ نگارین رستم را کہ بر نام آقای شوستری از خاتمہ تین
فرو چکیدہ است۔ زے این مسلمان زے و کافر زے برسانید چون کار از کار گذشتہ
است و بیگاہ شدہ لمبہ آن نوشتہ را باز میفرستد و بہر از خاضعی عذر گناہ خویشتن در
میخواہد تا چرا تصدیع کرو۔ باقی۔ ادا مکہ اللہ بالعز و التکلین الی یوم الدین
من المذنب الفانی عبدہ الفرقانی غرہ جمادی الاخری ۱۲۸۸ ہجریہ۔ لفافہ
بفضل ذوالجلال والکبریا در خانہ خدایعنی مسجد مومنین باصفا از نظر کیمیا اثر حاجی پارسا
وزار تیرب و بطحا جناب مولوی منشی سید علی رضا صاحب خصہ اللہ تعالیٰ
بجھیل الحبا و حسیما العطیٰ بگذراد۔

رقعات موسومہ جناب مولوی سید شریف حسین خان
صاحب قبلہ جگر انون پنجاب

نہالہ

پیوستہ روضہ دین و داد برنجات اقلام لباب انام شریف الاسلام دُر کیدائے صد
مجدد و محو و محو سپہر جمال و بہادوست دوست نواز مولوی سید شریف حسین
خان ابن جناب فضائل پناہی ارسلو جا ہی ہوگا اللہ مضجعہ الشریف و عطی
مجتہد اللطیف بانصارت و طراوت باد آرزو مندی بیدار آن یار وفادار ازرقو
چند و چون سیر و نست و تلمای لقای ہمایون از دائرہ کم و کیف اقرون امیدواری
از عواطف حضرت باری کہ انہ قویب عجیب شمع از صفات اوست چنانست کہ انشا اللہ
تعالی زود نہ دیر برداشت بار مغارقت بزیر و غم از دل سیر آید چوید کہ از رسیدن مشرفہ
شریف چه رسید کشتہ زار پر مده لابلکہ مده را آب رقمہ بجوی باز آمد و دل نیاز منزل
را حلہ سبحان الذی ہی الارض بعد موتھا و روز بان گشت عذرت تم تفقد
و تودد آن برادر خواستن نہ اندازہ چون من فرو مانده ایست ناچار ہم کبرم آن یار
یکجائی شعار حوالہ رفت یہ

لطفت تو عذر لطفت خواہد خواست از چو من تا کہ سے نیاید راست

کیے منہ عجیب تامل فرو برید کہ این پیر شہد کور و کبود سپہر ہمیر دین چند مدت چہا باز نیلے
از پردہ بیرون آوے با خود سگالید کہ زال عفریت خصال بولعجب دنیای دون
چه رنگہا بر ہم برآمیخت ویر و زار است کہ حضرت مرحومی ارسلو جا ہی در فیروز پور تشریف
فرمودند و در خانہ خفران پناہی میر انور شاہ مرحوم فرو دآمدند آن برادر در پہلوئی آن
نامدار چون ستارہ کہ بر کنار ماہ دہ و چہار تا پنہشتہ من رہے و گہ از گاہ پدیر من ہسم
اخلدہ اللہ تعالی فی الجنان در آن مجلس حاضر سخن از ہر گونہ در پیوستہ نہ بردل باری نہ د

۱۲۲۲ ارسلو جاہ جناب مولوی سید رجب علی صاحب چه مرحوم حضرت مکتوبہ الیہ ۱۲۲۴ انجانی سید کاغذ علیہ علیہ مکتوبہ

سینه خاری گشتی آنمه مگر خوانی بود یا سرنانی کو آن گروه با شکوه حالیا ما نیم ودلی بستوه و غمی
 رنگارنگ انبوه چون کوه عاقبت پنج کار جز که رضا و تسلیم از دست بر نمی آید که ریا را که بقضا
 آسمانی بستیزد و یا با حکم خدای بستوبد **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** اقصه بالله و کف
 به شهیدان که این آلوده دامن را از اول در چاه حب دنیا تخته بند نموده اند و الهی الله
 عذ ذلك لیکن ازین دوسه واقعه که دست ما فراهم داد تا استواری این خانه طفل
 فریب از انچه کی بصد و صد هزار استوار شد و هیچگونه خاطر بدان میله مانند با آمان بکشد
 که با مکنده خدای بختانیده این موضعیت را بسوی صرغه بخشایش راه دهد و **بِالْقُوَّةِ**
وَالصَّبْرِ اینجا قلم رسید و خون از مره فرو چکید زبان بکام در کشیدیم و این درق را در
 نور دیدیم یا رب بخت شیر مری که بیک حمله دراز در وازه در خیر بکند و بیک ضربت
 سر مر حب و عمرو را بر خاک بکشد هر چه زود تر ما را از خاک آشوبناک هندوستان منهدم
 روضه الجنات یعنی مقبات ساده الهیات برسان - و عابر بنده آمین بر شما - انچه از نظم
 و نثر این تابکار در قلم آورده اند هر چند در خود فرو سر دم نه نظمی دارم که بدان توان نازید -
 نه نثری که بآن باید هنگامه آراست آری از انجا که اخلاق عزیزان به ازین توقعات
 هست و دیده عیب پوش برادران جز هنرنمی بیند ورنه در تمامت هفت اقلیم چون من عیبنا
 و تبه رای فرو رفته روزی نتوان یافت - خاصه اکنون که نه طبع را تا بے مانده است
 و نه خامه را آه گزشت آنکه عنان پر عنان شهسواران پاستای غم تا ختم و سنان بر
 سنان پهلوان میدان درمی در انداختی اکنون اگر کسی مرا بنید غالباً بجای نیاورد که این
 همان **منقرنی** است که در یاهای لبالب از دل موج می زد - یا داد خواهی و گراست
 که آتشیهای آهن گدازد و دل او شعله می زد - گاه به بداغ مفارقت پدر بزرگوار
 می نمودم که بر بقیه عمر تا سودمند خواهد بود - بجان شما که از تمامه شما کار زندگانی باندام می بود

و بس در نه درین شهر نشاء ترا ز غریبان بدترم نه شفق نه بخوارے نه یاری اگر چه ازین
 نوعها واقعه ها را با هزار غمخوار از دل نبایشست اما رسمیت که آب بر آتش فشانند و
 گلاب بر سر آسمیگان چکانند - نوید آمدن برادر این مرده را مرده گانی جز جان نبایستی
 چکنم که بران دستم نیست - ای چشم من براه چشم قربت ثناب و بیا که اینجا از شوق تو
 آب از سر و کار از دست در گزشت - و حضوری هر دو غرام این چند حرف که از خامه
 بر بخت بر آن نمیزند که در سرستان راح محبت سرشته امید نگا داشتن ادب مانده دل
 در خانه کدام یک باید - و ثناق برادر عزیز سید مهد علی یا این کمینه آنرا بر انصاف و
 مهر شما - انداختم و فضولی خود از میان بردم هر کجا نزل خواهند فرمود موجب صعود و خیر
 طالع صاحب منزل خواهد بود و حرفی خواهم گفت که دل در خار خارا است اگر فرو خویم
 سینه زخم دار شود - روی من در میان بینید و بفرا مید که اگر زانکه امروز پدر بزرگوار شما
 از قلم الله حلاوة العفو و الرضوان درین شهر تشریف می دادند کجا تشریف
 می دادند پسران را باید که حتی المقدور از قدم پدران برنگردند و الباقی حاکمند سر نهادیم
 مصطفی که در هجرت من بنده جانب مشهد رضویه علی ساکنها السلام من الملت
 العلاء دارند و رایی که دیدند بسیار موافق افتاد حسنت زهه مستشار تو خدای تان
 مرز و آن رهنوی دادرے لکھنؤ و دهلی و میرٹھ را دیدم ازین باهر کجا که باشد تفاوت
 نمی کند خاصه حال مردم لکھنؤ گفتنی نیست بر بداهت گذشت نوشتم - تبرک این و آن
 گورد سوی تسلیم جانان کن تا خود بدو یاس چاره اندوه بجران کشم - در سر آنست
 و سر در آنست که انشاء الله تعالی جمعیت خاطر روی دید و آن خود شدنی هست و ترکیب
 بندی دو در دو فاق حضرت والد خود و والد برادر علیهما رحمة الله تعالی و تقدس
 چنانکه دل میخواهد از طبع تشویش به فعل آرم - بلکه بر صمصانع پدر بزرگوار خود رضا الله
 تعالی این بیچاره را در هفتگیار یاد و بار بیاورد و به باشند - ای وقار تو با و که از

گاه ما را بیاو آن سرو آزاد بلوغ محبت آری بر تن ما توان منت صد جان گذاری
و خست برین واسلام -

بسمه

پس از بجای آوردن وفالفت سلام با عزام تمام انهای مجلس عالی برادر جراح
کمالات بشر چشم و چراغ و دمان سیادت گل و بلبل بوستان فصاحت مولوی سید
شرف حسین خان صاحب اعاده الله تعالی الی الصلوة و الشفاء و اذال
عنه العلل و الداء آنکه سوگند به نازل لقرا ن ما هو شفاء و دصمة
للمؤمنین که سماع اخبار آن نواحی را و لنگرانی عظیم داشته است و پیوسته انتظار می برد
تا صحیفه شریفه بغیر یاد رسید گوی مرده صد ساله زندگانی از سر گرفت فاما از ادراک خبر ناخوشی
طبع جایون و کتر غاصر میمون صبر از دل و دل از صبر باز پرید شبان و روزان بدعای
سلامت و عافیت مشغولی وارد و چون امراضیکه تعلق برین موسم دارد در همه جا هم چنین
است و عاقبت جز عافیت نه سبب آنست که دل در خدای بسته از جای نروند -
عما قریب سمیع قریب نیائش نیم شبی نیکو خواهان را بعز قبول مقرون گردانند اگر چه
توقعی هست محال گزرا آنکه در هر اسبوعی دوبار یا یکبار از نوید اعتدال ذات والا صفات
اطلاع داده باشند بعید برادر نوازی نیست زیرا که تا بوده اند بچنان بوده اند
پسندیدن ترهات ناپسندیده من رهی از الطاف نهانی عزیزان چنان بدیع نیست
اگر نه منکه باشم که قبول اهل قبول رقم باقی از بیم مسالت زبان بکام در کند و زیادت
زحمت ندارد - والسلام - ۸ - رجب ۱۲۹۱ هجری -

رقعه موسومہ مولوی کریم بخش صاحب مبرر دهلوی ٹپی کلکٹر جالون

بردی و مردمی که هر آنچه از غایت انصاف و نهایت الطاف که نهاد کریمان و حکیمان بر آن مفسور است عالجیاب و الاخطاب خردمند یکتا دانا می بے همتا مقبل گانه صدر فرزانة مولوی محمد کریم بخش صاحب زبیرت مکارم و زادات مراحمہ گفتار تابکار تار و مار این سیاه کار را تشریف قبول و غلت شوائی از زانی داشته اند ز غلت این عاطفت چون خامه سر در پیش افکنده است و از حیرت این ترجم چون دوات دهن باز مانده نه زبانش بسر گذر این دلجوی را وفق دلخواه در خواہد فرستے کہ از عہدہ سپاس بخشش بحسب آرزو تفسی تواند جست۔ علی البکله دیر است کہ مثل ککلی ساقط کا نقطہ را ہی شنیدے تا امر وز بعینہ صورت آنرا معاینہ دید و سالهاست کہ در نقش کتاب لفظ کریم را می دیدے تا امر وز بکنہ معنی آن دار سید چه گوید و خود چه تواند گفتن۔ جز آن کہ یار بیان آشنای محیط فضل و افضال را از گرداب ناخوشیها بر کرانہ دار بالنبی والدہ الاطہاس و ہم غزلے از غزلای خویشتن را پیشکش مجاوران ساحت دولت داشت تا بکہ بسمع قبول جاگیر آید و بر پایگاہ این غرقہ دریای محنت و بلا برافزاند زیادت اطباب با ملال کشد زبان بکام اندر کشید و بس۔ عنوان سہ غزل کہ با این نامہ روانہ داشته آمد۔ این درون چند است کہ از خزائنه غیب در دامن وجیب این مذنب پر عیب فرو رینجہ۔ نثار راه آشنایان کرده آمد۔ باشد کہ بر بیتیان بہ بخشایند۔ و از خاک برداشته در کنار رافت بہ پروزند۔

رحمات موسومہ مولوی سید ضامن علی صاحب پشیمار
بہ

نظام ملک جماعت و قوام وظائف طاعت پیوستہ با تمام جناب تشریف آید

۲۹ تفسی چچکار ۲۳ ہجری گزنیے ولے کا اٹھانے والا ہے۔

تقاهاست اقسام کمال علوم و حکم تمام جلالت شیم طره غره سیادت - قره باصره سعادت مولوی
سید ضامن علی صاحب دام امنه العالی -

آنکه از زمین وعظ و تذکیر شش	کارایان بایان بشد
و آنکه از دولت هدایت او	مردم دولتمردی مسلمان شد

مخلص آرزو مند همواره باشتیاق مجلس عالی روز شب و شب بروزی آرد -
حضرت جامع المتفرقین لطیفه برانگیز و تاجاب مهاجرت از میان برنیزد - دیگر که از گاه
آرزو میرد که اگر بخت یاری کند خیر بر رسم خدمتی روانه آن آستانه دارد اتفاق
نیفتاد - تا درین چند گاه - مومن آگاه - کریم جولاه - بدانصوب صواب قدم در راه نهاد
عجالت الوقت را بردست آن امین عشره کماله فرستاده آمد - متوقع از اخلاق عزیزان
آن که بر تو قبول در یابد اگر چه مختراست بر جان این حقیر منت نهاد نیست باقی گمانند
پاس ادب داشت و نامه را بر پیمانه بفرو داشت رسانید و السلام والا کرام -

نامه

گرفتم آنکه تو خود نامه سوی مانه نوشتی

جواب نامه که واجب کند چرانه نوشتی

برکات بندگی جناب مولوی سید ضامن علی صاحب پیشناز و دھولری

لا زالت مکادمه شامل کافه اناام باد - کم و بیش دو ماه رفته که ضراعت نامه

با انگریزه چند مصحوب مروی موخن ارسال یافته غالباً بر تو نظر قبول در یاقه باشد

لاکن از آنجا که اخبار این کار را بیکدیگر موافق نیست و سمت اختلاف دارد - یکی می آید

و میگوید مدتیست حضرت مولوی از آنجا رفته اند و در وطن نشسته یکی می گوید - درین

چند گاه بجای رفته اند - و بکذا - از اینجا تشویش گونه دامن دل سبل گرفته است و خاطر

۲۳۱ موضع دھولری ضلع میرٹھه که قره سادات است ۲۳۲ کنایه به کریم جولاه مندرجه رفته سابقه -

شکست از جای برآمده رجابدان دارد۔ کہ ہرچہ زودتر مارا بدو حشر از خاتمہ مشکبار
بنوازند۔ و از اندیشہ ہی باطل و دنگرائیهای ناسزا باز رہانند باقی حاکمند۔ دام
لکم العز و البقاء و البهاء

عرضداشت مونسوناب کلب علیخان بہادر الی یاست ام پو

منبر

تو آسمان جاہ و کوکب سپاہ تو
جان شخص را و عالمیان القاد تو

ای آفتاب گوشتہ زرین کلاہ تو
خورشید سنگ را و نم ابرکشترہ

بذروہ عرض محباب بارگاہ عالم پناہ۔ دارا دربان۔ خدیو گیتی ستان۔ فارس
میادین دولت۔ حارس توانین تخت ملاذ مجد و کرم۔ پناہ سیف و قلم۔ طراز چتر و علم۔ خلا
اتام۔ تازش اسلام۔ عادل دریا دل۔ باذل کامل۔ جناب معالی القاب۔ ہمایون خطا
نواب کلب علیخان صاحب بہادر بالقابہ و اسماء۔ کلہدار دارالسرور رام پو
مادام اللہ تعالیٰ ہیستہ و حشمتہ و اخلاص شوکتہ و دولتہ رسانیدہ شود کہ چون
ابرخش بید یغ باریدن گیرد۔ صبح بخشش بحیاب و میدان از دور تا نزدیک و از حاضر
تا غائب و از گویا تا خاموش چندان فخر نہ نہادہ اند اما مقرر است و تحقیق کہ بی
جنبش لب و زبان آسائش جان و جان امکان ندارد و ازیرا بنیدہ از حال پر ملال
علی الاجال بازمی نماید۔ این مستہام تا تمام از نسبت نسب در سلک سادات معدود
است و بحساب حسب با قلمزنان و سخن سخنجان باریافتگان مجالس حکام ہدم پد رم حوم
این محروم مدت امر پیوستہ بمناصب جلیلہ از قبل دولت انگلشیہ اختصاص داشت
سے آپ کی حیات و عزت ہمیشہ قائم رہے۔

و در تمام جہالت برگشتن سپاہ و ملک لوای نیکوخواهی و هواداری بر نوعی افراشت که
 داوران کارشناس کارکردش را بجان پندیده بچندین رقم عاطفت و نشان مرحمت
 منت نهادند۔ آخر یکم کل آجل کتاب بعد از پیروزی و دست یاری چهل ساله
 تعیین یافتن او را را که پیش خوانند از منصب و نعل میرنشی کشتی قیمت دہلی بجوار
 آتی پیوست۔ و قاتش داد و نیال و کسرے رفته۔ سرگذشت این شوریدہ سر میفرما
 خود گفتنی نیست۔ از بد و شعور بآرائش طرہ اشعار پارسی بر طرز مظهر بشینان چون منی
 و سعدی و خسرو و امثال آن سرے دارد و بحدے کہ سعیش درین بارہ مشکورست
 و کار بنور و لافخر بیرون ازین بعد پدر مرحوم گاہے سر رشته دارد و گاہے تحصیلداری غیرہ
 بودہ و بعلت سوءت امراض بیوس تبرک این کار ہا گفته۔ دیگر بہ تحریک طبع دریابند
 و فکر ت ثابندہ بسا کہ قصائد تہنیت جشن با وسور ہا پیش فرمانروایان ہندوستان از
 گورنر جنرل تا کشترو کلکٹر گذرانیدہ و بصلہ تحسین و جائزہ استحسان محسود بہمان و فلان کشتہ
 از انجملہ چون جگر گوشہ امارت لارڈ دارل میو صاحب بہادر بطارم خضر آسود یک قصیدہ
 بہنیت منصب۔ و دیگر در تہنای جشن اینالہ فرستادہ آمد۔ نواب مدوح بد لکرنی بیش
 از اندازہ کیفیت این خراب دین را از مٹر و میس صاحب کشتہ سابق میرٹھ باز حبست
 ندانم خامہ کشتہ خدا والنعل بالنعل بر اثر خامہ قضا ا قدا دیا چه ا قدا کہ ہمہ آرزو ہا بکام
 جان شکست و ہمہ مجال آمال در نیمہ رختہ ماند مٹر فورس صاحب بہادر کشتہ و ہیلکند کہ
 پیش ازین کلکٹر این ناحیت بودہ است شاہد و مشاہد این کار و بار است پس
 ازین ناکامی و ناخوشی زبان بکام در کشید و یکبارہ در مرح و عرض و البست و با
 خود گفت ازین سودای خام چه سود و ازین جنون روز افزون چه حاصل تا
 چند از آب خود و سخن رختن خاک خوردن و رنگ آمیختن تا اخبار نکته شناسی و مرتبہ دانی

از آسودن و مترادف گشت و جهانیان با اتفاق گواهی دادند بر نیکیه امروز متاع
 کاسه فضل و هنر از جزیره اردوی شهر دلکشای رام پور در چار بازار روزگار خریداری
 و آن مایه را جز بدان شهر مینوهر بازاری نیست ازین مرده دل پاره پاره را پاره های
 بجای آمد و خامه زبان بریده پاشگشته از جای جنید بخواست تا قصیده ^{۲۲۴} شتلمبر چهار صد و نه
 بیت بکار آمد و باین مقوله ضراعت رقم سمت از سال مجلس عدیم المثال یافت تا چه رسید
 می بالیست بالیستن چه که خود از میان جان آرزوی می برد تا خون اشک لبش تاب و سعاد
 زمین بوس جاوشان درگاه دریاد و اگر زانکه تواند بلفظ خویش این شکسته بسته را بسیم
 جایون برساند بجهت نواب سیکرانه حوادث زمانه تغیر رفت و تا خیر افتاد معذور دارند و در
 آرند گذشته از همه دستور ادب دستوری نداد الحق بی بشارت اشارت عالی چنان جبار
 و زحمت آوردن حدیث من اقتاده نیست معذور دارند اکنون داعیه دل منیت بهی
 از میان جان و تن سی و دو دندان بر آن جز هست که آنچه از عمر فانی باقی است - بر
 ماحی خدایگان بی پایان رساند و بعد از سجود آن آستان که قبله را ستانست کبلی از در
 و گیران غنای بگرداند - فی الجمله اگر نکته ازین جریده و بییتی ازین قصیده پسند طبع افتاد
 جهانبا تان بهانه بود بجهت این گذشته روز را بس است - و اگر نه همه گفتار - اگر فلان
 از در بچاره در شنج آبی چه کند -

فرمان تراست هر کس که ایامی است	گردانیم ز خویش و گردانیم بخویش
و آنچه شایان ز تو تو خود دادنی	هر چه یاراست کرد مشرقانی

یار چشم بد از ملک و دولت دور باد - بالنون و الصاد بنده سرافکنده داعی غائبانه
 و غائب حاضرانه المذنب الکلیب الفانی سید احمد حسن الفرقانی من بلده میر طهم
^{۲۲۵} قصیده را نهاده ام و سه جهان جوان و پهن سبز و خلد شد گلزار - خوشا زمان محل و حبه ایهای به
 در دیوان فرقانی بجز و قصاید مندرج است -

سجده سیم محرم الحرام ۱۲۸۵ هجری -

منبر

اگر چند صفت آن گریبان که بر سوابق معرفت نیست گاه است که در پی تفحص و تحقیق حال - اهل سوال برآیند از نیجابه عرض داشت سطر چند نگزید - که این اقل اتمام از نسبت پدر و جد و زمره سادات معدود و به کلید خامه و زبان درهای معنی پرده روزگار کشوده است و اباعن جد در ممالک دولت برطانیه بناصبت جلیله نامی و اشغال گرامی اشتغال داشته - ازان پدر بزرگوار و ازان خود نیز جزین محبت های نیکو خدمتی و وفا سنگالی ایام عذر سبیل توفیق و ممر حکام عالی مقام انگریزی بدست دارد و همواره قصائد فارسیه در تهنیت جشن و سور و میح تاظم اعظم کشور هند یعنی نواب گورنر خیل بهادر و دیگر فرمانروایان روان داشته است و همه مدو جان از رای کمتر نوازی به تهنیت در پذیرفته جائزه تحسین و استخوان بخشیده اند - از جمله چون دور گورنری بنواب گردون جناب لارڈ ارل آف میو صاحب بهادر رسید بر معهود و سه قصیده برسم خدمت بفرستاد - نواب ممدوح استفسار حال این شکسته بسته را از مشر و میس صاحب بهادر کشتن سابق قسمت میر کده اند - و مشر فورس صاحب بهادر کلکتر میر کده که الحال ساده آرای کشنری رو می کنند است بر کماهی سرگذشت و قوف تمام حاصل است - فی الجمله چون بخت و ستیاری نکرد و طالع پالم و دنیا مد کارے از پیش و باری از دل ریش زلفت الحال دل بگی از میح و ثنا سیر شد و آتش طبع بلرزد و باز ناخن را اگر می نماند - تا اظهار نکته شناسی و میر تبه دانی و سخن نوازی آن حضرت و الاموات و مترادف گشت - بخواست قصیده که شمل است بر چهار صد و انه بیت از خاطر شوریده سر

برزد میخواست که بخودی خود چون اشک بر شتابد و سعادت پائین بوس دریا بد بخت
 موانع بوقلمون و وسادس گوناگون دست نداد و روی کار را س اندیشه نگذاشت
 که ناخوانده زحمت آرد و ناپرسیده گام براه گذارد و فلند نخستین قصیده تا پسندیده را
 که مذموب است و مجد باین مرفوع ضراعت تشکیش چاکران بارگاه گیتی پناه داشت
 تا چه رسد اگر از مشفقت عام و کرم تمام بشارت اشارت زمین بوس در رسد نه
 بخت همایون و اگر نه تاره برینجا رخورفته است و راه گم نه کرده حرمی در خاطر میخورد
 بسیم همایون رسانم که مراد این در مانده بے سرو پا جز انحراف بسلک علمداران دیوان
 معدلت تو امان چیز نیست دیگر نیست از میان جان و بن دندان همه داعیه آن دارد
 که باقی عمر در سایه چتر دولت با خررساند و تا از دست ساقی اجل پیمانه قادر نه کشد
 سر از رفته ملک خواری و دولت خواهی بساط بوسان امارت عاطر بر نکشد و توفیق رفیق
 این غریق حریق باد مختصر این نیست باقی مجاری احوال داعی را از جنس خاندان و
 عزت و حسب و نسب از حکام زمان و داوران شهر میر نموده می توان باز جست که مر
 را معرفت خود بودن و زبان خود خود را ستودن عیب است بزرگ و شیوه ایست
 ذمیم از شیمه رضیه خداوندی چشم آن دارد که یک یک بیت قصیده را که پاره ایست
 از جگر سوخته و دل استورخته رهی بچشم تامل نگریسته آید تا بر سر آمدندرت حالات و
 لطائف اشارات بکلی مطلع آمد و پائین این خاکسار بی اعتبار از فرقان بگذارد

منبر

کم بیش هفت ماه شد ای آفتاب ساق	کردیم خدمتی که بر آید زد دست ما
مردم مانده ایم همانا نمی رسد	بر قصر حبابه تو سرگفت ایست ما
بعض چاکران آستان آسمان سان خدیو هنر پرور خدایگان عدل گستر	

حاکم گفت سلیمان شرف جناب مستغنی عن الالقاب نواب کلب علیخان صاحب بهادر
 با تقاب و اوصافه دارای رام پور مدظل لواءه و دام فعال عداله میرساند بهفت
 ماه شده باشد که این داعی قابله قصیده دانیه که مشتمل است بر چهارصد و دانه بیت
 یا مفرغ ضراحت بهم بوی مرتبه دانی و مداح نوازی مشکیش خدمت خدام درگاه جهان
 پناه داشته چون تازه هنر دشمن بکام گشت و منتظری جواب از حد گذشت - و تا
 عرضداشت دیگر بفرستاده هنوز از بخت ترزند - و طالع مستمند گلے از شاخ مقصودش
 نه تنگفته و از دولت جواب طرّفی نبسته چون محرم الطاف و ایطاف خدا یگانی با کافران
 از خواص و عوام از ان بیشتر است که ازین صورتها بر صفت اندیشه تصویرشاید کرد -
 نه نه - رجای خلایق بر آن در مکرمت بی سابقه خدمتی و معرفتی و اثنی است فکیف
 که بهانه در میان باشد - فلا جرم بار سال این عرضه گستاخروی کرد - چشم از کرم مردم
 نواز چنان دارد که شرف اندوز پاسخ مرفوعات کهن و نو آید - انشاء الله تعالی یا رب
 هوارة کار بار مراد باد - بالنون والصاد -

عرضداشت موسومۀ نواب سید منصور علیخان بهانایم مرشد آباد

بموقت عرض - بار یافتگان مجلس عالی مرجع ادانی و اعلی - امیر کبیر - سلیمان نظیر -
 جمشید سریر - سکندر تدبیر - اسطودیر مالک الرقاب نواب مستطاب جناب منتظم الملک
 محسن الدوله - فریدون جاه نواب سید منصور علیخان بهادر ناظم عظم مرشد آباد
 ضاعف الله تعالی بالدرجه جلاله و ادام الله علی اهلنا و عظامنا لاله رایات
 ظفر آیات تانفخ صور منصور باد - میرساند -
 که اگر چه این ذره بمقدار رانا مساعدت بخت شوم از اقتباس انوار مجلس خورشید انوار
 ۲۳۹ هجری -

محمود و محروم داشته است اما بر حسب آنکه کریمه عمن قال من احياء فكانا احيا
 الناس جميعا احسانیکه بر بنی نوع می رود عین در حق اوست - ازیرا چنان واجب کرد
 که قصیده برسم پاسداری و شکر گذاری - روانه سده علیه داشت متوقع که عین
 قبول ملحوظ و سبغ احیا مسموع گردد - و کار داعی دولت - که از به شغلی و بیکاری بجان رسیده
 است از سر بالا گیرد - آنچه گفته آمد از هنراریکی و از بسیار اندک بیش نیست - که از خاطر
 دردناک و دل چاک چاک بر ازین نکشاید - آری اگر رحمت آرند و طلب دارند - و بر سر
 عمل بگذارند لافز که دست سخن دراز - و گوش آسمان باز کرده آید - دولت خواه اگر چه
 در میدان فارسی چاکبوار بیا میکند - اما علی الرغم این قافیه سخنان باد پیمیا - سرگدائی
 ندارد - پیوسته در سر کار انگلشیه بر خدمات سرشته داری و امثال ذلک منصوب
 می بوده سه چار سالست که مهر طالع در ششدر بیکاری و بیماری در بند مانده است
 چشم جز آن ندارد که بکار دست اندر آرد تا هر چه بصواب اقرب باشد مختارند -
 زیادت ابرام نمیدهد و بر کرم خداوند و طبع هنر سپید حوالهت می رود خدا را بنده
 پروردن که آموخت - اقل المؤمنین المتمسک باذیال الائمة المعصومین کمترین
 مودحان خدا انگان سید احمد حسن فرقانی منتهای شهر دلی کوچه تهور خان بستان
 پنجم ذی الحجة الحرام ۱۲۸۳ هجریه -

نثر منقوط موسومہ مشرخی ای و آرد صاحب سی ایس

(که بعد کشتی جہانسی با انگلستان معاودت نمودند)

معاودت آنرا سزاوارست که کند روز و شب دلا زاری - که یار کارند اردو بجز دلا زاری - این قصیده را در دیوان
 فرقانی در جزوه تصانیف باید دید - این قصیده مع مشر و آرد صاحب سه تعالی الله رنگ و بوی و آب و جاه
 هندوستان - رعیت شاد و ملک آباد و پیش افزون و کم حرمان در دیوان فرقانی بجز و تصانیف ملاحظه فرمایند

تربیم۔ از فکر تہستہ و قلم شکستہ المذنب الفانی سید احمد حسن الفرقانی ابن منشی
سید کفایت علی رئیس بندہ میرٹھ سمت سر آغا زلسای دروازہ۔ قدیم لکھنؤ اردو دولت انگلیشیہ
لازالت مہتا و شوکتہا۔ در ثنائے بندگان رفیع الشان۔ داود دادگر۔ خدیو فرخ سیر۔
در یاد دل۔ ابرخیش جناب جالوج ارنسٹ وارڈ صاحب بہادر دام اقبالہ
وزرا و اہلالہ۔ جانت جبرٹ ضلع میرٹھ۔

بیت

ثبتت نظیف شفن نجیب | پشین شش پشن زسے ضیفش جنیب

چنین فیض نے بختن بینی نے پچھن چشین نجیش نے بختن بینی نے بغزین۔ تیغ تیش
پزن پشن۔ تی نجش لقب زن تن پشن پیش خیزش پشین ٹیشش پیش پن تیغ حیش
شفق پز جبین حیشش شفق خیز۔ زنجش تن خیشش نجش۔ زقیبش بیت زشت نجش
نجش۔ قیضش شب پیش شش تب شش بنی جن زغیشش بشفقش زطن
میش فیضش زیقین پیش۔ تی جزیضش بتغذیت ضیف بینی نجیشش جزیضش بی زلف
پچینی شش جزیضش چینی شش۔ زیت تحت لفظ بخت۔ پشت حیش زیت زین۔
زین شششش جنت۔ زیب شیش مبت۔ پشن پیش زیت بی پیش نے تی نجشش
زین شفیق پیش نے جیش بی جین لقیش غیب پن۔ زین نجشش نجب فیضش شین
پشیری۔ زین فیضش نجشش غیت قیزی پنج فخرش بی شین نجشش۔ فتن فیضش بی
غین غشیش پیشش خروت قیضشش بے خیف۔ تیغش تین تن پیش قیضش ذیب
فن فتنشش بے نشیب شیب نجشش لغزش پیش زحیب تبقتش فتن بختشش
خیزشش بخت۔ ضین لغزشش خیف۔ غین لغزشش خیف۔ تخفیفشش تیشیب۔ بزی بغزے
بزی۔ فیضشش ثبتشش۔ والسلام۔

تذروقات ابو المصنف جناب منشی سید کفایت علی صاحب حرم

اِنَّهَا النَّاسُ نَفْسٌ دوسہ مرا باشد و نگہ کنید و بینید کہ ہرگز بر چون من واقعہ رسیدہ
 رسیدہ اید یا چون من مصیبت دیدہ دیدہ اید یا قسم باللہ و کفی بہ شہیداً کہ امروز
 در تہامت آفاق مجموع روی زمین بر مشابت بندہ پراگندہ نیست و چگونه باشد
 کہ پدر گرامی سایہ عاطفت از سرم باز گرفت و ہامی روان پاکش در سایہ شاخسار
 طوطی لہو و حسن مآب آشیانہ ساخت دیت اغفر و ادکم و انت خیر الراحمین
 پدری و چہ پسرے پرو بار گران ملک سبک روح متفکر مدبر خدا پرست شب زندہ دار
 راست گوئی ترنگار کار شناس ہنرمند خرد پرور خداوند رخسارہ علمش بخیال حلم مزین و
 در اعلیٰ امارتش بطرز تواضع مطرز در فضائل چارگانہ یگانہ آرزوئیل سیکرانہ بر کرانہ تاجات
 نہ پہنچ پدری چنان پسرے پرورید و نہ پہنچ پسرے چنین پسرے دیدسی دانہ سال در
 عاقبت حشمت و کامرانی باقبال روزگار گذاشت و داد مظلومان و کار افتادگان برپوش
 داد کہ اگر نوشین روانستے بر آستانش مکر بر میان بستی از راوی و آزادی و مردی و
 جوانمردیش چہ رانم آن خود از حضرت علی مرتضیٰ میراث داشت آرے از چنان پدرے
 چنین پسرے شاید و از چنان دریای دُری چنین زاید۔ زاید دوسہ ماہ عوارض
 امراض مختلف بر وجود ہمگی جو دشمن مستولی ہی بود و دوست و دشمن و مسلمان و منع
 و برہمن اقرار میدہند بر آنکہ درین مدت پہنچ وقت و پہنچ شدت بجز شکر شکر شکست
 و گذشت از در سپاس صفت پیوستہ سر او جہر آیا سامع التجوی با سوز ہرچہ تمام تر نماجا
 کردی و گر چند برسبیل حمد گرد پہنچ گناہ گشتی دانہ شوائب و نوائب و عیوب دامن
 خویشتن و ایش نیاسودی از ترس الہی چندان بگریستی کہ بجلہ حاضران گریہ افتادی
 تا نفس باز پسین پہنچ فرضے از وفوت نشد اینست پسر دی آبای کرام حلیم السلام بآنکہ

در غلبه امراض گفتن و شنودن بود بسیار دشوار بودی هر کس که بعبادت یا بسؤال نزدیک
 او آمد و او را تبارزه روحی تمام گرم پر سید و عذر خواستی که برادر از براسے ما
 زحمت دیدے و سنج کشیدے خدا عز و جل دہاد باجملہ چندان ازین جنس گفتی کہ آن
 بیچارہ عجب ماندی و تشویر خوردی کہ آیا چه کار کردہ ام کہ این ہمہ منت توان برد خاک
 آشوبناک این ناحیہ گریانش کشید و آورد و بر ما دہر و رفت آنچه رفت بعد از غسل
 چہ از چہرہ و چہ سائر اندامش چندان نور بد رخشید کہ چشم جانیاں خیرہ و جہان بر جاسان
 تیرہ شد جنازہ عزیز چنان دوش بدوش میرفت کہ یکدو بار پیش این سعادت میسر
 کوشندگان نیامد انجی خلایق چندان کہ محاسب و ہم بدست چپ نتوانست شمر دہمہ
 خونناہ ریزان و جامہ دران و الحق جای آنداشت زیرا کہ دلہای ولی وعدہ و بروقتہ
 بود شتی شکار بندل و نوالش مشتی چاکر جمال و کمالش مشتی بیاد سخنان شیرینش مشتی
 دلدادہ گفتار رنگینش طرفہ ترکہ خاک تربت معطرش را چنانچہ بعد از سپردن رسم است
 بی زحمت مشک و منت سقا برابر اندہ رحمت تر کرد و بزرگاموہ کہ در کف مرحمت وطن
 گیر و اگر نقش بند آسمان کہ بود جامہ ہزار رنگ بر آمیز و چہ نمودی در ہزار سال بر بخیزد
 و اگر سیاح صبا خاکمای عالم را بر ہم ہزدیکہ چین جوالمردی کہ بر بخت نرین و نان خوان
 احسانش چون قرص خورشید بشرق و مغرب فرار سیدے انقاس عنبرنیش لبان لیلی
 شب دامن ہر زلات گناہگار ان فرو پوشیدہ حقیقت کہ در میدان صدق و صفا
 رایتی بود و از فرقان بدل و عطا آیتہ بلدی کہ اندکے از مناقب و آثار آن بزرگوار را
 در صد ہزار سال بر روی ہزار ہزار دفتر ثبت نتوان کرد تا گزرد حجاب الوقت را بگزارش
 نام و نسب و علم و لقب و مدت حیات کہ مدۃ الحیاۃ کم بودگی آن بگریہ بسیار از زانی
 خواہد بود و تا سنج و فات نظرأ و شرأ بلند رفت من بعد اگر در حل ملتے است و در ناظم
 قوی نیروی خامہ رونده و طبع آرنده مارا خواہی دریافت انشاء اللہ المستعان

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ هُوَ حَسْبِيَ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

کنیت و نام شریفش

ابو احمد علی السید المعروف بهتیه کفایت علی منشی اهلہ الله تعالی فرادیس الحنکان
بحق النبی والقدیران شجرہ نسب کریش کہ صہلہا ثابت و فرعمانی السہار بار
اوست پدر پدر پروما و پر بر مادر در باغ طہ و لیلین میرود۔

روز نامہ جیاتش

کہ خط نفی بر آن زوند ہشمارہ لفظ نہ منفی است یعنی پنجہ و پنج سال۔

وقاتش

در پیرہ سوم از شب آونہ بست چہارم جمیدہ الآخر سال کینزار و و دیست و ہشتاد
و شش از ہجرت نبویہ علی ہاجرہا الف الف تہیتہ ۔

میشش

در خاک میرشد در غری باغچہ موروث خویش در بار رحمہ و الحقہ ما بآئہ الصالحین۔

تمام شد

ضمیمہ

کلامِ فتانی

سید دیوان

یعنی عنزلیات اُردو

جناب منشی سید کفایت علی صاحب مرحوم

پدر بزرگوار حضرت

سید احمد حسن

فرقانی

فہرست ضمیمہ

(۱) دیوان تہنا۔ یعنی غزلیات اردو کے پرنسز گوار جناب فرقانی ۱- تا ۶۵

(۲) قطعات تیارخ وغیرہ ۶۷- تا ۸۲

(۳) خاتمہ ۸۳- تا ۸۶

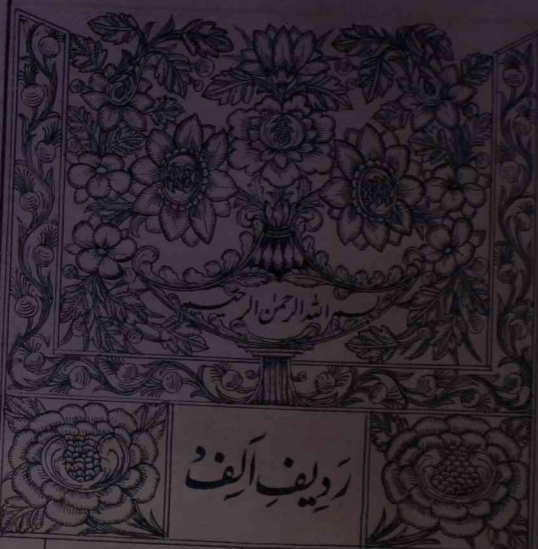
فہرست

صفحہ	ردیف	تعداد	مصرعہ اول	کیفیت
۱	الف	۱	تم نہیں اپنے دم بھٹکے کا	۱۳
۲	۲	۲	ہمارا سوز جگر کس طرح عیاں ہوتا	۲۷
۳	۳	۳	سر سے خیال زلف چلیا کہ ہر گلیا	۱۵
۴	۴	۴	گتے ہی سرین توڑ کے دل تاجگر گیا	۲۵
۵	۵	۵	اے عندلیب دیر نہ کر لاقتاب لا	۱۴
۶	۶	۶	تیرے دیکھ لے پر پر و جو گدا ہو جائیگا	۲۱
۷	۷	۷	ان روزوں میں غیر سے یار نہ ہو کیسا	۱۶
۸	۸	۸	اثر رعب جمال رخ تاباں دیکھا	۱۳
۹	۹	۹	اللہ سے برتر تو ہر حسن شباب کا	۱۳
۱۰	۱۰	۱۰	کیا کہتے ہو ہنس کے تجھے روتا نہیں آتما	۱۵
۱۱	۱۱	۱۱	کب اُس کو خیال دل شیدا نہیں آتما	۱۴
۱۲	۱۲	۱۲	مری آہ سحر کا اثر ہی کیا مرے پاس ہر غنچہ دہن نرمل	۷
۱۳	۱۳	۱۳	میں ہی ملاح نہیں اے مہتایان تیرا	۱۴
۱۴	۱۴	۱۴	ہمارا سیرۂ تربت نہ پایا مال ہوا	۱۴
۱۵	ب	۱۵	قد وہ کہ جبکے آگے ہو سر تو چن خراب	۹
۱۶	۱۶	۱۶	آتما ہو کا پناہ نظر اکثر آفتاب	۱۱
۱۷	۱۷	۱۷	مہ رخون میں کیوں نہ کہلا کے وہ دلبر آفتاب	۸
۱۸	۱۸	۱۸	کو کیوں ایسے پھرتا ہوں میں رسوا ہو کر	۲۹
۱۹	۱۹	۱۹	اخر نہیں ہلال نہیں آسمان پر	۲۳
۲۰	۲۰	۲۰	دل ہوتا چوب زلف گرہ گیر سے باہر	۱۷
۲۱	۲۱	۲۱	نور پر رخ مہ کیا ہو ترے تل کے برابر	۲۰
۲۲	۲۲	۲۲	کس طرح نہ کیے اُسے جاہل کے برابر	۱۲
۲۳	۲۳	۲۳	سبل نظر آجاتا ہو سبل کے برابر	۱۴
۲۴	۲۴	۲۴	تغیر نہ ہونے پر مستانہ کو کیونکر	۱۱
۲۵	ز	۲۵	نہ کیا تجھ کو سنا رہی ہوں	۱۵
۲۶	ل	۲۶	کیا بیان کیجیے کیا حال تھا ہم شب وصل	۱۵

صفحہ	ردیف	نمبر شمار	مصرعہ اول	تعداد ابیات	کیفیت
۲۲	ل	۲۷	ہو طلوع میر حسن جوانی آجکل	۱۲	بے نقطہ
۲۳	۷	۲۸	ہو بتوں سے التجائے شکارچی آجکل	۱۱	
۷	۷	۲۹	ولمیں کیا اُس تم یکجا دے ٹھانی شب وصل	۱۳	
۲۴	م	۳۰	ہو سلب سے مر گیا ہوم	۲۸	
۲۷	۷	۳۱	گالیان دین ندی دعا مدم	۱۳	
۷	۷	۳۲	لا دو اور دول ہو ادم	۲۰	
۲۸	ن	۳۳	موج حسن رو سے زربا مین ہی ہوں	۷	
۲۹	۷	۳۴	بہین گوارا مین نکو ناگواری مین	۱۳	
۷	۷	۳۵	کب وہ الطاف و کرم کرتے ہیں	۲۱	
۳۰	۷	۳۶	داغ گل زیب بدن کرتے ہیں	۸	
۳۱	۷	۳۷	مطبوع تھا لپٹا کو نیاز دل مجھوں	۹	مفسر
۷	۷	۳۸	تری زلفت دوتا ہے اور مین ہوں	۱۱	
۳۲	۷	۳۹	کو پروا نہ آتش زمان کو	۹	
۳۳	۷	۴۰	کیونکر آئے وہ مسیحا مے گھر داکو نکو	۱۰	
۷	۷	۴۱	تنگ ہر دشت جنوں دیکھ کے عریان ہکو	۸	
۷	۷	۴۲	دیکھتے مین چوتے رخسار کو	۹	
۳۴	۷	۴۳	چڑھے مین بل پسیدہ کار دیکھتے کیا ہو	بالہ	
۳۶	۷	۴۴	کبتک دکھائیگا مجھے تیغ جفا کے ہاتھ	۱۲	
۷	ی	۴۵	باغ مین ہی صفت بوسے صبا ہوتی ہو	۱۸	
۳۷	۷	۴۶	سر سے بانوں کو روان زلف دوتا ہوتی ہو	۲۲	مفسر
۳۸	۷	۴۷	رشتہ در کے قرین وہ شمع پر قرن چاہیے	۲۸	
۳۰	۷	۴۸	اے بت خدا کا خوف کہ اس قتل عام سے	۲۱	
۴۱	۷	۴۹	اسکی باتیں مین نئی - وضع جو ہوتا زنی ہے	۷	
۷	۷	۵۰	اٹو خدا کے واسطے گوشے نقاب کے	۱۱	
۴۲	۷	۵۱	یاد اُس بت کی جگو ہروم ہے	۱۶	
۴۳	۷	۵۲	تغیش حال میل نالان ضرور ہے	۲۱	
۴۴	۷	۵۳	نہ دن ہمارے دل داغ دار کے بدلے	۲۱	
۴۵	۷	۵۴	رو برو کب ترے دلیر ٹھہرے	۲۶	

صفحہ	ردیف	شمار	مصرعہ اول	تعداد ابیات	کیفیت
۴۶	۵۵	۱۸	سر تحریر ادا کر کیجیے	۱۸	
۴۷	۵۶	۲۲	نیشے ہی رہے غایت کیجیے	۲۲	
۴۸	۵۷	۱۳	ہر وفا یہ کہ تو جفا نہ کرے	۱۳	
۴۹	۵۸	۷	حسن جان فریب کو تشریح چاہیے	۷	
۵۰	۵۹	۱۳	دیکھتا کب ہی سبر کوئی	۱۳	
۵۱	۶۰	۱۷	یوسف لب سے سرور سے گلگون ہو جائے	۱۷	
۵۲	۶۱	۱۶	پہری کو دیکھا نہ خوش آئی شکل جو مجھے	۱۶	
۵۳	۶۲	۱۳	شکر کی گلیں پیرن راہ خدا میں آئے	۱۳	
۵۴	۶۳	۲۴	غیروں سے نہ توبیخ یہ صحبت نہیں اچھی	۲۴	
۵۵	۶۴	۱۷	چندے یوہین رہی تو تلاش کر مجھے	۱۷	
۵۶	۶۵	۱۵	دل کو بتوں کے جو رکاوٹ بنائیے	۱۵	
۵۷	۶۶	۸	خبر یہ کل مجھے تا قوس کی صدا سے دی	۸	
۵۸	۶۷	۲۹	رابطہ ہر نالوں کا ضبط آہ انگار بھی	۲۹	
۵۹	۶۸	۹	ہو پیش نظر چشم سنگ کئی دن سے	۹	
۶۰	۶۹	۱۶	پس از مردن دلا کیا چاہیے تو قیامت کی	۱۶	یہ مطلع قبرجا مصنف پر کندہ ہو
۶۱	۷۰	۱۷	بے پردہ آؤ عاشق شہید کے سامنے	۱۷	
۶۲	۷۱	۱۳	روتا ہوں اینا درد جگر دل کے سامنے	۱۳	
۶۳	۷۲	۱۹	طالب ہوں یہ کس چیز کے گردون دنی سے	۱۹	
۶۴	۷۳	۱۸	بیج کہو کسے بھلا یا انکو اپنی یاد سے	۱۸	
۶۵	۷۴	۱۴	تھے وہ میلی تو مری فحش پہ آئے ہوتے	۱۴	
۶۶	۷۵	۱۶	برجھیاں جلتیں جو فرقان کے نظارے ہوتے	۱۶	
۶۷	۷۶	۱۸	زا چکا ہے کھا لٹو ڈر پار سا کا ہے	۱۸	

کل ۷۶ غزل ۱۳۳۵ اشعار



رَوِیفِ اَلِف

خونے اُنکے جی دہنے کا غم نہیں مجھ کو جی بکھنے کا دل سنبھالائیں سنبھلنے کا رنگ اپنا انین بدلنے کا ڈر ہے مجھ کو زبان پھسلنے کا حکم ہے ساتھ ساتھ چلنے کا دل سے پیکان نہیں بکھنے کا ہے وہ نکھاتا ہے جھلنے کا کو دے پھانڈے اُچھلنے کا	غم نہیں اپنے دم بکھنے کا شغل ہے گرتے بھلنے کا جوش و خشت میں دیکھنا صبح لاکھ نیرنگیاں دکھائے فلک سال سوزِ جگر بیان کیا ہو دائے رمی ماندگی کہ غیروں کو وہ نو مانوس ہیں یہ آپس میں جسکو بال ملک سمجھتے ہیں تم سے یکجا طریق آہوئے
---	--

گدرا ماہِ صیام عید ہوئی کوئے جانان ہے مقتلِ عشاق دیکھ کر مجھ کو درپہ کہتے ہیں	دور آیا شراب ڈھلنے کا خوب موقعِ ہریان چلنے کا کب ارادہ ہریان سے ملنے کا
کنجِ خلوت ہے یا رہے تنہا ہے یہی وقتِ عطر ملنے کا	
ہمارا سوزِ جگر کس طرح عیان ہوتا خلافِ طبعِ تبارے نہ مہربان ہوتا خندِ نگِ نازِ مستِ گرجو میمان ہوتا گدرا جو اپنا سوسے بزمِ دلتان ہوتا نقاب سے رخِ تابان اگر عیان ہوتا بہارِ میں جو خیالِ غم خزان ہوتا نقابِ چہرہ گلنار کا گمان ہوتا سخن و بان و کمر کے جو درمیان ہوتا وہ بادہ کش ہوں کہ صاف ابر کا گمان ہوتا دکھایا نوح کا طوفان پیرِ کنگان کو صدائے نالہ ہے یہاں نالہ جرسِ ہدم نہ پھر تا پون شتر بے ہمارِ صحرا میں کبھی تو ہوتا میں بیخود نگاہِ ساقی میں قدمِ زمین پہ وہ غورِ شید و زمین رکھتا دکھانہ دیتے جو تم اپنے دستِ رنگین کو سُکِ روانِ عدم کتنا جلد چلتے ہیں	بلند آتشِ پنہان کا کب جھوان ہوتا بسانِ غمیر اگر میناجِ دان ہوتا ہر ایک عضو بدن اپنا میزبان ہوتا زبان یا روعہ و پرکمان کہان ہوتا تو ماہِ پردہ شبِ نگِ میں عیان ہوتا تو شاخِ گل پہ نہ بل کا آشیان ہوتا چمن میں آتشِ گل پر اگر دھوان ہوتا مستما ہوتا کوئی کوئی چیتان ہوتا شرابِ خانہ کے شیشے میں گروہوان ہوتا یہ طفلِ اشکِ غضب تھا اگر جوان ہوتا ہمارا قافلہ عمر ہی روان ہوتا جو قیسِ ناقہ لیسے کا ساربان ہوتا کبھی تو چشمِ خماری کا اتھان ہوتا وگر نہ حشرِ بپا زیرِ آسمان ہوتا تو میری آنکھوں سے دیئے خونِ روان ہوتا زمین پہ نقشِ قدم کا نہیں نشان ہوتا

وہ مست ہوں کہ نکلتا جو مکہ سے کہیں جو آتا بالین پہ میرے مہمئی دوران نہ پونچتا قدم نازین ہمارا ہاتھ میں وہ غمین ہوں کہ ہنسنے کے بدلے وہاں نہ تر پے کیوں دل صد پارہ صولت سیاب جو اب نام نہ لانا جو نامہ بر میرا سودا خط مجھے حاصل ہو وصف خط سواب وہ پائون رکھتا اگر وقت ذبح سینہ پر بہشت و حور کو بھولے سے بھی نکرتا یاد یہ بات کیا ہو یہ بیوجہ خامشی کیسی ؟	تو ابر تر کا مرے سر پہ سائبان ہوتا تو ساتھ اپنے جنازہ کے اک جہان ہوتا وگر نہ دیکھتے کیسا وہ سرگران ہوتا مرا گذر جو سوے دشت زعفران ہوتا کوئی حسین مری نظرون سے ہی نہان ہوتا تو میں بسان قلم سر کے بل روان ہوتا دہن کی منکر جو کرتا تو نکتہ دان ہوتا خداے ساقِ ستگر یہ نیچان ہوتا جو کوئے یار میں زاہد ترا مکان ہوتا تو کچھ تو کہتا مری جان اگر دہان ہوتا
---	--

ہر ایک عازم ملکِ عدم ہوا تنہا

روانہ کاش بسم سب یہ کاروان ہوتا

سر سے خیال زلف چلیا کہ ہر گیا کعبہ کی راہ چھوڑ کے پڑا کہ ہر گیا مطرب کمان ہو نرم میں شیشا کہ ہر گیا آئی درائے ناقہ لیلے سے یہ صدا کہتے ہیں تیرا قامت پر نور دکھ کر اُسکو بھی کیا مہارمی مکر کی تلاش ہے کیا گل نے کہدیا سے خاموش کیوں ہو نیرنگیوں سے فصلِ حزن کی خبر نہیں روحِ مزار اہل فنا پر ہے یہ لکھا	وہ دولہ وہ جوش وہ سوا کہ ہر گیا نیت کہانگی باندھی تھی تنہا کہ ہر گیا ساقی وہ دور سا غریبہا کہ ہر گیا صحرا سے قیس بادیہ پیم کہ ہر گیا طوبے تو ہے یہ سائے طوبے کہ ہر گیا درست سے کچھ خبر نہیں عفا کہ ہر گیا شورِ نوائے بلبل شیدا کہ ہر گیا کہتا ہے باغبان گلِ رن کہ ہر گیا نام و نشان جہان سے تمہارا کہ ہر گیا
--	--

آہو سے اندون مجھے وحشت ہو کیلے
 وزرات سامنا ہو خوش کا اندون
 ہر طفل شوخ اشک یہ کہتا ہے بار بار
 تم بے نیاز ہو نہیں حاجت نہیں مگر
 آنکھوں میں دم ہے منتظر دید واپسین

دل سے خیال نرگس شہلا کدھر گیا
 بخت سید کا مرے تار کدھر گیا
 آئے تو سامنے مے دریا کدھر گیا
 فسر مراد اہل تنہا کدھر گیا
 لاؤ اسے وہ رشک میسا کدھر گیا

یا تنک ہوا ہون زار کہ سب اپنی مہربان
 مجھ سے ہی پوچھتے ہیں کہ تنہا کدھر گیا

لگتے ہی سر میں توڑ کے دل تاجگر گیا
 بولا وہ تن سے سرمہ اجدم اتر گیا
 یہ کہتے کہتے قیس جگر قفسہ مر گیا
 مدت ہوئی کہ تاب و توان کوچ کر گئے
 اللہ رے انتظار قدوم بت شیر
 دن رات تلو نرگس شہلا کی یاد ہے
 مرقد میں ہے جواب یہ اہل سوال کا
 دولت شب وصال کی سفاک ہو گئی
 قربان ایسی مرگ پہ کیجے حیات کو
 کمزور وقت بادۂ غفلت تھا نقب
 سکر شکایت شب بھران وہ ماہر
 کہتا تھا کوئی لعل عقیق میں کوئی
 پوچھو نہ ماجرا میری چشم پر آب کا
 کچھ دل میں آگیا تو گیا میں بھی اس کے ساتھ

تیر نگا ویا رجب کام کر گیا
 اچھا ہوا یہ خوب ہوا دروہر گیا
 دست جنون سے ناقہ لیلے کدھر گیا
 باقی ہے دم وہ شام گیا یا سحر گیا
 آنکھیں سفید ہو گئیں نورِ نظر گیا
 شیب و شباب روتے ہی روتے کدھر گیا
 کوئے صنم سے نعش کو یاں کون کدھر گیا
 وقت سحر جو پاس سے وہ سیمبر گیا
 نعش شہیدِ ناز پہ وہ فوج گر گیا
 جام شراب پیتے ہی حد سے گزر گیا
 صد شکر لیکے ساتھ مجھے اپنے گھر گیا
 دامن تلک جو آنکھ سے بخت جگر گیا
 نظروں سے اسکی نوح کا طوفان اتر گیا
 جب خط شوق لپکے مرانا مہر گیا

گھر میں عدو کے شام وہ رشک مٹ گیا
 آؤ سحر سے نالائش بے اثر گیا
 باز آ خدا کے واسطے گومال و زر گیا
 ملبوس فقر و خلعت شاہی کدھر گیا
 کتا ہون ہر قدم پہ کہ بس ابکی مر گیا
 پہلے پٹ کے دل سے ہمارا جگر گیا
 میں مثل تیسرے در پہ ترے بے خطر گیا
 ملنے کو وہ رقیب سے وقت سحر گیا
 اس آؤ شعلہ بار کاوان تک شر گیا
 گل کا تھارے سامنے چہرہ اتر گیا

تا صبح دوست تو مجھے جینا محال ہے
 مایوس وید چشم تنہا ہر اندون
 عشق میان میں دولت ایمان نہ کھو لا
 شاہ و گدا کی قبر سے آتی ہو یہ صدا
 جاتا تو ہون میں کو چہ سفاک میں مگر
 تاسیہ شوق ناوک فرگان یارین
 کتون کی طسج غیر وہاں بھونکتی ہے
 و احسرتا کہ ہم تو ترستے رہے یارین
 ظاہر ہے آفا سے جلنا پسر کا
 تالون پہ ملبون کے مری نالے چھا گئے

تنہا پہ بعد مرگ برستی ہے بیکسی

گریبان کب اُسکی قبر پہ بھی ابر تر گیا

گل تکیہ اُسکے واسطے عطر گلاب لا
 شکوہ نہ لب پہ اسے دل خانہ خراب لا
 ہمد م پسینہ یار کا جائے گلاب لا
 قاصد تو اُسکے پاس سے خط کا جواب لا
 پھر جاتو نامہ بر مرے خط کا جواب لا
 بولا شراب لا کوئی بولا کباب لا
 جامیکدہ سے شیشہ بغل میں تو داب لا
 سب میکدہ دن میں شور ہر ساقی شراب لا
 ہر گزک تو اسے دل سوزان کباب لا

اے عندلیب دیر نہ کر لاشتاب لا
 کر شکر جو روطنم کا غزہ کی تاب لا
 غش ہے مجھے تو دل میں نہ کچھ اضطراب لا
 نامہ ہو یا پیام زبانی ہو کچھ تو ہو
 کیا پوچھتا ہے کیا کمون صورت سوال ہو
 شب مختب سے نشہ میں ہر روز میکدہ
 زار و دہان کسی کی کو نہیں خبر
 باران سے جوش رحمت حق آشکار ہے
 جائے شراب ملتا ہے خون جگر دام

وقتِ وداعِ روحِ قریب آیا ہنشین
ہوگی جو دیرِ محب کو توجہ نیا نئے گا
بے پردہ آ کے بیٹھ ذرا میرے سامنے
کثرتِ گنہ کی رو درِ جہنم کا کام آگئی

شرِ بت کے بدلے اُسکے دہن کا لعاب لا
پسینام یا رلائے تو قاصدِ شتاب لا
عاشق ہوں میں تو مجھے نہ نہیں حجاب لا
بولانہ کوئی مجھ سے کہ اپنا حساب لا

تھین ہے اُسکی مائلِ عھیانِ بندگان
تنہا نہ دل میں خدشہ روزِ حساب لا

تیرے در کا اسے پریر ہو جائیگا
کشتیِ بحیرِ کرم کا تاحد ہو جائیگا
کنجِ عزالت میں سلیمان وہ گدا ہو جائیگا
تلمنی لذاتِ دنیا سے جدا ہو جائیگا
سا لکو جو رہ رو راہِ خدا ہو جائیگا
مالکِ ملکِ عدمِ ذہن رسا ہو جائیگا
دردِ سرجاتا رہیگا سرِ جدا ہو جائیگا
آہ سے کاخِ خلک میں زلزلہ ہو جائیگا
مشقِ خوزیری اگر چندے رنگی اس طرح
دیدہ دل سے اُسے من دیکھتا ہوں لات دن
چاہیے تھو گلِ غورِ شید سے بھی اجتناب
جستجوے یارِ من کیا چاہیے ہکو دیل
قصہ خوان تو قصہ زلفِ دراز یا رچھیر پڑ
میرے نال کو صدائے تازیانہ جا کر
لے اڑیگا جذبِ وحشتِ دشت میں مجھ زار کو

دیو کا سایہ اُسے بال ہما ہو جائیگا
جو قفا حست کے مزہ سے آشنا ہو جائیگا
جو قفا حست کے مزہ سے آشنا ہو جائیگا
جو قفا حست کے مزہ سے آشنا ہو جائیگا
سجدہ گاہِ خلق اُسکا نقش پا ہو جائیگا
کوئی نکتہ اُس دہن کا گراوا ہو جائیگا
عشقِ رنگِ صندلی مجھ کو دا ہو جائیگا
میرے نالوں سے زمین پر تلکا ہو جائیگا
خونِ ناحقِ عہد میں تیرے روا ہو جائیگا
وہ اگر مجھ کو نہ دیکھے گا تو کیا ہو جائیگا
چاند سا کھڑا تھسا راسا نولا ہو جائیگا
نقش پا اُسکا ہمارا رہنما ہو جائیگا
ورنہ طولِ شبِ فرقت بلا ہو جائیگا
تو سن عمرِ روانِ دم میں ہوا ہو جائیگا
مجھ کو خارِ دشت بھی اب کبرا ہو جائیگا

تین لیکر تھمیں شوقِ شہادت دیکھ لو وہ ہے ایسا ستمن بازارِ ہستی میں دلا اوج پر فکرِ رسیا یوں ہی رہے چند لاکر واعظا شرم گنہ سے ہکو حاصل ہو تو اب جب تلک جیتا ہوں صدِ حُجّر کے سہا ہوں	سامنے خنجر کے خود میرا گلا ہو جائیگا زر و جس کو دیکھ کر رنگِ طلا ہو جائیگا طاہرِ مضمون کا پستِ حِصلا ہو جائیگا اس برا کئے سے تیرا کیا بھلا ہو جائیگا دیکھ لینا ورنہ جو میں نے کہا ہو جائیگا
--	---

عاشقِ بیدل نہ تہنا مجھ کو سمجھے گا کوئی

میرا دل لینے سے تو بھی دلِ ربا ہو جائیگا

ان روزوں تین غیر سے یا رانہ ہے کیا کیجے اسے آبادیہ ویرانہ ہے کیا ہو حق کے عوض نوکِ زندانہ ہے کیا مستی میں سیرِ سجدہ شکرانہ ہے کیا دل آئینہ صورتِ جانانہ ہے کیا کیونکر کون میں دانتِ نینِ قتل پہ میرے میناے طے سرخ میں جلوہ ہی پری کا غارت گردل ہے تری دزدیدہ نگاہی واقفِ نینِ اباتک بخدا وہ بخت کسن پوچھے کوئی اُس رشکِ میحاسے یہ جا کر کیونکر نہ پھنے حلفتِ گیسو میں مراد دل کہتے ہیں وہ دکھلا کے خطرے منور اوپر معان دیکھ تو خورشید و فلک کو سودا ہے خریداریِ یوسف کا عزیزو	ہر بات میں پاسِ دل بیگانہ ہے کیا تہنا کا دل اے رشکِ پیہی خانہ ہے کیا جھوٹے ہرے ناب سے متانہ ہے کیا بدستِ ہن ہوشیار یہ میخانہ ہے کیا حیرت ہے کہ کعبہ میں یثخانہ ہے کیا قاتلِ تری شمشیر میں دندانہ ہے کیا میخانہ میں ساقی یہ ترے خانہ ہے کیا اس چور کو کیون مہنے بھی پھانہ ہے کیا آئینہ کسے کہتے ہیں اور شانہ ہے کیا بیمارِ تپِ ہجر کو غم کھانہ ہے کیا زخیر وہ کیسی ہے یہ دیوانہ ہے کیا یہ حُسنِ خدا داد کا پروانہ ہے کیا مینا ہے اگر یہ تو وہ پیمانہ ہے کیا نقدِ دل پر داغ کا بیمانہ ہے کیا
--	---

آما وہ خواب عدم آخر کیا مسم کو کیوں عمر گزشتہ کا بھی افسانہ ہے کیسا

پیوند زمین ہوئے ہی کھل جائیگا تنہا

میسوس فقیرانہ و شاہانہ ہے کیسا

کا پتا پھرتا ہے غور شید و خشان دیکھا
دامن ابرین چھپتے مجھے باران دیکھا
یعنی یہ تیرہ درون حافظ قرآن دیکھا
جوش رحمت کا گنگارون پیمان دیکھا
خلقہ زلف میں منے رخ تابان دیکھا
مسجد و مین گذر بادہ فروشان دیکھا
جب ترے زخمیوں نے سوسے گلہ ان دیکھا
جسے دیکھا مری جان تھکوا گلستان دیکھا
تیرے دیوانو نکویوں سلسلہ عیان دیکھا
آپ شیرین ترا اے خنجر بران دیکھا
صورت آئینہ دیکھا جسے حیران دیکھا
مجھے جھنجھلا کے وہ فراتو میں نمان دیکھا

اثر رعب جمالِ رخ تابان دیکھا
تھکوا جب جوش پہ اسے دیدہ گریان دیکھا
خال مشکینِ رخ جانان کا نگہبان دیکھا
ابرین لطف سرور دل نیاں دیکھا
آئینہ خانہ زنجبیر میں بھی نصب ہوا
چشم و ابرو سے بتانے بخدا بہکایا
شورِ مقتل میں ہوا دل کو مزا آئے لگا
رخِ ترا گل ہے دہن غنچہ ہے قامتِ شاہ
بیڑیاں پہنے کوئی در کی لہائے زنجیر
تشنہ کاموں کے کبھی کام نہ آیا لے دے
اے بُتِ آئینہ رو منے تری محفل میں
میں جو کتا ہوں مرے زخمِ بگر کو دیکھو

عاقبت لے گئی تہا کو خضو جانان

مسنے یہ معجزہ کثرتِ عصیان دیکھا

چادر میں منہ چھپکنے لگا ہاتھاب کا
ٹوٹے جو دست موج سے ساغرِ حباب کا
دم دم پہ توڑا جاتا ہویاں سرِ حباب کا
موجوں کے بند چاہیں تکمہ حباب کا

اللہ رے پر تو ترے حسنِ شباب کا
برے میں دون میں کا سہ سرمونہ ہے پرست
نادان ہوا میں آ کے بس اتنا سر اٹھا
پہنی ہے تم نے آپِ روان کی اگر قب

رکھ دیو مجھ میری قبر میں شیشہ گلاب کا شاخ سمن سے پھول کھلا ہے گلاب کا ہے ایک قطرہ وہ مرچیں شمشیر پر آب کا ہے خم میں ہاتھ شیشہ بغل میں شراب کا منہ پھر گیا ہے آگے ترے آفتاب کا اُٹے جو شب کو رُخ سے تو گوشہ نقاب کا تیرے رُخ سے تیرے شہاب کا کیا میں جواب دوں سخن لاجواب کا	غش ہو کے مر گیا ہوں کسی گلابدین میں عارض پہ ہاتھ رکھ کے وہ کہتے ہیں دیکھے کہتے ہیں بحر جس کو یہ طوفان دکھانا کس لطف میں دست بغل دست ز سے ہوں کیونکر فرسور غ ہو گا ماہ تمام کو روئے سحر پورہ ظلمت سے آشکار ہم پلہ تیرے ابرو میں رتبہ میں قوس کے کیوں چپ ہوں جو چھین نشان میں ترا
--	---

سینہ پر ہے تیرا دھڑکنے کا سامنے
 تنہا یہ حال ہے دل پر اضطراب کا

رونے کی ہے عادت مجھے ہنسا نہیں آتا رونے کی ہے عادت مجھے ہنسا نہیں آتا رونے کی ہے عادت مجھے ہنسا نہیں آتا رونے کی ہے عادت مجھے ہنسا نہیں آتا رونے کی ہے عادت مجھے ہنسا نہیں آتا رونے کی ہے عادت مجھے ہنسا نہیں آتا رونے کی ہے عادت مجھے ہنسا نہیں آتا رونے کی ہے عادت مجھے ہنسا نہیں آتا رونے کی ہے عادت مجھے ہنسا نہیں آتا رونے کی ہے عادت مجھے ہنسا نہیں آتا	کیا کہتے ہو ہنس کے مجھے رونا نہیں آتا ہنسنے کی ہے عادت تری جی طرح اسی طرح ہوں نہ بنا منہ کہ میں ہرگز نہ ہنسون گا ہنسنے کو وہ جب کہتے ہیں پڑھتا ہوں یہ مصرع جس روز سے ہنستے ہوئے دیکھا ہو کیس کو ہے پیش نظر یوسف و یعقوب کا عالم کیونکر ہنسون اے شیخ ترے سحر میں پر دل چاہے جو ہنسنے کو تو کس طرح نہ روؤں لکھوں گا کتاب یہ سر لودھ دیوار شبنم کی طرح اے گل خندان ہوں چمن میں تو برق تجلی ہے تو میں اگر گہ بار
---	---

رونے کی ہے عادت مجھے ہنسا نہیں آتا	میں شمع صفت بزم طرب میں بھی ہوں گریان
رونے کی ہے عادت مجھے ہنسا نہیں آتا	تو ہے گل خندان تو میں ہوں بلبل نالان
رونے کی ہے عادت مجھے ہنسا نہیں آتا	روتا نہیں کچھ زخم جگر دیکھ کے خندان

یابوس ہوں منوم ہوں محزون ہوں سہا
رونے کی ہے عادت مجھے ہنسا نہیں آتا

کب سوے حرم وہ بت یکتا نہیں آتا	کب اس کو خیال دل شیدا نہیں آتا
اس بال کے پھند میں تو عفا نہیں آتا	اک موپے یقین ہسم کو کمر کا نہیں آتا
یان مصر کے بازار سے سودا نہیں آتا	ہم تیرے خریدار ہیں یوسف سے ہیں کیا
اس جامہ عریانی میں دھبا نہیں آتا	دیوانوں کو تر دامن کا عیب نہیں ہے
اب ہاتھ مرے دامن صحرا نہیں آتا	لے دست جنوں کیوں نہ گریان کو بچاروں
کیون نجد میں اب ناقہ لیلا نہیں آتا	ویرانہ میں آبادی پر عشاق کے دم سے
کچھ ذہن میں وہ روئے مصفا نہیں آتا	آئینہ ہے یا مصحف سادہ ہے الہی
اب یاد مجھے ساغر صہبائیں نہیں آتا	بیہوش کیا نرگس محمور نے مجھ کو
جب کہتے ہیں وہ میں نہیں آتا نہیں آتا	ہوش و خرد و تاب و توان جاتے ہیں ناصح
کیا کیا میں کہوں یاد مجھے کیا نہیں آتا	جو رستم و ناز و ادا غمزہ کر شمشہ ۶
کیون اس میں تو اشخ خود آرا نہیں آتا	میرا دل شفاف بھی اک شیشہ ہے ہو
دیکھو کہ نظیر صبح کا تارا نہیں آتا	عالم ہوا تار یک مرے بخت سیہ سے
محفل کا نظریس کو پردا نہیں آتا	کیونکر نہ کہیں محو تجلی رخ یار

اک قافلہ حسرت دیدار ہے ہمراہ
کیا خون ہے تہما کو کہ تہنا نہیں آتا

مری آہ سحر کا اثر ہی گیا مرے پاس وہ غنچہ دہن نر

وہ صبا نہ رہی وہ فنا نہ رہی وہ ہوا نہ رہی وہ چمن نہ رہا
 ترے چاند سے کھڑے پین ہوں فدا دہی سچ تو بتا میری ماہ لقا
 تجھے چلتے ہوئے کبھی دیکھا ہی کیا کہ وہ کبک درسی کا چلن نہ رہا
 پس مرگ جو یاروں نے دفن کیا کون حال غریبی و بکسی کیا
 یہی آتی تھی قبر سے میری صدا کوئی ساتھ عنین وطن نہ رہا
 شب وصل کی صبح کو تھا یہ الم کہ دکھائیگا روزِ نراق بہم
 کہا اُسے جو شام کو آئینگے ہم مجھے جسبر کا رنج و محن نہ رہا
 کبھی ہوتا تھا وعدہ لطف و کرم کبھی کہتا تھا تجھ پہ کرونگا قسم
 نہ وہ لطف و کرم نہ جو روستم اُسے اتنا بھی پاس سخن نہ رہا
 خط مشک نشان کو جو دیکھا ہر امرے دل غ جگر ہوئے ساری ہر
 ہوئے تازہ وہ زخم جو کچھ تھے مرے کوئی جسم پہ دلغ کہن نہ رہا
 کبھی رکھتا تھا تنہا تو طبع رسا تجھے شوق تھا شعر کا حدی سوا
 مجھے فکر ہے تجھ کو ہوا ہے یہ کیا کہ تو قابل شعر و سخن نہ رہا

مین ہی مراح نہیں اسے تباہ تیرا	اک زمانہ ہو میری جان ثنا خوان تیرا
عور چکتے ہیں تجھ کو وہ بجا کہتے ہیں	خلد مسکن ترا رضوان ہے دربان تیرا
تو شد حسن ہو بقیس ہے تیری لوٹری	اے پری بندہ فرمان ہو سلیمان تیرا
لب جان بخش ہوا چشمہ حیوان چھٹ	یاج لیتا ہو عدن سے درو ندان تیرا
ابر باران سے نہ شرمندہ کیا تو نے ہیں	نہیں احسان ہے یہ دیدہ گریان تیرا
ہوں وہ لاغر کہ بیابان جنوں میں مجھ پر	دھوکا ہو جاتا ہواے خاں فیلاں تیرا
پاسبان کا بھی مجھے ڈر ہے قیدی کا بھی خوف	دشمن چھوڑے ظالم گٹ دربان تیرا
کسی خاطر ہے والا پہلو میں کیوں مضطرب	کیا غم ہے ہر پھر آج بھی نہان تیرا

بغذا عشق ہمیں ہے تو نبیہ کام اُسکا دیکھ کے اُسکو فرشتوں کے بھی دل ڈوب گئے دشت غربت میں جو تھا بے فرمان کاک میں بھی گریان ہوں گلستان میں بن بیل زلف و لہار کو بھی یاد دلایا تو نے	کفر کا فسر ترا اسلام مسلمان تیرا چہ بابل ہے مگر چاہے خندان تیرا آج ہمان ہو وہ اے گورغریبان تیرا یاد ہے چہ رہے شک گل خندان تیرا ہو یہ اندھیرا نیا ایشب بجران تیرا
اگر میں تمہا کے وہ آئے تو یہ کہتے آئے اب تو آیا ہو احسان ویران تیرا	
ہمارا سبزہ تربت نہ پایا مال ہوا الہی درد محبت سے کیا یہ حال ہوا خدا کی شان ہو اُس بت کا کیا جال ہوا خدا بھی جانتا ہو میں تو نکاحا شق ہوں تھے دہن کی ہو کیا تاب کیونکہ دل تشبیہ ہوا ہو فردہ پیغام وصل شادی مرگ میں وہ مریض محبت ہوں جسکو عیسیٰ نے وہ بادہ کش ہوں کہ ہو روم کا بواب جتنا لیا جو خواب میں اُس گلزار کا بوسہ بنے گا مطلع خورشید جزو دل میرا پہنایا مجھ کو جنون نے لباس عربانی مثال سرو ہوا سبز و گلشن میں لیے تو جلتے ہیں اُس بت کی بزم میں مجھ کو	نہ سر بلند ہوئے ہم نہ یہ نہال ہوا کہ جیتے جی مری مرنے کا ہتال ہوا کہ داغ مہ کو ہوا ہر کو زوال ہوا یہی جواب ہو تربت میں گریواں ہوا زبان کی شکل جو غنیمت کے لال ہوا شب وصال سے پہلے مرا وصال ہوا کہا جو نقل مکان کو تو انتقال ہوا لب مسیح لب سا غرسقال ہوا تو ہکو میوہ فردوس کا خیال ہوا تمہارے چہرہ تابان کا گریخاں ہوا کبھی نہ دوش پہ پاؤں خیال شال ہوا تمہارے قدسی کا جو پایاں ہوا خدا نہ کردہ اگر اسکو کچھ ملاں ہوا
تو مجھ پہ گزرے گی جو پتھو دین ہی ہوگا	

کوئی نہ پوچھے گا تنہا یہ کیسا حال ہوا

ردیف

کا کل وہ جسکی بوسے ہو مشک ختن خراب زاہد حرم میں دیر میں ہے برہمن خراب کرتا ہی پھر مجھے مراد یوں نہ پن خراب گردش سے چشم مست کی ہوا بکھن خراب ساتی پہونج نکہ ہوتی ہے سیر حرم خراب دشنام سے نہ کیجئے اپنا دہن خراب ہوتا نہ اسطرح کبھی مشک ختن خراب دیکھو کہ بعد مرگ ہے گور و کفن خراب	قد وہ کہ جسکے لگے ہو سرو چمن خراب نام خدا تو ہے وہ صنم جس کے واسطے سو داسے زلف سسلہ جنیان ہوا ہی پھر شام وصال دور صبحی نہ ہو تو پھر گلشن ہے ابرو لب جو ہی شراب ہے تاز و داد و جور و جفا سب سہی گریہ تشبیہ تیری زلف سے دیتے اگر اُسے دنیا ہی میں جز اسے علی تم کو ہے نصیب
---	---

تنہا جو م یاس سے گھیرا گیا مگر

ہے فکر شعر ناقص و طرز سخن خراب

رعب جہاں یار سے ہے مضطر آفتاب پھر تہا ہے جستجو میں تری گھر گھر آفتاب رکھتا اگر تمہیلہ کوئی دستہ آفتاب منہ تو دیکھائے پاس ترے آکر آفتاب نکلا ہو آج باز دھے ہوئے خنجر آفتاب انگارہ کی طرح سے ہوا بلکہ آفتاب رکھتا نہیں شعاع سے کیا شہر آفتاب فتاب ہو غلام وہاں چا کر آفتاب	آتا ہے کا پتا جو نظر اکثر آفتاب شہرت ہے تا فلک ترے حسن بہاں کی سو دانتھا خوب ایک جہان ہوتا شہری کیا لال پلایا ہوتا ہے بس دور ہی سے یہ کتے ہیں ہم ترے رخ و ابرو کو دیکھ کر پھونکی تمہارے حسن جہاں سوزنے یہ آگ کیونکر نہ مرغ نامہ برائے کو مہنائیے تارے ہیں کس شمار میں پیش جہاں یار
---	---

دیکھو تھمارے چہرہ تابان کو دیکھ کر
اللہ ری چمک رخ پر نور یار کی
ہر شام منہ چھپاتا ہوں شیر آفتاب
تاریک شب میں بگیا ہر اختر آفتاب

تنہا سے شب کو ملتا ہے وہ ماہر و دام
ان روزوں اُسکے بخت کا ہوا خیر آفتاب

مہ رخون میں کیوں نہ کہلائے دلبر آفتاب
چہرہ تابان جاتان دیکھ کر ہر شام کو
جسم مثل ماہ ہے اور روئے انور آفتاب
منہ چھپا کر بھاگتا ہے سوئے خاور آفتاب
حاجت آرایش ظاہر نہیں ہواہ کو
قامت و رخ یاد آئی گا کسی کا انگڑی
جب سوا نیزہ پر ہو گا روز محشر آفتاب
تن ہو اُس بت کا مصفا اور مکدر آفتاب
کس طرح ہاتھوں سے اُسکے پیو ہر آفتاب
رات ساقی نے دکھایا مے کشون کو معجزہ
کر دیا پر تو سے رخ کے اپنے ساغر آفتاب

رخسہ زلف یار کو کہتا ہے تنہا دیکھ کر
دام گیسو میں کیا کیونکر مسخر آفتاب

رؤیت

کو بکواسیئے پھر تا ہوں میں رسوا ہو کر
قیس دیوانہ تھا میں کیوں نہ ہوں تنہا ہو کر
کہ وہ آئے کہیں مشتاق تماشاً ہو کر
راز عاشق نہ پہچھے گا کبھی افشا ہو کر
ادنے اعلیٰ ہوئے ہم صحبت اعلیٰ ہو کر
نہ ملا فوج کی کشتی کا کہیں بھل بیٹرا
یاد نے دستِ حنائی کے رُلا یا یاں تک
کوچہ یار کی سب خاک بنا کر لائے
آبرو کھوئی عبت اشکوں نے دیر ہو کر

ضبط گر یہ ہو بھلا کیونکہ مری آنکھوں سے
 پنجہ موج میں بھی دائرہ گرداب کا ہو
 غلے قمت سے نہ قیاض ہو کوئی نہ بخیل
 پست بہت کو ترقی میں منزل ہو نصیب
 ابر نیان کی طرف گھورتے ہیں دیدہ تر
 دیکھنا عجز نہ عشق کہ میرے انہو
 آگ پانی میں لگے عکس رخ روشن سے
 ٹھکے چلنے لگے وہ تو بٹھایا بہمنے
 بام پر تو جو حسن اربان ہوا لے شعلہ طور
 ضعت ہر جنبش پا پر ہی آتا ہو مجھے
 عمر بھر خواب و غورش کے ہی رہے ہم بند
 راستہ عرصہ محشر سے ملا جنت کا
 نخل سبل ہی آگاکر تہا ہے پائین مزار
 خوف اغیار نہیں تم کو تو کیوں آؤں پڑے
 رحم کرتے ہیں مرے حال پر سبل و زور
 پھر کسی کا کل مشکین کا تصور ہی مجھے
 ہاتھ آیا یہ عدم میں کوئی مضمون کہ
 لکھ چکا جب طیش طائر دل کا مضمون
 جان آئی جو وہ آئے جو گئے جان گئی
 نالہ شب ہے کہاں آہ سحر گاہ کدھر
 ظلمت کفر میں پوشیدہ ہو نورایان

قطرہ کو زہ میں سماتا نہیں دریا ہو کر
 شور ہے ٹکلیں گے وہ جانب دریا ہو کر
 خشک لب رہ گیا ساحل لب دریا ہو کر
 قطرے زیر رخ و خاشاک ہیں دریا ہو کر
 سامنا قطر و نکا کرنے لگے دریا ہو کر
 کشتی دیدہ عاشق ہیں دریا ہو کر
 سیر کرتے جو وہ گذرے لب دریا ہو کر
 رہ گئی آج قیامت یہاں پر یا ہو کر
 مثل موسیٰ میں گرا محو تماشاً ہو کر
 کہ سنبھل آیا ہوں میں غیب تو انا ہو کر
 کیا کیا ہم نے خدا خلق میں پیدا ہو کر
 در جاناں پہ گیا جانب صحرا ہو کر
 نہ گیا سر سے تری زلف کا سوا ہو کر
 رہ گیا میرے دل زار کا چرچا ہو کر
 ملک الموت بھی آیا تو مسیحا ہو کر
 تازہ پھر جسم کہن ہو گیا اچھا ہو کر
 طائر فکر بھی ڈھونڈھا کیا عفا ہو کر
 اڑ گیا خط میرے ہاتھوں سے لغافا ہو کر
 ایک دم میں مرا کیا حال ہو کیا ہو کر
 کیا ہوا دل تجھے کیوں ٹکلا ہو تنہا ہو کر
 کعبہ کو جاتا ہوں محبت ترسا ہو کر

دیکھ تو اپنے کف دست مصفا کی طرف

آئینہ دیکھتا ہے کب کوئی تجھ سا ہو کر

لاکھ بیٹھے رہیں اغیار تری کوچہ میں
نام تہنا ہے مرا آؤ لگا تہنا ہو کر

اختر بنین ہلال بنین آسمان پر
شمس و مسمرین ذرہ خاک و حضور
کشتے تمہارے زیر زمین بقرار ہیں
آئیگی گوش اہل فلک میں صد احو
ٹھکرایا تم نے مرتبہ اسکا ہوا بلند
فردوس پر گمان نہ ہو کوئے یار کا
ہر چند مہربان ہے وہ رشک قمر ہونہ
اختر بنین یہ گوہر دندان ہیں دیکھ لو
جھلکتا پڑا ہلال کو ابروئے ناز سے
اللہ رے شعلہ دل سوزان کا اضطراب
گذرے فلک سے عرش معلیٰ ہلا دی
اسکے سبب سے آئے مرے گھر وہ رشک ماہ
خواہان مرگ اپنا ہون جسے سنا ہو یہ
ہو لوٹ ممکنات سے ذات قدیم پاک
منا نہ تھا گلیہ انگشتری یار
دو جگر سے رہتا ہو بالا تمہارا دل
سفلوں کے واسطے یوں ہی نشو و نما ہو تو
لمتے ہیں بوسہ کف پائس نگار کے

ہے عکس خال چین چین آسمان پر
کوئی نہیں ہے تساحین آسمان پر
تھرا رہا ہے عرش برین آسمان پر
جاتے ہیں نالہ ہائے خزن آسمان پر
پہونچا دماغ خاک نشین آسمان پر
دھوکا نہ کھائے روح کین آسمان پر
رہتا ہو مجھ سے بر سر کین آسمان پر
ہے کوئی متاخذ چین آسمان پر
اس واسطے ہے چین چین آسمان پر
برق طیان ہوئی نہ قرین آسمان پر
نالے گئے کین سے کین آسمان پر
اتنا تو اعتبار نہیں آسمان پر
حورین ہیں رشک لعبت چین آسمان پر
مکن نہیں کہ ہووے کین آسمان پر
سا کا ہے مہر ہر نگین آسمان پر
پیدا ہے زیر چرخ برین آسمان پر
پھوٹے گی شاخ گاؤ زمین آسمان پر
کیون کر نہ ہو فراز زمین آسمان پر

خفت بیک سرو کو ہمیشہ سیو نصیب یا نیک اٹھایا تانوں نے سر پر زمین کو بہل نے تیرے یہ وہ بالا کیا جان لکھ لکھکے وصف لٹک کر چنے مہربان	رکھے وگرنہ بار زمین آسمان پر آخر کو پہونچے اہل زمین آسمان پر ہو آسمان زمین پہ زمین آسمان پر پہونچائی اس غزل کی زمین آسمان پر
کد رجب عالی فکر ہے تہنا اسیر نے ڈھونڈھی ہے بہر قہر زمین آسمان پر	
دل ہوتا ہو جب لف گرہ گیر سے باہر گردن نہ ہوئی طوق گلو گیر سے باہر نوکر دہن یا رہے تفسیر سے باہر باتی نہ رہا کچھ بھی ارشاد حسرت میں اب سر میں ہو حال تہ ابرو کا بھی سودا افسوس بلا لیتے ہیں وہ غیر کو گھر میں اک قافلہ یاس و تمنا ہے جلو میں فتراک سے صیاد شکر کرنے نہ بانڈھا گو ضعف سے مانند کمان قد ہے خمیدہ کیون تیرے تم تیر لگاتے جو بگر میں یوں بخت جگر نوک مرچہ تھے نایان صورت مری نقاش جو کھینچے دم گریہ کس فکر سے لکھا تھا سراپا ترا لیکن پیدا نہوں کیوں خط سے مضامین رخ یا سورخ ہوئے سید میں نالوں نکلا رشتے	سودا مرا ہو جاتا ہو تہیر سے باہر نکلے نہ قدم خانہ زنجیر سے باہر وصف خطا رخسار ہے تحریر سے باہر تاثر ہوئی نالہ شبگیر سے باہر قبضہ نہ رہا میان میں شمشیر سے باہر رہ جاتے ہیں ہم دیکھتے لگیں سے باہر عشاق ترے پھرتے ہیں قہر سے باہر حسرت نہ ہوئی ذل زنجیر سے باہر نالے تو نکلتے ہیں مرے تیر سے باہر شیر مرثہ ہو گا نہ کسی تیر سے باہر پیکان ہو جس طرح سرتیر سے باہر آئسو ہوں روانہ یہ تھوڑے سے باہر مضمون دہن رہ گیا تحریر سے باہر مصحف کے مطالعہ نہیں تفسیر سے باہر آوازیہ آتی ہے مزا میر سے باہر

مقتل میں تو قاتل نے جدائی کا کیا خیال
زندہ بھی ہو شاید کوئی تقدیر سے باہر

تہنا مجھے اُس پردہ نشین کا ہر تصور
نکلے نہ کبھی جو کسی تدبیر سے باہر

نورِ رخ مہ کیا ہو ترے تل کے برابر
زیبا ہے اگر بال ملک ہو مرا پٹکھا
کچھ ہی ہوا اگر سہل تو کہیے اُسے آسان
ہر چین جبین آپ کی رشک مہ نو ہوا
مانند صدائے جرس ناقہ لیلے
بتیا بی لے جاتی تھی یون قیس کو ہمراہ
یکسانی کا دعویٰ نہ کروا سیںہ دیکھو
بیار تپ فرقت ساقی ہون طیبو ہوا
دیکھو دہن یار کو اور سبزہ خط کو
گو دل گیا لیکن رخ پر نور تو دیکھا
لاغر تری فرقت میں ہوا ہون میں سائیک
پائے دل دیوانہ پھنسے کیونکہ نہ اُس میں
پھر فضل بہار آئی ہوا جو شش جنون پھر
کھینچون میں اگر آہ تو بسمل ہو زمانہ
دریا سے عبور اپنا اگر ہو تو یقین ہے
زنجیر سے مجنون کی یہی آتی تھی آواز
کہتا نہ دہن کو میں ترے نقطہ مہوم
اے زہرہ جبین چشم منون ساز سوتیری

ناقص نہیں ہوتا کبھی کامل کے برابر
ہوتا ہون میں اک حور شامی کے برابر
مشکل نہیں کوئی مری مشکل کے برابر
ہے چہرہ تابان سہ کامل کے برابر
مجنون تھاروانیشت میں محل کے برابر
آگے کبھی پیچھے کبھی محفل کے برابر
آؤ تو ذرا اپنے مقابل کے برابر
دارو ہے مجھے زہر ہلاہل کے برابر
ہے تنگ شکر زہر ہلاہل کے برابر
صد شکر کہ نقصان ہوا حاصل کے برابر
ہے جنبش پاسکرون منزل کے برابر
ہے زلف گرہ گیر سلال کے برابر
نامے ہوئے پھر شور سلال کے برابر
نالہ ہے مرا خجستہ قاتل کے برابر
غرق آگے ہوشی مری ساحل کے برابر
دیوانہ نہیں ہے کوئی عاقل کے برابر
ہوتا جو نشان سکا ذرا تل کے برابر
ہر کو چڑ بیگانہ ہے یا بل کے برابر

عشاق کی باتوں پہ ہنسا کرتے ہیں عشاق	ہے خندہ گل آہ عناد کے برابر
تہنا تو لکھ اس طرح میں اک اور غزل بھی	پر شرط یہ ہے قافیہ ہوں دل کے برابر
کس طرح نہ کہیے اُسے جاہل کے برابر ہر گام پہ آوازیہ آتی تھی درا سے کشتہ ہوں میں اک نرگس مخمور کا ساقی کس طرح گلستان سے اُسے کوئی نسبت ہر ایک پہ بخود دوسرے کو فوق ازل سے جس وقت تر پتا ہے ہلاتا ہے زمین کو خوبان جہان سب ہیں ترے عاشق شیا ہاں اُسے انحرور و گدا زول نالان رورو کے دکھاتا ہوں میں عالم دریا انسان کی طاقت ہے کہے تجھ کو پرورد کیون اُسے غلش خار سیاں غریبی	سمجھ سخن حق کو جو باطل کے برابر نالان نہ روان قیس ہو محل کے برابر ساغر نہ بنیں کیونکہ مرے گل کے برابر فردوس نہ جو ب تری محل کے برابر تفسیق مدارج جو نائل کے برابر بہل نہیں کوئی ترے بہل کے برابر کرتے ہیں تجھے یا دہم مل کے برابر دل اُس بہت بے رحم کا جو سل کے برابر اور خاک بھر رہتا ہوں ساحل کے برابر جب جو رہنویں ترے شامل کے برابر اک آبلہ تجھ سے نہ ہو اچھل کے برابر
کیون چپ ہوئے کیون اٹھ چلے تلخ سو تہنا	کچھ اور رہو بیٹھو عمت دل کے برابر
بہل نظر آجاتا ہے بہل کے برابر کعبہ ہے یہی خانہ مقصود یہی ہے یہ خانہ تن گھر ہے ترا اے غم الفت جب چاہتا ہوں دیکھتا ہوں صورت دل بازار محبت میں جو دیکھا تو یہ دیکھا	بتیا ب جگر ہوتا ہے جب دل کے برابر معبہ نہیں دنیا میں کوئی دل کے برابر آباد کروں آجھے اب دل کے برابر آئینہ ہے کب آئینہ دل کے برابر بقدر نہیں ہے کوئی شے دل کے برابر

قاتل ترے انصاف کے قربان ہو یہ بسمل
ہم شکل ہو یہ انہیں گرجاں رخ یار
کیا پوچھتے ہو دل کو جگر کی تو خبر لو
کس شوق سے آغوش میں لے اسکو تڑپ کر
تاثیر ہو دے تو نہ ہو شکر خدا ہے
وہ جانتا ہے لذت تیسرے رنگہ یار
نہ نالہ ہے نہ سوز ہے نہ خون روان ہے
ہوتے ابھی آنا رقیامت کے نمودار

مکڑے کیے تو نے جگر و دل کے برابر
رکھتا ہوں عزیز اسکو مین دل کے برابر
پہلو میں مرے دردِ جواب دل کے برابر
آئے جو کبھی تیسرے رنگہ دل کے برابر
سُننا ہو وہ نالہ تو مرے دل کے برابر
دل جب کامشاکت مرے دل کے برابر
کہتے ہیں صنوبر کو عبث دل کے برابر
اگر برق طپان ہوتی مرے دل کے برابر

تنہا ترا ہر شعر ہے دیوانِ فغانی

نقطہ ہے ترا مصرعہ بیدل کے برابر

تقریر نہ ہو چشم کے مستانہ کو کیونکر
کہتا ہے نہ کچھ اپنی نہ سنتا ہے کسی کی
ملتا اُسے منظور نہیں ہم سے تو قاصد
کہتا ہے کہ ہے شوق تماشائے طلیدن
عاشق کو اٹھادیتا ہے جو غیر سمجھ کر
وہ دستِ حنائی میں سے یہ سنگ سے نکلا
موسیقی کی طرح محو تجلی ہن ہزاروں
اے آبدِ پاترے ہاتھوں سے بخل ہوں
ہے نقل و بان گھر میں ترے اصل ہی موجود
تھا وصفِ طوافِ حرم و ذکرِ خدا کل

مسجد میں گیا چھوڑ کے میخانہ کو کیونکر
سمجھائے کوئی آپ کے ویوانہ کو کیونکر
سُن لیتا ہے وہ ہجر کے افسانہ کو کیونکر
بنواؤں میں شمشیر کے دندانہ کو کیونکر
بٹھلائے گا پاس اپنودہ یگانہ کو کیونکر
نسبتِ شجر طور سے دون شانہ کو کیونکر
پوچھے کوئی اُس بزم میں پروانہ کو کیونکر
دکھلاؤنگا منہ جا کے مین ویرانہ کو کیونکر
کہتے ہیں مرقع ترے کاشانہ کو کیونکر
لو آج چلے شیخ جی جہانہ کو کیونکر

اُس گھر میں نہیں رہتے جہان جن کا اثر ہو

تنہا کروں آبا پری خانہ کو کیونکر

رَدِیْفِ ز

دل میں ہے یا رکے غبارِ مہنوز	نہ کیا مجھ کو سنگسارِ مہنوز
ہے اگر موسم بہا رہنوز	بلبلین کیوں ہیں اشکبارِ مہنوز
دل مضطرب ہے بیترا رہنوز	ایک عالم ہوا تہ و بالا
نہ کپھنی تسیخ آبدارِ مہنوز	پہنچنے پہنچنے کلا سوکھا
کس کی آنکھوں میں ہو خمارِ مہنوز	درد سر ہو گیا جو دور شراب
باغِ عالم میں ہے بہا رہنوز	دام سے ہو رہا کہیں بلبل
بل پہ ہے زلف تابدارِ مہنوز	یا خدا کس بلا کا تیج پڑا
پاس مستون کے ہو کنا رہنوز	ہے نکسلی مرہ نشیلی آنکھ
واہن پر چشمِ انتظا رہنوز	کب کی آنکھیں چراگئے انجسم
دور ہے یاں سر کوئے یا رہنوز	ضعف ہر گام پر یہ کہتا ہے
سنگ تربت پہ ہے غبارِ مہنوز	پس مروں بھی ہوں میں خاکِ سبر
چشمِ نرگس ہو شرمسارِ مہنوز	ایک دن تیرے آنکھ دکھی تھی
وہ نہیں قابلِ شکارِ مہنوز	کیون مراد ابھی سے ہے مضطر
یاد ہے مجھ کو رقصِ یا رہنوز	شورِ عشرے کب میں ڈرتا ہوں

جب سے عاشق ہو گا ہو تنہا
تب سے ہو وہ خدائی خواہنوز

رَدِیْفِ ل

کیا بیان کیجیے کیا حال تھا ہم شب وصل
 بھول کر بھی نہ ہوا میں کبھی خورم شب وصل
 وہ کبھی رو ٹھٹھتے ہیں اور کبھی من جاتے ہیں
 رشک آغوش تصور نے عدو کے مارا
 غیر سے گرمی صحبت کا نہ کیجیے مذکور
 وصل میں کیونکہ نہو وے غم ہجران مجھ کو
 ایک دم بیٹھ کے وہ اٹھ گئے گھر سے اپنے
 گریہ ہے راست کہ منظور نہیں ہمسے کجی ہا
 قصہ مشکوہ ہجران کو بڑھائیں کیونکر
 دیکھنے کا نہیں پھر روزِ جدائی ہرگز
 کون سے ساقی مغرور کی یاد ہے
 عرق آلودہ دکھا دیجیے رخسار اپنے
 تلخ ہو ہو کے دیے بوسے لب شیرین کے
 حال دل وہ نہیں سنتا ہو تو پھر کس سے کہوں

میرے آنے پہ کچھ اور ہی عالم شب وصل
 یاد ایامِ جدائی سے رہا غم شب وصل
 رنج و راحت ہو میرے میں باہم شب وصل
 بدگمانی سے نکلتا ہے مراد شب وصل
 خلد سے گھر مرا ہوتا ہے تنہا شب وصل
 روزِ وقت سے رہا کرتی ہو تو م شب وصل
 محفلِ عیش ہوئی حلفتِ نام شب وصل
 تب یہ پھر کیوں ہو تری بڑی غم شب وصل
 صبر اور شکر کرم کتے ہیں ہر دم شب وصل
 سرکشا نا ہے مجھے آج مسلم شب وصل
 گردن شیشہ ہوئی ہم میں کین خم شب وصل
 ہو میرے میں سیر گل و شبنم شب وصل
 قند میں ہو کو ملا ذائقہ شب وصل
 نہ کوئی یار نہ مونس ہو نہ ہدم شب وصل

مختصر کیجیے تنہا اب ان افسانوں کو
 قصہ ہجر بہت طول ہے در کم شب وصل

ہے طلوعِ نیرِ حسنِ جوانی آجکل
 باندھتا رہتا ہوں میں دن رات مضمون کر
 جلوہ دیدارِ جانان دیکھیے دکھلائے کیا
 نگ سرمہ اندون نگِ فسانِ کم کہنیں
 سیکھتے ہیں تجھ سے خوابانِ جانِ طرزِ ستم

اُسکو کتا ہے جہانِ غورِ شیدائی آجکل
 کھل گیا سب مجھ پہ حال ملک فانی آجکل
 کرتی ہے بیخ و میلے لن ترا نی آجکل
 ہے نگاہِ یار تیغِ اصفہانی آجکل
 خلق میں جو روحِ جفا کا تو ہے بانی آجکل

ہے یہ گویا میرا عینا م زبانی آجکل یوفا کیا دل میں اپنے تو نے ٹھانی آجکل قصہ خوان کہتا ہے گیسو کی کہانی آجکل خواب کا کیا نام رکھا ہے کہانی آجکل رات بھر سنتا ہوں گیسو کی کہانی آجکل ہے قیامت آپکی یہ مہربانی آجکل	حال دل کرتی ہے روشن شمع گورنامبر ہر وقائے وعدہ ہائے قتل میں انکار کیوں مجھ کو سودائی سمجھ کر کا کل دلدار کا تسے آنکھوں سے نہ دیکھا کان نہ سنتے رہے چونک چو نکٹھتا ہوں میں خوابے نشان بکھر جان نکل جاتی ہو اپنی رشک لطف غیر سے
--	---

محو تنہا بیت ابرو سے صنم ہن رات دن
ترک ہو کس طرح شغل شعر خوانی آجکل

کس قدر جینا ہے یار بھجوا بھاری آجکل رات دن کرتا ہوں میں اختر شناری آجکل کیا ہوئی اشکوں کی اپنے اتاری آجکل ہوا اتنی کیونکہ ضبط آہ و زاری آجکل حد سے گذری مرغ دلکی بقیاراری آجکل کیون اڑاتی ہو بہین باد بہاری آجکل چھٹ گیا ہو مجھ سے شغل باد غماری آجکل صيد آہو بن گیا شیر شکاری آجکل باغ میں آنے کو ہو کسکی سواری آجکل سخت جانی ہو میری بھی عاری آجکل	ہے بتوں سے التجاے سنگساری آجکل انتظار یار میں ہے اشکباری آجکل اگر نہیں ہے غم دل آنکھوں کو جاری آجکل درد و حیران صنم کو لے میرے ربط ہے کون سے صیاد کو صید انگلی کا شوق ہو صاف ہوے غارہ رخسار جانان تجھ میں ہو ہے سرور باد چشم مست ساقی و اعطاف بہنو مرگان اشاروں میں مری آنکھوں کے ہو چاہتے ہیں پیادہ پاہوئے کو گلہائے سوا خبر سفاک ارہ دانستی پڑ پڑ کے ہوا
--	--

بکس و بے یار تنہا آپ کو کہتے ہو کیوں
غم تو کرتا ہے تمہاری سنگساری آجکل

دلین کیا اُس ستم بجا دے ٹھانی شبِ وصل اہل قتل رہا ایک شبانی شبِ وصل

ہم کو دکھلاؤ ذرا حُسنِ ابی شبِ وصل کھل گئی آج مری ہیچیدانی شبِ وصل آتشِ رشک سے جلاکون پانی شبِ وصل اپنے لیسو کی کمی اُسے کہانی شبِ وصل تم کو ہم کہتے تھے دلبر کبھی جانی شبِ وصل باتوں باتوں میں کھلا رازِ فانی شبِ وصل پہنی پوشاک جو میں تیرا دھانی شبِ وصل حالِ دل اُسکو سُنا کون زبانِ شبِ وصل میری نظروں میں ہا عالمِ فانی شبِ وصل کی دل غمزدہ کی مرثیہ خوانی شبِ وصل نام رکھا ہے مرا اُسے فانی شبِ وصل	بے حجابی ہو مگر بادہ گلزنک بھی ہو وصفِ تنگی دہن میں مرے لب بند ہوئے ساقِ یسین کو ترے دیکھ کے شمعِ محفل تیرہ بجتی تھی مرے طالعِ بیدار کی آہ وہ بھی دنِ یاد میں کرتے تھے جو غیروں پر ستم جنشِ لب سے ثبوتِ دہنِ یار ہوا زخمِ ہائے دلِ صد چاک ہرے ہوتے تھے حاجتِ خط و کتابت نہیں قاصدِ ہم کو ہو گئی فکرِ تلاشِ کمرِ یار مجھے شعرِ پڑھ پڑھ کے اُسے تنے رُلا یا پیروں کیون نہ ممنونِ فغانِ دلِ نالانِ ہون میں
--	---

غیر گل کھا کے ہوئے باغ میں تنہا جدم
چھلا اُس گل نے دیا ہلو نشانِ شبِ وصل

ردیف

قند بھی مجھ کو سم ہوا ہدم مجھ میں باقی نہیں ہا ہدم جو نہ دیکھا ہو وہ دکھا ہدم اپنا بیگانہ آشنا ہدم نخِ تنہا پہ اتو آ ہدم خونِ عاشقِ روانِ دا ہدم	بوسہ لب سے مر گیا ہدم قیدِ الفت سے کر رہا ہدم میرے گھر اُس پری کو لا ہدم شکر ہے شکر کچھ نہ ہوا ہدم یاد میں تیری مر گیا ہدم اُسکے گھر رسمِ قتلِ جاری ہدم
---	--

تنگے چوڑے سبزہ خطے
 وہ غمازل شاعرِ شکرِ حال
 بے سبب کل وہ مجھ سے غمخِ دہن
 درو سرِ کامرے دارا کر
 کون خوش اس چمن میں ہوتا ہے
 بعدِ مردن شہ و گدا کو دیکھ
 شبِ فرقت میں فیند کیا آوے
 مصرعہ ستیاری و سرچمن
 خوب آباد ہو گا ملکِ عدم
 گردشِ چشمِ بہت کا وحشی ہون
 شکر صد شکر ہو گیا مجھ سے
 میرے نالوں سے روز ہوتا ہے
 خوب ڈھونڈھا مگر نہ ہمسکون
 دام کا کل سے پھر نہ نکلے گا
 مثلِ محبتوں ہوا بیا بیاں مرگ
 ہو گا آہ و فغان سے شورِ نشور
 دیر میں جہلوہِ خدائی ہے
 چشمِ بیمار کا ہون میں بیمار
 عین طوفان ہے اشک کا قطرہ
 شور کس کا ہے آگے محل کے
 شبِ فرقت میں جو تڑپا تھا

ہنگامے ہم بھی کس پر ہمد
 ہائے کہتا ہے کیا کیا ہمد
 ہنستے ہنستے ہوا خفا ہمد
 جہلا اسکی خاک پا ہمد
 یان کی کچھ اور ہے ہوا ہمد
 سر ہے دوون کا زیرِ پا ہمد
 قصۂ گیسو کا اب سنا ہمد
 خوب ہے مطلعِ رسا ہمد
 پھر نہ آیا جو مان گیا ہمد
 سر ہوا اور سنگِ آسیا ہمد
 آج سیدھا وہ کج ادا ہمد
 کاخِ گردون میں زلزلہ ہمد
 کسریا رکا پتا ہمد
 طائرِ دل اگر بھنسا ہمد
 کل ترا وحشت آشنا ہمد
 دل ہمارا نہ تو دکھا ہمد
 ہے یہ ناقوس کی صدا ہمد
 شاخِ نرگس کا لہوا ہمد
 چشم کا ہے یہ ماجرا ہمد
 قیسِ نالان ہے یادِ را ہمد
 سحرِ وصل مر گیا ہمد

یاد آیا ہمیں خدا ہمدم	بخدا جب بتوں کو بھول گئے
ہائے مقسوم کا لکھا ہمدم	حظ نہ آیا نہ نامسربر آیا
ابتو دیوانہ میں بنا ہمدم	عشق ہے مجھ کو اک پری روکا
بوسے کیسوگی ہے صبا ہمدم	پھرتی ہے دوش پر لیے اپنے
کوئی کرتا نہیں دوا ہمدم	تیرے بیمار کی یہ حالت ہے
اُس کا کیسو گر کھلا ہمدم	بوسے عنبر ہے سارے عالم میں
دلِ صدرِ رقصہ گدا ہمدم	خلعتِ بادشہ سے بہتر ہے
تیسرا مڑمڑ کے دیکھنا ہمدم	قہرِ ظلم ہے قیامت ہے
مرضِ عشق کی دوا ہمدم	شریتِ وصلِ رشکِ عیسیٰ ہے
دردِ دل میں اگر اٹھا ہمدم	کیونکہ بیٹھوں گا چین سے پھراہ
دن کو بھی یہ نہیں کھلا ہمدم	زلفِ شبرنگ ہو کہ سانپ ہے وہ
درد ہی مسکو لاپلا ہمدم	بادۂ صافِ گرہنیں باقی
جس نے دیکھا مجھے کہا ہمدم	آہ دیوانہ پری رویاں ۴۴
شور ہے اور دولا ہمدم	میری آہ و فغان سے عالم میں
لب کے لب منہ سے منہ ملا ہمدم	کوئی حسرت رہی نہ اب باقی
گھر سے نکلے جو منہ لقا ہمدم	چاند ہالے کی طرح گرد پھرے
اُس کا آئینہ دیکھنا ہمدم	ایک عالم کو کرتا ہے حیران
آکے قاصد نے سچ بتا ہمدم	کیون ہے خاموش کیا کہا تجھ سے
ہے وہ زلف پری بلا ہمدم	ایک عالم ہے اُس کا دیوانہ
کیون لگاتا ہے توحنا ہمدم	خون عاشق سے ہاتھ رنگین کر

اس زمین میں تو آج تنہا کو

غزل اک اور بھی سنا ہدم	
گالیان دین ندے دعا ہدم ہمکو ہے تیرا نقش پا ہدم چشم عاشق کا تو تیا ہدم عسرقہ موج بوریا ہدم قمتوں میں اڑایا واعظ کو کون کرتا ہے نالہ سوزان ہے وہ بت وہ کہ ہر سحر اسکو اے نالہ کے لگ گئے شہیر کس کے تیرنگہ کا زخمی ہے خاکساری میں سر بلند ہوں میں رنگ روزد ہے گریبان چاک مضطرب ہو کے کل خدا جانے	ہے یہی دل کا دعا ہدم غیر کے گھر کا رہنما ہدم خاک کوئے صنم سے لا ہدم کس کا ہوتا ہے آتشا ہدم دہن شیشہ جب کھلا ہدم گرم چلتی ہو کیوں ہوا ہدم سجدے کرتے ہیں پارسا ہدم تو سن عمر اڑ گیا ہدم کیوں ترستا ہے کیا ہوا ہدم چوم کر تیرا نقش پا ہدم عشق کی ہے یہ ابتدا ہدم لکھ دیا اسکو میں نے کیا ہدم
مثل تنہا تو غیر بد خو کو اب تو کچھ بے نقط سنا ہدم	
لا دو اور دل ہوا ہدم طرہ دلدار کا کھلا ہدم درد ہمدرد دل ہوا ہدم وصل سرو ہو کر دعا ہدم محو دلدار ہو رہا ہدم اُس کا ہدم عدد ہوا ہدم	کارگر ہو وہ کر دعا ہدم سل امرا ہم ہوا ہدم اس دلدار کا ہوا ہدم دل کا حاصل ہو دعا ہدم حال دل اس طرح کھلا ہدم سگ داہو کا دل ملا ہدم

حال گلو مگر کسا ہدم درو سراس طسج رہا ہدم ستیرہ کو عود ہوا ہدم کاسہ سر کو ہو گا دور ہدم مردہ محو کا کل دلدار ہدم دراہل دول کا محور ہدم ہو گا عالم کمال گرد آلود بند احمد ہر سر ہو دور کا کل درود کھاسا ہدم موسم گل ہون ہو گلو ہدم کھاک حاصل ہوا رگ گل کا ہمروہ دم مہار دل ہو گا لوسریار کا کل دلدار	دم ہمارا ہوا ہوا ہدم گاہ کم گہ سوا ہوا ہدم دیگر گلو مگر کھلا ہدم گر سرور اس طرح رہا ہدم طسجہ و مار کا ہوا ہدم امرا کا گدا ہوا ہدم دل مکدر اگر ہوا ہدم حمید محمود کرا دا ہدم ہر سحرادر ہر مسما ہدم دل ہو مسرور ہو ہوا ہدم ہمکو حال مگر کھسا ہدم آہ کا گر ملا عصا ہدم اہل عالم کو سم ہوا ہدم
واہ وا واہ کل ہوا وحسد ور و لدار کا گدا ہدم	
رؤیف ن	
موجس روے زیبا میں بھی ہون چشم طوفان بار کرتی ہے شور بڑھ چلا تشبیہ قدیا سے	اے پری دیوانہ تیرا میں بھی ہون دیکھنا اے جوش زیا میں بھی ہون سرو کتا ہو کہ طوبی امین بھی ہون
ساتھ	

ہو نگاہِ لطیف مجھ پر بھی کبھی	تیرا عاشق تیرا شیدا میں بھی ہوں
دور ہے اُس نرگسِ محمور کا	ابو مستِ جامِ صبا میں بھی ہوں
سادہ لوح کا نہ کبھی سامنا	کہہ دے آئینہ تجھ سا میں بھی ہوں

آپ جن گر بے مثال و بے نظیر
بیکس و بے یار تہنا میں بھی ہوں

ہمیں گوارا نہیں ت کو ناگوار نہیں گلِ پیادہ برنگ گلِ بہار نہیں وہ بات بات میں کرتے ہیں بار بار نہیں دامِ پیشِ نظر جامِ بسمِ ساقی پر خلش یہ ہے کہ نگاہِ دلِ غشت پر ہوا ہوں تنگ یہ جوشِ جنوں کے ہاتھوں سے مقامِ دشت کا پرکار و راجہ ہے مرے مزار پر دامن اٹھا کے چلتے ہو کیوں الہی دیکھ کے کیوں پھر گیا وہ صیدِ فلک اصولِ مائیتِ ناپہ جو نہیں فتاد یہ کیوں کہا کہ تجھے خاک میں ملاؤ گا کبھی جو دیکھا مرے رنگ زعفرانی کو	کبھی تو بان بھی ہو سکتے یہ بار بار نہیں ہوا کے گھوڑے فصلِ خزان سوار نہیں یہ لطف ہے مجھے ہن کا بھی اعتبار نہیں مری شراب میں کیفیتِ خمار نہیں ہمارے آبلہ پاسے اُنسِ خار نہیں کہ بعد مرگ کفن میں نشان کو تار نہیں کیسے گریہ و حشت پہ بان مدار نہیں شیدِ ناز کی گرافک بے غبار نہیں یہ مرغِ دل مرا کیا قابلِ شکار نہیں خدا کے گھر میں کی طرح اسکو بار نہیں مری طرف سے اگر آپ کو غبار نہیں تو ہنسکے کہتے ہیں یہ رنگ پایدار نہیں
--	--

خلافِ طبع نہ ہو چھ یہ شرط ہے تہنا
وہ ہم سے جان بھی مانگے تو ناگوار نہیں

کب وہ الطاف و کرم کرتے ہیں	جو رکرتے ہیں ستم کرتے ہیں
عزمِ جب سوے حرم کرتے ہیں	نیتِ کوئے صنم کرتے ہیں

جب وہ شمشیر علم کرتے ہیں
 حاجتِ زہن سین سودائی کو
 شدتِ ضعف سے یہ حال ہوا
 تو وہ ساقی ہے کہ شیشہ مے کے
 ہم تمہارے لبِ نازک کی شبیہ
 نہیں جانے کا یہ سودا ہسر گز
 قیس و فراد سے وہ ہوتا ہی نہ تھا
 آہو یو جو سیہ پوش نہیں
 کب ترے کوچہ کے آئینہ اے
 فکر کو میرے مضامین بے شک
 محض قتل ہمارا تحریر
 کون کہتا ہے کہ بھل تیرے
 ہم ہیں مجبور نہیں کچھ مختار
 پوچھ لیتے ہیں وہ میرا احوال
 مرضِ عشق کے بیارون کی
 ابر نظرون سے گرا جاتا ہے
 کون مالوف ہو وحشی سے ترے
 جنبشِ لب کے دکھا کر اعجاز

سحر عشاقِ مسلم کرتے ہیں
 داغِ یان کا روم کرتے ہیں
 سر کو پا مال قدم کرتے ہیں
 گردن آگے تری خم کرتے ہیں
 درقِ گل پہ رستم کرتے ہیں
 خونِ ناحق مرا کم کرتے ہیں
 عشق میں تیرے جو ہم کرتے ہیں
 آج تک قیس کا غم کرتے ہیں
 یاد گلزارِ ارام کرتے ہیں
 مالکِ ملکِ عدم کرتے ہیں
 جو ہر تیغِ دودم کرتے ہیں
 شکوہ دردِ و الم کرتے ہیں
 کب خلافِ آرزو ہم کرتے ہیں
 لطفِ الطافِ کم کرتے ہیں
 جود و اکر تے ہیں اللہ تم کرتے ہیں
 یعنی ہم چشم کو غم کرتے ہیں
 اُس سے آہو بھی تو رم کرتے ہیں
 بندِ عیسیٰ کا وہم کرتے ہیں

عزم و دردِ الم رنج و فراق
 ملے تنہا پہ ستم کرتے ہیں

ہم یوں ہی سیر چمن کرتے ہیں

داغِ گلِ زیب بدن کرتے ہیں

کب ترے کوچے کے کشتہ طنالم کشتہ طرزِ نزاکت جو ہیں کیا سیہ بخت ہیں جو کاکل کو بعد مردن بھی نہ آئے ہرگز مژدہ اے خار کہ پھر گھر سے نکل جو ترسے نہ اٹھیں گے ہرگز	نوا ہش گور و کفن کرتے ہیں رگِ گل تا کفن کرتے ہیں ہمسرِ مشکِ ختن کرتے ہیں ہمد کیا ہمدِ شکن کرتے ہیں ہم بھی صحرائینِ وطن کرتے ہیں ہم ابھی ترکِ وطن کرتے ہیں
مین تو تنہا یہ ابھی سُن لینا ہند سے قصدِ مین کرتے ہیں	
مطبوع تھا لیلے کو نیازِ دلِ مجنون نہ بن جلا نہ کوہِ گھسل کر ہوا پانی کچھ اسیں نہ دیکھا کبھی جز صورتِ لیلیٰ کس طرحے ہو وینِ سگِ لیلیٰ سوزِ نوس کر ڈالے ابھی پردہ ناموس کے ٹکڑے لیلیٰ کی خوشی چاہے تو جنگِ مینِ جی خون طولِ شبِ فرقت کی نہایت کو تو دیکھو کچھ جنتی ہے کہینِ عشق کی تصویر کسی سے	بیغائے ہر جذب پہ نیازِ دلِ مجنون سُن دیکھ لیا سوز و گدازِ دلِ مجنون حیران ہوں مینِ امّا آئینہ سازِ دلِ مجنون آہ بھی تو مینِ اقفِ رازِ دلِ مجنون ظاہر ہو اگر لیلے پہ رازِ دلِ مجنون تو سیکھ لے آہنگِ حجازِ دلِ مجنون کو تہ ہوئی اُمیدِ رازِ دلِ مجنون حیرانِ بے حجتِ نقشِ طرازِ دلِ مجنون
تہنا نہ کہینِ ادمیِ حشتِ مین پہ پھرتے لیلے نہ اٹھا سکتی جو نیازِ دلِ مجنون	
تری زلفِ دوتا ہوا رین ہوں جناے یوفا ہے اور مین ہوں سیہ بختی مینِ یکتاے زمانہ	ظرض کالی بلا ہوا رین ہوں یہ دردِ لا دوتا ہوا رین ہوں تری زلفِ دوتا ہوا رین ہوں

تو نگ آبِ سیاہو اور مین ہوں فقط وہ دلربا ہوا در مین ہوں یہ آؤ نارسا ہوا در مین ہوں یہ چشم سرمہ سا ہوا در مین ہوں یہی لب پردہا ہوا در مین ہوں زمانہ مین جیا ہوا در مین ہوں سمجھ لون گاہا ہوا در مین ہوں	اسے گردش مین ہر ساعت جو تالاک بھلا کیونکر نہ نکلی حسرتِ دل نہ پہونچے جو کہین مطلب کو اپنے وہ کہتے ہیں کہ دیکھو تہ بے عصر بتوں کو مہربان کرنا الٹی دکھائے اشک جو خونِ جگر سے جو اچکے آئے کوئے یا مین وہ
--	--

لکھا ہے یہ جبین پر تیری تنہا
کسی کا نقش پایا ہوا در مین ہوں

لگامت آگ اپنے دودمان کو ڈری دیکھو تو حالِ نسیم جان کو اٹھا بلبلِ چین سے آشیان کو کدھر آئے تھے جاتے ہیں کہان کو ترا کو چہ ہی کافی ہے مکان کو سنا جس سے تو شورِ الامان کو کمین سے پوچھ لو حالِ مکان کو مینِ وحشت مین جو جاتا ہوں مکان کو	کہو پروانہ آتشِ زبان کو ارادہ کیا ہے جاتے ہو کہان کو عبث نالے سُنا تی ہے خزان کو موسے پر بھی نہ سمجھے حیفِ صدف کہان ہے وحشیوں کا تیرے مسکن وہی کو چہ ہے اُس قاتل کا قہمد لبِ سوفا پر ہے حالِ دل کا آرود یوار سے آتی ہے آواز
---	--

کہان تو اور کہان افنائے عشق
نہ لکھ تہما تو اس رازِ نہان کو

کیونکر آئے وہ میحارے گھرا تو نگو چاندنی میں وہ نکل آئے اگر اتونکو بھول جاتے ہیں شب بھر کے صد مساک قبر پر روز رہا آپ کا سر گرم تلاش ڈرتا ہوں میں نفس سرو سے اپنے دن کو دل نکل جائے نہ کیوں خائف تن سے ہر شام میری آنکھوں میں نہ کس طرح ہو عالم تارک بارہ صبح سے تا شام میں رویا دن کو کشش دل مجھے لے اڑتی ہو بے منت غیر	کوئی بیمار کی لیتا ہے خبر اتون کو دیکھ لین لوگ ہنسنے مقرر اتون کو وصل کی کرتے ہیں ہم یاد اگر اتون کو ٹھنڈے ٹھنڈے کبھی چل نکلا اتون کو نالہ گرم سے کرتا ہوں خطر اتون کو عاشق زلفت ہو کرتا ہوں سفر اتون کو رونق افزا ہو دودھ غیر کے گھرا اتون کو شام سے نالہ کیے تا بہ سحر اتون کو ستارہ دن کو ہو دیوار نہ در اتون کو
--	---

تو بھی دیوانہ ہے تنہا جو سیہ کاری میں
ڈھونڈھتا پھر تا ہے نالوں کا اثر اتون کو

تنگ ہے وشت جنوں دیکھ کے عریان ہو دیکھنا ابرہساری سے مقابل ہو کر رند مشرب ہیں ہمیں دیر و حرم کو کیا کام اب فضل بہاری ہو مبارک ہو لعل میں تخت جگر اشک در غلطان میں صفحہ سادہ رخسار سے تیرے کافر	دامن شست بھی ہو چائے دامن ہو کیجو شرمندہ نہ تو دیدہ گریان ہو کتے ہیں کس لیے یہ گبر و مسلمان ہو سیر گلزار مہین لطف بیابان ہو نذر کو اسکے میسر ہیں یہ سامان ہو صاف آتے ہیں نظر معنی قرآن ہو
--	--

موسم گل ہے ذرا دیکھو تنہا ہے کدھر
خالی آتا ہے نظر گوشہ زندان ہو

دیکھتے ہیں جو ترے رخسار کو شیخ بھی ہنستے تھے کیوں اب کو دیکھ	خار و خس سمجھتے ہیں وہ گلزار کو روئے اب ریش اور دستار کو
---	---

ہوں وہ افسردہ کہ گلزارِ ظلیل ایکی رو کے گا جو دربانِ آپ کا کف سے اسلام اتنا ہر قریب بوسے زلفِ عنبرین پونہی نہ رات خطا جو نکلا ہے تو مکملے غم نہیں یہ خودی مسجد میں ہم کو لے گئی	جانتا ہوں میں عذابِ نار کو آئیں گے ہم کو دیکھو نار کو سجھ سے رشتہ جو نہ رتا نار کو غشِ پیش آیا ترے ہمار کو بہرِ حفظِ گلِ بنایا خار کو ورنہ جاتے خانہٴ حمار کو
--	--

ڈھونڈتے پھرتے ہو تنہا کو کدھر
جباؤ دیکھو کو چپے دلدار کو

مجنون

پڑھے ہیں بل پسیمہ کار دیکھے کیا ہو
بلا کا سامنا ہے یا ردیکھے کیا ہو
پھر اترے تیغ پہ کفار دیکھے کیا ہو
کھلے جو طرہ طرار دیکھے کیا ہو

خونِ تباہ ہوتا مار دیکھے کیا ہو

جو تیرے پھرے سے غور شدہ شرجلتا ہے
مسیح ہونٹ چباتا ہے جی دہلتا ہے
تو ابروؤں میں نہ تو بھی جھک کے چلتا ہے
تری نگاہ سے انہوں کا دم نکلتا ہے

جو دیکھے نرگس بیار دیکھے کیا ہو

ترے شہیدوں کے دفن کی بھی ہوشانِ بڑی
ننگاٹے بھیان اپنے گلے کی اُترتی ہوئیں
چڑھائیں پھولوں کی چادرِ بنین یہ کچھ غریبی
اسی جہان میں ہے آرزوِ شہادت کی

کہ یہ گلے کا ترے بار دیکھے کیا ہو

پلا کے بادۂ گل رنگ عیش کرتا ہوں
جو جی میں آتا ہے میرے گرد گزرتا ہوں

پراسی زیت پہ امنوس ہر کرتا ہوں	لے ہن بوسہ تو غفلت میں پریتا ہوں
ہوا وہ مست جو ہشیار دیکھے کیا ہو	
ہمین تو دل پہ کبھی کچھ نہ اختیار رہا	یوہن ہمیشہ یہ نالان ذلیل و خوار رہا
کبھی نہ آئے وہ پراسکو انتظار رہا	قرار کل نہ کیا تو نے بے مترار رہا
جب آج صاف ہر اکار دیکھے کیا ہو	
بہار آئی ہے لب لباب میں چکائے	نگون کے کرتے ہن مرغان بلخ نطائے
سکون وحشت دل اتھا آگنی بالے	کچھاتے ہن مے پاؤن کے آبلے سائے
بلا اب اپنی سرخار دیکھے کیا ہو	
نہ مگرے حبیب کے دو چار رہ گئے باقی	نہ دامن اپنے کچھ اے یار رہ گئے باقی
یہ جامہ زیبی کے آثار رہ گئے باقی	قبا میں گنتی کے دس تار رہ گئے باقی
یہی جنون ہے تو دستار دیکھے کیا ہو	
ہمین یہ دیر و حرم میں بہت پھرائے گا	قراہے کو کبھی ایک جانہ آئے گا
کہان کہان یہ ہمارا گلاب بندھائے گا	بتوں کا عشق خدا جانے کیا دکھائے گا
گلے توڑ گیا طومار دیکھے کیا ہو	
جو زلف و رخ کا تھلے ہر رات ن چرا	تو شہر مصر سے یوسف کرے گا غم خطا
ہراک لباط سے اپنے قدم بڑھائے گا	مجھے یہ ڈر ہے نہ بڑھ جائے رخ سوئے کا
نہ جاؤ تم سر باز دیکھے کیا ہو	
عجیب حال ہے کس سے کہیں خداوند	یہ ایک دل ہر کرین اسکو کس صنم پہ خدا
کوئی پری کوئی ہوش ہر کوئی حور تھا	چھپاتے پھرتے ہن ہم آگرے میں دل اپنا
گلی گلی ہن طرح دار دیکھے کیا ہو	
کبھی گیا تھا نہ تنہا تو بلخ و بتان کو	سوا اسکو سنا ہوں تنہا گیا بیابان کو

خواب کرتا ہے دیوانہ پن بھی انسان کو
پری کے عشق میں اک لطف تھا سلیمان کو

کیا ہے حور سے اب پیار دیکھیے کیا ہو

ردیف ہائے ہوز

کبت تک دکھائے گا مجھے تیغِ جناح کے ہاتھ
ما را ہے ہکو آپ نے ہمسرا اٹھا کے ہاتھ
ہے دل میں لکھ کے برگ گلِ ترچالِ دل
کرتے ہیں وہ مصافحہ غیروں سے یا نصیب
مٹا ہوں اس لیے کفِ انوسِ اُتِ دن
ہر دم یہ آپ بولتے رہتے ہیں کچھ نہ کچھ
خواہاں آفرین ہے وہ انوسِ غیر سے
پکڑے نہ کوئی تمتِ خون میں یہ خوش ہے
گم ہو گیا ہے ہاتھوں ہی ہاتھوں میں دل مرا
دریا میں غرقِ پنجہ مر جان ہے شرم سے
دل میں عدو کہا کیے اور سر دھنا کیے

فصۃ تام کر کین متا تل لگا کے ہاتھ
کیون روح کو بھی خوش نہیں کرتا لگا کے ہاتھ
اُس نازنین کو بھیجیے بادِ صبا کے ہاتھ
بزمِ طرب میں بیٹھکے تم سے اٹھا کے ہاتھ
پونچے ہیں دستِ غیر میں بس دلربا کے ہاتھ
حد سے نکل چلی کمرِ یار کے ہاتھ
گردن پہ مری تیغِ ستم کا لگا کے ہاتھ
منہدی لگی ہے ہاتھوں کو برگِ جناح کے ہاتھ
دیکھو خدا کے واسطے دزدِ جناح کے ہاتھ
دیکھے ہیں کس نے اُس بتِ گین ادا کے ہاتھ
پاؤں اُسکے چو متاجس دم بڑھا کے ہاتھ

رکھ تو دیا ہے سربِ قاتل کے ہاتھوں پر
ہے آبرو گر تری تنہا خدا کے ہاتھ

ردیف ی

بارغ میں بھی صفتِ بو سے صبا ہوتی ہے
فائدہ کیلئے کیون اسکی دوا ہوتی ہے

آج کیا زلفِ صنمِ غالبہ سا ہوتی ہے
کین بسیارِ محبت کو شفا ہوتی ہے

شکر ہے مستون کی مقبول دعا ہوتی ہے
 نارِ سامفت میں کیون آو رسا ہوتی ہے
 دکھ کر مچھکو اجل و بقا ہوتی ہے
 سر دکتے ہی کو تاخیر حسا ہوتی ہے
 عاشق زلفِ صنم ہون یہ سزا ہوتی ہے
 روحِ قالب میں جب آتی ہر خفا ہوتی ہے
 سرخ و روشخِ خنای کفِ پا ہوتی ہے
 قیس کے زعم میں آواز درا ہوتی ہے
 آرزو اپنی وہاں ناصیہ سا ہوتی ہے
 جاسر گل کی طرح چاکِ قبا ہوتی ہے
 حسرت دیدِ صنم روزِ سوا ہوتی ہے
 یار کے گھر کی طرف کی جو ہوا ہوتی ہے
 دکھو دیکھو دیکھو بکری نہا ہوتی ہے
 آنکھ اُس فتنہ دورانی جو دا ہوتی ہے
 روزِ آباد نئی مجھ سے سرا ہوتی ہے

دیکھو خنیا نہ پہ کیا اگر گھرا آتا ہے
 عزم کرتی ہے عبث بامِ فلک فرسا کا
 نہ تو جیتا ہوں نہ مڑتا ہوں عجب حالت ہو
 دستِ رنگین سے ترے آگ لگی سینہ میں
 گورتا ریک میں رہتے ہیں ہزاروں کالے
 خاندِ دلمین وہ آتے ہوئے گھبراہٹ میں
 سبز بختی وہی رہتی جو نہ لیتے یہ قدم
 رنگِ جہازہ بھولے کے لیے کوسِ رحیل
 ضعت جانے نہیں دیتا ہر درِ جانان تک
 فصلِ گل کی مرے صحرے جنوں میں ہر بہا
 کم نصیبی کا بیاں کیا کروں اللہ اللہ
 تار کرنا نہیں میں پاسِ نزاکت سے مجھے
 آگے آگے صفتِ مژگانِ ستار کر دلا
 سیکڑوں فتنہ خواہیدہ جگا دیتے ہیں
 جستجو میں تری مدد سے ہوا خانہ خراب

اک غزل اور بھی اس بحر میں پڑھے تہنا
 ملتفت آج تو بزمِ شعرا ہوتی ہے

عرش سے فرشِ پنازل پہلا ہوتی ہے
 دل دھڑکتا ہے بیانِ روح فنا ہوتی ہے
 انتظار میں مری جان ہوا ہوتی ہے
 یانِ خاسرخی رنگِ کفِ پا ہوتی ہے

سر سے پاؤں کو روانِ زلفِ دانا ہوتی ہے
 دان تو مشقِ مستم و جو روحنا ہوتی ہے
 درِ حجب تجھے دان لے پیک صبا ہوتی ہے
 تیرے لبوس کو پروا سے خانا ہوتی ہے

وہ پری کیا مرے پہلو سے جدا ہوتی ہے
 اک تری یا دجو اے زلفت و تا ہوتی ہے
 کہتے ہیں حضرت عیسیٰ بھی دم تیغ سے خیر
 ہے تصور نگہ چشم سیہ کا مجھ کو
 جلوہ حسن صنم دل میں نظر آتا ہے
 چھو لیا کرتا ہے تو بارِ سیاہ کا کل
 بے خبارائے بھی دلیں تو صفائی ہوگی
 لذتِ شورِ محبت بھی عجب لذت ہے
 کھو گیا دل مرے پہلو سے تو آباد کروں
 منفذِ بزمِ سخن ہو تو سنیں وصفِ دہن
 گھر سے بے پردہ نکل آتا ہے جب وہ گلو
 چال چلتے ہو تو ہوتی ہے قیامتِ بیا
 بے اہل سیکڑوں میں رچا رہا اسکے
 ذکر کیجیے تو ذری میرے دل غمگین کا
 تو تو میرے معان دیتا ہے تھوڑی تھوڑی
 شب کو ہے اسکا تصور تو سحر کو اس کا
 جانتا بھی نہیں اب تک تو وہ شوخ کسن

روح گویا قفسِ تن سے جدا ہوتی ہے
 شب کے میں ہوتا ہوں اور کالی پلا ہوتی ہے
 خاک کشتہ کی تری خاکِ شفا ہوتی ہے
 جان میری ہوتی ہے تیرا پلا ہوتی ہے
 خانہ کعبہ میں تائیدِ خدا ہوتی ہے
 دل سوداے بلا کی یخطا ہوتی ہے
 خاک سے آئینہ کو دم میں جلا ہوتی ہے
 ہڈی ہڈی مری مرغوب ہما ہوتی ہے
 ہادی گم شدگانِ صوتِ را ہوتی ہے
 دیکھیں کس سے یہ تفسیرِ ادا ہوتی ہے
 ہر طرف صلِ علیٰ صلِ علیٰ ہوتی ہے
 صورِ محشر مجھے گھنکر کی صدا ہوتی ہے
 کیا مقدر ہے کہ تبدیلِ قضا ہوتی ہے
 محفلِ عیش ابھی بزمِ عزا ہوتی ہے
 نوجوانوں کو بہت حرص ہوا ہوتی ہے
 مجھ کو یادِ خط و لوحِ صبح و سوا ہوتی ہے
 کس کو کہتے ہیں جفا کی سی فا ہوتی ہے

کب وہ ڈرتا ہے بھلا دشمنِ سگ سیر سے

جس پہ تنہا مددِ شیرِ خدا ہوتی ہے

دیدہ بیدار اپنا جاے روزن چاہیے
 پاؤں میں زنجیر کی جاتا رہا دامن چاہیے

رخسہ در کے قرین وہ شوخِ کُرفن چاہیے
 حلقہ چست قیامے طوق گردن چاہیے

فصل گل ہے لے جنونِ حریانی تن چاہیے
 مر گیا ہوں دیکھ کے مین زلف و روئے یار کو
 کب تک دیوِ حرم مین سر شکیے شاگے
 قیدِ سامان سے ہوں وارستہ سیلابانِ مرگ ہوں
 ہو گیا زندانِ مرے شورِ جنون سے عکدہ
 کہتے ہیں لب پر جا کر اپنے مستی کی دھڑکی
 شب کو میرے نالے شکار و جھنگلا کر کہا
 ملے ہو کیوں غازہ اپنے چہرہ پر نور پر
 ہوں سراپا داغِ سوزِ ہجر مین لے جنگ جو
 سیر کو آئیگا بلسلِ بلغم مین ہر شکِ گل
 دیکھ لیتے ہیں جو تن پر داغ کو اسے لالہ رو
 بعدِ مردن ہے خیالِ قامتِ جانانِ مجھے
 دل کو پھر بیا رہی عشقِ درِ زندانِ ہوئی
 حقیقی متاعِ جان و دل سوندزِ جانان کر چکے
 کس کو حبت کی ہوس ہو کام ہو ورنہ سو کیا
 حسنِ صندل گون سے بھگو در و سر پہا ہوا
 دیکھو رازِ محبت ہے نہ کہنا صاف صاف
 تیر خزان سے مشک ہو گیا سینہ مرا
 توڑتا پھر تاجِ شیشہ میکشون سے چھیر ہے
 میرا مطلب اور ہے کہتا ہے تو کچھ اور ہے
 غنویٰ قسمت سے ہواب کسا شکوہ کیجیے

نہ گریبان چاہیے بھگو نہ دہن چاہیے
 شمعِ تربتِ شام سے تامبھ روشن چاہیے
 بیعتِ پیرِ معانِ شیخ و برہمن چاہیے
 نہ کفن درکار ہے ہم کو نہ مدفن چاہیے
 خانہ زنجیر مین اب میرا شیون چاہیے
 تو امان یوں برگِ گل سے برگِ سوسن چاہیے
 پھر نہ آئے میرے کوچہ مین یہ قدغن چاہیے
 یہ چراغِ طور ہے کیا اسکو دغن چاہیے
 نہ زہرِ زیبا ہے بھگو اور نہ جوشن چاہیے
 چادرِ مہتاب پر بھولو نکا خرمن چاہیے
 دل جلو کو تیرے کیا اب گیلشن چاہیے
 مرغِ جان کا شاخِ طوبی پر نشمن چاہیے
 پھر نقدِ کے لیے میر کی معدن چاہیے
 اب ہمیں کیا خوفِ ترکِ ختمِ بہرن چاہیے
 زیرِ دیوارِ حرم بس میرا مزن چاہیے
 میرے نسخے مین طبیعوتِ تھوڑا چندن چاہیے
 یہاں دل مضطر زبانِ لطق الگن چاہیے
 رحمِ حالِ زارِ پراونا و کافکن چاہیے
 محتب اس ریش پر بھگو لو کپن چاہیے
 میرے سمجھانے کو ناصح تھوڑا کون چاہیے
 دوست سمجھیں کس کو کہنا کس کو دشمن چاہیے

میرے صحرا میں مری گشتگی پر ہو دلیل
حُسن کو درپردہ تھی یہ گفتگو لیلیٰ کے ساتھ
جو بیک روین کسی پر بار ہوتے ہی نہیں
سوزن عیسیٰ سے حامل یا دھرگان دلیں ہو

راہ کا سنگ نشان سنگ فدا حق چاہیے
پھر نا اسے عمل نشین کب تکوین بن چاہیے
کب بھلا عمر روان کو اپنے تومن چاہیے
دامنِ جسم جگر سینے کو سوزن چاہیے

پہنی ہے اُس سیم تن نے آج زنجیر طلا
زیب گردن تجھ کو تہنا طوق آہن چاہیے

اے بت خوف خدا اگر اس قتلِ عام سے
اس مہ جبین نے خلق کو برقِ حسام سے
کھولی جو اُس نے آنکھ ہوا قتل اکِ جہان
وعدہ تھا را وعدہ مُردار سے جا ملا
جیتا ہوں آج تا بے سحر کیونکہ دیکھیے
کھانے کو غم ہے پیتے ہیں یہ خونِ دلِ لہم
رومانین تو ہنستا ہے چل تو غرضِ ہر
ہمتا بی چھوٹتی ہے رُخِ ماہتاب پر
صیاد جو رہیشہ نے شوخی سے یا نصیب
اواز دورِ بکاش ہے زنجیر کی صدا
جا کر چھپا تھا دامنِ صحرا میں کس لیے
دل سے ہمارے ذوقِ اسیری نہیں گیا
پیچھا میرِ خلاف نہ کچھ کھیوا اُس سے تو
ہنستا ہے شیشہ مستون کے حالِ خراب
رنگین بیانِ دستِ حنائی کی یاد میں

کیا ظلم ہے کہ دُرِ تانینِ انتقام سے
دکھلا دیا ہلالِ سحابِ نیام سے
تہنِ نگہ نکلتی ہے چمکے حسام سے
پیغام آیا لکے اجل کے پیام سے
دردِ جگر نے مجھ کو ستایا ہے شام سے
کیا غم ہے فاقہ مستون کو ماہِ صیام سے
تا بوت میرا نکلے ذرا دھوم و خام سے
جھلت زدہ ہو کیکِ تہلارے خرام سے
پوچھی خبرِ حرن کی اسیرانِ دام سے
وحشی تہلارے پھرتے ہیں اسِ اقتسام سے
مجنون کو کام بھانا اگر نیک نام سے
صیاد اُلٹ رہتے ہیں ہم تیرے دام سے
پیرسانِ حال رہتا ہوا وہ خاصِ دام سے
دریا روان ہو آنسوؤں کا چشمِ جام سے
مضمونِ خونِ ٹپکتا ہے میرے کلام سے

یوسف زلیخا پڑھ کے یہ بولا وہ پر غرور تاخن ستارے ہیں سرناخن ہلال ہے نام رقیب لیتے ہو تم بات بات میں نہش ہو کیونکہ اہل تحمل کو دھرمین خورشید آفتاب لب بام ہو گیا	لو نڈی کیسی ہوگی جو اُنکی عیلام سے تلو انتھار اکم نہیں ماہ تمام سے نفرت ہوئی تھی ایکو کیون میری نام سے جنش نہیں ہے کوہ کو اپنے مقام سے تنے دکھایا چسہ تاربان جو بام سے
--	--

بولا فانیہ خط تہنا کو پڑھ کے وہ
واقف نہیں میں کاتب نامہ کو نام سے

اُسکی باتیں ہیں نئی وضع جو ہے تازی ہے ولین جو آتا ہے بیاختہ کدیتا ہوں کس طرح وصل کی امید رکھو غین تجھ سے خندہ گل کو ہے تشبیہ مرے ہنسنے سے عشق بازی نے عجب لطف دکھایا ہمو دیکھے عشق دکھاتا ہے مجھے پھر کیا کیا	غیر مجھ کو عبث تہمت غازی ہے مجھے جذب کو کب عقل سخن سازی ہے اے فلک کام مرا تفرقہ اندازی ہے بلبلوں کو مری باتوں سے ہم آوازی ہے دین و دل ہار چکے نو بہت جان بازی ہے اُسکو پھر شغل خود آرائی و طنازی ہے
--	--

غیر کدیتے ہیں حال دل مضطر اُنسے
دوست دشمن ہوئے تہنا پہ خدا سازی ہے

اُنکو خدا کے واسطے گوشے نقاب کے کیونکہ منہ پہ یہ لگاتے ہیں دھبہ خضاب کے کفرت ہیں جو کہتے ہیں مے پی کے ساتیا اُس نازنین کے عشق نے کاشا بنا دیا کہتے ہیں تیرے چسہ تاربان کو آفتاب دھوکا نہ دے تو عشق کی منزل میں زاہدا	قربان تہنا کے ناز کے صدقہ حجاب کے پیری نہ رنگ لائیگی عہد شباب کے منہ بند اپنا رکھتے ہیں شیشے شراب کے پاؤں میں جبکہ جھپٹے ہیں پتے گلاب کے تار شمع تار میں زرین تقاب کے رستے بتا کے ہمو عذاب ثواب کے
---	---

مجنون کیا جو خیمہ لیلے کے پاس آہ	پائے طلب میں پڑ گئے پھندے بٹانے کے
سچ تو یہ ہے کہ تھو کے زمرے ہلال پر	بوسے لیے ہوں جسے تہاری رکائے کے
تسارے ہنیں میں چرخ پس برق و شہ نشام	پر زے اڑا دیے ورق آفتا کے
خط سے لافہ کھل گیا دان حسن یا رکا	مشاق ہم رہے بیان خط کے جوا کے

سنا ہے کب وہ قصہ طوفان فوج کو
تہما نے جوش دیکھے میں چشم پر آب کے

یاد اُس بت کی مجھ کو ہر دم ہے	لے خدا مجھ سے کیوں وہ برہم ہے
ہجر مونس ہے رنج ہدم ہے	ایک مدت سے اب یہ عالم ہے
شیون و نالہ ماتم و غم ہے	روزیان عشرہ محرم ہے
جس نے دیکھا تجھے وہ بیدم ہے	چشم بد دور اب تو عالم ہے
حسن میں نار و نور قائم ہے	وہ پری ہے کہ ابن آدم ہے
مشق خوزیری اب نہ کرتا ہے	سر کٹا نا مجھے مسلم ہے
بام تک اُسکے گرسائی ہو	ہکو معراج عرش اعظم ہے
مرض عشق میں دوا اپنی	شربت وصل یا ربہم ہے
اکٹھ گیا کون اے خدا یہاں سے	گھر میں ترسا کے کس کا ماتم ہے
تنگ مت کرو ناصحا ہم کو	تیری باتوں سنا کیوں دم ہے
کسی آمد ہے میکدے میں آج	گردن شیشہ خود بخود ختم ہے
غیر کا گھر ہے اُسکے گھر کے پاس	حسد کے متقل جہنم ہے
دور ہے چرخ ظلم پرور کا	کون اس ننگہ میں غورم ہے
دست گسلخ کا نہ پوچھو حال	کچھ یہ واقعہ ہے کچھ یہ محرم ہے
کیا تردد ہے اے دل غمناک	رنج و راحت جہان میں تو اتم ہے

اے پری مین ہی کچھ نہیں تہسا
تیرا دیوانہ ایک عالم ہے

تفتیشِ حالِ لبِ لبلاں ضرور ہے
توؤں میں آجے ہوں تو ہوں آبلوئیں خال
ہنستے ہیں آپ مجھ کو بھی رونے کا حکم ہو
وحشت زدوں کو کام نہیں ننگ و عار سے
آتی ہے راوکعبہ میں ہر گام چسدا
میں ناتوان ہوں کشتہ تیر نگاہ یار
سنا رہا میں صبح سے تا شام روز و وصل
آتشِ قدمِ مین ہم سے نہ تو سراٹھایو
مجھ کو بھی دیکھ لے نظرِ لطیف سے مسیح
اک آئینہ ہی تو نہیں سکتے مین رنگیا
ملغیانِ سرشک سمجھاتی ہے یہ مجھے
رہنے دو میرے پہلو میں پیکانِ یار کو
مصحفِ سمجھ کے چومتا رخسارِ یار کو
انجامِ کارِ عشق ہے دشوارِ ہم نشین
خافِ سمجھ کے دیتا ہے مجھ کو فریبِ یار
مانی ہے یہ مراد کہ دیکھوں مین روئے یا
گردن اٹھا اٹھا کے کہتیں دکھیتا رہا
نوا بانِ وصل رشک پر یزاد ہوں مجھے
جانا ہی قمر تھا ترا ظالم یہ کیوں کسا

فصلِ خزانِ مین عزمِ گلستانِ ضرور ہے
فصلِ جنون ہے کچھ سروسامانِ ضرور ہے
بجلی کے ساتھ بارشِ بارانِ ضرور ہے
رہنا ہمارا دشتِ مین عریانِ ضرور ہے
اولِ طوائف کو چہ جانانِ ضرور ہے
تربت پہ میری سائے خزانِ ضرور ہے
شکرِ شکایتِ شبِ ہجرانِ ضرور ہے
کاوش کچھ ایسی خارِ مغیلانِ ضرور ہے
دم بھر مریضِ چشم کا در مانِ ضرور ہے
دیکھا ہو جسے اسکو وہ حیرانِ ضرور ہے
اک بار اور فوج کا طوفانِ ضرور ہے
ہمان ہے دل سے خاطرِ ہمانِ ضرور ہے
زاہد جو کچھ نہیں ہے تو لیانِ ضرور ہے
البتہ ابتدا میں یہ آسانِ ضرور ہے
کیا شیطننت ہو غیر بھی شیطانِ ضرور ہے
ہر وقت اب تملاتِ قرآنِ ضرور ہے
عاشق تھا راسِ روگلستانِ ضرور ہے
اب احتیاجِ مہرِ سلیمانِ ضرور ہے
اسوقت پاس خاطرِ یارانِ ضرور ہے

سودا یان زلف کی قسمت میں ناصحا گلشن اگر نہیں ہے تو زخاں ضرور ہے

تہما کو بھولیے نہ کبھی وقت میکشی

بزم طرب میں یاد محبان ضرور ہے

نہ دن ہمارے دل داغ دار کے بدلے
گلون کے ڈھیر لگے خار خار کے بدلے
گمان ہوا مجھے غنچے کا دشت وشت میں
ستم ہے صدمہ روزِ سراق ہکو دیے
بجائے سبب تو سبب ذقن کو دیکھ لیا
خدا کرے ہر تیر صیدا فگن ہو
گرا جو سر پہ مرے کو وہ غم نہ سر کے پاؤں
عدو کو کر دیا محتلم نے محل میں
پھرا تو بادہ کشو دور ہو صوحی کا
یہی ہے مشق جفا و ستم تو سب لینا
جو دیکھ لے دل سوزان کو اپنے جل جلے
کدورتوں سے تری دل ہمارا صاف ہوا
اثر دکھائے کمون نے میرے پس منگ
مزارِ عاشق گیسوئے عنبرین پہ صبا
جبین صاف تو کھو لو چھاپا و سرچہ
سر قلم کی صفحہ سے ہو بید مشک قلم
جنون رہا مجھے تربت میں بھی یہ بعد فنا
ہماری خاک بھی آخر کو سر بلست دہونی

نہ دیکھا ہم نے اسے لالہ زار کے بدلے
خزان چمن سے گئی دن بہار کے بدلے
یہ رنگ خون کف پلے خار کے بدلے
لیے فلک نے شب وصل یار کے بدلے
دکھا و کچھ مجھے جانان اتار کے بدلے
یہ طائر دل مضطر شکار کے بدلے
سکون ملا تو مجھے اضطراب کے بدلے
جب سر مجھ پہ نہ ہوا اختیار کے بدلے
سرور ہو کہین حاصل خار کے بدلے
دقا و مسر کے انداز ہار کے بدلے
شرر نشان ہو صنوبر چنار کے بدلے
جلا اس آئینہ میں ہے غبار کے بدلے
کہ رنگ سیکڑوں اٹھے غبار کے بدلے
اڑے عنبر پریشہ غبار کے بدلے
دکھا و آئینہ ہو غبار کے بدلے
دوات نافہ مشک تار کے بدلے
کہ سنگ ریزو و سب گلزار کے بدلے
قدم سمنہ جفاے نگار کے بدلے

صلاح پیر معان محتسب یہ ٹھہری ہے
سچ فلک تری پھولوں کی سیج تاروں سے
گر تجھ سے ملے وہ کسی بادہ خوار کے بدلے
جو ملے تو بالہ امتساب ہمارے بدلے

منازب تبر الہی نہوئے تنہا کوہ	عطا ہو دست جنت فشار کے بدلے
رو برو کب ترے دلبر ٹھہرے	شمس کیا پیٹھ دکھا کر ٹھہرے
مہر اگر رو برو آ کر ٹھہرے	ذرہ پیش رخ انور ٹھہرے
گر خیال رخ انور ٹھہرے	دل مرا آئینہ کا گھر ٹھہرے
قتل کی اپنے ہفتہ ر ٹھہرے	عہد و پیمان سے تنگ ٹھہرے
یقرا ری سے چھٹے دیر و حرم	اب کہاں عاشق مضطر ٹھہرے
ہوا ہنگامہ عشرت نامہ	دو قدم آپ جو چل کر ٹھہرے
سرخوش بادہ زمین ہم ساتی	دور ہم سے یہ ساغر ٹھہرے
میرے ساتی کے کف نازک پر	کس طرح دیکھے ساغر ٹھہرے
ایک ہر جائی ہے جھیل وہ شوخ	اٹھ کے پھر دیکھے کیونکر ٹھہرے
وعدہ وصل کی ٹھہرے کس روز	کون سی شب ہر مگر ٹھہرے
کس طرح دیدہ تر و مجہین تو	سامنے تیرے سمندر ٹھہرے
کے کئے شاق ہیں کیوں گلشن میں	سروش شمشاد و صنوبر ٹھہرے
کیسا چلتا ہے یہ شور و فغاں	ہر قدم شور و شش عشرت ٹھہرے
ضعف سے سر پہ مرا زیر قدم	آبلے پاؤں کے انسر ٹھہرے
اُس پر رو کے ہوا دل میں اثر	میرے اشعار بھی بہتر ٹھہرے
دل پر در در ہے یا زہر ہے	میرے پلو میں وہ دلبر ٹھہرے
دل ہے مضطر تو جگر ہے بیتاب	محب کو یہ دونوں برابر ٹھہرے
کھل گیا یا اگر ان خاطر ہے	خط مرا ایسے کے کبوتر ٹھہرے

پر زے کر نامرے خط کا ٹھہرا صفت مرگان شکر کے حضور کیون نہ آنکھوں سے نکل ڈر شرک دم نظارہ جانان افسوس کس طرح گوہر غلطان نہ کون میری گردن سے اُچٹ جاتی ہر تیغ مین وہ عزیز ہون ہوا ہو کہو	ذبح کرنے کو کبوتر ٹھہرے قافلے ٹھہرے نہ لشکر ٹھہرے گھر میں کیا کو دکب ابر ٹھہرے آئینہ سد سکنت لٹھہرے اشک کب نوک مرہ پر ٹھہرے حلق پر ٹھہرے تو خنجر ٹھہرے میری تربت پہ نہ چادر ٹھہرے
--	---

بسیکون پر نہ کیا آپ نے رحم
پاس تہنسا کے نہ دم بھر ٹھہرے

ستر سیر نگہ ادھر کیجیے دقتین شعریں اگر کیجیے کون سی شے وصل شکرت کمل گیارا ر عشق ضبط ہو کیون کسکے سننے میں ہے خدا وندا کیسی حسرت سے تلو تکتا ہے نہ کندے گانگین پہ نام میرا بعد مدت پھرے ہیں دن اپنے رخ سے سر کائیے ذری گیسو پانوں پڑنے کا ڈھونڈھیے حیلہ لکھا قسمت کا ٹل نہیں سکتا تجدد میں رخسہ نکالیں روشن طبع	امتحان دل و جگر کیجیے وصف باریکی کر کیجیے کو کب بخت پر نظر کیجیے لب تو ہیں شک چم تر کیجیے کیون عبث آہ بے اثر کیجیے رخ ذری جانب تر کیجیے بس ہی نقش کا کجھ کیجیے رات کی راتیاں بسر کیجیے شام کو ہمسرہ کیجیے اور یہی اپنا درد سر کیجیے قطع اُمید نامہ بر کیجیے وصف دندان جواگر کیجیے
---	--

ذکر اختیار کو نہ بھی طول بن سے گلشن میں چلے غنوں پر ایک مدت تک رہا مجبور ٹھہرا عشق بان اگر معیوب درد لدا رجو پھڑٹاے ہین	قصہ اب ہو گا مختصر کیجیے آج بلب ل کو نوہ گر کیجیے اب تو مختا خسیہ شر کیجیے زاہد و کونسا ہنس کیجیے اک طرح اُن سے در گذر کیجیے
دل میں ٹھہری ہو اب ہی تہا اک سہرا آباد سے سفر کیجیے	
بیٹھے ہی رہے غنا کیجیے کیون عبث شکوہ حمد کیجیے آہ و نالہ کی نہ عادت کیجیے خواہش پوششِ وحشت کیجیے یار کی کس سے شکایت کیجیے دل میں ہے ذکرِ قیامت کیجیے دخترِ رز سے نہ ملت کیجیے شکل اُس آئینہ رو کی دکھلا شریت وصل میسر ہی نہیں آبرو بعد فنا رکھ لیجیے قبر ہے داغ جگر سے روشن ہم صغیرانِ چمن کیا بھولیں ہے اگر عزم طوافِ کعبہ صفتِ موسیٰ مگر کیوں لکھیے	اٹھ کے برپا نہ قیامت کیجیے جو ملا اُس پر قناع کیجیے ضبطِ نسریہ کی کثر کیجیے چاک داماں قیامت کیجیے صبر اور شکر کی عادت کیجیے یعنی وصفِ قذفا مت کیجیے پاس ناموس شرعیہ کیجیے ایسی پیدا کوئی صورت کیجیے کب علاجِ تپِ فرقت کیجیے نفس پر آئیے رقت کیجیے کل چراغِ سر تربت کیجیے یاد کیوں کر نہ وہ صحت کیجیے بت و بت خانہ پہ لغت کیجیے شعر میں کا ہے کو دقت کیجیے

صاف ہو جائے آپ اب ہے منہجو تاک کا لیجیے شجرہ ایک عالم ہے تہا رشتاق باغ میں گل کی منہی منہی آپ بخت بد روز ازل سے ہر لقب دیکھیے روئے کتابی کیونکر دل تو موجود ہے اسکو لیجیے	دل سے دور اپنے کدھر کیجیے پیرے خانہ سے بیعت کیجیے دو گھڑی وادرد ولت کیجیے آج بلبل سے ظرافت کیجیے کیا بھلا شکر و قسمت کیجیے کیونکہ مترآن کی تلو کیجیے آپ حاضر ہے نہ حجت کیجیے
---	--

دوسرا کون ہے تہنا
دل میں جو آئے وہ حضرت کیجیے

ہے وقایہ کہ تو جہانہ کرے کوئی آئے نہ پیش چشم ہیسان نامہ اکون پوچھے بات تری نا تو انی سے اپنی ڈرتا ہوں بدو باغی سے تیری نگہت گل تیرے نالہ اڑائیں عرش برین منہر مرگ پر ہے اپنا وصال سیکھو گر طر زگر یہ شبنم سے غنہرہ کیا ناز کسکو کہتے ہیں میرا رشکِ مسیح ہے بیدرد وہ بگڑتے ہیں منہ بناتے ہیں کیا خرابی ہے سب یہ کہتے ہیں	ہے جہا یہ کہ تو وفانہ کرے دیکھیو دیکھیو خدا نہ کرے نام اس کا جو تو لیانہ کرے بھکو منت کش ہوانہ کرے عزم ہر اہی صبانہ کرے گواثر اوتار سنانہ کرے اب میا مری دوانہ کرے لب لبو تپہ گل ہنسانہ کرے ہے ادایہ کہ تو ادا نہ کرے اس کو کچھ درد ہو تو کیا نہ کرے بات بگڑے کہیں خدا نہ کرے خانہ دل حند ابنا نہ کرے
--	--

خاکساروں میں مرتبہ ہے بلند	ہم سہری مجھ سے نقش پانہ کرے
دیکھے تہنا جو کعبہ برد سجدہ کو شکر کیون ادا نہ کرے	
حسنِ جان فریب کو تشہیر چاہیے اچھا ہوا جو منہ پر ترے خط ہوا نمود ہووے تو ہو یہ تار شہبگیر نارسا پیغامِ مہر جو وقتِ سخن پائے تو تو پھر کیا ظلم ہے کہ کہتے ہیں وہ مجھ کو دیکھ کر دیوانہ اس پری کا خدا ہی نے کر دیا	بھجوانا جا بجا تری تصویر چاہیے مصحف جو ہو ویر سادہ تو پھر چاہیے لیکن دعا ہے صبح میں تیر چاہیے باتوں میں لگ چلو وہی تقریر چاہیے تفصیر ہونہ ہوا سے تعزیر چاہیے تعلیم مجھ کو اب فنِ تسخیر چاہیے
وحشی ہر ناتوان ہر نہیں فکر و بد و ہاش تہنا کو ایک غائے بغیر چاہیے	
دیکھتا کب ہے سیمبر کوئی ؟ تجھ سے آئے نہ یاں نظر کوئی تجھ پہ کس دن کیا نہ جیب کو چاک خوب ہم موٹنگا فیاں کرتے خوفِ افشاے راز ہے ورنہ نور آتا ہے آج زردان میں خارش پاد کھائیگی صحرا اثرِ جوشش بہار نہ پوچھیں ایک دو میں چار کیا وان سے قصہ لائے درازی شب ہجر	خاک دکھلائے انکو ز کوئی دیکھے سارا جہان اگر کوئی روبرو تو کہے سحر کوئی نظر آئے اگر کمر کوئی بند کرتا ہے چشم تر کوئی حال پرسان ہو اگر کوئی ہو گا درپیش اب سفر کوئی بے گل تر نہیں شہر کوئی نہ پیراجا کے نامہ بر کوئی صبح کرتا تھا مختصر کوئی

زلت تیرہ درون ہے کالی بلا دل ہے مضطر جگر پہ صدمہ ہے	کیون چرھاتا ہے اسکو سر کوئی دل کو اب تھا ہے یا جگر کوئی
رات سونے دیا نہ آنے ہیں مثل تہنا تھا نوہر کوئی	
بوسہ لب سے سرور سے گلگون ہو جائے مین وہ گریان ہوں کہ طوفان کے چٹمو نکے مے ہو مطرب ہے لب جو چمن ہو ساقی یاد آئیں جو کسی کے دُرُودِ ناز تو ابھی پھیر کر زلف سیہ قام کو بچھپائے کوئی وہ پریرا دے مانوس ہو کیون انسان سے ضعف یا نہ تک ہے کہ ہر جنبش پا پر میرا ہر گھڑی تسکو ترقی و تنزل ہے نصیب روئے یا دین سلک دُرُودِ ناز کے اگر وحشیانہ ہو وہ مانوس غزال صحرا میکشی سے ہے اگر ربط تو پھر ضبط ہو کیون حو رکھتے ہیں تجھے کوچہ ہے تیرا جنت رشتہ نہ تو ہے لطافت میں تیرے چہر کا عکس عاشق قامتِ موزون پر جی پیگہ ہوں اسفلو خاک میں دولت کو چھپائے کیون ہو سیر کیفیتِ عالم ہے تو خفا نہ مین ہے	چوم لونِ خال تو کیفیتِ افنون ہو جائے رشتہ یہاں تک ہے سمندر کو چمن ہو جائے تو اگر آئے تو خوش خاطر محزون ہو جائے گو ہر اشک سے پُر دامن ہامون ہو جائے ہاں مگر یاد جسے سانپ کا افنون ہو جائے کوئی دیوانہ بنے یا کوئی مجنون ہو جائے رنگ تغیر ہو یا حال دگر گون ہو جائے در دسرم ہو تو در و جگر افزون ہو جائے اشک جو آنکھ سے ٹپکے دیکھن ہو جائے چشمِ فنان کا تری جو کوئی مفتون ہو جائے یا نہ تک تہجے کہ خالی تم گردن ہو جائے جنتی ہو جو ترے کوچہ میں مدغون ہو جائے کیا تعجب ہے کہ داغِ دل مجنون ہو جائے کیون نہ ہر بات مری مصرعہ موزون ہو جائے رفقہ رفقہ نہ کہیں یہ زرقارون ہو جائے نیٹھے جو آ کے بیان میں قلاطون ہو جائے
معنی لفظ ہے شعرون مین نہیں ہن تہنا	

ذوق غالب ہو جو مومن پہ تو مومن ہو جائے

پری کو دیکھتا نہ خوش آنی شکل جو رہے
 کہا جو یار نے پاس آ کے دُور دُور مجھے
 ہوا ہے داغ کے پر تو سے عاشق نین فروغ
 وطن تھا رشکِ حین آسمان نے پھینک دیا
 خفا ہو پردہ میں چھپا ترا قیامت ہے
 غذا اے نانِ دل پر داغ سے میسر ہے
 بسانِ نقشِ قدمِ من قدم قدم پہ ہون ساتھ
 لگا لے اب غم سے منہ سے میرے لے ساقی
 وہ بادہ کش ہوں کہ گرم کا غم چڑھا جاؤں
 گیمِ محبت سے تاجِ سر سمجھتا ہوں
 شرابِ ناب کو میں آفتاب کہتا تھا
 روان ہے خونِ مری آنکھوں سے افک کے بلے
 نکال تو بھی بس اب بحرِ غم سے لے ساقی
 مست کیا مرا سرِ شکلِ شیشہ قاتل نے
 نگہ سے پنجرِ مرگان سے تیغِ ابرو سے

یہ غصہ کیوں ہے بتاؤ مرا تصور مجھے
 دماغِ عرش پہ ہو بچا ہوا غور مجھے
 ضیائے ہر سے حاصل ہوا ہو نور مجھے
 بسانِ سبزہ میگا نہ کتنی دور مجھے
 ظہورِ حشر ہے ظالم ترا ظہور مجھے
 ملا ہے سینہ سوزانِ سواکِ تنور مجھے
 سمجھے دور میں کس راہ میں حضور مجھے
 کہ دورِ جام سے ہوتا نہیں سرور مجھے
 بغیر صحبتِ ساقی نہو سرور مجھے
 فلکِ ندے تو ندے قائم و کمور مجھے
 بجائے ماہِ ملے ساغرِ بلور مجھے
 جگر میں پھر نظر آتا ہو کچھ فتور مجھے
 بنیہ کشتی سے کب ہوا عبور مجھے
 کیا ہے سنگِ حوادث نے چور چور مجھے
 وہ قتل کرنے کو کہتے ہیں گھور گھور مجھے

نہ تو اب مجھے تکلیف بکی تنہا

سرورِ یار سے حاصل ہوا سرور مجھے

شکر کیجیے گر پُربین راہِ خدا میں آبلے
 ہو گیا ہوں دشت میں بھی غمِ گردِ آبِ میں
 رحمتِ حق پر وہ پوشِ جرمِ مغلان ہو آج
 داندِ تسبیح سے بہتر ہیں پامین آبلے
 جب کبھی ٹوٹے ہیں میرے نقشِ پامین آبلے
 ابرِ آیدامینِ بادِ صبا میں آبلے

دوغ سودا سمرین ہو وحشت پامین آبلے پڑ گئے میرے دل پر دعائیں آبلے ابرو سے درختے موج بوریا میں آبلے پاؤں کے پھوٹن اگر وحشت سہا میں آبلے کیا تعجب ہو کہ ہوں مست عا میں آبلے آتشِ یاقوت لب سے ہن ہوا میں آبلے سرخ ہوں اپنے اگر رنگِ خا میں آبلے جائیں منہ بادی اگر دارالقضا میں آبلے منتقل ہوں اس دل حیرتِ فزا میں آبلے	ہے سراپا زخمِ میسرایہ تن دار و نزار ضبط آہِ آشیں اب مجھ سے ہو سکتا نہیں پھرتے پھرتے جب بساطِ دل پہ کھا تھا قدم رشکِ بحر و بر ہمارا گوشہ حرلت بنے انطفائے سوزِ دل کی اگر انگون دعا پھونکتا ہی بلبلے صابون کے کب منہ میں وہ آب و رنگِ لعل و گوہر پانی پانی ہو رہے دار پر کھنچو ایں خارِ دشت کو یہ کاوشیں بے سبب شیشہ پہ کچھ آتیشِ خائیں نہیں
---	---

سینہ کو بی کرتے کرتے پھرتے پھرتے دشت میں
 پڑ گئے تنہا ہمارے دست و پامین آبلے

دشمن سے مری جان محبت نہیں اچھی در پردہ رقیبوں پہ عنایت نہیں اچھی اب کوہ و بیابان میں سکونت نہیں اچھی عاشق سے تمہیں اپنے عداوت نہیں اچھی صورت ہو اگر خوب تو سیرت نہیں اچھی رہتا ہے مکدر یہ کہ دورت نہیں اچھی بیسار محبت ہوں طبیعت نہیں اچھی ڈرتے نہیں کیون خون کی قیمت نہیں اچھی پر یاد رہے غلم کی عادت نہیں اچھی اے جانِ حزمین سکی فاقہ نہیں اچھی	غیروں سے نہ کر ربط یہ صحبت نہیں اچھی چلمن سے یہ نظارہ کی عادت نہیں اچھی چندے پس دیوارِ صہنم کیجیے گذارا کیون در پے آزار ہی رہتے ہو ہمیشہ بے عیب ہے اک ذاتِ خداور نہ بتو کی بیوجہ تو اے آئینہ رواہلِ صفا سے کیا پوچھتے ہو مجھ سے تم اے حضرتِ عیسیٰ کہنا مرا فونہ ملو ہاتھوں سے منہ دی مجھ کو نہیں انکار ترے ظلم و جفا سے جاتی ہے کہانِ آہِ شرربار کے ہمراہ
---	---

خاموش ہونا صحیح یہ نصیحت نہیں اچھی اے برقِ طپانِ الہی شرارت نہیں اچھی اے شوقِ شہادتِ شہادت نہیں اچھی تکلیفِ عبادت انہیں حضرت نہیں اچھی آؤ شرِ افغانِ پشِ شرارت نہیں اچھی مر جانے دوا ایسے کی عبادت نہیں اچھی تکلیفِ نابِ مین لذت نہیں اچھی بسمل تجھے قاتل کی شکایت نہیں اچھی شرماتے ہو کیون اتنی خجالت نہیں اچھی اس خاک نشین بہمنِ غوث نہیں اچھی عنقا کی طرح خلق سے عزت نہیں اچھی اس گنبدِ گردون کی عمارت نہیں اچھی اے شاہِ گداسے تجھے نفرت نہیں اچھی	مشرکہ کہ تو کہہ جوں سے نہ ملا کر چمکاتی ہے کیون تو دل مضطر کو ترپ کر آلودہ نہ کر خون میں قاتل کو ترپ کر مستون کو عبث چھیڑتے ہوشِ نجی حساب کیون آگ لگا دی مرے کاشانہِ دلیں سُکر مجھے بیمار یہ بولا وہ سُکر پیتا نہیں زاہد تو یہ کہتا ہے تو کیونکر صدِ شکر یہ آتی ہے لبِ زخم سے آواز کب کہتا ہوں میں غیروں سے ہم بزم ہو آہ رہتا ہے مزاجِ آپ کا اگر عرشِ برین پر ہو سائے فگنِ مثلِ ہماہلِ جہان پر قاتلِ بدِ ہر اک اسکی خواست کا جہان میں اک رتبہ ہی ان اسفل و اعلیٰ کا کھد میں
--	--

ہے گوشہٴ عزلت میں حسینوں کا قصد

تہنا تجھے وحدت میں یہ کثرت نہیں اچھی

چندے یوہن رہی جو تلاش کمر مجھے دکھلائے گا کبھی نہ کبھی تیرا گھر مجھے آخر دکھایا اے نے یارب اثر مجھے یوہن را جو شام سے درِ جبِ گھر مجھے پھر انتظارِ خطانہ رہے اس قدر مجھے کس بادہ کش کی لگ گئی سانی نظر مجھے	گر ناپڑے کا ملک عدم کا سفر مجھے پھر تا ہے شوقِ دید لیے در بدر مجھے بچپن کر دیا ادھر اس کو ادھر مجھے کیونکر شبِ سحرِ اراق کی ہو گی سحر مجھے لیجائے اپنے ساتھ اگر نامہ بر مجھے اک بخود ہی سی رہتی ہے دو دو پر مجھے
--	---

بے برگ ہی رہا چمنستان دہسرمین
 سرگشتگی میں نالہ آتش فشان نے آہ
 اب میں نے اپنے دل پہ کیا جبر اختیار
 ان خوش قدون نے محرم راز نہان کیا
 گلشن میں گل کو حکم ہے اُس شاہ حسن کا
 رہتا ہے مجھ زلف رخ یا رات دن
 مجھ حمال ہوں نہیں تمیز وصل و جہر
 ترا ہر توصیف غلہ نکر میرے سامنے نہ
 ارض و سما ولاتہ و بالائے ہوسین
 عالم ہے غرق آبِ مرے جوشِ اشاک سے

کہتے ہیں لوگ فضل خندان کا کثر مجھے
 سنگِ فسان کی طرح دکھائے شر مجھے
 گڑبناؤ خیر گوارا ہے شر مجھے
 یس نے دکھائے سروسی میں شر مجھے
 نذیرین دکھائیں ہاتھ میں رکھ لکھنا ز شر مجھے
 آتے نہیں نظر کبھی شام و سحر مجھے
 نہ اُس سے قائم ہو نہ اس سے ضرر مجھے
 پھر یاد آئے جائے کہیں اُس کا گھر مجھے
 رہتا ہوا شک و آہ سے اپنے خطر مجھے
 طوفان دکھا رہی ہے مری چشم تر مجھے

تہا میں طولِ حالِ شبِ ہجر کیا کون
 اک روزِ حشر بھی تو ملا مختصر مجھے

دکھو بتوں کے جور کا خوگر بنائے
 تحریر کیجیے صفتِ روئے رشکِ باہ
 شیرین دہن ہوشیرین کلائی ضرور ہے
 جنت کی سیر کیجیے صحرا کو چھوڑے
 آئینہ خانہ میں بھی تو لہجے اپنے ساتھ
 جامِ شراب ٹوٹے اگر اسکے ہاتھ سے
 آئینہ رکھیے روئے مصفا کے سامنے
 بھولے نہ شب کو کو پگھلیو کی آہِ دل
 موسیٰ کے معجزے میں سرِ موئے فرق ہو

صدے اٹھا کے شیشہ کو پتھر بنائے
 تارِ شعاعِ مہر سے مسطر بنائے
 تنگِ شکر کو قفسِ مکر بنائے
 گھرا پناؤ اسکے گھر کے برابر بنائے
 حیران بنائے مجھے ششدر بنائے
 سرِ محنت کا توڑے ساغر بنائے
 بہرِ رقیب مست سکندر بنائے
 آہِ رسائے صبح کو مہر بنائے
 گیسو کو طول دیجیے اژدر بنائے

یہ سوچے کبھی دعا لے سحر ناد قبول دزد و خناسے حال کفیا رو پوچھے شاہ و گدا سے کہتے ہیں یہ تیری خاک کا دل دیکے چاہتا ہوں کہ اب بھی بچے پھر آج یا دو گھر دزدان میں روئیے	تالون سے قصر چرخ میں اک رہ بنائے رہزن جو ہاتھ آدے تو رہبر بنائے نقش قدم کو یار کے افسر بنائے دلبر بنا کے اُس کو سنگر بنائے پھر قطرہ ہاے اشک کو گھر بنائے
---	---

دلین غبار رکھے یہ تہما سے استعدا آئینہ کو نہ آپ مکر بنا لے
--

خبر یہ کل مجھے ناقوس کی صدا نے دی اڑا یا کوچہ جانان سے جا کر تنکا مزاحمتا درد محبت کا اے ہا جس میں ہمارے تالون سے ہو آج کل اُسے صدہ سوائے آہ و فغان کیا گناہ میں نے کیا زبان حرف نگین سرنگون حریف ہوئے سحر تک وہ نکلتا ہے گھر سے گھر اگر	تو ن کو دولت حسن واد ا خدا نے دی تن نزار کو تکلیف یہ صبا نے دی وہ استخوان سگ جانان کو کھانے دی فغان کی داد اگر دی تو بس درانے دی دعا ہے بد مجھے کیوں شب کو پارسانے دی انگوٹھی اپنی جو کل مجھ کو دلربا نے دی مجھے نوید یہ شب نالہ رسا نے دی
---	---

علاج کرتے ہیں ناحق طبیب تنہا کا شفا مریض محبت کو کب دوائے دی
--

رابطہ ہے تالون کا ضبط آہ افکار بھی زلف کا سودا ہے عشق خط سبز یا بھی چھوڑ کر میرا دل پرواغ جاتا ہو کمان کر تو اسے نور شید رو ہنگامہ محشر بپا میں تو حال زار پرکھتا ہوں اپنے نصیب	دل مرا بلبل بھی اور مرغ آتش خوار بھی ساتھ ہے دل غ جنون کے مہم رنگار بھی لطف سیر باغ ہو یاں دیکھ یہ گلزار بھی قد قیامت ہے ترا چکر دکھا رفا بھی دیکھ کر روتے ہیں مجھ کو یا بھی اغیار بھی
--	---

کس طرح دیکھوں اُسی اُس گل محبوب کو
 کچھ فقط گل ہی نہیں شرمندہ رے یار سے
 باتوں ہی باتوں میں کدیتا ہوں پناہ حال
 ہے تماشِ خنجر و شمشیر تم کو کس لیے
 لے صبا جاتی تو ہے لعل تو کو ہے یار تک
 چہرہ تابان تمہارا ہے چہ رخ طور اگر
 اہل دنیا سب کے سب ہیں بندہ ہاڑی حرمِ آرزو
 ہے غلو رتبہ ہر حالت میں نیکو نکو نصیب
 کوئی مجنون اور کوئی مُسر ہا دکتا ہو مجھے
 گل کو رُخ سے خار کو مژگان کو کچھ نسبت نہیں
 چاندنی میں رات کو بالائے سر اپنے پری
 ترک چشم یار ہے کچھ ریزنِ عالم نہیں
 دل کہیں کہتا نہیں کیا کیجیے لے جوشِ جنون
 گرمی بازارِ حسن خود فروشان دیکھ کر
 رشتہ زنا رے اُلفت ہے جوں بسج کو
 سیکڑوں لاکھوں دامنِ مین پین تر جانا
 تیس دن آٹھوں ہر دن رات واہتی بکا
 کون کہتا ہے کہ ہے اقرار ہی میں بس مزہ
 بول اٹھتا تھا لڑائی میں وہ شدت سے کبھی
 ہے کعبِ دستِ مصفا ماہ سے بہتر اگر
 مرثدہ اے زمانِ میکش آج پھر کیا شراب

بند جو رکھتا ہوا پنا روزن دیوار بھی
 ہو خجل آنکھوں سے اُسکے نرگس پیا بھی
 روز پڑھ آتا ہوں اُسکے سامنے اشعار بھی
 قتل عاشق کو ہر کافی ابرے غم دار بھی
 دوشس پر اپنے اٹھا کر میرا جسم زار بھی
 تشکل موسیٰ محو ہے یہ طالبِ دیدار بھی
 ہم نے دیکھے ہیں گدا اور مردِ مزدار بھی
 زرد بان چرخِ عیسیٰ کیلئے تمی دار بھی
 روز دکھلاتی ہو حشتِ شبت بھی کسار بھی
 لے جنوں دیکھا چمن بھی وادی پنا بھی
 دیو کا سایہ بنا تھا سایہ دیوار بھی
 ہے بلائے جان عاشق طرہ طرار بھی
 کوہِ وصال کو بھی دیکھا کو چہ و بازار بھی
 دیکھتا رہتا ہے ایدل مصر کا بازار بھی
 دانہ ہاے سمہ سے مربوط ہے زنا ر بھی
 گالیان دیتے کبھی مجھ کو جو تم دوجا ر بھی
 روزن دیوار بھی یان دیدہ بیدار بھی
 لطف سے غالی نہیں ہر آپ کا انکار بھی
 صلح میں کر بیٹھتا ہو تم سے اب تکرا ر بھی
 کم نہیں خوشی تباہ سوترا خا ر بھی
 دے گیا پیر معان کو محتسب ستار بھی

چشم مست یار ہے عراب برو کے تلے
عین مسجد میں بنا ہے خانہ خمار بھی
مے کردہ میں محنت آئے تو ساقی سیر
اُسکو بھی چکا لگے مشورہ خوشخوار بھی

خوف کیا ہو مجکو تہنا میرے حامی و حشر
احمد مختار ہوں گے حیدر کرار بھی

ہے پیش نظر چشم شکر کئی دن سے
پہلو میں ٹھہرتا نہیں دم بھر کئی دن سے
ہیں محنت جگر نوک مرثہ پر کئی دن سے
تہنا نہیں کچھ صدے جگر پر کئی دن سے
کھلتی ہے وہاں جدِ مضرب کئی دن سے
مٹا ہی نہیں مجھ کو وہ دلبر کئی دن سے
دکھلاتے ہیں وہ روئے منور کئی دن سے
پھرتا ہے لیے خط کو کبوتر کئی دن سے
اے دردِ جگر تو بھی عیادت کو نہ آیا
افسوس کہ سمجھا پس مردن وہ شکر
کافی ہے مرے قتل کو ابرو کا اشارہ
تخفیف ہوئی دردِ جگر کو تو ہوا کیا
کیا فصل بہاری میں خزان کا ہوا قصہ
کس طرح ادا شکر شکایت ہو خدایا
سیر شب مہِ مستِ بلبل پہ تو دیکھو
روشن ہوا عالم میں مرا سوزِ جگر بھی
لاغر کیا کس درجہ ترے غم نے پرورد

رکھا ہے مرے سامنے ساغر کئی دن سے
بیچین ہے اپنا دل مضطر کئی دن سے
خون ہوتا ہوا اس صفین برابر کئی دن سے
بیچین ہے اپنا دل مضطر کئی دن سے
یاں شامہ ہوتا ہے مطر کئی دن سے
جاتا ہے کہیں شب کو مقرر کئی دن سے
چمکا ہے مرے بخت کا اختر کئی دن سے
برگشتہ ہے کیا اپنا مقدّر کئی دن سے
بیچین ہے اپنا دل مضطر کئی دن سے
آتا ہے مری قبر پر کاشمیر کئی دن سے
کیون آپ لیے پھرتے ہیں خیر کئی دن سے
ہے دردِ مرے ولین برابر کئی دن سے
کیون چپے توائے بلبل مضطر کئی دن سے
مٹا ہی نہیں وہ بت کا فر کئی دن سے
ہے صحنِ جن پھولوں کی چادر کئی دن سے
ہر روز جلا کرتا ہے بستر کئی دن سے
رہتا ہوں میں اب دوشِ ہوا پر کئی دن سے

بیل کو ہے اب مشغلہ اور شریر بار سودائیوں کو آئی خبر موسم گل کی ہر صبح کو کہتا ہوں کہ ہے آج شب وصل لے لیتا ہوں ہوسہ لب شیرین کے پتھر گدرا ہے کوئی گویا غریبان سے مقرر ہے شوق شہادت مجھے حاضر ہے یہ گردن سمجھے ہیں پری چہرہ کو خوشید قیامت طوفان سا طوفان ہے اے دیدہ و خنار اغیار نے ہکایا نہیں تم کو تو صاحب ہے مجھ کو خیالِ مرثیہ یا رحبنا جو غش آتا ہے اک روز میں سو مرتبہ مجھ کو	ہے فضل خزان چلتی ہر صحرائی دن سے چڑھتے ہیں مری قبر پر پتھر کئی دن سے راؤن کو مگر گنتا ہوں خیر کئی دن سے مطبوع نہیں قذکر کئی دن سے رہتا ہے مری خاک کو پتھر کئی دن سے کیون لکھتے ہیں قتل کا محضر کئی دن سے عالم میں ہے ہنگامہ محشر کئی دن سے پیاسا ہے مرے خون کا سمندر کئی دن سے کیون آپ بگڑ جاتے ہیں بکر کئی دن سے چہستا ہے مرے سینہ میں نشتر کئی دن سے جیتا ہوں خدا جانے میں کیونکر کئی دن سے
--	---

صد شکر کہ وہ آئینہ روکتا ہو تہنا
کیا تجھ کو ہوا کیون ہے کد کئی دن سے

پس از مردن دلا کیا چاہیے توقیر مٹی کی جو صورت گر نباتا ہے مری تصویر مٹی کی جو ان ہے کیون نہ رکھے ہاتھ میں اب تیغِ مذانی خیالِ دُر وہی رہتا ہو میرے دلین اور ساقی بتوں کے نقش پا کو ایک عالم سجدہ گہ سمجھے یہ زور ضعف و شہت ہے کہ سر زیر قدم پہونچا خراب آباو عالم جائے طوفان خیز ہے منعم سرے فضل گلوے شمع تو نے کاٹ کر عالم	بنے سنگین بھدیا قبر پر تو میر مٹی کی بنا لیتا ہے پہلے طوق اور زنجیر مٹی کی لے پھرتا تھا طفلی میں بھی وہ شمشیر مٹی کی نظر آتی ہے اس شیشین اک تحریر مٹی کی بڑھائی ہے خدائے کس قدر توقیر مٹی کی گلی میں خطِ نقش پا ہوئی زنجیر مٹی کی سر سیل فنا کرتا ہے کیون تعمیر مٹی کی نشاطِ خاطر پر دانہ اگلے گھر مٹی کی
--	--

مکدر کر کے اُسے پار ہا دل کو کیا کشتہ عیان ہین معنی کنت ترا یا میرے دیوان سے کھا لو جنبہ و غفلت جو گوش ہوش سے اپنے چھپایا کو کب اقبال کو خاکِ مذلت میں پس مردن بھی چکر پائون سے میری نہیں جاتا ہوئے ہین خاک کے پتلے تو کیا کیا گرم خود پیدا وضو کی جا تم خاک سے کرتے ہین مسند و	بنائی میرے سیم اندام نے اسیر مٹی کی بنائے خاکساری ہے کہ ہے تفسیر مٹی کی لب گورِ غریبان سے سنو تقریر مٹی کی ہمارے بخت بد نے خواہش تفسیر مٹی کی گولے کی طرح پھر ہے یہی تیسر مٹی کی طیب و سوسر و کیون کتے ہو تم تاثیر مٹی کی بجا ہے خاکساری بھی یہ ہو تو قیر مٹی کی
---	--

یہ جو پر خوف ہما نجد سوان روزین اور قاتل
ابھی مر جائے دکھلائے جو تو شمشیر مٹی کی

بے پردہ آؤ عاشقِ شیدا کے سامنے بلوایے نہ آنکھیں غیر میں مجھے چشمِ خرد جو کورنہ دے تو ہر طرف حیرت سے دیکھنے لگے آنکھوں کو پھار کے جس طرح پتلی رہتی ہے ہر دم حضورِ چشم دم بند اس سے ہوتا ہو طوفانِ فوج کا اب عالمِ شباب ہے طفلی کو چھوڑے تا ب جمال لانا سکامو ہو گیا موسیقی کا قصہ ایک فنا نہ ہو اگر طولِ شبِ سراق کا قصہ ہو مختصر کد رجبِ مختب کو تھا دعویٰ سرکشی وصفِ مکرمین طائرِ مضمون سے میرے	پردہ پڑا ہے چشمِ تنہا کے سامنے رسوانہ کیجیے مجھے اعدا کے سامنے جلوہ ہے اسکا دیدہ مینا کے سامنے آہو تہارے نرگس شہلا کے سامنے لئے ہو قیس باد یہ پیمیا کے سامنے کیا گھولون چشمِ ترکوینِ ریا کے سامنے کیجیے نہ خوفِ صورتِ دہا کے سامنے مجنون گیا جو محلِ لبِ لباء کے سامنے آجائے اپنی ایک تجلی کے سامنے کرد و جو اسکو زلفِ چلیپا کے سامنے گردن اٹھی نہ گردن مینا کے سامنے آبِ آشیان بنایا ہو غفا کے سامنے
---	--

در پردہ میرے دلین خوفِ مخزنین بکے نہ بعد مرگ کہیں روح سا قیا خورشید کا یقین ہوا رنگت بل گئی اللہ رے جلال ترے رعبِ حسن کا	ڈرتا ہوں کیوں میں اس بیتِ تما کے سامنے مدفن بنے مرا جسم صہبا کے سامنے لے مہربان تم آئے جو حرم کے سامنے لرزاں ہو مرے مصفا کے سامنے
کیا کیا جو م شوق سے ہوتا ہو دیکھنا تہنا تم آؤ تو کبھی تہنا کے سامنے	
روتا ہوں اپنا درد جگر دل کے سامنے سکتے ہو مثل آئینہ حیران ہی رہے آنکھوں میں دم ہے تیرا ہی مشاق دیدہ ہے طیفانی سرشک سے دیوانہ بن گیا حیران ہے مثل طوطی آئینہ دیدہ ہے دستِ خزان سے خانہ غنیم ہو گیا چمن کیونکر نہ ہو ہلال تجھے بدر دیکھ کر رضوان سے مستعار نہ لون کسطح لباس اللہ رے جذبِ شوق کہ پردہ اٹھا دیا کیونکر کبھی نہ تیغِ مرزہ آبِ زہر میں آئی بہاِ فضلِ خزان کچھ کر گئی باتگِ دل بے حشر کا ہنگامہ نامحسا	بسل کا حال کہتا ہوں بسل کے سامنے آئے جو کوئی تجھ سے مقابل کے سامنے قاتلِ حل ایک دم کو تو بسل کے سامنے کف لا رہا ہے بحرِ جوا حل کے سامنے آئینہ رکھکے دیکھو مرے دل کے سامنے اوراقِ گل اٹے جو عناد دل کے سامنے ناقص کو کب فرغ ہو کامل کے سامنے جانا ہے ایک حورِ شام گل کے سامنے آیا جو قیسِ دشتِ مین محل کے سامنے پیالے رکھے ہیں زہرِ ہلاہل کے سامنے کھیو صبا یہ بسلِ بیدل کے سامنے شورِ جنون صدایِ سلاسل کے سامنے
شاید جو م یاس نے گھبرا لیا اسے	تہنا گیا ہے آج جو قاتل کے سامنے
طالب ہوں یہ کس چیز کے گرد و نئی سے سنا د کو آتی تھی صدا تیشہ زنی سے	بہتر ہے گناہ کا ترے شاہِ غنی سے افسوس کہ مجبور ہو انسانِ شدنی سے

دل تنگ ہیں غنچے تری غنچہ دہنی سے
 مفہوم دہن سے ہے نہ کچھ بے دہنی سے
 مسکو سخن تیغ سے حاصل ہو حلاوت
 جا کر کسی ویرانہ میں جوتا ہوں میں آباد
 ہنس ہنسے اگر کرتی ہے برق ابر کو گریان
 بس آہ شہر بار دل بسبل نالان
 انجام کو سوچو نہ مرد و حرص و ہوس میں
 اُس پنجہ مرگان نے کیا شیر سے پنجہ
 پھر یاد دلاتا ہے تری چشم سیہ کی
 یان دار سے جیسے کو ملا ترسہ حالی
 حاصل تھی جسے حسن خدا واد کی دولت
 کہتا ہے وہ بت پان کو دانتوں سے چبا کر
 تم اپنے لب لعل پرستی نہ لگاؤ
 ہے غنچہ دہن غنچہ میں سب صورت پرکان
 تکلیف شب ماہ میں دیتا تجھے لیکن
 کیوں دیکھتے ہو مجھ کو بھوین تان کے ہر دم

گل چاک گریبان ہیں گل سپرہنی سے
 یہ راز ہفتہ ہے تری کم سخن سے
 پھر قند کر کر و شیرین دہنی سے
 ہے حار اگر تم کو مری ہم وطنی سے
 ببل کوڑلاتا ہے وہ گل خندہ زنی سے
 گلشن میں لگی آگ تری شعاع زنی سے
 خلعت نہیں بہت ہے ہر فقیر و کفنی سے
 چھپکی نہ کبھی آنکھ غزال ختنی سے
 خاموش ہوں وحشت میں غزال ختنی سے
 کیونکر نہ حد و پست ہن قسمت کے دہنی سے
 تھا عشق زلیخا اُسے قسمت کے دہنی سے
 یوں لعل کٹا کرتے ہیں ہیرے کی کنی سے
 ہو جائے گانیم یلم عقیق مینی سے
 آنکھوں میں کھٹکتے ہیں یہ برچی کی انی سے
 ڈرتا ہوں تری اوپری نازک بدنی سے
 کیا آپ کو پھر شوق ہوا تیغ زنی سے

بے پریش اعمال ملکی تجھے جنت
 تہا مرے حامی ہیں رسول مدنی سے

سچ کو کس نے بھولا یا تم کو اپنی یاد سے
 سخیان کیا کیا نہ کھین خنجر فلا د سے
 اب ودانہ لے گیا کنج قفس میں کھینچ کر
 حضرت دل اندون بہتے ہو کیوں ناشاد سے
 ہم نے سرتابی نہ کی لیکن کبھی جلا د سے
 دام سے شکوہ ہے ہمو نہ گلہ سیا د سے

نالہ جان سوز بلبل نے اثر پیدا کیا جان شیریں کھودی سر میں اپنے پتھر مار کر میں نے لکھا اپنا حالِ سختی جان کندنی تھا بیاصل گردن لیلے سے در سحُن و عشق چہرہ اطفال کو رشکِ غزلان کر دیا ہر قدم پر بوے خون آتی ہے دشت میں مجھے قامتِ دلدار کے آگے قدمِ حبتِ اینین ناصرِ ذکر صنم کرتا ہے کیوں تو بار بار طالبِ تاب و توانائی نہیں ہن تاوان آبرو ہے اے شکر سخت جانی سے ہمیں کسکے دل میں اب خیال کو چہ قاتلِ نہیں چشمِ زگس کس طرح محشم چشمِ ناز ہو جوشِ دشت میں کسی سے کیا ہوں صورتِ آشنا تا توانی میں اڑا لیجاتی ہے تاکوے یار	کچھ دھوان سا ہے چمکتا خانہ صیا د سے اٹھ سکا کوہِ غمِ فرقت نہ جب فرما د سے خانہ میرِ اسحت تہ ہے تیشہ فشا د سے قیس کو طفلی میں کچھ مطلب نہ تھا اُستاد سے دستِ مشاطہ نخل ہے سیلے اُستاد سے بیڑیاں ہنئی ہن شاید خنجرِ جلا د سے سرو ہے اکھڑا ہوا اُس غیرتِ شمشاد سے بھول جاتا ہوں خدا کو میں تو کئی یاد سے سر ہے زیرِ پائے جاناں ضعف کی امداد سے موڑتے ہیں منہ کوئی ہسمِ خنجرِ جلا د سے غل ہے عالم میں صداے ہر چہ باد باد سے فرق ہے اہلِ نظر کو کو ر مادرِ زاد سے نامِ شکر بھاگتا ہوں اے جنونِ ہزاد سے رکھتی ہے اُلفتِ صبا مجھ خاک کی برباد سے
---	--

شامِ فرقت ہے توصیح وصل پھر ہو جائیگی

کیون غمیں تہا ہر تہمارے بے بنیاد سے

تھے وہ عیسے تو میری نفس پہ آئے ہوتے کشتہ زگسِ بیمارِ صنم میں بھی ہوں چمنکے پشانی پر نور پہ آئے افنان اتنے کیوں مضطرب و بیتاب ہوئے پروان قصہ خزانِ طولِ شبِ ہجر ہے کتنا دیکھیں	لبِ جان بخش کے اعجاز دکھائے ہوتے گلِ زگسِ مری تربت پر چڑھائے ہوتے کو کب و مہرِ بسمِ تنے دکھائے ہوتے شمع سے جلنے کا انداز اُڑائے ہوتے قصہ زلفِ صنم ہم کو سُنائے ہوتے
---	---

د فن کو چہ میں ترے ہونے تو ہر جانب سے تیرے بیمار محبت کا جو دم چڑھ جاتا میں وہ وحشی ہوں کہ سُن لیتے جو میرا احوال منہ پر مسکدہ میں آج مکر رہوں میں تنگی و وسعت صحرَا کا نہوتا جو خیال مشق سفاکی تو موقوف تھی ہم تک ورنہ منتیں یاد ہیں مژگانِ صنم کی جھکو سر تسلیم وہیں اپنا جھکا دیتا میں ۴	راستے خلد کے ہسم کو نظر آئے ہوتے چرخ سے حضرت عیسیٰ اُتر آئے ہوتے آہو صحرَا کے مجھے دیکھنے آئے ہوتے بادِ ہوا صاف مرے واسطے لائے ہوتے پافونِ وحشت نے مرے مدد پر بھائے ہوتے خون کے دریا ابھی قاتل نہ بھائے ہوتے تیرے تسکین کو مرے دلیں لگائے ہوتے راہ میں نقش قدم گرتے پاسے ہوتے
---	---

صنبت دل خوب ہی تہمتا نے کیا تھا ورنہ
 گھر کے گھر نالہ سوزان نے جلا کر دے دیتے

بر چھیاں چلتیں جو مژگان کے نظائے ہوتے ہم نہیں دیکھتے پریوں کو تہارے ہوتے محو تھے چہرہ تابان کے تصور میں یہ لوگ خواہشِ زلیست پہ مرتے ہیں پسِ مردن بھی ہو کے زخمی مجھے خود اپنا گلا کاٹنا تھا کوئی قاصد جو نہ ملتا تھا تو لے حضرتِ دل کیون عبث ہر سلیمانی لگائی ساقی محسب کیسا پھلتا ہے تو مے خانہ میں یہ برا کھیل ہے چوس رہیں راجہ بل کی پار دریاے غم جس سر پہ ہو جاتے ۴ کرتا ابرو کا نشانہ جو تو اسے سرورِ روان	تینیں کھینچ جاتیں جو ابرو کو کاشائے ہوتے جن سے ملتے ہیں ملیں آپ ہالے ہوتے ماہ کو سب ترے دھوکے میں پکائے ہوتے جو تہارے لچا بن بخش کے مالے ہوتے سرے احسان تو قاتل کے اتائے ہوتے لیکے نامہ مرا تم آپ سدھائے ہوتے قافلے پریوں کے کشیوں میں لٹائے ہوتے جا کے مسجد میں تو یوں پافون پاسے ہوتے عشق بازی میں تو ہم جان ہی ہائے ہوتے تیغ کے گھاٹے عشاق لٹائے ہوتے سر و شمشاد پہ گلزار میں آئے ہوتے
--	--

ہمسر شام بنا ہے دل صد چاک اپنا
ریشک ہوتے مہ و خورشید کو کیسے کیسے
حسرتیں دل کی نکلیا تیں پس مردن بھی
حالت نزع میں سرشار صدائیں سن کر

تم نے بال اپنے کبھی اس سونے ہوتے
تارے پاؤں صنم کے جوتا لے ہوتے
تم اگر ساتھ جنازے کے ہمارے ہوتے
آکے بالین پر مری آپ پکالے ہوتے

آہ گردن کی ذرا چوڑی کم ہو تہا
شیر کی طرح کہیں تم بھی ڈکارے ہوتے

تراہ کا ہے لحاظ نہ ڈر پار سا کا ہے
عالم شہید تاز کے ناز و ادا کا ہے
شب ہے خیال یار کی زلف و تا کا ہے
یاں تک ہوا ہوں شدتِ حشر سے ضعیف
سوزِ تپِ سراق سے جلتا ہوں بعد مر
پونچھے کبھی نہ تاسرِ دیوار و دربا
آخر شمار رہتا ہوں راتوں کو اندون
تکیز کچھ نہیں ہو کہ یہ کون ہے وہ کون
کھلتا نہیں ہے حال کسی طرح یار کا
ہندی سے لال لال کھ پلے شیخ ہیں
میں مجھ بے نیازی دلدار ہو گیا
دشتِ جنون بھی قافلہ والوں کے ساتھ ہو
لائی اڑا کے نگہت گیسوے حنبرین
یہ ضعیف ہے کہ پانون میں مطلق صدائیں
بجلی چمک چمک کے رلاتی ہے ابر کو

مجھ کو تون کا خوف نہیں ہو خدا کا ہے
کشتہ ہے کوئی جو رکا کوئی جنا کا ہے
تنہا ہے اور سامنا کالی بلا کا ہے
گردن میں طوقِ حلقہٴ زنجیر پا کا ہے
کھائے گا ہڈیاں مری کیا منہ ہما کا ہے
کیون اتنا شور خلق میں آ رہا کا ہے
پھر انتظار مجھ کو کسی سہا کا ہے
مرنے کے بعد حال یہ شاہ و گدا کا ہے
دم بند اس کے کوچے میں پیکِ صبا کا ہے
رقبہ بلند خون سے ہمارے حنا کا ہے
غیروں سے کب دماغ مجھے اتجا کا ہے
کنکر ہمارے پانون میں موت درا کا ہے
اتو دماغِ عرش پہ یاد صبا کا ہے
جس دن سے عارضہ نگہ سرمہ سا کا ہے
پر تو یہ تیرے خندہ دندان کا ہے

زلف و راز و کا کل مشکین کو پھیر کر	بندہ قصور وار ہے۔ قائل خطا کا ہے
دو وقت نزع پر ہے یہ غلاب لب مجھے	لطف حیات تازہ اثر اس نوا کا ہے

اللہ رکھے عاشق تنہا کی آبرو
اب سامنا غضب کا ستم کا جفا کا ہے

قطعات تلخ و غیره

قطعاً ناز و محبت و عشق و انتقال حضرت قرقا

آخر از سال ۱۳۳۸ شمسی در ۱۳ محرم ۱۳۳۸ شمسی متضمن حالات طالت و وفات آن سپر فضل و کمال شائع نموده بود

ترجیع بندم سوید از برادر معظم سید محمد علی حسبا بیان نیردانی مرحوم و مغفور را

پرده نیلی من دهر کچھ نہیں تاک میں ہے لطمہ باد سحر برق طیان کو بھی ہنسی آتی ہے پیر ہن دوست گل چاک ہے بلبل ہو گنبد گردون بجز کنے کو ہے شکل سراپ و حجاب نکت جگر کھاتی ہے صبح و مسا اٹھ گئے محفل سے بزرگان دہر حادثہ سید احمد حسن	شعبہ بازی کے سوا کچھ نہیں شمع شبتان فنا کچھ نہیں فرصت دوران بستا کچھ نہیں قافلہ سالار صبا کچھ نہیں شعبہ ابے ہوا کچھ نہیں لطف خلا بلکہ ملا کچھ نہیں مادر گیتی کو حسیا کچھ نہیں کیا کوئی ٹھہرے یہ سرا کچھ نہیں عبرت اس افتادے کیا کچھ نہیں
---	--

فرقت فرقانی و شاکلی دیرغ

رحلت فرقانی و شاکلی دروغ

سیکڑون زینت وہ اورنگ تھے | پادشاہ عالم نیرنگ تھے

حضرت فرقانی کے بھائی تھے نہایت نامور اور مشہور شاعر ہوئے منصفیہ میں پیدا ہوئے اور قعدہ خلاصہ کے مطابق ۱۳۳۸ مطابق ۱۳۳۸
بروز شنبہ ۱۳۳۸ قمری وفات پائی بہت سے شاعرانہ کلام لکھا ہے۔ فارسی وارد و تہریم کا کلام بھی۔ اوکشیہ و ادوہ و مرید سید حسین صاحب
سلطانہ قمری تھیں اور کو فرام اور طبع کرا دیکھا ارادہ کرتے ہیں۔ خدا کی ہمت میں برکت دی ۱۱

تور دہمتن سے جہان پہلوان صاحبۃ عابد شب زندہ دار ساتی حسنم خانہ کار آگئی غالیہ گیسوے حسن و جمال آنکھ جو زکس کی کھلی دفعۃً تا اثر گردشِ طلِ گران آئے نظر کاہ سے کاہیدہ تر نقطہ صفتِ نکمۂ شناسان دہر	فور و فریدون سے کنارنگ تھے حادثۂ زاہر بے تنگ تھے مطرب قانونِ پنجہ فرہنگ تھے آئینہ صورتِ سازِ رنگ تھے وہ گل رنگین تھوئے رنگ تھے جام و صراحیِ ناز و چنگ تھے کوہِ گرانِ بوی گرانِ تنگ تھے دائرۂ چرخِ سودا تنگ تھے
---	--

فرقتِ فرقانی و شاکیِ دیرین

رحلتِ فرقانی و شاکیِ دیرین

جائے اقامت ہے یہ منزلِ کمان آہِ محبوسہ بکھر جائے گا قافلۂ باغِ بچھڑ جائے گا شوخ ہے جہازۂ بادِ بہا ہوتے ہیں یانِ ڈوب کے پیر اک پار کاخِ فنا ہو کہ ربا طِ عدم کہ تو سہی اے فلکِ سنگدل کجِ قفس ہو کہ فضا ہے چمن بدِ تو گھٹ بڑھکے رہا سامنے	جادہ ہے آرام کے قابلِ کمان جسمِ کمانِ جانِ کمانِ دلِ کمان بانگِ جبرِ شورشِ عناولِ کمان پھینک گیا غنچہ کی محفلِ کمان قعر ہے اس بحرِ مینِ ساحلِ کمان منزلتِ کالبدِ گلِ کمان سینۂ احبابِ کمانِ سیلِ کمان تکیہ گہ طائرِ بسملِ کمان ہن کرۂ خاک کے کاملِ کمان
--	--

فرقتِ فرقانی و شاکیِ دیرین

رحلتِ فرقانی و شاکیِ دیرین

جود مسبدل کھن ہائے ہائے	ہوتا ہے پیرائے تن ہائے ہائے
تخت سلاطین من ہائے ہائے	تخت تابوت سے بدلے گئے
کھا گئے کیرے بدن ہائے ہائے	بغیر بھی لیتا تھا جہان چنگیان
وہ سرگسودہ شکن ہائے ہائے	وہ جنم ابرو وہ ادا ۱۶۱۶
وہ دردناک دہن ہائے ہائے	وہ لب لعلین وہ زرخ حیف حیف
وہ قد دلجو وہ چلن ہائے ہائے	وہ کرمو وہ پیک ظلم ظلم
چڑھ گئی وہ سیکڑوں من ہائے ہائے	پر ہنس مٹی پہ اترتے نہ تھے
پردہ بازی ہے چمن ہائے ہائے	آنکھ کے پرے کو دیا ہے فریب
حنا مشی اہل سخن ہائے ہائے	غنجہ اسی بارغ میں بتا ہے گل

فرقت فرقانی و شاکی درین

رحلت فرقانی و شاکی درین

یہ ابھی کیا تھے ابھی کیا ہو گئے	اہل فنا جملہ فنا ہو گئے
چھپ گئے اور جلوہ نما ہو گئے	شعبہ پردہ خاکی نہ چھپ
سلسلہ زلفت و تا ہو گئے	پیچ و خم سنبل صحن چمن
غنجہ کے پرے میں ادا ہو گئے	وام جہان تھے دہن نازکچہ
دیدہ نرگس کی حیا ہو گئے	خمرہ چشمان خمارینہ رنگ
نامیہ مخمل حنا ہو گئے	ہو کے لبو سیکڑوں رنگین ادا
سیکڑوں خورشید قلم ہو گئے	منقسم ذرہ ریگ روان
گلشن گیتی میں قبا ہو گئے	لالہ کہاں کا کہتے پستین
خاک کے پتلے تو ہوا ہو گئے	قلب ہو میں دہر کی ماہیتین

فرقت فرقانی و شاکی درین

رحلتِ فرقانی و شاکی دیرین

پڑ ہے ہوا گنبد افلاک میں	حاک نہیں ہے کمرہ خاک میں
کھانہ فریب فلکِ حشر باز	زہر نہو مسرہ تریاک میں
خوش نہو اس بلوغ کی بوسے کبھی	غنچہ گل کا بھی ہے دم تاک میں
خواب گران شاگ سے بیدار ہو	تاک میں گرگِ اہل تاک میں
کامتے میں غم ہلال و سپہر	نیچھے پہنچے ہنچہ مساک میں
باز ہلکے لے جاتی ہے عمرِ روان	سیکڑوں سرتمہ فتراک میں
آہن شمشیر سرافشان نہو	غسلِ ستم تو سن چلاک میں
رنگِ خموشی سے خائبہ گلئی	پاشنہ خامہ بیباک میں
چشمہ خون کا غم اجڑا رہے	سوت کھلا ہے جگر چاک میں

فرقتِ فرقانی و شاکی دیرین

رحلتِ فرقانی و شاکی دیرین

صیر فی لفتِ ہامی تھے وہ	صیقلِ نظمِ نظامی تھے وہ
جانتے تھے قندِ سخن کا قوام	چاشنیِ آمِ مزہ آمی تھے وہ
سامعہ تھا بخود جامِ سخن	پیرِ سیو خاؤں جاتی تھے وہ
پشتِ ظہوری و پناؤںِ ظہیر	شیخِ مصلایِ آمی تھے وہ
نام تھا اربابِ ہنر میں بلند	نامور شیوہ نامی تھے وہ
طو و معانی کا قلم تھا کلیم	مصدقِ راجیِ کلای تھے وہ
تہِ نظمِ تھا قندِ ماکا کلام	کنہ خیالات کے حامی تھے وہ
دُور تھا پچھ گون سے سخن	شاذ کش زلفِ تہامی تھے وہ
تربتِ گسٹخ نے کی خاکِ قدر	نظم میں ہر چند گرامی تھے وہ

فرقتِ فرقانی و شاکی درینغ
رحلتِ فرقانی و شاکی درینغ

لفق مین تھی قسمت دکر بھری	قسمت دکر سے بھی نیکی تری
مرغ زبان تھا چمن نظم مین	بلبل بستان زبان آوری
گنج گھر سینہ و تار نفس	رشتہ دُر دے زبان درسی
زندہ ہوئی مردہ زبان عجب	تھی لب اعجاز مین جادوگری
صورت طاؤس چمن یاد تھا	خاموش رقص کو رقص پری
شعر مین ہر نکتہ باریک تھا	طرہ طفرائے سخن پروری
اُس قلم و قلمون رنگ سے	بول گیا طوطی بستان ہری
اب بھی تو فردوسی فردوس مین	زیست مین تھے عنقریب و انوری
کچھ لفظ آیانہ سوے قبور	مقبرہ ہے گنبد نیلو فری

فرقتِ فرقانی و شاکی درینغ
رحلتِ فرقانی و شاکی درینغ

تارِ نفس سمجھ کیا چاہیے	ذکرِ خداوند علیٰ اچاہیے
قبۂ تمیز بدن خاک ہے	اک نئی بنیاد رکھا چاہیے
عبادت کے لیے خلق ہے	مرد خدا یا خدا چاہیے
خاک کو چھبنا نہیں اوج ہوا	تحتِ سلیمان سے اٹھا چاہیے
سر پہ کلون سر ہے تو کیا	ساجِ زری بال ہما چاہیے
تصفیہ قلب ہے جو ہر ترا	منظفِ آئینہ صفا چاہیے
چارہ ظلمت کدہ گور کیا ہے	کل کے لیے آج دیا چاہیے
کوئی تو آواز نہ نکور ہے	گنبد گردون مین صدا چاہیے

روح کو یارب خفقان ہونے جائے	درود حبس دانی کی دوا چاہیے
فرقتِ فرقانی و شاکِ دروغ رحلتِ فرقانی و شاکِ دروغ	
میں ترے استاد کہاں لے بیان بیلِ فارس کو فائے اُڑی بلکہ ہوا طوطی ہندوستان ڈال دیا مرگنے اُردو میں غدا اہلِ قلم عرصہ اوراق میں چھوڑ گیا راکھ کی صورت مجھے دہر میں تھا زور جوانی کے ساتھ شاہِ معنی کی طرح چھپ گئے کیجئے کس کا بیان بس خموش	ڈھونڈھتی ہو چشمِ جہان لے بیان طے ہے بہر طیران لے بیان سوے جانِ بالِ نشان لے بیان لٹ گئی مٹی کی زبان لے بیان گاڑ گئے کالے نشان لے بیان قافلہ راہِ روان لے بیان زور معانیِ دیان لے بیان اہلِ وطن اہلِ زبان لے بیان روئے کس کو بیان لے بیان
فرقتِ فرقانی و شاکِ دروغ رحلتِ فرقانی و شاکِ دروغ	
قطعاتِ تاریخِ انہشی محمد شفیع خان مرحوم جوہر گو رکھیو سی قطعہ فارسی	
جو ہر خستہ و حسرتِ دل از پے سالِ رحلتِ شاکِ	چون صدایِ جگر خراشِ این یافت گفت ہاتف کہ با عدمِ تبت یافت
قطعہ اردو	
چل بے آہِ حضرتِ شاکِ	فنِ اشعار میں شیر تھے یہ

باقی غیب سے تاریخ میں کی آنکی شنا

یا خدا سید احمد حسن و فرقانی

قطعہ فارسی از برادر معظم سید سجاد حسین صاحب کربانی مرحوم
قطب فارسی

آن والد سے المعظم فرقانی شتخص
آن قاصد نسل یگانہ آن شاعر زمانہ
نور شیدا از جالش یک ذرہ بیش نبود
مداح آل حمید رحم خود تراہ حمید در
آن جامع فضائل آن حاوی فوہل
از رنگ و بوئے طبعش علم ادب شگفتہ
آن زادہ فرشتہ آن عابد خجستہ
آن ناصری تیمان آن حامی غریبان
آوخ کاین جوانمرد در سن ہفت چل سال
ذیقعدہ یازدہ بد وقت صبح جمعہ

آن سید کرم احمد حسن مسیحی
عالی تبار باذل دانش پڑوہ کیتا
مہم قلزم از کمالش بودہ است نظرہ آسا
در وصف شاہ خیر پوشش ہمیشہ القا
نگذاشتہ مائل بخون خودش بنیا
در گلشن معانی تفتش بان لالہ
با این منہ دمانی کارش نبود اصلا
آن معطر فقیران جودش نہاشت حصا
از مرگ جانگدازش زخمی نمود مارا
پرواز کرد در جوش بر سمت شاخ طوبی

تاریخ سال رحلت ریجانیہ چہ گوئی

جبریل گفت بہرش باغ ارم ہیا

قطعات تاریخ از مولوی محمد عبدالحکیم صاحب شتر لکھنوی

آن اقصیٰ جہان و بلیغ زمان ما احمد حسن کہ بود فصاحت فدائے او

یہ جناب فرقانی کے فرزند اکبر تھے۔ پچھن ۵۳ سال میرٹھ میں ۱۰ جمادی الاول ۱۲۹۷ء بمطابق ۱۹ جولائی ۱۸۸۰ء کو برسرِ کینہِ وفات پائی ۱۲

یہ جناب فرقانی کے پوتہ مراد پور میرٹھ میں۔ یہ قلعہ کنڈہ ہے۔ ۱۲

سینہ زنان بند و خروشان کہ ولے او	یگذاشت دوستان و رفیقان کہ بعد وے
چون حوریان کنیز و چو جنت سر لے او	ما کیم و صد هزار مصیبت بفرقتش
امروز خاک بستر راحت بر لے او	دی با سرور بود غزلخوان ہمدان
گفتا کہے بواقفہ جا نگز لے او	بمحبت سال ہجری دہم عیسیٰ شہر
خون گشت سینہ ہائے دو عالم برای او	فرقانی چون قیامت کبریٰ بیا ودا

۱۸۸۳ء

ولہ

برگے کہ یاد آداز وے قیامت	بتالم بروی کہ افروز حسرت
بند وستان تیزہ شد فصاحت	بگیرم پئے آنکہ ہیسات بے او
درین از عالم پذیرفت رحلت	چو احمد حسن خوش خیالے بیغے
کہ بگذید با شاہ خلد و صلت	کلف دید و ماہر و یان عالم
غزلخوانست در بزم حوران جنت	خروشانست عالم پئے آنکہ اوغہ
میان عدل و چپ است حجت	شہر را خبر داد رضوان ز حالش

قطعات تاریخ از محمد اشارت علی صبا صدق رئیس میرٹھ

بسینہ نشتر خونخوار زد غم جا بگاہ	سفر نمود چو احمد حسن ز دار فنا
کہ تانہ بخوشد یادش از سخن آگاہ	بگفت صدق سخن سنج بہر تارکش
سخن طراز و سراپا جلیل فی الا جاہ	ہزار حجت کہ بیان گشت از ذیقعد

۱۳۱۵ھ

ولہ

در جبکہ با غلیظ شتر غم	رفت احمد حسن ز دار فنا
بچنین کرد صدق نبی رقم	بہر تاریخ آن بہشت مکان

آہ بیدل شدہ زما تم او	خیر و الطاف و نظم و نثر چشم
ولہ	
چو شوق جان داشت احمد حسن	بشد دفن در باغ جنت چمن
ملک گفت ہنگام ترک وجود	بخلد برین میر احمد حسن
ولہ	
چو احمد حسن ترک دنیا نمود	چکد مسیحا اشک از سخن آبرو
گلو از پے یادگار جهان	چہ شیرین سخن بود تاریخ او
ولہ	
چو عزیم احمد حسن سوی قصر حنہ نمود	گرفت رحمت پروردگار دست بزود
گفت از پے تاریخ صدق نکتہ شناس	رئیس سید والاوقار و شاعر بود
ولہ	
چو رفت از جهان سید احمد حسن	جهان در جهان گشت لہجہ و سخن
بگو صدق از بہر تاریخ او	برفت آہ فرقانی احمد حسن
مرثیہ اردو از حکیم ساجد علی صباط رب رئیس گورکھ پور سینہ صد چاک سے کسے اٹھائے اپنے ہاتھ یک بیک لپراتی کیون ادا سی چھا گئی	
اب نہ ڈھا تو ستم دل بیتاب	ہائے کبتک یہ غم دل بیتاب
ظلم کر مجھ پہ کم دل بیتاب	اب ترپنے سے غم دل بیتاب
دیکھ تو چشم غم دل بیتاب	

اب نہیں مجھ میں دم دل تباب	
لطف کا آج کوچ ڈیرا ہے	دل کو کس کس بلائے گھیرا ہے
گھر میں آفات کا بھیرا ہے	طور پر آج کچھ اندھیرا ہے
چشم یعقوب ہے کہ سر میرا چرخ پھرتا ہے یا کہ سر میرا	
ہن کمان شوخیان طبیعت کی	کیا ہو میں تیریاں مسرت کی
کشکش میں ہر جان حسرت کی	کب کئے گی گھڑی مصیبت کی
نبض چلتی ہے موجِ علم کی طرح اتس ٹوٹی ہوئی ہر دم کی طرح	
بزمِ ماتم ہے یا کہ بزمِ سخن	فرش گل ہے کہ دامنِ دفن
رگِ گلبرگ تر ہے تارِ کفن	آہِ پُرسوز ہے کناؤ چمن
شمع بکرا مید روتی ہے آرزو مخمّر لیٹے سوتی ہے	
دولوں میں کمانِ ہوشِ خروش	حوصلے خاک میں ہوئے روپوش
حسرتیں یاس سے ہیں ہم آغوش	رنگِ رخِ بکے اڑ رہا ہے ہوش
طور کھلتے نہیں طبیعت کے کیسے پردے پٹے ہیں غفلت کے	
غم کا پتلا بنا ہر ایک بشر	بے گیا بکے اشکِ خونِ جگر
موجِ رنگِ فنا ہے تارِ نظر	دامنِ قبر بنگیا بستر
دل میں ارمان ہر اک مُحال ہوا سینہ کا کونا ہسپتال ہوا	

کیا ادا اسی ہے بزمِ عالم میں	خاک اُڑتی ہے چشم پر لم میں
اے مسرت پڑی ہو کس غم میں	اے تنہا ہے کس کے ماتم میں
کس نے دنیا سے انتقال کیا	منسوق اُمید پایمال کیا
کیون زمانہ پہ تیرگی چھائی	شاخ اُمید کیون ہے مرجھائی
آج کیون چھپی سڑتی ہو تنہائی	گور دشمن ہے گھر کی انگنائی
کائے کھاتا ہے کیون مکان مجھے	چھوڑے جاتی ہو میری جان مجھے
کس کا ماتم ہے ہر گلی میں آج	جان باقی نہیں کسی میں آج
کیسی افسردگی ہے جی میں آج	کچھ قصا بھی ہے بکسی میں آج
کون دینا سے ہاتھ اٹھا کے چلا	چار ہی دن میں کون آ کے چلا
شمع اُمید جھلکتی ہے	چشمِ مایوس ڈبڈباتی ہے
سانس سینہ میں رُک کے جاتی ہے	بوے دامان موت آتی ہے
در پہ رورو کے یا س بیٹھی ہے	بیکسی بھی اُداس بیٹھی ہے
دیگئی رنجِ ہجرِ فراقانی	خون روتا ہے گلک یزدانی
ہوش کھوتی ہے آہِ ریحانی	اور تڑپتی ہے روحِ روحانی
دل بیتاب اضطراب میں ہے	ہم بین بیدار بختِ غاب میں ہے
ہر طرف جوشِ آہِ وزاری ہے	حالتِ نزع سب پہ طاری ہے

جوش زن بجز اشکباری ہے	دن قیامت ہے رات بھاری ہے
کمرے ویران مشاعرون کے ہیں	دل پریشان شاعرون کے ہیں
دلین چھپتی ہے ٹوٹ ٹوٹ کے آس	رو رہی ہے پٹ لپٹ کے پاس
اڑتے ہیں آہ بکے جوش و حواس	بیکسی رگہٹی ہے اپنے پاس
کوئی تکر نہیں رہا حامی	رگہٹی بھی تو ایک ناکامی
ہائے ہم اور سبقت راری ہائے	ہائے غم اور آہ وزاری ہائے
بیکسی اور دلفگاری ہائے	بیگلی اور زخم کاری ہائے
کون سمجھائے ہم سے بیدم کو	موت بھی پوچھتی نہیں ہم کو
در پہ ہنگامہ کیسی کا ہے	رنگ کبھرا سا کسی کا ہے
حال افسردہ اپنے جی کا ہے	ہاتھ سینہ پہ بے بسی کا ہے
دکھ بھرے دلین آہ رہتی ہے	بے سکت سی نگاہ رہتی ہے
آہ دل ہے کہ موج باد خزان	کیسا وحشت فراہ و باغ جان
چشم نرگس میں جوش خواب گران	گوش گل میں نوید آہ و فغان
بلبلوں کی صدا کراہ سی ہے	شاخ گل واپسین گاہ سی ہے
آنکھ ذرون کی ڈبڈباتی ہے	خاک باد سحر اڑاتی ہے
شمع گل کیسی جھللاتی ہے	آہ بھی مٹی سے بیٹھ جاتی ہے

رواقِ بزمِ یاس و غم سے ہے ہے طاوتِ تو چشمِ نم سے ہے	
ہے بھری انجمنِ مزار سے آج شاخِ گلِ آئندہ دیکھتے تار سے آج	شمعِ بیابِ بزمِ زار سے آج چشمِ گلِ چشمِ انتظار سے آج
زخمِ دیکھے گئے جو سینے کے تھے بھسکے خونِ یاس کے ڈبرے	
الغرض ہے جہانِ بزمِ عنبر رواقِ انجمن ہے رنجِ فترا	پاسِ بان ہے دروِ پلہ و بکا سوگواروں سے ہے مکانِ بھرا
دل کو تسکین بھول نہیں ہے کچھ مسرت بھی بھول نہیں ہے	
معفرت رہی خدا کے ہاتھ کیسے ٹوٹے ہیں دعا کے ہاتھ	قبلاً رو بیٹھے اٹھا کے ہاتھ اب اٹھیں اب اٹھیں دعا کے ہاتھ
ہوں الہی جنابِ فرقانی محوِ گلگشتِ باغِ رضوانی	
آپ ہوں اور بابِ عظمت ہو آپ ہوں اور سرورِ قربت ہو	آپ ہوں اور بزمِ وحدت ہو آپ ہوں اور سریرِ جنت ہو
زیرِ طوبیٰ مقامِ آپ کا ہو قدسیونین بھی نامِ آپ کا ہو	
آپ ہوں اور سایہِ رحمت آپ ہوں اور بزمِ احدیت	آپ ہوں اور جزیۃِ وحدت آپ ہوں اور جلوۂِ نظرت
کائناتِ سنس اور روشنی پا جائے	

دل میں کچھ اور روشنی آجائے

کیا وہ عادیوں طرب طبع سے
ہاتھ اٹھتا نہیں نقاب سے
واے مجبور ہوں علامت سے
منہ لپٹے پڑا ہوں مد سے

نہ وہ اگلا سا شور باقی ہے
نہ طبیعت میں زور باقی ہے

قطعہ تاریخ از منشی بشیر الدین صاحب قلاطی شیرانشیراٹو

وہ فرقانی کہ جو تھے رشک غالب
لکھی عاقل نے یہ تاریخ رحلت
منا ہے لی انھوں نے خلید کی راہ
چراغ شاعری گل ہو گیا آہ
۱۸۸۳ء

از جناب منشی احمد حسن صاحب نے اہدیٰ متوطن میرٹھ
فقہ تاریخ

حیث زمیر ٹھہرے فرقانی برفت

قطعہ فارسی مشتمل برادۂ فرقانی

پہ فرقانی احمد حسن زین جان شد
چو پر سید از ہا تفسال حلت
بجشائے دے را غفور ارجمیا
بغوائے مضمون اجر اعظیما
نقل آید۔ قافور فوز اعظیما
نقل آید۔ (۱۸۸۳ء)

قطعہ فارسی

رفت فرقانی بمیل دنیا سے دنی
اگر کند روشنی بعنوان و جان اہم سیر

قیصری کردے سال وفاتش چون فکر
دل زجا رفت بہین گفت بخوان فاتحہ خیر
(تذکرہ)

قطعہ تاریخ از نشی محمد شاعر حسین صاحب شاعر
راہ سیر پیام پاکھنو

اگلی چپ ہر خوش کچھ بہین آج آتا
خوشی کا باعث جو پوچھا نہ راہ
عجب طرح کا دلورنج و محن ہے
تو بولا غم سید احمد حسن ہے

تمام شد

خاتمہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَآلُهُ صَلَاتُكَ يَا مُحَمَّدُ عَلَى سَيِّدَتِي خَدِجَةَ كَلِيَّتِ فِرْقَانِي تَامَ هُوَا - اس دفتر کا سراپا انجام ہوا - جو کثر محزون و مخصوص تھا وہ شائع اور عام ہوا -

حضرت والدہ عظام یعنی مصنفہ عالی مقام جناب سیدہ احمد حسن فرقانی و شاکی و باکی ارحمہم اللہ دار السلام تو عرصہ ہوا دُنیا سے دُنی اور جہان فانی سے منہ موڑ کر آخرِ خوش کھدین یہ کلمہ استراحت فرماتے ہیں ۵

از گفتگوی جهان زیر خاک آسودم	بجواب نستم و افسانہ مختصر کردم
------------------------------	--------------------------------

(حضرت فرقانی)

گراں کے کلام کا گلشن سرسبز شاداب ہو - اور اُن کے سخن کا گلستان طراوت و نازہت میں الجواب ہو

فرقانی از زمانہ شد و دوست تازہ روئی	گل بکشد بیچہ چونسیم صبارود
-------------------------------------	----------------------------

حقیقت میں یہ تھخہ نمایاب ہے - اور راح روح احباب ہو - اس چمن کا باغبان بنیں مگر زنگار و بوقلمون گل و رہیں کھلے ہوئے ہیں - جذب البیانی اور شیرین کلامی کی نثریں جاری ہیں - حکایت و لطائف کے غنچے چمک رہے ہیں

سلسیل کی جوین لہراتی ہیں - کوثر کے جاہمی لبالب لبون تک آتے ہیں - نئے ہیں روح پرور سرد و مین جانفز آتشبو ہے کہ عقل و دماغ کو مہر کیے دیتی ہو - راحت ہو کہ روان و جان کو نشاط و سرور میں لاتی ہے - خط ہے کہ دلکش و دلربا - قلب میں نور - دلون میں ولولہ - طبیعتوں میں جوش

اور خندانوں میں خروش پیدا ہوتا ہے

اب زمانہ ہے اور یہ کتاب - سخن سنج و اداسناس - ہنر پرور اور خردمندوں کے لیے نیت
تایاب - یوں توجب حیدان یوسف غدار - جواہر آبدار اور لالے شاہوار - سرباز آرائے بھلتے ہیں
قدردان و شتری و خریدار مجمع و فراہم ہو ہی جاتے ہیں - الایہ نقد کلام اور گوہر سخن ایسا خالص پاکیزہ
صاف اور بے غش ہے کہ صیر فیان علم و فن اور نقادان شعر و سخن جس قدر ملاحظہ فرمائیں گے - غور کریں گے
پڑھیں گے پڑھائیں گے سمجھیں گے سمجھائیں گے - چاہیں گے - پرکھیں گے - کسوٹی پر کھین گے - اُسی قدر
کامل القیمت اور جامع الصفات پائیں گے ۵

اداسناس سمجھتے ہیں پائے گفتار

(میر شاکی)

سخن پہ جان سخن آشنا کھتی ہے

جواہل ذوق و شوق ہیں اُن کو اس کا حظ روحانی اور لطف و جدائی علی الدوام مبارک ہو!
واجب التعظیم بزرگوار! جو ہر سخن کے قدردان! علم و ہنر کے دوست! کلام فرقانی
کی اشاعت کا روز جس کا سالہا سال سے تہیں اور مجھے انتظار تھا - میری عمر کا سب سے بہتر
اور مبارک دن ہے اور اسکی تکمیل و اتمام کا وقت میرے عہد کی سب سے اعلیٰ اور سعید ساعت
ہے - اپنا دست ہمایوں بڑھاؤ اور یہ سدا بہار گلدستہ مجھے لو - کہ تمہاری مبارک خدمتوں میں
یہ عزیز الوجود تحفہ - کمال خلوص نیت - تمام عمر کے محنت کے بعد پیش کیا جاتا ہے - پھر تم کہاں
اور ہم کہاں ۵

کل انتظام آج کا اہل سخن کہاں

(میر شاکی)

ہم تم کہاں حیات کہاں سخن کہاں

فنا کی ہوا چل رہی ہے - قضا کے تیر آ رہے ہیں - موت کے بھونکے قافلے کے قافلے ملک عدم کو
اُڑائے لیے جاتے ہیں - حیات کی شمع کیا بساط رکھتی ہے - جو کل تھے وہ آج نہیں ہیں - اور
جو آج ہیں وہ کل نہوں گے ۵

دفتر عیش الٹ دیتی ہے بادی سحری
 جھوٹے پیغام پہ پیغام غنا دیتے ہیں
 (میر شاکی)

اس لیے بے غنمت اور کمال قابل شکر ہے کہ میری تمہاری زندگی میں ایک ایسی یادگار زمانہ کتاب مرتب و طیار ہو کر صفحہ روزگار پر ظہور پذیر ہوئی جسکی تصنیف میں حضرت فرقانی (قدس سرہ البہائی) سے فاضل کامل اور عارف واصل - فصیح مضمّن اور علامہ معظّم کی تمام عمر صرف ہوئی۔

میرا التماس ہے۔ اور آپ سے قبول کی اُمید ہے کہ جب اس گلشن رنگارنگ کی سیر سے مسرت اندوز ہو جیے مصنف مرحوم کو دعاے راحت روح اور مناجات فتوح خلد و ریحان و نور و سرور سے یاد کیجیے کہ خداے کریم و غفار اپنے بندہ عاجز و ناچار پر مرحم بیکران اور نعام ابد پایاں بخشش فرمائے اور اس دفتر کی ترتیب و تدوین میں جو قصور و سہو و خطا میری پائی جائے۔ نظر بہ تہی ما گئی فقیر حقیر اور بیخالی لذت حقو تقصیر اُس سے چشم پوشی اور درگزر فرمایا جائے۔

اس لیے کہ یہ عاجز محض بے ہنر ہے۔

ہزار فقر کی جاہو کہ جائے غزنین
 یہاں تو عیب بھی رکھتے غزنین ہنر کیا
 (میر شاکی)

میرے دوستو! اگرچہ بقول حضرت فرقانی۔

فانی ست جملہ عالم و مائت جام حی
 بر حکم دکل نفس "وہ برہان من علی"

لیکن میرے دل سے یہ درد اور یہ الم نہیں جاتا۔ نہیں جاتا۔ کہ جناب فرقانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی رحلت سے آج تک اس ۲۲۔۲۳ سال کے عرصہ میں اُنکے اکثر اور بیشتر اعزاء۔ احباب۔ معاصر۔ قدر دان۔ ارباب علم و فن۔ مبصران شعر و سخن اس مجموعہ کو مانگتے مانگتے پیوند خاک ہو گئے۔ فنا ہو گئے۔ مر گئے اور میں آج اس کلیات کو شائع کرتا ہوں۔ اُنکی روحوں سے مجھے شرمندگی ہے۔ اور اُنکے ناموں سے مجھے حجاب۔ اُنکے دونوں میں اس محبوبہ کا شوق قبر میں گیا اور میرے

قلب میں یہ حسرت و آرزو تامل کر رہی۔ آہ۔ آہ۔ اُن بزرگوں میں سے میں کس کس کا نام
 لون اور کس کس کو یاد کروں۔ اُنکے نورانی چہرے ہر وقت میری آنکھوں کے سامنے ہیں اور
 اُنکے وجدانی ذوق و شوق کی نگاہیں کس خلوص محبت و محبت سے ادھر دیکھتی ہیں
 اے ذرہ فانی روحانی تو کس خیال میں ہو۔ وہ مبارک قدسی نشیمن اس خلوت
 خاص میں ہیں کہ نہ وہاں حسرت و آرزو کا گزر ہے نہ اُنکو شکوہ و شکایت کی فکر و غبر۔

خوشا راہ و رسم دیار حمو نشان
 نہ وہاں رشک و غیبت نہ وہاں ہر کوین ہر

(میر شاکی)

اے عزیزو! یہ سبز و شاداب گلہ ستم پیش کر کے۔ اور اپنی حسرت و حرمان کی تصویر
 دکھا کر۔ اور جناب و الٰہیہ کی ابدی یاد دہانہ۔ یعنی لائے نظم شاہوار۔ و جواہر تہا جوار۔
 صفحہ ہستی پر باقی چھوڑ کر میں گناہی کا نقاب اپنے منہ پر لیتا ہوں۔ آپ سے بعد ادب و تعظیم
 و دواع ہوتا ہوں۔ اور خیر باد آپ کو کہتا ہوں اپنے گوشہ عافیت میں ٹھیکتا ہوں۔ تا آنکہ مالک
 قضا و قدر اور خالق ملک و بشر مجھ کو اُن متذکرہ بالا پیشروں سے ملحق و ملحق کرے جنکا فراق
 مجھ پر ایسا شاق ہے۔

(فرقانی)

مَنْتَمَقَالَتِي قَضَى الْاَمْرُ وَالسَّلَامُ
 صَلَوَاتُ عَلَي النَّبِيِّ وَآخِلَا قَدْ اَلَكَلَامُ

تمام شد

صحت نامہ مفت دمہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۵	و المتعال	و المتعال	۲۳	۴	بے نوا	بے نور
۳	۱۱	لرسول	الرسول	۲۳	۴	و نے تاب	و بے تاب
۴	۲۱	زبان	ہر زبان	۹	۹	تحریر بیان	تحریر و بیان
۵	۷	ہوا	ہوا	۳۶	۱۵	ساعت	ساحت
۵	۱۰	تمامی شان	عالی شان	۲۷	۸	تک ہمارا	تک کہ ہمارا
۵	۱۰	قوتین	قوین	۲۸	۱	یہ کمال	یہ کمال
۶	۴	الوالفر	ابوالنصر	۲۸	۲۰	آغاے	آغاے
۶	۶	سنجری	سنجری	۳۲	۱۲	خصال	خصال
۶	۷	جنگ گاہ	جنگ گاہ	۳۳	۲	دلی	دلی
۶	۱۶	ابیوری	ابیوری	۷	۸	مثل نور کے	مثل نور کے
۶	۲۱	سذغیات	سذغیات	۳۹	۸	۱۸۶۶ء میں	۱۸۶۶ء میں
۷	۱۲	پنجاوا	پنجاوا	۴۲	۴	رنگ	رنگ
۸	۱۵	القا	القا	۴۳	۱۰	سند شدہ	سند شدہ
۸	۱۹	سینے	سینے	۴۴	۸	اثنائے	اثنائے
۹	۶	اہم عظم	اہم عظم	۴۵	۱۱	مولو	مولو
۹	۲۱	شاعر ناثر	شاعر ناثر	۴۷	۲۱	لفٹ	لفٹ
۹	۲۱	بہی	بہی	۴۸	۴	منہر	منہر
۱۲	۱۵	ابتداء	ابتداء	۴۹	۸	بر امان	بر امان
۱۳	۲۰	بغداد	بغداد	۵۲	۱	المشکی	المشکی
۱۶	۱۱	ریاض نو	ریاض نو	۵۵	۹	نہین	نہین
۱۸	۱	ہوا	ہوا	۵۷	۸	اور	اور
۲۰	۱۳	جناب	جناب	۶۰	۲۱	بیشک	بیشک
۲۱	۱۰	معانی	معانی	۶۲	۱	تمامیت	تمامیت
۲۱	۱۹	عالی	عالی مقام	۶۳	۱۸	نوا ہشگری	نوا ہشگری
۲۲	۲	موسوم	موسوم	۶۴	۱	زین	زین
۲۳	۹	موسوم	موسوم	۶۵	۸	تاریخین	تاریخین
۲۴	۱۷	غم	غم	۶۵	۱۷	تاریخین	تاریخین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۶	۵	بابا	بابا	۸۵	۲	مجال	مجال
۶۷	۱۳	گہرائی	گہرائی	۸۵	۲۱	مضمون پیش	مضمون پیش
۶۸	۵	زیر پیش	زیر پیش	۸۷	۱۶	قطعات ناوہ	قطعات ناوہ
۶۹	۱۰	نشر	نشر	۹۰	۱۸	جہان شد	جہان شد
۷۰	۴	او	او	۹۲	۱۲	مصرعے	مصرعے
۷۱	۱۳	نے	نے	۹۵	۱۱	نقش	نقش
۷۲	۱۳	زست	زست	۹۶	۴	گشتہ	گشتہ
۷۳	۲	اہترار	اہترار	۹۶	۱۵	لغیم	لغیم
۷۴	۱۸	سبر	سبر	۹۷	۴	رود	رود
۷۵	۹	نور	نور	۹۷	۱۳	نار	نار
۷۶	۱۱	بال زرین	بال زرین	۹۸	۲۰	صحیح تھے	صحیح تھے
۷۷	۵	قدام	قدام	۱۰۱	۶	ذراع	ذراع
۷۸	۱۷	درستی	درستی	۱۰۱	۱۹	دائخیر	دائخیر
۷۹	۱۲	سائیت	سائیت	۱۰۱	۱۳	سند	سند
۸۰	۱۳	حکیم	حکیم	۱۰۳	۵	احیاء	احیاء
۸۱	۲	ری	ری	۱۰۵	۱۲	انجام	انجام
۸۲	۱۶	نرنگ	نرنگ	۱۰۸	۹	بیج	بیج
۸۳	۱	گزیندیش	گزیندیش	۱۰۹	۱۳	میت	میت
۸۴	۹	کفہ	کفہ	۱۱۲	۱۳	قسمت	قسمت
۸۵	۱۹	نعم	نعم	۱۱۳	۱۲	گرگنی	گرگنی
۸۶	۱۳	بخت	بخت	۱۱۳	۱۳	تربت	تربت
۸۷	۴	نہن	نہن	۱۱۴	۱۷	آیت	آیت
۸۸	۶	پذیرد	پذیرد	۱۱۵	۱	ق	ق
۸۹	۱۳	ناو	ناو	۱۱۶	۲	ق	ق
۹۰	۱۸	چمن و گلشت	چمن و گلشت	۱۱۷	۳	ہو جائے	ہو جائے
۹۱	۷	گلستان خوش	گلستان خوش	۱۱۷	۱۵	آمد	آمد
۹۲	۷	جدا دل خوش	جدا دل خوش	۱۱۸	۱۱	مقدمہ	مقدمہ
۹۳	۷	عنا دل خوش	عنا دل خوش	۱۱۸	۱۱	کلام فرغانی	کلام فرغانی
۹۴	۱	دل خوش	دل خوش	۱۱۸	۱۱	کلام فرغانی	کلام فرغانی

صحت نامه دیوان فرقانی

صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط
بفتح	بفتح	۱۸	۱۲	ازیشان	ازیشان
گمیدان	گمیدان	۱۱	۱۳	جنین	عین
یسطر سواغالی	۰	۲۰	۱۵	بوده	بوده
ترزبان	هرزمان	۱۶	۱۶	احسن	حسن
والایش	والایش	۷	۲۰	مین	مین
ازیند	ازیند	۸	۲۱	بین	بین
دور عراق	وعراق	۲	۲۳	تنگ	تنگ
نا توان	تا توان	۵	۲۳	که ز دست	که دست
باهتر از	باهتر از	۱۹	۲۵	ساوش	شادوش
برزم	برزم	۸	۲۶	متوازی	متواری
کرم	گرم	۲۰	۲۶	پیریویان	بریریویان
بدار ملک	بدار ملک	۱۳	۲۷	موت	لوت
از	از	۱۰	۳۱	کشم	کشیم
وان یکاد	وان یکاد	۱۳	۳۲	غمره صیون	غمره چون
لحن	لحن	۱	۳۳	دلم	الم
عظیم معظم	عظیم معظم	۱	۳۳	پامرد	پاکمر
سیریت	سیریت	۳	۳۳	از نند واز استا	از نند واز رستا
چهر	چهره	۱۰	۳۳	هر بر	هر بر
شته	شته	۱۸	۳۳	استغلا	استغلا
منوچهر	منوچهر	۲	۴۱	نارو	نارو

صمغ	غلط	۳۰	۳۱	صمغ	غلط	۳۰	۳۱
درنگ	ورنگ	۲۱	۴۵	تختر	تو	۱۴	۳۱
ارمن	ازمن	۱۳	۴۴	ت	نه	۲۰	۳۳
گیسو	گیسوے	۵	۴۸	کشتی	کش	۲۰	۳۳
نباشد	نیاشد	۱۱	۴۹	بمین	یمین	۴	۳۴
زرق	ررق	۳	۸۰	نکرد	نگرد	۱۹	۳۴
به	یه	۲۱	۸۰	کور	کوز	۱۹	۳۴
بنار	نیاز	۶	۸۱	کشنده	کسده	۲۱	۳۴
در آید	در آمد	۱۴	۸۱	مام	بام	۴	۳۸
نگفتم	نگشتم	۱۳	۸۲	هندی	هندی	۱	۳۹
بود برود	بود برود	۱۳	۸۲	گیرا	گیرا	۱۹	۳۹
یادگاری ما	یادگاری	۱۲	۸۳	تند و غریش	تند و غریش	۹	۵۰
سواکمر در جبهه	غزل گریگد	۱۶	۸۶	نمار	نمار	۱۰	۵۰
انگبین	رنگین	۲۵	۸۴	باز دهاے	باز دهاے	۱۲	۵۱
دود	دود	۱۴	۸۹	چامه	جامه	۵	۵۵
عزلت	غزلت	۳	۹۰	پیشاند	پیشاند	۵	۵۹
شودت	سودت	۳	۹۰	لا تفعل	لا تفعل	۲	۶۱
پس	سودت	۶	۹۱	بهمان	بهمان	۶	۶۵
ننه در غم	بس	۹	۹۱	نواش	نواش	۲	۶۹
البلق ایام	ننه در غم	۲	۹۳	مانخیزیم	مانخیزیم	۱۴	۷۰
ملاست برما	البلق و ایام	۹	۹۳	بنانش	بنانش	۹	۷۱
میرنج	ملاست برما	۱۰	۹۳	هر چند	هر چند	۱۱	۷۱
میرنج	میرنج	۱۵	۹۳	هزاجیت	هزاجیت	۱۸	۷۳

صحیح	غلط	۴	۵	صحیح	غلط	۴	۵
یاد	باد	۴	۱۱۷	نه	یه	۲۰	۹۶
سوزیان	سوزبان	۵	۱۱۷	سردور	سردرا	۱۳	۹۸
ببند	بند	۵	۱۱۷	زبان	زیان	۲۱	۹۸
سرد و صنوبر	سرد و صنوبر	۶	۱۱۷	راند	دارند	۳	۹۹
نادید	نادید	۷	۱۱۷	گله	کله	۸	۹۹
وز چشم	در چشم	۸	۱۱۷	ندام	ندام	۱۰	۹۹
وز حسرت	در حسرت	۱۱	۱۱۷	بس	بس	۲۰	۱۰۰
باین	با این	۱	۱۱۹	سر و گل	سر و گل	۸	۱۰۲
دل و بیان	دل و بیان	۷	۱۲۱	وگر	وگر	۹	۱۰۲
دلک	دله	۱۵	۱۲۱	رفت	زفت	۱۰	۱۰۲
نگارد	تنگ ارد	۱۸	۱۲۱	پیش	پیش	۵	۱۰۳
بیدار	بیدار	۱	۱۲۳	شفتی	بستی	۸	۱۰۳
از بهر	از بهر	۱۲	۱۲۶	ترسم	ترم	۱۳	۱۰۶
روشن تر	روشن تر	۲۱	۱۲۶	بختم	بخشم	۱۵	۱۰۷
سرم بر باد	سرم بر باد	۱۱	۱۲۷	مولد	مولد	۱۲	۱۰۷
فرخاشفری	فرخاشفری	۱۸	۱۲۸	بند	بند	۲۱	۱۰۷
فلکی تیر گذاری	ملکی تیر گذاری	۱۹	۱۲۸	حشر	حشر	۱۸	۱۰۹
تمت	تمت	۲۱	۱۲۸	پراقتاد	پراقتاد	۱۳	۱۱۰
زکی سیه	زکی سیه	۱۳	۱۳۰	سبز و صد	سبز و صد	۱۹	۱۱۱
از جناب سیده	از سیده	۷	۱۳۰	ما	با	۵	۱۱۳
را از خار	را از خار	۱۳	۱۳۱	برنج	برنج	۱۶	۱۱۳
تاری	تاری	۲۰	۱۳۳	رویف ال منجمه	رویف دال منجمه	۱۱۶	۱۱۶

صحیح	غلط	صحیح	غلط
بال	مال	۹ ۱۶۲	مهیکال
ان	ان	۱۶۳	باندوہ حرمان
یغفرہ ۱۲۹۵	یغفرہ ^{۹۵} ۱۲	۶ ۶	بحور
نخام	اختام	۷ ۱۶۳	بدوریش
ان ایٹہ	ان ایٹہ	۱ ۱۶۴	ازچند
منفراے	طفرائے	۳ ۱۶۸	در آخر
آن ہر دوان	آن ہر دوان	۲ ۱۶۹	ہویدا
فرخیت	فرخیت	۳ ۱۷۰	درفش
رخم	رخم	۲۱ ۱۷۱	تاج کیان
آیم	آیم	۱۵ ۱۷۱	توروار دوان
ازبرائے	ازبرائے	۱۶ ۱۷۲	سالاران
زمینانکہ	زمینانکہ	۵ ۱۷۳	۳۷
سنگین	سنگین	۱۶ ۱۷۴	کرا
پدر	پدر	۶ ۱۷۵	بنو
دور	دور	۸ ۱۷۶	گزیرد
زیبا پر	زیبا پر	۹ ۱۷۷	ہا عرب
مقتول	تفعل	۲۱ ۱۷۸	حفر
			الذو
			۱۳ ۱۷۹
			۱۳ ۱۸۰
			۱۵ ۱۸۱
			۱۷ ۱۸۲
			۱۸ ۱۸۳
			۱۹ ۱۸۴
			۲۰ ۱۸۵
			۲۱ ۱۸۶

صَحْنَامُہ دُیَوَانُ شَاکی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۸	مین	ہین
۳	۱۹	بے	نے
۶	۱۵	روئین جو ملائک	روئین ملائک
۷	۱۰	بُبل	بابل
۸	۱۲	کین	کبھی
۱۲	۲	خلق	خلق
۱۳	۲۰	بتاتے	بناتے
۱۷	۱۴	نیان	تپان
۱۸	۱۶	نگاہ	نگار
۱۸	۱۹	بیجان	بیجا
۲۰	۲۰	رحیم اک	رحیم ایک
۲۲	۱۷	کہ ہمکو	نہ ہمکو
۲۳	۲	شانے	ستانے
۲۶	۹	شیدان	شہیدان
۲۶	۱۱	ریشک	اشک
۲۶	۱۸	کیا ہے	کیا لے
۲۸	۹	تے	یا

صفحہ	سطر	فعل	صحیح
۲۹	۲	گی	گئے
۲۹	۲	دستے	رتے
۳۲	۹	گاگ	گاگ
۳۶	۱۶	جل بجھنے	جل بجھکے
۳۸	۲	بے پر	پے پر
۳۸	۵	ہی	بھی
۴۰	۸	بے پر	پے پر
۴۴	۱۴	قابل	قائل
۴۵	۱۴	آمین	اسمین
۵۲	۱۰	بارش	نازش
۵۳	۲	جناب	جباب
۵۳	۱۵	انہیں	انہیں
۵۳	۱۵	بتا دیتے	بتا دیتے
۵۴	۱۷	بے	نے
۵۵	۱۳	پار	یار
۵۵	۱۹	صرف	حرف
۶۳	۸	نکین ہین	تکین مین
۶۳	۱۵	پرواز	پروانہ
۶۳	۱۵	بکیر	بکسر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۴	۶	دہن	کمن
۶۴	۸	نخیف و درخور	نخیف درخور
۶۵	۸	احتراز	اہتراز
۶۵	۲۱	کنے	لکھنے
۶۶	۱۸	اصل	اصلی
۶۶	۱۳	عقیاب	شاب
۶۹	۱۱	کجل	کحل
۷۰	۳	زیر زیر	ریر زیر
۸۱	۱۷	مچھلیوں	مچھلیو
۸۳	۸	ماچند	تاچند
۸۳	۲۰	بے سپر	پے سپر
۸۴	۷	عریب	فریب
۸۵	۱۵	رہگیر	زہگیر
۸۷	۵	جب میں	چپ میں
۸۹	۱۰	چلنے	چلتے
۸۹	۱۳	گوشہ	گوشے
۹۱	۱۸	ٹپکے	ٹپکے
۹۳	۲۰	ادراک	ادراک
۹۴	۲۱	شاکی کی	شاکی کی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۵	۱۱	آسمان کو	آسمان کہ
۹۸	۲۱	بتائی	بتائی
۱۰۰	۲۰	شیرنگ	شیرنگ
۱۰۱	۲	سوائے	سوائے
۱۰۱	۵	جو	جون
۱۰۵	۳	درد	دردی
۱۱۲	۱۳	اُس	اِس
۱۲۶	۱۹	لطف و کرم	لطف کرم
۱۳۶	۱۵	منشی جمیل صاحب	منشی جمیل الدین صاحب
۱۳۷	۱۳	کشتی	گشتی
۱۴۰	۵	نامزد ہونکا	نامزد ہونکا
۱۴۱	۹	یعنی	معنی
۱۴۳	۲۱	و عاتے	و عاتے

صحنه نامه سخن باکی

صحیح

فلاط

سطر

صفحه

۱۲۵۵ ۶۱۸۵۹	۱۲۵۵ ۶۱۸۵۹	۹	۱
ناقد	ناقد	۷	۲
زمانیت	زمانیت	۱۲	۳
لغت	لغت	۱۲	۴
لغت	لغت	۱۱	۵
زار	زار	۱۳	۶
کاربر کام	کاربر کام	۱۸	۷
یسیر	یسیر	۶	۸
عزت	عزت	۶	۹
فرس	فرش	۱۵	۱۰
چربستی	چربستی	۲	۱۱
گرسنه و تشنه	گرسنه و تشنه	۸	۱۲
وفا	وفاق	۴	۱۳
ردیف	ردیف	۸	۱۴
نهین	یهین	۱۰	۱۵
همان هون تشنه	همان تشنه	۴	۱۶
اکسیر و کبریت	اکسیر کبریت	۱۴	۱۷

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲	۱۹	شہ	شہ
۱۲	۲۱	کبر	کبر
۱۶	۶	تاری	پاری
۱۶	۱۵	وضرب	ضرب
۱۶	۱۵	بشن	پشن
۱۷	۱۶	جست و چالاکی	جست چالاکی
۲۰	۲	رزم	رزم
۲۱	۱۱	سنبل	سنبل
۲۲	۱۲	سنبل و کاگل	سنبل کاگل
۲۳	۱۲	بتر	بتر
۲۵	۱	رو	رو
۲۶	۱۷	حینون	حسینون
۲۸	۵	مشکشا	مشکشا
۲۹	۳	فدائی	خداے
۳۲	۱۲	نقش	نقش
۳۶	۱۹	لاترکوا	لاترکوا
۳۷	۲	ہند	ہند
۳۷	۷	یادر	یادر
۳۹	۱۸	غمزاد	غمزاد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۳	۱۲	سج	سج
۴۶	۱۹	اتفاق حسن ہو	اتفاق حسن ہو
۴۸	۵	دیونہ کوئی ہو	دیونے کوئی
۴۸	۵	کرگدن	کرگدن
۴۹	۱۵	خنجر خنجر	خنجر خنجر
۵۰	۱۴	انکو	اسکو
۵۰	۲۱	احمد حیدر	احمد وحیدر
۵۱	۱۹	گوہر	عسکر
۵۳	۱۷	بل	پل
۵۴	۵	طبعی	طبعی
۵۵	۸	بے	نے
۵۵		ریز	زیر
۵۸	۱۱	رکتے	رکتے
۵۸	۱۹	رکتے تھے	رکتی تھی
۶۰	۱۴	ہے	ہے
۶۰	۱۴	ہے	ہے
۶۷	۱۲	اتر	عتر
۷۲	۷	ایمان	دینا
۷۵	۱۱	بخت	بخت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۶	۱	دلیر	امیر
۷۷	۱۲	انگلشتری	انگلشتری
۷۹	۳	ہصما	ہصما
۷۹	۷	کھلتا	کھتا
۷۹	۸	نوبت	نوابت
۷۹	۱۰	ہمیناہ الاعمج	ہمیناہ الی جوج
۸۰	۶	پڑھتے	پڑھتے
۸۱	۱۱	۱۳۸۳	۱۳۸۳
۸۳	۷	ذہبت	ذہبت
۸۳	۱۰	نثار	نشا
۸۳	۱۰	جز	خبر
۸۶	۳	ابن	این
۸۷	۸	بند	پسند
۹۲	۹	آہ آہ آہ	آہ آہ
۹۲	۱۷	قصیر	تقصیر
۹۳	۱۲	جوئیت	جوئیت
۹۳	۲	نکوئیت	نکوئیت
۹۳	۱۵	پوئیت	پوئیت
۹۳	۱۵	گوئیت	گوئیت

صحت نامه انشای فرقانی

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
۱	۹	ممان	مشان	۲۴	۱۲	بر زعم	بر زعم
۳	۱۹	چتو	چون	۲۸	۸	بیاری	بیاری
۳	۲۰	عقونستم	عقونستم	۲۹	۸	پیشین	پیشین
۵	۹	اعلیٰ نظامه	اعلیٰ الشده	۳۰	۱۱	مقتدای	مقتدای
۵	۱۳	دیسلان	دیسلان	۳۱	۳	فوشش	فوشش
۶	۵	ذراع	ذراع	۳۱	۹	بر عادت	بر عادت
۹	۸	زاعد	زاعد	۳۱	۱۳	گرفت	گرفت
۱۱	۱	البل	البل	۳۲	۲	نبهد	نبهد
۱۲	۸	باغتران و عجز	باغتران و عجز	۳۵	۱	حد	حد
۱۳	۱۵	بر در اند	بر در اند	۳۴	۳	هرگز نمیند	هرگز نمیند
۱۳	۱۳	رد	رد	۳۴	۱۰	دزد	دزد
۱۵	۶	دار جهان	دار جهان	۳۴	۱۳	کبوه	کبوه
۱۵	۱	فندوده	فندوده	۳۴	۱۴	میان	میان
۱۵	۳۰	را حقار	را حقار	۳۴	۱۲	نمودار	نمودار
۱۶	۱۶	نودید	نودید	۳۴	۱۳	نفرندن	نفرندن
۱۶	۳	آمین	آمین	۳۴	۶	وازدون	وازدون
۱۶	۴	گذار	گذار	۳۴	۲	بر دو	بر دو
۱۶	۴	بکشاید	بکشاید	۳۴	۲	مسدود	مسدود
۱۶	۱۸	بن	بن	۳۴	۶	بوالعجبیا	بوالعجبیا
۱۸	۹	بیش	بیش	۳۴	۱۵	بنفزايد	بنفزايد
۱۹	۳	مالیت	مالیت	۳۴	۳	تامار	تامار
۱۹	۵	رنگ	رنگ	۳۴	۶	توان	توان
۱۹	۱۸	گزین	گزین	۳۴	۱۳	زهر حرنی	زهر حرنی
۲۰	۶	نار چار	نار چار	۳۴	۱۵	چنبر کرم کی	چنبر کرم کی
۲۰	۱۳	بیاری کی	بیاری کی	۳۴	۱۴	نفت	نفت
۲۲	۱۱	بیش	بیش	۳۴	۱۹	داند	داند
۲۲	۱۴	بار	بار	۳۴	۶	یاسن	یاسن
۲۳	۱۵	چودور	چودور	۳۴	۴	جز	جز
۲۳	۱۳	برنجشیدند	برنجشیدند	۳۴	۱۱	زهر	زهر
۲۵	۱	تان	تان	۳۴	۸	مستنج	مستنج
۲۶	۹	خبر	خبر	۳۴	۲۱	در سقار	در سقار
۲۶	۴	براسم	براسم	۳۴	۵	در سقار	در سقار

نیم	غلط	صحیح	نیم	غلط	صحیح
۶۶	۱۳	زنجوران	۱۰۱	۸	زنجوران
۶۷	۱۸	و قعا	۱۰۳	۴	و قعا
۶۸	۱۴	سرو	۱۰۳	۱۱	سرو
۶۸	۱۶	و صفا و از	۱۰۵	۱۰	و صفا و از
۶۹	۹	از که چشم	۱۰۵	۱۰	از که چشم
۶۹	۱۱	تا بخرد	۱۰۵	۱۱	تا بخرد
۷۱	۶	گرینم	۱۰۶	۱۱	گرینم
۷۲	۱۹	آزرد	۱۰۷	۱۱	آزرد
۷۵	۱۳	ورود و دو	۱۰۷	۸	ورود و دو
۷۶	۳	انج	۱۱۰	۱۳	انج
۷۶	۱۵	آو	۱۱۰	۱۳	آو
۷۷	۱۲	بشیت	۱۱۱	۱۹	بشیت
۷۷	۱۳	مقصود	۱۱۲	۶	مقصود
۷۸	۹	یادش	۱۱۳	۸	یادش
۸۰	۳	فجاسن	۱۱۳	۱۵	فجاسن
۸۱	۱۳	همسفر	۱۱۵	۷	همسفر
۸۵	۱۰	نبرو	۱۱۵	۱۱	نبرو
۸۶	۷	نگریند	۱۱۸	۳	نگریند
۸۷	۱۷	یقرت	۱۲۰	۷	یقرت
۸۷	۱۷	نزد	۱۲۱	۱۰	نزد
۸۷	۳	خدا	۱۲۱	۱۳	خدا
۸۸	۱۶	سپست	۱۲۲	۳	سپست
۸۹	۱۶	عکینان	۱۲۲	۳	عکینان
۹۰	۱۸	ایخی	۱۲۲	۳	ایخی
۹۰	۲	بیناه	۱۲۲	۳	بیناه
۹۰	۱۱	برجستم	۱۲۲	۳	برجستم
۹۳	۹	و ده آید	۱۲۲	۳	و ده آید
۹۷	۱۱	لقا	۱۲۲	۳	لقا
۹۷	۱۳	گو	۱۲۲	۳	گو
۹۸	۶	بیشتر از پیشتر	۱۲۲	۳	بیشتر از پیشتر
۱۰۰	۹	حزم	۱۲۲	۳	حزم
۱۰۰	۱۷	وسرا از غیر سپاری	۱۲۲	۳	وسرا از غیر سپاری
۱۰۱	۳	ایام	۱۲۲	۳	ایام

صحت نامہ دیوان تنہا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۷	زبان پھلنے	زبان کے پھلنے	۳۱	۷	یہ	پہ
۳	۳	پونچیا	پہونچا	۳۲	۹	بہ	رویف واو
۴	۱۳	کدہر	گذر	۳۲	۱۵	سنا	سے
۷	۱۴	ترے	پری	۳۴	۱۷	ہوئیں	ہوئی
۸	۸	خلقہ	خلقہ	۳۷	۴	کتے	کتے
۸	۱۸	پرتو	پرتو	۳۷	۲۰	دیر جتھے وان	دیر جتھے ان
۱۱	۶	بہم	ستم	۳۹	۱۷	الگن	الگن
۱۴	۱۸	فوج	نوح	۴۳	۱۳	سمجھاتی	سمجھاتی
۱۵	۲	نگلین	نگلین	۴۵	۲۱	یار	بار
۱۵	۸	لگے وہ	لگے جب وہ	۴۷	۹	پر	پر
۱۵	۱۴	پڑے	پری	۴۷	۱۸	کھل	گل
۱۷	۱۶	شیر مرثہ	تیر مرثہ	۵۸	۲۱	سرے محفل	سر محفل
۳۰	۷	ہوتا ہی نہ تھا	ہوتا نہ تھا	۵۹	۲۱	میرے	مرے
۳۱	۷	مین	مین	۶۳	۱۹	مل	نل

صحت نامہ متفقہ سرقہ

نام	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
فہرست کلیات فرقانی	اول	۳	جسمین	متفقین
سقدمہ	الغایت ۱۱	بالا ۷ صفحہ	کلام سرقانی	مقدمہ
فہرست قصائد دیوان فرقانی	دوم	سطر ۶ خانہ ۶	۱۲۵	۱۲۵
"	سوم	سطر ۶ خانہ ۶	گل حبذا	گل و حبذا
"	"	سطر ۹ خانہ ۳	راہرٹس	راہرٹس
فہرست غزلیات دیوان فرقانی	"	سطر ۶ خانہ ۴	خدا رود	خدا رود
"	چہارم	سطر ۶ خانہ ۴	دل پیمان	دل و پیمان
"	"	سطر ۱۰ خانہ ۴	این ابلا	این یا بلا
فہرست غزلیات دیوان شاکلی	اول	سطر ۱۳	میزان کا	میزان تھا
"	سوم	سطر ۲۵	حکومت ہو تو کیسے ہو	حکومت ہو تو کیسے ہو
"	چہارم	۱۲	میر	پیر
"	"	۲۰	مصرے	مصرے
فہرست قطعات تاریخی غیریہ				
دیوان شاکلی	اول	۱۱	۱۰۰۲	۱۰۰۲
سخن باکی	عنوان سبب	۲	سودائے	سودائے
سخن باکی فہرست نمٹا ارد	.	۲	موضوعہ	موضوع
"	.	۸	عد	عدل
غلط نامہ سخن باکی	دوم	سطر ۷ خانہ ۷	خدا کے	فدا کے

نام	صفحه	سطر	غلط	صحیح
غلط نامه	چهارم	سطر ۳	اندراج خان غلط	اندراج خان صحیح
سخن باکی		لغایت ۸	صحیح ہے	غلط ہے
"	"	سطر ۱۰	"	"
"	"	لغایت ۲۰	"	"
فہرست دیوان تنہا	۲	۸	مین ہی ہوں	مین بھی ہوں
"	"	۱۳	زمان	زبان
"	"	۲۰	مین ہی	مین بھی
قطعات تاریخ وفات	۶۷	۲	تیر غم ذرہ فانی	تیر غم کہ ذرہ فانی
و خاتمہ				
"	"	۴	عم پیوند	غم پیوند
"	"	۱۶	پادشاہ	پادشاہ
"	۷۳	۱۱	زین جہان	بقلم خفی کیجئے
"	۷۷	۵	سر میرا	گھر میرا
قطعات تاریخ وفات	۸۳	۱۶	خط	خط
و خاتمہ				
"	۸۶	۴	اس	اُس
"	۶۹-۶۸	بالا سے صفحہ	دیوان تنہا	
"	۷۳-۷۲			
"	۷۵ لغایت ۸۱			

معنون

بنام نامی و موش بایم

سامی هر سپهر مجید و اعتلا - قبله

حکمت و کعبه صفاتم معظم - مکرّم محترم جناب لوی

سید مهدی علی حسام مرحوم و مقصور مصنف کتاب حکایت

انتساب شیخه الجنان من شبهات الشیطان معروف بنیما

ثاقب و صدر نشین ایالت اسٹنٹ کلکتری و مجسری درجہ اولی و

رئیس شهر میرٹھ بیادگاری محبت مودت و مجالست و موانست آن هر دو

اخوین سعدین نموده آمد - یارب سویدای نظر صاحبان بصارت - و

هویدای دیدہ طالبان مهارت باد - بالنون والصاد الی یوم النہار

من العبد الضعیف المذنب الکثیر القاصی

سید محمد کرار حسین و حافی بقیہ اولاد

حضرت فرقانی کاتنگ فے

بلدہ الہ آباد ۱۳۲۳ھ

۱۹۰۵ء

کُلُّ حَقُّوقٍ

بِذَنْ رِيعٍ رَجِسْتَرِي

مَحْفُوظٌ

بیا دعا دود دل حریف
فرستد بر جود و حالت
مرد کا جو از ایام بین پیدا شد
مقام آورد که پور و عام

دنیا کے حوادت میں بچے اور غریب
چھ مہاد کا سنتے ہیں احوال عجیب

نادیاں تیل موتیں اور آلود
اور عزیزانی ہوں بچہ نصیب

باب سے جو اور دل سے بھجور
تدبیر سے لغو و تولد

پیر و شاہید یاد ہے صبر و شکر
فرزند صغیر نے بھی بچہ جو

افسوس نہ الہی افسوس نہ الہی
اور از سر عودات سے دل لبر آتا

پیر و شکر عزیز یاد رہو گئے
سچ ہو میں بے غم نہ رہا البتہ

اور صحبت اجاب ہے ہر ہم افسوس
اولاد حوالہ تو لفظ کی دیکھو

پیر و شکر عزیز یاد رہو گئے
سچ ہو میں بے غم نہ رہا البتہ

اور صحبت اجاب ہے ہر ہم افسوس
اولاد حوالہ تو لفظ کی دیکھو

پیر و شکر عزیز یاد رہو گئے
سچ ہو میں بے غم نہ رہا البتہ

اور صحبت اجاب ہے ہر ہم افسوس
اولاد حوالہ تو لفظ کی دیکھو

پیر و شکر عزیز یاد رہو گئے
سچ ہو میں بے غم نہ رہا البتہ

اور صحبت اجاب ہے ہر ہم افسوس
اولاد حوالہ تو لفظ کی دیکھو

پیر و شکر عزیز یاد رہو گئے
سچ ہو میں بے غم نہ رہا البتہ